دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیر نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کے ساتھ

مدلل مکمل

کفایت المفتی

مع عنوانات

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ

www.ahlehaq.org

دار الاشاعت
[illegible]
کراچی [illegible]

دارالافتا جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیرِ نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

مُدلّل، مکمّل

کِفایتُ المُفتی

مفتیِ اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کِفایتُ اللہ دِہلوی رحمہ اللہ

جلدِ سوم

کِتابُ الصلوٰۃ

www.ahlehaq.org

دارالاشاعت اُردو بازار کراچی
فون: 021-2213768

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

اس جدید تخریج و ترتیب و عنوانات اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ حقوق
باقاعدہ معاہدہ کے تحت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء شکیل پریس کراچی۔
ضخامت : 3780 صفحات در ۹ جلد مکمل

www.ahlehaq.org

……… ملنے کے پتے ………

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26 نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

نحمدُاللہ العلی العظیم ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم ط

امّا بعد۔ یہ کفایت المفتی کی جلد سوم قارئین کے پیشِ نظر ہے۔ جلد اوّل کے دیباچے میں عرض کیا گیا تھا کہ جو فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اوّل وہ فتاویٰ جو مدرسہ امینیہ کے رجسٹروں میں سے لیے گئے ہیں۔ ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المستفتی پر نمبر بھی ہے اور مستفتی کا نام و مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ جواب دیگر کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔ دوسرے وہ فتاویٰ جو سہ روزہ الجمعیۃ سے لیے گئے ہیں ان میں لفظ سوال کے نیچے اخبار کا حوالہ دیا گیا ہے۔ تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کیے گئے یا مطبوعہ کتب میں سے لیے گئے۔

لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کُل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سیریل نمبر ہے۔ یہ جلد سوم جو آپ کے پیشِ نظر ہے اس میں درج شدہ فتاویٰ کی اقسام کی تفصیل یہ ہے۔

رجسٹروں سے ۴۴۷ الجمعیۃ سے ۱۳۷ متفرق ۲۰۱ کُل ۷۸۶

کفایت المفتی جلد اوّل و دوم و سوم کے کُل فتاویٰ کی تعداد پندرہ سو اکسٹھ ہوئی۔

اب انشاء اللہ جلد چہارم آئے گی جو کتاب الجنائز سے شروع ہوتی ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین

احقر حفیظ الرحمان واصف

www.ahlehaq.org

www.ahlehaq.org

فہرست عنوانات

کتاب الصلوٰۃ

پہلا باب

اذان و تکبیر

۱ نماز کے علاوہ کن مواقع پر اذان کہنا جائز ہے؟ ۴۵
۲ فرض نماز کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے .... ″
۳ اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا ۴۶
۴ اقامت میں دائیں یا بائیں مڑنے کا حکم .... ″
۵ نابالغ لڑکے کی اذان کا حکم .... ″
۶ اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ۴۷
۷ اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھے چومنا .... ″
۸ اقامت کے لئے کوئی جگہ متعین نہیں .... ″
۹ جواب دیگر .... ″
۱۰ اقامت میں بوقت کلمہ شہادت امام کا پیٹھ پھیرنا ۴۸
۱۱ اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا .... ″
۱۲ بے نماز اور غلیظ شخص کو مؤذن بنانا درست نہیں .... ″
۱۳ اذان سے پہلے یا بعد میں نقارہ بجانا درست نہیں ۴۹
۱۴ اذان کے بعد پیتل کی تختی بجانا بدعت ہے .... ″
۱۵ اذان و اقامت کے اختتام پر ”محمد رسول اللہ!! کا اضافہ .... ″
۱۶ فوٹو گرافر کے اذان کہنے سے نماز مکروہ نہیں ہوتی ۵۰
۱۷ اقامت میں ”حی علی الصلوۃ“ پر کھڑا ہونا مستحب ہے .... ″
۱۸ رفع وبا کے لئے اذان کہنا مباح ہے ۵۱
۱۹ اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھے چومنا .... ″
۲۰ اذان کے بعد جماعت کے لئے گھنٹہ بجانا مکروہ ہے .... ″
۲۱ اذان کے لئے اسپیکر کا استعمال مباح ہے ۵۲
۲۲ امام مصلے پر کب کھڑا ہو؟ .... ″

www.ahlehaq.org

مضمون	صفحہ
۲۳ امام اور مقتدیوں کا شروع اقامت میں کھڑے ہونا	۵۳
۲۴ تکبیر اولیٰ میں شرکت کی حد	″
۲۵ اذان کا جواب دینا سنت ہے	۵۴
۲۶ شہادتین سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے	″
۲۷ اذان کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں	″
۲۸ اذان کے بعد نماز کے لئے بلانا تثویب میں داخل ہے	″
۲۹ جماعت کے وقت مؤذن کا بآواز بلند درود پڑھنا	۵۵
۳۰ مؤذن کی موجودگی میں دوسرے شخص کا اذان کہنا	۵۶
۳۱ شہادتین سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے	۵۷
۳۲ سوال مثل بالا	″
۳۳ جواب دیگر	۵۸
۳۴ اذان فجر کے بعد لوگوں کو نماز کے لئے بلانا	″
۳۵ ایک شخص کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے	۶۰
۳۶ اذان کے بعد دعا میں "والدرجۃ الرفیعۃ" اور "وارزقنا شفاعتہ" کا اضافہ	″
۳۷ رمضان المبارک میں نماز مغرب کو تاخیر سے پڑھنا	۶۱
۳۸ اذان میں روافض کی طرف سے کیا گیا اضافہ ثابت نہیں	″

دوسرا باب

اوقات نماز

مضمون	صفحہ
۳۹ نماز فجر، ظہر اور عصر کا مستحب وقت کیا ہے؟	۶۲
۴۰ ظہر اور عصر کے وقت کی تحقیق	۶۳
۴۱ مثل اول کے نماز عصر کا حکم	″
۴۲ نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنا مکروہ ہے	۶۴
۴۳ عشاء کو کب تک مؤخر کر سکتے ہیں؟	″
۴۴ شفق ابیض کے غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھنا بہتر ہے	۶۵
۴۵ نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل پڑھنے کا حکم	″
۴۶ طلوع فجر کے بعد سنت کے علاوہ نوافل پڑھنا مکروہ ہے	″
۴۷ مسجد میں جماعت کی نماز کے لئے وقت مقرر کرنا	″

مضمون	صفحہ
۴۸ رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں	۶۶
۴۹ نماز جمعہ کا وقت ظہر کی طرح ہے	۶۷
۵۰ جماعت کے وقت جنازہ آجائے تو کس کو مقدم کیا جائے؟	//
۵۱ مغرب کا وقت کب تک رہتا ہے؟	۶۸
۵۲ طلوع آفتاب زوال اور غروب کے وقت کوئی نماز جائز نہیں	//
۵۳ جواب دیگر	//
۵۴ رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھنا جائز ہے	۶۹
۵۵ وقت عصر کے بارے میں چند سوالات	//
۵۶ نمازیوں کی آسانی کے لئے جماعت کا وقت مقرر کرنا بہتر ہے	۷۰
۵۷ دو نمازوں کو اکٹھے وقت میں پڑھنا جائز نہیں	۷۱
۵۸ اذان و جماعت میں کتنا وقفہ کیا جائے؟	//
۵۹ نماز فجر سورج طلوع ہونے کے بعد قضاء کی جا سکتی ہے	//
۶۰ غروب آفتاب کے کتنی دیر بعد عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے؟	۷۲

تیسرا باب

امامت و جماعت

فصل اول: امامت	//
۶۱ نابالغ کی امامت کا حکم	//
۶۲ (۱) کشتی دیکھنے والے کی امامت	//
(۲) حنفیوں کو مشرک کہنے والے غیر مقلد کی امامت کا حکم	//
۶۳ مسجد میں امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے؟	۷۳
۶۴ بغیر شرعی عذر کے پہلے امام کو معزول کرنا درست نہیں	۷۴
۶۵ غلط خواں کی امامت	۷۵
۶۶ جھوٹ بولنے والے تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز کا حکم	۷۶
۶۷ ضالین کو ظالین پڑھنے والے کی امامت	//
۶۸ امامت کی اجرت لینا جائز ہے	۷۷
۶۹ صرف ٹوپی پہن کر امامت کرانا جائز ہے	//
۷۰ حالت جنابت میں نماز پڑھانے والے کا حکم	//

www.ahlehaq.org

مضمون	صفحہ
۷۱ امام کا "در" یا محراب کے اندر کھڑا ہونا	۷۸
۷۲ خواہ مخواہ امام سے اختلاف نہ کیا جائے	"
۷۳ ڈاڑھی کٹانے والے اور مسائل سے ناواقف کی امامت مکروہ ہے	۷۹
۷۴ تہبند باندھ کر نماز پڑھانا جائز ہے	"
۷۵ (۱) اس نابینا کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے جو طہارت میں محتاط ہو	۸۰
(۲) نابینا حافظ کے پیچھے تراویح کا حکم	"
(۳) چوغہ پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے	"
۷۶ منکر رسالت کو امام بنانا جائز نہیں	"
۷۷ غلط پیشے سے تائب متقی اور پرہیزگار کی امامت	"
۷۸ تراویح میں پختہ حفظ والے حافظ کو امام بنایا جائے	۸۱
۷۹ عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت	"
۸۰ پندرہ سال کی عمر والے کے پیچھے نماز جائز ہے	۸۲
۸۱ شہوت پرست مبتدع کے پیچھے نماز کا حکم	"
۸۲ بدعتی پیر کے موحد خلیفہ کے پیچھے نماز کا حکم	"
۸۳ جو امام "قاف" کا مخرج ادا نہ کر سکے	۸۳
۸۴ تعویذ گنڈے کرنے اور فال نامے دیکھنے والے کی امامت	"
۸۵ ڈاڑھی منڈے سے خود کو بہتر کہنے والے کی امامت	۸۴
۸۶ غیر مختون کی امامت کا حکم	"
۸۷ جوا کھیلنے والے اور والدین کے نافرمان کی امامت	"
۸۸ غسال کے پیچھے نماز جائز ہے	۸۵
۸۹ غلط پڑھنے والے کی اقتدا کا حکم	"
۹۰ غیر شرعی فعل کے مرتکب شخص کی امامت	۸۶
۹۱ مؤذن اور خادم کے فرائض	"
۹۲ امام مقرر کرنا متولی کا حق ہے	"
۹۳ افیون اور پوست پینے والے کی امامت	۸۷
۹۴ امام وقت پر نہ پہنچے تو دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے	"
۹۵ بلا وجہ شرعی امام سے اختلاف نہ کیا جائے	۸۸

www.ahlehaq.org

مضمون	صفحہ
۹۶ ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے	۸۸
۹۷ ذبح کرنے والے کی امامت	〃
۹۸ میت کو غسل دینے والے کو امام مقرر کرنا کیسا ہے ؟	۸۹
۹۹ بد چلن بیٹی والے کی امامت	۹۰
۱۰۰ (۱) یزید پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں ؟	۹۱
(۲) خود کو یزید جیسا کہنے والے کی امامت	〃
(۳) حضرت حسینؓ کی طرف منسوب ایک روایت	〃
۱۰۱ مسائل سے واقف' پیشہ ور شخص کی امامت	〃
۱۰۲ (۱) شافعی مذہب چھوڑ کر حنفی بننے والے کی اقتدا کا حکم	〃
(۲) شافعی مذہب والے کے پیچھے حنفی کی اقتدا	〃
(۳) صبح کی نماز میں شافعی امام کے پیچھے حنفی قنوت پڑھیں یا نہیں ؟	〃
(۴) جہاں اکثر مقتدی حنفی ہوں تو شافعی امام کس طرح نماز پڑھائے ؟	۹۲
۱۰۳ ضرورت کی بنا پر امام اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے	〃
۱۰۴ بیٹی کی بد کرداری پر راضی ہونے والے کی امامت کا حکم	۹۴
۱۰۵ (۱) ختم قرآن کی اجرت لینے والے کی امامت	۹۵
(۲) دم اور تعویذ کی اجرت لینا جائز ہے	〃
۱۰۶ امام سے عمامہ باندھ کر نماز پڑھانے کا مطالبہ درست نہیں	〃
۱۰۷ امام کی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کو امامت کا حق نہیں	۹۶
۱۰۸ ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے	〃
۱۰۹ ابدعات شنیعہ کے مرتکب کی امامت کا حکم	〃
۱۱۰ نیک اور صالح ولد الزنا کی امامت کا حکم	۹۷
۱۱۱ ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے	〃
۱۱۲ بد کردار امام کو معزول کرنا جائز ہے	〃
۱۱۳ جو عالم حافظ و قاری ہو' وہ زیادہ حق دار ہے	۹۸
۱۱۴ زیادہ عمر والے متقی عالم کو امام بنانا افضل ہے	〃
۱۱۵ اختلاف کے وقت کثرت رائے سے امام مقرر کرنا چاہئیے	۹۹
۱۱۶ ڈاڑھی منڈے کے پیچھے نماز مکروہ ہے	〃

www.ahlehaq.org

مضمون	صفحہ
۱۱۷ زبردستی امام بننا درست نہیں..........	۹۹
۱۱۸ چوری کی سزا کاٹنے والے کی امامت..........	۱۰۰
۱۱۹ ہیجڑے کی امامت کا حکم..........	۱۰۱
۱۲۰ بدعتی کی امامت مکروہ ہے..........	״
۱۲۱ نامرد کی امامت جائز ہے..........	״
۱۲۲ (۱) مسجد کو دھرم شالہ اور امام کو پنڈت کہنے والے کی امامت..........	״
(۲) غیر محرم کنواری لڑکی رکھنے والے کی امامت..........	״
(۳) بلاوجہ امام کو گالیاں دینے والے فاسق ہیں..........	״
۱۲۳ شراب پینے اور خشخشی ڈاڑھی رکھنے والے کی امامت..........	۱۰۳
۱۲۴ میت کو غسل دینے والے کی امامت..........	״
۱۲۵ سودی کاروبار کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے..........	״
۱۲۶ جس کی بیوی کسی اور کے پاس چلی گئی اس کی امامت..........	۱۰۴
۱۲۷ (۱) بدچلن بیوی رکھنے والے کی امامت..........	״
(۲) ولد الزنا کے پیچھے نماز کا حکم..........	״
۱۲۸ نیک اور صالح ولد الزنا کی اقتدا کا حکم..........	״
۱۲۹ امام کی اجازت کے بغیر نماز نہ پڑھی جائے..........	۱۰۵
۱۳۰ مسائل سے ناواقف اور جھوٹ بولنے والے حافظ کی امامت..........	״
۱۳۱ فسق کی تعریف اور اس کی امامت کا حکم..........	״
۱۳۲ (۱) دوران تقریر امام کا منبر پر گالیاں نکالنا..........	۱۰۶
(۲) بلاوجہ امام کی مخالفت نہ کی جائے..........	״
(۳) احکام شرعیہ سے ناواقف کے فیصلے کا حکم..........	״
(۴) تراویح پڑھانے والے کی دودھ سے خدمت..........	״
۱۳۳ آدھی آستین والی قمیص میں نماز کا حکم..........	۱۰۷
۱۳۴ تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز جائز ہے..........	״
۱۳۵ غلط افعال والے کی امامت..........	۱۰۸
۱۳۶ تراویح پڑھانے والے کو روپے [illegible] دینا..........	۱۰۹
۱۳۷ (۱) امام حافظ نہ ہو تو تراویح کے لئے حافظ کو مقرر کیا جائے..........	״

مضمون	صفحہ
(۲) صحیح کی موجودگی میں نابینا کی امامت	۱۰۹
۱۳۸ کم علم اور متکبر امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے	۱۱۰
۱۳۹ (۱) امامت کے لئے کیسا شخص مناسب ہے؟	۱۱۲
(۲) جس کی عورتیں پردہ نہ کریں اس کی امامت	〃
۱۴۰ منکر شفاعت اور قادیانی کو کافر نہ سمجھنے والے کی امامت	〃
۱۴۱ بے نکاحی عورت رکھنے والے اور سینما دیکھنے والے کی امامت	۱۱۳
۱۴۲ (۱) مرزائیوں سے تعلقات رکھنے والے کی امامت	۱۱۴
(۲) مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی	〃
(۳) کچی مسجد کو گرا کر پختہ بنانا	〃
(۴) جس میں صلاحیت نہ ہو اس کو معزول کیا جائے	〃
۱۴۳ (۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے	۱۱۵
(۲) تماشے اور سینما دیکھنے والے کی امامت	〃
۱۴۴ امامت کا حق کس شخص کو ہے	〃
۱۴۵ (۱) جذام والے شخص کے پیچھے نماز کا حکم	۱۱۶
(۲) نابالغ کی امامت تراویح میں بھی جائز نہیں	〃
۱۴۶ غیر مقلد کے پیچھے نماز کا حکم	〃
۱۴۷ یتیموں کا مال کھانے والے شخص کی امامت	۱۱۷
۱۴۸ رشوت خور اور جھوٹ بولنے والے کی امامت	〃
۱۴۹ امام نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے	۱۱۸
۱۵۰ جس سے اکثر نمازی ناراض ہوں اس کی امامت کا حکم	〃
۱۵۱ فعل بد کرنے والے کی اقتداء کا حکم	۱۱۹
۱۵۲ بدکردار امام جس سے اکثر مقتدی ناراض ہوں	〃
۱۵۳ ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے	۱۲۰
۱۵۴ قعدہ اولیٰ میں درود پڑھنے والے کی اقتدا	۱۲۱
۱۵۵ جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت	〃
۱۵۶ مسائل سے ناواقف اور ناغہ کرنے والے کی امامت	〃
۱۵۷ صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا	۱۲۲

مضمون	صفحہ
۱۵۸ حافظ قرآن ناظرہ خواں سے افضل ہے	۱۲۲
۱۵۹ سوال متعلقہ صحت امامت	〃
۱۶۰ امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے؟	۱۲۳
۱۶۱ زنا کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے	۱۲۴
۱۶۲ رشوت دینے اور بینک کرنے والے کی امامت	〃
۱۶۳ جواب دیگر	〃
۱۶۴ جواب دیگر	〃
۱۶۵ بھنگ و افیون کھانے والے کی امامت	۱۲۵
۱۶۶ جس نے سنتیں نہ پڑھی ہوں تو وہ نماز پڑھا سکتا ہے	〃
۱۶۷ پابند شریعت عالم کو امام بنانا افضل ہے	〃
۱۶۸ استحقاق امامت کس کو ہے؟	۱۲۶
۱۶۹ (۱) غلط پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم	〃
(۲) امام مسجد نماز پڑھانے کا زیادہ حق دار ہے	〃
۱۷۰ جس کی بیوی زانیہ ہو اس کی امامت	۱۲۷
۱۷۱ ناظرہ کے پیچھے حافظ کی نماز درست ہے	〃
۱۷۲ برص والے شخص کی امامت	〃
۱۷۳ جواری کو امام بنانا کیسا ہے؟	۱۲۸
۱۷۴ نماز جنازہ پڑھانے کا حق امام مسجد کو ہے	〃
۱۷۵ داڑھی کاٹنے والے کی امامت	〃
۱۷۶ (۱) تعزیہ بنانے والے کی امامت	۱۲۹
(۲) سگریٹ پینے والے اور محفل میلاد کرنے والے کی امامت	〃
۱۷۷ (۱) بذریعہ مشین ذبح کئے ہوئے بکرے کا گوشت بیچنے والے کی امامت	〃
(۲) قصاب کا امام بنانا کیسا ہے؟	〃
(۳) کچے چمڑے کے تاجر کی امامت	〃
(۴) جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت	〃
(۵) نشہ کرنے اور گالی دینے والے کی امامت	〃
(۶) امام جس سے مقتدی ناخوش ہوں	〃

مضمون	صفحہ
(۷) فاسق وفاجر کی اقتداء کا حکم	۱۲۹
(۸) فاسق وفاجر کا زبردستی امام بننا	″
۱۷۸ ایک چشم کی امامت	۱۳۱
۱۷۹ بلا وجہ شرعی امام کے پیچھے نماز کا ترک	″
۱۸۰ بغیر عمامہ ٹوپی کے ساتھ نماز	۱۳۲
۱۸۱ دوسرے مذہب والے کی اقتداء کا حکم	″
۱۸۲ امام کا مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہونا	۱۳۳
۱۸۳ مجاور کی امامت	″
۱۸۴ پابندی سے نماز نہ پڑھنے والے کی امامت...	″
۱۸۵ پیش امام کی تعظیم و تکریم واجب ہے	۱۳۴

فصل دوم : جماعت

مضمون	صفحہ
۱۸۶ مسجد میں تکرار جماعت کا حکم	″
۱۸۷ جماعت سے ہٹ کر الگ نماز پڑھنا	″
۱۸۸ جماعت اعادہ میں نئے آنے والے کی شرکت درست نہیں	۱۳۵
۱۸۹ جماعت میں عورتیں اور بچے کہاں کھڑے ہوں؟	″
۱۹۰ مرتکب کبیرہ کی امامت	۱۳۶
۱۹۱ مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے	″
۱۹۲ مسجد میں تکرار جماعت کا حکم	۱۳۷
۱۹۳ مسجد میں دو جماعت کے متعلق ایک استفسار	″
۱۹۴ مجذوم جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟	″
۱۹۵ دوسرے قعدہ میں ملنے والے کو جماعت کا ثواب ملتا ہے	۱۳۸
۱۹۶ اعادہ والی نماز میں نئے آنے والے شریک نہیں ہو سکتے	″
۱۹۷ امام چار رکعت پڑھ کر پانچویں کے لئے اٹھ گیا تو مقتدی کیا کریں؟	۱۳۹
۱۹۸ صف اول کی فضیلت...	″
۱۹۹ مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم	″
۲۰۰ (۱) سلام اول کے بعد اقتداء درست نہیں	۱۴۰
(۲) بدعتی کی امامت مکروہ ہے	″

مضمون	صفحہ
۲۰۱ عورتوں کی الگ جماعت جائز ہے یا نہیں؟	۱۴۱
۲۰۲ امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے	〃
۲۰۳ گھر میں نماز پڑھنے والے پر وعید	۱۴۲
۲۰۴ عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے	۱۴۳
۲۰۵ اشکال بر جواب بالا	〃
۲۰۶ (۱) مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے	۱۴۴
(۲) صرف ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے	〃
۲۰۷ مقتدی نے زید کی نیت کی بعد میں معلوم ہوا کہ بکر تھا تو نماز نہیں ہوئی	۱۴۵
۲۰۸ امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے	〃
۲۰۹ صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے	〃
۲۱۰ (۱) مسجد کی بالائی منزل پر جماعت کرنا	۱۴۶
(۲) دروں کے درمیان صف بنانا	〃
۲۱۱ جہاں امام مقرر ہو وہاں جماعت ثانیہ کا حکم	〃
۲۱۲ مسجد کے صحن میں نماز کا حکم	〃
۲۱۳ صف میں جگہ نہ ہو تو آنے والا کہاں کھڑا ہو	۱۴۷
۲۱۴ جماعت ثانیہ کا حکم	〃
۲۱۵ بوقت تراویح فرض کی جماعت کرنا	۱۴۸
۲۱۶ مسجد محلہ میں تکرار جماعت مکروہ ہے	〃
۲۱۷ محلہ کی مسجد میں دوسری جماعت کا حکم	۱۴۹

چوتھا باب

مسجد اور عید گاہ کے آداب

مضمون	صفحہ
فصل اول مسجد میں جنبی کا داخل ہونا	〃
۲۱۸ مسجد میں سوتے ہوئے شخص کو احتلام ہو جائے تو کیا کرے؟	〃
۲۱۹ جنبی صحن مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟	〃
فصل دوم مسجد کی کسی چیز یا زمین کو استعمال کرنا یا میت کو دفن کرنا	۱۵۰
۲۲۰ مسجد کے اندر تیمم کرنا	〃
۲۲۱ مسجد کی دری کا جلسہ میں استعمال	〃

مضمون	صفحہ
۲۲۲ مسجد کے پانی کا استعمال	۱۵۰
۲۲۳ تلاوت کے لئے مسجد کی بتی کا استعمال	۱۵۱
۲۲۴ مسجد کی زمین میں میت کو دفن کرنا	〃
۲۲۵ مسجد کی دریوں کو عیدگاہ میں استعمال کرنا	〃
فصل سوم: مسجد کے سامنے باجہ بجانا	۱۵۲
۲۲۶ مسجد کے قریب باجہ بجانا	〃
۲۲۷ مسجد کے قریب شور مچانا اور گانا بجانا	〃
۲۲۸ مسجد کے قریب گانے والوں کو روکا جائے	۱۵۳
۲۲۹ مسجد کے سامنے باجے وغیرہ بجاتے ہوئے گزرنا	۱۵۴
فصل چہارم زمین مغصوبہ یا غیر موقوفہ پر بنائی یا مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد	〃
۲۳۰ مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم	〃
۲۳۱ ہیجڑوں کی کمائی سے بنی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم	۱۵۵
فصل پنجم: مسجد میں یا سقف مسجد پر سونا قیام کرنا اور نماز پڑھنا	〃
۲۳۲ مسجد کے اوپر امام کے لئے کمرہ بنانا	〃
۲۳۳ مسجد میں سونا	〃
۲۳۴ خادم کا مسجد میں مستقل رہائش کرنا	۱۵۶
۲۳۵ مسجد میں رہائش کرنا	〃
۲۳۶ نمازیوں کا مسجد میں سونے کی عادت بنانا	۱۵۷
۲۳۷ (۱) مسجد کے برآمدے میں سونا	〃
(۲) مسجد میں سامان کے لئے صندوق رکھنا	〃
(۳) تعمیر کے لئے جمع شدہ چندہ کو امام و مؤذن کی تنخواہ میں دینا	〃
(۴) مسجد میں رات کو وظیفہ پڑھنا	〃
۲۳۸ مسافر کا مسجد میں سونا	۱۵۸
۲۳۹ مسجد کی چھت پر کھانا پکانا اور سونا	〃
۲۴۰ (۱) مسجد کے اندر نماز کا ثواب زیادہ ہے یا اوپر؟	۱۵۹
(۲) دروازوں کے درمیان صف بنانا	〃

مضمون	صفحہ
۲۴۱ (۱) گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز	۱۵۹
(۲) جمعہ کی سنتوں کے لئے "الصلوٰۃ قبل الجمعۃ" پکارنا	//
فصل ششم : حقوق متعلقہ مسجد	//
۲۴۲ قادیانیوں کا مسلمانوں کی مسجد میں جماعت کرنا	//
۲۴۳ حفاظت کی خاطر مسجد کو تالا لگانا	۱۶۰
۲۴۴ مسجد کی حفاظت مسلمانوں پر لازم ہے	۱۶۱
۲۴۵ محلے کی مسجد میں نماز افضل ہے	۱۶۳
۲۴۶ مسجد پر ملکیت کا دعویٰ باطل ہے	۱۶۳
۲۴۷ مکان کے اندر مسجد بنانا	//
۲۴۸ مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی	//
۲۴۹ "مسجد کی دیوار توڑ دی گئی" کہنا	۱۶۴
۲۵۰ مسجد کا پیسہ دوسری جگہ خرچ کرنا جائز نہیں	//
۲۵۱ مسجد کے بانی کو تولیت کا حق ہے	//
۲۵۲ مسجد کے کسی حصہ پر قبضہ کرنا جائز نہیں	۱۶۵
فصل ہفتم : مساجد میں غیر مسلموں کا داخلہ	//
۲۵۳ غیر مسلم مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟	//
فصل ہشتم : مسجد کے سامان کا فروخت کرنا یا منتقل کرنا	۱۶۶
۲۵۴ ویران مسجد کے سامان کا حکم	//
۲۵۵ (۱) مسجد کے ملبہ کا حکم	//
(۲) ہندوؤں سے تعمیر مسجد کا کام لینا	//
۲۵۶ مسجد کی تعمیر سے بچی ہوئی لکڑی کا حکم	۱۶۷
۲۵۷ تعمیر مسجد سے بچے ہوئے سامان کا حکم	//
۲۵۸ فاضل سامان کو فروخت کرنا	۱۶۸
فصل نہم : مسجد میں چندہ کرنا اور سوال کرنا	//
۲۵۹ نماز کے بعد مسجد میں چندہ کرنا	//
۲۶۰ سوال مثل بالا	۱۶۹

مضمون	صفحہ
۲۶۱ دوران خطبہ چندہ کا حکم	۱۶۹
۲۶۲ ایضاً	//
۲۶۳ فرض نماز کے بعد دعا سے پہلے چندہ کرنا	//
فصل دہم : مسجد میں بدبودار چیز کا استعمال	۱۷۰
۲۶۴ مسجد کی دیواروں کو روغن لگانا	//
۲۶۵ مسجد میں مٹی کے تیل والے لالٹین کا استعمال	//
۲۶۶ مسجد کو ہر قسم کی گندگی سے پاک رکھا جائے	//
۲۶۷ مسجد میں لیمپ جلانا	۱۷۱
فصل یازدہم : مسجد میں مکتب یا مدرسہ جاری کرنا	//
۲۶۸ مسجد میں مدرسہ جاری کرنا	//
۲۶۹ مسجد میں دینی کتابیں پڑھانا	۱۷۲
۲۷۰ بے سمجھ بچوں کو مسجد میں نہ پڑھایا جائے	//
فصل دوازدہم : استقبال قبلہ	۱۷۳
۲۷۱ مکہ سے دور رہنے والوں کے لئے جہت قبلہ کافی ہے	//
۲۷۲ استقبال قبلہ کا طریقہ	۱۷۴
۲۷۳ معمولی انحراف مفسد نماز نہیں	//
۲۷۴ قطب ستارے کے ذریعے سمت قبلہ کا تعین	//
۲۷۵ جس مسجد کا رخ قبلہ کی طرف درست نہ ہو	۱۷۵
۲۷۶ قبلہ سے معمولی انحراف	۱۷۶
۲۷۷ منحرف مسجد کا قبلہ درست کیا جائے	//
۲۷۸ قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلاف ادب ہے	۱۷۷
۲۷۹ جہت مسجد سے منحرف ہو کر نماز پڑھنا	//
۲۸۰ دور والوں کے لئے جہت قبلہ کافی ہے	//
فصل سیزدہم : جماعت خانہ و صحن و فنائے مسجد	۱۷۸
۲۸۱ مسجد سے ملحق دکان پر امام کے لئے حجرہ بنانا	//
۲۸۲ مسجد کی دکان پر امام کے لئے حجرہ کی تعمیر	۱۷۹

مضمون	صفحہ
۲۸۳ استنجا خانوں کے اوپر امام کے لئے جگہ بنانا	۱۷۹
۲۸۴ مسجد کے دروازے کے متصل بازار لگانا	۱۸۰
۲۸۵ صحن مسجد میں حوض اور استنجا خانہ بنانا	۸۳
فصل چہاردہم: مسجد کی دیواروں کو منقش کرنا یا آیت لکھنا یا کتبہ لگانا	۱۸۳
۲۸۶ مسجد کی قبلہ والی دیوار کو منقش کرنا	″
۲۸۷ مسجد کی دیواروں پر رنگین ٹائل لگانا	″
۲۸۸ (۱) مسجد کی دیواروں پر آیت قرآنی یا ترجمہ لکھنا	″
(۲) مسجد کی قبلہ والی دیوار پر نقش و نگار کرنا	″
۲۸۹ مسجد پر کتبہ لگانا	۱۸۴
فصل پانزدہم: مسجد میں نماز جنازہ	″
۲۹۰ بلا عذر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے	″
فصل شانزدہم: عید گاہ کے احکام	۱۸۵
۲۹۱ (۱) کافر کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز	″
(۲) مسجد کو منہدم کرانے والے گناہ گار ہیں	″
(۳) مسجد کو شہید کر کے دوسری جگہ مسجد بنانا	″
(۴) مسجد میں عید کی نماز پڑھنا	″
۲۹۲ عید گاہ میں فرض نماز پڑھنا جائز ہے	″
۲۹۳ عید گاہ میں نماز جنازہ پڑھنا	۱۸۶
۲۹۴ عید گاہ میں فٹ بال کھیلنا	″
۲۹۵ عید گاہ میں حائضہ اور جنبی داخل ہو سکتے ہیں	″
۲۹۶ عید گاہ میں نماز جنازہ کا حکم	″
۲۹۷ گاؤں میں متعدد جگہ نماز عید	۱۸۷
فصل ہفدہم: مسجد میں خرید و فروخت کرنا	″
۲۹۸ امام کا مسجد کے حجرے میں خرید و فروخت کرنا	″
فصل ہیجدہم: مسجد میں جلسہ یا وعظ و ترجمہ	″
۲۹۹ مسجد میں وعظ و تبلیغ کرنا	″

مضمون	صفحہ
۳۰۰ مسجد میں محفل میلاد کرنا	۱۸۸
۳۰۱ نماز عشاء کے بعد ترجمہ قرآن یا دینی کتاب سنانا	۱۸۹
۳۰۲ سنتوں اور نفلوں کے وقت کتاب سنانا	″
فصل نوزدہم: مسجد میں اکھاڑہ بنانا	۱۹۱
۳۰۳ مسجد میں اکھاڑہ کرنا جائز نہیں	″
۳۰۴ مسجد میں کھیل کودنا جائز ہے	۱۹۲
فصل بستم: متفرق مسائل	″
۳۰۵ عناد کی وجہ سے بنی ہوئی مسجد اور اس کے امام کے پیچھے نماز کا حکم	″
۳۰۶ مسجد میں جوتیاں رکھنا	۱۹۳
۳۰۷ (۱) جامع مسجد کسے کہتے ہیں؟	۱۹۴
(۲) نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا	″
۳۰۸ مسجد ہونے کے لئے کیا شرائط ہیں؟	″
۳۰۹ صحن مسجد میں دکان بنانا جائز نہیں	۱۹۶
۳۱۰ مسجد میں کھانا پینا اور سونا وغیرہ	۱۹۷
۳۱۱ مسجد پر ملکیت کا دعویٰ	″
۳۱۲ گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز	۱۹۸
۳۱۳ کافروں کے شور کی وجہ سے مسجد کی جماعت کو نہ چھوڑیں	″
۳۱۴ سوال مثل بالا	″
۳۱۵ ایضاً	″
۳۱۶ مسجد میں غیر مسلم بادشاہ کے لئے دعا مانگنا	۱۹۹
۳۱۷ (۱) قادیانی مسلمان نہیں	۲۰۰
(۲) مسجد کسی کی ذاتی ملک نہیں ہوتی	″
(۳) جھوٹے اور پروپیگنڈہ کرنے والے کی امامت	″
(۴) بلاوجہ کسی کو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے	″
(۵) مسجد میں سگریٹ نوشی اور چائے پارٹی	″
(۶) مسجد کے لئے دھوکہ دیکر چندہ کرنا	″
۳۱۸ (۱) مسجد کا احترام واجب ہے	۲۰۲

مضمون	صفحہ
(۲) مسجد میں کیا کیا نیک کام کرسکتے ہیں؟	۳۰۲
(۳) مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا	”
(۴) سوال مثل بالا	”
(۵) مسجد میں نعت خوانی اور مٹھائی کی تقسیم	”
(۶) جماعت کے بعد تنہا نماز پڑھیں	”
(۷) مشرک کے لئے دعائے مغفرت کرنا ممنوع ہے	”
(۸) بلند آواز سے درود پڑھنے کا حکم	”
(۹) تلاوت کرنا فرض نہیں سننا فرض ہے	”
(۱۰) مسجد کی دیوار پر دکاندار کا بورڈ لگانا	”
(۱۱) امام کو مقتدیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھنا چاہیے	”
(۱۲) کھڑے ہو کر صلوۃ و سلام پڑھنا	”
(۱۳) میلاد میں قیام کرنا بدعت ہے	”
(۱۴) چندہ کر کے قرآن خوانی کرنا	”
(۱۵) مسجد کی دیوار پر لگے ہوئے بورڈ کو اتارا جائے	”
۳۱۹ جواب مکرر	
۳۲۰ مسلمان حاکم پر مسجد کا انتظام لازم ہے	۳۰۵
۳۲۱ مسجد کے نیچے کی دکانوں کی آمدنی مسجد پر خرچ کی جائے	”
۳۲۲ مسجد میں بیٹھ کر حجامت بنوانا مکروہ ہے	”
۳۲۳ مسجد کے حصے کو گودام بنانا جائز نہیں	”
۳۲۴ مسجد کو مقفل کر کے بند کر دینا جائز نہیں	۳۰۶
۳۲۵ ضرورت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا	۳۰۷
۳۲۶ مسجد کے اندر حلقہ ذکر منعقد کرنا	۳۰۸
۳۲۷ نماز فجر کے بعد ترجمہ قرآن کا درس	”
۳۲۸ مسجد میں افطار اور شیرینی کی تقسیم	۳۰۹
۳۲۹ صبح کی نماز کے لئے چراغ جلانا	”
۳۳۰ مسجد میں میلاد کے اشعار پڑھنا	”
۳۳۱ سوال متعلقہ ذکر در مسجد	

مضمون	صفحہ
۳۳۲ مسجد کو پاک وصاف ستھرا رکھا جائے	۲۱۰
۳۳۳ زیر تعمیر مسجد میں جوتا پہن کر جانا	۲۱۲
۳۳۴ قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا	″
۳۳۵ احاطہ مسجد میں خرید وفروخت ممنوع ہے	″
۳۳۶ (۱) مسجد کے لئے ہندوؤں سے چندہ لینا	″
(۲) زیر تعمیر مسجد میں جوتوں سمیت گھومنا	″
۳۳۷ سودی رقم سے خریدی ہوئی دریوں پر نماز مکروہ ہے	۲۱۳
۳۳۸ (۱) تعمیر مسجد کے چندہ سے ذاتی مکان بنانا جائز نہیں	″
(۲) میت کا قرضہ پہلے ادا کیا جائے	″
۳۳۹ مسجد کو دھونا جائز ہے	۲۱۴
۳۴۰ ویران مسجد کو چاردیواری بنا کر بند کر دیا جائے	″
۳۴۱ مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے	۲۱۵

پانچواں باب

نماز جمعہ

مضمون	صفحہ
فصل اول احتیاط الظہر	″
۳۴۲ جہاں جمعہ شرعاً واجب ہو احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں	″
۳۴۳ احتیاط الظہر کے مجوزین کے جوابات	۲۱۶
۳۴۴ بعد نماز جمعہ احتیاط الظہر جائز نہیں	۲۱۷
۳۴۵ عربی خطبہ کا اردو میں ترجمہ کرنا	″
۳۴۶ جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر جائز نہیں	۲۱۸
۳۴۷ جمعہ کے بعد احتیاط الظہر ناجائز ہے	۲۱۹
۳۴۸ ایضاً	″
۳۴۹ متعدد جگہ جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم	۲۲۰
۳۵۰ قصبہ میں جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم	۲۲۴
فصل دوم شرائط جمعہ	۲۲۵
۳۵۱ قصبہ جس میں تھانہ یا تحصیل ہو جمعہ کا حکم	″
۳۵۲ دیہات میں جمعہ جائز نہیں	″

مضمون	صفحہ
۳۵۳ تحقیق جمعہ فی القری اور مصر و قریہ کبیر کی تعریف	۲۲۶
۳۵۴ تین ہزار کی آبادی اور فوجی چھاؤنی والی جگہ میں جمعہ	۲۲۹
۳۵۵ مسجد کے قریب جماعت خانہ بنانا	〃
۳۵۶ فتنہ کے خوف سے جمعہ جاری رکھنے کا حکم	۲۳۰
۳۵۷ (۱) مسجد کی تنگی کی وجہ سے مکان میں جمعہ پڑھنا	۲۳۱
(۲) فنائے مصر کی تعریف	〃
۳۵۸ گاؤں جس کے لوگ مسجد میں نہ سما سکیں، جمعہ کا حکم	۲۳۲
۳۵۹ جس گاؤں میں سو برس سے جمعہ ہوتا ہو	
۳۶۰ چھوٹی بستی میں جمعہ جائز نہیں	۲۳۳
۳۶۱ بستی والوں کا شہر جاکر جمعہ پڑھنا	〃
۳۶۲ مسجد کی تنگی کی وجہ سے میدان میں جمعہ پڑھنا	۲۳۴
۳۶۳ جہاں عرصہ سے جمعہ پڑھا جارہا ہو	〃
۳۶۴ ہندوستان میں جمعہ پڑھا جائے، احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں	۲۳۵
۳۶۵ جہاں کافی عرصہ سے جمعہ پڑھا جاتا ہو	
۳۶۶ ڈھائی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم	۲۳۶
۳۶۷ تیس گھر والے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں	۲۳۸
۳۶۸ جواب بالا پر اشکال اور اس کا جواب	〃
۳۶۹ کل آبادی کا مسلمان ہونا ضروری نہیں اور مصر کی مفتی بہ تعریف	۲۳۹
۳۷۰ ہندوستان میں جمعہ کی فرضیت	۲۴۰
۳۷۱ شہر اور قصبہ میں جمعہ پڑھا جائے، احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں	〃
۳۷۲ قریہ کبیرہ میں جمعہ کا حکم	〃
۳۷۳ جمعہ کے بارے میں چند سوالات کے جوابات	۲۴۲
۳۷۴ "لا جمعة ولا تشريق إلا في مصر جامع" کا مطلب	〃
۳۷۵ شرائط جمعہ کیا ہیں؟	〃
۳۷۶ (۱) ہندوستان میں جمعہ فرض ہے	۲۴۳
(۲) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں	〃
۳۷۷ ۳۵۰ گھر والی بستی میں جمعہ کا حکم	〃

مضمون	صفحہ
۳۷۸ سات ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم	۲۴۴
۳۷۹ ہندوستان میں جمعہ جائز ہے، احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں.	۲۴۵
۳۸۰ جس گاؤں میں پانچ سو گھروں اور اشیاء ضرورت مل جائیں، جمعہ کا حکم	۲۴۶
۳۸۱ ۸۶۵۰ والی آبادی میں تھانہ بھی ہو، جمعہ کا حکم	۲۴۷
۳۸۲ دوسو گھروں کی آبادی میں چالیس سال سے جمعہ ہوتی ہو، جاری رکھیں یا نہیں	〃
۳۸۳ تمیں آدمیوں میں جمعہ درست نہیں	۲۴۸
۳۸۴ چھوٹی آبادی میں جمعہ درست نہیں	〃
۳۸۵ چھوٹی بستیوں میں جمعہ جائز نہیں	۲۴۹
۳۸۶ (۱) شہر کی شرعی تعریف کیا ہے؟	〃
(۲) چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں.	〃
۳۸۷ ہندوستان میں جمعہ فرض ہے	۲۵۰
۳۸۸ دوسو آبادی والے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟	〃
۳۸۹ ۱۲۸۰ آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم	۲۵۱
۳۹۰ (۱) متعدد مساجد میں جمعہ جائز ہے	۲۵۲
(۲) جمعہ کے لئے کیا شرائط ہیں؟	〃
(۳) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کا حکم	〃
۳۹۱ ۲۵ گھر والی آبادی میں جمعہ کا حکم	۲۵۳
۳۹۲ اقامت جمعہ کے متعلق ایک خط کا جواب	〃
۳۹۳ جمعہ میں کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا ضروری ہے	۲۵۴
۳۹۴ (۱) شرائط جمعہ پائی جائیں تو جمعہ پڑھا جائے، احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں	〃
(۲) مصر اور فنائے مصر کی تعریف متعین ہے یا نہیں؟	〃
۳۹۵ جس گاؤں کو مرکزی حیثیت حاصل ہو، وہاں جمعہ کا حکم	۲۵۵
۳۹۶ (۱) ایک موضع میں اقامت جمعہ کی تحقیق	〃
(۲) مسلم بادشاہ نہ ہو، تو مسلمان اپنا امیر بنالیں	〃
(۳) ہندوستان میں جواز جمعہ کے لئے "شرح وقایہ" سے استدلال	〃
(۴) "عمدۃ الرعایۃ" کی طرف منسوب عبارت کا مطلب	〃
۳۹۷ موضع پیرجی میں جمعہ کا حکم	۲۵۶

مضمون	صفحہ
۳۹۸ ہندوستان کی بستیوں میں جمعہ کا حکم	۲۵۷
۳۹۹ ۲۰۰۰ سے زائد آبادی والے گاؤں میں جمعہ	〃
۴۰۰ مصر کی تعریف میں "مالا یسع اکبر مساجدہ" کی شرط	۲۵۸
فصل سوم : خطبہ واذان خطبہ	〃
۴۰۱ غیر عربی میں خطبہ خلاف سنت ہے	〃
۴۰۲ خطبہ میں حاکم وقت کا نام لیکر دعا کرنا	۲۵۹
۴۰۳ ہاتھ میں عصا لیکر خطبہ پڑھنا	۲۶۰
۴۰۴ اردو زبان میں خطبہ خلاف سنت متوارثہ ہے	〃
۴۰۵ اذان ثانی خطیب کے سامنے ہونی چاہیئے...	〃
۴۰۶ دیہاتی یا ادنیٰ آبادی میں جمعہ کا حکم	〃
۴۰۷ جمعہ وعیدین کا خطبہ فارسی میں پڑھنا مکروہ ہے	۲۶۲
۴۰۸ (۱) مسجد میں آتے ہی سنتیں پڑھیں جائیں	〃
(۲) اذان ثانی کا جواب زبان سے نہ دیا جائے	
(۳) خطبہ کا کچھ حصہ عربی میں اور کچھ اردو میں پڑھنا۔	〃
(۴) دوران خطبہ منبر سے ایک زینہ اتر کر پھر چڑھنا بدعت ہے	
۴۰۹ (۱) جو خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے	۲۶۳
(۲) امام کے ساتھ محراب میں کھڑے ہونا	〃
(۳) خطبہ میں حاکم وقت کا نام لینا	〃
۴۱۰ پہلے وعظ کر کے خطبہ عربی میں پڑھا جائے	۲۶۴
۴۱۱ خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ	〃
۴۱۲ غیر عربی میں خطبہ درست نہیں۔	〃
۴۱۳ ایضاً	۲۶۵
۴۱۴ ایضاً	
۴۱۵ ایضاً	
۴۱۶ اذان ثانی کے بعد دعا زبان سے نہ پڑھی جائے	۲۶۶
۴۱۷ بوقت خطبہ ہاتھ میں عصا لینا کیسا ہے ؟	〃
۴۱۸ سوال مثل بالا	۲۶۷

مضمون	صفحہ
۴۱۹ خطبہ میں بادشاہ وقت اور خادم الحرمین کے لئے دعا	۲۶۷
۴۲۰ خطبہ عربی میں اور مختصر ہونا چاہئے اور منبر پر پڑھا جائے	۲۶۸
۴۲۱ (۱) خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال مباح ہے	"
(۲) خطبہ عربی زبان میں ہونا چاہئے	"
۴۲۲ (۱) خطبہ اردو میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟	۲۶۹
(۲) خطبہ کی حقیقت کیا ہے؟	"
(۳) وعظ خطبہ سے پہلے ہو اور خطبہ عربی میں	"
(۴) نماز کے بعد انتشار فی الارض کا حکم اباحت کے لئے ہے	"
۴۲۳ غیر عربی میں خطبہ متوارث سنت کے خلاف ہے	۲۷۰
۴۲۴ اردو یا فارسی میں خطبہ پڑھنے کا حکم	"
۴۲۵ خطبہ سے پہلے وعظ کرنا جائز ہے	۲۷۱
۴۲۶ اذان ثانی خطیب کے سامنے دی جائے	"
۴۲۷ غیر عربی میں خطبہ سنت متوارثہ کے خلاف ہے	۲۷۲
۴۲۸ حضرت شاہ اسماعیل کا خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟	"
۴۲۹ اذان ثانی کا جواب اور دعا زبان سے نہ پڑھی جائے	"
۴۳۰ خطبہ جمعہ زیادہ طویل نہ ہو	۲۷۳
۴۳۱ (۱) خطبہ عبادت ہے یا نصیحت؟	۲۷۴
(۲) غیر عربی میں خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟	"
۴۳۲ (۱) اردو زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے	"
(۲) ترکی ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا	"
(۳) ابتداء خطبہ میں تعوذ و تسمیہ آہستہ پڑھی جائے	"
(۴) خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا لینا جائز ہے	
(۵) خطبہ میں منبر سے اترنا اور چڑھنا ثابت نہیں	
(۶) خطبہ سنتے وقت درود دل میں پڑھا جائے	
(۷) خطبہ کے دوران سنتیں پڑھنا جائز نہیں	"
(۸) مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی حرام ہے	"
۴۳۳ خطبہ عربی نثر میں پڑھا جائے	۲۷۶

مضمون	صفحہ
۴۳۴ عربی میں خطبہ مسنون ہے	۲۷۶
۴۳۵ (۱) خطبہ کا کچھ حصہ عربی اور کچھ اردو میں پڑھنا مکروہ ہے	۲۷۸
(۲) خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال	؍
۴۳۶ خطبہ سے پہلے یا بعد میں اس کا ترجمہ کرنا	؍
۴۳۷ خطبہ غیر عربی میں سنت متوارثہ کے خلاف ہے	۲۷۹
۴۳۸ خطبہ غیر عربی میں مکروہ ہے	۲۸۰
۴۳۹ اذان ثانی خطیب کے سامنے کہی جائے	؍
۴۴۰ خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنا جائز نہیں	؍
۴۴۱ خطبہ خالص عربی نثر میں پڑھا جائے	۲۸۱
۴۴۲ خطبہ میں بادشاہ اسلام کے لئے دعا	؍
۴۴۳ خطبہ سے پہلے وعظ کہنا درست ہے	؍
۴۴۴ بوقت خطبہ درود دل میں پڑھا جائے	۲۸۲
۴۴۵ (۱) خطبہ میں "اللهم ايد الإسلام" دعا پڑھنا	؍
(۲) خطبہ میں بادشاہ کا نام لیکر دعا کرنا	؍
(۳) جو صفات بادشاہ میں نہ ہوں نہ بیان کی جائیں	؍
(۴) غیر متبع شریعت حاکم کے لئے دعا کرنا	؍
(۵) بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے نعرے لگانا	؍
(۶) خطبہ میں دعا کے لئے کیسے لفظ ہونے چاہئیں	؍
۴۴۶ خطبوں کے درمیان میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا	۲۸۳
فصل چہارم تعطیل یوم جمعہ	؍
۴۴۷ جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو وہاں خرید و فروخت کی ممانعت نہیں	؍
۴۴۸ اذان جمعہ سے پہلے کاروبار جائز ہے	؍
۴۴۹ اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت ممنوع ہے	۲۸۵
۴۵۰ اذان جمعہ سے پہلے زبردستی بازار بند کرانا	؍
فصل پنجم : مصافحہ بعد جمعہ و عیدین	۲۸۶
۴۵۱ بعد نماز جمعہ و عیدین مصافحہ سنت نہیں	؍
فصل ششم : امامت جمعہ	؍

مضمون	صفحہ
۴۵۲ ہندو ریاست میں جمعہ کا قیام	۲۸۶
۴۵۳ نماز جمعہ میں سجدہ سہو کا حکم	۲۸۷
فصل ہفتم تعدد جمعہ	
۴۵۴ متعدد مساجد میں نماز جمعہ	〃
۴۵۵ متعدد جگہ جمعہ ہو تو مسجد محلّہ افضل ہے	۲۸۸
۴۵۶ شہر میں متعدد جگہ جمعہ جائز ہے	۲۸۹
۴۵۷ نماز جمعہ محلّہ کی مسجد میں افضل ہے	〃
۴۵۸ قریب قریب مساجد میں جمعہ کا حکم	۲۹۰
۴۵۹ ایک جگہ نماز جمعہ کا اجتماع افضل ہے۔	〃
۴۶۰ دہلی میں متعدد جگہ جُمعہ کا حکم	۲۹۱
فصل ہشتم: جمعہ کے نوافل مسنونہ	〃
۴۶۱ سنت جمعہ کے لئے "الصلوۃ قبل الجمعہ" پکارنا	〃
۴۶۲ بروز جمعہ زوال کے وقت نوافل پڑھنے کا حکم	〃
فصل نہم: مسافر کا جمعہ	۲۹۲
۴۶۳ سفر میں جمعہ و عیدین واجب نہیں	〃
فصل دہم: عورتوں کے لئے جمعہ و عیدین	〃
۴۶۴ عورتوں کے جمعہ میں شریک ہونے کا حکم	〃
۴۶۵ سوال مثل بالا	〃
چھٹا باب نماز عیدین	
۴۶۶ شافعی امام کے پیچھے حنفی کے لئے تکبیرات زوائد کا حکم	۲۹۳
۴۶۷ نماز عید میدان میں ادا کرنا سنت ہے	〃
۴۶۸ عورتوں پر نماز عید واجب نہیں	۲۹۴
۴۶۹ نماز عید سے پہلے نوافل کا حکم	〃
۴۷۰ عید گاہ میں بلند آواز سے ذکر کرنا	۲۹۵
۴۷۱ نماز عید کھلے میدان میں پڑھنا سنت ہے	۲۹۶
۴۷۲ (۱) مسجد میں نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟	〃

مضمون	صفحہ
(۲) [illegible]	۲۹۲
(۳) [illegible] ؟	〃
(۴) متعدد جگہ نماز عید جائز ہے۔	〃
(۵) حدود شہر سے کیا مراد ہے؟	〃
(۶) شہر کے اندر عیدگاہ میں نماز عید کا حکم	〃
(۷) "فتاویٰ عبدالحیٔ" کی عبارت کی تحقیق	〃
۴۷۳ عورتوں کا عیدگاہ میں نماز کے لئے جانا کیسا ہے؟	۲۹۸
۴۷۴ دوران خطبہ چندہ کا حکم۔ .	〃
۴۷۵ خطبہ کے وقت تکبیر کے بارے میں "عالمگیری" کی عبارت کا مطلب........	〃
۴۷۶ عیدین کی نماز کے بعد دعا........................	۲۹۹
۴۷۷ (۱) دعا نماز عید کے بعد ہو یا خطبہ کے بعد........................	۳۰۰
(۲) جمعہ و عید کے دن [illegible]	〃
(۳) ہندوؤں سے مٹھائی خرید کر کھانا کیسا ہے؟	〃
۴۷۸ جمعہ و عیدین میں سہو کا حکم	
۴۷۹ (۱) عورتوں کا عیدین میں حاضر ہونا جائز ہے؟	〃
(۲) عہد نبوی ﷺ اور صحابہ میں عورتیں عیدگاہ میں جاتی تھیں یا نہیں؟	
(۳) موجودہ دور میں عورتوں کا جمعہ و عیدین میں جانا کیسا ہے؟........................	〃
۴۸۰ عید کے دن گلے ملنا رسم ہے..	۳۰۲
۴۸۱ عیدالاضحیٰ جلد پڑھنا بہتر ہے...	
۴۸۲ عیدگاہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ نماز عید پڑھنا	۳۰۳
۴۸۳ عیدگاہ میں نماز عید پڑھنا افضل ہے	
۴۸۴ صحیح لفظ "عیدالاضحیٰ" ہے	〃
۴۸۵ (۱) نماز عید آبادی سے باہر میدان میں پڑھنا سنت ہے........................	۳۰۴
(۲) نماز عید کھلے میدان میں پڑھنا سنت متوارثہ ہے	〃
۴۸۶ سنت زندہ کرنے کا ثواب	
۴۸۷ شہر میں متعدد جگہ عید کا اجتماع	
۴۸۸ نماز عید میں سجدہ سہو کا حکم..	۳۰۵

مضمون	صفحہ
۴۸۹ تکبیر تشریق بلند آواز سے پڑھی جائے	۳۰۵
۴۹۰ نماز عید کے بعد تکبیرات تشریق کا حکم	〃
۴۹۱ شافعی امام کا دو مرتبہ نماز عید پڑھانا	۳۰۶
۴۹۲ نماز عیدین کے لئے اذان مسنون نہیں	〃
۴۹۳ نماز عید کے بعد مصافحہ کرنے کا حکم	〃
۴۹۴ عورتوں کا نماز عید کے لئے جانا جائز نہیں	۳۰۷
۴۹۵ نماز عید شہر سے باہر پڑھنا سنت ہے	〃
۴۹۶ عید الفطر کے دن سویاں پکانا محض رسم ہے	〃
۴۹۷ عید اور نکاح پڑھانے کی اجرت لینے والے کی امامت	〃
۴۹۸ نماز عید کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا جائز ہے	۳۰۸

ساتواں باب
سنن ونوافل

مضمون	صفحہ
فصل اول : سنت فجر	۳۰۸
۴۹۹ جماعت کے وقت سنت فجر کا حکم	〃
۵۰۰ جماعت ہو رہی ہو تو سنتیں کہاں پڑھی جائیں	۳۱۰
۵۰۱ جماعت شروع ہونے کے بعد آنے والے کے لئے سنت فجر کا حکم	۳۱۱
۵۰۲ سنت فجر رہ جائیں تو کب پڑھی جائیں؟	〃
۵۰۳ بوقت جماعت آنے والے کے لئے سنتوں کا حکم	〃
۵۰۴ فجر کی سنتیں رہ جائیں تو سورج نکلنے کے بعد پڑھی جائیں	۳۱۲
فصل دوم : احکام سنن ونوافل	〃
۵۰۵ بوقت جماعت آنے والے کے لئے سنتوں کا حکم	〃
۵۰۶ سلام کے بعد امام کے لئے محراب سے ہٹ کر سنتیں پڑھنا مستحب ہے	۳۱۳
۵۰۷ سنن ونوافل گھر میں پڑھنا مسنون ہے	〃
۵۰۸ نماز مغرب سے پہلے نوافل کیوں مکروہ ہیں	۳۱۴
۵۰۹ (۱) وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے	۳۱۵
(۲) مغرب اور عشاء کی سنتیں اور نوافل ثابت ہیں یا نہیں؟	〃
۵۱۰ سنتوں اور نوافل کی نیت کس طرح کریں؟	〃

مضمون	صفحہ
۵۱۱ وتر کے بعد نوافل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر	۳۱۶
۵۱۲ سنتوں کے لئے اذان کا انتظار ضروری نہیں	
۵۱۳ سنتیں گھر میں پڑھ کر آنے والے کے لئے تحیۃ المسجد کا حکم	〃
۵۱۴ فرضوں سے پہلے اور بعد میں سنتوں کی کیا حکمت ہے؟	۳۱۷
۵۱۵ (۱) جمعہ کی پہلی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھیں؟	〃
(۲) ظہر کی چار سنتیں رہ جائیں تو کس وقت پڑھیں؟	〃
(۳) فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھ سکتے ہیں	〃
۵۰۶ وتر سے پہلے دو رکعت نفل کا ثبوت	۳۱۸
۵۱۷ وتر کے بعد دو رکعت نفل ثابت ہیں	〃
۵۱۸ وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے	〃
۵۱۹ سنت مؤکدہ کے تارک کا حکم	۳۱۹
۵۲۰ نوافل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے	〃
۵۲۱ نفل کا ثواب فرض کے برابر نہیں	〃
۵۲۲ چند احادیث کا مطلب	〃
۵۲۳ جماعت کے وقت سنتیں پڑھیں یا نہیں؟	۳۲۱
۵۲۴ ظہر کی سنتیں پڑھتے وقت جماعت کھڑی ہو جائے تو کیا کرے؟	〃
۵۲۵ سنت پڑھے بغیر امامت کرا سکتا ہے	〃
۵۲۶ سنتیں کس وقت تک مؤخر کر سکتے ہیں؟	۳۲۲
۵۲۷ سنتوں اور نفلوں کے بعد دعا	〃
۵۲۸ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا بہتر ہے	〃
۵۲۹ ظہر کی سنتیں رہ جائیں تو پہلے دو پڑھے یا چار؟	۳۲۳
۵۳۰ جہاں سنتیں پڑھیں وہاں فرض پڑھنا جائز ہے	〃
فصل سوم : تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد	۳۲۴
۵۳۱ نماز فجر اور مغرب سے پہلے تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد کا حکم	〃
فصل چہارم : نماز استسقاء	〃
۵۳۲ استسقاء نماز ہے یا صرف دعا و استغفار	〃
۵۳۳ نماز استسقاء کا طریقہ	〃

صفحہ	مضمون
۳۲۵	۵۳۴ نماز استسقاء پرانے کپڑوں کے ساتھ میدان میں پڑھی جائے۔
۳۲۶	۵۳۵ (۱) نماز سے پہلے تین روزے رکھنا مستحب ہے
〃	(۲) نماز استسقاء کے لئے کوئی وقت مقرر ہے یا نہیں؟
〃	(۳) نماز استسقاء میں تکبیرات زوائد ہیں یا نہیں؟
۳۲۸	فصل پنجم صلوۃ الحاجۃ
〃	۵۳۶ صلوۃ الحاجۃ کا طریقہ
〃	فصل ششم تحیۃ الوتر
〃	۵۳۷ وتر کے بعد دو رکعت نفل ثابت ہے

آٹھواں باب

دعا بعد نماز

صفحہ	مضمون
۳۲۹	۵۳۸ سنن و نوافل کے بعد اجتماعی دعا ثابت نہیں
〃	۵۳۹ ایضاً
〃	۵۴۰ سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف پھرنے کی کیا وجہ ہے؟
۳۳۰	۵۴۱ فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کا حکم
〃	۵۴۲ نماز فجر و جمعہ کے بعد فاتحہ پڑھنے اور مصافحہ کا حکم
〃	۵۴۳ نماز کے بعد تین مرتبہ دعا کرنا بدعت ہے۔
۳۳۱	۵۴۴ ہر نماز کے بعد فاتحہ واخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کرنا۔
〃	۵۴۵ ایضاً
〃	۵۴۶ دعا بعد نماز عید ہے یا خطبہ کے بعد؟
۳۳۲	۵۴۷ دعا نماز کے بعد ہو یا خطبہ کے؟
۳۳۳	۵۴۸ فرض نماز کے بعد امام کس طرف منہ کر کے بیٹھے؟
〃	۵۴۹ مغرب کی نماز کے بعد مختصر دعا مانگی جائے۔
۳۳۴	۵۵۰ نماز کے بعد باآواز بلند کلمہ کا ورد
〃	۵۵۱ بعد نماز عید دعا ثابت ہے یا نہیں؟
〃	۵۵۲ دعا میں "حینا ربنا بالسلام" کا اضافہ...
۳۳۵	۵۵۳ امام سلام کے بعد کس طرف منہ کر کے بیٹھے؟

مضمون	صفحہ
۵۵۴ نماز کے بعد دعا کتنی دیر تک مانگی جائے	۳۳۵
۵۵۵ بعد نماز دعا میں " ربنا و تعالیت " کی زیادتی	۳۳۶
۵۵۶ فرض نماز کے بعد کتنی دیر دعا مانگی جائے "	″
۵۵۷ " اللهم یا واجب الوجود " کہہ کر دعا کرنا	″
۵۵۸ سنن و نوافل کے بعد دعا کے بارے میں مفصل بحث	″

نواں باب
مسافر کی نماز

مضمون	صفحہ
۵۵۹ وطن اصلی کب باطل ہوتا ہے ؟	۳۷۲
۵۶۰ (۱) جہاز کے ملازم کے لئے نماز کا حکم	۳۷۳
(۲) کار ڈرائیور کے لئے نماز کا حکم	″
۵۶۱ قریب قریب آبادیوں میں نماز کا حکم	
۵۶۲ مقیم مقتدی مسافر کے پیچھے بقیہ نماز کس طرح پڑھے ؟	۳۷۴
۵۶۳ ریلوے ڈرائیور کے لئے نماز کا حکم	۳۷۵
۵۶۴ انگریزی میل کے حساب سے مسافت سفر	″
۵۶۵ (۱) نماز کن صورتوں میں قصر کریں ؟	
(۲) جس راستہ پر چلے اس کا اعتبار ہوگا	″
(۳) وطن اقامت سے دورے پر جانے کا حکم	″
۵۶۶ سفر سے لوٹتے ہوئے اسٹیشن پر پہنچ کر نماز پوری پڑھے	۳۷۶
۵۶۷ ہمیشہ سفر پر رہنے والے کے لئے نماز کا حکم	″
۵۶۸ (۱) مقیم کے پیچھے مسبوق مسافر بقیہ نماز کس طرح پڑھے ؟	۳۷۷
(۲) مغرب کی نماز میں قصر نہیں	″
۵۶۹ (۱) مقیم مقتدی مسافر امام کے سلام کے بعد بقیہ نماز کیسے پڑھے ؟	
(۲) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کریں ؟	″
(۳) سفر میں سنتوں کا حکم	″
۵۷۰ ریلوے ڈرائیور سفر میں قصر پڑھے	۳۷۸
۵۷۱ (۱) سفر سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے	″
(۲) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ سلام پھیر کر باتیں کیں	″

مضمون	صفحہ
(۳) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟	۳۷۸
(۴) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کریں؟	″
۵۷۲ بحری جہاز کے اندر بیٹھے نماز کا حکم	۳۷۹
۵۷۳ جواب الجواب	۳۸۰

دسواں باب

قضاء نمازیں

مضمون	صفحہ
۵۷۴ قضائے عمری صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس کا طریقہ کیا ہے؟	۳۸۱
۵۷۵ فوت شدہ نمازوں کی قضاء ضروری ہے، توبہ کافی نہیں	۳۸۲
۵۷۶ فوت شدہ نمازوں کو کس طرح ادا کیا جائے؟	″
۵۷۷ قضائے عمری کی کوئی اصل نہیں	″
۵۷۸ عمر بھر کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟	۳۸۳
۵۷۹ عصر کے بعد فوت شدہ نمازیں پڑھنا جائز ہے	″
۵۸۰ قضائے عمری کا حکم اور فوت شدہ نمازوں کی ادائگی کا طریقہ	″
۵۸۱ پانچ سال کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟	۳۸۴
۵۸۲ قضائے عمری کی حقیقت	″
۵۸۳ قضائے عمری کا مروجہ طریقہ بے اصل ہے	۳۸۶
۵۸۴ کنویں سے مرا ہوا جانور نکلا تو پچھلی نمازوں کا کیا حکم ہے	″

گیارھواں باب

نماز وتر و دعائے قنوت

مضمون	صفحہ
۵۸۵ امام دعائے قنوت بھول گیا پھر رکوع کے بعد پڑھ کر سجدہ سہو کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟	″
۵۸۶ وتر میں دعائے قنوت سے پہلے رفع یدین کا ثبوت	۳۸۷
۵۸۷ وتر کے بعد دو رکعت نفل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے	″
۵۸۸ فرض امام کے ساتھ نہیں پڑھے تو وتر میں شامل ہو سکتا ہے یا نہیں؟	۳۸۸
۵۸۹ وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کیوں پڑھی جاتی ہے؟	″
۵۹۰ کچھ رکعات تراویح رہ جائے تو وتر کے بعد پڑھ لے	″
۵۹۱ وتر کی پہلی رکعت میں سورہ نصر اور دوسری میں اخلاص پڑھنا	″
۵۹۲ (۱) تارک واجب گناہ گار ہے	۳۸۹

مضمون	صفحہ
(۲) وتر واجب ہے یا نہیں؟	۳۸۹
(۳) وتر کا تارک گنہ گار ہے	″
(۴) عیدین کی نماز واجب ہے یا فرض؟	″
(۵) عیدین کا تارک گنہ گار ہے	″
۵۹۳ (۱) فرض واجب اور سنت کی تعریف کیا ہے؟ اور ان کے تارک کا کیا حکم ہے؟	۳۹۰
(۲) وتر کے تارک کا حکم	
۵۹۴ وتر کا ثبوت	۳۹۱
۵۹۵ دعائے قنوت وتر سے پہلے پڑھی جائے یا بعد میں؟	۳۹۲

بارھواں باب
نماز تراویح

مضمون	صفحہ
۵۹۶ تراویح میں ختم قرآن کے بعد سورہ بقرہ کی چند آیات پڑھنا	۳۹۲
۵۹۷ (۱) جماعت کے ساتھ فرض نہ پڑھنے والا تراویح میں امام بن سکتا ہے	۳۹۳
(۲) تراویح کے بعد آنے والا وتر میں شریک ہو سکتا ہے	″
۵۹۸ (۱) تراویح میں دوسری رکعت میں قعدہ کئے بغیر تیسری پر سلام پھیر دیا تو اعادہ واجب ہے	″
(۲) درمیانی قعدہ کئے بغیر چار رکعت تراویح کا حکم	۳۹۴
۵۹۹ ہر ترویحہ میں بلند آواز سے ذکر	
۶۰۰ تراویح پڑھانے والے کی اجرت اور شبینہ کا حکم	″
۶۰۱ (۱) حضور ﷺ سے بیس رکعت تراویح ثابت ہے یا نہیں؟	۳۹۵
(۲) کیا حضرت عمرؓ موجد تراویح ہیں؟	″
(۳) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا	″
۶۰۲ فرض الگ پڑھنے والا وتر میں شریک ہو سکتا ہے	۳۹۶
۶۰۳ ایک حدیث کی تحقیق	″
۶۰۴ ایک سلام کے ساتھ بیس رکعت تراویح	۳۹۷
۶۰۵ بیس رکعت تراویح کا ثبوت	″
۶۰۶ تراویح کے بارے میں چند احادیث کی تحقیق	۳۹۸
۶۰۷ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت جابرؓ کی حدیث کی تحقیق	۳۹۹
۶۰۸ ایک اشکال اور اس کا جواب	۴۰۰

مضمون	صفحہ
۶۰۹ حضور ﷺ سے کتنی رکعت تراویح ثابت ہے؟	۴۰۱
۶۱۰ قراءت مقتدیوں کے حال کے مطابق کی جائے	〃
۶۱۱ شبینہ جائز ہے یا نہیں؟	۴۰۲
۶۱۲ مروجہ شبینہ کا حکم	〃
۶۱۳ چند احادیث کی تحقیق	۴۰۳
۶۱۴ سفر میں تراویح کا حکم	۴۰۴
۶۱۵ جتنی رکعتیں فاسد ہو گئیں ان میں پڑھی ہوئی منزل کا اعادہ کیا جائے	〃
۶۱۶ دور نبوی ﷺ اور صحابہ میں کتنی رکعات تراویح پڑھنا ثابت ہے؟	۴۰۵
۶۱۷ ایک سلام کے ساتھ چھ رکعات تراویح	۴۰۶
۶۱۸ (۱) تراویح عورتوں کے لئے بھی سنت مؤکدہ ہے	〃
(۲) تنہا فرض پڑھنے والا وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے	〃
۶۱۹ بیس رکعت تراویح پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے	۴۰۷
۶۲۰ پندرہ سال والے لڑکے کے پیچھے تراویح کا حکم	〃
۶۲۱ حضور ﷺ سے کتنی رکعات تراویح ثابت ہیں؟	〃
۶۲۲ اجرت لیکر تراویح پڑھنا	۴۰۹
۶۲۳ درمیانی قعدہ کئے بغیر چار رکعت پڑھیں تو دو شمار ہوں گی	〃
۶۲۴ (۱) تنہا فرض پڑھنے والا وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے	〃
(۲) تراویح میں مقتدی کے لئے ثناء پڑھنے کا حکم	〃
۶۲۵ امامت کی اجرت لینا جائز ہے تراویح کی نہیں	۴۱۰
۶۲۶ نابالغ کے پیچھے تراویح جائز نہیں	〃
۶۲۷ تراویح میں دو مرتبہ قرآن مجید کا ختم	〃
۶۲۸ (۱) تراویح میں تسبیحات معمولی آواز سے پڑھی جائیں	۴۱۱
(۲) وتر کے بعد "سبحان الملك القدوس" بلند آواز سے پڑھنا	〃
۶۲۹ تراویح میں نابالغ کی امامت کا حکم	〃
۶۳۰ (۱) پیسے دیکر تراویح پڑھوانا کیسا ہے؟	۴۱۲
(۲) موقوفہ دکان کی آمدنی سے امام مسجد کو تنخواہ دینا۔	〃
(۳) تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز	〃

مضمون	صفحہ

(۴) تراویح کی اجرت لینا جائز نہیں ۴۱۲

تیرھواں باب
سجدہ تلاوت اور نفلی سجدہ

۶۳۱ بعد نماز سجدہ کی حالت میں دعا کرنا ثابت نہیں ۴۱۳
۶۳۲ نماز کے بعد سجدہ دعائیہ کا حکم ۴۱۴
۶۳۳ "سورہ ص" میں کونسی آیت پر سجدہ کیا جائے .... 〃
۶۳۴ رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کی تو ادا ہو گیا ۴۱۵
۶۳۵ صبح کی نماز کے بعد سجدہ تلاوت ادا کرنا جائز ہے .... 〃

چودھواں باب
سجدہ سہو

۶۳۶ مقدار رکن کی تاخیر سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے ۴۱۶
۶۳۷ سجدہ سہو کئے بغیر سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟ .... 〃
۶۳۸ "التحیات" کے بجائے "الحمد للہ" پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہو گا ۴۱۷
۶۳۹ جمعہ و عیدین میں سجدہ سہو کا حکم .... 〃
۶۴۰ جہری نماز میں سراً قراءت کی تو سجدہ سہو واجب ہو گا۔ .... 〃
۶۴۱ قعدہ اولیٰ میں "اللھم صل علی محمد" تک پڑھ لیا تو سجدہ سہو جب ہو گا ۴۱۸
۶۴۲ عیدین کی تکبیرات زوائد میں کمی کی تو کیا حکم ہے؟ .... 〃
۶۴۳ تاخیر واجب سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے .... 〃
۶۴۴ امام نے مغرب کی دو رکعت پر سلام پھیر دیا بتلانے پر تیسری رکعت ملا کر سجدہ سہو کیا، تو نماز ہوئی؟ ۴۱۹
۶۴۵ دوسری رکعت میں بیٹھتے ہی سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوئی .... 〃
۶۴۶ سوال نمبر ۶۴۴ کا دوسرا جواب .... 〃
۶۴۷ جمعہ و عیدین میں سجدہ سہو کیا جائے یا نہیں؟ ۴۲۰
۶۴۸ (۱) پہلی رکعت میں بیٹھ کر کھڑا ہوا تو سجدہ سہو واجب ہوا یا نہیں؟ .... 〃
(۲) سجدہ سہو کئے بغیر سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟ .... 〃

پندرھواں باب
رکوع، سجدہ اور قعدہ

۶۴۹ نماز میں دونوں سجدے فرض ہیں .... 〃

مضمون	صفحہ
۶۵۰ سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جانے کا حکم	۴۲۱
۶۵۱ امام کا درمیانی قعدہ میں دیر کرنا	″
۶۵۲ رکوع میں "ربی العظیم" کے بجائے "ربی الکریم" پڑھنا	″
۶۵۳ کرسی پر نماز پڑھنے کا حکم	۴۲۲
۶۵۴ تشہد میں حضور ﷺ کا تصور کرنا	″

سولھواں باب

نماز کی تعریف اور طریقے (صفۃ الصلاۃ)

مضمون	صفحہ
۶۵۵ بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع کے لئے کہاں تک جھکے؟	۴۲۳
۶۵۶ دوسری رکعت کے لئے اٹھتے ہوئے زمین پر ہاتھ ٹیکنا	۴۲۴
۶۵۷ عورتوں کے لئے نماز کا طریقہ	″
۶۵۸ نماز میں ہاتھ اور بدن کا ہلانا مکروہ ہے	″
۶۵۹ نماز میں ارسال یدین کا حکم	۴۲۵
۶۶۰ (۱) نماز کی رکعات ثابت ہیں یا نہیں؟	″
(۲) نمازوں کی رکعات مختلف کیوں ہیں؟	″

سترواں باب

مستحبات نماز

مضمون	صفحہ
۶۶۱ تشہد میں انگلی سے اشارہ احادیث سے ثابت ہے	۴۲۶
۶۶۲ تشہد میں انگلی کس وقت اٹھائی جائے؟	۴۲۷
۶۶۳ انگلی اٹھائے رکھنا بہتر ہے یا گرا دینا؟	۴۲۸

اٹھارواں باب

مفسدات و مکروہات نماز

مضمون	صفحہ
۶۶۴ آستین چڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے	۴۲۸
۶۶۵ سجدہ میں جاتے ہوئے کپڑے سمیٹنا مکروہ ہے	″
۶۶۶ نمازی کے سامنے چراغ ہونا	۴۲۹
۶۶۷ عصر کی تیسری رکعت پر سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟	″
۶۶۸ جالی والی ٹوپی کے ساتھ نماز مکروہ نہیں	″
۶۶۹ پائجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے	۴۳۰

مضمون صفحہ

۶۷۰ آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا ... ۴۳۰

انتیسواں باب

مدرک، مسبوق، لاحق

۶۷۱ (۱) مسبوق تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلا گیا ... ″
(۲) "اللہ" کھڑے ہونے کی حالت میں اور "اکبر" رکوع میں جا کر کہا نماز صحیح ہوئی
۶۷۲ جن کا امام کے پیچھے رکوع چھوٹ جائے ان کی یہ رکعت فوت ہو گئی ... ۴۳۲
۶۷۳ مقیم مسبوق مسافر امام کے پیچھے بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟ ... ″
۶۷۴ مغرب کے قعدہ اولیٰ میں شریک ہونے والے کے لئے کیا حکم ہے؟ ... ۴۳۳
۶۷۵ آخری دو رکعت پانے والا بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟ ″
۶۷۶ مقتدی کا دوران نماز وضو ٹوٹ گیا تو کس طرح کرے؟ ″
۶۷۷ مسبوق بقیہ نماز میں قراءت کرے یا نہیں؟ ۴۳۴
۶۷۸ مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی؟ ″
۶۷۹ کسی وجہ سے نماز دہرائی گئی تو مسبوق کے لئے کیا حکم ہے؟ ۴۳۵
۶۸۰ (۱) مسبوق سجدہ سہو میں امام کی متابعت کرے ... ″
(۲) مسبوق نے عمداً یا سہواً سجدہ سہو کے سلام میں امام کی متابعت کی تو نماز ہوئی؟ ... ″
(۳) مسبوق امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے ″
(۴) مسبوق نے عمداً امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟ ″
۶۸۱ مسبوق بقیہ نماز کب شروع کرے؟ ۴۳۷
۶۸۲ مغرب کی ایک رکعت پانے والا دونوں رکعتوں میں قراءت کرے ″
۶۸۳ تکبیر تحریمہ رکوع میں جا کر کہی تو نماز نہیں ہوئی ″
۶۸۴ مسبوق نے تکبیر تحریمہ کے وقت امام نے سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟ ۴۳۸
۶۸۵ جس کا امام کے پیچھے رکوع رہ جائے تو کیا حکم ہے؟ ″
۶۸۶ دو رکعت پانے والا بقیہ نماز میں قراءت کرے ″
۶۸۷ جماعت کی ایک رکعت پانے والا بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟ ۴۳۹

تیسواں باب

قنوت نازلہ

۶۸۸ نماز فجر میں قنوت نازلہ کا حکم ۴۳۹

مضمون	صفحہ
۶۸۹ قنوت نازلہ جائز ہے یا نہیں؟	۴۳۹
۶۹۰ قنوت نازلہ میں بادشاہ کا حاضر ہونا ضروری نہیں	۴۴۱
۶۹۱ جواب دیگر	//
۶۹۲ قنوت نازلہ پڑھنے کا طریقہ	۴۴۲
۶۹۳ جواب دیگر	//
۶۹۴ قنوت نازلہ منسوخ نہیں ہوئی	۴۴۳
۶۹۵ قنوت نازلہ پر اشکال اور اس کا جواب	۴۴۹

اکیسواں باب

قراءت وتلاوت

مضمون	صفحہ
۶۹۶ فجر اور ظہر میں طوال مفصل پڑھنا سنت ہے	۴۵۲
۶۹۷ نماز میں خلاف ترتیب قراءت کا حکم	//
۶۹۸ "فمن تبعنی" کی جگہ "فمن تبعہ" پڑھنے کا کیا حکم ہے	۴۵۳
۶۹۹ درمیان میں چھوٹی سورت چھوڑنا مکروہ ہے	//
۷۰۰ "بصیرا" کے وقف پر نون کی [illegible]	//
۷۰۱ "[illegible] الصمد" پڑھنے سے نماز ہوئی یا نہیں؟	//
۷۰۲ تراویح میں دیکھ کر قرآن پڑھنا	۴۵۴
۷۰۳ پہلی رکعت میں "سورہ [illegible]" اور دوسری میں "سورہ غاشیہ" پڑھنا	
۷۰۴ نماز میں آیتوں کا تکرار	۴۵۵
۷۰۵ مل کر قرآن خوانی کا حکم	//
۷۰۶ لیٹ کر قرآن کی تلاوت کرنا	//
۷۰۷ قراءت میں غلطی سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا	//
۷۰۸ جمعہ، عیدین اور تراویح میں جہر قراءت واجب ہے	۴۵۶
۷۰۹ دو سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فصل کرنا مکروہ ہے	//
۷۱۰ نماز میں مکمل سورت پڑھنا افضل ہے	//
۷۱۱ امام کو لقمہ دینا جائز ہے	//
۷۱۲ (۱) ہر رکعت کی ابتداء میں "بسم اللہ" پڑھنا	۴۵۷
(۲) تیسری رکعت میں ملنے والا ثناء پڑھے یا نہیں؟	//

مضمون	صفحہ
۷۱۳ سورہ یٰسین کے بعد درود پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟	۴۵۷
۷۱۴ خارج از صلوٰۃ کے لقمہ سے فسادِ نماز کا حکم	〃
۷۱۵ پہلی رکعت میں "اخلاص" اور دوسری میں "فلق" پڑھنا	۴۵۸
۷۱۶ "قد افلح" کو "قد فلح" پڑھنا	〃
۷۱۷ (۱) جہری نماز میں منفرد کے لئے قراءت کا حکم	۴۵۹
(۲) ہر رکعت کی ابتداء میں "بسم اللہ" پڑھنا سنت ہے	〃
(۳) "سورہ فاتحہ" نہ پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہوگا	
(۴) "سورہ فاتحہ" قرآن کا جزو ہے یا نہیں؟	
۷۱۸ امام بھول جائے تو لقمہ دینا جائز ہے	〃
۷۱۹ نماز میں چھوٹی سورتیں پڑھنا جائز ہے	۴۶۰
۷۲۰ مقتدی نے امام کی قراءت پر "سبحان اللہ" کہا تو نماز فاسد ہوئی؟	〃
۷۲۱ "سورہ فاتحہ" کتنی رکعتوں میں پڑھی جائے؟	۴۶۱
۷۲۲ قراءت مسنونہ کے بعد امام کو لقمہ دینا مفسد صلوٰۃ نہیں	〃
۷۲۳ غیر عربی زبان میں نماز پڑھنا جائز نہیں	〃
۷۲۴ دو سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فصل مکروہ ہے	۴۶۲
۷۲۵ بغیر معنی سمجھے تلاوت کرنا بھی ثواب ہے	〃

بائیسواں باب

فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، آمین بالجہر، اور بسم اللہ بالجہر

مضمون	صفحہ
۷۲۶ (۱) نماز میں ہاتھ سینے پر رکھیں یا ناف کے نیچے؟	۴۶۳
(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا حکم	
(۳) مقتدی آمین سراً کہے یا جہراً؟	
(۴) نماز میں رفع یدین کا حکم	〃
۷۲۷ فاتحہ خلف الامام کا حکم	۴۶۴
۷۲۸ (۱) صحابہ کرامؓ نے رفع یدین اور آمین بالجہر کہا یا نہیں؟	۴۶۵
(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھی جائے یا نہیں؟	〃
۷۲۹ احناف کے نزدیک فاتحہ خلف الامام جائز نہیں	〃
۷۳۰ (۱) آمین بالجہر کا حکم	۴۶۶

مضمون	صفحہ
(۲) آمین بالجہر والے کو مسجد سے روکنا	۴۶۶
(۳) کیا آمین بالجہر بدعت ہے؟	〃
(۴) آمین بالجہر والے کو موذی کہنا	〃
(۵) جماعت اہل حدیث کو گمراہ کہنا اوران سے قطع تعلق کرنا کیسا ہے؟	〃
۷۳۱ "بسم اللہ" سورہ فاتحہ کا جزو ہے یا نہیں؟	۴۶۷
۷۳۲ (۱) مرض وفات میں حضور ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے یا نہیں؟	۴۶۹
(۲) اس وقت آپ ﷺ نے آمین بالجہر کی یا ؟	〃
۷۳۳ (۱) غیر مقلد حنفیوں کی جماعت میں آمین بالجہر اور رفع یدین کر سکتا ہے یا نہیں؟	۴۷۰
(۲) اہل السنۃ والجماعۃ کسے کہتے ہیں؟	〃
(۳) غیر مقلدین اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟	〃
(۴) سابقہ دور میں آمین بالجہر اور اخفاء والوں کا کیا معمول تھا؟	〃
اقتباس از تقریر ترمذی (حضرت مفتی اعظمؒ)	۴۷۲

تیئسواں باب

ستر عورت

۷۳۴ کافر کا ستر دیکھنا بھی ناجائز ہے	۴۷۵
۷۳۵ سر پر رومال باندھ کر نماز پڑھنا	〃
۷۳۶ ننگے سر نماز کا حکم	〃
۷۳۷ دھوتی باندھ کر نماز پڑھنا	〃
۷۳۸ دھوتی یا ساڑھی باندھ کر نماز پڑھنا	۴۷۶
۷۳۹ مرد کا ستر کہاں سے کہاں تک ہے؟	〃
۷۴۰ پائجامہ کے اندر لنگی پہن کر نماز پڑھنا	〃
۷۴۱ سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز مکروہ ہے	۴۷۷
۷۴۲ گھٹنا ستر میں داخل ہے	〃
۷۴۳ آدھی آستین والی بنیان میں نماز	۴۷۸
۷۴۴ عورت کا منہ اور ہاتھ ستر میں داخل ہیں یا نہیں؟	〃

چوبیسواں باب
متفرقات

مضمون	صفحہ
۷۴۵ تارک نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۴۷۸
۷۴۶ نماز عصر اور فجر کے بعد امام کا قبلہ رو ہو کر بیٹھنا	۴۷۹
۷۴۷ "من ترك الصلاة متعمداً" کا مطلب	"
۷۴۸ نابالغ کو نماز روزہ کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟	
۷۴۹ تشہد میں "[illegible]" سے شروع [illegible] ہے	۴۸۰
۷۵۰ نیت میں "منہ طرف کعبہ" کہنے کی ضرورت نہیں	"
۷۵۱ نماز کے بعد بلند آواز سے [illegible]	"
۷۵۲ نماز میں امام کا جلسہ استراحت کرنا	۴۸۱
۷۵۳ عیدگاہ میں نماز استسقاء پڑھنا	"
۷۵۴ صبح کی نماز کے بعد مصافحہ کا معمول	"
۷۵۵ جہری نمازوں میں مقتدی کے لئے قراءت کا حکم	۴۸۲
۷۵۶ (۱) جیب میں روپے رکھ کر نماز پڑھنا	
(۲) سجدے کی جگہ سکے گر جائیں تو ہٹا سکتے ہیں	"
۷۵۷ (۱) درود میں "سیدنا" کا اضافہ	۴۸۳
(۲) "وکن من الساجدین" سے پہلے تین مرتبہ "واستغفرہ" پڑھنا	"
۷۵۸ ظہر اور جمعہ کی سنتوں میں ثناء پڑھنے کا حکم	"
۷۵۹ نمازی کے سامنے کتنی دور سے گزرا جا سکتا ہے؟	"
۷۶۰ نجاست لگی ہوئی صف پر نماز کا حکم	۴۸۴
۷۶۱ عمداً تارک نماز کا حکم	"
۷۶۲ (۱) صاحب ترتیب کسے کہتے ہیں	۴۸۵
(۲) قضا [illegible]	"
۷۶۳ نماز [illegible]	
۷۶۴ [illegible]	۴۸۶
۷۶۵ [illegible]	"
۷۶۶ [illegible]	"

مضمون	صفحہ
۷۶۷ (۱) محراب سے ہٹ کر جماعت کرنا	۴۸۷
(۲) مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم	″
(۳) خطبہ جمعہ کے بعد اس کا ترجمہ پڑھنا	″
(۴) عمامہ باندھ کر نماز پڑھانا افضل ہے	″
۷۶۸ بے نمازی کے ہاتھ کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟	۴۸۸
۷۶۹ بے نمازی کا جنازہ پڑھا جائے	″
۷۷۰ قرآن مجید سے پانچوں نمازوں کا ثبوت	″
۷۷۱ (۱) مسجد میں بآواز بلند "سورہ کہف" پڑھنا	۴۸۹
(۲) بعد نماز بلند آواز کلمہ پڑھنا کیسا ہے؟	″
۷۷۲ کپڑے سے منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے	″
۷۷۳ نماز کے بعد مصافحہ بدعت ہے	۴۹۰
۷۷۴ منتشی جانور پر نماز کا حکم	″
۷۷۵ عمداً تارک نماز فاسق ہے	″
۷۷۶ (۱) جیل میں اذان دی جائے یا نہیں؟	۴۹۱
(۲) جیل میں پانی نہ ملے تو تیمم کیا جائے	″
(۳) جیل میں جماعت کرانا جائز ہے	″
(۴) احتجاجی بھوک ہڑتال کا حکم	″
۷۷۷ بے نمازی کی نماز جنازہ پڑھی جائے	″
۷۷۸ عمداً تارک نماز فاسق ہے	۴۹۲
۷۷۹ نماز کے بعد مصلے کو الٹ دینا	″
۷۸۰ نماز میں خیالات اور وساوس کا حکم	″
۷۸۱ نماز کب معاف ہوتی ہے	۴۹۳
۷۸۲ "اللہ اکبار" کہنا مفسد نماز ہے یا نہیں؟	″
۷۸۳ نماز میں تصور شیخ کا حکم	″
۷۸۴ نمازی کے سامنے [illegible]	
۷۸۵ (۱) مقتدی [illegible]	۴۹۴
(۲) غیر مقلدین اہل سنت والجماعت میں شامل ہیں یا نہیں	″

مضمون	صفحہ
(۳) غیر مقلدین کے پیچھے نماز عید کا حکم	۳۹۴
(۴) عیدین میں عند الاحناف تکبیرات زوائد چھ ہیں	″
(۵) احناف عامل بالحدیث کہلا سکتے ہیں یا نہیں؟	″
(۶) تراویح مع وتر تئیس رکعات مسنون ہیں	″
(۷) گیارہ رکعت تراویح کو سنت کہنا	″
(۸) عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت.........	″
(۹) حق بات کو چھپانا گناہ ہے....	″
۷۸۲ نماز میں کیا تصور کیا جائے؟	۳۹۵

پہلا باب

اذان و تکبیر

نماز کے علاوہ کن مواقع پر اذان کہنا جائز ہے ؟

(سوال) اذان کی مشروعیت علاوہ پنجگانہ نماز کے کسی اور طریق سے بھی حدیث یا فقہ سے ثابت ہوئی یا نہیں ؟ جیسا کہ کثرت جنات میں یا آگ کے لگنے میں یا اعمال بزرگوں سے بوقت وباء بعد صلوۃ عشاء چند اشخاص کا جمعاً یا فرداً فرداً اذانوں کا کہنا سنا جاتا ہے فی الشرع ثبوت رکھتا ہے یا نہیں ؟

(جواب ۱) نماز کے علاوہ اذان کئی چیزوں کے لئے ثابت ہے بچے کے کان میں اذان دینا تو معروف و مشہور ہے اس کے علاوہ بھی فقہاء نے لکھا ہے کہ شدت غم کے وقت مغموم کے کان میں اذان کہی جائے تو اس کے غم کو زائل کر دیتی ہے قال الملا علی القاری فی شرح المشکوۃ قالوا یسن للمهموم ان یامر غیره ان یؤذن فی اذنه فانه یزیل الهم كذا عن علی رضی الله تعالی عنه و نقل الاحادیث الواردة فی ذلك فراجعه انتهی (ردالمحتار) بحر الرائق کے حاشیے میں علامہ خیر رملی نے ذکر کیا ہے کہ کتب شافعیہ میں ہے کہ نماز کے علاوہ بچے کے کان میں اذان کہنا اور مهموم و مصروع اور غضبناک شخص یا کسی بگڑے ہوئے انسان یا جانور کے کان میں اذان کہنا یا دشمن کے حملے کے وقت یا آگ لگ جانے کے وقت یا جنات کی کثرت کی صورت میں اذان مسنون ہے پھر کہا کہ ہمارے نزدیک بھی اس میں کچھ بعد نہیں ۔ وفی حاشیة البحر للخیر الرملی رأیت فی کتب الشافعیة انه قد یسن الاذان لغیر الصلوٰة كما فی اذن المولود و المهموم والمصروع و الغضبان ومن ساء خلقه من انسان او بهیمةٍ و عند مزدحم الجیش و عند الحریق و عند تغول الغیلان ای عند تمرد الجن لخبر صحیح فیه اقول ولا بعد فیه عندنا انتهی مختصراً ۔ شدت وباء کے وقت بطور عمل کے اگر اذان کہی جائے اور اسے سنت یا مستحب نہ سمجھا جائے تو مباح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فرض نماز کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے

(سوال) بغیر اذان مسجد میں جماعت کرتے ہیں اور جب ہو تو کہتے ہیں کہ کیا نماز اذان کے سوا ہو گئی ہے اس کا جواب حدیث و فقہ سے عنایت فرمائیں ؟

---

(۱) (باب الأذان ۱/۳۸۵ ط سعید کمپنی کراچی)

(۲) (منحة الخالق علی هامش البحر الرائق باب الأذان ۱/ ۲۶۹ ط دار المعرفة بیروت لبنان و رد المحتار باب الأذان ۱/ ۳۸۵ ط سعید)

(جواب ۲) فرض نماز کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے چونکہ یہ شعار اسلام سے ہے اس کے تارک و گنہگار ہوگا بلکہ اگر کسی شہر والے سب چھوڑ دیں تو فقہاء ان سے جہاد کا فتویٰ دیتے ہیں وھو سنة مؤكدة هي كالواجب في لحوق الاثم (در مختار) قوله هي كالواجب بل اطلق بعضهم اسم الواجب عليه لقول محمد رحمه الله لو اجتمع اهل بلدة على تركه قاتلتهم عليه ولو تركه واحد ضربته و حبسته (ردالمحتار)(۱)

اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا

(سوال) بعض شہروں میں اذان کے بعد مسجد میں گھنٹہ بجا کر وقت کا اعلام کیا جاتا ہے آیا یہ امر بدعت حسنہ جائز ہے یا نہیں اور کلاک مسجدوں میں رکھی جاتی ہے اس میں بھی ہر ایک کلاک پر وقت کا اعلام اور کلاکوں کی تعداد کا گھنٹہ بجتا ہے اور یہ امر بھی مروج ہے آیا یہ بھی بدعت حسنہ ہے یا نہیں ؟

(جواب ۳) اذان کے بعد اعلام صلوٰۃ کی غرض سے گھنٹہ بجانا بدعت ہے اگرچہ بعض فقہاء نے تثویب کی اجازت دی ہے اور تثویب کی صورتوں کو تعارف پر چھوڑ دیا ہے لیکن راجح قول یہی ہے کہ تثویب مکروہ بدعت ہے وھو الموافق للسنة ہاں مسجد میں گھڑی لگانا اور اس کے گھنٹوں کے موافق گھنٹہ بجانے میں مضائقہ نہیں کیونکہ یہ گھنٹہ تثویب کی جہت سے نہیں بجایا جاتا بلکہ وقت کا اعلام ہے اس میں کوئی حرج نہیں (۲) واللہ تعالیٰ اعلم

اقامت میں دائیں بائیں مڑنے کا حکم

(سوال) اقامت میں بھی مثل اذان کے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا چاہیے یا نہیں اکثر کتب متون و شروح فقہ میں لکھا ہے کہ الاقامة مثل الاذان او مثله الخ تو آیا مثلیت میں تحویل وجہ اور التفات الی الیمین والشمال داخل ہے یا نہیں ؟

(جواب ٤) ہاں اقامت میں بھی مثل اذان حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے وقت منہ پھیرنا چاہیے کیونکہ تحویل وجہ سنت ہے و يتحول فيه وكذا فيها مطلقا يميناً و يساراً بصلوة وفلاح لانه سنة الاذان مطلقاً (درمختار)(۳) واللہ اعلم

نابالغ لڑکے کی اذان کا حکم

(سوال) نابالغ بچے جو اکثر مسجدوں میں اذان کہتے ہیں یا امام خود ان سے اذان کہلا دیتے ہیں اس اذان کو دہرانا

---

(۱) (باب الاذان ۱/۳۸٤ ط سعید) (۲) ولا تثويب إلا في صلاة الفجر لما روى أن عليا رضى الله عنه رأى مؤذنا يثوب في العشاء، فقال : أخرجوا هذا المبتدع من المسجد الخ (المبسوط للسرخسى باب الأذان ۱/۱۳۰ ط دار المعرفة بيروت لبنان) (۳) (باب الأذان ۱/۳۸۷ ط سعيد)

چاہئے یا نہیں؟

(جواب ۵) بچے اگر نا سمجھ ہوں تو ان کی اذان کو دہرانا چاہئے کیونکہ ان کی اذان سے مقصود اذان یعنی اعلام حاصل نہیں ہوتا اس لئے کہ لوگ یہی سمجھیں گے کہ بچے کھیل میں کہہ رہے ہیں لیکن اگر بچے سمجھدار ہوں اور ان کی اذان سے مقصود حاصل ہو جائے تو وہ اذان جائز ہے دہرانے کی حاجت نہیں(۱)

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

(سوال) اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر مناجات کرنا کیسا ہے اس کا کچھ ثبوت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

(جواب ۶) اذان کے بعد جو الفاظ ادا کئے جاتے ہیں وہ دعا کے الفاظ ہیں اور رفع یدین آداب دعا میں سے ہے اس لئے ہاتھ اٹھانے میں مضائقہ نہیں(۲)

اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھے چومنا

(سوال) یہ قصہ حدیث صدیق اکبر موضوع ہے لیکن شامی نے لکھا ہے کہ تقبیل ظفر ابہامین عند استماع اسمہ ﷺ عند الاذان جائز ہے؟

(جواب ۷) شامی نے اس مسئلے کو قہستانی سے اور قہستانی نے کنز العباد سے نقل کیا ہے نیز شامی نے فتاوی صوفیہ کا حوالہ دیا ہے کنز العباد اور فتاوی صوفیہ دونوں قابل فتوی دینے کے نہیں ہیں اور جب کہ حدیث کا ناقابل استدلال ہونا ثابت ہے تو پھر اس کو سنت یا مستحب سمجھنا بے دلیل ہے اور اس کے تارک کو ملامت یا طعن کرنا مذموم۔ زیادہ سے زیادہ اس کو بطور علاج رمد کے ایک عمل سمجھ کر کوئی کرلے تو مثل دیگر اعمال کے مباح ہو سکتا ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت ثابت نہیں۔(۳) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ ٬ مدرسہ امینیہ دہلی

"اقامت کے لئے کوئی جگہ متعین نہیں" وجواب دیگر

(سوال) تکبیر داہنی طرف امام کے ہونی چاہئے یا پشت پر یا بائیں جانب؟ کونسی جگہ افضل اور جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۱۲۵ ۷ رمضان ۵۲ھ

---

(۱) ويصح اذان الكل سوى الصبي الذي لا يعقل لان من سمعه لا يعلم انه مؤذن بل يظن انه يلعب بخلاف الصبي العاقل لأنه قريب من الرجال الخ (رد المحتار: باب الأذان ۱/ ۳۹۴ ط سعيد)

(۲) والافضل في الدعاء ان يبسط كفيه ويكون بينهما فرجة وان قلت الخ (عالمگیریة كتاب الكراهية الباب الرابع في الصلاة والتسبيح والذكر والدعاء ۵/ ۳۱۸ ط مكتبه ماجديه كوئته)

(۳) وذكر ذلك الجراحي وأطال ثم قال: ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء الخ (شامية باب الأذان ۱/ ۳۹۸ ط سعيد)

(جواب ۸) تکبیر کے لئے کوئی جہت اور کوئی صف متعین نہیں ہے(۱)

(جواب دیگر ۹) مسجد میں اذان ایسی جگہ کہنی چاہیے جہاں سے آواز زیادہ نمازیوں کو پہنچے خواہ جنوب میں ہو یا شمال میں(۲) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'**

اقامت میں بوقت کلمہ شہادت امام کا پیٹھ پھیرنا

(سوال) امام تکبیر میں حضور ﷺ کا نام سن کر اپنی پشت ادباً پھیرے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۵ ' ۷ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۰ء

(جواب ۱۰) امام حضور ﷺ کا نام سن کر اپنی پشت نہ پھیرے کیونکہ پشت پھیرنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔**

اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا

(سوال) مسجد میں قبل اذان یا بعد اذان کانسی کی گھنٹی ہاتھ سے بجانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۸۳ سید محمد شاہ (ضلع احمد آباد) ۲۹ محرم ۱۳۵۳ھ ۱۴ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۱) اگر مسجد بڑی ہو جس کے مختلف گوشوں میں متعدد مؤذن اذان کہتے ہوں جیسے دہلی کی جامع مسجد اور ان مؤذنوں کو وقت اذان کی اطلاع دینے کے لئے گھنٹہ بجایا جائے یعنی اذان سے پہلے اس لئے کہ سب مؤذن ایک وقت میں ایک ساتھ اذان کہیں تو یہ جائز ہے نمازیوں کو اطلاع دینے کی غرض سے اذان مقررہ اذان کے قائم مقام گھنٹہ بجانا جائز نہیں(۳) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔**

بے نماز اور غلیظ شخص کو مؤذن بنانا درست نہیں

(سوال) جو شخص غلاظت پسند ہو اور پاکی ناپاکی نہ جانتا ہو تارک صوم و صلوٰۃ ہو ایسے شخص کو مسجد میں مؤذن و جاروب کش رکھنا کیسا ہے اور ایسے آدمی کے ہاتھ سے بھرے ہوئے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟ بے نمازی کے ہاتھ کا بھرا ہوا پانی غیر مطہر ہے یا نہیں؟ **المستفتی** محمد حسین صاحب (سابرمتی)

(جواب ۱۲) غلاظت پسند اور بے نمازی کو مؤذن بنانا درست نہیں اگرچہ اس کے ہاتھ کا پانی مطلقاً غیر

---

(۱) ويقيم على الأرض هكذا في القنية و في المسجد الخ (هندية، باب الأذان، الفصل الثاني في كلمات الأذان و الإقامة و كيفيتهما ۱/۵۶ ط ماجديه)

(۲) في العالمگيرية " والسنة أن يؤذن في موضع عال يكون أسمع لجيرانه و يرفع صوته (باب الأذان، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة و كيفيتهما ' ۱/۵۵ ط ماجديه)

(۳) ولا تثويب إلا في صلاة الفجر لما روي أن عليا رضي الله عنه رأى مؤذنا يثوب في العشاء فقال " أخرجوا هذا المبتدع من المسجد الخ (مبسوط سرخسي، باب الأذان ۱/۱۳۰ ط دار المعرفة بيروت لبنان)

مطہر تو نہیں لیکن احتیاط اور زجراً استعمال نہ کیا جائے تو مضائقہ نہیں(۱) فقط

اذان سے پہلے یا بعد میں نقارہ بجانا درست نہیں

(سوال) ضرب نقارہ قبل اذان یا بعد اذان برائے ہوشیاری و بیداری غافلین جو کہ مسجدوں سے دور رہتے ہیں اور اذان کی آواز کان تک نہیں پہنچتی جائز ہے یا نہیں؟ **المستفتی نمبر ۴۹۳ محمد صالح مدراسی**

۱۹ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ ۲۲ جون ۱۹۳۵ء

(**جواب ۱۳**) ضرب نقارہ سلف صالحین میں مروج نہ تھی اور ممکن ہے کہ عوام اس کو شرعی چیز سمجھنے لگیں اس لئے اس کا رواج قابل ترک ہے اور اذان کے بعد تو اس کو تثویب کی حیثیت حاصل ہو جائے گی جو مکروہ اور بدعت ہے(۲) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ**

ایضاً

(سوال) شہر پیرن پٹن گجرات میں مسجدوں کی اذان گاہ پر ایک پیتل کی تختی جسے گھنٹہ کہتے ہیں صلوۃ خمسہ کی اذان مسنون کے بعد بجایا جاتا ہے شرعاً یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۵۱ محمد سعید (بمبئی) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۲۷ جولائی ۱۹۳۵ء

(**جواب ۱۴**) شریعت مقدسہ نے صلوت خمسہ کی اطلاع کے لئے اذان مقرر فرمائی ہے اور وہ شعائر اسلامیہ میں سے ہے اذان کے بعد کوئی اور چیز اطلاع اور اعلام کے لئے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام اور ائمہ عظام نے تعلیم نہیں کی اذان کے بعد مساجد میں گھنٹہ بجانے کا طریقہ مقرر کرنے سے اذان کی بے وقتی اور کفار کی مشابہت ہوتی ہے' اس لئے یہ بدعت ہے اور اس کو ترک کرنا لازم ہے(۳) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ**

اذان و اقامت کے اختتام پر محمد رسول اللہ کا اضافہ

(سوال) اذان و اقامت اور دعا بعد صلوٰۃ جماعت کا اختتام صرف لا الہ الا اللہ پر ہونا چاہئیے یا محمد رسول اللہ بھی کہنا چاہئیے؟ **المستفتی نمبر ۶۶۱ حمید الدین احمد (ضلع رنگپور)**

۲۸ رجب ۱۳۵۴ھ م ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۵ء۔

---

(۱) من سنن المؤذن كونه رجلا عاقلا' صالحا عالما بالسنن الأوقات' مواظباً عليه' محتسبا ثقة متطهراً الخ (رد المحتار' باب الأذان ۱/ ۳۹۳' ط سعيد)

(۲) ولا تثويب الا في صلاة الفجر لما روى أن عليا رضي الله عنه رأى مؤذنا يثوب في العشاء فقال " أخرجوا هذا المبتدع من المسجد الخ (المبسوط للسرخسي: باب الأذان ۱/ ۱۳۰ ط بيروت)

(۳) عن ابن عمر رضي الله عنهما كان المسلمون حين قدموا المدينة يجتمعون' فيتحينون الصلوات و ليس ينادي بها احد فتكلموا في ذلك يوما فقال بعضهم اتخذوا ناقوسا مثل ناقوس النصارى وقال بعضهم " اتخذوا قرنا مثل قرن اليهود " قال فقال عمر " أولا تبعثون رجلا ينادي بالصلاة " فقال رسول الله ﷺ " يا بلال ' قم فناد بالصلاة (ترمذي' باب ماجاء في بدء الأذان' ۱/ ۴۸' ط سعيد كمپني)

(جواب ۱۵) اذان و اقامت کے آخر میں تو بے شک صرف لا الہ الا اللہ پر اذان و اقامت ختم ہوتی ہے اس کے بعد محمد رسول اللہ کا اضافہ نہیں کرنا چاہیے اور بعد جماعت کے بھی ادعیہ ماثورہ میں محمد رسول اللہ کا اضافہ اپنی طرف سے نہیں کرنا چاہیے بلکہ دعائے ماثورہ کے جتنے الفاظ حدیثوں میں ثابت اور منقول ہوں اس کو نہیں الفاظ پر رکھنا چاہیے اگر اذان اور اقامت کے اخیر میں محمد رسول اللہ کا اضافہ اسی آواز اور لہجے سے کیا جائے جس آواز اور لہجے سے اذان و اقامت کہی ہے تو یہ اضافہ بدعت ہے اور اگر آہستہ سے کوئی اپنے دل میں محمد رسول اللہ بھی کہہ لے تو یہ مباح ہوگا اسی طرح کسی دعائے ماثورہ میں اپنی طرف سے یہ اضافہ مکروہ ہے ( )

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فوٹوگرافر کے اذان یا تکبیر کہنے سے نماز مکروہ نہیں ہوتی

(سوال) زید فوٹوگرافی کا کام کرتا ہے اور پابندی کے ساتھ نماز پڑھتا ہے بکر کہتا ہے کہ زید کا یہ پیشہ فوٹو گرافی درست نہیں ہے اس لئے نماز میں زید کے تکبیر پڑھنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۹۸ محمد یٰسین (دہلی) ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ م ۱۱ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۶) تصویر اور فوٹو بنانا بے شک ناجائز ہے یعنی جاندار کے فوٹو تصویر کے ہی حکم میں ہیں مگر زید کے اذان یا اقامت کہنے سے نماز میں کراہت نہیں ہوتی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

اقامت میں حی علی الصلاۃ پر کھڑا ہونا مستحب ہے

(سوال) عبارت شرح وقایہ و یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوۃ و یشرع عند قد قامت الصلوۃ آیا یہ سنت ہے یا مستحبات میں سے ہے اور اگر بارادہ آراستگی صف قبل حی علی الصلوۃ کھڑے ہو جائے تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟ اگر بروقت حی علی الصلوۃ امام مع قوم کھڑا ہو سکیں بوجہ صف آرائی بعد قد قامت الصلوۃ نماز شروع کرے تو کیا حرج ہے؟

المستفتی نمبر ۹۴۸ متولی جامع مسجد (ڈیرہ گدھ آسام) ۲ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۴ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۷) و یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوۃ و یشرع عند قد قامت الصلوۃ (۲) یہ مستحبات میں سے ہے اور یہ بھی جب کہ پہلے سے لوگ صفیں درست ہو کر بیٹھیں کہ کھڑے ہونے کے بعد صفیں درست نہ کرنا پڑیں بلکہ خود بخود درست ہو جائیں اس کا خلاف یعنی حی علی الصلوۃ سے پہلے کھڑا ہو جانا جب کہ امام موجود ہو مکروہ نہیں اسی طرح قد قامت الصلوۃ کے بعد نماز شروع کرنا مکروہ نہیں خصوصاً جب کہ تاخیر اقامت و تسویہ صفوف کی وجہ سے واقع ہو یہ مسئلہ صرف اسی قدر حیثیت رکھتا ہے اس

---

(۱) والزیادۃ فی الاذان مکروھۃ الخ (البحر الرائق باب الاذان ۱/۲۶۱ ط بیروت)

(۲) (باب الاذان ۱/۱۳۶ ط سعید)

سے زیادہ اس کو اہمیت دینا غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

دفع وباء کے لئے اذان کہنا مباح ہے

(سوال) دفع وباء کے لئے اذان دینا جائز ہے یا نہیں؟ تنہا یا گروہ کے ساتھ مسجد میں یا گھر میں؟

المستفتی نمبر ۱۰۰۱ عبد الستار صاحب (گیا) ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۰ جون ۱۹۳۰ء

(جواب ۱۸) دفع وباء کے لئے اذانیں دینا تنہا یا جمع ہو کر بطور علاج اور عمل کے مباح ہے سنت یا مستحب نہیں ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ، دہلی

اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھے چومنا

(سوال) اذان کے وقت شہادتین محمد رسول اللہ پر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہیں تو یہ جائز ہے کہ ناجائز؟ اس کو بالتشریح تحریر کیجئے گا۔

المستفتی نمبر ۱۱۰۳ عبد الرزاق صاحب (ضلع میدنی پور) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹) انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے کا کوئی ثبوت نہیں۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ، دہلی

اذان کے بعد جماعت کے لئے گھنٹہ بجانا مکروہ ہے

(سوال) شہر بیاور چھاؤنی میں وقت جماعت مسجد میں نماز کو یا بعد اذان مخصوصہ صلوٰۃ خمسہ کے ایک چٹکل یعنی جس کو عرف عام میں (گھنٹہ) کہتے ہیں بجایا جاتا ہے اس کا بجانا شریعت محمدی سے جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۲۳ محمد عبید اللہ مدنی امام رجمنٹ نمبر ۱۵۰ بستی نمبر ۳

۲۱ رجب ۱۳۵۵ھ م ۸ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب) (از اشرف علی مفتی اول مدرسہ امینیہ) حامداً و مصلیاً۔ ابتداء زمانہ اسلام میں لوگ ایک وقت نماز سے پہلے جمع ہو جاتے تھے اور انتظار کرتے تھے۔ نماز کے اعلان کا کوئی مخصوص طریقہ نہ تھا۔ صحابہ کرام میں سے بعض نے بوق اور بعض نے ناقوس وغیرہ کی بابت رائے دی جو بوجہ تشبہ یہود و نصاریٰ ناپسند ہوئی تھی اس امر کی بابت کوئی تصفیہ نہ ہوا تھا کہ حضرت عبداللہ بن زید عبدربہ انصاری نے اسی غنودگی کی حالت میں جو نیند اور بیداری کے درمیان تھی دیکھا کہ ایک شخص آسمان سے نازل ہوا جس کے ہاتھ میں ناقوس ہے

---

(۱) وفي حاشية البحر للخير الرملي: رأيت في كتب الشافعية أنه قد يسن الأذان لغير الصلاة كما في أذان المولود ... قال الملا علي القاري في شرح المشكاة: قالوا يسن للمهموم أن يأمر غيره أن يؤذن في أذنه فإنه يزيل الهم الخ (رد المحتار، باب الأذان ۱/ ۳۸۵ ط سعيد)

(۲) وذكر ذلك الجراحي وأطال ثم قال ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء اهـ (رد المحتار، باب الأذان ۱/ ۳۹۸ ط سعيد)

مشابہ کوئی شئے تھی حضرت عبداللہ بن زید انصاری نے اسے خریدنا چاہا تو اس نے پوچھا کہ کیا کرو گے انہوں نے جواب دیا کہ ہم اپنی نمازوں کا اس سے اعلان کریں گے اس نے کہا کہ میں کیوں ایسی شے تمہیں نہ بتاؤں جو اس سے بہتر ہو بہر حال اس شخص نے اذان کی تعلیم دی اور یہ خواب سماعت فرما کر حضرت نبی کریم ﷺ نے تصدیق فرمائی۔ والمشہور انہ ﷺ لما قدم المدینۃ کان یؤخر الصلوۃ تارۃً و یعجلھا اخری فاستشار الصحابۃ فی علامۃ یعرفون بھا وقت اداء الصلوۃ لکی لا تفوتھم الجماعۃ فقال بعضھم نصب علامۃ حتی اذا رآھا الناس اذن بعضھم بعضا فلم یعجبہ ذلک واشار بعضھم بضرب الناقوس فکرھہ لاجل النصاری و بعضھم النفخ فی الشبور فکرھہ لا جل الیھود و بعضھم بالبوق فکرھہ لا جل المجوس فتفرقوا قبل ان یجتمعوا علی شئی۔ قال عبداللہ بن زید الانصاری فبت لا یأخذنی النوم و کنت بین النائم والیقظان اذرأیت شخصا نزل من السمآء و علیہ ثوبان اخضران و فی یدہ شبہ الناقوس فقلت اتبیعنی ھذا فقال ما تصنع بہ فقلت نضربہ عند صلاتنا فقال الا ادلک علی ما ھو خیر من ھذا فقلت نعم الخ ص ۱۲۷ جلد اول مبسوط باب الاذان اسلام میں اذان ہی طریقہ اعلان نماز پنجگانہ ہے اذان کے بجائے یا اذان کے بعد ناقوس یا اس سے مشابہ کسی چیز سے اعلان نماز شرعاً درست نہیں ہے ایسے طریقہ ہائے اعلان کو حضرت نبی کریم ﷺ نے ناپسند فرمایا ہے فقط اشرف علی مفتی اول بلدہ و صدارت العالیہ

(جواب ۲۰) (از حضرت مفتی اعظمؒ) بے شک بجائے اذان کے یا اذان کے بعد گھنٹہ بجانا اور اس کو نماز باجماعت کا اعلان قرار دینا مکروہ اور بدعت ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

اذان کے لئے اسپیکر کا استعمال مباح ہے

(سوال) اذان کی آواز دور تک پہنچانے کے لئے منارے پر آلہ مکبر الصوت یعنی لاوڈ اسپیکر کا استعمال عند الشرع جائز ہے یا نہیں۔ المستفتی نمبر ۱۴۴۶ امام عبدالصمد (جنوبی افریقہ)

۹ ربیع الاول ۱۹۵۶ھ م ۲۰ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱) اذان کی آواز دور تک پہنچانے کے لئے منارے پر لاوڈ اسپیکر لگانا مباح ہے(۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

امام مصلے پر کب کھڑا ہو؟

(سوال) جب مؤذن نماز جماعت کے وقت تکبیر پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے امام کو تکبیر اولیٰ میں مصلے

---

(۱) ولا تثویب الا فی صلاۃ الفجر لما روی ان علیا رضی اللہ عنہ رأی مؤذنا یثوب فی العشاء فقال " أخرجوا ھذا المبتدع من المسجد" ولحدیث مجاھد (المبسوط للسرخسی، باب الأذان ۱/ ۲۷۵ ط بیروت' لبنان) (۲) و ینبغی للمؤذن فی موضع یکون اسمع للجیران و یرفع صوتہ الخ (البحر الرائق' باب الاذان ۱/ ۲۶۸' ط بیروت لبنان)

کے اوپر کھڑا ہونا چاہیے یا بعد کو اور اگر جس وقت موذن کہتا ہے اس وقت کھڑا ہو یا حی علی الفلاح کے بعد کھڑا ہو امام اگر محمد رسول اللہ کے بعد مصلے پر کھڑا ہو جائے تو مقتدی گناہ گار ہوتے ہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۴۹۶ قاضی کمال الدین صاحب (ضلع کاٹھیاواڑ)

(جواب ۲۲) موذن جس وقت اقامت شروع کرے اسی وقت امام مصلے پر کھڑا ہو سکتا ہے اور اگر اس وقت کھڑا نہ ہو بلکہ حی علی الصلوٰۃ کہنے کے وقت کھڑا ہو تو یہ بھی جائز ہے اس کے بعد بیٹھنا نہیں چاہیے بلکہ حی علی الصلوٰۃ پر ضرور کھڑا ہونا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

امام اور مقتدیوں کا شروع اقامت میں کھڑا ہونا

(سوال) مقتدی اور امام کے لئے حی علی الفلاح پر کھڑے ہو جانا اور قد قامت الصلوٰۃ پر تحریمہ باندھ لینا ہر وقت مستحب اور ضروری ہے یا کسی عذر مثلاً صف بندی کی درستگی کی بنا پر ضروری اور مستحب نہیں ۔

المستفتی نمبر ۱۵۵۱ محمد حبیب حسین (بہار) ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۹ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳) مقتدی اور امام حی علی الفلاح پر کھڑے ہو جائیں یعنی اس کے بعد بیٹھے نہ رہیں یہ مطلب نہیں کہ اس سے پہلے کھڑے نہ ہوں اگر صف بندی کرانی ہو تو پہلے سے (یعنی شروع اقامت سے) کھڑا ہو جانا بہتر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

تکبیر اولیٰ میں شرکت کی حد

(سوال) تکبیر اولیٰ کا ثواب سورہ فاتحہ کے ختم سے قبل شریک ہونے میں ملتا ہے یا کسی بھی رکعت میں شامل ہونے سے مل جاتا ہے ۔ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۲۴) تکبیر اولیٰ کا ثواب پہلی رکعت میں بعض فقہاء کے نزدیک قرأت شروع ہونے سے پہلے شریک ہونے والے کو اور بعض کے نزدیک سورہ فاتحہ کے ختم تک اور بعض کے نزدیک پہلی رکعت میں شریک ہونے والے کو ملتا ہے اور یہ قول مقبول ہے وسعت رحمت باری کے لحاظ سے آخری قول راجح ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

---

(۱) فذهب مالك و جمهور العلماء إلى أنه ليس لقيامهم حد ولكن استحب عامتهم القيام إذا أخذ المؤذن في الإقامة (عمدة القاري باب متى يقوم الناس ۵ / ۱۵۳ ط بيروت) وقال الطحطاوي تحت قوله " والقيام لإمام و مؤتم " " والظاهر أنه احتراز عن التأخير لا التقديم حتى لو قام أول الإقامة لا بأس به " (حاشية الطحطاوي على الدر المختار : باب صفة الصلاة ۱ / ۲۱۵ ' ط دار المعرفة ' بيروت ' لبنان)

(۲) ایضاً

(۳) و يظهر فائدة الخلاف في وقت إدراك فضيلة تكبيرة الافتتاح فعنده بالمقارنة و عندهما إذا كبر في وقت الثناء و قيل بإدراك الركعة الأولى و هذا أوسع ' وهو الصحيح الخ (رد المحتار باب صفة الصلاة ' مطلب في وقت إدراك فضيلة الافتتاح ' ۱ / ۵۲۶ ط سعيد)

اذان کا جواب دینا سنت ہے

(سوال) جب مؤذن اذان پڑھتا ہے تو اذان کے الفاظ دہرانا اور بعد میں دعا کا پڑھنا واجب ہے یا سنت یا مستحب اور نہ پڑھنے سے کوئی گناہ تو نہیں ہوتا۔

المستفتی نمبر ۱۲۷۳ فقیر سید منور علی صاحب (ہمت نگر) ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۱۴ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۵) اذان کے وقت اذان کے الفاظ کو دہرانا اور حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کی جگہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہنا اور (۲) اذان کے بعد اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ الخ دعا پڑھنا سنت ہے نہ پڑھنے سے ترک سنت ہوگا۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شہادتین سن کر انگوٹھے چومنا ثابت نہیں

(سوال) جب مؤذن اذان دیتا ہے تو سننے والے اشہد ان محمدا رسول اللہ پر دونوں انگشت چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہیں تو کیا یہ حدیث سے ثابت ہے؟ المستفتی نمبر ۱۷۹۱ محمد موسیٰ صاحب امام مسجد مچن آباد (بہاولپور)

۱۷ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۶) شہادتین سن کر انگوٹھے چومنا ثابت نہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اذان کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں

(سوال) بعد الاذان عند الدعاء رفع یدین ثابت ہے یا نہیں۔ اگر جواب عدم میں ہو تو بخاری شریف میں جو حدیث ہے اس کا کیا مطلب ہے اذا دعا رسول اللہ ﷺ رفع یدیہ الحدیث

المستفتی نمبر ۱۹۲۱ محمد نصیر الدین صاحب ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۷) اذان کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانے کا کوئی خاص ثبوت نہیں پس عموم سے استدلال کر کے ہاتھ اٹھانا اور خصوصی ثبوت نہ ہونے کی بنا پر نہ اٹھانا دونوں باتیں جائز ہیں۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اذان کے بعد نماز کے لئے بلانا تثویب میں داخل ہے

(سوال) اذان و اقامت کے درمیان ان الفاظ میں تثویب "امام صاحب، مقتدی نماز کے لئے چلو، صلوٰۃ

---

(۱) ويجب وجوبا وقال الحلواني ندبا والواجب الاجابة بالقدم من سمع الاذان بان يقول بلسانه كمقالته الا في الحيعلتين فيحوقل وفي الصلاة خير من النوم فيقول صدقت وبررت ويدعو عند فراغه بالوسيلة لرسول الله (الدر المختار مع شرحه باب الاذان ۱ / ۳۹۶، ۳۹۸ ط سعيد)

(۲) وذكر ذلك الجراحي وعن بعض ... ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء الخ (رد المحتار باب الاذان ۱ / ۳۹۸ ط سعيد كراتشي) (۳) لا فصل في الدعاء ... بسط كفيه ويكون بينهما فرجة الخ (عالمگيرية كتاب الكراهية الباب الرابع في الصلاة والتسبيح وقراءة القرآن والذكر والدعاء ۵ / ۳۱۸ مكتبة ماجدية كوئته)

والسلام علیک یارسول اللہ۔ الصلوۃ والسلام علیک یانبی اللہ۔ الصلوۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ۔ جائز ہے یاناجائز لغت اور اصطلاح شرعیہ میں تثویب کے کیا معنی ہیں جس مسجد میں یہ تثویب کبھی نہ پکاری گئی ہو اگر وہاں چند لوگ اس کو پکاریں اور بغیر پکارے نماز نہ پڑھیں نہ دوسروں کو پڑھنے دیں اور ان لوگوں پر جو اس فعل کو نامناسب اور خلاف حکم نبی کریم ﷺ کہتے ہیں لعن وطعن کریں اور ان کو وہابی دیوبندی مردود کافر کہیں اور لڑنے جھگڑنے کو تیار ہو جائیں ان کے متعلق کیا حکم ہے۔

(۲) حدیث لا تثوب فی شیء من الصلوۃ الا فی صلوۃ الفجر ترمذی ص ۲۷(۱) کی روایت میں جو ایک راوی ابو اسرائیل واقع ہوئے ہیں ان کو صاحب ترمذی نے ضعیف کہا ہے تو کیا اس سے روایت قابل عمل رہتی ہے یا نہیں ان کی شخصیت وحدیث وغیرہ کے بارے میں کتب اصول سے کیا مستنبط ہوتا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۲۶۸ حافظ عبدالجلیل خان صاحب ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ م ۲۶ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۱) تثویب اس معنی کے لحاظ سے کہ اس سے مراد اذان اور اقامت کے درمیان میں کچھ الفاظ پکار کر لوگوں کو نماز کے لئے بلانا مد نظر ہو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اذان اور اقامت کے درمیان میں ایسی کوئی چیز نہ تھی نہ حضور ﷺ نے تعلیم فرمائی اس کو لوگوں نے بعد حضور ﷺ کے ایجاد کیا اور صحابہؓ نے اس کا انکار کیا حضرت عبداللہ بن عمر نماز کے لئے ایک مسجد میں گئے اور وہاں تثویب پکاری گئی تو وہ اس مسجد سے بغیر نماز پڑھے چلے آئے اور فرمایا کہ اس مبتدع کے پاس سے مجھے لے چلو یہ واقعہ ترمذی اور ابوداؤد میں موجود ہے امام ابو یوسف نے قاضی یا مفتی یا کسی ایسے ہی شخص کے لئے جو خدمت مسلمین میں مشغول رہتا ہو اس امر کی اجازت دی ہے کہ اس کو اقامت سے کچھ قبل اطلاع دیدی جایا کرے تو وہ جماعت میں شریک ہو جائے اور خدمت خلق میں نقصان نہ پڑے ان کی اجازت کا بھی یہ مطلب نہیں کہ اذان اور اقامت کے درمیان تثویب کی رسم ہی قائم کر لی جائے اور پھر طرفہ یہ کہ اس کو ایک واجب کا درجہ دے دیا جائے اور منکر یا تارک کو وہابی مردود کہہ کر لعن طعن کیا جائے یہ تو یقینی تعدی اور ظلم اور انتہائی بدعت ہے ترمذی کی روایت ابو اسرائیل الملائی کی اگرچہ ضعیف ہے مگر عبداللہ بن عمر کی روایت مذکورہ بالا سے اس کی تقویت ہو جاتی ہے اور وہ قابل عمل ہو جاتی ہے۔ فقط   محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جماعت کے وقت مؤذن کا بآواز بلند درود پڑھنا

(سوال) بعض جگہ یہ دستور ہے کہ جس وقت نماز کے واسطے جماعت کھڑی ہوتی ہے تو مؤذن تکبیر

---

(۱) (ترمذی' باب ماجاء فی التثویب فی الفجر ۱/ ۵۰ ط سعید کمپنی)

(۲) قال فی العنایة أحدث المتأخرون التثویب بین الأذان و الاقامة علی حسب ما تعارفوه فی جمیع الصلوات الخ و خص ابو یوسف من یشتغل بمصالح العامة کالقاضی و المفتی والمدرس الخ (رد المحتار' باب الاذان ۱/ ۳۸۹ ط سعید کمپنی) و عند المتقدمین هو مکروه فی غیر الفجر' وهو قول الجمهور الخ (البحر الرائق' باب الاذان ۱/ ۲۷۵ ط بیروت' لبنان)

پڑھنے سے پہلے بآواز بلند درود شریف پڑھتا ہے پھر اس کے ملحق تکبیر پڑھتا ہے اور ہر جماعت کے وقت یہی دستور اختیار کیا جاتا ہے آیا یہ طریقہ شرعاً مستحسن ہے اور اس طریقہ کے لئے شرعی ثبوت موجود ہے اگر شرعی ثبوت نہیں تو یہ فعل کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۳۹٦ چودھری اسلوب الٰہی صاحب دہلی

۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ ۱۱ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۹) اقامت سے پہلے بآواز بلند درود شریف پڑھنا کہیں ثابت نہیں نہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نہ صحابہ کرام اور ائمہ حنفیہ کے زمانے میں اور اگر اس کو ایک طریقہ دائمہ بنالیا جائے تو بدعت ہے (۱) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ، دہلی

مؤذن کی موجودگی میں دوسرے شخص کا اذان کہنا

(سوال) ایک شخص عرصے سے مسجد کی خدمت یعنی اذان پڑھنی، تکبیر کہنی، مسجد کی صفائی دیکھ بھال وغیرہ سب غرض حسبۃً للہ بلا اجرت مؤذن انجام دیا کرتا تھا وہی نہیں بلکہ اس شخص کا باپ کا بھی یہی حال تھا بعض خود غرض دشمنوں نے مسجد کے ممبران کمیٹی سے شکایت کی ممبران میں سے بعض انگریزی داں اور وکیل بھی ہیں وہ وکیل صاحبان یہ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ کے سامنے کیا جواب دیں گے یہ کہہ کر اس شخص کو نیک کام سے روک کر محروم کر دیا کیا یہ فعل ممبران کمیٹی کو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲٦۰۰ نور الٰہی صاحب (دہلی) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ ۱۵ مئی ۱۹۴۰ء

(جواب ۳۰) اگر کوئی شخص حسبۃً للہ مسجد کی خدمت صفائی نگرانی وغیرہ کرے تو وہ ثواب کا مستحق ہے اور اگر مؤذن مقرر نہ ہو تو اذان و اقامت کہنی بھی موجب ثواب ہے لیکن اگر مؤذن مقرر ہے تو پھر اذان و اقامت مؤذن کا حق بلکہ اس کا منصبی فریضہ ہے اگر ممبران کمیٹی مؤذن سے مواخذہ نہ کریں کہ وہ خود اذان کیوں نہیں کہتا تو مؤذن دوسرے شخص کو اذان و اقامت کی اجازت دے سکتا ہے اور اس کی اجازت سے دوسرا شخص اذان و اقامت کہہ سکتا ہے لیکن اگر کمیٹی مؤذن سے اذان نہ کہنے پر مواخذہ کرے تو کمیٹی کو اس کا حق ہے اور مؤذن کو بھی حق ہے کہ وہ خود اذان کہنے پر اصرار کرے اور دوسرے شخص کو اجازت نہ دے ایسی حالت میں اس شخص کو جو حسبۃً للہ اذان کہنا چاہتا ہے کمیٹی کے قاعدے میں اور مؤذن کے فرض منصبی کی انجام دہی میں مداخلت نہ کرنی چاہئے بلکہ اگر وہ اس ثواب کو حاصل کرنے کا آرزومند ہے تو کسی ایسی مسجد میں جہاں مؤذن تنخواہ دار مقرر نہ ہو اذان کہہ کر یہ فضیلت حاصل کرنا چاہئے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ، دہلی

---

(۱) عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد (بخاری باب اذا اصطلحوا علی صلح جور ۱ / ۳٦۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی) التسلیم بعد الأذان حدث فی ربیع الآخر سنۃ سبعمائۃ واحدی وثمانین الخ وھو بدعۃ حسنۃ (الدر المختار باب الأذان ۱ / ۳۹۰ ط سعید کمپنی)

(۲) اذن غیر من اذن بغیبتہ ای المؤذن لا یکرہ مطلقاً وان بحضورہ کرہ ان لحقہ وحشۃ الخ (التنویر و شرحہ) وفی الشامیۃ: "أی بأن لم یرض بہ الخ (باب الأذان ۱ / ۳۹۵ ط سعید)

شہادتین سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے

(سوال) پنجابی زبان میں ایک کتاب ہے جس کا نام پکی روٹی کلاں ہے اس میں تقبیل ابہامین وقت اذان نزدیک سننے اشہدان محمدا رسول اللہ کے متعلق حدیث لکھی ہے کہ پیغمبر خدا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی شہادت دے نوں دامیں انگوٹھیاں دے نے اکھیں دے رکھدا اتے چمدا اتے پڑھدا قرة عينی بك يا رسول حق تعدی گناہ اسدے بخشیندا اوے اوسیدیاں اکھیں کدی درد کرن اتے پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ے ڈرساں اسنوں طرف بہشت دے جناب یہ تحریر فرمائیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا موضوع اس پر عمل کرنا چاہئے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۹۱ علی جہان خاں ضلع میانوالی (پنجاب)

۱۷ ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ م ۵ جنوری ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۱) تقبیل ابہامین کا کوئی پختہ ثبوت نہیں اس لئے اس کو موجب ثواب سمجھ کر کرنا بے ثبوت بات ہے البتہ بعض لوگ اس کو بیماری چشم سے محفوظ رہنے کا عمل سمجھ کر کرتے ہیں تو اس صورت میں مثل دیگر عملیات و تعویذات کے یہ عمل بھی مباح ہوگا مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے تارک پر کوئی طعن یا ملامت نہ کی جائے جو اس عمل کو کرے کرے جو نہ کرے نہ کرے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

سوال مثل بالا و جواب دیگر

(سوال) اذان کے وقت انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنا حدیث صحیح سے ثابت ہے یا نہیں اور بشرط ثبوت تارک قابل ملامت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۱۷ فیروز خاں (جہلم) یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۲) اذان میں کلمہ اشہدان محمدا رسول اللہ سن کر انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا کوئی شرعی حکم نہیں ہے اس کے متعلق جو روایت مسند فردوس وغیرہ میں ہے وہ صحیح نہیں ہے بعض بزرگوں نے اس فعل کو آنکھوں کی بیماری سے محفوظ رہنے کا ایک عمل قرار دیا ہے تو یہ شرعی بات نہ ہوئی اگر اس کو یہ سمجھ کر کرے کہ اس عمل کو کرنے سے آنکھیں نہیں دکھتیں تو اسے اختیار ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی یہ عمل نہ کرے تو اسے مجبور نہ کیا جائے نہ اس پر اعتراض کیا جائے کیونکہ عملیات و تعویذات کوئی شرعی چیزیں نہیں ہیں ہر شخص کو حق ہے کہ کوئی عمل کرے اور تعویذ باندھے یا عمل نہ کرے اور تعویذ نہ باندھے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) وذكر ذلك الجراحي وطال ثم قال ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء الخ (رد المحتار، باب الأذان ۱/۳۹۸ ط سعید کمپنی)

(۲) (حوالہ بالا)

جواب دیگر (۳۳) تقبیل ابہامین بہ نیت ایک شرعی فعل کے صحیح سند سے ثابت نہیں ہاں ایک رقیہ کی حیثیت سے بعض بزرگوں نے یہ عمل اس لئے کیا ہے کہ آنکھیں دکھنے سے محفوظ رہیں تو بحیثیت رقیہ کے کوئی کرے تو کرے اور نہ کرے تو مورد الزام نہیں ہو سکتا محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اذان فجر کے بعد لوگوں کو نماز کے لئے بلانا

(سوال) فجر کی اذان دینے کے بعد مؤذن یا دوسرا کوئی شخص محلہ والوں کو نماز کے لئے سارے محلہ میں کہہ کر بیدار کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کر سکتا ہے تو کیونکر اور نہیں کر سکتا تو اس کی توضیح فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۲۷۳۶ منشی محمد ادریس صاحب۔ مدرسہ محمدیہ اردو خانہ دہلی۔

۲۹ جولائی ۱۹۴۲ء ۱۴ رجب ۱۳۶۱ھ

(جواب ۳۴) یہ عمل اول تو تثویب میں داخل نہیں بلکہ اس سے زیادہ حیثیت رکھتا ہے دوسرے تثویب بھی ایک امر محدث اور مبتدع ہے اذان سے پہلے بہ نیت امر بمعروف اس امر کی گنجائش ہے اذان کے بعد یہ امر کراہت سے خالی نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(جواب از مولانا مفتی مظہر اللہ صاحب) ہاں اس فعل میں کچھ مضائقہ نہیں بلکہ موجب ثواب ہے کہ یہ تثویب کے معنی میں ہے والتثويب حسن عند المتاخرين تبیین میں ہے ويؤذن للفجر ثم يقعد قدر ما يقرأ عشرين آية ثم يثوب ثم يقعد مثل ذلك ثم يقيم هكذا في العالمگیری۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
محمد مظہر اللہ غفرلہ امام مسجد جامع فتح پوری دہلی

(جواب از حضرت مفتی اعظم) تثویب کو اگرچہ متاخرین حنفیہ نے مستحسن قرار دیا ہے مگر اس میں شبہ نہیں کہ یہ امر محدث ہے یعنی رسول خدا ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے زمانے میں تثویب نہ تھی حضرت ابن عمر سے منقول ہے کہ وہ اس کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے ایک مسجد میں نماز پڑھنے گئے وہاں مؤذن نے تثویب کی تو وہ بغیر نماز پڑھے چلے آئے اور چونکہ نابینا ہو گئے تھے اس لئے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس بدعتی کے پاس سے ہم کو لے چلو عن مجاهد قال دخلت مع عبدالله بن عمر مسجدا وقد اذن فيه ونحن نريد ان نصلي فيه فثوب المؤذن فخرج عبدالله بن عمر من المسجد وقال اخرج بنا من عند هذا المبتدع ولم يصل فيه (ترمذی شریف) نیز متاخرین حنفیہ کا تثویب کو مستحسن فرمانا اس کی یہ تعریف کرنا کہ اذان کے بعد تھوڑا توقف کرکے مؤذن یہ لفظ پکار کر کہے الصلوۃ یا قامت

---

(۱) (حوالہ بالا صفحہ گزشتہ)
(۲) قال في العناية: احدث المتاخرون التثويب بين الاذان والاقامة على حسب ما تعارفوه وخصه ابو يوسف بمن يشتغل بمصالح العامة كالقاضي والمفتي والمدرس الخ (رد المحتار، باب الاذان ۱/ ۳۸۹ ط سعید)
(۳) (باب الاذان الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ وکیفیتہما ۱/ ۵۶ ط ماجدیہ)
(۴) (باب ماجاء في التثويب في الفجر ۱/ ۵۰ ط سعید)

قدماء وغیرہ تو یہ عمل عام طور پر مساجد حنفیہ میں معمول نہیں ہے عام عمل اس پر ہے کہ جو جامع صغیر کی روایت سے تثویب کا مکروہ ہونا ثابت ہوتا ہے و فی الجامع الصغیر انه یکرہ فی سائر الصلوٰت (جامع الرموز ص ۵۷ ج ۱) پھر تثویب جس کو متاخرین حنفیہ مستحسن فرماتے ہیں وہ صرف مؤذن کا عمل ہے دوسروں کا نہیں۔ فقد یکون المثوب هو المؤذن لانه لا ینبغی لاحد ان یقول لمن فوقه فی العلم والجاه حان وقت الصلوٰۃ سوی المؤذن لانه استفضال لنفسه (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۰۷)(۱) میں نے پہلے جواب میں اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ محلہ میں گھر گھر جا کر بیدار کرنا تثویب سے بھی زیادہ ہے اس کا مطلب یہ تھا کہ تثویب تو مؤذن کا مسجد میں اذان کے بعد الفاظ معہودہ پکار کر نے کا نام ہے مگر یہ عمل اس سے آگے بڑھ کر گھروں پر جانے اور کنڈیاں کھٹکھٹا کر لوگوں کو جگانے اور کئی کئی آدمیوں کا مل کر گھومنے پر مشتمل ہے اور یہ اس تثویب معروف عند الفقہاء سے جس کو انہوں نے مستحسن فرمایا ہے یقیناً زیادہ ہے پھر صرف مؤذن کی تثویب بھی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ مبارک میں نہیں تھی ولم یکن فی زمنه ﷺ ولا فی زمن الصحابة (طحطاوی)(۲) یعنی تثویب حضور ﷺ کے زمانے میں اور صحابہ کرامؓ کے زمانے میں نہ تھی۔

اور ان زیادہ باتوں کا وجود بھی محدث اور مبتدع ہونے کے علاوہ کئی منکرات پر مشتمل یہ محتمل ہو سکتا ہے اول یہ کہ جگانے والے اور کنڈیاں جا جا کر بیدار کرنے والے بسا اوقات ایسے گھروں کی کنڈیاں بھی کھٹکھٹاتے ہیں کہ جن میں کوئی مریض ہو جو درد و تکلیف کی وجہ سے رات بھر سو نہ سکا تھا اس کی اس وقت آنکھ لگی تھی وہ جاگ کر پھر درد و کرب میں مبتلا ہو گیا۔ دوم یہ کہ بعض گھر والے بڑے اور دنیوی حیثیت سے بڑی پوزیشن والے ہوتے ہیں اور جگانے والے بیچارے غریب اور دنیوی حیثیت سے کمزور طبقے کے ہوتے ہیں تو گھر والے جگانے کی بات سن کے ان کو گالیاں دے سکتے ہیں یہاں تک بھی صبر کیا جا سکتا تھا مگر وہ بیہودگی اور بے دینی سے خوف خدا اور رسول اور نماز کی شان میں بھی ایسے کلمات کہہ دیتے ہیں جو کفر تک نوبت پہنچا دیتے ہیں اور چونکہ اسلامی حکومت اور محکمہ احتساب موجود نہیں اس لئے اس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا مجھے خوف ہے کہ ایسی صورت میں ان کے کفر کی حد تک ذمہ داری ان جگانے والوں پر بھی نہ آ جائے جنہوں نے تبلیغ و تذکیر میں حکمت و موعظہ حسنہ کی رعایت میں کوتاہی کی اور اس وجہ سے ایک مسلمان (گو فاسق ہو) کافر ہو گیا سوم یہ کہ یہ جگانے والے اگر متقی اور مخلص نہ ہوں تو ان میں اپنے متعلق تکبر و ترفع اور دوسرے لوگوں کے متعلق نفرت و حقارت کے جذبات بڑی حد تک پیدا ہونے کا یہ عمل قوی ذریعہ بن جاتا ہے حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں یہ عمل اختیار نہیں کیا گیا باوجودیکہ ترک نماز اور جماعت سے رہ جانے والوں کا وجود اس زمانہ میں بھی تھا جو وعید احراق بیوت کی روایت سے واضح

---

(۱) (فصل الأذان ۱: ۱۲۵ ط قران)

(۲) (باب الأذان ۱: ۱۱۷ ط مصر)

ہے۔

بہر حال اذان کے بعد تو یہ عمل ضرور مکروہ ہے اور اذان سے پہلے بھی ہر دروازے کی بلا تمیز کنڈی بجانا خطرناک اور گلی میں سے درمیانی درجے کی آواز دیتے ہوئے نکل جانا مباح اور جس شخص پر بھروسہ ہو یا جس کی طرف سے اجازت ہو اس کو جگا دینا مستحسن ہے۔

حضرت امام ابو یوسف نے ایسے لوگوں کے لئے جو امور مسلمین یعنی اسلامی ضروریات میں مصروف رہتے ہوں یہ اجازت دی ہے کہ اذان کے بعد جب جماعت کا وقت قریب ہو اور موذن ان کو دوبارہ اطلاع کردے تو وہ دوسری بات ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

ایک شخص کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے

(سوال) مسئلہ درمختار میں لکھا ہے کہ ایک شخص کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اذان کہنا مکروہ ہے اور رکن الدین کتاب میں لکھا ہے کہ اذان کے بعد نماز اس مسجد میں نہ پڑھے تو دوسری مسجد میں اذان کہنا مکروہ نہیں ان دونوں میں سے صحیح مسئلہ کون سا ہے؟

المستفتی نظیر الدین امیر الدین (امیزہ ضلع مغربی خاندیس)

(جواب ۳۵) ہاں اگر اذان کے بعد نماز اس مسجد میں نہ پڑھے تو دوسری مسجد میں اذان کہنا مکروہ نہیں یہی مطلب درمختار کی عبارت کا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اذان کے بعد دعا میں "والدرجة الرفيعة" اور "وارزقنا شفاعة" کا اضافہ

(سوال) اذان کی دعا میں بعد والفضيلة کے والدرجة الرفيعة اور بعد وعدته کے وارزقنا شفاعته اکثر لوگ پڑھتے ہیں کیا ان کلمات کی کوئی اصل ہے؟

(جواب ۳۶) اذان کے بعد دعا مسنون یہ ہے۔ اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة آت محمدا الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاما محمودا الذي وعدته (كذافي البخاری ص ۸۶) اور الدرجة الرفيعة اور وارزقنا شفاعته يوم القيامة کا ثبوت نہیں۔ ہاں آخر میں انك لا تخلف الميعاد بیہقی کی ایک روایت میں آیا ہے (كذافي الشامی) پس غیر ثابت الفاظ کو نہ پڑھنا ہی بہتر ہے لیکن

---

(۱) يكره له ان يؤذن في مسجدين (درمختار) وفي الشامية: اذا صلى في المسجد الأول يكون متنفلا بالأذان في المسجد الثاني والتنفل بالأذان غير مشروع ولأن الأذان للمكتوبة وهو في المسجد الثاني يصلي النافلة فلا ينبغي ان يدعو الناس إلى المكتوبة وهو لا يساعدهم فيها الخ (باب الأذان ۱/ ۴۰۰ ط سعيد كمپنی)

(۲) (بخاری، باب الدعاء عند النداء ۱/ ۸۶ ط قديمی كتب خانه كراچی)

(۳) (وروى البخاری وغيره: من قال حين يسمع النداء اللهم رب هذه الدعوة التامة" الخ وقال ابن حجر في شرح المنهاج: وزيادة والدرجة الرفيعة وختمه بيا ارحم الراحمين لا اصل لهما" (رد المحتار باب الأذان ۱/ ۳۹۸ ط سعيد كمپنی)

اگر کوئی شخص اس اعتقاد کے ساتھ کہ یہ الفاظ ثابت نہیں ہیں پڑھ لے تو مضائقہ بھی نہیں۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

رمضان المبارک میں مغرب کی نماز کو تاخیر سے پڑھنا

(سوال) رمضان المبارک میں بعد اذان مغرب کے عموماً افطاری کی وجہ سے جماعت میں توقف ہوتا ہے اس کی کیا دلیل ہے اور کس قدر وقفہ چاہیئے؟

(جواب ۳۷) مغرب کی اذان اور اقامت میں اتصال نہ کرنا چاہیئے تھوڑا سا فرق ضروری ہے مقدار فرق میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہونا چاہیے اور امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک اس قدر بیٹھنا چاہیئے جس قدر دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے ہیں ان العلماء اتفقوا علی انه لا یصل الاقامة بالاذان فی المغرب بل یفصل بینهما لکنهم اختلفوا فی مقدار الفصل فعند ابی حنیفة المستحب ان یفصل بینهما بسکتة یسکت قائما ساعة ثم یقیم و مقدار السکتة عنده قدر ما یتمکن فیه من قراء ة ثلث ایات او اية طویلة و عندهما یفصل بینهما بجلسة خفیفة مقدار الجلسة بین الخطبتین کذا فی الهدایة (۱) الجلد الاول ص ۷۳ اور رمضان المبارک میں اگر افطاری کی وجہ سے قدرے تاخیر بھی ہو جائے تو مضائقہ نہیں ہے یہ تاخیر کسی کے انتظار کی نہیں ہے بلکہ ایک واقعی ضرورت ہے ہاں زیادہ تاخیر نہ کی جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مدرسہ امینیہ دہلی

اذان میں روافض کی طرف سے کیا گیا اضافہ ثابت نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۴ء)

(سوال) شیعہ صاحبان اپنی اذان میں بآواز بلند ان مقامات میں جہاں مکانات اہل سنت والجماعت کے ملحق بہ مسجد شیعان ہیں مندرجہ ذیل کلمات بھی کہتے ہیں علی ولی الله وصی رسول الله و خلیفة بلا فصل. یہ کلمات تبرا میں داخل ہیں یا نہیں اور پانچوں وقت اذان میں ہم لوگوں کو سننا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۸) یہ الفاظ اگرچہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے خلاف ہیں مگر حدود تبرا میں داخل نہیں ہیں اور سنیوں کو ان کے سننے سے کوئی گناہ نہیں ہوتا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

---

(۱) (حاشیہ هدایة : باب الأذان، ۱/۳۹ ط مکتبہ شرکة علمیه، ملتان)

(۲) والزیادة فی الأذان مکروهة الخ (البحر الرائق: باب الاذان، ۱/۳۶۱ ط بیروت، لبنان)

دوسرا باب
اوقات نماز

نماز فجر، ظہر اور عصر کا مستحب وقت کیا ہے؟

(سوال) ایک شخص پابند نماز پنجگانہ باجماعت کا ہے اور اعتقاداً مسائل شافعی پر کاربند ہے اور مسجد ہذا کا مہتمم بھی ہے اگرچہ اکثر نمازیان حنفی مذہب بھی اس جامع مسجد کے مہتمم ہیں لیکن بوجہ پابندی جماعت و خاندانی شرافت و مولوی صاحب ہونے کے اور تمام حنفی نمازیوں پر حاوی ہو جانے کے نماز صبح اور نماز ظہر و عصر پر تصرف کرکے اپنے اعتقاد کے موافق اوقات ہذا میں امام کو زبردستی کھڑا کر لیتے ہیں بسا اوقات یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ جس وقت مسجد میں نمازی حنفی ہو نہیں اس وقت میں پڑھے۔ کہتے ہیں کہ نماز صبح کی غلس میں پڑھو اور حنفی کہتے ہیں اسفار میں پڑھو ہم ان لفظوں کے معنی نہیں سمجھتے ہمیں گھڑی کی رو سے وقت بتایئے؟

(جواب ۳۹) حنفیہ کے نزدیک نماز فجر اسفار میں (یعنی اجالا کرکے) پڑھنا مستحب ہے لیکن یہاں تک کہ اگر نماز میں کوئی فساد واقع ہو جائے تو قرأت مستحبہ کے ساتھ طلوع آفتاب سے قبل نماز کا اعادہ ہو سکے یستحب تاخیر الفجر ولا یؤخرھا بحیث یقع الشك فی طلوع الشمس بل یسفر بها بحیث لو ظهر فساد صلوة یمکنه ان یعیدها فی الوقت بقراءة مستحبة کذا فی التبیین (ہندیہ)(1) اور غلس یعنی اندھیرے میں پڑھنا خلاف اولیٰ ہے اور امام جب کہ ہمیشہ اسی وقت نماز پڑھے اور نمازیوں کا اکثر حصہ جماعت میں شریک نہ ہو سکتے ہوں تو اسے روک دینے کا حق جماعت کے غالب گروہ کو حاصل ہے ظہر کا وقت آفتاب ڈھلنے کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور سایہ اصلی کے علاوہ دو مثل سایہ ہونے تک ہے ووقت الظهر من الزوال الی بلوغ الظل مثليه سوى الفيء كذا في الكافي وهو الصحيح هكذا في محيط السرخسي (ہندیہ)(2) اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ ووقت العصر من صيرورة الظل مثليه غير فيء الزوال الى غروب الشمس هكذا في شرح المجمع (ہندیہ)(3) اور وقت مستحب آفتاب کے زرد ہونے سے پہلے تک ہے اس کے بعد غروب آفتاب تک وقت مکروہ ہے لیکن گرمیوں میں ظہر کی نماز کو موخر کرکے پڑھنا اور جاڑوں میں اول وقت پڑھنا مستحب ہے اور عصر کی نماز اس قدر موخر کرنا کہ آفتاب زرد نہ ہو جائے مستحب ہے ویستحب تاخير الظهر في الصيف وتعجيله في الشتاء هكذا في

---

(۱) (الفصل الثانی فی بیان فضیلة الاوقات ۱/ ۵۱ ۵۲ ط مکتبه ماجدیه کوئٹه)

(۲) (الفصل الاول فی أوقات الصلاة ۱/ ۵۱ ط مکتبه ماجدیه کوئٹه)

(۳) (ایضاً)

الکافی و یستحب تاخیر العصر فی کل زمان مالم تتغیر الشمس الخ (ہندیہ مختصر)(۱)

محمد کفایت اللہ غفرلہٗ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

ظہر اور عصر کے وقت کی تحقیق

(سوال) حنفیہ کے نزدیک انتہائے وقت ظہر کہاں تک ہے ایک مثل تک یا دو مثل تک۔ یعنی نماز ظہر کب تک قضاء پڑھنی چاہئے اور نماز عصر کس وقت پڑھنی چاہئے؟

(جواب ۴۰) امام ابو حنیفہ سے ظاہر روایت جو اکثر متون میں منقول ہے وہ یہی ہے کہ ظہر کا وقت زوال سے شروع ہو کر دو مثل سایہ ہونے تک باقی رہتا ہے اور اس روایت کو بدائع و محیط و ینابیع میں صحیح اور غیاثیہ میں مختار کہا ہے اور اسی کو امام محبوبی نے اختیار کیا ہے اور امام نسفی اور امام صدر الشریعۃ نے اس پر اعتماد کیا ہے لیکن خود امام صاحب سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک مثل تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور دوسرے مثل سے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور یہی مذہب امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر اور ائمہ ثلاثہ (امام مالک امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا ہے اور امام طحاوی نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں اور غرر الاذکار میں اسے ماخوذ بہ اور برہان میں اسے اظہر کہا ہے اور فیض میں لکھا ہے کہ اسی پر لوگوں کا عمل ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ انتہی۔ یہ تمام مضمون در مختار اور رد المحتار میں موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلے میں مشائخ مذہب کا اختلاف ہے اور تصحیح اور فتویٰ بھی مختلف ہے بعضوں نے دو مثل کے قول کو ترجیح دی ہے اور بعضوں نے ایک مثل کی روایت کو مختار اور مفتیٰ بہ بتایا ان دو قولوں اور دو روایتوں کے علاوہ امام صاحب سے ایک تیسری روایت اور بھی ہے وہ یہ ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر پڑھ لی جائے اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے اور اس روایت کو شیخ الاسلام نے بہ نظر احتیاط پسند کیا ہے کہ اس میں دونوں نمازیں بالاتفاق اپنے اپنے وقت میں ادا ہو جائیں گی۔ واللہ اعلم

مثل اول کے بعد نماز عصر کا حکم

(سوال) یہاں از روئے مذہب شافعی نماز عصر سایہ اصلی کے سوا ایک سایہ پر ادا کی جاتی ہے۔ دریافت

---

(۱) (الفصل الثانی فی بیان فضیلۃ الأوقات ۱/۵۲ ط ماجدیہ)

(۲) ووقت الظهر من زواله الى بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وهو قولهما وزفر والائمة الثلاثة قال الامام الطحاوي وبه نأخذ وفي غرر الاذكار وهو المأخوذ به وفي البرهان وهو الاظهر وفي الفيض وعليه عمل الناس اليوم وبه يفتى (درمختار) وفي الشامية قوله الى بلوغ الظل مثليه هذا ظاهر الرواية عن الامام نهاية وهو الصحيح بدائع ومحيط وينابيع وهو المختار غياثية واختاره الامام المحبوبي وفي رواية عنه انتهاؤه بالمثل يخرج وقت الظهر ولا يدخل وقت العصر الا بالمثلين ذكره الزيلعي وغيره والاحسن ما في السراج عن شيخ الاسلام ان الاحتياط ان لا يؤخر الظهر الى المثل وان لا يصلي العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤديا للصلاتين في وقتهما بالاجماع (كتاب الصلوة: ۱/۳۵۹ ط سعيد كمپني)

طلب یہ ہے کہ آیا احناف مقتدیوں کی اقتدا شافعی المذہب امام کے ساتھ درست ہوگی یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۳۱ منشی ناظم حسین صاحب ملین۔ ۴ شعبان ۱۳۵۲ھ م ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۱) ایک مثل سایہ ہو جانے پر عصر کا وقت ہو جانے کا بہت سے مشائخ حنفیہ نے بھی فتوی دیا ہے اس لئے ایک مثل ہو جانے کے بعد شافعی جماعت میں حنفی شریک ہو کر نماز عصر ادا کر سکتے ہیں (ایک مثل سے مراد سایہ اصلی کے سوا مثل ہے) وعنه مثله وهو قولهما وزفر والائمة الثلاثة قال الامام الطحاوی وبه ناخذ وفی غرر الاذکار وهو الماخوذ به وفی البرهان وهو الاظهر لبيان جبريل وهو نص فی الباب وفی الفيض وعليه عمل الناس وبه يفتی (در مختار علی هامش رد المحتار ص ۲۵۱ ج ۱)(۱)

نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہ پڑھی جائے اگر یہ صحیح ہے تو فقہ کی کتابوں میں نفل نماز کے سوا دیگر نمازوں کا جواز کیوں بتایا ہے ؟

المستفتی نمبر ۴۰۱ محمد عبدالحفیظ (ضلع نیل گری) ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ م ۲۶ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۴۲) بخاری شریف کی وہ حدیث جس میں عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز پڑھنے کی ممانعت ہے اس میں نفل نماز کی ہی ممانعت مراد ہے یہ تصریح نہیں ہے کہ نفل و فرض کوئی نماز نہیں ہو سکتی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

عشاء کو کب تک مؤخر کر سکتے ہیں؟

(سوال) مسجد سے باہر کوئی پچاس فٹ پر وعظ ہو رہا تھا اتنے میں نماز عشاء کے لئے اذان ہوئی جس کو لوگوں نے خوب سنا یہاں کی مسجد میں اذان ہوا کرتی ہے جس کی آواز معمولی طور سے دو ڈھائی سو گز کے فاصلے سے سن پڑتی ہے کیا بعد اذان وعظ یا کسی دنیاوی اغراض کے لئے نماز میں تاخیر کی جا سکتی ہے ؟

المستفتی نمبر ۱۱۳۱ نصیر الدین صاحب (ضلع رنگپور) ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۳) اذان سننے کے بعد جماعت میں شرکت بہتر تھی لیکن اگر اہل جلسہ اسی مسجد کے نمازی نہ تھے اور جلسہ بھی کسی صحیح شرعی غرض کے لئے تھا اور انہوں نے ختم جلسہ کے بعد کسی دوسری مسجد یا دوسری جگہ میں جماعت سے نماز پڑھنے کا ارادہ کر لیا تھا تو وقت مستحب تک نماز کی تاخیر کا مضائقہ نہ تھا (۳) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) (کتاب الصلوۃ : ۱/ ۳۵۹ ط سعید کمپنی)

(۲) عن ابن عباس قال "شهد عندی رجال مرضيون وأرضاهم عندی عمر ان النبی ﷺ نهى عن الصلاة بعد الصبح حتى تشرق الشمس وبعد العصر حتى تغرب (باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس ۱ / ۸۲ ط قديمی کتب خانه کراچی)

(۳) ويستحب وكذا تاخير العشاء الى ثلث الليل (عالمگیریه الفصل الثانی فی بیان فضیلة الأوقات ۱ / ۵۲ ماجدیه کوئٹه)

شفق ابیض غائب ہونے کے بعد عشا پڑھنا بہتر ہے

(سوال) آپ تعلیم الاسلام میں شفق ابیض کے غائب ہو جانے سے مغرب کا آخیر وقت بتلاتے ہیں حالانکہ شامی وغیرہ کتابوں میں شفق احمر کے غائب ہو جانے سے آخیر وقت بتاتے ہیں (بنابر مذہب مفتی بہ) اس میں محقق قول کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۱۸۷ پروفیسر محمد طاہر صاحب ایم اے (ضلع میمن سنگھ)

۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ٤٤) شفق ابیض غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھنا احوط ہے اسی احتیاط کے پیش نظر یہ قول اختیار کیا گیا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل کا حکم

(سوال) فجر اور عصر کی فرض نمازوں کے پڑھنے کے بعد دوسری کوئی نماز پڑھنی کیوں ممنوع ہے؟

المستفتی ۱۵۲۲ خواجہ عبدالمجید شاہ صاحب (بنگال) ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٥) فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک نفل نماز مکروہ ہے قضا فرض اور واجب نماز کی جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

طلوع فجر کے بعد سنت کے علاوہ نوافل پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) کیا صبح کی نماز سے پہلے نوافل نہیں پڑھے جا سکتے؟

المستفتی نمبر ۱۶۲۳ ملک محمد امین صاحب (جالندھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٦) ہاں طلوع صبح صادق کے بعد سوائے سنت فجر کے اور کوئی نفل نماز نہیں (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مسجد میں جماعت کی نماز کے لئے وقت مقرر کرنا

(سوال) عام رواج ہے کہ مقررہ وقت گھڑیوں سے لیا جاتا ہے کوئٹہ میں نماز ظہر کا وقت تین بجے ہے اور عصر کا وقت ساڑھے پانچ بجے اور مغرب کا وقت آٹھ بجکر بیس منٹ کا ہے اور عشاء کا وقت ۹ بجکر ۴۵

---

(۱) ووقت المغرب منه إلى غيبوبة الشفق وهو الحمرة عندهما وبه يفتى وعند أبي حنيفة الشفق هو البياض الذي يلي الحمرة وقول أبي حنيفة رحمه الله أحوط لأن الأصل في باب الصلوة أن لا يثبت فيها ركن ولا شرط إلا بما فيه يقين (عالمگیریة الفصل الأول في أوقات الصلاة ١/ ٥١ ط ماجدیه کوئٹه)

(۲) وكره نفل ولو سنة الفجر بعد صلاة الفجر و صلاة العصر ولا يكره قضاء فائتة ولو وترا الخ الدر المختار كتاب الصلاة ١/ ٣٧٤ ط سعيد كمپنى)

وكذا الحكم من كراهة نفل وواجب لغيره لا فرض وواجب لعينه بعد طلوع فجر سوى سنته لشغل

(۳) الوقت به تقديراً الخ (الدر المختار: كتاب الصلاة ١/ ٣٧٥ ط سعيد كمپنى)

منٹ اور مسجد میں گھڑی موجود ہے اگر مولوی صاحب سے کہا جاتا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے تو مولوی صاحب جواب دیتے ہیں کہ وقت مقرر کرنے والا کافر ہے اور پیش امام سے کہنے والا کافر۔ جب ان سے سوال کیا گیا تو کہتے ہیں کہ ہم آل رسول ہیں ابو طالب کے پوتے ہیں ایسوں کو کوئی حق نہیں ہے جو آل رسول ﷺ سے یا پیش امام سے کہے کہ نماز پڑھایئے جس وقت امام کی خوشی ہو نماز ادا کر سکتا ہے اگر ان سے گھڑی دیکھ کر کہا جائے کہ مولانا صاحب نماز کا وقت ہو گیا ہے تو ان الفاظ کو بے ادبی سمجھتے ہیں اور مثلاً نماز کا وقت ۳ بجے مقرر ہے پچیس ساٹھ آدمی نماز کے واسطے بیٹھے ہیں یکے بعد دیگرے آدمی آتے ہیں اور سنت ادا کرتے ہیں تو ان کی سنت کی وجہ سے فرض نماز ادا نہیں کر سکتے یا ان کے واسطے ٹھہرنا چاہیے اور مولانا صاحب کو ۲۲ روپے ماہوار تنخواہ صرف نماز ادا کرنے کی ملتی ہے تو تنخواہ مقرر کر کے نماز پڑھانی جائز ہے کہ نہیں اس مسجد میں نماز پڑھنے والے ملازمت پیشہ آتے ہیں ان کو وقت کی بڑی پابندی ہوتی ہے اور مولانا صاحب کا یہ فرمان ہے کہ جس کی تم ملازمت کرتے ہو اگر وہ تم کو نماز کی چھٹی نہ دے تو نوکری کرنی حرام ہے نماز کی چھٹی ملتی ہے مگر وقت کی پابندی نہیں ہے۔ المستفتی نمبر ۱۹۱۷ ایس ایم یوسف علی۔ کوئٹہ بلوچستان

۱۹ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٧) امام کا یہ کہنا کہ ”وقت مقرر کرنے والا کافر ہے اور امام سے یہ کہنے والا کہ وقت ہو گیا کافر ہے اور امام کو حق ہے کہ جب چاہے نماز پڑھاوے اور اس سے نماز پڑھانے کو کہنا توہین ہے“ یہ سب باتیں غلط ہیں امام کو چاہیئے کہ نمازیوں کی آسانی کا لحاظ کرتے ہوئے وقت مقرر کرے اور مقررہ وقت پر نماز پڑھاوے ورنہ خود گناہ گار ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھ لینے میں مضائقہ نہیں

(سوال) ہماری مسجد کے امام عرصہ چھ برس سے رمضان المبارک میں ایک مہینہ تک صبح کی نماز اس وقت پڑھاتے ہیں کہ جب سحری کے آخری گولے چھوٹ جاتے ہیں تو فوراً اذان دلواتے ہیں اذان کے دس منٹ کے بعد فوراً نماز پڑھانے کھڑے ہو جاتے ہیں اکثر مقتدیوں نے دریافت کیا تو یہ حدیث انہوں نے سنائی کہ **(والفجر حین حرم الطعام والشراب علی الصائم)** حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھائی جبریل نے مجھے صبح کی اس وقت جب کہ حرام ہوا کھانا پینا روزہ دار پر (رواہ ابوداؤد وغیرہ)[1] اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے لہذا گزارش ہے کہ یہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں یہ بھی واضح رہے کہ اس نماز میں کم از کم دو سو آدمی جمع ہو جاتے ہیں تمام مقتدی امام صاحب کے موافق ہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۹۷۹ محمد نذیر لال کنواں دہلی۔ ۲۶ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٨) جبرئیل کی نماز اوقات کی ابتدا اور انتہا معین کرنے کی نیت سے تھی پس اس حدیث کا

---

(۱) (سنن ابی داؤد باب فی المواقیت ۱ / ۶۲ ط مکتبة امدادیة ملتان)

مطلب یہ ہے کہ نماز فجر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے کہ صائم پر کھانا پینا حرام ہو جائے یعنی صبح صادق طلوع ہو جائے حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رمضان شریف میں صبح کی نماز باقی سال کی صبح کی نماز سے کچھ مختلف ہے یہ نماز اگر صبح صادق ہونے کے بعد ہوتی ہے تو نماز صحیح ہو جاتی ہے اور رمضان المبارک میں مصلحتہً جلدی پڑھ لینے میں مضائقہ نہیں ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نماز جمعہ کا وقت ظہر کی طرح ہے

(سوال) نماز جمعہ کا صحیح وقت ازروئے حدیث و قرآن کیا ہے اور مذہب حنفیہ میں کس وقت نماز جمعہ جائز ہے ؟ کیونکہ یہاں کے مفتی صاحبان کہتے ہیں کہ دوپہر کے وقت بعد زوال سایہ کو دس قدم و آٹھ قدم و ساڑھے چھ قدم ماپو۔ حدیث قرآن میں اس کی کچھ اصلیت ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۴۷۵ عبدالقدوس صاحب اسلام آباد (کشمیر) ۱۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۹ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۹) آنحضرت ﷺ جمعہ کی نماز زوال کے بعد متصل پڑھتے تھے یعنی زیادہ تاخیر نہیں فرماتے تھے سردی کے موسم میں زوال کے بعد متصل نماز پڑھنا اولیٰ اور افضل ہے اور گرمی کے موسم میں زوال کے بعد ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ کی تاخیر کرنے کا مضائقہ نہیں مگر پونے چار بجے جمعہ کی نماز پڑھنا کسی طرح ثابت نہیں(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جماعت کے وقت جنازہ آجائے تو کس کو مقدم کیا جائے ؟

(سوال) فجر 'ظہر 'عصر 'مغرب اور عشاء کے مستحب وقت میں جنازہ آئے تو پہلے نماز کونسی گزارنی چاہئیے۔

المستفتی نمبر ۲۴۸۳ محمد یوسف صاحب (ناسک) ۲۵ صفر ۱۳۵۸ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۵۰) مغرب کی نماز کا تو ہمیشہ یہی حکم ہے کہ پہلے مغرب کی نماز ادا کی جائے پھر جنازے کی نماز پڑھی جائے باقی نمازوں کا حکم یہ ہے کہ اگر وقت فرض کے لئے تنگ ہو یا روزانہ جماعت کا مقررہ وقت ہو گیا تو ان دونوں صورتوں میں بھی پہلے فرض نماز ادا کی جائے پھر جنازہ کی نماز کیونکہ فرض کی جماعت میں بہت سے افراد ایسے ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں جو ضرورت مند اور کاروباری لوگ ہیں اور ان کی جنازے میں شرکت لازمی نہیں جمعہ اور عیدین کی نمازیں بھی جنازے سے پہلے اس غرض سے ادا کی جاتی ہیں کہ اس

---

(۱) عن قتادة عن أنس أن زيد بن ثابت حدثه أنهم تسحروا مع النبي ﷺ ثم قاموا إلى الصلوة، فقلت: "كم بينهما؟" قال: قدر خمسين أو ستين، يعني آية (بخاري، باب وقت الفجر ۱/۸۱ ط قديمي كتب خانه، كراچي) و وقت الفجر من طلوع الفجر الثاني، وهو البياض المنتشر المستطير لا المستطيل إلى قبيل طلوع ذكاء الخ (الدر المختار، كتاب الصلوة ۱/۳۵۹، ط سعيد كمپني)

(۲) و الجمعة كالظهر أصلاً واستحباباً في الزمانين، لأنها خلفه الخ (درمختار) و في الشامية: "أي في الشتاء والصيف الخ (كتاب الصلاة، ۱/۳۶۷، ط سعيد كمپني)

میں ایک جماعت عظیمہ شریک ہوتی ہے اور جنازے کی تقدیم کی صورت میں انتشار جماعت کا خوف ہے۔ ہاں فجر اور ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں کی جماعت کے روزانہ مقررہ وقت سے پہلے جنازہ آجائے تو جنازے کی نماز پڑھ لی جائے اس کے بعد مقررہ وقت پر جماعت فرض ادا کی جائے اس صورت میں یہ لازم نہیں کہ فرض نماز ضرور پہلے ادا کی جائے کیونکہ وقت میں گنجائش ہے اور روزانہ مقررہ وقت سے پہلے فرض پڑھ لینے میں تفویت یا تقلیل جماعت لازم آتی ہے یا جنازے کی بلاوجہ تاخیر کرنی پڑے گی اور یہ سب مکروہ ہے(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مغرب کا وقت کب تک رہتا ہے؟

(سوال) اگر چھ بجکر پندرہ منٹ پر مغرب کی نماز ہوتی ہے تو مغرب کی نماز کب تک پڑھ سکتے ہیں اور عشاء کی نماز کا وقت کس وقت سے شروع ہوگا؟ بینوا توجروا

المستفتی نمبر ۲۸۰۸ نعمت اللہ بارکپور۔ ۲۵ صفر ۱۳۶۵ھ

(جواب ۵۱) مغرب کا وقت غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ بیس منٹ سے ایک گھنٹہ پینتیس منٹ تک مختلف موسموں کے لحاظ سے رہتا ہے ایک گھنٹہ بیس منٹ سے کم نہیں ہے اور ایک گھنٹہ پینتیس منٹ سے زیادہ نہیں ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

طلوع آفتاب، زوال اور غروب کے وقت کوئی نماز جائز نہیں۔ جواب دیگر

(سوال) طلوع آفتاب و نصف النہار و غروب آفتاب ان تینوں وقتوں میں نماز، سجدہ تلاوت و نماز جنازہ کیوں ممنوع ہے؟ المستفتی نمبر ۲۴۷۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دھویہ ضلع مغربی خاندیس)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۵۲) یہ تینوں وقت بتوں کی عبادت اور پوجا کے ہیں اور ان میں شیطان خوش ہوتا ہے کہ کوئی بتوں کی عبادت کرے اور خدا کی عبادت کرنے والوں کی حالت بھی مشتبہ ہو سکتی ہے اس لئے ان اوقات میں

---

(۱) و تقدم صلاتها على صلاة الجنازة اذا اجتمعا لانه واجب عين و الجنازة كفاية و تقدم صلاة الجنازة على الخطبة و على سنة المغرب وغيرها الخ لكن في البحر حكم دين الأشباه ينبغي تقديم الجنازة والكسوف حتى على الفرض ما لم يضق وقته الخ (درمختار) و في الشامية وهو اجتمع عيد و كسوف و جنازة ينبغي تقديم الجنازة وكذا لو اجتمعت مع فرض و جمعة ولم يخف خروج وقته الخ (باب العيدين، ۲/ ۱۶۷ ط سعيد کمپنی)

(۲) ووقت المغرب منه الى غيبوبة الشفق وهو الحمرة عندهما و به يفتى (عالمگیرية، الفصل الاول في الاوقات، ۱/ ۵۱ ط ماجدیہ، کوئٹہ)

(ووقت المغرب منه إلى غروب الشفق وهو الحمرة .... (الدر المختار، كتاب الصلاة ۱/ ۳۶۱ ط سعيد) (عموماً یہ وقت ایک گھنٹہ سے زائد ہوتا ہے)

نماز پڑھنے سے روک دیا گیا ہے		محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(جواب دیگر ۵۳) فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز اس وقت نہ پڑھی جائے۔ آفتاب نکلنے کے بعد جب اونچا ہو جائے تو پڑھے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھنا جائز ہے

(سوال) زید کہتا ہے کہ چونکہ صبح صادق پانچ بجکر ۴۵ منٹ پر ہو رہی ہے اس لئے نماز فجر چھ بجے کے بعد ہونی چاہیے عمر کہتا ہے کہ صحابہ نے اندھیرے میں نماز فجر ادا کی ہے اگر ہم کسی صحابی کی اقتدا کرلیں اور رمضان المبارک میں لوگوں کی سستی کی وجہ سے ذرا پہلے کھڑے ہو جائیں تو کیا حرج ہے؟

المستفتی خادم العلماء محمد سلطان زبیری

(جواب ۵۴) بعض احادیث سے رمضان المبارک میں فجر کی نماز ہمیشہ کے معمول سے کسی قدر پہلے پڑھنا مفہوم ہوتا ہے اس لئے اس کی گنجائش ہے کہ رمضان المبارک میں نماز فجر ذرا جلدی پڑھ لی جائے۔ لیکن طلوع صبح صادق سے پہلے نماز جائز نہیں صبح صادق پونے چھ بجے کے بھی کچھ بعد (آج کل یعنی دسمبر کے دوسرے عشرے میں) ہوتی ہے اس لئے نماز چھ بجے شروع کردی جائے تو مضائقہ نہیں اس سے پہلے نہیں ہونی چاہئیے (۳) فقط		محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

وقت عصر کے بارے میں چند سوالات

(سوال) (۱) حنفی مذہب میں ایک مثل پر عصر کا وقت ہوتا ہے یا نہیں؟ (۲) امام اعظم سے جیسے دو مثل کی روایت ہے ویسے ہی ان سے ایک مثل کی بھی روایت ہے یا نہیں؟ (۳) امام اعظم کا رجوع صاحبین کے قول کی

---

(۱) وكره تحريماً وكل ما لا يجوز مكروه (صلاة) مطلقاً مع شروق واستواء وغروب (درمختار) وفي الشامية: لكن الصحيح الذي عليه المحققون انه لا نقصان في ذلك الجزء بمعنى ان في الأداء فيه من التشبه بعبدة الشمس الخ (كتاب الصلاة، ۱/۳۷۳ ط سعيد كمپني)

وفي الهندية: ثلاث ساعات لا تجوز فيها المكتوبة ولا صلاة الجنازة ولا سجدة التلاوة الخ حتى ترتفع، وعند الانتصاف الى ان تزول وعند احمرارها الى ان تغيب الخ (عالمگيرية، الفصل الثاني في بيان فضيلة الاوقات ۱/۵۲ ط ماجدية، كوئٹه)

(۲) یہ جواب مجمل ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ فجر کی نماز کے بعد تو نفل اور واجب لغیرہ پڑھنا مکروہ ہے، فرائض اور واجب لعینہ پڑھ سکتے ہیں۔

وكره نفل وكل ما كان واجباً لا لعينه بل لغيره بعد صلاة فجر وعصر الخ (التنوير مع شرحه، كتاب الصلاة، ط سعيد)

(۳) عن قتادة عن انس ان زيد بن ثابت حدثه انهم تسحروا مع النبي ﷺ ثم قاموا الى الصلاة قلت: كم بينهما؟ قال قدر خمسين او ستين يعني آية (بخاري، باب وقت الفجر ۱/۸۲ ط قديمي كتب خانه) قال الشعراني في الميزان: وفي رواية لاحمد: ان لا اعتبار بحال المصلين فان شق عليهم التغليس كان الأسفار افضل وان اجتمعوا كان التغليس افضل (فتح الملهم، كتاب الصلوة ۲/۲۱۲ ط ادارة القرآن، كراچي)

طرف ثابت ہے یا نہیں؟ (۴) فتویٰ دو مثل کی روایت پر ہے یا صاحبین کے قول پر جو کہ امام صاحب سے دوسری روایت ایک مثل کی ہے موافق قول صاحبین کے (۵) جو شخص ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھے تو اس کو اعادہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ (۶) جو شخص عصر کی نماز ایک مثل پر پڑھے اس کو غیر مقلد کہنا اور کہنا کہ تیری نماز نہیں ہوئی جائز ہے یا نہیں؟ ۲۲ محرم ۱۳۳۹ھ

(جواب ۵۵) (۱) حنفی مذہب میں خود امام ابو حنیفہ سے دو مثل کے بعد عصر کا وقت ہونے کی روایت اشہر الروایات ہے اور متون میں اسی روایت کو اختیار کیا گیا ہے (۱) اور صاحبین سے ایک مثل کے بعد عصر کا وقت ہونا منقول ہے (۲) امام صاحب سے بھی ایک روایت میں ایک مثل کے بعد عصر کا وقت ہو جانا بھی مروی ہے جیسا کہ صاحب درمختار نے ذکر کیا ہے (۲) (۳) امام صاحب سے بعض علماء نے رجوع بھی نقل کیا ہے کہ حضرت امام صاحب نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا (۳) (۴) بہت سے فقہاء نے ایک مثل کے قول پر فتویٰ دیا ہے اور بہت سے دو مثل والے قول کو ترجیح دیتے ہیں جیسے صاحب بحر الرائق بہر حال اس میں ترجیح اور فتویٰ دونوں جانب موجود ہے (۵) احتیاط یہ ہے کہ عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے اور ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر اور احتیاطاً اگر اس عصر کا جو دو مثل سے پہلے پڑھی گئی اعادہ کر لیا جائے تو مضائقہ نہیں (۴) (۶) ایسے شخص کو غیر مقلد کہنا یا یہ کہنا کہ تیری نماز صحیح نہیں ہوئی درست نہیں جب کہ خود حنفیہ میں سے صاحبین کا یہ مذہب ہے اور فقہائے حنفیہ میں سے ایک جماعت اسے ترجیح دے رہی ہے اور مفتی بہ بتا رہی ہے اسی طرح دو مثل کے بعد عصر پڑھنے والے کو یہ کہنا کہ یہ شخص قول مردود پر عمل کرتا ہے یا اس کا یہ عمل خطا ہے درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ، مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

نمازیوں کی آسانی کے لئے جماعت کا وقت مقرر کرنا بہتر ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۲۶ء)

(سوال) امام مسجد اور مصلیوں نے باتفاق رائے اوقات نماز باجماعت مقرر کئے زید نے ایک روز جھگڑا کیا اور امام سے کہا کہ تم وقت مقرر کرنے والے کون ہوتے ہو اس کی ضرورت کیا ہے ہم جس وقت چاہیں اس وقت تمہیں نماز پڑھانی ہوگی ورنہ یہاں مار پیٹ ہوگی اور گردن پکڑ کر تمہیں مصلے پر کھڑا کروں گا اور نقشہ

---

(۱) قوله الى بلوغ الظل مثليه هذا ظاهر الرواية عن الامام وهو الصحيح (رد المحتار، كتاب الصلوة ۱/۳۵۹ ط سعید کمپنی)

(۲) ووقت الظهر من زواله الى بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وهو قولهما وزفر والائمة الثلاثة الخ (الدر المختار، كتاب الصلوة ۱/۳۵۹ ط سعید کمپنی)

(۳) قوله واليه رجع الامام اى الى قولهما الذى هو رواية عنه أيضاً وصرح فى المجمع بان عليها الفتوى الخ (ردالمحتار، كتاب الصلوة ۱/۳۶۱ ط سعید کمپنی)

(۴) والاحسن ما فى السراج عن شيخ الاسلام ان الاحتياط ان لا يؤخر الظهر الى المثل ولا يصلى العصر حتى يبلغ مثلين ليكون مؤديا للصلاتين فى وقتهما بلا خلاف الخ (رد المحتار، كتاب الصلوة ۱/۳۵۹ ط سعید کمپنی)

اوقات کو پھاڑ کر پھینک دوں گا۔ وغیرہ

(جواب ۵۶) بے شک زید نے امام اور جماعت کی توہین کی ہے نماز و جماعت کا وقت مقرر کرنا آسانی اور کثرت جماعت کے خیال سے جائز اور اکثر بلاد اسلامیہ میں معمول و متعارف ہے اس پر اعتراض کرنا ناواقفیت ہے زید کو توبہ کرنا اور امام سے معافی مانگنا لازم ہے اور جب اکثر جماعت تعیین وقت سے راضی ہے تو صرف ایک یا دو شخصوں کی ناراضی قابل اعتنا نہیں ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

دو نمازوں کو اکٹھے ایک وقت میں پڑھنا جائز نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۲۹ء)

(سوال) اگر کوئی شخص ان احادیث جمع بین الصلوتین کو جمع صوری پر محمول کرنے کو تاویل محض سمجھ کر جمع حقیقی پر محمول سمجھتا ہوا دیانۃً اس پر عمل کرے تو اس کا یہ فعل موافق سنت کے سمجھا جائے گا یا نہیں؟

(جواب ۵۷) حنفی کو جمع بین الصلوتین حقیقۃً کرنی جائز نہیں ہاں یہ کہ کسی شدید ضرورت کے موقع پر امام شافعی کے مسلک پر عمل کرے تو معذور ہوگا(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

اذان و جماعت میں کتنا وقفہ کیا جائے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

(سوال) اذان کے بعد کتنی دیر مقتدیوں کا انتظار کرنا چاہئیے؟

(جواب ۵۸) کم از کم پندرہ منٹ کا وقفہ اذان و اقامت کے درمیان ہونا چاہئیے۔ مگر مغرب میں نہیں(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

نماز فجر سورج طلوع ہونے کے بعد قضا کی جا سکتی ہے

(سوال) سورج نکلنے کے بعد فجر کی نماز پڑھے تو کیا نیت کرے؟

المستفتی نمبر ۴۹۶ محمد انور (ضلع جالندھر) ۲۰ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ م ۳۰ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۹) سورج نکلنے کے بعد فجر کی نماز قضا ہوتی ہے قضا کی نیت کرے(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) قال في التنوير و شرحه: و يجلس بينهما بقدر ما يحضر الملازمون مراعياً لوقت الندب، الخ (باب الأذان ١/ ٣٨٩ ط سعيد كمپني) و في الهندية: و ينبغي ان يؤذن في أول الوقت و يقيم في وسطه حتى يفرغ المتوضي من وضوئه، والمصلي من صلاته و المعتصر من قضاء حاجته (باب الأذان ١/ ٥٧ ط ماجديه)

(٢) ولا جمع بين فرضين في وقت بعذر سفر و مطر خلافا للشافعي الخ ولا بأس بالتقليد عند الضرورة الخ (الدر المختار، كتاب الصلوة ١/ ٣٨١ ط سعيد) (٣) قال في التنوير و شرحه: و يجلس بينهما بقدر ما يحضر الملازمون مراعيا لوقت الندب، لا في المغرب (باب الأذان ١/ ٣٨٩ ط سعيد) (٤) في التنوير: ولا بد من التعيين عند النية لفرض ولو قضاء (باب شروط الصلاة ١/ ٤١٨ ط سعيد)

غروب آفتاب سے کتنی دیر بعد عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے؟

(سوال) غروب آفتاب سے بعد کتنی دیر تک شفق باقی رہتی ہے یعنی کب غائب ہو کر عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے؟

(جواب ٦٠) یہ وقفہ ہمیشہ یکساں نہیں رہتا ماہ بماہ یعنی تھوڑے تھوڑے دن میں اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے مگر یہ وقفہ ایک گھنٹہ اڑتیس منٹ سے کبھی زائد نہیں ہوتا اور ایک گھنٹہ اکیس منٹ سے کبھی کم نہیں ہوتا جون کے مہینے میں وہ سب سے زائد یعنی ایک گھنٹہ اڑتیس منٹ کا ہوتا ہے اور ستمبر میں سب سے کم یعنی ایک گھنٹہ اکیس منٹ کا ہوتا ہے (١) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

تیسرا باب

امامت وجماعت

فصل اول امامت

نابالغ کی امامت کا حکم

(سوال) امامت نابالغ کی بالغین کے واسطے تراویح میں ازروئے مذہب حنفیہ جائز ہے یا نہیں؟ تمام کتب معتبرہ حنفیہ متون وشروح وفتاویٰ اس پر ہیں کہ امامت مسطورہ جائز نہیں ہے جیسا کہ ہدایہ، کفایہ، عنایہ، بیری، شامی، درالمختار، عینی، عالمگیری، قاضی خاں، مستخلص، بحرالرائق وغیرہ سب کے سب لکھتے ہیں کہ جائز نہیں ہے بنابر روایات صحیحہ ظاہر الروایۃ۔ المستفتی مولوی احمد الدین شاہپوری گنجیالی

(جواب ٦١) بیشک صحیح اور معتبر یہی ہے کہ نابالغ کی امامت تراویح میں بھی جائز نہیں اور یہ فقیر متعدد بار اسی روایت صحیحہ پر فتویٰ دے چکا ہے(٢) واللہ اعلم۔ کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ

(١) کشتی دیکھنے والے کی امامت
(٢) حنفیوں کو مشرک کہنے والے غیر مقلدوں کی امامت کا حکم

(سوال) پہلوانوں کی کشتی اور کبڈی دیکھنا کیسا ہے زید کہتا ہے کہ ان چیزوں کا دیکھنا جائز نہیں اور حدیث

---

(١) ووقت المغرب منه الى غيبوبة الشفق وهو الحمرة عندهما وبه يفتى، وعند ابي حنيفة الشفق هو البياض الذي يلي الحمرة، وقول ابي حنيفة رحمه الله احوط لان الاصل في باب الصلاة ان لا يثبت فيها ركن ولا شرط الا بما فيه يقين كذا في النهاية (عالمگيرية الفصل الاول في اوقات الصلاة ١: ٥١ ط ماجديه كوئته) مطلب یہ ہے کہ وقت ایک گھنٹہ دس منٹ رہتا ہے۔

(٢) قال في التنوير وشرحه: ولا يصح اقتداء رجل بامرأة وخنثى وصبي مطلقا ولو في جنازة ونفل على الاصح الخ وفي الشامية: والمختار انه لا يجوز في الصلاة كلها (باب الامامة ١: ٥٦٠ ط سعيد كمپنی)

پیش کرتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علیؓ کو زندہ اور مردہ کی ران دیکھنے سے منع فرمایا عمر کہتا ہے کہ یہ تمام باتیں جائز ہیں اور زید کی، کشتی وغیرہ کی تعریف بھی کرتا ہے اب ایسی صورت میں عمر کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور ہوتی ہے تو کیسے ہوتی ہے اور عمر کا کیا جواب ہے؟

(۲) جو غیر مقلدین ڈھیلے سے استنجی نہیں کرتے اور بیس رکعت تراویح جو صحابہ کی سنت ہے اسے بدعت کہتے ہیں اور احناف کو کافر و مشرک بتاتے ہیں ان کا کیا حکم ہے اور ایسے لوگوں کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں اگر ہوتی ہے تو کیسی ہوتی ہے؟

(جواب ۶۲) کشتی ایسی طرح دیکھنا کہ ستر کھلے ناجائز ہے(۱) اور عمر جو اسے جائز کہتا ہے غلطی پر ہے اور اگر وہ باوجود ستر کھلنے کے اسے جائز کہنے پر اصرار کرے تو اس کی امامت مکروہ ہے(۲)

(۲) جو غیر مقلدین کہ حنفیوں کو مشرک اور کافر کہیں صحابہ کو بدعتی بتائیں ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔(۳) کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ۔

مسجد میں امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے؟

(سوال) کسی مسجد میں امام مقرر کرنے کا شرعاً کسے اختیار ہے؟

(جواب ۶۳) اگر مسجد کا بانی معلوم ہو اور موجود ہو تو امام اور مؤذن اور متولی مقرر کرنے اور مرمت وغیرہ کرانے کا اختیار خود بانی کو ہے۔ رجل بنی مسجدا لله تعالى فهو احق الناس بمرمته و عمارته و بسط البوارى والحصر والقناديل والاذان والاقامة والامامة ان كان اهلا لذلك فان لم يكن فالرأى فى ذلك اليه (قاضی خان ص ۶۵ ج ۱ علی ہامش الہندیہ وکذا فی فتاوی الہندیہ ص ۱۷ ج ۱) وكذلك لو نازعه اهل السكة فى نصب الامام والمؤذن كان ذلك اليه (فتاوى قاضى خان ص ۳۲۸ ج ۳ علی ہامش الہندیہ) لیکن اگر بانی معلوم و موجود نہ ہو تو اس نے اگر کسی کو متولی بنا کر اختیارات مذکورہ اسے دیئے ہوں تو اسے نصب امام وغیرہ کا اختیار ہوگا اور اگر بانی نے کسی کو متولی مقرر نہ کیا ہو تو متولی مقرر کرنے کا اختیار قاضی یعنی حاکم اسلام کو ہے وہ جسے مناسب سمجھے متولی مقرر کرے۔ و مع هذا لا يكون لاهل

---

(۱) ويجوز ان ينظر الرجل الى الرجل الا الى عورته و عورته ما بين سرته حتى تجاوز ركبته (عالمگيرية، كتاب الكراهية، الفصل الثامن فيما يحل للرجل النظر اليه وما لا يحل ۵ / ۳۲۷ ط ماجديه)

(۲) ويكره امامة عبد واعرابى و فاسق الخ (التنوير وشرحه) وفى الشامية اما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لامر دينه وبان فى تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا [illegible] مشى فى شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم (باب الامامة ۱ / ۵۶۰ ط سعيد)

(۳) ايضا

(۴) (فصل فى المسجد ۱ / ۶۷ ط ماجديه كوئته)

(۵) (فصل كره غلق المسجد ۱ / ۱۱۰ ط ماجديه كوئته)

(۶) (باب الرجل يجعل داره مسجدا ۳ / ۲۹۷ مكتبه ماجديه)

مسجد نصب القيم والمتولی بدون استطلاع رأی القاضی (قاضی خان(۱) علی ہامش الہندیہ ج ۳ ص ۳۲۸) لیکن جس جگہ حاکم اسلام نہ ہو تو پھر اہل مسجد قائم مقام قاضی کے ہیں وہ متولی مقرر کر سکتے ہیں اسی طرح نصب امام ومؤذن کا اختیار رکھتے ہیں۔ اهل مسجد باعوا غلة المسجد او نقض المسجد ان فعلوا ذلك بامر القاضی جاز وان فعلوا بغير امره لا يجوز الا ان يكون فی موضع لم يكن هناك قاض انتهى مختصرا (قاضی خان ص ۳۴۲ ج ۳ ہندیہ)(۲) لیکن بانی یا متولی یا اہل مسجد کا اختیار اسی وقت راجح ہوگا کہ لائق شخص مستحق امامت کو امام مقرر کریں ورنہ اگر بانی یا متولی کسی غیر مستحق کو امام بنانا چاہے اور اہل مسجد کسی لائق شخص کو تو اہل مسجد کا حق راجح ہوگا۔ الا اذا عين البانی لذلك رجلا و عين اهل السكة رجلا آخر اصلح ممن عينه البانی فحينئذ لا يكون البانی اولی (قاضی خان ص ۳۳۸ ج ۳ ہندیہ)(۳) اما اذا كان البانی موجودا فنصب الامام اليه وهو مختار الاسكاف رحمه الله قال ابو الليث وبه ناخذ الا ان ينصب شخصا والقوم يريدون من هو اصلح منه (عنایہ علی ہامش فتح القدیر جلد ۸ ص ۳۳۹ طبع مصر) اور اگر اہل مسجد کسی امام کے مقرر کرنے میں دو فریق ہو جائیں تو جس فریق کا تجویز کردہ امام زیادہ لائق ہو وہ راجح ہوگا اور دونوں فریق کے امام لائق ہوں تو بڑے فریق کا امام راجح ہوگا۔ رجلان فی الفقه والصلاح سواء الا ان احدهما اقرأ فقدم اهل المسجد غير الاقرأ فقد اساء وان اختار بعضهم الاقرء واختار بعضهم غيره فالعبرة للاكثر . كذافی السراج الوهاج. (فتاوی عالمگیری ص ۸۸ ج ۱)(۴) واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی محمد المدعو بکفایۃ اللہ عفی عنہ مولاہ

مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

بغیر عذر شرعی کے پہلے امام کو معزول کرنا درست نہیں

(سوال) ایک قریہ میں جس میں تقریباً ساٹھ گھر ہوں گے ان کا ایک امام ۸ یا ۷ سال سے نماز پڑھایا کرتا تھا اب اس سے لوگوں کا اختلاف پڑ گیا ہے اور اس قریہ کے آدھے بلکہ زیادہ لوگوں نے دوسرا پیش امام مقرر کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو پیش امام نہیں رکھا تھا بلکہ ویسے ہی نماز پڑھاتا تھا آیا اس پیش امام ثانی کے لئے کوئی صورت جواز کی ہے یا نہیں اور مسجد مذکور میں دو جماعتیں ہوتی ہیں یہ جماعتیں جائز ہیں یا نہیں؟

(جواب ۶۴) صورت مسئولہ میں اگر کوئی وجہ کراہت شرعی موجود ہو جب تو لوگوں کو اختیار ہے بلکہ مناسب یہی ہے کہ اس کو علیحدہ کر کے دوسرا امام مقرر کریں اور اگر اختلاف کا باعث صرف نفسانیت ہے

---

(۱) (ایضاً) گذشتہ صفحہ حاشیہ آخری

(۲) (فصل فی وقف المنقول' ۳ ۳۱۲ ط ماجدیہ)

(۳) (باب الرجل يجعل داره مسجدا ۳ ۲۹۷)

(۴) (الفصل الثانی فی بیان من هو احق بالامامة' ۱ ۸۴، ط ماجدیہ)

تو دوسرے لوگوں کو ایسا کرنا ناجائز ہے رجل ام قوما وهم له کارهون ان کانت الکراهة لفساد فیه او لانهم احق بالامامة یکره له ذلك وان کان هو احق بالامامة لا یکره. هکذا فی المحیط (ہندیہ ص ۹۱ ج ۱)(۱) اور ایک مسجد میں دو جماعتیں کرنا بہت برا ہے دوسری جماعت کرنے والے گناہ گار ہوں گے مگر یہ کہ پہلی جماعت کا امام خائن اور مقتدی ناحق پر ہوں قوم جلوس فی المسجد الداخل وقوم فی المسجد الخارج اقام المؤذن فقام امام من اهل الخارج فامهم وقام امام من اهل الداخل فامهم من یسبق بالشروع فهو والمقتدون به لا کراهة فی حقهم کذافی الخلاصة (ہندیہ ص ۸۸ ج ۱)(۲)

غلط خواں کی امامت

(سوال) ایک شخص امامت کرتا ہے اور کلام پاک کو غلط پڑھتا ہے یعنی بجائے قاف اور بڑے شین کے چھوٹا کاف اور چھوٹا سین پڑھتا ہے مثلاً اس آیہ کریمہ ان یبعثك ربك مقاماً محموداً کو ان یعثق ربلك مکاماً محموداً اور دیگر حروف کو بھی مثلاً ز کے بجائے ج وغیرہ ادا کرتا ہے اور ایسی غلطیاں کرتا ہے کہ ایک ادنیٰ درجہ کا قرآن خواں بھی تمیز کر لیتا ہے اور امام مذکور کے بعض مقتدی ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ اعلم بالسنة اور قرآن پاک کو اچھی طرح ادا کرنے والے تو ایسی صورت میں سب کی نماز ہوتی ہے یا نہیں اور اس امام والی بن سکتے ہیں یا نہیں اور امی اصطلاح فقہا میں کس کو کہتے ہیں؟ بینوا توجروا

(جواب ۶۵) صورت مسئولہ میں جو شخص امامت کرتا ہے اگر وہ قاف کو اپنے مخرج سے ادا کرنے پر قادر ہی نہیں ہے تو اس کی امامت جائز نہیں اگر وہ امامت کرے گا تو نہ خود اس کی نماز ہوگی نہ مقتدیوں کی۔ ولا یجوز امامة الالثغ الذی لا یقدر علی التکلم ببعض الحروف الا لمثله اذا لم یکن فی القوم من یقدر علی التکلم بتلك الحروف فاما اذا کان فی القوم من یقدر علی التکلم بها فسدت صلوته وصلوة القوم (انتهی۔ ہندیہ ص ۹۰ ج ۱)(۳) ایسے شخص کی امامت صرف اس صورت میں جائز ہے کہ اس کے تمام مقتدی بھی اسی جیسے ہوں لیکن سوال میں مذکور ہے کہ اس کے پیچھے قادر بھی نماز پڑھتے ہیں اور اس حالت میں تمام جماعت کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر وہ ایسا شخص ہے کہ مثلاً قاف کو اپنے مخرج سے ادا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے لیکن دقت سے۔ تو اس صورت میں بھی اس کی اور تمام مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی لیکن اگر وہ کسی طرح قاف کو ادا نہیں کر سکتا تو اس کو ایسی آیت پڑھنی چاہیے جس میں یہ حرف نہ ہو اور اگر اس کو ایسی آیت نہ ملے یا یاد نہ ہو تو خود اس کی نماز ہو جائے گی لیکن امامت نہ کرے اور اگر اس کو ایسی آیت مل

---

(۱) (الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماما لغیره، ۱ / ۸۷ ط ماجدیه)

(۲) (الفصل الثانی فی بیان من هو أحق بالأمامة ۱ / ۸۴ ط ماجدیه)

(۳) (الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماما لغیره، ۱ / ۸۶ ط ماجدیه)

جب کہ اس میں قاف نہ ہو تو اس کی نماز و امامت جائز ہے اور اگر باوجود ایسی آیت کے ملنے کے اس نے ایسی آیت پڑھی جس میں قاف تھا اور قاف کی جگہ کاف پڑھا تو اس کی نماز تنہا بھی نہ ہوگی۔ ومن لا یحسن بعض الحروف ینبغی ان یجتهد ولا یعذر فی ذلک فان کان لا ینطق لسانه فی بعض الحروف ان لم یجد آیة لیس فیها تلک الحروف تجوز صلوته ولا یؤم غیره وان وجد آیة لیس فیها فقرأ جازت صلوته عند الکل وان قرأ الآیة التی فیها تلک الحروف قال بعضهم لا تجوز صلوته هکذا فی فتاوی قاضی خان وهو الصحیح کذا فی المحیط (ہندیہ ص ۸۳ ج ۱)(۱)

جھوٹ بولنے والے تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) ایک شخص مسجد میں نماز کے مجمع عام میں جھوٹ بولے اور بہ نیت طمع نفس کے واسطے امامت کرے ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

(جواب ۶۶) سوائے ان مواقع کے جہاں توریہ جائز ہے جھوٹ بولنے کی عادت سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے(۲) رہا طمع نفس سے امامت کرنا تو اگر اس سے مراد یہ ہے کہ امامت کی تنخواہ لیتا ہے اور تنخواہ لے کر امامت کرتا ہے تو متاخرین حنفیہ کے فتویٰ کے مطابق امامت کی اجرت جائز ہے اور جب جائز ہے تو تنخواہ لینا اور تنخواہ لے کر امامت کرنا بھی جائز ہے۔ وفی روضة الزندویستی کان شیخنا ابو محمد عبدالله الخیزاخزی یقول فی زماننا یجوز للامام والمؤذن والمعلم اخذ الاجرة انتهی (عینی شرح کنز)(۳) اور اگر طمع سے مراد کچھ اور ہے تو اسے بیان کیا جائے۔

ضالین کو ظالین پڑھنے والے کی امامت

(سوال) ایک امام مسجد ضالین کو ہمیشہ غیر مقلدین اور روافض کی طرح ظالین پڑھتے ہیں جب بعض مقتدیوں نے اس بات سے منع کیا تو کہا کہ اس کے جواز کا فتویٰ میرے پاس موجود ہے اور میں نے قدریوں سے بھی خوب تحقیق کر لیا ہے بہرحال میں تو اسی طرح پڑھوں گا تم میرے پیچھے نماز پڑھو یا نہ پڑھو اختیار ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۷) حرف ضاد، ظاء اور دال سے بالکل مباین اور جداگانہ حرف ہے اس کو اپنے مخرج سے ادا کرنا چاہیے اور مخرج سے ادا کرنے کے قصد و ارادہ کے بعد اگر وہ ان دونوں میں سے کسی کے ساتھ مشابہ ہو جائے تو مضائقہ نہیں لیکن اگر قصداً ظاء یا دال پڑھے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی ضاد اپنی صفت کے لحاظ سے ظاء کے

---

(۱) (الفصل الخامس فی زلة القاری ۱ : ۷۹ ط ماجدیہ)

(۲) ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق الخ (الدر المختار باب الامامة ۱ : ۵۶۰ ط سعید کمپنی)

(۳) (باب الاجارة الفاسدة ۲ / ۱۵۴ ط ادارة القرآن کراچی)

ساتھ زیادہ مشتبہ صوت ہے مگر یہ اس وقت جب کہ اپنے مخرج سے ادا کیا جائے ورنہ یہ آواز بھی جس کو دال مفخم کہا جاتا ہے اس ضاد کی بگڑی ہوئی آواز سے بوجہ امتیاز خاص ظاء کی آواز سے بہتر ہے(۱)

امامت کی اجرت لینا جائز ہے

(سوال) امامت کی اجرت یا تعلیم قرآن و دیگر کتب دینیہ کی اجرت لینا جائز ہے یا نہیں اور اگر کوئی شخص اجرت لیکر امامت کرے یا اجرت لیکر قرآن شریف پڑھانے ایسے شخص کے واسطے شریعت میں کیا حکم ہے؟

(جواب ٦٨) امامت و تعلیم قرآن کی اجرت (بنا بر فتوی متاخرین حنفیہ) لینا جائز ہے۔ قال فی الهداية و بعض مشائخنا رحمهم الله تعالى استحسنوا الاستئجار على تعليم القرآن اليوم لظهور التوانى فى الامور الدينية ففى الامتناع تضييع حفظ القرآن و عليه الفتوى زاد فى مختصر الوقاية و متن الاصلاح تعليم الفقه وزاد فى متن المجمع الامامة و مثله متن الملتقى و درر البحار (رد المحتار مختصر)(۲)

صرف ٹوپی پہن کر امامت کرانا جائز ہے

(سوال) امام کو ٹوپی سے نماز پڑھانا جائز ہے یا عمامہ سے، اگر ٹوپی سے نماز پڑھانا جائز ہے تو وہ کون سی ہے؟ عمامہ اور ٹوپی میں ثواب کس کے ساتھ نماز پڑھانے میں زیادہ ہے؟

(جواب ٦٩) امامت عمامہ اور ٹوپی دونوں سے جائز ہے اور کسی خاص قسم کی ٹوپی ضروری نہیں جس ٹوپی سے چاہے امامت کر سکتا ہے۔ عمامہ کے ساتھ ثواب زیادہ ہوگا لیکن ٹوپی میں کوئی کراہت نہیں ہے(۳)

حالت جنابت میں نماز پڑھانے والے کا حکم

(سوال) ایک شخص جنبی حالت جنابت میں نماز پڑھاتا ہے آیا ایسا شخص کون ہے اور لوگوں کی نماز اس کے پیچھے ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا

---

(۱) وان كان لا يمكن الفصل بين الحرفين الا بمشقة كالظاء مع الضاد والصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشايخ قال اكثرهم " لا تفسد صلوته " هكذا فى فتاوى قاضى خان و كثير من المشايخ افتوا به قال القاضى الامام ابو الحسن والقاضى الامام ابو عاصم ان تعمد فسدت وان جرى على لسانه او كان لا يعرف التميز لا تفسد وهو اعدل الاقاويل والمختار هكذا فى الوجيز للكردرى (عالمگيريه فصل الخامس فى زلة القارى' ١/٧٩ ط ماجديه)

(۲) (كتاب الاجارة مطلب تحرير مهم فى عدم جواز الاستئجار على التلاوة والتهليل ٦/٥٥ ط سعيد)

(۳) وقد ذكروا ان المستحب ان يصلى فى قميص وازار وعمامة ولا يكره الاكتفاء بالقلنسوة ولا عبرة لما اشتهر بين العوام من كراهة ذلك' وكذا ما اشتهر ان المؤتم لو كان معتما بعمامة والامام مكتفيا بالقلنسوة يكره الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية' كتاب الصلوة ١٦٩/١ ط سعيد كمپنى)

(جواب ۷۰) جو شخص حالت جنابت میں نماز پڑھائے وہ کافر ہے(۱) اور جن لوگوں نے ناواقفیت میں اس کے پیچھے نماز پڑھی ہے ان کو علم ہونے کے وقت نماز کا اعادہ لازم ہوگا لیکن اگر حالت جنابت میں نماز پڑھانا صرف اس کے قول سے معلوم ہوا ہو اور یہ بھی ثابت ہو کہ وہ بیباکی اور رندی کی وجہ سے ایسا کہتا ہے تو اس کا قول غیر معتبر سمجھا جائے گا اور اعادہ صلوۃ کا حکم نہیں دیا جائے گا ہاں اگر یہ خیال ہو کہ یہ شخص تورعاً اور خوف خدا کی وجہ سے یہ بات ظاہر کرتا ہے تو اعادہ نماز کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم

امام کا "در" یا "محراب" کے اندر کھڑا ہونا

(سوال) محراب کا اطلاق از روئے شرع شریف آیا صرف اس پر ہوتا ہے جو منبر کے قریب دیوار میں کندہ ہوتا ہے یا باہر جو دروازے محراب نما ہوتے ہیں اس کو بھی محراب کہا جا سکتا ہے؟ محراب کی صحیح تعریف فرمایئے نیز باہر کے محراب نما دروازہ پر جو عوام کراہت صلوۃ کا حکم لگاتے ہیں صحیح ہے یا غلط جواب شافی و مدلل تحریر فرمائیں لوگوں میں اس مسئلے میں اختلاف شدید ہو رہا ہے۔ فقط بینوا توجروا؟

المستفتی حافظ محمد شفیع اللہ کوچہ میر ہاشم دہلی

(جواب ۷۱) محراب اصل تو وہی ہے جو دیوار قبلہ میں ہوتی ہے لیکن اس کا حکم ان دروں پر بھی جو باہر کے دروازوں میں بصورت محراب بنائے جاتے ہیں بعض فقہاء نے عائد کیا ہے' اس لئے احتیاط یہ ہے کہ امام ان دروں سے باہر کھڑا ہو تاکہ کسی قسم کا شبہ اور شک باقی نہ رہے لیکن اگر امام در میں بھی کھڑا ہو جائے تو لڑنے جھگڑنے کا موقع نہیں ہے کیونکہ زیادہ سے زیادہ اولیٰ اور خلاف اولیٰ کا اختلاف ہے اور لڑائی جھگڑا حرام ہے (۲) فقط۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ' مدرسہ امینیہ دہلی

خواہ مخواہ امام سے اختلاف نہ کیا جائے

(سوال) متولی و پیش امام صاحب سے اگر مسلمانوں کو کچھ شکایات پیدا ہو جائے اور وہ ان شکایات کو خاطر میں نہ لائیں اور مسلمانوں کے جذبات کی کچھ پروا نہ کریں اور بایں وجہ مسلمان مسجد میں جانا چھوڑ دیں تو ایسی

---

(۱) کفر کا حکم اس وقت ہے جب کہ بطور استخفاف ایسا کرے قال فی الدر المختار " وبهذا ظهر أن تعمد الصلاة بلا طهر غير مكفر فليحفظ وقدمر الخ و في الشامية " قوله وقدمر " أي في أول كتاب الطهارة قدمنا هناك عن الحلية البحث في هذه المسألة وان عدم الاكفار انما هي الاستخفاف " (كتاب الطهارة ۱ / ۱۵۱ ط سعيد كمپنی) وفي العالمگيرية رجل ام قوما شهرا ثم قال " كنت مجوسيا " الخ وكذا لوقال " صليت بكم المدة على غير وضوء وهو ماجن لا يقبل قوله وإن لم يكن كذلك ويستحسن ان قال على وجه التورع والاحتياط أعادوا اصلاتهم الخ وكذا إذا كان الامام كافرا او مجنونا الخ او محدثا او جنبا الخ (الفصل الثاني في بيان من يصلح إماما لغيره' ۱ / ۸۷ ط ماجديه)

(۲) ويكره قيام الأمام وحده في الطاق' وهو المحراب ولا يكره سجوده فيه إذا كان قائماً خارج المحراب هكذا في التبيين وإذا ضاق المسجد بمن خلف الأمام فلا بأس بأن يقوم في الطاق (عالمگيرية' الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره' ۱ / ۱۰۸ ط ماجديه)

صورت میں نماز با جماعت نہ پڑھنے اور نماز جمعہ مسجد میں ادا نہ کرنے کا گناہ کس پر عائد ہوگا۔ اور ان حالات میں متولی و امام مسجد پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے ؟

(جواب ۷۲) ہاں متولی و پیش امام کا مذہبی و اخلاقی فریضہ ہے کہ مسجد کے نمازیوں کی جماعت ان سے خوش رہے اور کوئی جائز شکایت پیدا نہ ہونے پائے اگر نمازیوں کو کوئی جائز شکایت ہو تو رفع کریں اور اگر لوگ ان کی بے پروائی سے اس مسجد میں آنا چھوڑ دیں گے تو اس کا وبال ان پر ہوگا بشرطیکہ وجہ شکایت اتنی قوی ہو جو ترک مسجد و ترک جماعت کے لئے عذر ہو سکتی ہو لیکن اگر لوگوں کو خواہ مخواہ متولی یا امام سے شکایت ہو اور متولی یا امام کے اندر فی الحقیقت کوئی عیب یا وجہ شکایت موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں نہ متولی و امام ان کی دلجوئی کا مکلف ہے اور نہ ان کے مسجد چھوڑ دینے کا مواخذہ متولی یا امام سے ہو سکتا ہے (۱)

ڈاڑھی کٹوانے والے اور مسائل سے ناواقف کی امامت مکروہ ہے

(سوال) ایسے امام کی امامت جائز ہے یا نہیں جو بالکل جاہل ہے اور نماز کی امامت کے واسطے جن مسائل اور جس قدر علم کی ضرورت ہے اس سے ناواقف ہے اور علاوہ اس جہالت کے فاسق معلن ہے ڈاڑھی کترواتا ہے حد شرعی تک نہیں بڑھنے دیتا اور بازاروں راستوں میں کھاتا پیتا ہے اور جھوٹ بہت بولتا ہے اور متولیان مسجد کے خانگی کاروبار میں خادموں کی طرح ایسا ہر وقت مشغول رہتا ہے کہ نماز کی امامت کی بھی پروا نہیں کرتا اور دیگر مبتدعات میں مصروف رہتا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۵ عبدالرحیم میرٹھ۔ ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۳) اگر واقعات مذکورہ سوال درست ہیں تو متولی کو لازم ہے کہ ایسے امام کو علیحدہ کر کے دوسرا صالح متقی امام مقرر کرلے ایسے شخص کو امام راتب مقرر کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ مدرسہ امینیہ دہلی

تہبند باندھ کر نماز پڑھانا جائز ہے

(سوال) اگر پیش امام تہبند باندھے ہوئے نماز پڑھائے تو جائز ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۵۶ پیر محمد پان فروش (ساگر) ۲۰ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۴) تہبند باندھ کر نماز پڑھانا بلاشبہ جائز ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ۔

---

(۱) ولو أم قوماً وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً وإن هو أحق لا والكراهة عليهم الخ (الدر المختار باب الامامة ۱/۵۵۹ ط سعيد)

(۲) ويكره إمامة عبد وأعرابي و فاسق الخ (درمختار) و في الشامية " قوله فاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة الخ (باب الإمامة ۱/۵۶۰ ط سعيد كمپنى) (۳) والرابع ستر عورته الخ وهي للرجل ما تحت سرته إلى ما تحت ركبته الخ (الدر المختار باب شروط الصلاة ۱/۴۰۴ ط سعيد كمپنى)

(۱) اس نابینا کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے جو طہارت میں محتاط ہو
(۲) حافظ نابینا کے پیچھے تراویح کا حکم
(۳) چوغہ پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے

(سوال) (۱) حافظ نابینا کے پیچھے فرض نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲) نابینا کے پیچھے تراویح جائز ہے یا نہیں؟ (۳) اگر امام بغیر چوغہ کے نماز پڑھاوے تو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۷ پیر محمد پان فروش (سانگر) ۲۸ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۵) (۱) حافظ نابینا کے پیچھے نماز جائز ہے جب کہ وہ محتاط ہو اور اس سے بہتر کوئی دوسرا شخص یا دوسرا حافظ موجود نہ ہو (۲) فرض نماز ہو یا تراویح سب جائز ہیں[1] (۳) امام بغیر چوغہ کے نماز پڑھائے تو جائز ہے

منکر رسالت کو امام بنانا جائز نہیں

(سوال) زید توحید و رسالت اور جمیع ضروریات دین کو تسلیم کرتے ہوئے اور عمل کرتے ہوئے یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ جو شخص صرف توحید کا قائل ہو اور رسالت اور قرآن کو نہ مانتا ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ آخر میں اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی زید کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۶ محمد ابراہیم خاں ضلع غازی پور ۹ رجب ۱۳۵۲ھ م ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۶) جو شخص آنحضرت ﷺ کی رسالت و نبوت کو نہ مانے اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب تسلیم نہ کرے وہ تمام امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کے نزدیک ناجی نہیں ہو گا ایسا شخص جو اس کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو اس کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔[2] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غلط پیشے سے تائب متقی اور پرہیزگار کی امامت

(سوال) جو قومیں حرام پیشے کی مرتکب ہیں جیسے گویا، نقال، ڈھاڑی، میراثی اگر ان میں سے کوئی حافظ ہو اور وہ بذات خود اپنے پیشے سے تائب ہو اور متقی ہو دوسرے یہ کہ ایک بھلے خاندان کے اس سے علم میں زیادہ متقی اور حفاظ وہاں موجود ہوں تو ان کے مقابل اس کو جامع مسجد کا امام اور شہر کا نکاح خواں بنانا درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۴ حافظ رحیم بخش (متھرا)

---

[1] تبع ذلک صاحب النهر حیث قال " قید کراهة إمامة الأعمی فی المحیط و غیره بان لایکون افضل القوم ' فان کان افضلهم فهو اولی " (رد المحتار، باب الامامة ۱/۵۶۱ ط سعید) وفی الهدایة " و یکره تقدیم العبد والاعمی لانه لا یتوقی النجاسة الخ، (باب الامامة ۱/۱۲۲ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان)

[2] وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها فلا یصح الاقتداء به أصلاً (الدر المختار، باب الامامة ۵۶۱/۱ ط سعید)

۹ رجب ۱۳۵۲ھ م ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۷) جب کہ کوئی شخص بذات خود متقی اور پرہیزگار ہو اور علم و فضل رکھتا ہو تو اس کو امامت کے لئے مقرر کرنا جائز ہے اگر اس کے مقابلے میں کوئی اونچے خاندان کا شخص بھی تقویٰ و پرہیزگاری اور علم و فضل میں اس کے برابر موجود ہو تو اس کو امامت کے لئے ترجیح دینے میں مضائقہ نہیں ہے مگر باوجود اس کے ادنیٰ درجے کی قومیت والے شخص کو امام بنانے میں کراہت نہیں ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تراویح میں پختہ حفظ والے کو امام بنایا جائے

(سوال) دو حافظ ہیں اور دونوں متقی ہیں ان میں سے ایک صاحب کو تو رمضان میں محراب سناتے وقت بہت زیادہ متشابہ لگتے ہیں اور دوسرے صاحب کو بہت کم جن صاحب کو متشابہ زیادہ لگتے ہیں وہ بقدر ضرورت علم صرف و نحو و فارسی اور مسائل دینیہ سے اچھے واقف ہیں اور پیش امامی کا کام کرتے ہیں اور جن صاحب کو متشابہ کم لگتے ہیں وہ حافظ ہے۔ وہ مسائل دینیہ سے ناواقف ہیں اور قوم کے مراثی ہیں مگر اپنے حرام پیشے سے تائب ہیں ان دونوں میں سے جامع مسجد کی پنجگانہ امامت کے لئے کس کو مقرر کیا جائے؟

المستفتی نمبر ۹۵ حافظ رحیم بخش صاحب متھرا ۹ رجب ۱۳۵۲ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۸) پنجگانہ نماز کی امامت کے لئے جو صاحب مسائل سے زیادہ واقف ہیں ان کو مقرر کرنا بہتر ہے ہاں تراویح میں قرآن مجید سننے کے لئے ایسے حافظ کو ترجیح دی جائے تو مضائقہ نہیں جس کو قرآن شریف خوب یاد ہے اور بقدر ضرورت مسائل سے بھی واقف ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت

(سوال) جماعت میں ایک عالم کے ہوتے ہوئے جس کے ساتھ اکثر جماعت راضی ہو ایک معمولی خواندہ آدمی کو امامت کی اجازت دینا جس کے ساتھ قلیل جماعت راضی نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد عنایت حسین صاحب تنور ۲۶ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۹) اتفاقیہ طور پر ایسا معاملہ پیش آجائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے البتہ مستقل طور پر افضل آدمی کو امام بنانا چاہئے اس کا خلاف مکروہ ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) "والأحق بالإمامة تقديما بل نصبا الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدر فرض وقيل واجب" (الدر المختار، باب الإمامة ۱/۵۵۷ ط سعيد)

(۲) "والأحق بالإمامة تقديما بل نصبا الأعلم بأحكام الصلاة الخ ثم الأحسن تلاوة وتجويدا للقراءة" (الدر المختار، باب الإمامة ۱/۵۵۷ ط سعيد)

(۳) "والأحق بالإمامة تقديما بل نصبا الأعلم بأحكام الصلاة إلى أن قال فإن اختلفوا اعتبر أكثرهم ولو قدموا غير الأولى أساءوا الخ" (الدر المختار، باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعيد)

پندرہ سال کی عمر والے کے پیچھے نماز جائز ہے

(سوال) ایک لڑکا جو قرآن شریف حفظ کر رہا ہے اس کی عمر پندرہ سال کچھ ماہ کی ہے یعنی کہ سولہواں سال جاری ہے اس کے پیچھے تراویح پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۷ اکبر علی ریواڑی ضلع گوڑگانوہ۔ ۱۲ رمضان ۱۳۵۱ھ م ۳ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۸۰) اگر اس کی عمر پندرہ سال کی پوری ہو چکی ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

شہوت پرست مبتدع کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) یہاں کا ایک امام مسجد باوجود سخت مبتدع ہونے کے فاحشہ اور بازاری عورتوں کی دعوتیں بادغدغہ کھاتا ہے ان کے دیئے ہوئے کپڑے پہنتا ہے اور باوجود متعدد بار سمجھانے کے باز نہیں آتا ایسے امور کی ارتکاب کی وجہ سے لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے رک گئے ہیں وہ بوقت فہمائش یہی جواب دیتا ہے کہ تم ان کنجریوں اور بازاری عورتوں کو روکو کہ میری دعوت نہ کیا کریں اور نہ مجھے اپنے گھر بلایا کریں ورنہ میں تو ضرور کھاؤں گا اور ان کے ہاں ضرور جاؤں گا ہمارے شہر میں جھگڑا پڑا ہوا ہے عید کا بھی وہی امام ہے ایسے شخص کو عیدین و جمعہ و صلوٰت خمسہ میں امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۵ محمد فضل پوری دیوبندی۔ رائے کوٹ ضلع لودھیانہ

۸ شوال ۱۳۵۲ھ م ۲۴ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۱) ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ ہے اگر وہ پہلے سے امام ہے تو اس حرکت کی وجہ سے اس کو امامت سے علیحدہ کر سکتے ہیں لیکن جب تک کہ وہ علیحدہ نہ ہو اس وقت تک وہی امامت کرے گا پنجگانہ نماز و جمعہ و عیدین سب کا یہی حکم ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بدعتی پیر کے موحد خلیفہ کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) ایک مسلمان جو بذات خود نیک متقی اور پرہیزگار ہے پیر ظہور شاہ کا مرید ہے عوام الناس میں مشہور ہے کہ پیر صاحب مذکور سجدہ تعظیمی کا قائل ہے اور نیز وہ حضرت صلعم کو غیب دان جانتا ہے لیکن ان کے مرید صاحب اپنے پیر کے ان اعتقادات کے قائل نہیں اندریں حالت کہ وہ پیر صاحب کا مرید ہے کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے کیا وہ امامت کا اہل ہے؟ مکرر عرض ہے کہ مرید صاحب نہ تو سجدہ تعظیمی کے

---

(۱) بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال فان لم یوجد فیهما شئ فحتی یتم لکل منهما خمس عشرة سنة به یفتی لقصر اعمار اهل زماننا (الدر المختار، فصل بلوغ الغلام بالاحتلام ٦/ ١٥٣ ط سعید)

(۲) ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق ومبتدع (درمختار) وفی الشامیة: فان امکن الصلاة خلف غیرهم فهو افضل والا فالاقتداء اولی من الانفراد (باب الامامة ١/ ٥٥٩ ط سعید)

قائل ہیں ورنہ ہی ان کو اس پر اعتقاد ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی بھی عالم الغیب ہے صرف وہ پیر ظہور شاہ کے مرید ضرور ہیں کیا عام مسلمان ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں عوام الناس امام صاحب سے خوش ہیں اس کے علاوہ ان کو کوئی اعتراض نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۹ غلام رسول صاحب اسکول ماسٹر سلیم پورہ راہوالی سیٹ ۲۶ شوال ۱۳۵۲ھ م ۱۱ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۲) اگر یہ امام صاحب خود سجدہ تعظیمی نہیں کرتے اور نہ اس کے جواز کے قائل ہیں اور نہ آنحضرت ﷺ کو عالم الغیب سمجھتے ہیں اور اپنے پیر کو ان مسائل میں غلطی پر جانتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

جو امام "قاف" کا مخرج ادا نہ کر سکے

(سوال) زید نے نماز میں سورہ منافقون کی آیت شریف وانفقوا مما رزقنکم جس میں چھ قاف آتے ہیں پڑھی عمرو نے کہا کہ تم نے قاف کی جگہ کاف پڑھے لہذا نماز فاسد ہے براہ کرم شرعی حکم سے مطلع فرمائیں دوسرے یہ کہ نابینا کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ جماعت والوں کو توفیق ہے کہ اچھے آدمی کو رکھیں اور زیادہ تنخواہ دیں مسجد کا پیسہ بہت ہے مگر آنکھوں والے آدمی کو نہیں رکھتے۔

المستفتی نمبر ۲۶۴ غلام محمد صاحب نمبردار۔ کاٹھیواڑ ۷ محرم ۱۳۵۳ھ م ۲۲ اپریل ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۳) جو شخص ادائے قاف پر قادر نہیں اس کی اپنی نماز تو درست ہے اور ایسے لوگوں کی وہ امامت بھی کر سکتا ہے جو اس کی طرح ادائے قاف پر قادر نہ ہوں لیکن مسجد کے متولی کو لازم ہے کہ وہ صحیح طور پر حروف ادا کرنے والے کو امام مقرر کرے نابینا اگر محتاط ہو اور مسائل سے واقف ہو اور نماز باقاعدہ پڑھاتا ہو قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو تو اس کی امامت جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

تعویذ گنڈے کرنے اور فالنامے دیکھنے والے کی امامت

(سوال) ایک امام مسجد تعویذ گنڈے کا کام کرتے ہیں فالنامہ کھولنا اور بیمار کے وارثوں کو بتا دینا کہ پیسہ کی چھتری لے کر ہمارے پاس آؤ بیمار کے وارث دیتے ہیں امام صاحب اس پر قرآن شریف کی کوئی آیت پڑھ کر بیمار کے وارث کو دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سات دفعہ بیمار کے اوپر سے اتار کر آگ میں ڈال دو پھر آگ سے نکال کر ہمارے پاس لے آؤ تو ہم چھتری دیکھ کر علاج کر دیں گے تین مرتبہ یہ کام کرتے ہیں ایک سیاہ رنگ

---

(۱) والأحق بالإمامة تقديما بل نصبا الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ (الدر المختار، باب الإمامة ۱/۵۵۷ ط سعید)

ویکرہ امامة عبد وفاسق ومبتدع الخ (الدر المختار، باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعید)

(۲) ولا يجوز إمامة الألثغ الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله إذا لم يكن في القوم من يقدر على التكلم بها فسدت صلاته وصلاة القوم (عالمگیریہ، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره ۱/۸۶ ط ماجدیہ)

بکرا لاتے ہیں ہمارے پاس [illegible] کان میں سورہ مزمل پڑھ کر خود ذبح کرے یا اپنے سامنے دوسرے سے ذبح کرا کر گوشت کھال بیچ کر اپنے خرچ میں لاتے ہیں اور مالک موجود ہوا تو گوشت فی سبیل اللہ کہہ کر تقسیم کر دیا کھال کی قیمت اپنے خرچ میں آوے گی ایسے پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۲۳ سید حامد علی شاہ شہر میرٹھ ۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۱۸ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۴) یہ کام جو سوال میں مذکور ہیں شرعاً درست نہیں ہیں اس لئے ایسے امام کے پیچھے جو ان افعال کا مرتکب ہو نماز مکروہ ہوتی ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ڈاڑھی منڈے سے خود کو بہتر کہنے والے کی امامت

(سوال) ایک امام صاحب نے کسی سے کہا کہ "آپ ڈاڑھی منڈاتے ہیں میں نہیں منڈاتا اس لئے میں آپ سے بہتر ہوں" لوگ کہتے ہیں کہ امام صاحب کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے کیونکہ انہوں نے یہ کلمہ تکبر کا کہا ہے۔ المستفتی نمبر ۳۴۱ نواب احمد خاں (ضلع بھرتپور) ۸ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۲۱ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۵) کلام مذکور فی السوال کے معنی یہی ہو سکتے ہیں کہ اس فعل میں میں بہتر ہوں اور اگر اسی طرح تھا تو اس کلام میں کوئی تکبر نہیں ہے کیونکہ اس کا خلاصہ یہی ہے کہ ڈاڑھی رکھنا ڈاڑھی منڈانے سے بہتر ہے اس کلام کی بنا پر امام صاحب کے پیچھے نماز نہ ہونے کا حکم لگانا غلط ہے۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

غیر مختون کی امامت کا حکم

(سوال) بے ختنہ بالغ مسلمان باختنہ مسلمانوں کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۹۷ محمد حیات (ضلع جبلپور) ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۶) اگر وہ استنجا اور طہارت میں احتیاط کرتا ہو تو وہ ختنے والے مسلمانوں کی امامت کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ اتفاقی طور پر غیر مختون رہ گیا ہو ختنہ کے سنت ہونے کا قائل ہو(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جوا کھیلنے والے والدین کے نافرمان کی امامت

(سوال) جو شخص اپنے والد کو دشنام دیتا ہو اور مارنے میں بھی دریغ نہ کرتا ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص جوا یا سٹہ اور تاش کھیلتا ہو اور ترغیب دینے میں کوشش کرتا ہو یا بتاتا ہو اور منع کرنے والوں کو

---

(۱) ویکرہ امامۃ عبد و فاسق و مبتدع الخ (الدر المختار، باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۲) (فتاوی دار العلوم دیوبند، باب الامامۃ ۳/ ۱۹۶ مکتبہ امدادیہ ملتان)

گالیاں دیتا ہو اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۹۹ محمد صدیق (رہتک) ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۷) جو شخص اپنے باپ کو دشنام دے یا مارنے کا ارادہ کرے وہ سخت فاسق اور گنہ گار ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے جب تک وہ توبہ نہ کرے اور باپ سے معافی نہ مانگے۔ اس کو ہرگز امام نہ بنایا جائے جو آتش بازی لگا کر تماشہ دیکھنا بھی گناہ اور موجب فسق ہے ایسے شخص کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے تعزیہ بنانا یا اس کے متعلق کوئی کام کرنا بھی گناہ ہے اس سے بھی آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور اس کی امامت بھی مکروہ ہوتی ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

غسال کے پیچھے نماز جائز ہے

(سوال) غسال کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۴۵۸ مولانا فضل محمد صاحب (حیدر آباد سندھ) ۱۳ محرم ۱۳۵۳ھ ۱۸ اپریل ۱۹۳۵ء

(جواب ۸۸) غسال اگر نیک صالح ہو تو اس کی امامت جائز ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

غلط پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم

(سوال) امام مسجد جامع بوقت خواندن نماز در سورہ الف لام الحمد للہ را نمی خواند بلکہ بجائے الحمد حمد للہ می خواند نمازش صحیح است یا نہ؟ امامتش درست شود یا نہ؟ المستفتی نمبر ۷۸ قاسم میاں مولمین برما۔

۱۱ صفر ۱۳۴۰ھ ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء

(ترجمہ) جامع مسجد کے امام صاحب نماز میں سورہ فاتحہ پڑھتے وقت الحمد للہ کو بغیر الف لام کے پڑھتے ہیں اور بجائے الحمد للہ کے حمد للہ پڑھتے ہیں ان کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور ان کی امامت درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۸۹) اگر امام تلفظ الف لام نمی کند نماز مکروہ میشود لیکن ایں بعید است ظاہر این است لفظ الف لام آہستہ واقع می شود کہ مقتدیان مسموع نمی شود و دریں صورت در نماز کراہتے نمی شود۔ محمد کفایت اللہ

(ترجمہ) اگر امام صاحب الف لام کا تلفظ ہی نہیں کرتے تو نماز مکروہ ہوتی ہے لیکن یہ بعید از قیاس ہے ظاہر یہ ہے کہ الف لام کا تلفظ آہستہ کرتے ہوں گے جو مقتدیوں کو سنائی نہیں دیتا ہوگا اور اس صورت میں نماز مکروہ نہیں ہوگی۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

---

(۱) ویکرہ امامۃ عبد واعرابی وفاسق ومبتدع (التنویر، باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید)

(۲) والاحق بالامامۃ تقدیما بل نصبا الاعلم باحکام الصلوۃ فقط صحۃ وفسادا بشرط اجتنابہ للفواحش الظاہرۃ الخ (الدر المختار، باب الامامۃ ۱/ ۵۵۷ ط سعید کمپنی)

(۳) والذی لا یقدر علی اخراج الحروف الا بالجہد ولم یکن لہ تمتمۃ او فأفأۃ فاذا اخرج الحروف اخرجہا علی الصحۃ لا یکرہ ان یکون اماما الخ (ہندیۃ، الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ ۱/ ۸۷ ط ماجدیہ)

غیر شرعی فعل کے مرتکب شخص کی امامت کا حکم

(سوال) ایک ایسا شخص جس میں مندرجہ ذیل خرابیاں ہوں امامت کے قابل ہے اور اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے قوالی میں مطلق شرکت کرتا ہو نقش بناتا ہو رمضان شریف میں قرآن شریف اجرت پر پڑھے اور اس کو جائز قرار دے حنفیوں کا یہ مذہب ہے کہ اگر صبح کے فرض پڑھ لئے جائیں اور سنتیں رہ جائیں ان کو طلوع آفتاب سے قبل اگر موقع پر جائے خود بھی پڑھے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی اجازت دے تیجہ دسواں بیسواں چالیسواں وغیرہ کو اس لئے جائز جانے کہ اگر منع کروں گا تو لوگ ناراض ہو جائیں گے اور دعوتیں ختم ہو جائیں گی۔ المستفتی نمبر ۵۴۴ فقیر احمد (سنگرور) ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۹۰) سوائے آخری بات کے کہ دنیوی مفاد کے لئے صحیح مسئلہ نہ بتائے اور سب اختلافی مسائل ہیں جو مطلقاً موجب فسق نہیں ہیں بعض خاص حالات میں وہ موجب فسق ہو سکتے ہیں اور آخری بات کا مدار بھی نیت پر ہے جو مخفی بات ہے اس لئے ایسے شخص کی امامت کو کلیتہ ناجائز کہنا محل تامل ہے۔[1]

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

مؤذن اور خادم کے فرائض

(سوال) جس جامع مسجد میں ایک امام اور ایک مؤذن ہو (جو خادم مسجد بھی ہو) ان ہر دو کے مسجد کے متعلق فرائض کیا کیا ہیں درآنحالیکہ وہ دونوں مسجد کے وظیفہ خوار بھی ہوں نیز امام مسجد اور مؤذن مذکور اپنے اپنے فرائض منصبی میں مستقل بالذات ہیں یا ان میں علاقہ تابعیت اور متبوعیت کا بھی ہے؟
المستفتی نمبر ۶۱۶ حکیم محمد حسین (جالندھر) ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۹۱) امام اپنے منصب کے لحاظ سے صرف نماز پڑھانے کا ذمہ دار ہے البتہ اگر اس سے وعظ یا تعلیم طلبہ وغیرہ دوسری شرط کی جائے اور وہ منظور کرلے تو اس کی ذمہ داری بھی اس پر عائد ہوگی یہ ضروری ہے کہ امام سے ایسے کاموں کی شرط نہ کی جائیں جو اس کی حیثیت امامت اور وقعت کے خلاف ہوں مؤذن سے مسجد کی خدمت کی شرط کی گئی ہو تو وہ ذمہ دار ہوگا کہ شرط کے موافق کام پورا کرے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

امام مقرر کرنا متولی کا حق ہے

(سوال) (۱) ایک گاؤں میں بقدر ایک سال مولوی صاحب پیش امام رہا مولوی صاحب موصوف پنج وقت

---

[1] [illegible] قول موجب فسق ہیں [illegible] ویکرہ امامۃ عبد و اعرابی و فاسق و مبتدع الخ (التنویر باب الامامۃ ۱/ ۵۵۹ ط سعید) و یستحب للرجل [illegible] ویکرہ [illegible] در مختار [illegible] لحرمۃ [illegible] کتاب الحظر والاباحۃ [illegible] ۶/ ۴۲۲ ط سعید

ٹھیک طور پر حاضر نہ رہا بعض وقت حاضر بعض وقت غیر حاضر رہا گاؤں والے اس وجہ سے ناراض تھے قوم نے امام جدید بدرضا مندی امام سابق کے مقرر کیا کیا یہ فعل مذکور قوم کے لئے شرعاً جائز تھا یا نہیں ؟

(۲) مولوی صاحب موصوف کے پاس رویت ہلال عید الفطر کی شہادت پیش ہوئی مولوی صاحب نے شہادت گزار کر شہادت کافی تصور کرکے افطار کا حکم صادر فرمایا لیکن قوم نے شہادت پر اطمینان نہ کیا اور حکم کی تعمیل سے انحراف کیا اور اس امر سے یہ قوم حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے عاق اور مستحق غضب ہو گئی ؟ اور کیا اس کا نماز روزہ قبول نہیں ؟ المستفتی نمبر ۷۹۴ معراج گل کوہاٹی

۸ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ ۳ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۲) مسجد میں امام مسجد مقرر کرنا متولی مسجد کا حق ہے اگر متولی نہ ہو تو پھر قوم کا حق ہے اور جب امام پابندی نہ کرے اور اکثر اوقات نماز میں غیر حاضر رہے تو قوم دوسرا امام مقرر کر سکتی ہے جو پہلے امام سے افضل اور اوقات کا پابند ہو۔ قوم کو انحراف کا حق نہیں تھا ان کو امام کے فیصلے کی متابعت کرنی چاہیے تھی لیکن وہ اس کی وجہ سے کافر یا فاسق نہیں ہوئے عاق ہو جانے کا حکم کر دینا بھی صحیح نہیں اور اس کی وجہ سے ان کی نماز روزہ بھی ناقابل قبول نہیں ہوئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

افیون اور پوست پینے والے کی امامت

(سوال) جو امام مسجد افیم اور پوست پیتا ہو وہ امامت کے لائق ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۸۳۱ مولوی محمد انور (ضلع جالندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۳) افیون اور پوست پینے والا امامت کے لائق نہیں ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

امام وقت پر نہ پہنچے تو دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے

(سوال) اگر امام صاحب مسجد کے وقت مقررہ پر جماعت کے لئے حاضر نہ ہوتے ہوں اور وقت گزر جانے کا اندیشہ ہو تو نمازیان مسجد کسی اور شخص کو امام مقرر کرکے جماعت ادا کر سکتے ہیں یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۸۴۲ عبدالمجید خاں (کوہ شملہ) ۱۶ محرم ۱۳۵۵ھ م ۹ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۴) ہاں جب مقررہ وقت پر امام صاحب بغیر کسی مجبوری اور بغیر کسی عذر کے حاضر نہ ہوں تو قوم کو حق ہے کہ وہ دوسرے شخص سے نماز پڑھوا لے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) البانی للمسجد أولی من القوم بنصب الإمام والمؤذن فی المختار إلا إذا عین القوم أصلح ممن عینه البانی الخ (الدر المختار، کتاب الوقف ٤ / ٤٣٠ ط سعید)

(۲) وکذا تکره خلف أمرد وسفیه ومفلوج وأبرص شاع برصه وشارب الخمر وآکل الربا ونمام ومراء ومتصنع الخ (الدر المختار، باب الإمامة ١ / ٥٦٢ ط سعید)

(۳) فتاوی دار العلوم دیوبند، باب الامامة ۳ / ۲۹۹ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)

بلاوجہ شرعی امام سے اختلاف جائز نہیں

(سوال) زید نے ایک امام صاحب کو خود عام مجلس کے اتفاق رائے سے امام مقرر کیا ان کے پیچھے نماز پڑھتا رہا تین چار سال کے بعد زید کی اختلاف کی بناء پر امام صاحب کی بے عزتی کی اور گالیاں دیں اور زید اب امام صاحب کو عاق قرار دیتے ہیں عند الشرع کیا حکم ہے۔

المستفتی نمبر ۸۵۲ مولوی محمد شاہ (ریاست بھاولپور) ۲۰ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۵) اگر شخص مذکور نے امام صاحب کی بغیر کسی خطا و قصور کے توہین کی ہے تو وہ سخت گناہ گار ہے اور اس کو امام صاحب سے معافی طلب کرنی اور توبہ کرنی لازم ہے ورنہ وہ فاسق اور مستحق مواخذہ ہے عاق قرار دینا کوئی شرعی طریقہ نہیں ہے اور نہ کسی کے عاق بنانے سے کوئی عاق بنتا ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے

(سوال) اگر امام ترکی ٹوپی یا اور کسی قسم کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھائے تو نماز جائز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۵۶ حکیم قاضی محمد نور الحق (چامراج نگر) ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ م ۱۴ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۶) ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اور امامت کرنا جائز ہے کوئی کراہت نہیں ہے ہاں امام صاحب کے لئے عمامہ افضل ہے عمامہ نہ ہو تو افضلیت حاصل نہ ہوگی مگر نماز مکروہ نہ ہوگی(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ذبح کرنے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص ماہوار بارہ روپے تنخواہ پر مسجد میں اذان دیکر پنجوقتہ پیش امامی بھی کرتا ہے دیگر اس گاؤں کے تمام قصابوں کا کام یعنی گائے کو دو آنے اور بکری کو ایک آنہ لیکر ذبح کرتا ہے گاؤں کے لوگ اس کو اس کام پر مقرر کرتے ہیں علاوہ ازیں گاؤں میں شادی نکاح میں فی نکاح پانچ روپے لیکر نکاح پڑھاتا ہے بغیر اپنی فیس پانچ روپے لئے کسی کو نکاح پڑھنے نہیں دیتا اور جنازے پر ڈالی ہوئی چادر اپنے سوا دوسرے فقیروں کو دینے نہیں دیتا ہے اس شخص کے پیچھے اقتداء جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۹۹ حاجی شیخ تاج الدین صاحب (بمبئی) ۸ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۹ اپریل ۱۹۳۶ء

---

(۱) سباب المسلم فسوق وقتاله كفر (مسلم، باب قول النبي ﷺ سباب المسلم فسوق وقتاله كفر ۱ / ۵۸ ط قديمي كتب خانه كراچي)

(۲) وقد ذكروا أن المستحب أن يصلي في قميص وإزار وعمامة ولا يكره الاكتفاء بالقلنسوة ولا عبرة بما اشتهر بين العوام من كراهة ذلك (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية، كتاب الصلوة ۱ / ۱۶۹ ط سعيد كمپني)

(جواب ۹۷) ذبح کرنا اور اس کی اجرت لینا فی حد ذاتہ جائز ہے مگر جو لوگ کہ اس کام کو بطور پیشہ کے اختیار کرتے ہیں اکثری طور پر ان کے عادات و اخلاق خراب اور قابل مذمت ہو جاتے ہیں تو ان عوارض اور اخلاق ذمیمہ کی وجہ سے لوگ ان سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور اس بناء پر ان کو امام بنانا مکروہ ہو جاتا ہے(۱) نکاح خوانی کی اجرت پانچ روپے مقرر کر لینا اور پھر ہر شخص سے پانچ روپے جبراً وصول کرنا اور دوسرے شخص کو نکاح خوانی سے منع کرنا ناجائز ہے بلکہ یہ اجرت فریقین کی رضامندی سے مقرر ہونی چاہیے اور ہر شخص کو حق ہے کہ وہ جس سے چاہے نکاح پڑھوائے اسی طرح جنازے کی چادر کو اپنا حق سمجھنا غلط ہے اور ان مکروہات کے مرتکب سے لوگوں کا نفرت کرنا بجا ہے اور اس کی امامت بھی مکروہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

میت کو غسل دینے والے کو امام مقرر کرنا کیسا ہے؟

(سوال) ہمارے علاقہ میں یہ رسم ہے کہ جس شخص کو امام مقرر کرتے ہیں غسل اموات عرفاً اسی کے ذمہ ہوتا ہے خواہ وہ خود یہ کام انجام دے یا کسی کو اپنا نائب مقرر کرے امام کیلئے اس کام کا علیحدہ کوئی معاوضہ متعین نہیں کیا جاتا بقدر وسعت اسقاط میت میں سے کچھ دے دیتے ہیں اور صدقہ فطر عشر وغیرہ میں سے دے دیتے ہیں ایسی صورت میں کہ امام خود اموات کو غسل دے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) جس علاقہ میں یہ رسم ہے کہ پیش امام اموات کو غسل دیتے ہیں تو اس علاقہ کے لوگ اگر اس فعل کرنے والے امام کو بوجہ اس فعل کے حقیر جانتے ہیں تو نماز اس پیش امام کے پیچھے پڑھنی مکروہ تنزیہی ہوگی۔ والظاہر ان العلة النفرة (۲) اور اگر اس علاقہ کے لوگ غسل دینے اموات کو حقیر نہیں جانتے تو غاسل پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تنزیہی بھی نہیں ہے بوجہ نہ ہونے نفرت و تقلیل جماعت کے۔ واللہ اعلم حررہ وکتبہ حبیب المرسلین عفی عنہ

(جواب ۹۸) (از حضرت مفتی اعظمؒ) اگر مردہ شوئی باجرت نہ ہو اور افعال خلاف مروت و خلاف مکارم اخلاق امام سے سرزد نہ ہوتے ہوں تو اس کی امامت جائز ہے مکروہ نہیں ہے اور اگر غسال اجرت لیتا ہو اور بد اخلاقی کے اعمال اس سے صادر ہوتے ہوں تو اس کی امامت مکروہ ہوگی کیونکہ ایسے شخص کو لوگ نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' الجواب صواب عبدالرحمن مدرسہ فتح پوری

---

(۱) ويجوز الاستئجار على الذكاة لأن المقصود منه قطع الأوداج دون إفاتة الروح وذلك يقدر عليه فأشبه القصاص فيما دون النفس كذا في السراج الوهاج (عالمگيرية كتاب الإجارة ٤/٤٥٤ ط ماجدية كوئٹه)

(۲) رد المحتار باب الإمامة ١/٥٦٢ ط سعيد كمپنی)

(۳) والأفضل أن يغسل الميت مجانا فإن ابتغى الغاسل الأجر جاز إن كان ثمة غيره وإلا لا لتعينه عليه وينبغي حكم الحمال والحفار كذلك اهـ (الدر المختار باب صلاة الجنازة ٢/١٩٩ ط سعيد)
والأحق بالإمامة تقديما بل نصبا الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ (الدر المختار باب الإمامة ١/٥٥٧ ط سعيد)

دہلی' الجواب صحیح بندہ ضیاء الحق عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی' الجواب صواب غلام رسول غفرلہ' مدرسہ امینیہ' الجواب صواب خدا بخش عفی عنہ مدرسہ امینیہ' جواب صحیح نثار حسین عفی عنہ مدرسہ امینیہ' الجواب حق محمد شفیع عفی عنہ مدرسہ عبدالرب دہلی' للہ درہ المجیب مصیب محمد شریف اللہ عفی عنہ مدرسہ فتح پوری' الجواب صحیح محمد مظہر اللہ عفا اللہ عنہ' مدرسہ عبدالرب' الجواب حق محبوب الٰہی مدرسہ عبدالرب' دونوں جواب صحیح ہیں ولایت احمد عفی عنہ مدرسہ فتح پوری' الجواب حق شفیق مدرس فتح پوری' الجواب صحیح خادم العلماء سلطان محمود مدرسہ فتح پوری دہلی۔

بد چلن بیٹی والے کی امامت

(سوال) (۱) ایک مسجد کے امام تنخواہ دار کی تیس سالہ دوشیزہ پردہ دار لڑکی کا چال چلن خراب ہے اور اسے اپنی لڑکی کے مشتبہ چال چلن کا علم ہے لیکن وہ نہ تو اس کی روک تھام کرتا ہے نہ اس کا رشتہ کہیں دیتا ہے اس گناہ بیجا کا سدباب کرتا ہے امام مسجد حافظ قرآن بھی ہے کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

(۲) اس علاقے کے عام رواج کے مطابق امام مساجد کو نماز پڑھانے کے علاوہ مردہ شوئی اور نکاح خوانی وغیرہ کے تمام کام سپرد ہوتے ہیں اور اس کے معاوضہ میں گاؤں کے ہر گھر سے روزانہ رات کو ایک روٹی ملتی ہے جو خود امام مسجد ہر گھر پر جاکر حاصل کرتا ہے نکاح خوانی جنازہ وغیرہ کا صدقہ الگ بھی ملتا ہے کیا یہ گداگرانہ صورت نہیں ہے اور ایسے امام کی اقتدا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۳۷ خلیفہ محمد صاحب (ضلع منٹگمری) ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ م ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۹) (۱) اگر امام اپنی لڑکی کے چال چلن کی خرابی سے واقف اور اس پر راضی ہے تو وہ فاسق ہے اور اس کی امامت مکروہ ہے اس پر لازم ہے کہ لڑکی کا نکاح کردے اور خود اپنی غفلت اور بے پروائی سے توبہ کرے تو اس کی امامت درست ہو سکتی ہے۔

(۲) جب کہ ان لوگوں نے امام سے تمام خدمتیں لینے کا دستور رکھا ہے اور خود ہی امام کو ایک ایک روٹی روزانہ گھر پر بلا کر دیتے ہیں یعنی امام کی نہ تو تنخواہ مقرر کرتے ہیں اور نہ مردہ شوئی اور نکاح خوانی کے لئے دوسرے آدمی مقرر کرتے ہیں اور نہ عزت و حرمت سے امام کی روٹی پہنچاتے ہیں تو پھر ان کو یہ سوال کرنے کا حق کیسے ہو کہ آیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں بلکہ ان حالات میں تو یہ سوال کیا جائے گا کہ کیا اس امام کے سوا کوئی امام ایسا بھی ہے جو ان کاموں سے مستغنی ہو اور عزت سے اس کو کھانا اس کے گھر پہنچایا جاتا ہو یا اس کی تنخواہ کافی مقرر کردی گئی ہو کہ وہ گھر گھر سے روٹی لینے کا محتاج نہ رہا ہو اگر کوئی ایسا امام مل سکتا ہو تو بیشک سابق الذکر امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) ویکرہ امامۃ عبد واعرابی وفاسق ومبتدع الخ (التنویر ۱ / ۵۵۹، ۵۶۰ باب الامامۃ ط سعید کمپنی)

(۱) یزید پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟
(۲) خود کو یزید جیسا کہنے والے کی امامت
(۳) حضرت حسینؓ کی طرف منسوب ایک روایت

(سوال) (۱) یزید پر لعنت کرنا جائز ہے کہ نہیں؟ (۲) زید کہتا ہے کہ مجھے یزید سمجھو یا یزید کا بھائی آیا اس کے پیچھے ہم نماز پڑھیں یا نہیں؟ (۳) عمرو کہتا ہے کہ حضرت امام حسینؓ نے اپنے رومال کو جھاڑ دیا جس سے پہلی صف کٹ گئی کیا یہ روایت صحیح ہے یا غلط؟ المستفتی نمبر ۲۴۶ مولوی محمد عالم (ویجی پور)

یکم ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۰) (۱) یزید نے جو کچھ کیا اپنے لئے کیا اس کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے ہمارے لئے احتیاط یہ ہے کہ ہم اس کا نام لے کر لعنت نہ کریں (۲) اس کہنے والے کا مطلب کیا ہے اگر یزید کے اعمال کو اچھا قرار دیکر یہ کہتا ہے تو اس کی امامت مکروہ ہے (۳) یہ روایت صحیح نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

مسائل سے واقف پیشہ ور شخص کی امامت

(سوال) شرائط امامت کیا ہیں یا قوم بافندہ میں سے کوئی شخص دیگر سے علم شریعت میں بڑھا ہوا ہو اور شریعت کا ان لوگوں سے زیادہ پابند ہو مگر عورتیں پردے کے معاملہ میں شرع شریف کی پوری پابند نہ ہوں لیکن بدچلنی کی شکایت کبھی اس کے خاندان میں نہ ہو تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۱۹ محمد حسن صاحب (شیخ پورن) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۱) اگر کوئی بافندہ یا اور کوئی پیشہ ور شخص علوم شریعت اور صلاحیت میں دیگر سے زیادہ ہو تو وہ امامت کا زیادہ مستحق ہے عورتوں کی بے پردگی اگر حدود شرعیہ سے متجاوز ہو اور وہ منع نہ کرے تو یہ اس کی امامت میں کراہت پیدا کریگی(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

(۱) شافعی مذہب چھوڑ کر حنفی بننے والے کی اقتداء کا حکم
(۲) شافعی مذہب والے کے پیچھے حنفی کی اقتداء
(۳) صبح کی نماز میں شافعی امام کے پیچھے حنفی قنوت پڑھیں یا نہیں؟

---

(۱) وهي لا يكون لاكافر ... لا يجوز على معين لم يعلم موته على الكفر بدليل وإن كان فاسقا مشهورا كيزيد على المعتمد بخلاف نحو إبليس ... ونحو من نص على موته على الكفر فيجوز الخ (رد المحتار باب الردة مطلب في حكم لعن العصاة ۳/ ۴۱۶ ط سعيد)

(۲) والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ (الدر المختار باب الإمامة ۱/ ۵۵۷ ط سعيد)

(۴) جہاں اکثر مقتدی حنفی ہوں وہاں امام کس طرح نماز پڑھائے

(سوال) (۱) شافعی المذہب امام جماعت احناف کی کثرت کی وجہ سے جو اس کے مقتدی ہیں اپنا مذہب چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۲) کیا شافعی مذہب پر رہ کر نماز پڑھانے سے حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی جب کہ اکثر مقتدی حنفی المذہب ہوں (۳) کیا شافعی امام کے نماز صبح میں دعائے قنوت پڑھنے سے حنفی مقتدیوں کی نماز میں کوئی قباحت آجاتی ہے (۴) جہاں اکثر مقتدی حنفی ہوں تو شافعی امام کو کن امور میں رعایت کرنی چاہیے؟ المستفتی نمبر ۱۰۲۵ امام عبدالصمد صاحب ڈربن۔ نٹال (جنوبی افریقہ)

۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۳۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۲) (۱) بالکل مذہب بدل دینا یعنی مذہب شافعی چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کرے یہ بھی جائز ہے اور نماز میں حنفی مذہب کی رعایت کیا کرے یہ بھی جائز ہے۔[۱] (۲) شافعی امام کے پیچھے حنفیوں کی نماز ہو جاتی ہے۔[۲] (۳) اگر شافعی امام نماز فجر میں قنوت پڑھے تو حنفی خاموش کھڑے رہیں حنفیوں کی نماز میں قباحت نہیں آئے گی مگر روزانہ ایسا ہونے سے اکثریت کے لئے وسوسے تو پیدا ہوں گے۔[۳] (۴) جو امور کہ حنفیہ کے نزدیک موجب فساد نماز یا موجب کراہت نماز ہیں اور شوافع کے نزدیک ان کے ترک سے نماز میں فساد یا کراہت نہیں آتی انہیں ترک کر دے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ضرورت کی بناء پر امام اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے

(سوال) (۱) جماعت ہماری و قادیانی کے رشتہ دار اپنے رشتہ دار مرزائیوں کو مسلمان اور مذہب حنفی میں مسلمان تصور کرتے ہیں حالانکہ بروئے شریعت و فتوی باتفاق علماء دین مرزائی اور ان کے حامی و رشتہ دار اور جو ان کو مسلمان جانتے ہیں وہ سب خارج از اسلام و کافر ہیں اور یہ بھی ہم کو بخوبی معلوم ہے کہ ان کو مسجد اہل اسلام میں بھی داخل نہ ہونے دیں مگر ہم لوگ ان کو مسجد میں آنے سے روکنے میں سخت مجبور ہیں اگر روکتے ہیں تو وہ آمادہ فساد ہوتے ہیں اور مسجد میں جنگ و جدال کی نوبت ہو جاتی ہے اب جماعت مرزائی کے رشتہ دار ہماری مسجد میں آتے ہیں اور جس لوٹے سے وہ وضو کرتے ہیں اور مسجد میں جن گھڑوں سے ہم پانی پیتے ہیں وہ بھی پیتے ہیں اور ہماری جماعت نماز میں شریک نہیں ہوتے جو کہ موذن مسجد پڑھاتا ہے اور ان کی ضد یہ ہے کہ اگر امام صاحب معین جماعت کرائیں گے تو ہم بھی شریک جماعت ہوں گے کیونکہ ہمارا چندہ مشترکہ

---

(۱) وبه ان رحلا برى من مذهبه باجتهاد وضح له كان محمودا مأجورا الخ (رد المحتار، باب التعزير، مطلب فيما اذا ارتحل الى غير مذهبه ٤ / ٨٠ ط سعيد كمبني)

(۲) وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلاة على اعتقاد المقتدي عليه الإجماع (رد المحتار، باب الإمامة، مطلب في الاقتداء بالشافعي ١ / ٥٦٣ ط سعيد)

(۳) وصح الاقتداء فيه بالشافعي على الأصح الخ ويأتي المأموم بقنوت الوتر لا الفجر منسوخ بل يقف ساكتا على الأظهر الخ (الدر المختار، باب الوتر والنوافل ٢ / ٩ ط سعيد)

تھے (یہ چندہ اس وقت تھا جب کہ یہ اہل سنت والجماعت شمار کئے جاتے تھے) ایسی صورت میں اگر یہ لوگ ہماری جماعت فرض و واجب میں شامل ہو جائیں اور ہم ان کو علیحدہ کرنے کی طاقت نہ رکھیں تو نماز سب کی درست ہو جائے گی یا نہیں اور امام کی امامت کرانی درست ہے یا نہیں

(۲) جو لوگ باوجود واقف ہونے اس امر کے کہ ان کا مسجد میں آنا از روئے شریعت منع ہے اور وہ لوگ بوجہ کسی خوف کے مسجد میں آنے سے نہ روکیں بلکہ بوجہ لحاظ و رشتہ داری کے چشم پوشی کریں تو ایسے لوگ نمازی کسی جرم شرعی کے مرتکب ہیں یا نہیں

(۳) امام معین مسجد نے فتوی علماء اہل اسلام کے متعلق قادیانیوں کے جاری تھے مسجد میں محلہ والوں کو سنائے اور یہ کہا کہ قادیانی یا ان کے رشتہ داران جو ان کے ساتھ شامل ہیں وہ ہماری جماعت نماز میں شریک ہوں گے تو میں نماز نہیں پڑھاؤں گا جن لوگوں کو اہل محلہ نے مرزائیوں کے رشتہ داروں سے باوجود سمجھانے اور ان کا کہنا نہ ماننے کے قطع تعلق ان سے کر دیا اس وجہ سے مرزائیوں کے رشتہ دار امام صاحب ہی کے مخالف ہو گئے اور وہ چاہتے ہیں کہ امام معین کسی طرح امامت سے جدا ہو جاویں اس واسطے جب امام صاحب جماعت کراتے ہیں تو ضد یہ لوگ شامل جماعت نماز ہوتے ہیں جیسا کہ سوال نمبر ا سے واضح ہے اور اگر نائب امام جو مؤذن بھی ہے وہ جماعت کرائے یا دیگر شخص جماعت کرائے تو وہ شریک جماعت نماز نہیں ہوتے اس سے صاف عیاں ہے کہ ذاتی نقصان تنخواہ کا امام کو پہنچانا ہے ہم اہل محلہ نے امام صاحب کو نہ امامت سے علیحدہ کیا ہے نہ انہوں نے استعفیٰ دیا ہے بلکہ ہر نماز میں امام صاحب حاضر رہتے ہیں لیکن بوجہ فساد کے ہم لوگ نائب امام صاحب سے جماعت کراتے ہیں ایسی صورت میں مسجد فنڈ سے تنخواہ امام صاحب کو دینی اور امام صاحب کو لینی درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۴۱ عبدالرحمن صاحب (چاندنی چوک)

۵ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۴ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۳) قادیانی فتنہ بہت زیادہ منتشر اور مسلمانوں کی دینی اور اخلاقی بلکہ سیاسی حالت کے لئے بھی تباہ کن ہے اگر مسلمان ان سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے ان کے ساتھ تعلقات نہ رکھیں تو اس میں وہ حق بجانب ہیں۔ باقی رہا امام کا معاملہ تو اگر اہل مسجد امام سے کسی شرعی ضرورت کے ماتحت نماز نہ پڑھوائیں تو مضائقہ نہیں اور امام جب تک امام ہے اس کو مسجد فنڈ سے تنخواہ دی جا سکتی ہے جب کہ اس کی نیابت میں دوسرا شخص اہل مسجد کی رضامندی سے اس کا کام انجام دیتا رہتا ہے (۱)(۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) والاستخلاف جائز مطلقاً ای بعذر وبدونه لضرورة او لا كما يعلم من عبارة مجمع الأنهر الخ (رد المحتار، باب الجمعة مطلب في جواز استنابة الخطيب ۲/ ۱۴۲ ط سعيد)

(۲) وفي الشامية عن القنية: "استخلف الامام خليفة في المسجد ليؤم فيه زمان غيبته لا يستحق الخليفة من اوقاف الامامة شيئاً ان كان الامام ام اكثر السنة [illegible] وفي خلاصته [illegible] الامام يجوز استخلافه بلا اذن بخلاف القاضي و على هذا لا تكون وظيفته شاغرة وتصح النيابة [illegible] كتاب الوقف مطلب في الغيبة التي يستحق بها العزل عن الوظيفة وما لا يستحق ۴/ ۴۲۰ ط سعيد)

بیٹی کی بدکرداری پر راضی ہونے والے کی امامت

(سوال) شیخ فرید صاحب گندھر مسجد کے پیش امام ہیں ان کی ایک بیس بائیس سالہ لڑکی سن بلوغت کو پہنچے ہوئے سات آٹھ سال ہوئے لیکن امام صاحب نے باوجود تعلیم یافتہ ہونے کے کئی ایک منگیتوں کو حیلہ حوالہ اور چناں چنیں کے بہانے بتاتے ہوئے ٹھکرادیا اوراب تک کسی کے نکاح میں نہ دے کر رکھے ہیں نتیجہ میں اس نا کتخدا لڑکی کے بطن سے ایک لڑکا تولد ہو کر پندرہ دن ہوئے اوراب تک زندہ موجود ہے

(۲) مسلمانان محلہ عموماً مصلیان خصوصاً نے امام صاحب سے دریافت کی کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے جس نامعلوم شخص سے یہ حمل قرار پایا ہے کھوج لگا کر اس کے ساتھ نکاح کیوں نہیں کر دیتے تو امام صاحب جواباً (اوہام پرستی میں ماموموں کو مبتلا کرنے کی نیت سے) فرماتے ہیں کہ میری لڑکی تو کچھ جانتی ہی نہیں ہے وہ تو بڑی پارسا ہے اور جو بچہ کہ تولد ہوا ہے کسی ناجائز تعلقات سے نہیں ہے بلکہ جیسا کہ نعوذ باللہ پیغمبروں کے گھروں میں (مثلاً مریم و عیسیٰ) پیدا ہوئے اسی طرح میرے ہاں بھی یہ معاملہ قدرتی طور پر ہوا ہے ڈھٹائی اور بے شرمی سے یہ بھی کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا الخ) میرے ہاں ملائک اور موکلان نازل ہوتے رہتے ہیں کیونکہ میری پارسا لڑکی بڑی عابدہ و زاہدہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

(۴) اس پر اہل جماعت ناراض ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ معاملہ سراسر جھوٹ ہے نہ قدرتی ہے نہ اور بغیر باپ کے بچہ ہونا فی زمانہ ناممکن ہے امام صاحب کاذب اور دھوکہ باز ہیں اور جان بوجھ کر احمق اور نادان بنانا چاہتے ہیں ایسے کاذب دیوث کے پیچھے نماز پڑھنا مناسب نہیں اور نہ پڑھیں گے کیونکہ ہم لوگوں کو کراہت ہے (۵) جناب امام صاحب (بہ حیثیت آمدنی امامت و ملازمت) کہنے لگے کہ میری لڑکی کے ناجائز چال چلن سے میں قصوروار ہو نہیں سکتا مجھے امامت سے اتار دینا بے انصافی ہے (۶) مذکورہ حالات کے پیش نظر سوائے چند افراد کے جو ان کے خیرخواہ اور ہم فہم ہیں باقی تمام اہل جماعت امام صاحب سے کراہت کرتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

المستفتی نمبر ۱۱۴۶ حکیم محمد عبداللہ صاحب۔ بادشاہ صاحب (کسٹن)

۔ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۶ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۴) پیش امام صاحب کی اس ڈھٹائی سے کہ میری لڑکی پاکباز اور پارسا ہے اور میرے یہاں ملائک و موکل نازل ہوتے ہیں اور یہ بچہ ایسا ہی ہے جیسے معاذ اللہ حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تھے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس فاحشہ کو جو لڑکی سے سرزد ہوئی نہ صرف جائز سمجھتے ہیں بلکہ اس کو قابل تحسین قرار دیتے ہیں اور یہ بات اتنی خطرناک ہے کہ اس میں زوال ایمان کا قوی خطرہ ہے یہ ضرور ہے کہ لڑکی کی بدفعلی کا گناہ باپ پر عائد نہیں ہوتا مگر جب باپ اس بدفعلی کو جائز بلکہ اپنی لڑکی کی کرامت بتلائے تو وہ خود فاسق اور گنہ گار ہو گیا اور اس کی امامت یقیناً مکروہ تحریمی ہے اور جب کہ جماعت کا بڑا حصہ امام سے اس بات پر ناراض ہے تو اس کی ناراضی درست ہے اور ناراضی جماعت کی حالت میں امام کی امامت دوسری وجہ سے بھی مکروہ تحریمی

ہوگی(۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) ختم قرآن پر اجرت لینے والے کی امامت
(۲) دم اور تعویذ کی اجرت لینا جائز ہے

(سوال) (۱) حافظ قرآن کو کسی میت کے واسطے پڑھنے کے لئے اجرت پیشتر سے طے کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے نماز اس حافظ کے پیچھے ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۲) حافظ قرآن کو شیطان یا جن یا بلیات کے واسطے دم کرنا اور اس سے اجرت طے کرلینا پیشتر سے کہ ہم تو لیں گے تب پڑھیں گے جائز ہے یا ناجائز؟ ایسے شخص کی امامت میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۰۳ عبدالرزاق صاحب (ضلع میدنی پور)

۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۵) (۱) ایصال ثواب کے لئے قرآن مجید پڑھنے کی اجرت طے کر کے لینا ناجائز ہے۔(۲) (۲) دم کرنے یعنی علاج کی اجرت پہلے طے کرلینی جائز ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

امام سے عمامہ باندھ کر نماز پڑھانے کا مطالبہ درست نہیں

(سوال) نماز کی حالت میں دوپٹہ باندھنا افضل ہے یا ضروری ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۸۶ قاری محمد حسین صاحب مدرس فتح پوری دہلی ۔ ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۶) عمامہ کے ساتھ نماز افضل ہے اور اس میں ثواب زیادہ ہے لیکن بغیر عمامہ کے نماز پڑھنا یا نماز پڑھانا بھی جائز ہے یعنی اس میں کوئی کراہت نہیں حضور ﷺ کے عمامہ باندھنے کے متعلق عادۃ یا عبادۃ کا سوال بیکار ہے کیونکہ عمامہ کی فضیلت اور زیادتی اجر نماز مع العمامہ میں کلام نہیں ہو سکتا لوگوں کا انکار اگر اس بنا پر ہے کہ ترک عمامہ کو مکروہ سمجھتے ہیں تو غلط ہے اور اگر تحصیل فضیلت کے لئے ہے تو مضائقہ نہیں مگر اس کے لئے لازم ہے کہ ترک عمامہ پر امام کو برا نہ کہیں اور نہ اس کو مجبور کریں کہ ضرور عمامہ

---

(۱) قال في التنوير وشرحه: ولو أم قوماً وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً لحديث أبي داود: لا يقبل الله صلاة من تقدم قوماً وهم له كارهون" (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعيد)

(۲) ولا يصح الاستئجار على القراءة وإهدائها إلى الميت لأنه لم ينقل عن أحد من الأئمة الإذن في ذلك وقد قال العلماء: إن القارئ إذا قرأ لأجل المال فلا ثواب له فأي شيء يهديه إلى الميت (رد المحتار باب الإجارة الفاسدة ۶/ ۵۷ ط سعيد)

(۳) قال النووي: قوله صلى الله عليه وسلم: خذوا منهم واضربوا لي بسهم معكم" هذا تصريح بجواز أخذ الأجرة على الرقية بالفاتحة والذكر وأنها حلال لا كراهية فيها ... ومنعها أبو حنيفة في تعليم القرآن وأجازها في الرقية (شرح النووي على مسلم باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن ۳/ ۲۲۴ ط قديمي كتب خانه)

باندھے امام کو بھی تحصیل فضیلت کے لئے عمامہ باندھ کر نماز پڑھانے میں اعتراض نہ ہونا چاہئے اور بیان جواز کے لئے کبھی بلا عمامہ نماز پڑھاوے تو مقتدیوں کو اعتراض نہ کرنا چاہئے(۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

امام کی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کو امامت کا حق نہیں

(سوال) ایک شخص جو بعہدہ قانون گو یا پٹواری بدون اجازت امام جی خود بخود بطور حکومت امامت کرتا ہے کچھ لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور کچھ نہیں پڑھتے آیا ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۷۷ ابرکت علی صاحب (ریاست کپور تھلہ) ۱۲ شوال ۱۳۵۵ھ ۳۱ دسمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۷) جب کسی مسجد میں امام مقرر ہو اور اس کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا امامت کرے تو اس کے لئے یہ امامت مکروہ ہے اور وہ بغیر اجازت امام کی امامت کرنے میں گناہ گار ہوگا اس کے پیچھے نماز بکراہت ہوگی۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے

(سوال) کسی صاحب علم کو عمامہ باندھنے کے عوض ترکی ٹوپی پہننے کی عادت ہے اب اگر وہ صاحب ٹوپی کے ساتھ نماز پنجگانہ میں جماعت کی امامت کریں تو اس ٹوپی سے نماز جائز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد تھوڑو خاں صاحب ضلع دھرواڑ

(جواب ۱۰۸) ٹوپی یا ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا یا پڑھنا جائز ہے ترکی ٹوپی پہن کر امامت کرنا مفسد نماز نہیں ہے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بدعات شنیعہ کے مرتکب کی امامت کا حکم

(سوال) جو شخص دائمی طور پر بدعات شنیعہ کا مرتکب ہو اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد تھوڑو خاں صاحب۔ ضلع دھرواڑ۔ ۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ ۳ جنوری ۱۹۳۷ء

---

(۱) وقد ذكروا أن المستحب أن يصلي في قميص وإزار وعمامة ولا يكره الاكتفاء بالقلنسوة ولا عبرة لما اشتهر بين العوام من كراهة ذلك الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية كتاب الصلوة ١/١٦٩ ط سعيد كمپنی)

(۲) واعلم أن صاحب البيت ومثله إمام المسجد الراتب أولى بالإمامة من غيره مطلقاً الخ ولو أم قوماً وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً الخ (الدر المختار باب الإمامة ١/٥٥٩ ط سعيد كمپنی)

(۳) وقد ذكروا أن المستحب أن يصلي في قميص وإزار وعمامة ولا يكره الاكتفاء بالقلنسوة ولا عبرة لما اشتهر بين العوام من كراهة ذلك الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية ١/١٦٩ ط سعيد)

(جواب ۱۰۹) بدعات شنیعہ کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نیک اور صالح ولد الزنا کی امامت کا حکم

(سوال) رنڈی زادہ قرآن کا حافظ ہے ایسی صورت میں اس کے پیچھے تراویح پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اور علاوہ ازیں اس کے پیچھے پنج وقتہ نماز فرض پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۹۱ محمد مصطفیٰ صاحب (بے پور شاہ پور) ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ ۷ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۰) اگر رنڈی زادہ نیک اور صالح ہو اور اس کے اعمال و افعال میں کوئی بات قابل اعتراض نہ ہو صرف رنڈی کا لڑکا ہونا ہی باعث تامل ہو تو اس کی امامت فرائض اور تراویح میں جائز ہے اور رنڈی کا لڑکا ہونا مضر نہیں(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) جو شخص ہمیشہ کے لئے ڈاڑھی صاف کرتا رہتا ہے اور ڈاڑھی رکھتا نہیں اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۳۷۸ شیخ اعظم شیخ معظم ملاجی صاحب (مغربی خاندیش)

۲۷ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۱۱ مارچ ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۱) ڈاڑھی منڈانے والے کی امامت مکروہ ہے ہاں اگر سب مقتدی بھی ڈاڑھی منڈے ہوں تو ڈاڑھی منڈانے والا امام بن جائے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بدکردار امام کو معزول کرنا جائز ہے

(سوال) ایک مسجد کے امام کے متعلق بعض نمازیان مسجد کو یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ وہ اپنے شاگردوں اور بچوں سے بد اخلاقی سے پیش آتے ہیں اور وہ بد اخلاقی اس قسم کی ہے کہ جس کا اظہار ایک مسلمان کے لئے امام کے متعلق زیبا نہیں ہے اس لئے دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو امام افعال قبیحہ کا مرتکب ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اگر امام کی بد افعالی کا ثبوت بہم پہنچ جائے تو متولیان مسجد کو امام کا علیحدہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۳۸۴ نواب حسین صاحب۔ باغیچی اچھے جی۔ باڑہ ہندو راؤ۔ دہلی

---

(۱) ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق ومبتدع الخ (التنویر وباب الامامة ۱ / ۵۵۹ ط سعید)

(۲) قال فی التنویر: ویکرہ إمامة عبد وولد الزنا الخ وفی الشامیة: "لکن مابحثه فی البحر صرح به فی الاختیار حیث قال: ولو عدمت أی علة الکراهة بأن کان الأعرابی افضل من الحضری والعبد من الحر وولد الزنا من ولد الرشدة والاعمی من البصیر فالحکم بالضد" الخ (باب الإمامة ۱ / ۵۶۰ ط سعید کمپنی)

(۳) قال فی التنویر: "ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق" الخ وفی الشامیة: "وأما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بأنه لا یهتم لأمر دینه وبأن فی تقدیمه للإمامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا" الخ (باب الإمامة ۱ / ۵۵۹ ط سعید)

(جواب ۱۱۲) اگر امام کی بد فعلی کا ثبوت بہم پہنچ جائے تو متولی کو لازم ہے کہ ایسے امام کو امامت سے علیحدہ کردے کیونکہ ایسے بد فعل امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' ۱۸ مارچ ۱۹۳۷ء ۴ محرم ۱۳۵۶ء

جو عالم حافظ و قاری ہو وہ زیادہ حقدار ہے

(سوال) (۱) زید صرف حافظ قرآن شریف و نو عمر ہے مگر مسائل سے بالکل ناواقف ہے یہاں تک کہ ارکان و شرائط و مفسدات نماز و نواقض وضو تک کا بھی علم نہیں ہے اور بکر مولوی' قاری' متقی' واعظ' خوش الحان' سن رسیدہ ہے اب شاہی مسجد کے لئے جہاں کہ مقتدی علماء' صوفیا و حفاظ و عوام مسئلہ داں ہوں کس کو امام مقرر کرنا چاہئے (۲) علماء و صوفیا و حفاظ وغیرہ ہم کی نماز زید مذکور کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۶۵ معین الدین احمد صاحب (آرہ شاہ آباد) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۵ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۳) ظاہر ہے کہ امامت کے لئے مقرر کرنے کے لائق بکر ہے جو مولوی حافظ' قاری' متقی ہے زید سے وہ احق و اقدم ہے زید کے پیچھے نماز تو عالم' حافظ' صوفی سب کی صحیح ہو جائے گی بشرطیکہ اس سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو جو نماز کو فاسد کردیتی ہے کہ ایسی حالت میں کسی کی نماز بھی نہ ہوگی(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

زیادہ عمر والے متقی عالم کو امام بنانا افضل ہے

(سوال) (۱) شہر کی ایک جامع مسجد کہ جس میں ہر طبقہ کے لوگ علماء کرام و صوفیاء عظام وغیرہ نماز پڑھتے ہوں ایک مسجد میں امام کس طرح کا مقرر کرنا چاہئے (۲) زید مولوی' حافظ' متقی ۳۵۔۳۶ برس کا' بکر صرف حافظ ۱۸۔۱۹ برس کا مسائل ضروریہ وضو و نماز سے ناواقف۔ ان دونوں میں از روئے شرع شریف مستحق امامت کون ہے (۳) اگر ممبران یا مصلیان مسجد زید موصوف کے رہتے ہوئے بلا عذر شرعی بکر موصوف کو امام مقرر کریں تو ممبران کا یہ فعل مذموم مکروہ ہوگا یا نہیں اور ایسی صورت میں مسائل ضروریہ سے واقف بکر کے پیچھے نماز پڑھنے سے پرہیز کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۷۳ محمد عبد الحمید خان صاحب (آرہ) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۶ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۴) ظاہر ہے کہ عالم متقی اور زیادہ عمر والا زیادہ مستحق ہے لیکن اگر بکر کا کوئی اور استحقاق ہے مثلاً

---

(۱) قال في التنوير: ويكره امامة عبد واعرابي وفاسق الخ (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعيد) وفي الشامية بل مشى في شرح المنية: أن كراهة تقديمه كراهة تحريم" (باب الإمامة ۱/ ۵۶۰ ط سعيد)

(۲) والأحق بالإمامة تقديماً بل نصباً الأعلم بأحكام الصلوة الخ ثم الأحسن تلاوة وتجويداً للقراءة ثم الأورع أي الأكثر اتقاء للشبهات الخ (الدر المختار، باب الأمامة ۱/ ۵۵۷ ط سعيد)

ہے سابق کا وہ بیٹا ہے تو اس کو امامت کے لئے مقرر کرنا اور اس کا نائب نماز پڑھانے کے لئے متعین کرنے اور اس کی تعلیم کا انتظام کر دینا جائز ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

اختلاف کے وقت اکثریت رائے سے امام مقرر کیا جائے

(سوال) (۱) مصلیوں کی رائے امام مقرر کرنے میں کس وقت لی جائے گی (۲) مسجد کے مال وقف سے پیش امام کے ورثہ کو وظیفہ دینا پرورش یا تعلیم کے واسطے (باوجودیکہ واقف نے وقف نامہ میں اس کا کچھ تذکرہ نہ کیا ہو) جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۷۳ محمد عبد الحامد خاں صاحب (آگرہ)

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۶ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۵) اگر متولیوں کا اختلاف ہو تو پھر نمازیوں کی رائے سے امام مقرر کرنا مناسب ہے۔ (۲) اگر واقف نے تصریح نہ کی ہو اور متولیان سابق کا طرز عمل بھی ثابت نہ ہو تو پرورش یا تعلیم کے لئے وظیفہ وقف کی آمدنی میں سے نہ دیا جائے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

ڈاڑھی منڈے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب (ضلع حصار پنجاب) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۶) ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

زبردستی امام بننا درست نہیں

(سوال) زید ایک مسجد میں امامت کرتا ہے جماعت کثیرہ اس کی اقتداء سے نفرت کرتی ہے مگر زید کسی صورت میں بھی عہدہ امامت سے معزول ہونے کو پسند نہیں کرتا بلکہ اس کا دعویٰ ہے کہ امامت و قضاءت اس کا خاندانی پیشہ ہے وہ اپنے اس خاندانی حق سے دستبردار ہونا نہیں چاہتا الغرض شہر میں چند افراد کے سوا جماعت کثیرہ اس دعویٰ امامت کی سخت مخالف ہے زید نے اپنی مدد کے لئے اپنے خویش و اقارب کی ایک الگ جماعت بنالی ہے اس لئے مسجد میں نقض امن کا خطرہ پیدا ہو جانے کے باعث سرکاری جانب سے تقریباً چھ

---

(۱) والاحق بالامامة . ثم الاسن الخ (ایضاً صفحہ گزشتہ حاشیہ ۲)

(۲) قال فی الدر المختار: والخيار الى القوم فان اختلفوا اعتبر اكثرهم (باب الامامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۳) شرط الواقف كنص الشارع اى فى المفهوم والدلالة ووجوب العمل به (الدر المختار كتاب الوقف ۴/ ۴۳۳ ط سعید کمپنی)

(۴) قال فى تنوير الابصار: ويكره امامة عبد واعرابى و فاسق الخ (باب الامامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید) وقال فى الدر المختار: ولا بأس بنتف الشيب واخذ اطراف اللحية والسنة فيها القبضة ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته (كتاب الحظر والاباحة فصل فى البيع ۶/ ۴۰۷ ط سعید)

سات ماہ سے مسجد مقفل کردی گئی ہے لہذا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ

(۱) کیا زید کا دعویٰ امامت حق بجانب ہے جب کہ جماعت کثیر اس کے اس دعوی امامت سے سخت نفرت کا اظہار کرتی ہے (۲) کیا اسلامی شریعت کی رو سے زید کا اسی طرح اپنی خاندانی امامت و قضاءت کا حق جتانا جائز ہے جب کہ مدعی اس کی اہلیت بھی نہ رکھتا ہو (۳) اب صورت مصدرہ میں اسلامی نقطہ نظر سے سرکار والی مسجد (جو سرکار اور مسلمانان شہر کے مشترکہ سرمایہ سے تیار کی گئی ہے) کس کے حوالے کرنی چاہئے زید کے حوالے یا جماعت کے (۴) خاندانی امامت و قضاءت کا دعویٰ کرنا شریعت اسلامیہ کی نظر میں کیا حیثیت رکھتا ہے چونکہ زید کا دعویٰ ہے کہ امامت و قضاءت اس کا خاندانی حق ہے لہذا سرکار والی مسجد زید کے حوالے کردی جائے؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۸ مرزا محمد حسن بیگ (ضلع میسور)

۴ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۷) امامت میں اہلیت و لیاقت درکار ہے اگر اہلیت موجود ہو اور جماعت راضی ہو تو خاندانی استحقاق موجب ترجیح ہو سکتا ہے لیکن اگر اہلیت نہ ہو اور جماعت راضی نہ ہو اور ان کے راضی نہ ہونے کی وجہ معقول ہو یعنی امام اہلیت نہ رکھتا ہو اور پھر زبردستی امامت کرے تو ایسے امام کے حق میں جو حدیث شریف وارد ہوئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ لعن رسول الله ﷺ ثلثة رجل ام قوماً وهم له كارهون الحديث (ترمذی)(۱) یعنی رسول اللہ ﷺ نے تین شخصوں پر لعنت فرمائی ہے (ان میں ایک وہ ہے) جو کسی جماعت کا امام بن بیٹھے حالانکہ جماعت اس سے ناخوش ہے یہی حکم قضاءت کا ہے کہ اس کے لئے بھی اہلیت شرط ہے پس نااہل کا یہ دعویٰ کہ امامت و قضاءت میرا خاندانی حق ہے باطل اور ناقابل قبول ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

چوری کی سزا کاٹنے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص حافظ ہے اور اس نے چوری کی اور سزا بھی کاٹی اور اب امامت کرنا چاہتے ہیں کیا ان کے پیچھے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ المستفتی عزیز احمد مدرس مکتب عبداللہ پور (میرٹھ)

(جواب ۱۱۸) اس شخص کی امامت مکروہ ہے ہاں جب وہ نیک ہو جائے اور لوگوں کو اس پر اعتماد ہو جائے تو پھر امامت میں مضائقہ نہ ہوگا (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) (باب من ام قوماً وهم له كارهون ۱/ ۸۳' ط سعيد كمپنی)

(۲) قال في التنوير و شرحه: ولو أم قوماً وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً لحديث أبي داود: لا يقبل الله صلوة من تقدم قوماً وهم له كارهون' (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعيد)

(۳) قال في التنوير: "ويكره إمامة عبد وأعرابي و فاسق" (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعيد) التائب من الذنب كمن لا ذنب له (ابن ماجه، باب ذكر التوبة' ۳۱۳ قديمی كتب خانه' كراچی)

ہیجڑے کی امامت کا حکم

سوال) ہیجڑا ہیجڑوں کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں ؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

جواب ۱۱۹) ہیجڑا ہیجڑوں کی امامت کر سکتا ہے ہیجڑوں کی جماعت ہیجڑے کے پیچھے ہو جائے گی (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

بدعتی کی امامت مکروہ ہے

سوال) بدعتی امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں ؟
المستفتی نمبر ۱۶۲۵ ملک محمد امین صاحب (جالندھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۲ جولائی ۱۹۳ء

جواب ۱۲۰) بدعتی امام کی امامت مکروہ ہے۔ و یکرہ امامة عبد واعرابی و فاسق واعمی الا ان کون اعلم القوم و مبتدع ای صاحب بدعة (در مختار)(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مرد کی امامت جائز ہے

سوال) ایک شخص فطرتی نامرد ہو یعنی قوت مردی سے فطرۃً محروم ہو نیز اس کے چلنے اٹھنے بیٹھنے بولنے ں بھی عورتوں سے مشابہت ہو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز کی اقتدا صحیح ہوگی اور کیا ایسے شخص کو امام بنانا صحیح ہوگا۔ المستفتی قاضی عبدالحمید صاحب امام مسجد جامع کرلا (بمبئی)

جواب ۱۲۱) عنین کا نکاح صحیح ہو جاتا ہے خواہ مادرزاد عنین ہو جب کہ مرد کے اعضاء موجود ہوں اور ورت کے اعضاء نہ ہوں (جیسے کہ خنثی میں دونوں اعضاء ہوتے ہیں) تو وہ مرد ہے اور اس کا نکاح صحیح ہے کات اور بول چال میں عورتوں کی مشابہت ہو تو یہ بات صحت نکاح کے لئے مانع نہیں ہے ایسے شخص کی امت بھی درست ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

۱) مسجد کو دھرم شالہ اور امام کو پنڈت کہنے والے کی امامت کا حکم
۲) غیر محرم کنواری لڑکی رکھنے والے کی امامت
۳) بلاوجہ امام کو گالیاں دینے والے فاسق ہیں

سوال) (۱) ایک شرعی احکام کی پابند مسجد جس میں کوئی بھی کام خلاف شریعت نہ ہوتا ہو اور امام مسجد جو کہ

---

(۱) وقد صرح فی القنیة بان اقتداء الخنثی بمثله فیه روایتان وان روایة الجواز استحسان' لا قیاس" و یلزم من روایة الجواز لا تفسد صلوته بمحاذاته مثله الخ (رد المحتار' باب الإمامة ۱/ ۵۷۲' ط سعید)
(۲) (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)
(۳) عنین ہونے سے امامت پر کوئی اثر نہیں پڑتا یہ کوئی [illegible] درمیان عیب نہیں جو باعث [illegible] ہو (فتاوی دار العلوم دیوبند ۲/ ۱۵۶ ط مکتبہ امدادیہ' ملتان)

اہل سنت والجماعت حنفی المذہب شرعی امور کا پابند ہو اور وہ شخص جو دوسری مسجد کا امام ہے اس مسجد کو دھرم شالہ اور امام مسجد کو پنڈت کے لقب سے تشبیہ دیتا ہے تو اس کے لئے شریعت کیا حکم دیتی ہے کیا وہ امام مسجد رہنے کے قابل ہے اور اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یعنی نماز اس کے پیچھے پڑھنا جائز ہے یا نہیں نیز اگر مقتدی ہے تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۲) ایک شخص کسی غیر قوم کی کنواری لڑکی جوان کو جس کا والد انتقال کر چکا ہو اپنی زبان سے بیٹی کہے کہ تو میری قدر بیٹی کی مانند ہے میری نظروں میں جتنی تو ہے مگر کچھ عرصہ میں اسے ورغلا کر اس سے زنا کرے اور جب اس کا حمل ظاہر ہو تو اسے بذریعہ دایہ گلوا کر زندہ دفن کر دے یہ بات عام لوگوں پر ظاہر ہو تو شرم [illegible] کے لئے اس لڑکی کو گھر سے نکال دے اس شخص مقتدی کے لئے کیا حکم ہے اگر امام مسجد اس کام کا خوگر ہو تو اسکے لئے کیا حکم ہے دونوں کے ساتھ تعلقات رکھنے اور نماز پڑھانے یا نماز میں کھڑے ہونے کے بارے میں شریعت کیا حکم دیتی ہے؟

(۳) ان مقتدیوں کے لئے کیا حکم ہے جو پانچوں وقت ایک امام مسجد کے پیچھے نماز پڑھیں اور اعلیٰ اعلیٰ مذہب ہونے کے باعث امام مسجد کو خنزیر یا گدھے سے تشبیہ دیں کیا ان کی نماز اس امام مسجد کے پیچھے ہو سکتی ہے اگر نہیں ہو سکتی تو حکم شریعت تحریر فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۱۸۳۳ محمد رفیق امام مسجد تحصیل پنڈی گھیپ (ضلع اٹک)

۲۶ رجب ۱۳۵۶ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳ء

جواب ۱۲۲) (۱) کسی مسجد کو دھرم شالہ اور امام مسجد کو پنڈت کہنا کذب اور موجب تعزیر ہے اور ایسا شخص فاسق اور مستحق تعزیر ہے اگر کوئی امام ہے تو جب تک وہ توبہ نہ کرے اور جس کو پنڈت کہا ہے اس سے معافی نہ مانگے اس کی امامت (۲) مکروہ ہے

(۲) اگر یہ بات واقعی ہو زنا اور قتل کا ثبوت ہو جائے اور وہ امام ہو تو یہ فاسق ہے اس کی امامت مکروہ ہے اور جب تک توبہ نہ کرے اس کو امام نہ بنایا جائے اور نہ اس سے تعلقات عام طور پر رکھے جائیں اور امام نہیں ہے تو اس سے بھی تعلقات منقطع کر لئے جائیں تاوقتیکہ توبہ نہ کرے اس سے تعلقات قائم نہ کئے جائیں

(۳) امام کو خنزیر یا گدھا کہنا سباب مسلم فسوق (۱) میں داخل ہے اور ان کو فاسق بنا دیتا ہے یہ مستحق تعزیر ہیں یہ الفاظ تو عام مسلمانوں کے حق میں بھی نہیں کہے جاتے ہیں

---

(۱) باب سباب المسلم فسوق و قتاله کفر ... صحیح مسلم، باب قول النبی ﷺ سباب المسلم فسوق و قتاله کفر ۱/۵۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) قال فی التنویر: "ویکرہ امامة عبد و اعرابی و فاسق الخ (باب الامامة ۱/۵۵۹ ط سعید کمپنی) التائب من الذنب کمن لا ذنب له (ابن ماجه، باب ذکر التوبة ص ۳۱۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

شدہ وجہ کا فسق ہے مگر ان لوگوں کی نماز اس امام کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

شراب پینے اور خشخشی ڈاڑھی رکھنے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص ہمیشہ شراب پیتا ہے اور اس کی ڈاڑھی خشخشی ہے اور فتنہ مچانے والا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۰۶ شیخ سعید صاحب نائب کوتوال

۱۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۳) شراب پینے والے اور ڈاڑھی خشخشی رکھنے والے کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے کسی نیک شخص کو امام بنانا چاہئے۔ فقط (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

میت کو غسل دینے والے کی امامت

(سوال) امام مسجد مردہ کو غسل فی سبیل اللہ دیوے اجرت نہ لیوے تو نماز امام کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۱۱ محمد موسیٰ صاحب امام مسجد منچن آباد (بہاولپور)

۱۷ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۴) جو امام کہ بلا اجرت میت کو غسل دیتا ہے اس کی امامت جائز ہے (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

سودی کاروبار کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) ایک شخص حافظ ہے اور وہ بینک یعنی سود وغیرہ کا کاروبار کرتا ہے اور مسجد میں کھڑے ہو کر قرآن شریف سناتا ہے کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز تراویح جائز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۵۲ عبید اللہ صاحب (فیروز پور چھاؤنی) ۲۴ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۵) سود کا کاروبار کرنے والوں کے پیچھے نماز تراویح وغیرہ تو ہو جائے گی لیکن مکروہ ہو گی لہذا اس کے پیچھے قرآن شریف سننے سے نہ سننا بہتر و افضل ہے ہاں اگر سود کے لین دین سے توبہ کرلے تو اس کے پیچھے بغیر کراہت کے نماز پڑھنی جائز ہو جائے گی (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

---

(۱) وکذا تکرہ خلف امرد وسفیہ ومفلوج وابرص شاع برصہ وشارب الخمر الخ (الدر المختار، باب الإمامة ۱/ ۵۶۲ ط سعید)

(۲) والأفضل أن یغسل المیت مجاناً فإن ابتغی الغاسل الأجر جاز إن کان ثمة غیرہ وإلا لا الخ (الدر المختار، باب صلاة الجنائز ۲/ ۱۹۹ ط سعید)

(۳) وکذا تکرہ خلف امرد وآکل الربوا الخ (الدر المختار، باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید) عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ التائب من الذنب کمن لا ذنب له (ابن ماجہ، باب ذکر التوبة ۳۱۳ ط قدیمی کتب خانہ، کراچی)

جس کی بیوی کسی اور کے پاس گئی اس کی امامت

(سوال) ایک امام ہے اس کی بیوی اپنے باپ کے یہاں گئی تھی باپ کے گھر سے کسی دوسرے آدمی کے ساتھ چلی گئی ۱۰ ماہ تک اس اجنبی آدمی کے پاس رہی اب وہ عورت مذکورہ اپنے باپ کی کوشش سے امام صاحب کے یہاں واپس آگئی اب جناب کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ ان امام صاحب کے پیچھے قوم کی نماز درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۸۸ مولوی محمد سعید صاحب (ضلع روہتک)

یکم رمضان ۱۳۵۶ھ م ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۶) جب امام کی اس میں خطا نہیں اس کی امامت ناجائز نہیں ہوتی (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) بدچلن بیوی رکھنے والے کی امامت
(۲) ولد الزنا کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) ایک شخص ہے اور اس کی زوجہ بدروش ہے اور ایک دوسرے مرد سے جو اہل ہنود ہے اس کا تعلق ہو گیا ہے اور اس سے فعل بد سرزد ہوتا ہے اور اس فعل سے اس کا خاوند آگاہ ہے یا اگر اس کا خاوند ناواقفیت رکھتا ہے دوسرے لوگ اس کے فعل سے آگاہ ہیں تو ایسی حالت میں اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) حرامی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۸۶ بہادر خاں صاحب

یکم رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۷) خاوند اگر اس فعل بد سے آگاہ ہو اور عورت کو روکے نہیں تو وہ قابل گرفت ہوگا اور اس کی امامت مکروہ ہوگی ورنہ نہیں (۲) (۲) اگر وہ پڑھا لکھا اور جماعت میں سب سے بہتر اعمال اور علم رکھتا ہو تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نیک اور صالح ولد الزنا کی اقتداء کا حکم

(سوال) ایک حافظ صاحب ہیں جو خوش الحان صوم و صلوٰۃ کے پابند اور خلیق بھی ہیں قرآن شریف خوب یاد ہے لیکن ولد الزنا ہیں یعنی ایک طوائف کے لڑکے ہیں کیا ان کو امام بنایا جا سکتا ہے اور ان کے پیچھے نماز

---

(۱) ولا تزر وازرة وزر أخرى الآية (سورة فاطر آيت ۱۸)

(۲) قال في التنوير يكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق الخ وفي الشامية بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعيد)

(۳) في التنوير ويكره إمامة عبد ... وولد الزنا الخ وفي الشامية أي عدم الكراهة إن كان الأعرابي أفضل من الحضري والعبد من الحر وولد الزنا من ولد الرشد والأعمى من البصير فالحكم بالضد (رد المحتار باب الإمامة ۱/ ۵۶۰ ط سعيد)

فرض اور تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۹۳ محمد حسین تمباکو فروش (ستنا)
۲ رمضان ۱۳۵۶ھ ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۸) اگر یہ حافظ صاحب صالح اور نیک اور معاشرت کے لحاظ سے محفوظ ہیں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے ولد الزنا ہونا ایسی صورت میں موجب کراہت نہیں(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

امام کی اجازت کے بغیر نماز نہیں پڑھانی چاہئے

(سوال) جس مسجد میں امام مقرر ہے اس میں بلا اجازت امام مقررہ کے اگر کسی شخص نے موجودگی امام مقررہ نماز پڑھائی امام مقررہ مقتدی ہو تو نماز کل جماعت کی ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۱۵ ظفر یار خاں صاحب (دہلی) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۵ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۹) نماز تو ہوگئی مگر امام معین سے اجازت لئے بغیر نماز پڑھانا نہیں چاہئے(۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مسائل سے ناواقف اور جھوٹ بولنے والے حافظ کی امامت کا حکم

(سوال) زید ایک مسجد کا امام ہے اور حافظ ہے لیکن نماز کے مسائل ضروریہ سے اچھی طرح واقف نہیں ہے جھوٹ بولنے سے پرہیز نہیں آمدنی میں حلال و حرام جائز و ناجائز کا خیال نہیں ایسے شخص کو امام مقرر کرنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۲۹ شیخ حاجی مٹھو و محمد مصطفیٰ شاہجہانپور (اودھ) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۰) دوسرا اچھا امام جو مسائل سے واقف ہو اور متقی پرہیزگار ہو پیدا کرکے اس کو مقرر کرنا چاہئے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فاسق کی تعریف اور اس کی امامت کا حکم

(سوال) اگر کوئی شخص باوجود عقیدہ صحیح رکھنے کے تارک ارکان اسلام ہو تو کیا بروئے شریعت اس کو کافر فاسق فاجر یا منافق کہنا صحیح ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو جو شخص ایسے آدمی کو کافر کہے تو عند الشرع اس کے لئے کیا حکم ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) ولو عدمت ای علة الكراهة. ... ...رد المحتار باب الامامة ۱/۵٦۰ ط سعید
(۲) واعلم أن صاحب البیت ومثله امام المسجد الراتب أولى بالامامة من غيره مطلقا الخ (الدر المختار، باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعید)
(۳) قال فی التنویر: ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق الخ (باب الامامة ۱/ ۵۵۹، ۵٦۰ ط سعید)

المستفتی نمبر ۲۰۳۲ محمد شفیع صاحب (لاہور) ۱۳ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۱) اگر عقیدہ درست ہو مگر ارکان اسلام مثلاً نماز روزہ وغیرہ فرائض کا تارک ہو یا محرمات مثلاً شراب نوشی غیبت کذب وغیرہ کا مرتکب ہو اس کو اصطلاح میں فاسق کہا جاتا ہے کافر کہنا تو درست نہیں مگر ایسے شخص کو فاسق کہنا صحیح ہے(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) دوران تقریر امام کا منبر پر گالیاں نکالنا

(۲) بلاوجہ امام کی مخالفت نہ کی جائے

(۳) احکام شریعت سے ناواقف کے فیصلے کا حکم

(۴) تراویح پڑھانے والے کی روپوں سے خدمت

(سوال) (۱) ایک شخص شاہ محمد روزمرہ عربی عبارت روانی سے بھی نہیں پڑھ سکتا صرف و نحو عربی سے نابلد حدیث و قرآن کے معنی سے ناواقف بعد نماز [illegible] روز قرآن شریف سورۃ جمعہ رکوع آخر آیت شریفہ یا ایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ [illegible] تعلمون تک پڑھتے ہیں بعد منبر شریف پر وعظ فرماتے ہیں تو پنجابی محاوروں کے حساب زبان سے گالیاں بھی استعمال کرتے ہیں مثلاً ہم پنجابی (گال) لوگ حقہ نوشی میں مصروف رہتے ہیں (۲) جو شخص امام مسجد کا قلبی طور پر معتقد نہ ہو مگر ظاہر داری کے طور پر اس کے پیچھے نماز ادا کرے اور جب موقع ملے تب ہی فساد پر آمادہ ہو جائے اور بلاوجہ چھیڑ چھاڑ شروع کر دے تو کیا ایسے شخص کی نماز امام کے پیچھے جائز ہے (۳) جو شخص قانون شریعت سے قطعی ناواقف اور قانون رائج الوقت سے بھی قطعی واقفیت نہ رکھتا ہو تو وہ قرآن مجید کا یہ حلف اٹھا کر اقرار کرے کہ میں پنچایت میں ٹھیک ٹھیک انصاف کروں گا ایسے شخص کے فیصلے کے بارے میں کیا حکم ہے (۴) موجودہ رمضان المبارک کی ایک رات کا واقعہ ہے کہ بعد ختم نماز عشاء امام مسجد نے [illegible] کہ مجھ کو تکلیف ہے [illegible] پچھلے سال کی [illegible] قرآن [illegible] مقتدی رضامند ہوئے مگر شاہ محمد نامی ایک شخص نے [illegible] غرض کہ امام صاحب نے شاہ محمد کی منت سماجت کی مگر وہ [illegible] امام صاحب سے [illegible] نمازیوں نے اس واقعہ کی تصدیق کی ہے اس بارے میں شاہ محمد کا ایسا کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۲۰ [illegible] حسین صاحب (ضلع لودھیانہ)

۱۳ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۲) (۱) ایسے ناواقف اور بے علم شخص کو وعظ نہیں کہنا چاہئے اور منبر پر گالیاں زبان سے نکالنا

---

(۱) [illegible] كتاب الصلاة ۱/۳۵۲ ط سعيد) وفي الشامية: " الفسق [illegible] كتاب الشهادات ۵/۴۸۳ ط سعيد) وفي قواعد الفقه: من يرتكب الكبائر ويصر على الصغائر ص ۴۰۵ [illegible]

حرام ہے(۱) (۲) نماز تو ہو جائے گی مگر امام سے جھگڑا فساد کرنا ناجائز ہے (۳) اس پر اعتماد اور بھروسہ ہو تو خیر وہ احکام شریعت معلوم کر کے اس کے موافق انصاف کر سکتا ہے (۴) اس معاملے میں اگر یہ بیان صحیح ہو تو شاہ محمد کی زیادتی ہے اور اگر امام کو لوگ دو وجہ سے توضع کردیں تو یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

آدھی آستین والی قمیص میں نماز کا حکم

(سوال) ایک شخص جس کی امامت کو جماعت پسند کرتی ہے اور جس کی اتباع کئی بار کر چکی ہے اگر سر پر ٹوپی اور آدھی آستین کی شرٹ پہن کر خطبہ جمعہ پڑھائے تو درست ہے یا نادرست جائز ہے یا ناجائز (۲) اگر نماز پڑھائے تو کیا حکم ہے (۳) کیا پوری آستین کی شرٹ آدھی آستین کی شرٹ پر کچھ فوقیت رکھتی ہے یا دونوں برابر ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۵۵ حاجی عبداللطیف صاحب (گلین بیٹ)

۱۵ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۳) سر پر ٹوپی رکھنا تو موجب کراہت نہیں مگر آدھی آستین کی قمیص پہن کر خطبہ پڑھنا یا نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ یہ وضع مسلمان کی عبادت کی وضع نہیں ہے(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز جائز ہے

(سوال) (۱) قصبہ کلیانہ میں مدرسہ اشاعت العلوم عرصہ ۲۰۔۲۲ سال سے جاری ہے اور طلبائے عربی تعلیم پاتے ہیں طلباء کی تعلیم کے لئے ایک مولوی صاحب بشرح ۲۰ روپے ماہوار اور دوسرے قاری صاحب جو حافظ بھی ہیں بشرح ۲۰ روپے ماہوار اور تیسرے حافظ صاحب بشرح پندرہ روپے ماہوار ملازم ہیں ہمیشہ رمضان المبارک میں یہ صاحبان قرآن مجید تراویح میں سناتے ہیں اور اہل محلہ سے چندہ باثر آدمی وصول کر کے اجرت دیتے ہیں شرعاً چندہ دینا ان اشخاص کو اور اجرت لینا ان صاحبوں کو جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اور مسجدوں میں امام مقرر ہیں ایک جامع مسجد میں امام صاحب، قاری شاہ مقرر ہیں اور وہی مدرسہ میں بہ زمرہ چپراسیان ملازم ہیں اور پانچ روپے ماہوار مدرسہ سے اور ۱۰ روپے ماہوار اہل محلہ دیتے ہیں ان کو بھی چندہ حسب تقرر مسجد ایسا ہی ہے تب امامت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) سباب المسلم فسوق وقتاله كفر (مسلم ۱/ ۵۸ ط قديمي كتب خانه كراچي)

(۲) ولو صلى رافعاً كميه إلى المرفقين كره كذا في فتاوى قاضي خان (عالمگيرية، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره ۱/ ۱۰۶ ط ماجدية كوئٹه) وفي الدر وشرحه: وكره كفه أي رفعه ولو لتراب كمشمر كم أو ذيل (در مع الرد، باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها ۱/ ۶۴۰ ط سعيد كمپنی)

(۳) ایک مسجد میں امام صاحب عبدالرحیم شاہ مقرر ہیں ان کو اہل محلہ تین روپے ماہوار دیتے ہیں اور وہ ملازم نہیں ہیں ایک اور دوکان بساط خانہ وغیرہ کی ہے اس میں ان کا بھی حصہ حق یعنی چہارم حصہ ہے ان کو بھی فقرہ نمبر ۱ کے بموجب دینا جائز ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۰۶۰ ربلند خاں کیتھل (ریاست جنید) ۱۶ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۲۱ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۴) امامت کی تنخواہ لینا جائز ہے مگر تراویح میں قرآن مجید سنانے کی اجرت لینا جائز نہیں ہے اگر امام مطالبہ نہ کرے اور لوگ خود چندہ کرکے رقم جمع کرکے اسے دے دیں تو یہ مباح ہے بشرطیکہ اس کی طرف سے مطالبہ اور خواہش نہ ہو اور نہ دینے سے تو ناراضی بھی نہ ہو ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ، دہلی

غلط افعال والے کی امامت

(سوال) (۱) ایک امام مسجد اغلام کراتا ہے اور اس کو اس کی عادت ہے جو لوگ اس کے ساتھ اغلام کرتے ہیں وہ مسجد کے اندر شہادت دیتے ہیں کہ ہم نے یہ فعل اس امام کے ساتھ کیا امام وہاں کے لوگوں کے کہنے کی وجہ سے توبہ کرلیتا ہے اور مسجد میں اقرار کرتا ہے کہ اب ایسا فعل نہیں کراؤں گا مگر پھر اس کے بعد بھی وہ اس فعل کو کراتا ہے تو اس صورت میں اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں ؟

(۲) اور اگر توبہ کے بعد اس نے یہ فعل نہیں کرایا مگر لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے کراہت کرتے ہیں اور شک ہے کہ اس نے توبہ توڑ دی تو پھر شرع کا حکم کیا ہے ؟

(۳) اور اگر توبہ کے بعد لوگوں کو شک نہ ہو اور اس فعل کی وجہ سے لوگوں نے نہیں پڑھی یعنی ایک جماعت اس کے پیچھے نماز پڑھتی ہے ایک نہیں پڑھتی بلکہ دوسری جماعت اسی وقت دوسرا امام بلاتی ہے ایک مسجد میں ایک ہی وقت میں دو امام نماز پڑھاتے ہیں پہلی محراب میں پہلا امام اور دوسری محراب میں دوسرا امام فساد کی جڑ جو ہے یہ امام ہے تو اس صورت میں کون سی جماعت کی نماز ہوتی ہے امام سے کہا جاتا ہے کہ تم چلے جاؤ اس وجہ سے کہ تمہاری وجہ سے فساد ہو رہا ہے مگر وہ نہیں جاتا تو اس صورت میں بھی نماز جائز ہے یا نہیں اور امام کا جو حق ہے وہ بھی اس کو دینا چاہئے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۰۷۱ ضامن حسین صاحب بیت السلام دیوبند (سہارنپور)

۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۵) اگر امام نے خود اس فعل قبیح کے ارتکاب کا اقرار کیا ہے اور اس کے اس فعل قبیح سے لوگ متنفر ہوگئے ہیں تو ان کا تنفر بے جا نہیں ہے اور جب تک وہ طرز عمل سے اپنی پوری صلاحیت اور نیک اعمال کا ثبوت نہ دے اور لوگ مطمئن نہ ہو جائیں تو ان کو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں معذور سمجھنا چاہئے اور

---

(۱) ویفتی الیوم بصحتہا لتعلیم القرآن والفقہ والامامۃ والاذان الخ (الدر المختار' کتاب الاجارۃ' مطلب فی الاستئجار علی الطاعات' ۶/ ۵۵ ط سعید)

اس امام کی حمایت میں جو لوگ اصرار کریں اور دو جماعتیں مسجد میں قائم کریں وہ گنہ گار ہوں گے یہ واضح رہے کہ انہدام کرنے والوں کی شہادت بالکل ساقط الاعتبار ہے امام کے اقرار کی صورت میں یہ حکم ہے جو تحریر کیا گیا ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

تراویح پڑھانے والے کو روپے اور کپڑے دینا

(سوال) ایک حافظ مسجد کی پنجگانہ نماز پڑھاتے ہیں اور رمضان المبارک میں قرآن مجید بھی سناتے ہیں ملازم مسجد بھی ہیں ان کو متولیان رمضان المبارک میں بطور نذرانہ نقد روپیہ بھی اور پارچہ وغیرہ بھی دیتے ہیں اور یہ روپیہ اور پارچہ کی قیمت مسجد کا روپیہ ہے ایسی صورت میں مسجد کے روپے سے دینا درست ہے کہ نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۳۷ منشی محمد عبدالغفور صاحب (علی گڑھ) ۲۲ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۶) اگر یہ رقم اور کپڑے پہلے سے ان کے لئے معین کئے ہوئے ہیں تو مسجد کی رقم سے دینا بطور ایک معین شدہ تنخواہ یا معاوضہ کے جائز ہے اور اگر معین کی ہوئی نہیں ہے تو جہاں تک عرف کا تعلق ہے اس حد تک جائز ہے۔ لان المعروف کالمشروط لیکن یہ نذرانہ صرف قرآن مجید سنانے کا نہ ہو بلکہ سالانہ خدمت مسجد انجام دینے کا ہو(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

(۱) امام حافظ نہ ہو تو تراویح کے لئے حافظ کو مقرر کیا جائے
(۲) صحیح کی موجودگی میں نابینا کی امامت

(سوال) (۱) ایک شخص قرآن مجید متواتر کئی سال سے ایک مسجد میں امام مسجد کی اور مسلمانوں کی مرضی سے رمضان شریف میں قرآن شریف سناتا رہتا ہے اور امام مسجد اس کو اپنی غیر حاضری میں لوگوں کا نائب امام مقرر کرتا رہتا ہے لیکن اب امام مذکور لوگوں سے یہ کہتا ہے کہ میں اس حافظ کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ قرآن مجید سنائے اور امام مذکور اس میں کوئی شرعی نقص بھی نہیں بتاتا کیا جمہور مسلمان اس حافظ کا رمضان شریف میں قرآن سن سکتے ہیں یا نہیں جب کہ وتر اور فرض خود امام پڑھائے گا۔

(۲) امام کہتا ہے کہ لوگ میری اجازت کے بغیر حافظ مذکور کو اپنا امام تراویح میں مقرر نہیں کر سکتے ہیں کیا لوگ اس کو اپنا امام تراویح میں مقرر کر سکتے ہیں جب کہ امام مذکور کو شرعاً اس حافظ پر کوئی اعتراض نہیں

(۳) اگر نابینا حافظ قرآن مجید ماہ رمضان میں بحیثیت امام تراویح سنائے اس حالت میں جب کہ آنکھوں والے حافظ قرآن موجود ہیں جن میں کوئی شرعی نقص نہ ہو تو نماز مکروہ ہوگی یا نہیں؟

---

(۱) ویکرہ امامة عبد واعرابی و فاسق (الخ) (تنویر) وفی الشامیة "واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بانه لا یهتم لأمر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعاً (باب الامامة ۱ / ۵۶۰ ط سعید)

(۲) و یفتی الیوم بصحتها لتعلیم القرآن و الفقه و الامامة و الاذان (الخ) (الدر المختار کتاب الإجارة مطلب فی الاستئجار علی الطاعات ۶ / ۵۵ ط سعید)

المستفتی نمبر ۲۰۱ محمد شریف، [illegible] پور (اٹک) ۲۲ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۷) (۱)، (۲) جب امام خود حافظ نہیں ہے تو مسلمان نمازیان مسجد کو حق ہے کہ جس حافظ کو پسند کریں اس کو تراویح میں قرآن مجید سننے کے لئے مقرر کرلیں امام مسجد کی اجازت ضروری نہیں اور جب کہ حافظ صاحب کے اندر کوئی شرعی نقص بھی نہیں ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ امام صاحب ان کو قرآن سنانے سے روکیں (۱) (۳) محض نابینا ہونے کی وجہ سے تو نماز مکروہ نہ ہوگی ہاں اگر نابینا کے اندر بے احتیاطی اور کوئی شرعی قصور موجود ہو تو بے شک دوسرے حافظ احق بالامامۃ ہوں گے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کم علم اور متکبر امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) جامع قدیم کے امام صاحب جو جمعہ و عیدین کے بھی امام ہیں جو حفظ قرآن کریم کے ساتھ چند اردو نعتیں بھی پڑھے ہوئے ہیں بوجہ بدخوئی شریعت آشنا پبلک کو متواتر پے در پے روحانی صدمات پہنچاتے ہیں اور متعدد مرتبہ جسمانی بھی مگر شریعت آشنا پبلک نے ہمیشہ ان کی تقصیرات پر پردہ ڈال کر ان کو متعدد مرتبہ معاف کیا مگر ان کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھا ہے لیکن اب جب کہ امام صاحب کی ذات گرامی سے بے ادبی استہزاء اسلام و استخفاف، تحقیر مسائل شرعیہ آنے لگی تو ہم مجبور ہو کر امام صاحب کے رویہ کو جو مقتدیوں کے ساتھ ہے نیز ان کے الفاظ بغرض اظہار عامۃ المسلمین نقل کرتے ہیں امید ہے کہ حضرات علمائے کرام و مفتی صاحب جمعیۃ علمائے ہند مولانا حسین احمد صاحب خصوصاً اپنے قیمتی و بے بہا احکام شریعت مقدسہ کی رو سے ہم مستفتیین کی ہدایت فرمائیں گے کیونکہ ہزارہا اشخاص کی نمازوں کا سوال ہے

(امام صاحب موصوف کا مقتدیوں کے ساتھ رویہ)

(۱) سال گزشتہ یعنی رمضان المبارک ۱۹۳۵ء ایک حافظ صاحب محراب سنا رہے تھے جس کے امام صاحب مذکور بھی سامع تھے حافظ صاحب کو سہو متشابہ ہوا امام صاحب نے دو دفعہ لقمہ دیا پھر اسی جگہ متشابہ ہوا تو تیسری مرتبہ امام صاحب نے حافظ صاحب کو حقارت کی نظر سے نہ صرف جھڑکا بلکہ اپنے جنون یا تکبر کو کام میں لا کر مسجد کا احترام مدنظر نہ رکھتے ہوئے مغلظ الفاظ کے ساتھ محراب سے جبراً اٹھا دیا اور آپ مصلے پر جا کھڑے ہوئے اور شروع سے قرآن شروع کیا حالانکہ چوبیس پارے ہو چکے تھے۔

(۲) امام صاحب نے مقتدیوں کو اس درجہ ذلیل و خوار سمجھ رکھا ہے کہ مقتدیوں کا بات کرنا بھی امام صاحب کی بے عزتی کا باعث ہے نیز اگر کوئی مقتدی موٹا تازہ مالدار ذی وجاہت مر جائے تو اس کے جنازے کی

---

(۱) قال في التنوير وشرحه: [illegible] والخيار إلى القوم فإن اختلفوا اعتبر أكثرهم إلخ (باب الإمامة ۱/ ۵۵۸ ط سعيد)

(۲) قال في التنوير وشرحه: ويكره إمامة عبد وأعمى إلا أن يكون أي غير الفاسق أعلم القوم فهو أولى (باب الإمامة ۱/ ۵۵۸ ط سعيد)

نماز کو خود پڑھنا اس کے کوٹھی بنگلے پر جا کر عیادت بھی کرتے ہیں مگر ایک وسط درجہ کا مقتدی اگر عالم دین بھی ہو تو پروا نہیں نماز جنازہ نائب یا کوئی اور پڑھا دیتا ہے کیا رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ اسی کا نام ہے ۔

(۳) امام صاحب نے ایک دن مقتدیان سے صبح کی نماز کے بعد فرمایا کہ لوگو! مجھ سے مصافحہ کرو میں نے تم کو مسجد قبا میں بحیثیت امام نماز پڑھائی ہے اور ایک دن فرمایا کہ جناب رسول کریم ﷺ مسجد میں بجسم تشریف لائے تھے مسجد کے چاروں طرف پھر کر اور مجھے دیکھ کر واپس چلے گئے تم مجھ سے مصافحہ کرو۔

(۴) ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ کو امام صاحب کو سورہ نمل میں آیت یمشی فی الاسواق پر تشابہ لگا پیچھے جو سامع تھا اس نے بجائے یمشی فی الاسواق کے یمشون فی الاسواق بتلایا سلام کے بعد جب امام صاحب بعارضہ سلس البول وضو کرنے چلے گئے تو جناب موذن نے کہا اس شخص کو جس نے لقمہ دیا تھا کہ یہ درست ہے ذرا سوچ سمجھ کر لقمہ دیا کرو اس پر مقتدی ایک عالم نے (جو باقاعدہ مدرسہ عربیہ امروہہ کا فارغ التحصیل اور سند یافتہ و دستار بند مولوی ہے) فرمایا کہ یہ شرعاً کوئی اعتراض نہیں کبھی سامع کو بھی لقمہ دیتے وقت تشابہ لگتا ہے اس پر چند آدمیوں نے کہا کہ مولوی صاحب حافظ جی امام صاحب سے دریافت کیا جائے کہ کیا سامع کا لقمہ دینا ان کو ناگوار معلوم ہوتا ہے چونکہ سولہ رکعتیں ہو چکی تھیں اس لئے اس دن دریافت کرنا مناسب معلوم نہ ہوا دوسرے دن امام صاحب کو ایک رکوع میں تین مرتبہ تشابہ ہوا اور مقتدی نے گزشتہ شب کے غصہ کی بنا پر لقمہ نہ دیا تو امام صاحب نے سلام کے بعد قرآن کو خود دیکھا پھر فوراً نیت باندھ لی جب یہ نماز تمام ہو چکی تو عالم صاحب نے امام صاحب سے کہا کہ کیا آپ کو مقتدی حفاظ کا لقمہ دینا ناگوار گزرتا ہے امام صاحب نے نہایت کرخت آواز سے جواب دیا ہاں سخت ناگوار گزرتا ہے مولوی صاحب نے پوچھا کیوں؟ امام صاحب نے جواب دیا میری مرضی اس کے بعد چہ میگوئیاں ہوتی رہیں اور معلوم ہوا کہ امام صاحب نے مؤذن مسجد کو کہہ دیا کہ کوئی شخص مجھ کو لقمہ نہ دے اس سے میری بے عزتی ہوتی ہے۔

(۵) ان کے عام رویہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ اپنے برابر شہر بھر میں کسی کو بھی عالم نہیں سمجھتے ہیں۔

(۶) امام صاحب ہمیشہ روزانہ عشاء میں دوران نماز سلام کے بعد تازہ وضو کرتے ہیں معلوم ہوا کہ ان کو سلس البول کا مرض ہے ان کا اپنا بیان ہے کہ میں بہت روکتا ہوں قطرے کا شبہ ہو جاتا ہے اس لئے تازہ وضو کرتا ہوں بہت ممکن ہے کہ نماز کی حالت میں قطرہ باہر آ جاتا ہو۔ یہ ہیں وہ واقعات جن کا انکار پبلک نہیں کر سکتی۔ کیا ایسا شخص جو کم علم ہو کج خلق ہو مغرور و متکبر ہو خاندانی حالات بھی کم درجہ کا ہو یعنی نہ تو شیخ نہ سادات سے ہو جو علماء میں سے صدر جمعیۃ علماء وغیرہ کو برا کہتا ہو ان کی اہانت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۸۴ محمد عبد الرحمن انصاری (دہرہ دون) ۲۵ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۳۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۸) امور مندرجہ بالا اگر صحیح واقعات ہیں تو ایسے شخص کو امام قائم رکھنا مکروہ ہے نماز اس کے پیچھے

درست تو ہو جاتی ہے مگر کراہت کے ساتھ۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) امامت کے لئے کیسا شخص مناسب ہے؟
(۲) جس کی عورت پردہ نہ کرے' اس کی امامت

(سوال) (۱) امامت کیسے شخص کی ہونی چاہیے اس کی تفصیل بیان کیجئے (۲) امامت میراثی کی اور غنڈہ گردی اور لوگوں میں اشتعال پھیلانے اور جھوٹ بولنے والے اور جس کی عورت بے پردہ ہو' ایسے آدمی کی امامت کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۲۱۱۴ شیخ محمد شفیع صاحب (فیروزپور)

۱۱ شوال ۱۳۵۶ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۹) (۱) امامت کے لئے ایسا شخص مستحق ہے جو علم دین خصوصاً نماز روزہ کے مسائل سے واقف ہو متشرع ہو اور جماعت میں افضل و بہتر ہو۔(۲) (۲) میراثی ہونا تو امامت کے منافی نہیں ہاں جن لوگوں کی عورتیں بے پردہ پھریں اور وہ منع نہ کریں' جھوٹ بولنے کے عادی ہوں' لغویات کے مرتکب ہوں وہ امامت کے مستحق نہیں ہیں۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

منکر شفاعت اور قادیانی کو کافر نہ سمجھنے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہے اور ظاہراً نمازیں پڑھتا ہو اور روزے رکھتا ہو اور شکل مسلمانوں والی ہو اور حافظ قرآن ہو اور دیوبندی ہو لیکن مرزا ملعون اور اس کے متبعین کو کافر نہ کہے بلکہ اصلی مسلمان سمجھے اور اس کے گھر سے شادی کی ہو اور اس کے ساتھ تعلق اور برت برتاؤ ہو اور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا قائل ہو اور نبی اکرم ﷺ کی جسمانی معراج کا منکر ہو اور شفاعت اور کرامت اولیاء اللہ کا منکر ہو' آیا ایسے عقیدہ والا شخص عند اللہ شریعت محمدیہ میں مسلمان ہے یا کافر ہے اور اس کے پیچھے نماز جمعہ و عید وغیرہ پڑھنی درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۲۶۴ خلیل الرحمٰن (پنڈی بہاؤالدین)

۲۸ شوال ۱۳۵۶ھ م یکم جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۰) جو شخص مرزا اور مرزائی جماعت کو کافر نہ سمجھے اور مرزائیوں سے رشتہ ناتا رکھتا ہو اور وفات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل ہو اور معراج جسمانی کا منکر ہو اور شفاعت کا منکر ہو وہ گمراہ اور بددین ہے اس

---

(۱) ویکرہ إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمی الخ وفي النهر عن المحیط: صلی خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة الخ (التنویر مع شرحه' باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ تا ۵۶۲' ط سعید)

(۲) والأحق بالإمامة تقدیماً بل نصباً الأعلم بأحکام الصلوة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة ثم الأحسن تلاوة وتجویداً للقراءة ثم الأورع (الدر المختار' باب الإمامة ۱/ ۵۵۷ ط سعید)

(۳) قال في التنویر: ویکرہ إمامة عبد وأعرابي وفاسق الخ (باب الإمامة ۱/ ۵۵۸ ط سعید)

کی امامت جائز نہیں (۱)   محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بے نکاحی عورت رکھنے والے اور سینما دیکھنے والے کی امامت

(سوال) زید ایک جامع مسجد کا امام ہے عرصہ بارہ سال سے اس کے خلاف چند بستی والوں کی درخواست اراکین جامع مسجد کے پاس آئی ہے کہ زید کے چال چلن کے متعلق بھی لوگوں کے بہت سے شکوک اور اعتراضات قابل وثوق ہیں اور اس کے متعلق بہت سی شہادتیں موجود ہیں اور وہ اکثر سینما تھیٹر اور ناچ گانوں کی محفلوں میں شریک رہتے ہیں درخواست دینے والے نے صرف چودہ گواہوں کے نام پیش کئے ہیں جن میں سے بارہ گواہوں کا بیان تو یہ ہے کہ ہم نے ایک دوسرے سے سنا اور ذکر کیا دو گواہوں نے جو بیان دیا وہ حسب ذیل ہے:

ہم نے زید کو جنگل کی طرف دو کافرہ عورتوں کے ہمراہ جن میں سے ایک جوان اور دوسری بوڑھی تھی دن کے بارہ بجے قریب دو سال پیشتر جاتے دیکھا ہم بھی پیچھے ہو لئے شہر سے قریب ڈیڑھ میل کے فاصلے پر زید اور دونوں عورتیں جنگل میں دس قدم ایک دوسرے سے فاصلے پر کھڑی ہوئیں زید ان میں سے ایک کو اپنی طرف بلا رہا تھا گواہ عمر و بکر جو الگ چھپے ہوئے تھے ان پر زید کی نگاہ پڑی اور زید وہاں سے چلا آیا گواہ بکر نے ان عورتوں سے دریافت کیا تو انہوں نے اقرار کیا کہ زید نے ایک روپیہ دینا تھا اس معاملہ میں دونوں گواہوں کی ایک ہی زبان ہے راستہ وغیرہ دونوں گواہ برابر بتاتے ہیں ایک گواہ نے جائے وقوع نہیں بتائی لیکن جو نشانات پہلے گواہ نے بتائے تھے وہی راستے بتائے جن کے ہمراہ یہ دو گواہ مختلف اوقات میں جائے وقوع بتانے گئے تھے ان میں کا ایک سیکریٹری جامع مسجد اور دوسرا ممبر ہے اور وہ دو اراکین بھی ان دو گواہوں کے بیان جائے وقوع کے بتانے سے اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ زید جنگل میں گیا۔

دونوں گواہ صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں دونوں میں دوستی ہے ایک ہی جگہ کام کرتے ہیں دونوں نے بے نکاح عورتیں رکھی ہوئی ہیں زید یقیناً سینما دیکھتے ہیں زنا کا ثبوت نہیں ہے لیکن یہ سب کچھ شک پر ہو رہا ہے زید شادی شدہ ہے صاحب اولاد ہے عمر ۳۵ سال سے ۴۰ سال تک ہے نو بچوں کا باپ ہے اوپر لکھی باتوں پر زید کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۱۲۶ سیٹھ حاجی عمر ملاں (برار)
۲۶ شوال ۱۳۵۶ھ م ۲ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۱) گواہوں کے پاس بے نکاحی عورتیں ہیں تو وہ خود فاسق ہیں نیز دو سال پہلے کا واقعہ بیان کرنا بھی قابل سماعت نہیں دو برس تک انہوں نے یہ واقعہ کیوں بیان نہیں کیا اس کے اخفا کی وجہ سے بھی یہ

---

(۱) قال فی التنویر و شرحہ " وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها فلا یصح الاقتداء به اصلاً الخ
(باب الامامة ۱/۵۶۱، ط سعید)

شہادت قابل سماعت نہیں ہاں سینما دیکھنے کی وجہ سے امام کی امامت مکروہ ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) مرزائیوں سے تعلقات رکھنے والے کی امامت
(۲) مسجد کسی کی ملک نہیں
(۳) کچی مسجد کو گرا کر پختہ بنانا
(۴) نااہل متولی کو معزول کرنے کا حکم

(سوال) (۱) ایک بستی کے مسلمانوں نے ایک شخص کو امام بنایا پھر امام کے حالات خراب ہو گئے لوگ شک کی نظر سے دیکھنے لگے اور علاوہ ازیں امام مذکور کا مرزائیوں کے ساتھ بہت میل ملاپ ہے ایسا کئی دفعہ عید کے موقع پر بستی کے شریف مسلمانوں نے اپنا امام اور مقرر کر لیا کیا امام اول کو امامت سے ہٹانا اور دوسرا مقرر کرنا درست ہے (۲) کوئی مسلمان کہلانے والا شخص کسی مسجد کے مالک ہونے کا دعوی کر سکتا ہے امام اول اس مسجد کی ملکیت کا دعوی کرتا ہے

(۳) کیا کسی بستی کے اکثر مسلمان بستی کی کچی مسجد کو گرا کر اس جگہ پر پہلے کی نسبت مضبوط اور پختہ مسجد بنوا سکتے ہیں۔

(۴) اگر کوئی امام مسجد جس کا کیریکٹر (چال چلن) خراب ہو اور مرزائیوں کے ساتھ سخت میل جول رکھتا ہو وہ بلا ثبوت مسجد کے متولی ہونے کا دعوی کرے تو شریف اہل محلہ اس کو امامت اور خود ساختہ تولیت سے ہٹا سکتے ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۱۹۵ قاضی محمد شفیع صاحب (لاہور)

۸ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۸ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۲) (۱) ان حالات میں پہلے امام کو علیحدہ کر دینا اور دوسرا امام مقرر کر لینا جائز ہے (۲)

(۲) مسجد کا مالک کوئی نہیں ہو سکتا ہاں متولی کو تولیت کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں مگر ملکیت کا دعوی کوئی نہیں کر سکتا (۳)

(۳) ہاں بستی والوں کو یہ حق ہے کہ وہ کچی مسجد کو پختہ بنانے کے لئے گرا دیں اور پختہ بنا لیں (۴)

---

(۱) قال في التنوير " ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق " الخ وفي الشامية " وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعا " الخ (باب الإمامة ۱/ ۵۶۰ ط سعيد)

(۲) وينزع وجوباً لو الواقف فغيره بالأولى غير مأمون أو عاجزاً أو ظهر به فسق الخ (الدر المختار كتاب الوقف ۴/ ۳۸۰ ط سعيد)

(۳) وأن المساجد لله الآية (سورة جن)

(۴) أراد أهل المحلة نقض المسجد وبناءه أحكم من الأول لهم ذلك (الدر المختار كتاب الوقف مطلب أحكام المسجد ۴/ ۳۵۷ ط سعيد)

(۴) استحقاق تولیت کا ثبوت نہ ہو تو متولی ہونے کے مدعی کو ہٹایا جاسکتا ہے بالخصوص جب کہ اس کے عادات بھی صلاحیت کے خلاف ہوں(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے
(۲) تماشے اور سینما دیکھنے والے کی امامت

(سوال) (۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ہماری مسجد میں اس کا بہت جھگڑا ہے اگر امام عمامہ نہ باندھے اور ٹوپی اوڑھ کر نماز پڑھاوے تو ایک فریق کا اس پر اصرار ہے کہ نماز نہیں ہوتی یا مکروہ ہوتی ہے۔
(۲) یہاں بعض مساجد کے امام لوگ سینما تماشہ وغیرہ میں اکثر جاتے ہیں ایسے اماموں کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۴۷ جناب فیض اللہ میاں صاحب نایگاؤں (ناسک)

اا ربیع الاول ۱۳۵۷ھ ۱۲ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۳) (۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اور پڑھانا بلاشبہ جائز ہے کوئی حدیث یا فقہ کی عبارت ایسی نہیں جو یہ ثابت کرے کہ بغیر عمامہ کے امامت جائز نہیں عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا افضل تو ہے مگر بغیر عمامہ کے امامت کرنا مکروہ نہیں کراہت ایک امر شرعی ہے جس کے لئے شرعی دلیل کی ضرورت ہے جو لوگ بغیر کسی شرعی دلیل کے کسی بات کو مکروہ قرار دیں ان کو خدا سے ڈرنا چاہئے(۲)
(۲) سینماؤں تماشوں اور ناٹکوں میں شریک ہونا موجب فسق ہے ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے(۳) ایسے امام اگر توبہ نہ کریں اور یہ عمل ترک نہ کریں تو ان کو علیحدہ کرکے بہتر صالح امام مقرر کرنا چاہئے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

امامت کا حق کس شخص کو ہے

(سوال) (۱) زید و بکر معمولی سی بات پر ضد میں آکر امام مسجد کو بلا قصور بلا اجازت تمام مصلیان و اہل محلہ ہٹا کر ایک ایسے لڑکے کو امام مقرر کرتے ہیں جو احکام دین سے بالکل ناواقف ہے اور بد رویہ ہے نصف مردمان محلہ اس کی امامت سے ناراض ہیں جس کی وجہ سے وہ لوگ زید و بکر کے ظلم و جابرانہ افعال سے رنجیدہ ہو کر دوسری مسجدوں میں نماز پڑھنے جاتے ہیں بروئے شریعت زید و بکر کا یہ فعل کیسا ہے؟

---

(۱) قال في الإسعاف " ولا يولى إلا أمين من طلب التولية على الوقف لا يعطى له وهو كمن طلب القضاء لا يقلد (رد المحتار، كتاب الوقف، مطلب في شروط المتولي، ۴/ ۳۸۰، ط سعيد)

(۲) وقد وقال المستحب أن يصلي في قميص وإزار وعمامة ولا يكره الاكتفاء بالقلنسوة ولا عبرة لما اشتهر بين العوام من كراهة ذلك الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية، كتاب الصلوة ۱/ ۱۶۹ ط سعيد)

(۳) في التنوير " ويكره تقديم عبد و فاسق الخ وفي الشامية بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعيد)

(۲) تمام نمازیوں میں کس صفت اور کس قابلیت کا امام ہونا چاہئے

المستفتی نمبر ۲۲۹۵ عبدالحلیم (نارنول) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۶ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۴) (۱) یہ فعل زید و بکر کا صحیح نہیں اور احکام دین سے ناواقف شخص کو امام بنانا جب کہ اس سے زیادہ مستحق شخص موجود ہو غلط کاری ہے جس سے زید و بکر کو توبہ کرنا اور باز آنا چاہئے۔

(۲) احکام نماز سے واقف قرآن مجید صحیح پڑھنے والا متقی شخص امامت کا مستحق ہے(۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) جذام والے شخص کے پیچھے نماز کا حکم

(۲) نابالغ کی امامت تراویح میں بھی جائز نہیں

(سوال) (۱) کوڑھی جذام والے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲) نابالغ لڑکے کے پیچھے تراویح اور ولد الزنا کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۱۸ اے ای منصوری (بمبئی)

۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۱۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۵) (۱) اگر بدن سے رطوبت بہتی نہ ہو جسم خشک ہو تو اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی لیکن لوگ کراہت کریں تو اس کو امام بنانا نہیں چاہئے(۲)

(۲) نابالغ کی امامت جائز نہیں(۳) ولد الزنا اگر عالم و صالح ہو تو اس کی امامت درست ہے(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

غیر مقلد کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) اہل حدیث کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۴۱ حافظ محمد اسماعیل صاحب (آگرہ) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۲۶ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۶) اہل حدیث کے پیچھے نماز جائز ہے۔(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) والأحق بالإمامة تقديما بل نصبا الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحة و فسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة ثم الأحسن تلاوة ثم الأورع (الدر المختار، باب الإمامة ۱/۵۵۷ ط سعيد)

(۲) وكذا تكره خلف أمرد وسفيه و مفلوج وأبرص شاع برصه الخ (الدر المختار، باب الإمامة ۱/۵۶۲ ط سعيد)

(۳) ولا يصح اقتداء الرجل بامرأة وخنثى وصبي مطلقا الخ (تنوير الأبصار، باب الإمامة ۱/۵۷۷ ط سعيد)

(۴) قال الشامي: ولو عدمت أي علة الكراهة بأن كان الأعرابي أفضل من الحضري ... وولد الزنا من ولد الرشد فالحكم بالضد (باب الإمامة ۱/۵۶۰ ط سعيد)

(۵) قال في الدر المختار: ... ومخالف كشافعي لكن في وتر البحر إن تيقن المراعاة لم يكره أو عدمها لم يصح وإن شك كره وفي الشامية: ... وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز ما لم يعلم منه (جاری ہے)

یتیموں کا مال کھانے والے شخص کی امامت

(سوال) ایک امام مسجد چند یتیم بچوں کو پریشان کرتا ہے ان کی حق رسی میں روڑے اٹکا کر ان کا حق ضبط کراتا ہے کچھ عرصہ ہوا یہی امام مسجد ان یتیموں کی حق رسی کا ضامن ہوا تھا مگر اب پر زور مخالفت کرتا ہے اس کی مخالفت کی وجہ محض ذاتی ہے کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز میں کوئی خلل واقع تو نہیں ہوتا ؟ المستفتی نمبر ۲۳۱۷ عبداللہ صاحب (مایہ کوئٹہ) ۱۴ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۱٤۷) اگر امام مسجد یتیموں کا حق تلف کرتا ہے یا کراتا ہے یا اتلاف میں سعی کرتا ہے تو وہ فاسق ہے اس کی امامت مکروہ ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

رشوت خور اور جھوٹ بولنے والے شخص کی امامت

(سوال) ایک امام نے اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے طلاق نامہ بی بی کو اور خلع نامہ شوہر کو دونوں کی راضی برضا پر دلوا دیا ایک ماہ کے اندر ہی یعنی عدت پورا نہ گزرنے پر اس بی بی نے دوسری بستی جا کر دوسرے شوہر کے نکاح میں جانے کے لئے آمادہ ہو کر اس بستی کے قاضی سے دریافت کیا تو اس قاضی نے طلاق نامہ دیکھ کر عدت پورا نہ ہونے پر نکاح پڑھنے سے انکار کر دیا بعد میں یہی امام جس نے طلاق نامہ و خلع نامہ اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے دلوایا تھا اس نے اپنی جماعت کو بغیر اطلاع کئے ہوئے خفیہ طور پر جا کر کچھ رشوت لیکر نکاح پڑھ دیا کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں. بعد ہفتہ عشرہ جماعت کو یہ خبر معلوم ہونے پر اس پیش امام سے اس نکاح کے متعلق جماعت کے دریافت کرنے پر اس نکاح کو میں نے نہیں پڑھایا کہہ کر جھوٹ بول کر جماعت کو انکار کر دیا اس تاریخ سے جماعت نے اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دیا بعد دو چار دن کے اس پیش امام نے عام جماعت میں کہا کہ خود میں نے ہی یہ نکاح پڑھایا یہ اقرار کر کے معافی کا خواستگار ہوا تو کیا پھر یہ امام امامت کے قابل ہو گیا یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۴۱۴ محمد غوث صاحب. گوداوری. ۲۳ رجب ۱۳۵۷ھ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۱٤۸) اس امام نے اول تو عدت کے اندر نکاح پڑھنے کا بڑا گناہ کیا دوسرے رشوت لی (اگر رشوت لینا ثابت ہو) تیسرے جھوٹ بولا کہ میں نے نکاح نہیں پڑھایا۔

پس اگرچہ توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر زجراً اس امام کو کچھ دنوں کے لئے امامت سے علیحدہ کر دیا جائے اور جو رشوت لی ہے وہ واپس کرائی جائے اور وہ نکاح عدت کے بعد از سر نو پڑھایا جائے جب

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ویفسد الصلاۃ علی اعتقاد مقتدی علیہ الاجماع (باب الامامة ۱/۵٦۳ ط سعید) اس غیر مقلد کے پیچھے نماز جائز ہے جو اہل حق کے ائمہ کی شان میں گستاخی نہ کرے مثلاً متعہ کی حرمت کا قائل ہو اور سب سلف کرنا ناجائز سمجھتا ہو غیر مقلدین کا حکم مثل بدعتی جیسا ہے ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے (امداد الفتاوی ۱/۲۵۳، باب الامامة ط دار العلوم کراچی)

(۱) قال فی التنویر: ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق الخ (باب الامامة ۱/ ۵۵۹، ۵٦۰ ط سعید)

لوگوں کو اطمینان ہو جائے کہ امام نے اپنی توبہ کرلی ہے اور آئندہ وہ ایسا کام نہ کرے گا تو پھر اس کو امام بنا سکتے ہیں۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

امام نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے

(سوال) ایک متبحر عالم دین جو عرصہ دراز تقریباً ۳۰ سال سے عیدگاہ میں عیدین کی امامت کرتا چلا آتا ہے اور چونکہ خطابت میں عدیم المثل ہے وقت اور ضرورت کے لحاظ سے اپنی خطابت میں مسلمانوں کو دینی اور دنیاوی فلاح و بہبود اور ہمہ تن زندگی کے لئے صحیح راہ عمل بتاتا رہتا ہے جس سے مسلمانوں کو گوناگوں فوائد حاصل ہوتے ہیں آج کل ہندوستان میں سیاسی اختلافات کے باعث مسلمان دو جماعتوں میں منقسم ہو گئے ہیں یعنی مسلم لیگ اور کانگریس اس سیاسی اختلاف کی بنا پر ایک جماعت کے چند لوگ دوسری جماعت کے امام کے پیچھے جس کی تعریف اوپر درج ہے نماز پڑھنے کو ناجائز قرار دیکر مسلمانوں کو اس کی اقتداء سے روکتے ہیں اور مجبور کرتے ہیں اور بہت سے لوگ حسب سابق اسی امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے پر مصر ہیں ایسی حالت میں مسلمانوں میں افتراق و تشتت اور ہنگامہ و فساد برپا ہونے کا اندیشہ ہے لہذا سوال یہ ہے کہ سیاسی اختلاف کے باعث امام مذکور کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں عدم جواز کے دلائل و وجوہ کیا ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۲۵ حاجی شیخ صاحب محمد یوسف صاحب کلکتہ۔

۲۳ رمضان ۱۳۵۷ھ م ۱۷ نومبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۹) جو عالم کہ عرصہ دراز سے امامت کرتے چلے آتے ہیں وہی امامت کے مستحق ہیں۔ بلاوجہ ان کو علیحدہ کرنا درست نہیں ہے بلکہ ایک طرح مسلمانوں میں تفریق اور فتنہ کا دروازہ کھلتا ہے سیاسی مسلک کا اختلاف اس کی وجہ نہیں بن سکتا کہ امامت جیسے وظائف شرعیہ میں مداخلت کی جائے۔(۲) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جس سے اکثر نمازی ناراض ہوں، اس کی امامت

(سوال)(۱) زید مسجد کا امام ہے یہ مولوی امامت کی خدمت کو انجام دیتا ہے اور اس کو ایک دیرینہ اغلام بازی کا بھی شوق ہے مگر اس سے اس فعل کا لوگوں کو صرف شک و شبہ تھا مگر اب وثوق کے ساتھ وہ اس جرم کا پوری طرح مرتکب ہو چکا ہے تو کیا ایسے امام مولوی کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) دوسرا امر دریافت طلب یہ ہے کہ منجملہ ایک ثلث جماعت کے کچھ تھوڑے لوگ امام کے موافق ہوں اور

---

(۱) عن عبداللہ بن مسعودؓ قال قال رسول اللہ ﷺ "التائب من الذنب کمن لا ذنب له" (ابن ماجه، باب ذکر التوبة ۳۱۳ ط قدیمی کتب خانه، کراچی)

(۲) قال فی التنویر و شرحه: واعلم ان صاحب البیت و مثله امام المسجد الراتب اولی بالامامة من غیره مطلقاً (باب الامامة، ۱/۵۵۹ ط سعید)

بہت سارا حصہ اس کے مخالف تو کیا ایسے امام کے پیچھے بھی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۴۶۷ جناب ابو الفرح صاحب (حیدر آبادی) ۲۸ محرم ۱۳۵۸ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۵۰) اگر زید کا یہ فعل ثابت ہو یا جماعت کی اکثریت کو اس کی اس حرکت قبیحہ کا ظن غالب ہو تو ایسے امام کو معزول کر دینا چاہئے کیونکہ متہم امام کو امام رکھنا جماعت کی نماز کو خراب کرتا ہے اور جب کہ جماعت کی اکثریت ناراض ہے اور ناراضی کی وجہ بھی شرعی ہے تو ایسے امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

فعل بد کرنے والے امام کی اقتداء کا حکم

(سوال) (۱) جب امام جامع مسجد کے متعلق (جو حافظ حاجی تہجد گزار اور عمر بھی ساٹھ سال سے متجاوز ہے) دو شخص کو ایک نے تو باپ اور دوسرے استاد شرعی جو عام بھی ہیں علم الیقین ہوا کہ اس لڑکے عمر ۱۱ یا ۱۲ سال کے ساتھ مرتکب فعل لواطت ہوا ہے اس پر بدریافت آپ نے یہ فتویٰ فرمایا تھا کہ ایسے امام کے پیچھے نماز بکراہت ہو جانے کی اور اس بدکار امام کی پردہ پوشی نہیں کرنا چاہئے اب دریافت طلب یہ ہے کہ علم الیقین والوں کو نماز میں اقتدا تا قیام امام رکھنی چاہئے یا ترک کر دینی چاہئے ؟

(۲) متولی صاحب مسجد نے بطور خود چند آثار کی وجہ سے امام مذکور کا راز معلم صاحب مذکور سے معلوم کر کے صرف یہ کہہ کر کہ پہلے تو یہ عادت نہیں تھی اب ہو گئی ہوگی معاملہ ختم کر دیا ہے متولی صاحب کی یہ پردہ پوشی مناسب ہے ؟ اور اگر نہیں ہے تو کیا کچھ گناہ ان کے ذمہ نہیں ہوتا ہے متولی صاحب کو مذہب علم ہونے کی صورت میں کیا صرف سکوت مباح ہے یا کوئی اور عمل بھی ان پر واجب ہے۔

المستفتی نمبر ۲۵۳۹ شجاعت حسین صاحب (آرہ) ۹ رجب ۱۳۵۸ھ ۲۶ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۵۱) (۱) اگر ان کو یقین ہو گیا ہو تو امام کو علیحدہ کر دینا لازم ہے(۲)

(۲) جب کہ متولی صاحب کو یقینی علم نہ ہو تو وہ سکوت ہی کر سکتے ہیں(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

بد کردار امام جس سے اکثر نمازی ناراض ہوں

(سوال) زید جو مسجد کا تنخواہ دار موذن ہے اس کے اعمال و افعال سے مسلمان ناراض ہیں کیونکہ یہ باتیں اس

---

(۱) فی التنویر: ویکرہ امامة عبد وأعرابی و فاسق " الخ و فی الشامیة : " بل مشی فی شرح المنیة علی أن کراھة تقدیمه کراھة تحریم " (باب الامامة ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید)

(۲) قال فی التنویر و شرحه: ولو أم قوما وھم له کارھون إن الکراھة لفساد فیه اولا نهم أحق بالإمامة منه کره له ذلك تحریما" لحدیث أبی داؤد: لا یقبل الله صلاة من تقدم قوما وھم له کارھون" (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۳) و ینزع وجوبا لو الواقف فغیره بالاولی غیر مأمون او عاجزا او ظهر به فسق (الدر المختار، کتاب الوقف، ۴/ ۳۸۰ ط سعید)

الیقین لا یزول بالشك (الاشباہ والنظائر، القاعدة الثالثة ۵۶، ط میر محمد کتب خانہ، کراچی)

میں موجود ہیں۔

(۱) جھوٹ بولنا اور جھوٹی شہادت دینا (۲) مسجد کا روپیہ اپنے ذاتی مفاد میں خرچ کرنا (۳) مسجد کا روپیہ اپنی وجاہت پیدا کرنے یا قوم پرستی کے لئے خرچ کرنا (۴) مسجد کے ملازموں سے اپنے گھر کے ذاتی کام لینا اور اپنی خدمت کرانا (۵) قبرستان کی قبروں کو منہدم کر کے اس پر ذاتی مکان بنانا (۶) اپنے رشتہ داروں کو مسجد کا ملازم مقرر کرنا اور پھر ان سے مسجد کے کام میں غفلت اور بے پروائی پر باز پرس نہ کرنا (۷) اپنے مخالف مسلمانوں کی شکایتیں افسران حکام بالا تک پہنچا کر ان کو نقصان پہنچانا۔

سوال یہ ہے کہ جس شخص میں یہ سب باتیں موجود ہوں تو مسلمانوں کا اس کی امامت سے ناخوش ہونا درست ہے یا نہیں اور وہ باوجود ان اعمال کے امامت کا اہل ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۴۷ محمد یوسف صاحب۔ پشاور۔ ۱۴ رجب ۱۳۵۹ھ ۱۹ اگست ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۵۲) اگر یہ واقعہ ہو کہ کسی امام میں یہ باتیں پائی جائیں جو سوال میں نمبر ۱ سے ۶ تک لکھی گئی ہیں تو ایسا شخص امامت کے لائق نہیں ہے اور جماعت کا اس کی امامت سے ناخوش ہونا جائز ہے اور جب کہ امام سے تمام جماعت یا جماعت کی اکثریت وجوہ شرعیہ کی بنا پر ناراض ہو تو امام کو ہرگز امامت کرنا جائز نہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ **ثلاثة لا تجاوز صلاتهم اذانهم العبد الابق حتى يرجع وامرأة باتت وزوجها عليها ساخط وامام قوم وهم له كارهون** (ترمذی شریف) یعنی تین شخص ہیں جن کی نماز ان کے کانوں سے تجاوز نہیں کرتی (یعنی درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی) ایک غلام جو آقا کے پاس سے بھاگ گیا ہو جب تک واپس نہ آئے دوم وہ عورت جو خاوند کی ناراضی اور خفگی میں رات بسر کرے سوم وہ امام جس سے جماعت بیزار ہو یہ واضح رہے کہ جماعت کی بیزاری وہی معتبر ہے جو وجوہ شرعیہ پر مبنی ہو کیونکہ اگر امام صالح امامت کی اہلیت رکھنے والا متدین متبع سنت ہو تو جماعت کی ناراضی اور بیزاری مؤثر نہ ہوگی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ٹوپی پہن کر نماز جائز ہے

(سوال) اگر زید سے مقتدی سو فیصدی دل سے خوش ہوں تو کیا زید صرف معمولی ٹوپی پہن کر ہمیشہ امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۷۹۰ کوزی معرفت ریاست قلات (بلوچستان) ۲۲ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ

(جواب ۱۵۳) ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے اور امامت بھی بلا کراہت جائز ہے خواہ مقتدی **متعمم** ہوں یا نہ ہوں زیادہ سے زیادہ (یہ کہہ سکتے ہیں کہ) خلاف اولیٰ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) (باب ما جاء من أم قوما وهم له كارهون ۱/۸۲ ط سعيد كمبني) ولو أم قوماً وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً وإن هو أحق لا والكراهة عليهم (الدر المختار باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعيد

(۲) وقد ذكروا أن المستحب أن يصلي في قميص وإزار وعمامة ولا يكره الاكتفاء بالقلنسوة ولا عبرة لما اشتهر بين العوام من كراهة ذلك (عمدة الرعاية [illegible] ۱/۱۶۹ سعيد كمبني

قعدہ اولیٰ میں درود پڑھنے والے کی اقتداء

(سوال) ایک امام درمیانی قعدے میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھ لیتا ہے اور اس کو جائز سمجھ کر سجدہ سہو بھی نہیں کرتا اور خود اقرار کرتا ہے کہ جب میں ایسا کرتا ہوں اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۷۹۶

(جواب ۱۵۴) ولا یزید فی الفرض علی التشهد فی القعدة الاولی اجماعا فان زاد عامداً کره فتجب الا عادة او ساهیا وجب علیه سجود السهو اذا قال اللّهم صل علی محمد فقط علی المذهب المفتی به (درمختار) قوله اجماعاً وهو قول اصحابنا و مالك و احمد و عند الشافعی علی الصحیح انها مستحبة فیها للجمهور ما رواه احمد و ابن خزیمة من حدیث ابن مسعود ثم ان کان النبی ﷺ فی وسط الصلوة نهض حین فرغ من تشهده قال الطحاوی من زاد علی هذا فقد خالف الاجماع بحر (ردالمحتار) درمیانی قعدے میں جو امام تشہد کے بعد قصداً درود پڑھے اس کی نماز مکروہ واجب الاعادہ ہوتی ہے لہذا اس کے پیچھے اقتدا کرنی مکروہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت کا حکم

(سوال) جس شخص کی عورت پردے میں نہ رہے وہ شخص امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھ لیں تو دوہرانا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۳۳ عبدالحق امام جامع مسجد [illegible] ضلع شیخوپورہ۔

۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ م ۲۰ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۵۵) اگر امام اپنی عورت کو بے پردگی سے منع کرتا ہو اور اس کے اس فعل سے راضی نہ ہو مگر عورت خاوند کی بات نہ مانے تو امام پر اس کا مواخذہ نہیں ہے اور اس کی امامت جائز ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مسائل سے ناواقف ناغہ کرنے والے کی امامت

(سوال) ہمارے محلہ کی مسجد میں ایک پیش امام صاحب ہیں وہ صرف قرآن شریف پڑھے ہوئے ہیں ان کو مسائل کا علم بھی نہیں ہے اب کچھ عرصے سے انہوں نے بکریوں کا بیوپار شروع کر دیا ہے بعض وقت وہ نماز میں غیر حاضر بھی رہتے ہیں۔

---

(۱) (باب صفة الصلاة ۱ / ۵۱۰ ط سعید کمپنی) [illegible] ولا تزر وازرة وزر اخرى (سورة فاطر ۱۸)

(۲) قال الله تعالى: " ولا تزر وازرة وزر اخرى الاية (فاطر ۱۸)

(المستفتی نظیر الدین امیر الدین (امیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۵۶) تجارت کرنا تو ایسا فعل نہیں ہے جس کی وجہ سے امامت مکروہ ہو۔ مگر ان کا نمازوں کے وقت میں غیر حاضر رہنا، مسائل سے واقف نہ ہونا ایسی باتیں ہیں جن کی وجہ سے دوسرا عالم حافظ امام مقرر کرنا جائز ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا

(سوال) ایک امام صاحب بلا وجہ بغیر عذر کے ٹوپی پہن کر فرض نماز پڑھاتے ہیں رکن الدین فتاویٰ برہنہ بہار شریعت اور فتاوی عالمگیری وغیرہ میں لکھا ہے کہ نسیان کے ساتھ جائز ہے ورنہ مکروہ ہے۔

المستفتی نظیر الدین امیر الدین (املیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۵۷) ٹوپی سے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا افضل ہے مگر بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی سے نماز پڑھنا بھی مکروہ نہیں ہے خیال سے اور قصداً ترک کرنے میں مختلف حکم نہیں (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

حافظ قرآن ناظرہ خواں سے افضل ہے

(سوال) پیش امام حافظ قیامت کے دن مقتدیوں کی خدا سے بخشش کرائے گا ایسی کوئی حدیث ہے یا نہیں؟ اور ناظرہ خواں پیش امام سے حافظ پیش امام بہتر ہے یا نہیں؟

نظیر الدین امیر الدین (امیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۵۸) حافظ قرآن ناظرہ خواں سے افضل ہے بشرطیکہ اعمال صالحہ دونوں کے یکساں ہوں، نیک لوگ جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بخشے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے مقبول ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے شفاعت کریں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

متعلق صحت امامت

(سوال) متعلقہ صحت امامت

---

(۱) والاحق بالامامة تقديما بل نصبا الاعلم باحكام الصلاة فقط صحة و فسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ (الدر المختار، باب الامامة ۱/ ۵۵۷ ط سعيد)

(۲) وقد ذكروا ان المستحب ان يصلي في قميص و ازار و عمامة ولا يكره الاكتفاء بالقلنسوة الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۱۶۹ ط سعيد)

(۳) قال في التاترخانية: ولو ان رجلين في الفقه والصلاح سواء الا ان احدهما اقرأ فقدم القوم الآخر فقد اساؤا السنة (رد المحتار، باب الامامة ۱/ ۵۵۹ ط سعيد)

(جواب ۱۵۹) اگر امام سود خوار کے ہاں روزہ افطار کرتا ہے تو وہ اپنا نقصان کرتا ہے اس سے مقتدی کی نماز میں کوئی خلل نہیں۔ بیوی ہونا تو اچھی بات ہے لیکن جس کے بیوی نہیں اگر وہ اور باتوں کے لحاظ سے بیوی والے امام سے بہتر ہو تو اس کو ترجیح دی جائے گی مثلاً متقی پرہیز گار ہو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو وغیرہ۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے

(سوال) (۱) جس ملک میں سلطان یا نائب سلطان نہ ہوں یا موجود تو ہوں لیکن شرعی امور کی طرف ان کی بالکل توجہ نہ ہو تو امام یا نائب امام مقرر کرنے کا حق شرعاً کس کو ہے؟ (۲) اگر مصلیان و کمیٹی مسجد ایک ایسے متدین شخص کو نیابت کے لئے مقرر کریں جس پر جمہور مصلیان حسن اعتقاد رکھتے ہیں اور بحیثیت خطیب اس کی قدر کرتے ہیں اور امام نیابت کے لئے ایسے شخص کو پیش کرے جس پر مصلیوں کا اعتقاد اور اطمینان نہ ہو تو کیا مصلیان امام کے پیش کردہ نائب کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں؟ (ص ۱۴۰ ج ۲ سعید) (۳) شامی جلد اول ص ۵۶۲ میں ہے هو صريح في جواز استنابة الخطيب مطلقا او كالصريح (ص ۱۴۲ ج ۲ سعید) اور ص ۵۶۳ ج ۱ میں ہے لو صلى احد بغير اذن الخطيب لا يجوز (ص ۱۴۳ ج ۲ سعید) اور ص ۵۶۴ ج ۱ میں ہے و نصب العامة الخطيب غير معتبر بعض خطیب و امام مذکورہ فقہی روایات سے اس بات پر استدلال کرتے ہیں کہ نائب مقرر کرنے کا حق شرعاً صرف امام کو ہے۔

المستفتی عبدالوہاب سکریٹری مسجد کمیٹی

(جواب ۱۶۰) (۱) اگر مسجد کی کوئی کمیٹی ہے تو وہ امام یا نائب امام مقرر کرنے کی مستحق ہے لیکن اگر کمیٹی نہیں ہے تو مسجد کے نمازیوں کی جماعت کا حق ہے۔ (۲) نائب امام وہی ہوگا جس کو مسجد کی کمیٹی یا نمازیوں کی کثرت رائے سے مقرر کیا جائے صرف امام کو تنہا اس کا اختیار نہیں ہے خصوصاً جب کہ امام خود بھی امامت کا تنخواہ دار ملازم ہو۔ (۳) خطیب سے تنخواہ دار خطیب مراد نہیں ہے کیونکہ تنخواہ دار خطیب تو ملازم مستاجر ہے اس کے اوپر احکام اجیر کے نافذ ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

---

(۱) والأحق بالإمامة تقديما بل نصبا الأعلم بأحكام الصلاة صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة ثم الأحسن تلاوة وتجويدا للقراءة ثم الأورع أي الأكثر اتقاء للشبهات (تنوير مع الدر باب الإمامة ۵۵۷/۱ ط سعید کمپنی)

(۲) والخيار إلى القوم فإن اختلفوا اعتبر أكثرهم ولو أم قوما وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق منه كره له ذلك تحريما لحديث أبي داود لا يقبل الله صلاة من تقدم قوما وهم له كارهون الخ (تنوير مع الدر باب الإمامة ۵۵۷/۱ ط سعید)

(۳) وإن اختلفوا واختار بعضهم رجلا واختار بعضهم غيره فالعبرة للأكثر كذا في السراج الوهاج (عالمگیریة الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة ۸۴/۱ ط مكتبه ماجديه كوئٹه)

زنا کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے

(سوال) زید پیدائشی نیک اور پابند شریعت صد درجہ کا ہے اور نماز باجماعت کا پابند بھی اسی درجہ کا ہے اور عرصہ تیس سال سے نماز فی سبیل اللہ پڑھاتا ہے مگر اب کچھ دنوں سے ایک ایسے چکر میں پھنسا اور مجبوراً پھنسا کہ زنا کا مرتکب ہو گیا زید عرصہ چودہ سال سے مجرد تھا صرف نکاح کرنے کی غرض سے زنا کا مرتکب ہوا مگر زید کا زنا کسی کو معلوم نہیں ہے اور واقعہ ٹھیک ہے اگر زید اس فعل سے باز آجائے اور توبہ کرے تو اس صورت میں زید کی امامت درست ہو گی یا نہیں؟

(جواب ۱۶۱) زید زنا کا مرتکب ہوا تو اس کی امامت ناجائز ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) رشوت دینے والے اور بلیک کرنے والے کی امامت
(۲) جواب دیگر
(۳) جواب دیگر

(سوال) زید رشوت دیتا اور بلیک کر کے اپنی روزی کماتا ہے اور زید کا لڑکا زید کی شرکت میں ہے اور زید دیگر تجارت بھی کرتا ہے وہ بلیک سے کہیں زیادہ ہے اور زید نے دوسروں کا روپیہ مار کر دیوالہ نکالا ہے کیا زید کے لڑکے کی امامت درست ہے؟

(جواب ۱۶۲) زید اور اس کے لڑکے کی امامت ناجائز ہے کیونکہ لڑکا بھی اس حرام کاروبار میں شریک ہے
(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(جواب دیگر ۱۶۳) پیش امام اگر ڈاڑھی کتروائے اور خشخشی رکھے تو اس کی امامت مکروہ ہے اس کو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے مسجد کی دریوں پر بلا کسی عذر کے سونا ناجائز ہے(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(جواب دیگر ۱۶۴) خدا اور رسول کے احکام میں سید اور امتی دونوں داخل ہیں اور مکلف ہیں اگر کوئی سید کوئی خلاف شرع کام کرے تو اس پر بھی اسی طرح مواخذہ ہو گا جس طرح کسی غیر سید پر ہوتا ہے اگر سید نے کسی جائز معاہدے پر رضامندی دیدی اور اس کے بعد اس سے بلاوجہ انحراف کیا تو عہد شکنی اور وعدہ خلافی کا ان پر بھی گناہ ہو گا سید ہونے کی وجہ سے وہ اس مواخذے سے بری نہ ہو جائیں گے چار آدمیوں کے سامنے اقرار کر کے پھر جانا بھی ایسی ہی عہد شکنی ہے جیسے کہ پوری پنچایت کے سامنے وعدہ کر کے پھر جانے

---

(۱) قال فی التنویر " ویکرہ إمامة عبد وأعرابی و فاسق " الخ و فی الشامیة : " من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر و الزانی الخ (باب الإمامة ۱/ ۵۶۰ ط سعید)
(۲) قال فی التنویر : " ویکرہ امامة عبد وأعرابی و فاسق الخ (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید)
(۳) فی التنویر " ویکرہ امامة عبد وأعرابی و فاسق الخ و فی الشامیة " بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم (باب الامامة ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید)

کی صورت میں ہوتی بلکہ سیدوں پر اتباع شریعت کی ذمہ داری ان کے منصب کے لحاظ سے زیادہ ہوتی ہے اگر سید صاحب اپنے عہد کو پورا نہ کریں اور اپنی کوتاہی پر نادم ہو کر توبہ نہ کریں تو لوگوں کو حق ہے کہ وہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور دوسرا امام مقرر کرلیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

بطور دوا افیون کھانے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص جس کی عمر اندازاً ۷۸ سال ہے سولہ سال قبل پیچش میں مبتلا ہوا تھا عرصہ دراز تک علاج کرانے پر کوئی فائدہ نہیں ہوا تو حکیم صاحب نے افیون کھانے کا مشورہ دیا جب سے وہ افیون کھاتا ہے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۸۷ نذیر الدین ضلع چاندہ (سی پی)
یکم رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۵) اگر افیون کھانے کی وجہ سے حرکات و سکنات اور شعور و احساسات میں تفاوت آتا ہو تو امامت ناجائز ہے اور اگر یہ بات نہ ہو اور کھانا بھی بربنائے علاج ہو تو امامت جائز ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جس نے سنتیں نہ پڑھی ہوں' نماز پڑھا سکتا ہے

(سوال) جو امام فرضوں سے پہلے کی سنتیں ادا نہ کرے اور نماز کے لئے کھڑا ہو جائے اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۶۶) اس کے پیچھے نماز تو ہو جاتی ہے مگر اسے ایسا بلا ضرورت نہ کرنا چاہئے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

پابند شریعت عالم کو امام بنانا افضل ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید پابند شریعت ہے اور مسائل سے واقف ہے دیندار اور متقی ہے امامت اور درس و تدریس مشغلہ ہے اور عمرو صاحب اکثر نماز نہیں پڑھتے عمر میں بڑے ہیں لیکن محض مدرسے ہیں اور اس بستی میں جتنا مسلمانوں کو قرض سودی دیا جاتا ہے اس کے محرر اور منیب ہیں امامت کے لئے ان دونوں میں سے کون بہتر ہے؟

---

(۱) وأوفوا بالعهد إن العهد كان مسئولاً (بنی اسرائیل ۳۴)
(۲) (احسن الفتاوی ۳/۲۸۶ ط سعید کمپنی' خیر الفتاوی ۲/۳۳۱ ط ملتان)

(جواب ١٢٧) صورت مسئولہ میں زید امامت کا مستحق ہے اور عمرو جو نماز کا پابند بھی نہیں اس کی امامت مکروہ ہے(١) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

استحقاق امامت کس کو ہے؟

(الجمعیۃ مورخہ ٢٩ اپریل ١٩٢٧ء)

(سوال) ——

(جواب ١٦٨) جو شخص نماز روزے کا پابند اور نماز روزے کے احکام سے واقف ہے وہ امامت کا مستحق ہے امامت کے لئے ذاتی صلاحیت و لیاقت چاہئے باپ دادا سے امامت چلی آنے سے لازمی استحقاق حاصل نہیں ہوتا ہاں اگر خود بھی صلاحیت و اہلیت رکھتا ہو تو خاندانی امامت وجہ ترجیح ہو سکتی ہے(٢)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' مدرسہ امینیہ' دہلی

(١) غلط پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم
(٢) امام مسجد نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے

(الجمعیۃ مورخہ ١٠ نومبر ١٩٢٧ء)

(سوال) ایک جامع مسجد میں باوجود امام مقررہ موجود ہونے کے ان کی حضوری میں متولی نے ایک ایسے شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دیا جو قرآن صحیح نہیں پڑھتا کاف اور قاف میں فرق نہیں کرتا مد اور قصر کا لحاظ نہیں پھر اکثر مصلی اس سے متنفر و کارہ ہیں اب اس نے نماز پڑھائی اور نماز میں سورہ یٰسین کا پہلا رکوع پڑھا پس کثرت سے غلط فاحش سرزد ہوئے یہاں تک کہ لمن المرسلین کی جگہ لا من پڑھا اور حکیم کو حکم پڑھا خشی الرحمن کی جگہ خشی الرحمن بضم پڑھا مقتدیوں میں عالم محقق موجود تھے انہوں نے امام مقررہ سے نماز کو اعادہ کرا لیا یہ اعادہ کرانا کیسا ہے؟

(جواب ١٦٩) ایسے شخص کی موجودگی میں جو قرآن شریف صحیح پڑھ سکتا ہے غلط پڑھنے والے کی امامت درست نہیں ہے اگر کسی شخص سے سہواً کوئی غلطی ہو جائے تو اس کا حکم جداگانہ ہے اور صورت مسئولہ کا حکم جدا ہے اس صورت میں بیشک نماز کا اعادہ کرانا صحیح تھا کیونکہ پہلی نماز درست نہیں ہوئی تھی امام معین کے سامنے بدون اس کے اذن کے دوسرے شخص کا نماز پڑھانا بھی مکروہ ہے(٤) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(١) وكذا تكره خلف أمرد و شارب الخمر وآكل الربا الخ (الدر المختار، باب الإمامة ١/ ٥٦٢ ط سعيد)

(٢) والأحق بالإمامة تقديما بل نصبا الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ الدر المختار، باب الإمامة ١/ ٥٥٧ ط سعيد)

(٣) ولا غير الألثغ به أي بالألثغ على الأصح (الدر المختار، باب الإمامة ١/ ٥٨١ ط سعيد)

(٤) واعلم أن صاحب البيت ومثله إمام المسجد الراتب أولى بالإمامة من غيره مطلقا الخ (الدر المختار، باب الإمامة ١/ ٥٥٩ ط سعيد)

جس کی بیوی زانیہ ہو اس کی امامت

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص کی عورت غیر مرد کے ساتھ کھلم کھلا زنا کرتی ہے خاوند کو بھی اس کا علم ہے ایسے شخص کو امام بنانا یا مقرر کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۱۷۰) اگر یہ شخص اپنی عورت کو اس فعل شنیع سے منع کرتا ہو اور اس کو روکنے کی کوشش کرتا ہو مگر وہ باز نہ آتی ہو تو یہ معذور ہے لیکن اگر منع نہ کرے اور نہ اس کو روکنے کی کوشش کرے تو یہ دیوث اور بے غیرت ہوگا اور اس کی امامت مکروہ ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

ناظرہ خواں کے پیچھے حافظ کی نماز درست ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ فروزی ۱۹۲۸ء)

(سوال) ناظرہ خواں یا ناخواندہ امام کے پیچھے حافظ قرآن کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۱) ناظرہ خواں یا ناخواندہ امام جب کہ قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو اور مفسدات نماز کا ارتکاب نہ کرتا ہو اس کے پیچھے حافظ اور عالم کی نماز بھی ہو جاتی ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

برص والے شخص کی امامت

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص مرض برص میں مبتلا ہے ہاتھ پیر چہرہ اور جسم کے اکثر حصے پر سفید داغ سرخی مائل ہیں اطبا کہتے ہیں کہ یہ مرض جذام کی حد تک پہنچتا ہے کیا ایسے شخص کی امامت جائز ہے؟ کیا اس سے مصافحہ کر سکتے ہیں؟ کیا وہ مسجد کے حوض میں یا لوٹوں سے وضو کر سکتا ہے؟

(جواب ۱۷۲) مبروص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے البتہ جب برص اس حد تک ظاہر ہو جائے کہ مقتدیوں کو نفرت اور کراہت پیدا ہو تو اس کی امامت مکروہ ہے(۳) حوض میں وضو کرنا جائز ہے کیونکہ برص میں ظاہری طور پر کوئی نجاست نہیں ہوتی صرف جلد پر دھبے ہوتے ہیں مسجد کے برتن بھی وہ وضو کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔

محمد کفایت اللہ غفر لہ

---

(۱) قال في التنوير: "ويكره امامة عبد واعرابي و فاسق الخ (باب الامامة ۱/۵۵۹، ۵۶۰ ط سعيد)

(۲) واعلم أن صاحب البيت و مثله امام المسجد الراتب أولى بالامامة من غيره مطلقا (در مختار) وفي الشامية: وإن كان غيره من الحاضرين هو أعلم وأقرأ (باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعيد)

(۳) وكذا تكره خلف أمرد وأبرص شاع برصه الخ وفي الشامية: والظاهر أن العلة النفرة ولذا قيد الأبرص بالشيوع ليكون ظاهرا (باب الإمامة ۱/۵۶۲ ط سعيد)

جولاہے کو امام بنانا کیسا ہے؟

(الجمعیۃ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) فی زمانہ سید لوگ کہتے ہیں کہ جولاہے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور وہ خود پنج وقتہ نماز ادا نہیں کرتے اور جاہل و ناخواندہ ہیں اور قوم جولاہان میں حافظ عالم ہیں ان کے پیچھے جاہل سید نماز نہیں پڑھتے۔

(جواب ۱۷۳) جولاہے کی امامت جائز ہے اور جب کہ وہ علم و صلاح میں باقی لوگوں سے اچھا ہو تو اسی کو امام مقرر کرنا افضل ہے یہ خیال کہ سید کی نماز جولاہے کے پیچھے نہیں ہوتی غلط ہے (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ'

امام مسجد نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۳۲ء)

(سوال) ایک شخص امام ہوتا ہو کوئی غلطی کرتا ہے یا مسلمانوں میں نااتفاقی ڈال رہا ہے بعض مسلمانوں کو اس پر بہت سے شکوک ہیں یعنی اس کے کئی جرم ہیں جو کہ ظاہر ہیں اگر وہ امام جنازے کی نماز پڑھائے تو کیا اس امام کے پیچھے نماز جنازہ ہو سکتی ہے؟

(جواب ۱۷۴) اس امام کے وہ افعال لکھنے چاہیے تھے تاکہ معلوم ہوتا کہ وہ کس درجے کے جرم ہیں اور جب وہ پنجگانہ نماز میں امامت کرتا ہے تو جنازے کی نماز بھی پڑھا سکتا ہے جو حکم پنجگانہ نمازوں میں امامت کا ہوگا وہی جنازے کی نماز میں امامت کا ہوگا (۲) محمد کفایت اللہ عفی عنہ ربہ'

ڈاڑھی کاٹنے والے کی امامت

(الجمعیۃ مورخہ ۵ جولائی ۱۹۳۴ء)

(سوال) ہمارے شہر میں صرف ایک حافظ قرآن ہے لیکن اس کی ڈاڑھی ایک مشت سے کچھ کم ہے کیونکہ وہ ڈاڑھی کو تراش لیتا ہے اس کے پیچھے تراویح پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۵) اگر دوسرا امام اس سے بہتر مل سکتا ہے تو اس کو امام نہ بنایا جائے یا ایک مشت ڈاڑھی رکھنے کے لئے اس کو کہا جائے اور وہ ڈاڑھی بڑھائے تو جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) والأحق بالإمامة تقديماً بل نصباً الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحة و فساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة (الدر المختار' باب الإمامة ۱/ ۵۵۷ ط سعيد)

(۲) أولى الناس بالصلاة عليه السلطان ثم إمام الحي ثم الولي' هكذا في الأكثر المتون (عالمگيريه' باب الحادي والعشرون في الجنائز' ۱/ ۱۶۳' ط ماجديه كوئٹه)

(۳) ولا بأس بنتف الشيب وأخذ أطراف اللحية والسنة فيها القبضة ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته الخ (الدر المختار' كتاب الحظر والإباحة فصل في البيع' ۶/ ۴۰۷ ط سعيد)

(۱) تعزیہ بنانے والے کی امامت
(۲) سگریٹ پینے والے اور محفل میلاد کرنے والے کی امامت

(سوال) (۱) ایک شخص امام مسجد اپنے ہاتھ سے تعزیہ بناتا ہے اور منع کرنے والے کو کہتا ہے کہ اس کی ممانعت قرآن مجید میں دکھاؤ اور امام مذکور پیشاب کے بعد ڈھیلہ بھی استعمال نہیں کرتا ہے کیا ایسے شخص کی امامت درست ہے ؟

(۲) ایک دوسرا شخص امام مسجد محفل میلاد و نعت خوانی میں باعتقاد تشریف آوری رسول کریم ﷺ قیام کو واجب جانتا ہے اور بیڑی سگریٹ بھی پیتا ہے اور نجومیوں کی پیشن گوئیوں کہ فلاں تاریخ کسوف خسوف ہوگا وغیرہ کی تصدیق کرتا ہے تو ایسے شخص کی امامت کیسی ہے ؟

(جواب ۱۷۶) (۱) تعزیہ بنانا اہل سنت والجماعت کے نزدیک سخت گناہ ہے کہ اس میں اسراف و تبذیر اور شرکیہ اعمال و اعتقادات شامل ہوتے ہیں اس لئے اس فعل کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے۔(۱)

(۲) قیام کو بعقیدہ تشریف آوری آنحضرت ﷺ واجب جاننا جہالت اور ضلالت ہے حضور ﷺ کی تشریف آوری کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں اس فعل کے مرتکب کی امامت بھی مکروہ ہے کسوف خسوف کی خبر کو تجربہ کی بنا پر یہ سمجھنا کہ ممکن الوقوع ہے یہ غیب دانی سے علیحدہ ہے اور یہ وجہ ممانعت امامت کی نہیں ہو سکتی(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

(۱) بذریعہ مشین ذبح کئے ہوئے بکرے کا گوشت بیچنے والے کی امامت
(۲) قصاب کا امام بننا کیسا ہے ؟
(۳) کچے چمڑے کے تاجر کی امامت
(۴) جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت
(۵) نشہ خور اور گالی دینے والے کی امامت
(۶) جس امام سے مقتدی ناخوش ہوں اس کی امامت
(۷) فاسق و فاجر کی امامت کا حکم
(۸) فاسق و فاجر کا زبردستی امام بننا

(الجمعیة مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) اگر ایک مسلمان حافظ قرآن باوجود دین کے ضروری احکام سے واقفیت رکھنے کے غیر مسلم اقوام کے پاس بغرض جھٹکہ یعنی گردن مارنے کے لئے جانور (بکرا وغیرہ) بیچتا ہو جب کہ اس کو علم ہے کہ وہ

---

(۱) قال فی التنویر : " ویکرہ إمامة عبد وأعرابی و فاسق الخ (باب الإمامة ۱،۵۵۹ ط سعید)

۲ (ایضاً)

جھٹکہ کریں گے اور پھر صاف ہونے کے بعد ان کے پاس گوشت فروخت کرتا ہو یا زندہ جانور کی قیمت مقرر کر کے دے دیتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اس سے گوشت خرید کر کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) قصائی کا پیشہ اسلام میں کیسا ہے نیز ایک قصاب کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جو خود ہی کھال اتارے، خود ہی بوٹی کر کے بیچے اور اس کو اپنا پیشہ بنائے یا وہ جماعت کرا سکتا ہے؟ (۳) کچے چمڑے کی تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو ایسا کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ (۴) اگر کسی شخص کی عورت گانے والی ہو یا برائے نام پردہ کرتی ہو اس کی امامت کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۵) ایک شخص بد کلام ہے (گالی گلوچ دیتا ہے) اور مدھک، چنڈو، گانجہ، افیون وغیرہ میں سے کسی چیز کا نشہ کرتا ہے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ یا ایک شخص گناہ کبیرہ علانیہ کرتا ہے مثلاً چوری کرنا، سود خوری، یا فوٹو کھنچواتا ہے اس کی امامت کا حکم بھی لکھیں نیز ایک خانساماں جو خنزیر پکا کر انگریزوں کو کھلاتا ہے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟ کیا ایسا آدمی ایک مسلم جماعت یا انجمن کا صدر ہو سکتا ہے؟ (۶) ایسا شخص جس میں مذکورہ عیوب ہیں اور مقتدی اس کی امامت نہیں چاہتے لیکن ایک صاحب اقتدار شخص کے بل پر وہ جبراً امامت کرتا ہے اس کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۷) ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ نماز فاسق و فاجر کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے فاسق کی تعریف کیا ہے؟ (۸) اگر کچھ مقتدی باوجود تمام باتوں کے علم کے اپنی ضد پر قائم رہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز سمجھتے رہیں تو ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(جواب ۱۷۷) (۱) اگر کوئی مسلمان کسی ایسے شخص کے ہاتھ بکرا بیچ دے جو جھٹکہ کرتا ہے تو یہ مسلمان گناہ گار نہیں ہوگا کیونکہ جھٹکہ کرنا اس کا فعل نہیں ہے ہاں اگر اس کو یہ معلوم ہے کہ یہ جھٹکہ کرے گا تو نہ بیچنا بہتر ہے اور ذبح دے تو گناہ گار نہیں البتہ جھٹکہ کئے ہوئے بکرے کا گوشت کھانا مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے۔ پہلی صورت میں امامت جائز ہے اور دوسری صورت میں مکروہ ہے یعنی جب کہ وہ اپنا جانور جھٹکہ کرا کر گوشت فروخت کرتا ہو۔ (۲) قصاب کا پیشہ اسلام میں جائز ہے اور قصاب کے پیچھے نماز بھی جائز ہے اگرچہ وہ خود کھال اتارتا ہو اور گوشت فروخت کرتا ہو (۲) (۳) مذبوحہ حلال جانوروں کے کچے چمڑے کی تجارت جائز ہے ہاں غیر مذبوحہ جانوروں کی کھال کی تجارت بعد دباغت جائز ہوتی ہے (۳) (۴) اگر یہ شخص اپنی عورت کے اس فعل سے راضی نہ ہو اور اس کو منع کرتا ہو تو اس کی امامت جائز ہے (۴) (۵) جو شخص بد

---

(۱) لا بأس ببيع العصير ممن يعلم أنه يتخذه خمرا ومن آجر بيتا ليتخذ فيه بيت نار أو كنيسة أو بيعة أو يباع فيه الخمر بالسواد فلا بأس به (هداية، كتاب الكراهية، فصل في البيع ٤/٤٧٦ ط مكتبة شركة علمية ملتان)

(۲) ويجوز الاستئجار على الذكاة لأن المقصود منها قطع الأوداج لا غير (عالمگيرية، كتاب الإجارة، فصل في المتفرقات ٤/٤٥٤ ماجديه كوئٹه)

(۳) قال في التنوير وشرحه: وجلد ميتة قبل الدبغ وبعده أي الدبغ يباع وينتفع به وفي الشامية قوله وجلد ميتة قيد بها لأنه لو كانت مذبوحة فباع لحمها أو جلدها جاز لأنه يطهر بالذكاة (كتاب البيع، باب البيع الفاسد ٥/٧٣ ط سعيد)

(٤) قال الله تعالى: "ولا تزر وازرة وزر أخرى" (سورة فاطر: ١٨)

کلام، دشنام دہندہ، نشہ باز ہو یا علانیہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو مثلاً چور، زانی، شراب خور ہو (اس کو فاسق کہتے ہیں) اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے اسی طرح فوٹو کھنچوانے والے اور انگریزی بال رکھنے والے کی امامت بھی مکروہ ہے اور ان صفات کا شخص اس قابل بھی نہیں کہ انجمن اسلامیہ کا صدر بنایا جائے صدر کوئی صالح دیندار ہونا چاہئے

(۶) جب کہ مقتدی جائز طور پر امام صاحب کی امامت سے ناخوش ہوں تو امام صاحب کو نماز پڑھانی اور زبردستی امامت کرنی گناہ ہے۔ (۷) فاسق و فاجر کے پیچھے نماز جائز ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ بغیر کراہت جائز ہے نماز ہو جاتی ہے مگر کراہت تحریمیہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ (۸) جو لوگ ایسے شخص کو امام بنانے پر اصرار کریں جس کی امامت ناجائز یا مکروہ ہے وہ خطاکار ہیں اور اگر ان کی ضد جان بوجھ کر ہو تو وہ بھی فاسق ہو جائیں گے۔

اگر وہ شخص جس کی امامت مکروہ ہے زبردستی امامت کرے تو دوسرے خیال کے لوگوں کو چاہیے کہ دوسری مسجد میں نماز باجماعت پڑھ لیا کریں یا اسی مسجد میں دوسری جماعت قائم نہ کریں یا اسی امام کے پیچھے نماز پڑھ کر اعادہ کر لیا کریں(۵) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کانے شخص کی امامت

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) ایک شخص یک چشم ہے امامت کرتا ہے حافظ قرآن بھی ہے کیا اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے جب کہ دونوں آنکھوں والا مل سکتا ہے؟

(جواب ۱۷۸) یک چشم کی امامت جائز ہے کوئی وجہ کراہت کی نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بلاوجہ شرعی امام کے پیچھے نماز کا ترک

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) زید محض غلط فہمی سے اپنے محلہ کی مسجد کے امام سے لڑا نوبت سخت کلامی اور ہاتھا پائی تک پہنچ گئی

---

(۱) قال فی التنویر: ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق الخ وفی الشامیة: بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم (باب الإمامة ١/ ٥٥٩، ٥٦٠ ط سعید)

(۲) ولو ام قوما وهم له کارهون ان الکراهة لفساد فیه او لانهم احق بالامامة منه کره له تحریما لحدیث ابی داود: لا یقبل الله صلاة من تقدم قوما وهم له کارهون " (الدر المختار، باب الإمامة ١/ ٥٥٩ ط سعید)

(۳) قال فی التنویر: ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق الخ وفی الشامیة: بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم (باب الإمامة ١/ ٥٥٩، ط سعید)

(۴) یہ حکم تو تقدیم کے متعلق ہے فاسق کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے وفی النهر عن المحیط: صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة (رد المحتار، باب الإمامة ١/ ٥٦٢ ط سعید)

(۵) (فتاوی دار العلوم دیوبند ٣/ ٣١٣، ٣١٤ ط مکتبه امدادیه ملتان)

تھی پیچ چاؤ ہو گیا جب سے زید نے امام مذکور کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی لوگوں نے اعتراض کیا تو زید نے کہا کہ میں نے مارنے کے واسطے ہاتھ اٹھایا تھا اس امام کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔

(جواب ۱۷۹) زید کی یہ غلطی ہے اس کو امام سے معافی مانگنی چاہئے اور صفائی کرنی چاہئے اور امام کے پیچھے نماز اس کی درست ہے معافی مانگنے اور صفائی کرنے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

بغیر عمامہ ٹوپی کے ساتھ نماز

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) ۱۸ رجب ۱۳۵۳ھ کے الجمعیۃ کے حوادث و احکام میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھ کر نماز پڑھنی مکروہ ہوتی ہے" اس جواب پر مندرجہ ذیل کتابوں کی عبارت سے شبہ ہو گیا ہے امید ہے کہ اس شبہ کو رفع فرمائیں گے شرح سفر السعادت مطبوعہ نولکشور صفحہ ۴۳۶ مصنفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں ہے "وآں حضرت ﷺ گاہ عمامہ بے کلاہ می پوشید وگاہ کلاہ بے عمامہ" اور مسند امام اعظم مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ صفحہ ۲۰۴ کے حاشیہ پر جو حاشیہ مولانا محمد حسن سنبھلی کا ہے۔ "رواہ الطبرانی عن ابن عمر انه ﷺ کان یلبس قلنسوۃ بیضاء و فی روایۃ ابن عساکر عن عائشۃ کان له قلنسوۃ بیضاء لا طیۃ و فی روایۃ انه کان یلبس القلانس تحت العمائم و بغیر العمائم و یلبس العمائم بغیر قلانس الخ کذا قال القاری (۲)

(جواب ۱۸۰) عمامہ بغیر ٹوپی کے اور ٹوپی بغیر عمامہ کے پہننا جائز بلا کراہت ہے اور ان دونوں صورتوں میں امامت بھی بلا کراہت جائز ہے الجمعیۃ میں جو فتوی ۱۸ رجب کے پرچہ میں مولانا حبیب المرسلین کے قلم سے شائع ہوا ہے کہ "بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھ کر نماز پڑھنی مکروہ ہے" اس میں کراہت سے مراد محض خلاف اولیٰ ہے نہ کراہت تنزیہیہ نہ تحریمیہ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

دوسرے مذہب والے کی اقتدا کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۶ء)

(سوال) حنفی امام کی اقتدا کرتے ہوئے کسی شافعی مقتدی کو امام شافعی صاحب کے طریقے پر نماز کا پڑھنا جائز

---

(۱) ولو ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه كره له ذلك تحريما وان هو احق لا والكراهة عليهم (التنوير و شرحه، باب الإمامة ۱/ ۵۵۹، ط سعيد)

(۲) (مرقاة، كتاب اللباس، الفصل الثاني ۸/ ۲۴۶، ط مكتبه امداديه، ملتان)

(۳) وقد ذكروا ان المستحب ان يصلي في قميص وازار وعمامة ولا يكره الاكتفاء بالقلنسوة الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۱۶۹، ط سعيد كمپنی كراچی)

ہے یا نہیں مثلاً رفع یدین اور آمین بالجہر وغیرہ اسی طرح حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے حنفی طریقے پر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۸۱) ہاں شافعی مقتدی حنفی امام کے پیچھے بھی رفع یدین اور آمین بالجہر پر عمل کر سکتا ہے اسی طرح حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے اپنے طریق پر یعنی بغیر رفع یدین اور بغیر آمین بالجہر نماز پڑھ سکتا ہے(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

امام کا مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہونا

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) اگر امام مقتدیوں سے چار یا چھ انگل اونچائی پر ہو تو نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۸۲) اگر امام صرف چار انگل اونچی جگہ پر ہو تو نماز میں نقصان نہیں آتا(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

مجاور کی امامت

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۷ء)

(سوال) اگر ایک مجاور ولی اللہ کا پیشہ امامت کر رہا ہو تو اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۸۳) مجاور اگر کوئی شرک وبدعت کا کام نہ کرتا ہو تو اس کی امامت درست ہے(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

پابندی سے نماز نہ پڑھنے والے کی امامت

(الجمعیۃ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

(سوال) (۱) زید ایک شہر کی جامع مسجد کا امام اور کونسل کا ممبر بھی ہے جمعہ اور عیدین بھی پڑھاتا ہے مگر وہ ظہر، عصر کی نماز نہیں پڑھتا اور جب کونسل میں جاتا ہے تو کئی وقت کی نمازیں غائب کر دیتا ہے۔

(۲) ایک شخص ایک مسجد میں موذن ہے اور امامت بھی کر لیتا ہے جمعہ اور پنج وقتی نماز پڑھا دیتا ہے کیا اس کے پیچھے نماز صحیح ہو جاتی ہے۔

---

(۱) وكذا تكره خلف أمرد ... إلى أن قال: واقتداء بمخالف كشافعي لكن في وتر البحر إن تيقن المراعاة لم يكره ... وفي الشامية: واقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلاة على اعتقاد المقتدي، عليه الإجماع (باب الإمامة ١/ ٥٦٢، ٥٦٣ ط سعيد)

(٢) قال في التنوير وشرحه: وكره انفراد الإمام على الدكان للنهي وقدر الارتفاع بذراع، ولا بأس بما دونه وقيل ما يقع به الامتياز وهو الأوجه (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ١/ ٦٤٦ ط سعيد)

(٣) قال في التنوير: ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق ومبتدع الخ (باب الإمامة ١/ ٥٥٩ ط سعيد)

(جواب ۱۸۴) (۱) ترک نماز موجب فسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ ہے (۱)

(۲) ایک شخص موذن بھی ہو وہی امامت بھی کرے اس میں کوئی کراہت نہیں (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

پیش امام کی تعظیم و تکریم واجب ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) پیش امام کا کتنا درجہ ہے؟

(جواب ۱۸۵) پیش امام کی عزت و توقیر کرنی چاہئے اس کی بے عزتی اور توہین اور ہتک کرنی گناہ ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ' دہلی

فصل دوم

جماعت

مسجد میں تکرار جماعت کا حکم

(سوال) جماعت ثانیہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۸۶) جماعت ثانیہ اگر جماعت اولیٰ کی ہیئت پر ہو اور ایسی مسجد میں ہو کہ جس میں جماعت معینہ ہوتی ہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر تبدیل ہیئت ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اور لفظ لاباس یا لفظ جواز مکروہ تنزیہی کے منافی نہیں۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جماعت سے ہٹ کر الگ نماز پڑھنا

(سوال) ایک مسجد میں نماز فرض کی جماعت ہو رہی ہے اور ایک دوسرا شخص جماعت ہوتے وقت اپنی الگ نماز پڑھنی شروع کر دیتا ہے حالانکہ وہ جماعت میں داخل ہو سکتا ہے تو اس شخص کی نماز ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۵ متین امام فدار ضلع میمن سنگھ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ م ۳ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۸۷) نماز تو ہو جاتی ہے لیکن مکروہ بلا عذر قصداً جماعت کو چھوڑ کر علیحدہ نماز پڑھے تو گنہ گار ہے

---

(۱) ایضاً حاشیہ ۳ صفحہ گذشتہ

(۲) الافضل کون الإمام هو المؤذن (الدر المختار، باب الأذان ۱ / ۴۰۱ ط سعید)

(۳) ویکره تکرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة (الدر المختار) وفي الشامية: وقد مر في باب الأذان عن أبي يوسف أنه إذا لم تكن الجماعة على الهيئة الأولى لا تكره وإلا تكره وهو الصحيح، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد ۱ / ۵۵۳ ط سعید)

جماعت کا گنہ گار ہوگا(۱) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'**

جماعت اعادہ میں نئے آنے والے کی شرکت درست نہیں

(سوال) فرض نماز کی جماعت میں امام صاحب سے واجب ترک ہو گیا اور سجدہ سہو بھی بھول گئے اس وجہ سے دوبارہ جماعت کی گئی دوبارہ ہونے والی جماعت میں کچھ نمازی جو پہلی جماعت میں شریک نہیں ہو سکے تھے شریک ہوئے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس پچھلی نماز میں شریک ہونے والوں کی نماز ہو گئی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۳۵۵ محمد اختر خاں پہاڑ گنج دہلی۔ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۳۰ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۸۸) ان لوگوں کی نماز فرض ادا نہیں ہوئی جو اعادہ والی نماز میں آکر شریک ہوئے اور پہلے وہ شریک جماعت نہ تھے۔(۲) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'**

جماعت میں عورتیں اور بچے کہاں کھڑے ہوں؟

(سوال) (۱) جامع مسجد میں عیدین کی نماز یا رمضان المبارک کے بکثرت نمازی ہونے پر جماعت کی صفیں دس بارہ اور بیس پچیس تک ہو جاتی ہیں حکم ہے کہ اول صف مردوں کی ان کے پیچھے لڑکوں کی ان کے پیچھے خنثیٰ پھر عورتیں پھر لڑکیاں یہ تو جب ہو سکتا ہے کہ شروع میں قسم وار افراد موجود ہوں اور ہر قسم اپنی صف میں ختم ہو جائیں اور مرد ایک صف سے زیادہ نہ ہوں بچے وغیرہ تو زیادہ ہوتے ہی ہیں اگر مرد بہت زیادہ ہوں کچھ شروع میں آئے ہوئے نہ ہوں اور اخیر تک آتے رہیں تو کیا لڑکوں کی صف نمبر دو سے ہٹا ہٹا کر پیچھے کرتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ مسجد سے برآمدے میں پہنچا دیں اور برآمدے سے صحن میں اور صحن سے اور بھی باہر۔ یا ایسے موقع پر ترتیب اور کوئی ہے؟

(۲) میں بچوں لڑکوں کو مسجد میں نماز کی عادت پڑنے کے لئے بھیجتا ہوں جب چند لڑکے جمع ہو جاتے ہیں تو جماعت میں گاہے ہنس بھی پڑتے ہیں ان پر بعد نماز آنکھیں بھی دکھائی جاتی ہیں کوئی جوشیلے تھپڑ بھی مار دیتا ہے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسجد میں نہ آیا کرو تم ہماری نمازیں خراب کرتے ہو کیا کیا جاوے؟

المستفتی نمبر ۷۳۲ نور محمد صاحب ہیڈ ماسٹر۔ جونڈلہ ضلع کرنال ۷ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ م ۱۱ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۸۹) (۱) یہ حکم ابتدائے نماز کا ہے مگر عورتیں بہر حال مردوں کے پیچھے رہیں اگر درمیان نماز میں عورتیں کسی مرد سے آگے ہو جائیں تو ان مردوں کی نماز نہ ہوگی جو عورتوں سے پیچھے ہوں گے لڑکے

---

(۱) الجماعة سنة مؤكدة للرجال وقيل واجبة ثمرته تظهر في الإثم بتركها مرة (الدر المختار، باب الإمامة ١/ ٥٥٤ ط سعيد)

(۲) والمختار أنه جابر للأول لأن الفرض لا يتكرر (در مختار) وفي الشامية: فإن الفعل الثاني جابر للأول بمنزلة الجبر بسجود السهو وبالأول يخرج عن العهدة وإن كان على وجه الكراهة على الأصح (باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلاة ١/ ٤٥٧ ط سعيد)

درمیان میں آجائیں تو نماز فاسد نہ ہوگی ایک لڑکا ہو تو مردوں کی صف کے بائیں طرف کھڑا ہو سکتا ہے دو یا زیادہ ہوں تو ان کی صف علیحدہ پیچھے کردی جائے گی(۱)

(۲) بچوں کو نماز کے لئے مسجد میں لانا چاہیے ان کی کسی شرارت اور ہنسی پر انہیں تنبیہ بھی کرنی چاہیے مگر سختی سے مارنا یا مسجد میں آنے سے روکنا درست نہیں ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مرتکب کبیرہ کی امامت کا حکم

(سوال) اگر کسی گاؤں میں ایک امام بہ عمل صحیح و ادائگی میں کمزور لیکن مفسد صلوٰۃ نہ ہو نسبتہً صحیح موذن نسبتہً نیک عمل اگر ہمیشہ کے لئے اپنی علیحدہ پڑھتا رہے اس کے پیچھے پڑھنا اس کے خلق ذمیمہ و ادائیگی قرأت کی کمزوری و ارتکاب کبیرہ کی وجہ سے پسند نہیں کرتا گناہ گار ہو گا یا نہیں ؟

(جواب ۱۹۰) جماعت کو چھوڑ دینا مکروہ ہے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرے جس کی اقتداء جائز ہے ہاں ایسے امام کی اقتدا کرنا صحیح نہیں جس کی اقتدا ناجائز ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے

(سوال) جامع مسجد میں جماعت کی نماز کے ختم کے بعد لوگ سنتیں پڑھ رہے تھے اس وقت کچھ لوگوں نے آکر جماعت ثانیہ شروع کردی اور قراۃ بھی بالجہر کی ایسی حالت میں جماعت ثانیہ جائز ہے یا نہیں اور عموماً مساجد میں جماعت ثانیہ کا کیا حکم ہے ؟" المستفتی نمبر ۹۷۵ مولوی عبدالحق (میرٹھ)

۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۱) یہ دوسری جماعت ایسی حالت میں کہ لوگ سنن و نوافل میں مشغول ہیں ایسے مقام پر پڑھنا اور ایسی طرح پڑھنا کہ لوگوں کی نمازوں میں خلل پڑے اس وجہ سے بھی مکروہ ہے کہ دوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل انداز ہے اور اس وجہ سے بھی مکروہ ہے کہ مسجد محلہ میں تکرار جماعت مکروہ ہے مسجد محلہ سے وہ مسجد مراد ہے جس میں پنج وقتہ التزاماً جماعت ہوتی ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) قال فی التنویر مع شرحہ : ویصف الرجال ثم الصبیان ظاہرہ تعددہم فلو واحدا دخل الصف ثم الخنثی ثم النساء" (باب الامامۃ ۱ / ۵۷۱ ط سعید) وفی الشامیۃ : ان المراہقۃ تفسد صلوۃ رجلین من جانبیہا واحد عن یمینہا وواحد عن یسارہا وکذا تفسد صلوٰۃ من خلفہا الخ (باب الإمامۃ ۱ / ۵۷۳ ط سعید)

(۲) ان ترکہا ای الجماعۃ من غیر عذر یعزر وترد شہادتہ ویأثم الجیران بالسکوت الخ (حلبی کبیر فصل فی الامامۃ ص ۵۰۰ ط سہیل اکیڈمی لاہور پاکستان) [illegible] تو اس کے پیچھے پڑھ لی جاوے وفی النہر عن المحیط صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعۃ الخ (الدر المختار باب الامامۃ ۱ / ۵۶۲ ط سعید)

(۳) ومقتضی ہذا الاستدلال کراہۃ التکرار فی مسجد المحلۃ ولو بدون اذان ویؤیدہ ما فی الظہیریۃ لو دخل جماعۃ المسجد بعد ما صلی فیہ اہلہ یصلون وحدانا وہو ظاہر الروایۃ (رد المحتار باب الإمامۃ ۱ / ۵۵۳ ط سعید)

سوال مثل بالا

(سوال) ایک مسجد میں پیش امام مقرر ہیں نماز پابندی وقت کے ساتھ و بجماعت ہوا کرتی ہے تاہم کچھ لوگ ایسے بھی آجایا کرتے ہیں جو جماعت ثانیہ کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں کیا جماعت اولیٰ کے بعد ثانی جماعت بھی درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۳۱ نصیر الدین صاحب (ضلع رنگ پور)

۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۲) جس مسجد میں باقاعدہ پابندی وقت کے ساتھ جماعت ہوتی ہو اس میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے اگر جماعت اولیٰ کے بعد کچھ لوگ آجائیں تو وہ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ لیا کریں

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

سوال مثل بالا

(سوال) ایک چھوٹی مسجد میں جب ایک مرتبہ جماعت ہو چکی تو اسی مسجد میں دوبارہ جماعت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۶۲ شیخ حشمت احمد (ضلع میرٹھ)

۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۳۱ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب۔ از مولوی ابو محمد عبدالستار صاحب) صورت مرقومہ و مسئولہ بالا میں واضح باد کہ شد دوبارہ جماعت ہو سکتی ہے احادیث سے ثابت ہے کذا فی المشکوٰۃ فقط۔ ابو محمد عبدالستار غفرلہ الغفار

(جواب) دوسری جماعت مسجد مذکور میں درست ہے۔ فقط واللہ اعلم حررہ محمد عبداللہ سلمہ غفرلہ مدرس مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی۔ مورخہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ الجواب صحیح مظفر احمد غفرلہ نائب امام مسجد فتح پوری دہلی

(جواب ۱۹۳) (از حضرت مفتی اعظمؒ) اگر اس مسجد میں جماعت سے نماز ہونے کا انتظام ہے تو اس میں دوسری جماعت کرنی مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مجذوم جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) مجذوم اپنے محلہ کی مسجد چھوڑ کر دیگر محلہ کی مسجد میں آکر نماز جماعت میں شریک ہو جاتا ہے اور صف میں مل کر تندرستوں کے ساتھ نماز باجماعت پڑھتا ہے خوف متعدی ہونے اس مرض کے نمازیوں کو اس کا جماعت میں شریک ہونا دشوار گزرتا ہے اس سے اس کو شرکت جماعت سے اور مسجد میں آنے سے روکا جا سکتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) (ایضاً صفحہ گزشتہ حاشیہ ۳)

(۲) ومقتضى هذا الاستدلال كراهة التكرار في مسجد المحلة ولو بدون أذان (شامية، باب الامامة ۱ / ۵۵۳ ط سعيد)

المستفتی نمبر ۱۳۹۱ محمد علی صاحب [illegible] (ضلع پٹنہ) ۱۴ محرم ۱۳۵۶ھ ۲۸ مارچ ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۹۴) مجذوم کی مختلف حالتیں ہیں اگر جذام کا اثر زیادہ نہ ہو محض معمولی ہو اور لوگوں یعنی دوسرے دیکھنے والوں کو اس سے کراہت و نفرت کی اذیت نہ ہوتی ہو تو ایسے مجذوم کو جماعت میں شریک ہونا جائز ہے اور اس کو روکنا درست نہیں اور بیماری لگ جانے کا خیال کوئی حقیقت نہیں رکھتا لیکن اگر مجذوم کی حالت زیادہ خراب ہو اور اس کو دیکھتے ہی طبعی طور پر نفرت پیدا ہوتی ہو یا اس کے بدن سے زخموں کی وجہ سے بو آتی ہو یا اس کے زخموں سے رطوبت بہتی ہو اور مسجد کے لوٹے وغیرہ ملوث ہوتے ہوں یا فرش پر اجزائے رطوبت لگنے کا اندیشہ ہو تو ان صورتوں میں خود مجذوم پر لازم ہے کہ وہ مسجد میں نہ جائے اور جماعت میں شریک نہ ہو اور اگر وہ نہ مانے تو لوگوں کو حق ہے کہ وہ اسے دخول مسجد اور شرکت جماعت سے روک دیں اور اس میں مسجد محلہ اور مسجد غیر محلہ کا فرق نہیں ہے محلہ کی مسجد سے بھی روکا جا سکتا ہے تو غیر محلہ کی مسجد سے بدرجہ اولیٰ روکنا جائز ہے اور یہ روکنا بیماری کے متعدی ہونے کے اعتقاد پر مبنی نہیں ہے بلکہ تعدیہ کی شرعاً کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ نمازیوں کی ایذا یا خوف تلویث مسجد یا تنجیس یا وجہ نفرت و فرش پر مبنی ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

قعدہ اخیر میں ملنے والے کو جماعت کا ثواب ملتا ہے

(سوال) آخری رکعت کے قعدہ میں جماعت میں شامل ہونے سے جماعت کا ثواب ملتا ہے کہ نہیں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق دہلوی

(جواب ۱۹۵) ہاں جماعت کا ثواب ملنے کی امید ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اعادہ والی نماز میں نئے آنے والے شریک نہیں ہو سکتے

(سوال) امام سے واجب ترک ہوا اس نے سجدہ سہو نہیں کیا جب ان کو یاد دلایا گیا تو انہوں نے نماز کا اعادہ کیا تو اس دہرانے والی نماز میں جو دوسرے لوگ آکر شریک ہوئے ہیں ان کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق دہلوی

(جواب ۱۹۶) اس نماز میں دوسرے لوگ جو پہلی جماعت میں شریک نہیں تھے شریک نہیں ہو سکتے اور شریک ہوں گے تو ان کے فرض ادا نہ ہوں گے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) ویمنع منه، وکذا کل مؤذ ولو بلسانه (درمختار) وفي الشامية: "وکذلك القصاب والسماك والمجذوم والأبرص أولى بالإلحاق" (کتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد ۱/ ۶۶۱ ط سعيد)
(۲) وكذا لو أدرك التشهد يكون مدركا لفضيلتها على قولهما (رد المحتار، باب إدراك الفريضة ۲/ ۵۶ ط سعيد)
(۳) والمختار أنه جابر للأول، لأن الفرض لا يتكرر (تنوير مع الدر) وفي الشامية: أي الفعل الثاني جابر للأول بمنزلة الجبر بسجود السهو، وبالأول يخرج عن العهدة وإن كان على وجه الكراهة على الأصح (باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة ۱/ ۴۵۷ ط سعيد)

امام چار رکعت پڑھ کر پانچویں کے لئے اٹھ گیا تو مقتدی کیا کریں؟

(سوال) ظہر یا عصر کی نماز میں امام کو سہو ہوا اور وہ چار رکعت پڑھ کر پانچویں کے لئے کھڑا ہو گیا اور مقتدیوں کو یاد ہے کہ یہ چوتھی رکعت ہے تو وہ بیٹھے رہیں یا امام کی اقتدا میں وہ بھی کھڑے ہو جائیں۔

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۱۹۷) مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ سبحان اللہ کہہ کر امام کو تنبیہ کریں تاکہ وہ بھی بیٹھ جائے اور اگر باوجود تنبیہ کے وہ نہ بیٹھے تو پھر مقتدی بھی کھڑے ہو جائیں ممکن ہے کہ امام سجدہ سہو کرکے نماز پوری کرے اور سب کی نماز ہو جائے یہ جب کہ آخری قعدہ کرکے کھڑا ہوا ہو[1] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

صف اول کی فضیلت

(سوال) (۱) کیا نماز میں صف اول میں کھڑے ہونے سے اور دوسری صف میں کھڑے ہونے سے ثواب میں فرق ہے۔ (۲) اور صف میں دائیں یا بائیں کھڑے ہونے میں کیا فرق ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۰۳ فرزند علی صاحب (برما) ۷ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۹۸) (۱) پہلی صف کا ثواب زیادہ ہے (۲) امام کے پیچھے کھڑا ہونا بہتر ہے پھر دائیں طرف[2]

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم

(سوال) محلہ میں ایک مسجد ہے جس میں امام و مؤذن مقرر ہیں اور مصلیین بھی معین و معلوم ہیں وقت پر باناغہ نماز ہوتی ہے اور ہوتی چلی آئی ہے اب کچھ عرصہ سے بعض لوگوں نے علیحدہ جماعت ثانیہ کرنے کا ارادہ کیا ہے جو جماعت اولیٰ کی طرح بلا ناغہ پانچوں وقت اقامت کے ساتھ اور التزام و تداعی اور پابندی وقت کے ساتھ ہوا کرے گی اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس قسم کی جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے اور شریعت مقدسہ اور فقہ حنفی میں اس کی اجازت ہو سکتی ہے فقہ میں اگر کہیں جماعت ثانیہ کے لئے لا باس به لم یکن علی الهیئة الاولی وغیرہ مبین کیا گیا ہے تو اس سے جماعت ثانیہ اتفاقیہ گاہ گاہ مراد ہے یا بالتداعی و باقامت اور مختار یا فتویٰ علیہ کی میں جو اجازت دی ہے تو کیا اس سے اس قسم کی اجازت مراد ہے۔

المستفتی نمبر ۲۲۶۸ حافظ عبدالجلیل خاں صاحب (بریلی) ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ م ۲۶ مئی ۱۹۳۸ء

---

(۱) ولو قعد في الرابعة مثلا قدر التشهد ثم قام عاد وسلم ولو سلم قائما صح ثم الاصح ان القوم ينتظرونه فان عاد تبعوه الخ (الدر المختار، باب سجود السهو ۲ / ۸۷ ط سعيد)

(۲) والفضل في الصف الاول افضل من الثاني وفي الثاني افضل من الثالث وافضل مكان المأموم حيث يكون اقرب الى الامام فان تساوت المواضع ففي يمين الامام احب (عالمگیریة، الباب الخامس في الامامة، الفصل الخامس في بيان مقام الامام والمأموم ۱ / ۸۹ ط ماجدیه کوئٹه)

(جواب ۱۹۹) جس مسجد میں کہ پنج وقتہ جماعت اہتمام وانتظام سے ہوتی ہو اس میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک جماعت ثانیہ مکروہ ہے کیونکہ جماعت دراصل پہلی جماعت ہے اور مسجد میں ایک وقت کی فرض نماز کی ایک ہی جماعت مطلوب ہے حضور انور ﷺ کے زمانہ مبارک اور خلفائے اربعہ وصحابہ کرامؓ کے زمانوں میں مساجد میں صرف ایک ہی مرتبہ جماعت کا معمول تھا پہلی جماعت کے بعد پھر جماعت کرنے کا طریقہ اور رواج نہیں تھا دوسری جماعت کی اجازت دینے سے پہلی جماعت میں نمازیوں کی حاضری میں سستی پیدا ہوتی ہے اور جماعت اولیٰ کی تقلیل لازمی ہوتی ہے اس لئے جماعت ثانیہ کو حضرت امام صاحب نے مکروہ فرمایا اور اجازت نہ دی اور جن ائمہ نے اجازت دی انہوں نے بھی اتفاقی طور پر جماعت اولیٰ سے رہ جانے والوں کو اس شرط سے اجازت دی کہ وہ اذان واقامت کا اعادہ نہ کریں اور پہلی جماعت کی جگہ بھی چھوڑ دیں تو ثانیہ پڑھ لیں لیکن روزانہ دوسری جماعت مقرر کر لینا اور اہتمام کے ساتھ اس کو ادا کرنا اور اس کے لئے تداعی یعنی لوگوں کو بلانا اور ترغیب دینا یہ تو کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں نہ اس کے لئے کوئی فقہی عبارت دلیل بن سکتی ہے یہ تو قطعاً ممنوع اور مکروہ ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) سلام اول کے بعد اقتداء درست نہیں
(۲) بدعتی شخص کی اقتداء کا حکم

(سوال) (۱) مقتدی بہ نیت اقتدا صرف تکبیر تحریمہ ہی کہنے پایا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو کیا مقتدی اس تحریمہ سے اپنی نماز پوری کرلے یا بارِ دگر انفرادی نیت کرکے تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرے۔

(۲) اگر پیش امام رسوم بدعیہ مروجہ فی زمانہ مثل سوم وچہلم، مولود جو حقوق فسادات سے خالی نہیں اعتقاداً موجب حصول اجر وثواب اور داخل دین جانتا ہو تو اس کی اقتداء میں کیا نماز بلا کراہت ہو جاتی ہے یا مکروہ، مکروہ تحریمی ہے یا واجب الاعادہ ہے۔

المستفتی نمبر ۲۴۲۹ مولوی محمد ابراہیم صاحب (گوڑگاؤں) ۲۲ شوال ۱۳۵۷ھ م ۱۵ دسمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۰۰) (۱) اگر سلام سے پہلے مقتدی نے تکبیر تحریمہ ختم کرلی تھی تو وہ نماز میں شریک ہوگیا اور اسی نماز کو پورا کرلے(۲) (۲) ایسے امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے مگر بکراہت۔ ایسی نماز واجب الاعادہ نہیں ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) قال في الدر المختار: ويكره تكرار الجماعة في مسجد محلة الخ وفي الشامية: "ومقتضى هذا الاستدلال كراهة التكرار في مسجد محلة ولو بدون أذان، ويؤيده ما في الظهيرية: لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه أهله يصلون وحدانا" الخ (باب الإمامة ١/ ٥٥٢ ط سعيد)

(٢) قال في الدر المختار: "وتنقضي قدوة بالأول قبل عليكم على المشهور عندنا وعليه الشافعية" الخ وفي الشامية: "أي بالسلام الأول قال في التجنيس: الإمام إذا فرغ من صلاته فلما قال السلام جاء رجل واقتدى به قبل أن يقول عليكم لا يصير داخلا في صلاته" الخ (باب صفة الصلوة ١/ ٤٦٨ ط سعيد)

(٣) قال في التنوير: "ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق ومبتدع" الخ "صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة" (الدر المختار، باب الإمامة ١/ ٥٥٩ تا ٥٦٢ ط سعيد)

عورتوں کی الگ جماعت جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) (الف) انگریزی تعلیم یافتہ عورتوں کی ایک جماعت نے پوری آزادی کے ساتھ اعلان کر کے مردوں کی طرح ایک بڑی جماعت میں بقر عید کی نماز قائم کرنی چاہی اور ایک اجنبی مرد کو پیش امام کر کے نماز پڑھ لی علمائے وقت نے عدم جواز کے فتوے دیئے مگر نہ مانیں کیا یہ کوئی شرعی نماز ہوئی نیز ان کا یہ فعل کیا احداث فی الدین نہ ہوگا اور ایسی عورتوں کو شرعاً کیا کہنا چاہئے؟

(ب) ان کے مشیر کار مردوں کا یہ دعویٰ ہے کہ حدیث نبوی میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا نماز میں شریک ہونا ثابت ہے تو کیا اس وقت زمانہ کی ضرورت کے مطابق فقہاء کے اقوال کو مسترد کر کے ہم اجتہاد نہیں کر سکتے کہ عورتوں کو بھی مردوں کی طرح جماعت سے نماز عید ادا کرنے کی آزادی دی جائے ایسے لوگوں کو شرعاً کیا کہنا چاہئے۔

المستفتی نمبر ۲۴۵۹ عبدالرشید صاحب (بنگال) ۱۶ محرم ۱۳۵۸ھ م ۸ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۰۱) صرف عورتوں کی علیحدہ اور مستقل جماعت قائم کرنا بے اصل و بے ثبوت ہے اس کو بدعت کہنا صحیح ہے حضور ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کو عید کی نماز میں مردوں کی جماعت میں شامل ہونے کی اجازت بلکہ تاکید تھی عورتوں کو مردوں کے پیچھے کھڑے ہونے کی تاکید تھی لیکن حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک کے بعد صحابہ کرام نے عورتوں کو جماعت میں آنے سے ممانعت کی۔ فقہائے کرام نے بھی زمانہ کی حالت اور لوگوں کی اخلاقی کیفیت بدل جانے کی وجہ سے ممانعت کو درست سمجھا۔

اب اگر عورتیں نہ مانیں تو وہی صورت اختیار کرنی چاہئے جو حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں تھی یعنی عورتیں مردوں کی جماعت میں شریک ہو جائیں ہاں ایسا انتظام کر دیا جائے کہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط نہ ہو عورتوں کی صفیں مردوں کے پیچھے اور علیحدہ ہوں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال) (۱) منیۃ المصلی، کنز الدقائق، شرح وقایہ وغیرہ کتب میں امام کا محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھانا مکروہ تحریمی میں سے لکھا ہے کہ اس میں مشابہت اہل کتاب کے ساتھ ہے اس لئے اس میں نماز مکروہ ہے۔

(۲) مرقاۃ جلد اول ص ۳[illegible] میں حضرت ملا علی قاری مرحوم فرماتے ہیں۔ ان المحاریب فی المساجد محدثة اول من احدثه عمر بن عبدالعزیز فی امارة الولید ومن ثم کرہ جمع من

---

(۱) ویکرہ تحریماً جماعة النساء ولو فی التراویح ویکرہ حضورهن الجماعة ولو لجمعة و عید و وعظ ولو عجوزاً لیلاً علی المذهب المفتی به لفساد الزمان (تنویر الابصار مع الدر المختار، باب الإمامة ۱/ ۵۶۵ و ۵۶۶ ط سعید) وفی التنویر: ویصف الرجال ثم الصبیان ثم الخناثی ثم النساء (باب الإمامة ۱/ ۵۷۱ ط سعید)

السقف اتخاذها والصلوة فیها (مرقاة باب المساجد و مواضع الصلاة ص ۴۷۶ ج ۲ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ پاکستان)

اور مولانا عبدالحیٔ صاحب مرحوم لکھنوی فتاویٰ جلد اول میں فرماتے ہیں۔ المسجد الشریف لم یکن له محراب فی عهده ﷺ ولا فی زمن الخلفاء انتهی. اسی طرح سفر السعادت و جذب القلوب میں ہے۔

(۳) عون المعبود میں شیخ ابن الہمام سے نقل کیا گیا ہے۔ بنی المحاریب فی المساجد من لدن رسول الله ﷺ وایضا لا یکره الصلوة فی المحاریب ومن ذهب الی الکراهة فعلیه البینة (عون المعبود، کتاب الصلوة، باب فی کراهیة البزاق فی المسجد ص ۱۴۶ ج ۲ ط دار الفکر بیروت)

جناب سے جواب طلب امر یہ ہے کہ بذریعہ عبارت اول و دوم کے محراب کا بنانا اور اس میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ثابت ہے اور بذریعہ عبارت نمبر سوم کے محراب کا بنانا اور اس میں نماز پڑھانا مسنون ثابت کرتا ہے دونوں میں سے کون حق پر ہے اور مفتی بہ قول مذہب حنفیہ میں کونسا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۵۹۴ شیر محمد بھاولپور۔ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ م ۲۲ اپریل ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۰۲) صحیح یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں مسجد نبوی میں محراب نہ تھی اور یہ بھی محقق ہے کہ صحابہ کرام کے زمانے میں مساجد میں محرابیں بنائی گئیں پس بناء محاریب کو ناجائز اور بدعت بتانا درست نہیں اور محراب میں نماز پڑھنا جائز ہے ہاں امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے اور کراہت کی وجہ تشبہ بہ یہود یا اشتباہ حال امام ہے یہ نہیں ہے کہ محراب بدعت ہے اگر امام کے قدم محراب سے باہر ہوں تو کچھ مکروہ نہیں ہے۔ قال فی البحر الرائق وجهة الکعبة تعرف بالدلیل والدلیل فی الامصار والقری المحاریب التی نصبها الصحابة والتابعون رضی الله عنهم فعلینا اتباعهم فی استقبال المحاریب المنصوبة الخ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

گھر میں نماز پڑھنے والے پر وعید

(سوال) حضور اکرم ﷺ کی حدیث مبارک ہے کہ جس وقت بہت سے آدمی نماز جمعہ کو نہیں آتے تھے تو اس وقت حضور اکرم ﷺ نے یوں فرمایا تھا کہ اگر اس وقت میری جگہ کوئی دوسرا آدمی پیش امام ہوتا تو میں جو نماز جمعہ پڑھنے کو نہیں آتے ان کے گھروں کو جا کر آگ لگا دوں، یہ حدیث مبارک صحیح ہے یا نہیں اور ایک شخص یہاں پر یوں کہتے ہیں کہ حضور جناب ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں ایسا اپنی زبان سے نہیں کہہ سکتے ہیں مذکورہ بالا حدیث مبارک صحیح ہے یا نہیں؟

---

(۱) (باب شروط الصلاة ۱ / ۳۰۰ ط بیروت لبنان)

المستفتی نمبر ۲۶۴۴ سید احمد علی صاحب ضلع منٹگمری ۱۰ رجب ۱۳۵۹ھ م ۱۵ اگست ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۰۳) بخاری شریف میں یہ حدیث ہے۔ لقد هممت ان امر المؤذن فيقيم ثم امر رجلا يؤم الناس ثم اخذ شعلا من نار فاحرق على من لا يخرج الى الصلوة بعد (۱) یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً میں نے ارادہ کیا کہ مؤذن کو حکم کروں کہ وہ اقامت کہے اور کسی شخص کو حکم کروں کہ وہ نماز پڑھادے اور پھر میں آگ کے شعلے لے کر جاؤں اور جو لوگ ابھی تک نماز کے لئے نہیں نکلے ان کے گھروں کو آگ لگادوں اکثر روایت میں یہ فرمان عشاء کی نماز کے متعلق ہے اور بعض روایت میں جمعہ کے متعلق۔

اور یہ بات رحمۃ للعالمین کے خلاف نہیں ہے جیسے کہ خدا کا گنہگاروں اور کافروں کو جہنم میں ڈالنا اس کے ارحم الراحمین ہونے کے خلاف نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے

(سوال) ایک عورت تدریس قرآن مجید کرتی ہے اور ایک لڑکی بالغہ کو حفظ قرآن کرایا اس عورت معلمہ کا خیال ہوا کہ رات کو نماز تراویح بجماعت اپنے گھر میں شروع کروں تاکہ دیگر عورتیں بھی جاویں گی اور لڑکی کا ختم بھی ہو جائے گا چنانچہ گزشتہ سال نماز تراویح بجماعت اپنے مکان میں جو کہ حویلی کے اندر ہے پڑھتی رہی ہیں اور بڑی جماعت ہو جاتی ہے اس طرح اس سال میں بھی دوسری لڑکی سے نماز تراویح میں قرآن سننا شروع کر دیا ہے اندر مکان کے بجماعت پڑھتی ہیں کافی عورتیں جمع ہو جاتی ہیں جو امام ہوتی ہیں وہ درمیان میں کھڑی ہو جاتی ہے آیا ان کا یہ طرز عمل جائز ہے یا مکروہ تحریمی ہے اگر مکروہ ہے تو ان کے عمل کو بالکل بند کر دیا جائے یا کہ جائز مع کراہت عمل کو کسی مصلحت کی بنا پر جاری رکھا جائے۔

المستفتی نمبر ۲۶۵۵ حکیم غلام رسول صاحب (ملتان) ۱۵ شوال ۱۳۵۹ھ م ۱۶ نومبر ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۰۴) حنفیہ کے نزدیک عورتوں کی جماعت مکروہ ہے (۲) کیونکہ قرون اولیٰ میں اس کا طریقہ جاری نہیں کیا گیا پس حنفیہ کے نزدیک اس طریقہ کا اختیار کرنا صحیح نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(اشکال برجواب بالا)

غریب نواز ہمارے حنفی تو فرماتے ہیں کہ جائز بلا کراہت ہے چنانچہ مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرح وقایہ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں (۳) کما یکرہ جماعة النساء وحدهن سواء كان فى الفرض او النفل وعلله بانها لا يخلو عن ارتكاب ممنوع وهو قيام الامام وسط الصف و لا يخفى ضعفه بل ضعف جميع ما وجهوا به الكراهة كما حققناه فى تحفة النبلاء الفناه فى

---

(۱) (باب فضل الجماعة ۱/۹۰ ط قدیمی کتب خانہ' کراچی)
(۲) (ویکرہ تحریماً جماعة النساء ولو فی التراویح الدر المختار' باب الامامة ۱/۵۶۶ ط سعید)
(۳) (حاشیة شرح الوقایة' باب الجماعة ۱/۱۵۳ ط سعید کمپنی)

مسئلہ جماعۃ النساء و ذکرنا ھناک ان الحق عدم الکراھۃ کیف لا وقد امت بھن ام سلمۃ وعائشۃ فی التراویح وفی الفرض کما اخرجہ ابن ابی شیبۃ وغیرہ و امت ام ورقۃ فی عھد النبی ﷺ بامرہ کما اخرجہ ابو داؤد (۲) انتھی حاشیہ (۳) موطا محمد میں امامت حضرت عائشہ کی تراویح میں نقل فرمائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خیر القرون میں مروج تھی۔

(جواب ۲۰۵) میں نے حنفیہ کے مذہب کے مطابق جواب لکھا تھا مولانا عبدالحئی نور اللہ مرقدہ کی عبارت سے جو آپ نے نقل کی ہے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حنفیہ کا مذہب کراہت جماعت نساء کا ہے مولانا نے اس مسلک پر اعتراض کیا ہے اور دلائل کراہت کو ضعیف بتا کر عدم کراہت کو حق کہا ہے یہ ان کی رائے حنفیہ کے خلاف ہے میں خود بھی ان کی رائے کو قوی سمجھتا ہوں لیکن فتوی حنفی فقہ کے موافق دے سکتا ہوں ہاں یہ عرض کردوں کہ خاص خاص صحابیات نے جماعت سے نماز پڑھ لی یا پڑھا دی تو اس سے میرا یہ لکھنا کہ قرون اولی میں عورتوں کی جماعت کا رواج نہیں تھا غلط نہیں بلکہ وہ باوجود اس بات کو مان لینے کے کہ بعض صحابیات نے جماعت کرلی تھی قائم اور صحیح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے

(۲) صرف ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے

(سوال) مسجد میں جماعت سے نماز ہو گئی بعد میں چند آدمی اور آئے تو جماعت ثانیہ کا کیا حکم ہے؟ یا علیحدہ علیحدہ ادا کی جائے؟ (۲) امام صاحب ٹوپی پہن کر نماز پڑھا دیں تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۷۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دھولیہ ضلع مغربی خاندیس)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۰۶) جس مسجد میں نماز کا باقاعدہ انتظام اور التزام ہو اس میں دوسری جماعت کرنا مکروہ ہے اگر جماعت اولی کے بعد کچھ لوگ آجائیں تو وہ اپنی اپنی نماز علیحدہ علیحدہ پڑھیں (۴) ٹوپی پہن کر امامت کرنا بلا کراہت جائز ہے (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

---

(۱) کتاب الصلوات المرة يوم النساء ۱/۴۳۰ ط دار الكتب العلمية بيروت لبنان،
(۲) (ابو داؤد، باب إمامة النساء ۱/۹۴ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)
(۳) (باب قیام شهر رمضان ص ۱۴۳ ط نور محمد کتب خانہ کراچی)
(۴) ويكره تكرار الجماعة في مسجد محلة الخ (درمختار) وفي الشامية: ومقتضى هذا الاستدلال كراهة التكرار في مسجد المحلة ولو بدون اذان ويؤيده ما في الظهيرية لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه اهله يصلون وحدانا الخ (باب الامامة ۱/۵۵۲ ط سعید)
(۵) وقد ذكروا أن المستحب أن يصلي في قميص وإزار وعمامة ولا يكره الاكتفاء بالقلنسوة الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/۱۶۹ ط سعید)

مقتدی نے زید کی نیت کی بعد میں معلوم ہوا کہ بکر تھا تو نماز نہیں ہوئی

(سوال) عالمگیری میں ہے نیت اقتدا میں یہ ضروری نہیں کہ امام کون ہے زید ہے عمرو ہے اگر یہ نیت کی کہ اس امام کے پیچھے اور اس کی نیت میں وہ زید ہے بعد کو معلوم ہوا کہ وہ عمرو ہے تو اقتدا صحیح ہے اور اگر اس شخص کی نیت نہ کی بلکہ یہ کہ زید کی اقتدا کرتا ہوں بعد کو معلوم ہوا کہ عمرو ہے تو صحیح نہیں عالمگیری کا یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط؟

المستفتی نظیر الدین امیر الدین۔ امیزہ ضلع مشرقی خاندیس

(جواب ۲۰۷) جب اس شخص کی اقتدا کی نیت کی جو نماز پڑھا رہا ہے تو نماز ہو جائے گی خواہ مقتدی کو یہ علم ہو کہ وہ کون ہے یا نہ ہو یا اس کو وہ خود زید سمجھ رہا تھا حالانکہ وہ عمرو تھا ان سب صورتوں میں نماز ہو جائے گی لیکن اگر مقتدی نے امامت کرنے والے شخص کی اقتدا کی نیت نہ کی بلکہ پہلے سے یہ نیت کی کہ زید کی اقتدا کرتا ہوں اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ عمرو تھا تو زید کی نیت کرنے والے کی نماز نہ ہوگی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال) متعلقہ قیام امام محراب

(جواب ۲۰۸) اگر امام محراب میں کھڑا ہو اور مقتدی باہر ہوں تو نماز مکروہ ہوتی ہے ہاں امام کے قدم محراب سے باہر ہوں تو نماز درست ہوگی(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال) نمازی کو صف سے علیحدہ تنہا کھڑا ہونا باوجودیکہ صف میں فرجہ نہیں ہے مکروہ ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۰۹) صف کے بعد اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے اس شخص کو چاہیے کہ اگلی صف میں سے ایک آدمی کو اپنے ساتھ کھڑا کرنے کے لئے کھینچ لے ہاں اس کا لحاظ رکھے کہ کسی واقف کار کو لے تاکہ نماز میں مزاحمت کی صورت پیدا نہ ہو جائے واللہ اعلم بالصواب۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) ولو نوى الاقتداء بالإمام ولم يخطر بباله أنه زيد أو عمرو ويرى أنه زيد فإذا هو عمرو صح اقتداؤه فإذا نوى الاقتداء بزيد فإذا هو عمرو لم يجز كذا في التبيين (عالمگیریة، فصل في النية ۱/ ۶۷ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) ويكره قيام الإمام في المحراب لا سجوده فيه وقدماه خارجه لأن العبرة للقدم الخ (التنوير وشرحه، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۶۴۵ ط سعيد)

(۳) قال في الشامية: "وإن وجد في الصف فرجة سدها وإلا انتظر حتى يجيء آخر فيقفان خلفه وإن لم يجئ حتى ركع الإمام يختار أعلم الناس بهذه المسألة فيجذبه ويقفان خلفه الخ (باب الإمامة ۱/ ۵۶۸ ط سعيد)

(۱) مسجد کی بالائی منزل پر جماعت کرنا
(۲) دروں کے درمیان صف بنانا

(سوال) (۱) مسجد میں نیچے نماز پڑھنا بہتر ہے یا اوپر؟ چند نمازی کہتے ہیں کہ جب اوپر بھی باقاعدہ مسجد و محراب بنی ہوئی ہے تو اوپر بھی نماز پڑھنے کا ثواب اتنا ہی ہے جتنا نیچے کا۔
(۲) بڑی جماعت میں تیسری یا چوتھی صف میں جگہ کم ہونے کی وجہ سے دروں کے بیچ میں نمازی کھڑے ہو جاتے ہیں یہاں ان لوگوں کی نماز ہو جاتی ہے؟

(جواب ۲۱۰) (۱) اگر اوپر کی مسجد بنی ہوئی ہے تو نیچے یا اوپر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر اوپر مسجد نہ بنی ہو یعنی محراب نہ ہو تو فرض کی جماعت نیچے پڑھیں سنتیں اور نوافل اوپر پڑھ سکتے ہیں(۱)
(۲) دروں کے درمیان کھڑے ہونے والوں کی نماز ہو جاتی ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جہاں امام مقرر ہو وہاں جماعت ثانیہ کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک مسجد میں امام مقرر ہے پنج وقتہ جماعت ہوتی ہے اس میں جماعت ثانی کے واسطے کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۱۱) ایسی مسجد میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

صحن مسجد میں نماز کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک مسجد کے متولی صاحبان نے مسجد کی خدمت کے لئے ایک شخص مسلمان کو تنخواہ مقرر کر کے رکھا اور اس سے یہ شرط کی کہ مسجد کو خوب صاف رکھنا اور مسجد کی حفاظت کرنا اور جب نمازی جماعت مسجد میں کھڑی ہووے اس وقت تم جوتے جہاں مصلیوں کے رکھے جاتے ہیں ان کے قریب کھڑے ہو کر نماز باجماعت ادا کرنا چنانچہ موافق اس شرط کے وہ خادم جماعت سے بہت دور بلکہ مسجد سے باہر جوتیوں کے نزدیک جماعت خانہ سے علیحدہ کھڑے ہو کر باجماعت نماز ادا کرتا ہے ایسی صورت میں اس خادم کی نماز میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) الصعود على سطح كل مسجد مكروه ولهذا اذا اشتد الحر يكره ان يصلوا بالجماعة فوقه الا اذا ضاق المسجد فحينئذ لا يكره الصعود على سطحه للضرورة (عالمگیریہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس فی آداب المسجد ج: ۵ ۳۲۲ ط سعید)

(۲) ولا اصطفاف بين الاسطوانتين غير مكروه لانه صف في حق كل فريق (المبسوط باب الجمعة ۲: ۳۵ ط بیروت' لبنان)

(۳) ويكره تكرار الجماعة في مسجد محلة (الدر المختار باب الامامة ۱: ۵۵۲ ط سعید)

(جواب ۲۱۲) اگر یہ شخص مسجد سے باہر ہو تو اس کی اقتدا صحیح نہ ہوگی اور مسجد کے کسی حصے میں ہو تو اقتدا تو صحیح ہو جائے گی مگر علیحدہ تنہا ہونے کی وجہ سے کراہت ہوگی اس کے ساتھ کوئی اور بھی دو ایک آدمی کھڑے ہو جائیں تو کراہت بھی جاتی رہے گی اگر اس کا مدار کسی غیر مسلم کو رکھ جائے تو بہتر ہوتا

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

صف میں جگہ نہ ہو تو آنے والا کہاں کھڑا ہو؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ جون ۱۹۳۱ء)

(سوال) نماز باجماعت ہو رہی ہے کسی صف میں جگہ نہیں ہے باہر سے آنے والا اگلی صف میں سے بائیں سے آدمی کو نکالے گا یا دائیں سے؟ اگر باہر سے آنے والے کو بائیں والے پر یہ شبہ ہے کہ شاید یہ شخص واقف ہے یا نہیں اور دائیں والے سے واقف ہے کہ یہ جانتا ہے تو کس کو نکالے گا؟ پھر اگر دونوں ناواقف ہوں تو نہیں نکال سکتا تو پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر اس نے کسی طرف سے آدمی کو نکال لیا ہے تو پیچھے کھینچ کر لے جائے یا وہیں پر دونوں کے پیچھے کی صف میں کھڑے ہو جائیں؟ تنہا رکعت تک ہو تو پیچھے کھینچ سکتا ہے؟

(جواب ۲۱۳) آنے والا صف کے دائیں بائیں جانب سے جس طرف ایسا آدمی ہو جو مسئلہ سے واقف ہو اس طرف سے ایک کو کھینچ لے اور اپنے پیچھے دونوں کھڑے ہو جائیں کھینچ کر دونوں پیچھے کھڑے ہو جائیں اور دونوں طرف ایسا آدمی نہ ہو تو تنہا پیچھے کھڑا ہو جائے رکعت پہلی ہو یا دوسری یا تیسری یا چوتھی کا حکم یکساں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جماعت ثانیہ کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) جماعت ثانیہ (ایسی مسجد میں جس میں نماز کے اوقات مقرر اور مؤذن و امام مامور ہیں اور جماعت میں شریک ہونے والے یا مسجد میں نماز پڑھنے والے کثیر حضرات متقی ہوتے ہیں) جائز ہے یا نہیں؟ عدم شرکت جماعت کی وجہ سے اگر کوئی شرعی مجبوری یا عدم اطلاع اذان ہو تو ایسی صورت میں جماعت ثانیہ کی اجازت ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۱۴) جس مسجد میں پنجگانہ جماعت مقررہ اوقات پر ہوتی ہو اور مؤذن و امام مقرر ہو اس میں

---

(۱) فناء المسجد له حكم المسجد حتى لو قام في فناء المسجد واقتدى بالإمام صح اقتداؤه وإن لم تكن الصفوف متصلة إلخ (عالمگیریة، كتاب الصلوة، فصل كره غلق المسجد ۱/۱۰۹ مكتبة ماجدية كوئٹہ)

(۲) وإن وجد في الصف فرجة سدها وإلا انتظر حتى يجيء آخر فيقفان خلفه وإن لم يجيء حتى ركع الإمام يختار أعلم الناس بهذه المسألة فيجذبه ويقفان خلفه ولو لم يجد عالما يقف خلف الصف بحذاء الإمام للضرورة (رد المحتار، باب الإمامة ۱/۵۶۸ ط سعید)

دوسری جماعت بتکرار اذان واقامت وتغییر محراب بالاتفاق مکروہ ہے اور اگر اذان واقامت کی تکرار نہ کی جائے اور پہلی جماعت کی جگہ بھی بدل دی جائے تو مکروہ تحریمی نہیں ہے مگر [illegible] محققین کی ایک بڑی جماعت اس کو خلاف اولیٰ بتاتی ہے اور دلائل اس کے قوی ہیں اور دوسری جماعت اس کو خلاف اولیٰ نہیں کہتی جماعت اولیٰ میں شرکت نہ ہونے کی وجہ کچھ بھی ہو اس کا اس مسئلے پر کچھ اثر نہیں (۱) واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہٗ

بوقت تراویح فرض کی جماعت کرنا

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۳۲ء)

(سوال) رمضان شریف میں تراویح کی جماعت ہو رہی ہے دوسری صف میں چار پانچ نمازیوں نے آکر فرض کی جماعت شروع کر دی آیا دونوں جماعتوں کی نماز ہوگئی؟

(جواب ۲۱۵) دونوں کی نماز تو ہوگئی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے دونوں جماعتیں علیحدہ علیحدہ ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر ہونی چاہئیں تھیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہٗ

مسجد محلہ میں تکرار جماعت کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) اگر کسی مسجد میں نماز باجماعت ہو چکی ہے تو کیا اسی مسجد میں دوبارہ جماعت ناجائز ہوگی؟ اور جماعت ہو جانے کے بعد انفرادی طور پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۲۱۶) حنفیہ کے نزدیک ایسی مسجد میں جس میں پنج وقتہ منتظم طریقہ پر جماعت سے نماز ہوتی ہے پہلی جماعت ہو جانے کے بعد دوسری جماعت مکروہ ہے اگر دوسری جماعت اذان واقامت کے اعادہ کے ساتھ ہو تو ہمارے ائمہ ثلاثہ کراہت تحریمیہ پر متفق ہیں لیکن اگر اذان واقامت کا اعادہ نہ ہو اور محراب سے بھی عدول کر لیا جائے تو اس وقت امام ابو یوسف جواز فرماتے ہیں امام ابو حنیفہ کے نزدیک وہ بھی مکروہ ہے لیکن کراہت تحریمی نہیں تنزیہی ہے ہاں انفرادی طور پر (جماعت ہونے کے بعد) نماز پڑھنا اسی مسجد میں جائز ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

---

(۱) المسجد اذا كان له امام معلوم وجماعة معلومة في محلة فصلى اهله فيه بالجماعة لا يباح تكرارها فيه باذان ثان اما اذا صلوا بغير اذان يباح اجماعا (عالمگیریہ الفصل الاول في الجماعة ۱/ ۸۳ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) فتاوی دار العلوم دیوبند ۳/ ۵۳ ط مکتبہ امدادیہ ملتان و احسن الفتاوی ۳/ ۵۲٦ ط سعید کمپنی

(۳) قال في الدر المختار ويكره تكرار الجماعة باذان واقامة في مسجد محلة الخ وفي الشامية (قوله ويكره) اي تحريما لقول الكافي لا يجوز ولو كرر اهله بدونهما او كان مسجد طريق جاز اجماعا كما في مسجد ليس له امام ولا مؤذن ومقتضى هذا الاستدلال كراهة التكرار في مسجد المحلة ولو بدون اذان ويؤيده ما في الظهيرية لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه اهله يصلون وحدانا الخ وعن ابي يوسف اذا لم تكن على الهيئة الاولى لا تكره والا تكره وهو الصحيح وبالعدول عن المحراب تختلف الهيئة الخ باب الامامة مطلب في تكرار الجماعة في المسجد ۱/ ۵۵۲، ۵۵۳ ط سعید کمپنی)

محلّہ کی مسجد میں دوسری جماعت کا حکم

(سوال) محلّہ کی مسجد میں امام نہیں ہے لیکن اس کے قریب چھوٹا سا بازار بھی ہے اور بازار کی سڑک بھی مسجد سے دس بارہ ہاتھ کے فاصلے پر ہے آیا اس مسجد میں دوسری جماعت بلا کراہت جائز ہے یا نہیں اگر مکروہ ہو تو جماعت بہتر ہے یا الگ الگ؟ المستفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد یونس صاحب (متھرا)

۲۷ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۷) جس مسجد میں کہ جماعت کا انتظام ہو اور نماز کا وقت معین ہو اور امام بھی مقرر ہو اس میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے بازار کے قریب ہونے نہ ہونے سے اس حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

چوتھا باب

مسجد اور عیدگاہ کے آداب واحکام

فصل اول۔ مسجد میں جنبی کا داخل ہونا

مسجد میں سوتے ہوئے شخص کو احتلام ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال) اگر کوئی مسجد میں سو گیا اور اس کو احتلام ہو گیا تو کیا کرے؟

(جواب ۲۱۸) اگر کوئی شخص مسجد میں سو جائے اور اس کو احتلام ہو جائے تو تیمم کرکے باہر نکل جائے۔ اذا خاف الجنب او الحائض سبعا او لصا او بردا فلا بأس بالمقام فيه و الاولى ان يتيمم تعظيما للمسجد . هكذا فى التاتارخانيه (عالمگیری ص ۳۹ ج ۱) • وفى فتاوى قاضى خان ص ۶۲ • ولو كان الرجل فى المسجد فغلبه النوم و احتلم تكلموا فيه قال بعضهم لا يباح له الخروج قبل التيمم و قال بعضهم يباح . انتهى

جنبی صحن مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) صحن مسجد بھی مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں اور جنبی کے دخول اور خروج کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۱۹) صحن مسجد سے مراد شاید وہ جگہ ہو جو فرش مبنی للصلوۃ سے زائد خالی پڑا رہتا ہے وہ مسجد کے حکم وقف میں تو مسجد کے ساتھ شامل ہے مگر حرمت دخول جنبی میں نہیں کیونکہ وہ مصالح مسجد اور

---

(۱) قال فی الدر المختار: ویکرہ تکرار الجماعۃ فی مسجد محلۃ، باب الامامۃ ۱/ ۵۵۲ ط سعید
(۲) (الفصل الرابع فی أحکام الحیض والنفاس والاستحاضۃ ۱/ ۳۸ ' ط ماجدیہ کوئٹہ)
(۳) فتاوی قاضی خان علی ہامش العالمگیریۃ، فصل فیما یجوز بہ التیمم ۱/ ۶۴ ط سعید)

اگر معتکفین سے ہے تو چھوڑ دینا ہی بہتر ہے اور اس حالت میں اعتکاف کی نیت کر لے۔ واللہ اعلم ۔

محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ

فصل دوم ۔ مسجد کی کسی چیز یا زمین کو استعمال کرنا یا میت کو دفن کرنا

مسجد کے اندر تیمم کرنا

(سوال) اگر کوئی شخص مسجد کے اندر تیمم کر کے نماز پڑھے تو درست ہے یا نہیں ؟

(جواب ۲۲۰) مسجد کے اندر مسجد کے اجزاء سے تیمم کرنا غیر مستحسن ہے۔ فی الاشباہ والنظائر ولا یجوز اخذ شیء من اجزائه قالوا فی ترابه ان کان مجتمعا جاز الاخذ منه و مسح الرجل منه والا لا انتہی [2]

مسجد کی دری کا جلسہ میں استعمال

(سوال) مسجد کی دریاں جو کہ وقف مسجد ہیں ان کو کسی جلسہ جلوس میں استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں

المستفتی نمبر ۹۱ محمد نصیر الدین صاحب (آسام) ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۲۱) مسجد کی دریاں مسجد سے باہر لے جانا اور کسی جلسہ میں استعمال کرنا جائز نہیں ۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مسجد کے پانی کا استعمال

(سوال) (۱) مسجد میں نمازیوں کے لئے پانی رکھا جاتا ہے اب اگر کوئی شخص خارج از مسجد تشنہ ہو وہ مسجد کے اندر سے پانی منگا کر پی سکتا ہے یا نہیں ؟ (۲) حمام میں وضو کے لئے پانی بھرا جاتا ہے تو اس پانی سے غسل بھی کر سکتے ہیں یا نہیں جب کہ [illegible] غسل کرنے والے چونکہ نمازی بھی نہیں ہوتے [illegible] نماز پڑھتے ہیں [illegible] چند صورتوں دونوں کا حکم یکساں ہے یا کچھ فرق ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۲۵۹ شیخ [illegible] احمد صاحب (تیتد) ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ م ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۲۲) (۱)[3] پانی رکھنے والا صرف نمازیوں کے لئے پانی رکھواتا ہے تو سوائے نمازیوں کے اور

---

(۱) [illegible] مسجد [illegible] فهو مسجد فی حق جواز الاقتداء لا فی غیره فحل دخوله لجنب و حائض کفناء مسجد و [illegible] (تنویر الابصار مع الدر المختار، مطلب فی احکام المسجد ۱/ ۶۵۷ ط سعید کمپنی پاکستان)

(۲) (الفن الثالث: القول فی احکام المسجد ۴/ ۵۴ ط ادارۃ القرآن کراچی)

(۳) (امداد الاحکام ۱/ ۴۶۲ ط مکتبہ دار العلوم کراچی)

کوئی شخص یہ پانی نہیں پی سکتے (۱) (۲) جو پانی کہ صرف وضو کے لئے بھرا جاتا ہے اس کو غسل میں خرچ نہ کرنا چاہئیے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

تلاوت کے لئے مسجد کی بتی کا استعمال

(سوال) متعلقہ استعمال مال مسجد

(جواب ۲۲۳) عمرو کو بڑی بتی جلانا نماز کے بعد درست نہیں اگر وہ قرآن شریف مسجد ہی میں پڑھنا چاہے تو چھوٹی بتی میں پڑھے ورنہ اپنے گھر جا کر تلاوت کرے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مسجد کی زمین میں میت کو دفن کرنا

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ڈلہوزی کی جامع مسجد میں متولیوں نے اپنی بد دیانتی اور [illegible] کی مدد سے ایک شخص مفتی عبداللہ کو دفن کردیا ہے جو علانیہ سود کھاتا تھا اور انگریزوں کے ساتھ بلا تمیز حلال و حرام کھانا کھانے کا عادی تھا کیا یہ فعل جائز ہے؟

(جواب ۲۲۴) جو زمین مسجد کے لئے وقف ہے اس پر سوائے مصالح مسجد کے اور کوئی تصرف جائز نہیں پس اس قطعہ زمین میں جو مسجد کا ہے اموات کو دفن کرنا ناجائز تھا اور اس حکم میں نیک و بد کا کوئی فرق نہیں (۴)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

مسجد کی دریوں کو عید گاہ میں استعمال کرنا

(سوال) جامع مسجد کی دریاں وغیرہ عید کے روز عید گاہ میں لے جانا اور ان پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی مولوی عبد اللطیف خاں بجنور ضلع فیض آباد

(جواب ۲۲۵) جامع مسجد کی دریاں عید گاہ میں عید کی نماز کے لئے لے جانا نہیں چاہئیے جب تک کہ دینے

---

(۱) وإذا وقف للوضوء لا يجوز [illegible] الشرب منه وكل ما أعد للشرب حتى [illegible] لا يجوز فيه الوضوء كذا في [illegible]
[illegible] عالمگیریہ کتاب الوقف [illegible] ۲ : ۴۵۹ ماجدیہ

(۲) لا يجوز [illegible] للشرب في [illegible] حتى [illegible]
[illegible] ولا [illegible] كتاب الحظر والإباحة فصل في البيع ٦ : ٤٢٧ ط سعيد

(۳) ويجوز [illegible] الكتب في الصلاة وبعدها [illegible] على هامش العالمگیریہ
فصل في المسجد ١ : ٦٨ ط ماجدیہ) وفي العالمگیریۃ ولا بأس بأن يترك سراج المسجد في المسجد إلى ثلث
الليل ولا يترك أكثر من ذلك [illegible] المسجد ١ : ١١٠ ط ماجدیہ

(۴) [illegible] لا يدفن في مدفن خاص كما يفعله من يبني مدرسة ونحوها ويبني
له بقربها مدفنا الخ (رد المحتار، كتاب الجنائز، مطلب في دفن الميت ٢ : ٢٣٥ ط سعید کمپنی)

کی ایک شخص کی دی ہوئی ہو اور اس نے اجازت دی ہو کہ جامع مسجد و عیدگاہ میں استعمال کی جائیں

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فصل سوم۔ مسجد کے سامنے باجہ بجانا

مسجد کے قریب باجہ بجانا

(سوال) عرصہ پچیس سال سے قصبہ سونی پت میں رام لیلا ہوتی ہے اس کے راستے میں چھ مسجدیں پڑتی ہیں حکم سرکاری ہے کہ ہر ایک مسجد کے قریب پچیس قدم آگے اور پچیس قدم پیچھے باجہ بند ہو جاتا تھا لیکن امسال بعض مسلمانوں نے اس کے برعکس کام کرنا چاہا یعنی برادران وطن کے ساتھ مل کر باجہ بجوانے کی کوشش کی اور ہر وقت اس کوشش میں سرگرم رہتے ہیں اور اسلام کے برخلاف کام کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے شرع شریف کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا المستفتی سید شریف حسین

(جواب ۲۲۶) جب کہ پچیس سال کے عرصہ سے مسلمانوں کا یہ حق مسلم ہے کہ ان کی مساجد کے سامنے مساجد کے احترام کے خیال سے باجہ نہیں بجایا جاتا تھا اور اس حق کے ثبوت میں منتظمی قانون ان کا حامی ہے تو اب کوئی وجہ نہیں کہ کوئی مسلمان اس حق سے دستبرداری کریں اور وہ مساجد کے احترام کی مخالفت اور باجے کی اجازت کی صورت میں جو قطعی اسلام میں حرام ہے خلاصہ یہ کہ باجے بجانا شریعت اسلامیہ میں ممنوع و حرام ہے اور مساجد کی اہانت یا ان کے احترام کے خلاف کوئی فعل کرنا یہ بھی حرام ہے اور ثابت شدہ حق کہ اس کے چھوڑنے میں کسی حرام کی اجازت لازم آتی ہو اس سے دست برداری کرنا بھی ممنوع ہے جو لوگ محض ہندوؤں کی خاطر خلاف قاعدہ مستمرہ باجہ بجانے کی اجازت دیں یا اس کی سعی کریں وہ گنہ گار اور فاسق ہوں گے (۲) محمد کفایت اللہ غفر لہ، مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

مسجد کے قریب شور مچانا اور گانا بجانا

(سوال) شہر کے مشرکین بغرض اہانت و حقارت مسجد و تذلیل و توہین اسلام و تحقیر مسلمین اپنے جلوسوں کے جلوس و شان و شوکت سے مع باجوں گاجوں اور نعرہ ہائے غیر اللہ کے مساجد کے سامنے سے گزارنا چاہتے ہیں اور یہ امر ان کے مذہبی ضروری احکام میں سے بھی نہیں ہے شہر کی آبادی مساوی ہے یعنی ہندو و مسلم نصف نصف تعداد میں ہیں ایسی صورت میں آیا مسلمانوں کو حتی الامکان و حسب استطاعت ان خرافات کو

---

(۱) شرط الواقف کنص الشارع أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به (رد المحتار، کتاب الوقف، مطلب في قولهم شرط الواقف کنص الشارع ۴ / ۴۳۳ ط سعید)

(۲) قال الله تعالیٰ: "ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن یذکر فیها اسمه وسعی في خرابها" الآیة (البقرة: ۱۱۴) وقال تعالیٰ: "وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان" (المائدة: ۲)

روکنے اور مساجد کی حرمت قائم رکھنے کا شرعاً حق ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۲ سکریٹری جمعیۃ المسلمین مانگرول ضلع کاٹھیاواڑ۔

۱۹ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۲۷) ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں ہے انگریزی قانون رائج ہے عام سڑکیں گزرگاہ عامہ کے لئے ہیں غیر مسلموں کو بتوں کے جلوس نکالنے اور نعرے لگانے سے باز رکھنا مسلمانوں کے اختیار میں نہیں ہے مساجد کے سامنے سڑک پر باجا بجانے اور شور مچانے سے نماز و جماعت کے اوقات میں روکا جا سکتا ہے کہ اس سے نماز میں اور عبادت میں خلل آتا ہے خالی اوقات میں غیر مسلموں کو حق ہمسائیگی کی بنا پر باجہ روکنے کی فرمائش کی جا سکتی ہے مسلمانوں کو اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ وہ اپنی مساجد کی کس قدر تکریم کرتے ہیں اگر خود مسلمان اپنے جلوسوں شادیوں میں مساجد کے سامنے باجے بجائیں تو ان کو بھی شرم کرنی چاہئے(۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مسجد کے قریب گانے والوں کو روکا جائے

(سوال) شہر کے مشرکین اپنے بتوں کے جلوس کو بجوں گاجوں اور نعرہائے غیر اللہ کے ساتھ مساجد کے سامنے سے گزارنا چاہتے ہیں مسلمانوں کو ان خرافات کو روکنے کا حق ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۲٬۶۳ سکریٹری جمعیۃ المسلمین مانگرول

۲۳ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ م ۱۴ اکتوبر ۳۳ء

(جواب ۲۲۸) مساجد شعائر اللہ میں داخل ہیں اور شعائر اللہ کا احترام مسلمانوں پر لازم ہے اصنام کے جلوس نکالنا اور شان و شوکت کے ساتھ ان کو شوارع عامہ پر گشت کرانا کفر و شرک کے شعائر میں سے ہے ہندوستان میں چونکہ حکومت مسلطہ کا قانون رائج ہے اور مسلمان غیر مسلموں کو اظہار شعائر کفر سے روکنے پر قادر نہیں ہیں اس لئے ان پر کوئی شرعی مواخذہ نہیں ہے رہا مساجد کے سامنے شور کرنا شرکیہ نعرے لگانا تو یہ نماز و جماعت کے اوقات میں حقوق عامہ اور احترام نماز کے منافی ہے کہ اس سے نماز و عبادت میں خلل آتا ہے اس کے انسداد کے لئے مسلمانوں کو قانونی سعی کرنی چاہئے جہاں تک ممکن ہو اس قضیے کو باہمی تصفیے سے سمجھانا چاہئے مسلمانوں کا یہ بھی فرض ہے کہ خود اپنے جلوسوں شادیوں میں بھی مساجد کا احترام قائم رکھیں اور مساجد کے سامنے ہرگز باجہ وغیرہ نہ بجائیں اور جنگ و جدل سے حتی الامکان احتراز کریں(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) قال النبی ﷺ من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فإن لم یستطع فبلسانہ فإن لم یستطع فبقلبہ وذلک أضعف الإیمان (مسلم، باب کون النهی عن المنکر من الإیمان ۵۱/۱ ط قدیمی کتب خانہ، کراچی)

(۲) (ایضاً)

مسجد کے سامنے باجے وغیرہ بجاتے ہوئے گزرنا

(سوال) گزشتہ ۷ جولائی کو یہاں ہندو مسلم فساد ہو گیا ہے عام مسلمان اور علماء پونے دو سو گرفتار ہو چکے ہیں ہنوز گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے (خدا رحم فرمائے) جانبین سے متعدد مقدمات دائر ہیں مسجد کے سامنے باجہ وغیرہ بجا کر جانے کے سلسلہ میں یہ فساد ہوا ہے بسلسلہ گفتگوئے صلح ہندوؤں نے ایک تحریر اس مضمون کی دستخط کر کے حکام کے سامنے دے دی ہے کہ اگر شریعت اسلام اس کو منع کرے تو ہم چھوڑ دیں گے اب مع دلائل اور حوالہ جات ایک فتوے کی ضرورت ہے ورنہ تمام مسلمانوں کی عزت و آبرو خاک میں مل جائے گی اس سے زیادہ کیا عرض کروں مخفی نہ رہے کہ تمام ہندوستان میں اس قسم کے فسادات کی جو نوعیت ہے یہاں بھی وہی ہے اس لئے اور زیادہ توضیح کی ضرورت معلوم نہیں ہوئی صرف اتنی بات ہے کہ ہندو غیر اوقات صلوٰۃ میں بجانا چاہتے ہیں اور مسلمان یہ کہتے ہیں کہ مسجد عبادت بندگی کے لئے ہے اور کوئی وقت اس سے خالی نہیں ہے اس لئے کسی وقت میں مسجد کے سامنے باجہ وغیرہ بجا کر جانے نہیں دیں گے آپ حالات کا اندازہ لگا کر جلد ہماری خبر گیری فرمائیے دلائل پیش کرنے کی تاریخ مورخہ ۱۱ اگست مقرر ہوئی ہے اس لئے جس قدر زیادہ کتابیں قرآن حدیث فقہ غرضیکہ ہر چیز پر نظر رہے تو اچھا ہے اور چونکہ ہم جیسے بے بضاعتوں کو ہی دلائل پیش کرنا پڑے گا اس لئے توضیح اور تشریح کی طرف توجہ فرمائی جائے۔

المستفتی نمبر ۲۳۹۲ محمد عبداللطیف صاحب (آسام) ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ م ۹ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۲۹) اوقات صلوٰۃ میں تو باجے وغیرہ سے نماز میں خلل واقع ہونے کی بنا پر باجے کو روکا جا سکتا ہے لیکن غیر اوقات صلوٰۃ میں تو یہ وجہ نہیں اس میں تو صرف مسجد کا احترام پیش کیا جا سکتا ہے لیکن یہ احترام ایک اسلامی حکم ہے غیر مسلم اپنے مذہبی نقطہ نظر سے احترام کا پابند نہیں لہذا اس معاملے میں رواداری اور تعامل قدیم کو استدلال میں پیش کرنا قرین صواب ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

فصل چہارم ۔ زمین مغصوبہ یا غیر موقوفہ پر بنائی ہوئی یا مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد

مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم

(سوال) جو مسجد مال حرام سے بنائی گئی ہو یا زمین مغصوبہ پر بنائی ہو اس میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۱۵ شیخ جمال الدین [illegible] ۱۹ جمادی الآخر ۱۳۵۲ھ م ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۳۰) جو مسجد مال حرام سے بنائی گئی ہو یا غصب کی زمین پر اس میں نماز پڑھنی مکروہ ہے۔(۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) العادة محكمة [illegible] في القواعد الكلية ٤ ٣٥٨ ط ادارة القرآن كراتشي

(۲) وكذا تكره في اماكن كفوق كعبة وفي طريق (إلى ان قال) وأرض مغصوبة اوللغير (الدر المختار، كتاب الصلاة ١/ ٣٨١ ط سعيد)

ہیجڑوں کی کمائی سے بنی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) قصبہ کونچ ضلع جالون میں اہل ہنود کے محلے میں نہایت عمدہ موقع پر ایک مسجد قدیم شکستہ ہیجڑوں کی ناجائز کمائی سے بنی ہوئی غیر آباد حالت میں موجود ہے کیا مسجد مذکور کو درست کرکے نماز پڑھنا جائز ہے؟ مسجد کا ملبہ اس مسجد یا اس کے متعلقات میں یا کسی دوسری جگہ اسلامی مدرسہ میں لگایا جا سکتا ہے؟ کیا کسی زمین پر نئے اینٹ پتھر سے دوسرے مسلمان نئی مسجد بنا سکتے ہیں؟ بعض مفسد ہندو اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں؟

(جواب ۲۳۱) اس مسجد کو غیر مسلموں کے قبضے سے بچانا مسلمانوں پر لازم ہے اور اس کو تعمیر کرکے آباد کرنا اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے اس کا ملبہ اگر اس میں صرف ہو سکتا ہے تو اسی میں لگا دینا چاہئے ورنہ دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے اگر اصل بانی کے وارث موجود ہیں تو ان کو زمین کی قیمت دیدی جائے اور مسلمان اپنی طرف سے مسجد کو تعمیر کرکے وقف کردیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل پنجم۔ مسجد میں یا سقف مسجد پر سونا اور قیام کرنا یا نماز پڑھنا

مسجد کے اوپر امام کے لئے کمرہ بنانا

(سوال) مسجد کی چھت پر کمرہ وغیرہ بنانا امام کے رہنے یا مدرسہ پڑھنے کے لئے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲ عبدالمجید خاں ۸ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ م یکم اگست ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۳۲) مسجد کی چھت پر رہائش کرنا یا رہائش کے لئے کمرہ بنانا درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مسجد میں سونا

(سوال) بعد نماز عشا مسجد میں شب بھر سونا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۶ حاجی محمد یوسف قریشی (ساگر) ۲۰ جمادی الآخری ۱۳۵۲ھ م ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۳۳) مسجد میں بلا ضرورت سونا مکروہ ہے ہاں اگر کوئی شخص مسافر ہو اور اس کے لئے اور کوئی جگہ نہ ہو یا وہ معتکف ہو تو مسجد میں سونے میں مضائقہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) [illegible] ۳۵۵/۲ ط سعید (۲) [illegible] قال في شرح [illegible] ولو قال عنيت [illegible] في حكم المسجد ۳۵۸/٤ ط سعيد (۳) ويكره النوم والأكل فيه لغير المعتكف [illegible] للغريب ولصاحب الدار [illegible] في المسجد عالمگيرية كتاب الكراهية الباب الخامس في آداب المسجد ۳۲۱/۵ ط سعيد

خادم کا مسجد میں مستقل رہائش کرنا

(سوال) مسجد کے اندر یعنی اس جگہ جہاں جماعت ہوا کرتی ہے کسی شخص کا قیام بالاستقامت ماہ دو ماہ خواہ وہ مسافر ہو یا مقیم اس طور پر کہ شخص مذکور وہیں رہے سوئے اور باتیں دنیاوی اور تمام لوازمات زندگی وہیں مسجد میں پوری کرے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ **المستفتی نمبر ۲۵۳ محمد عثمان صاحب بمبئی**

۲۷ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۱۲ اپریل ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۳۴) اگر یہ شخص مسجد کے متعلقہ اشخاص میں سے ہو کہ مسجد کی ضروریات اس سے وابستہ ہوں مثلاً امام یا موذن یا خادم ہو اور اس کے لئے رہنے کی اور کوئی جگہ میسر نہ ہو اور اس کے رہنے سے نمازیوں کو تکلیف پیش نہ آئے اور وہ مسجد کے احترام کو پورا ملحوظ رکھے تو ان شرائط کے ساتھ مسجد میں قیام کی اجازت ہے اور اگر دوسری جگہ سکونت کے لئے میسر ہو یا مسجد سے غیر متعلق ہو اور مسافر بھی نہ ہو یا اس کی رہائش سے نمازیوں کو تکلیف اور تنگی ہو یا مسجد کی بے ادبی یا توہین ہوتی ہو یا تلویث و تکلیف لازم آتی ہو تو ان صورتوں میں اس کو اجازت نہیں ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مسجد میں رہائش کرنا

(سوال) کوئی ایسا شخص مسجد میں ٹھہر سکتا ہے یا نہیں جو مسجد میں ہی کھاتا پیتا ہے اور مسجد میں ہی سوتا ہے اور دنیوی باتیں بھی مسجد میں ہی کرتا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۹۰ سیٹھ میاں محمد دوست محمد (ہمت نگر)

۷ صفر ۱۳۵۳ھ ۲۲ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۳۵) مسجد میں اس طرح ٹھہرنا کہ مسجد کو قیام گاہ بنا لے اور نمازیوں پر نماز پڑھنے کی جگہ کو تنگ کرنا یا مسجد میں دنیوی باتیں کرنا اور بلا ضرورت شدیدہ مسجد میں سونا حنفیوں کے نزدیک مکروہ ہے کسی مسافر کو جب کہ اس کے لئے مسجد سے علیحدہ کوئی جگہ نہ ہو سخت ضرورت کے لئے مسجد میں سو رہنا جائز ہے مگر اس شرط سے کہ اس کے ٹھہرنے سے مسجد کے احترام میں فرق نہ آئے اور نمازیوں کے لئے نماز کی جگہ تنگ نہ ہو اور ضرورت پوری ہوتے ہی وہ مسجد کو چھوڑ دے اور مسجد میں کھانے پینے سے اگر مسجد ملوث ہوتی ہے تو مکروہ ہے ورنہ نہیں اگر مسجد کے علاوہ کوئی قیام گاہ مسافروں کے لئے ہو تو مسجد کو مسافر خانہ بنانا مکروہ ہے (۲) وہذا کلہ معروف فی الفقہ الحنفی واللہ تعالی و علمہ اتم واحکم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) و تعسر ان لا يتسع على احد في الصف و يجب تنزيه المسجد عن النجاسات والصبيان (عالمگیریہ کتاب الكراهية آداب المسجد ۵ / ۳۲۱ ط ماجدیہ)

(۲) ويكره النوم والاكل فيه لغير المعتكف الخ ولا بأس للغريب ولصاحب الدار ان ينام في المسجد في الصحيح من المذهب والاحسن ان يتورع فلا ينام الخ (عالمگیریہ كتاب الكراهية آداب المسجد ۵ / ۳۲۱ ط ماجدیہ کوئٹہ پاکستان)

نمازیوں کا مسجد میں سونے کی عادت بنانا

(سوال) (۱) جامع مسجد دہلی کے دالانوں میں مسلمان بے نمازی اور فقراء آوارہ گرد سوتے ہیں نماز ادا نہیں کرتے مسجد کو سرائے بنا رکھا ہے (۲) نمازی مسلمان بھی بعد نماز ظہر عصر کی نماز تک اندرون مسجد سوتے رہتے ہیں مسجد کے اندر یہ فعل جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی نمبر ۱۱۱۱ محمد عثمان صاحب منتظم جامع مسجد دہلی۔ ۲۷ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۱۶ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۳۶) بے نمازیوں کو مسجد میں سونے اور اس کو خواب گاہ بنانے کا کوئی حق نہیں کیونکہ بے نمازی ہونے کی جہت سے بھی یہ اندیشہ ہے کہ وہ مسجد کی تطہیر و تنظیف کا خیال بھی نہ رکھیں نمازیوں کا مسجد میں اوقات نماز کے علاوہ لیٹ جانا اور سو جانا اگر اتفاقی طور پر ہو تو مباح ہے لیکن مسجد کو ایک خواب گاہ بنا لینا ان کے لئے بھی درست نہیں(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) مسجد کے برآمدے میں سونا
(۲) مسجد میں سامان کے لئے صندوق رکھنا
(۳) تعمیر کے لئے جمع شدہ چندہ کو امام و مؤذن کی تنخواہ میں دینا
(۴) مسجد میں رات کو وظیفہ پڑھنا

(سوال) (۱) ایک شخص متقی پرہیزگار کا جسے ٹھکانا نہیں اس شخص کا مسجد کے باہر برآمدہ میں رہنا سونا جائز ہے یا نہیں (۲) مسجد کا سامان مسجد کے اندر یا باہر برآمدہ میں پیٹی میں بند کر کے رکھنا جائز ہے یا نہیں (۳) مسجد میں مؤذن روزانہ پیٹی سے پیسہ اٹھاتا ہے مسجد کی مرمت کرنے کے واسطے سب آدمی بطور صدقہ دیتا ہے اس جمع شدہ پیسہ سے پیش امام کی تنخواہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ حالانکہ پیش امام کی تنخواہ بستی والوں کے چندہ سے مقرر و معین بھی ہے (۴) مسجد میں بعد نماز عشاء کے ایک دو بجے رات اس وقت کسی آدمی کا نام و نشان نہیں اس وقت میں ذکر و اذکار و مراقبہ کرنا جائز ہے یا نہیں حالانکہ جامع مسجد نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۷ مولوی سراج الحق صاحب (ضلع پردم) ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۷ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳۷) (۱) مسجد کا برآمدہ اگر مسجد سے خارج ہے تو اس میں کسی نیک متقی کے اتفاقاً سو جانے کا مضائقہ نہیں اگر یہ شخص مسجد کے متعلقین میں سے ہے مثلاً امام ہے یا مؤذن یا نگراں تو اس کو برآمدہ میں (جبکہ برآمدہ مسجد سے خارج ہو) سونا روزانہ بھی جائز ہے لیکن اگر مسجد کے متعلقین میں سے نہیں ہے اور اکثر یا دوامی طور پر مسجد میں سونے کی عادت ڈال رکھی ہے تو یہ مکروہ ہے(۲)

---

(۱) ویکره النوم والاکل لغیر المعتکف واذا اراد ان یفعل ذلک ینبغي ان ینوی الاعتکاف فیدخل فیه ویذکر الله تعالی بقدر ما نوی او یصلي ثم یفعل ما شاء (عالمگیریة، کتاب الکراهیة، اداب المسجد ۵ / ۳۲۱ ط ماجدیه)

(۲) ویکره النوم والاکل فیه ای المسجد لغیر المعتکف ولا باس للغریب الخ (عالمگیریة، کتاب الکراهیة، اداب المسجد ۵ / ۳۲۱ ماجدیه)

(۲) مسجد کا سامان پیٹی میں بند کر کے مسجد کے دالانوں میں رکھ دینا جائز ہے بشرطیکہ اس کی حفاظت کا انتظام بھی کر لیا جائے اور چوری ہو جانے یا ضائع ہو جانے کا خوف نہ ہو(۱)

(۳) مؤذن روزانہ مسجد میں جو پیسہ جمع کرتا ہے اگر مرمت کے نام سے جمع کرتا ہے تو اس پیسہ کو مرمت کے کام میں ہی خرچ کرنا چاہئیے مؤذن کی یا امام کی تنخواہ میں سے دینا جائز نہیں(۲)

(۴) مسجد میں ایک دو بجے رات کو وظیفہ پڑھنا یا مراقبہ کرنا یا نماز پڑھنا جائز ہے مگر آواز سے پڑھنا اگر کسی سونے والے کو تکلیف پہنچائے تو مکروہ ہے آہستہ پڑھنے میں مضائقہ نہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مسافر کا مسجد میں سونا

(سوال) کیا فقراء و مساکین اور ہر کس و ناکس کا مسجد میں سونا جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۲۸۰۷ محمد احسن کراچی۔ ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ

(جواب ۲۳۸) مسجد میں لوگوں کا سونا مکروہ ہے سوائے مسافر یا تحت ضرورت مند کے کہ وقت ضرورت سو جائیں تو مباح ہے(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مسجد کی چھت پر کھانا پکانا اور سونا

(سوال) مسجد اور اس کے صحن میں سونا خصوصاً رات دن درست ہے یا نہیں؟ اور مسجد کی چھت پر کھانا پکانا اور سونا درست ہے یا نہیں؟ باوجود حجرہ ہونے کے حجرے کو استعمال نہیں کرتے؟

(جواب ۲۳۹) مسجد اور اس کی چھت کو ایسے کاموں سے جن میں مسجد کی تلویث ہوتی ہو یا احتمال تلویث ہو یا مسجد کے احترام میں نقصان آتا ہو محفوظ رکھنا لازم ہے ضرورۃً کسی مسافر کو یا بیماری کی وجہ سے امام یا مؤذن کو مسجد میں سو رہنا مباح ہے مگر جب کہ حجرہ یا دوسری کوئی جگہ موجود ہو تو مسجد کو خوابگاہ بنانے سے احتراز ضروری ہے۔(۵) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) ولا بأس بأن يتخذ في المسجد بيتاً يوضع فيه البواري (عالمگيرية، فصل كره غلق باب المسجد ۱/ ۱۱۰ ط ماجدية)

(۲) وإذا أراد أن يصرف شيئاً من ذلك إلى إمام المسجد أو إلى مؤذن المسجد ليس له ذلك إلا إذا كان الواقف شرط ذلك في الوقف، كذا في الذخيرة (عالمگيرية، كتاب الوقف، الفصل الثاني في الوقف على المسجد ۲/ ۴۶۳ ط ماجدية)

(۳) وفي حاشية الحموي عن الإمام الشعراني: أجمع العلماء سلفاً وخلفاً على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها إلا أن يشوش جهرهم على نائم أو مصل أو قارئ الخ (رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب في رفع الصوت بالذكر، ۱/ ۶۶۰ ط سعيد)

(۴) ويكره النوم والأكل فيه لغير المعتكف الخ ولا بأس للغريب ولصاحب الدار أن ينام في المسجد (عالمگيرية، كتاب الكراهية، آداب المسجد ۵/ ۳۲۱ ط ماجدية)

(۵) (أيضاً)

(۱) مسجد کے اندر نماز کا ثواب زیادہ ہے یا اوپر؟
(۲) دروازوں کے درمیان صف بنانا

(سوال) (۱) مسجد میں نیچے نماز پڑھنا بہتر ہے یا اوپر بھی نماز پڑھنے کا وہی ثواب ہے چند نمازی کہتے ہیں کہ جب اوپر بھی باقاعدہ مسجد و محراب بنی ہوئی ہے تو اوپر نماز پڑھنے کا ثواب بھی اتنا ہی ہے جتنا کہ نیچے نماز پڑھنے کا ہے۔
(۲) بڑی جماعت میں تیسری یا چوتھی صف میں وہ جگہ کم ہونے کی وجہ سے دروں کے بیچ میں نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں کیا ان لوگوں کی نماز ہو جاتی ہے؟

(جواب ۲۴۰) (۱) اگر اوپر بھی مسجد ہی ہوتی ہے تو نیچے یا اوپر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر اوپر مسجد نہ ہو یعنی محراب نہ ہو تو فرض کی جماعت نیچے پڑھیں سنتیں اور نوافل اوپر پڑھ سکتے ہیں(۱)
(۲) دروں کے درمیان کھڑے ہونے والوں کی نماز ہو جاتی ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

(۱) گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز
(۲) جمعہ کی سنتوں کے "الصلوة قبل الجمعة" پکارنا

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

(سوال) مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جمعہ کے روز مسجد میں صلوۃ پکارتے ہیں۔ الصلوۃ قبل الجمعہ الصلوۃ سنۃ رسول اللہ پھر لوگ سنتیں پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں کیا یہ فعل مستحب ہے؟

(جواب ۲۴۱) مسجد کی چھت بھی مسجد ہی کا حکم رکھتی ہے چھت پر نماز پڑھنا خصوصاً گرمی کی وجہ سے بلا کراہت جائز ہے(۳) یہ صلوۃ پکارنا درست نہیں کیونکہ اس کا ثبوت نہیں ہے(۴) محمد کفایت اللہ غفر لہ،

فصل ششم۔ حقوق متعلقہ مسجد

قادیانیوں کا مسلمانوں کی مسجد میں جماعت کرنا

(سوال) شہر پٹیالہ میں ایک مسجد معروف ذوگراں والی ہمارے ہوش سنبھالنے سے پہلے کی تعمیر شدہ ہے

---

(۱) قال الشامی: لو جعل فوقه بیتا الخ ظاهره انه لا فرق بين ان يكون البيت للمسجد أولا إلا أنه يوخذ من التعليل ان محل عدم كونه مسجدا فيما اذا لم يكن وقفا على مصالح المسجد وبه صرح في الاسعاف الخ (رد المحتار، كتاب الوقف، مطلب في احكام المسجد ٤/ ٣٥٧ ط سعيد وامداد الاحكام ١/ ٣٥١ ط مكتبه دار العلوم كراچي) (٢) ولا اصطفاف بين الاسطوانتين غير مكروه لانه صف في حق كل فريق الخ (مبسوط باب الجمعة ٢/ ٣٥ ط بيروت لبنان) (٣) الصعود على سطح كل مسجد مكروه ولهذا اذا اشتد الحر يكره ان يصلوا بالجماعة فوقه الا اذا ضاق المسجد فحينئذ لا يكره الصعود على سطحه للضرورة (عالمگيرية، كتاب الكراهية، اداب المسجد ٥/ ٣٢٢ ط سعيد) (٤) من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد (بخاري، كتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ١/ ٣٧١ ط قديمي)

مدت آٹھ سال سے فرقہ حنفیہ میں سے اس محلہ میں دو ایک نمازی تھے اس سے فرقہ احمدی کے اشخاص جو اس محلے میں تھے اس مسجد میں نماز پڑھنے لگے اب چونکہ اس محلے کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی اور فرقہ حنفی کے چالیس پچاس اشخاص نمازی ہوگئے ہیں نماز کے وقت دونوں فرقوں میں تکرار ہونے پر پولیس نے یہ انتظام کیا ہے کہ جمعہ کی نماز ہمیشہ پہلے حنفی پڑھ لیا کریں بعد میں احمدی پڑھ لیا کریں اور دوسری نمازیں ایک دن پہلے حنفی پڑھ لیا کریں اور ایک دن احمدی پہلے پڑھ لیا کریں چونکہ احتمال ہمیشہ دنگہ کا رہتا ہے اس لئے دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایک مسجد میں دو فرقوں کے دو امام اور دو جماعتیں ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ اس مسجد کا بانی بھی حنفی تھا۔ المستفتی نمبر ۵۹ مطیع محمد تحصیلدار۔ پٹیالہ

۲۱ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۴۲) جبکہ وہ مسجد قدیم سے اہل السنت والجماعۃ حنفی فرقے کی مسجد تھی اور وہی اس کے بانی تھے تو اس میں نماز اور جماعت کا حق صرف اسی فرقے کے اہل محلہ کو ہے وہی مسجد کے مہتمم اور متولی ہیں وہ وہی جماعت قائم کرنے اور نماز پڑھنے کے مستحق ہیں مرزائی فرقہ جو جمہور علمائے اسلام کے نزدیک کافر ہیں اس مسجد میں کسی قسم کے تصرف کا اور جماعت قائم کرنے کا حق نہیں رکھتے مرزائی نہ تو حنفیوں کی جماعت سے پہلے جماعت قائم کرسکتے ہیں اور نہ حنفی جماعت کے بعد اپنی جماعت کرسکتے ہیں پہلے تو اس لئے نہیں کرسکتے کہ اصل مستحقین بانی مسجد فرقے سے پہلے انہیں اقامت جمعہ کا کوئی حق نہیں اور بعد میں اس لئے کہ صحیح طور پر جماعت ہو جانے کے بعد دوبارہ کوئی جماعت منظم طور پر قائم نہیں کی جاسکتی اگر وہ ناحق اپنی جماعت قائم کرنے پر اصرار کریں تو پولیس کا فرض ہے کہ ان کو داخلہ مسجد سے روک دے کہ ان کو اس کا بھی حق نہیں ہے۔(۱) وھذا اکلہ ظاھر واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مدرسہ امینیہ دہلی

حفاظت کی خاطر مسجد کو تالا لگانا

(سوال) قصبہ نظام آباد کی سنبدنی جامع مسجد (یادگار محی الملت والدین اورنگ زیب عالمگیر) کے چند مصلیان جو نماز جمعہ اور عیدین اس مسجد میں پڑھتے ہیں ان کا مصمم ارادہ ہے کہ جامع مسجد کے فنڈ سے مسجد کے کل محرابوں اور دروازوں میں لوہے کا پھاٹک لگا دیا جائے اور ہمہ وقت دروازوں میں قفل پڑا رہے اور اوقات نماز پنجگانہ میں مؤذن مسجد اپنے گھر سے آکر قفل کھول دے اور نماز وقتی ادا کرنے کے بعد فوراً قفل لگا دے باقی مصلیان مسجد جو نماز جمعہ اور عیدین اس مسجد میں پڑھتے ہیں اکثر خاموش اور بعض ناراض ہیں مگر وہ مصلیان جو اکثر وقتی نماز اس مسجد میں ادا کرتے ہیں وہ بالکل مخالف اور ناراض ہیں کیونکہ ان کے خیال میں اس سے عبادت الٰہی میں رکاوٹ پیدا ہوگی اور وہ خانہ خدا کا مقفل رہنا خلاف شرع سمجھتے ہیں کیونکہ جمہوری مساجد عام

---

(۱) ما کان للمشرکین أن یعمروا مساجد اللہ شاھدین علی أنفسھم بالکفر" (سورۃ توبہ آیت ۱۷) انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر الآیۃ (سورۃ توبۃ ۔ آیۃ ۱۸)

مسلمانوں کے لئے ہر وقت کھلی رہتی ہیں جن سے احتمال تعدد مصلیان مسجد ہے (نوٹ) صحن مسجد چہار دیواری سے محفوظ ہے اندرون مسجد کوئی ایسی چیز نہیں رہتی کہ جو چرالی جاوے مثلاً دری و فرش و جھاڑ و فانوس وغیرہ وغیرہ اور نہ اس مسجد میں امام مسجد مقرر ہے ایک خاندان پٹھانوں کا دعویدار ہے کہ شہنشاہ معظم نے ہمارے اسلاف کو یہ زمین دی تھی یہ خانہ خدا تعمیر کرایا چنانچہ باوجود دور رہنے کے وہ حضرات نماز جمعہ و عیدین ہمیشہ اس مسجد میں ادا کرتے ہیں اور مرمت مسجد کے چندہ کے بھی حامی ہیں لہذا ان کی خاموشی شرعاً موجب رضامندی ہے یا باعث منع ان دو میں سے کس فریق کی تائید کرنی چاہئے تاکہ رفع شر ہو بحالت خاموشی افتراق مصلیان و رکاوٹ عبادت الٰہی کا گناہ ان کے سر تو نہیں ہوگا۔

المستفتی نمبر ۱۶۳۵ منشی عبداللطیف صاحب (ضلع [illegible])

۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۵ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۴۳) مسجد کے دروازوں کو بند یا مقفل کرنا مکروہ تحریمی ہے یہ بلا ضرورت نماز سے روکنے کے ہم پلہ ہے۔ کما کرہ غلق باب المسجد (درمختار) وانما کرہ لانہ یشبہ المنع من الصلوۃ قال تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ الخ (رد المحتار نقلاً عن البحر)

ہاں مسجد کے سامان و اسباب کے چوری ہو جانے کا خوف ہو تو پھر فارغ از نماز اوقات میں مقفل کرنا مباح ہے۔ الا لخوف علی متاعہ بہ یفتی (درمختار)(۲)

اگر پھاٹک لگانے اور قفل ڈالنے کی ضرورت نہ ہو تو پھر اس میں روپیہ لگانا فضول و ناجائز ہے جن لوگوں کو مسجد کے انتظام میں بجا طور پر مداخلت کرنے کا حق ہے ان کو لازم ہے کہ وہ بلا ضرورت مسجد کو مقفل کرنے کے خلاف اپنی رائے ظاہر کریں اسی طرح نمازیوں کو بھی چاہئے کہ اس ناجائز فعل کے خلاف آواز بلند کریں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مسجد کی حفاظت مسلمانوں پر لازم ہے

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ تحت حکم آیت قرآنی ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعیٰ فی خرابہا کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے کہ اللہ کی مسجدوں میں ذکر اللہ کو بند کرے اور ان کی خرابی میں کوشاں ہو۔ ریاست دھار میں ایک قدیم مسجد ہے جسے ہندوؤں اور وہاں کی حکومت نے بھوج شالہ بنانا چاہا تھا اور اسی نام کی تختی وہاں نصب کردی تھی مسلمانان دھار کی کوشش سے حکومت نے اس افتراقی لقب کو اور اس تختی کو نکلوا دیا اور مسجد کو اس کے اصلی نام سے موسوم کیا۔

(۱) امسال رمضان شریف میں وہاں پہنچ کر احقر العباد نے قرآن خوانی تراویح میں شروع کی حکومت مانع

---

(۱) باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، مطلب فی حکم المسجد ۱/ ۶۵۶ ط سعید

(۲) (ایضاً)

ہوئی اور قرآن ختم نہیں کرنے دیا آخر عشرہ میں اعتکاف کیا تو رات کو نکال دیا جاتا تھا اور مسجد میں قفل حکومت کی طرف سے ڈالا جاتا ہے چند روز کے بعد معتکف کو مسجد سے اور شہر سے نکال دیا۔ ۱۹۳۵ء میں تاریخ ۷ اکتوبر کو احقر نے چندہ کیا تھا اس موقع پر بھی صورت مسطورہ بالا پیش آئی تھی اور چندہ نہیں کرنے دیا تھا۔

(۲) مسجد میں روشنی کے لئے کافی طور پر انتظام نہیں کرنے دیا جاتا اور ایک ستون جو روشنی کے لئے قائم تھا اس کو نکلوا دیا۔

(۳) دس بجے رات کو مسجد میں قفل ڈال دیا جاتا ہے اور ہر قسم کی عبادت سے مقیم اور مسافر کو روک دیا جاتا ہے۔

(۴) پبلک نے چندہ کرکے ایک گھڑی وقت دیکھنے کے لئے خریدی ہے اس کو مسجد میں نہیں لگانے دیا جاتا مسجد کے اندر حوض ہے اس میں پانی کا انتظام بکفایت کرنے سے مانع ہے اور اسی قسم کے ناجائز تصرفات حکومت کی جانب سے ہیں۔

صورت ہائے مسطورہ میں مسلمانوں کے کیا فرائض ہیں اور ایسی صورت میں جب کہ حکومت کا تشدد نگرانی حقوق مسجد کے غاصبانہ دباؤ پر مبنی ہے مسلمانوں کو انتہائی جد و جہد و گزاشت و آزادی مسجد میں حکومت سے کرانا اور گورنمنٹ برطانیہ کو اس طرف توجہ دلانا اور سعی بلیغ کرنا کس حد تک ضروری ہے۔

المستفتی نمبر ۲۱۷۲ حافظ مظہر احمد (بھوپال) ۶ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۹ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۴۴) مسلمانوں کو مسجد کی حفاظت اور نگرانی کا حق حاصل کرنے اور اس کو آزاد کرانے اور آزادی کے ساتھ اس میں نماز و عبادت و امور شرعیہ ادا کرنے کا اختیار بہم پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی لازم ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

محلے کی مسجد میں نماز افضل ہے

(سوال) ہم نے محلے کی مسجد میں پرانے امام کو علیحدہ کرکے ایک اچھا حافظ قرآن پیش امام امامت کے لئے مقرر کیا ہے اس پر ہمارے محلے کے چھ آدمیوں نے ناراض ہو کر دوسری مسجد میں جانا شروع کر دیا ہے تو ان پر محلے کی مسجد کا حق ہے یا نہیں اور ناظرہ پیش امام سے حافظ قرآن پیش امام اچھا ہے یا نہیں ؟

المستفتی نظیر الدین امیر الدین (املیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۲۴۵) اپنے محلے کی مسجد کا حق ہے بلا وجہ اسے چھوڑ کر دوسرے محلے کی مسجد میں نماز کے لئے جانا

---

(۱) من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ وان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان (مسلم، باب کون النہی عن المنکر من الایمان ۱ / ۵۱ ط قدیمی کتب خانہ) انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر الآیۃ (سورۃ توبہ' آیۃ ۱۸)

اچھا نہیں ہے حافظ امام اگر قرأت صحیح پڑھتا ہو تو ناظرہ خواں سے افضل ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد پر ملکیت کا دعویٰ باطل ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) اگر کسی مسجد پر کوئی شخص اپنی یا اپنے خاندان کی ملکیت کا دعویٰ کرے اور اس کا اظہار نہ صرف خلوت میں بلکہ مجمع عام میں بھی کرے تو کیا عوام کے لئے اس مسجد میں نماز پڑھنا درست ہے؟

(جواب ۲۴۶) جو مسجد باقاعدہ شرعیہ ایک مرتبہ مسجد بنا دی گئی اور اس میں باقاعدہ جماعت کے ساتھ نماز ہو گئی اس کو اگر کوئی شخص اپنی ملک بتائے یا ملکیت جیسے معاملات کرے یا ملکیت کا دعویٰ کرکے دوسرے مسلمانوں کو روکے تو یہ سب ناجائز اور ظلم ہے (۲) اس مسجد میں مسلمانوں کو نماز پڑھنا اور نماز کے لئے کھلا رکھنے کی کوشش کرنا چاہیے اور اس مدعی ملکیت کے غلط دعوے سے متاثر ہو کر اس میں نماز ترک نہ کرنی چاہیے ہاں اگر کوئی مکان فی الحقیقت کسی شخص کی ملک میں داخل ہے اور اس نے اسے وقف نہیں کیا مسجد نہیں بنایا صرف اس میں نماز پڑھی جاتی تھی تو البتہ اس کا دعویٰ ملکیت درست ہوگا اور جب وہ لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے سے روک دے گا تو پھر اس کی اجازت کے بغیر اس میں نماز پڑھنا جائز نہ ہوگا۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

مکان کے اندر مسجد بنانا

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک نہایت وسیع مکان کے اندر ایک مسجد ہے شب کو اس مکان کو اندر سے بند کر لیا جاتا ہے مسجد عرصے سے غیر آباد ہے صاحب خانہ نماز نہیں پڑھتے ہیں کیا اس مسجد میں نماز ہو جاتی ہے؟

(جواب ۲۴۷) اگر اس مسجد کا راستہ عام نہیں ہے اور مکان والے اس کو جب چاہیں بند کر سکتے ہیں تو وہ مسجد شرعی نہیں ہوئی نماز جب مالک کی اجازت سے پڑھی جائے تو نماز ہو جاتی ہے البتہ مسجد شرعی نہ ہونے کی صورت میں مسجد کا ثواب نہیں ملتا (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی

(الجمعیۃ مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۲۸ء)

(سوال) اگر کوئی متولی مسجد چند پابند صوم و صلوۃ مسلمان نمازیوں کو محض صوفیانہ سماع سننے کی بنا پر مسجد

---

(۱) والأفضل اختيار الذي امامه ثقة وصلاح و مسجد حيه وان في جمعه فضل من الجمع (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أفضل المساجد ۱/۶۵۹، ط سعيد)

(۲) قوله تعالى: ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن يذكر فيها اسمه وسعى في خرابها (سورة البقرة آية ۱۱٤)

(۳) فلو جعل وسط داره مسجدا واذن للناس في دخوله والصلوة فيه ان شرط معه الطريق صار مسجدا في قولهم والا فلا (عالمگيرية، كتاب الوقف، ۲/٤۵٤، ط ماجديه)

کے جمعہ کے وقت نکال دے یا قفل جڑ دے تو اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۴۸) مسجد کسی کی ملک نہیں وہ خانہ خدا اور وقف ہے متولی وغیرہ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ لوگوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکے کسی شخص کو اس کی کسی ناجائز حرکت کی وجہ سے مسجد سے روکنے کا حق بادشاہ اسلام یا اس کے نائب کو ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مدرسہ امینیہ دہلی

"مسجد کی دیوار توڑ دی گئی" کہنا

(الجمعیۃ مورخہ یکم مئی ۱۹۳۵ء)

(سوال) مسجد کی دیوار شہید کردی گئی کے بجائے توڑ دی گئی کہنا کیسا ہے؟

(جواب ۲۴۹) "مسجد کی دیوار شہید کردی گئی" یا "مسجد کی دیوار توڑ دی گئی" یہ دونوں عبارتیں جائز ہیں ان میں کوئی توہین نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کا پیسہ دوسری جگہ خرچ کرنا جائز نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) ہندہ ایک مسجد کا متولی ہے۔ عرصہ ایک سال کا ہوا مسجد پر تعمیر لگائی گئی تھی جو کہ چند روپے کی کمی سے نامکمل رہ گئی تھی مسجد کے برابر میں ایک شخص کا مکان ہے مسجد پر چڑھنے سے اسکے مکان کی بے پردگی ہوتی ہے کیا مسجد کی رقم سے اس کا پردہ کرایا جاسکتا ہے؟ وہ دیوار مالک مکان کی ہے۔

(جواب ۲۵۰) مسجد کی رقم سے دوسرے کی دیوار پر بغرض پردہ دیوار تعمیر کرنا ناجائز ہے ہاں مسجد کی دیوار پر تعمیر کردی جائے تو جائز ہے اور اگر مسجد کی دیوار پر پردہ قائم کرنے کی صورت نہ ہو سکتی ہو تو اہل مسجد مالک مکان کی اپنے پاس سے اتنی اعانت کردیں کہ وہ اپنی دیوار پر پردہ قائم کرسکے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کے بانی کو تولیت کا حق ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) اگر کوئی یہ کہے کہ مسجد [illegible] ہماری قوم نے [illegible] غیر قوم کو کسی امر میں دخل دینے کا حق نہیں [illegible] و منتظم پنچ ہو پر تو مسجد انتظامیہ میں ان کو دخل دینے کا حق نہیں تو کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۵۱) نماز پڑھنے کا حق تو تمام مسلمانوں کو ہے مگر مسجد کا انتظام کرنے کا حق مسجد کے بانی اور

---

(۱) والمسجد خالص لله تعالى [illegible] (فتح القدير، كتاب الوقف، فصل في احكام المسجد ٦/ ٢٣٤ ط مصر)

(۲) [illegible] ويبدأ من غلته بعمارته ثم ما هو اقرب بعمارته ثم السراج والبساط كذلك الى آخر المصالح [illegible] احكام المسجد ٤/ ٣٦٧ ط مصر

واقف یا متولی ہو تو اگر وہ انتظام درست رکھے تو خیر ورنہ دوسرے مسلمانوں کو مشورہ دینے کا حق ہے لیکن زبردستی انتظام میں مداخلت نہیں کرنی چاہئے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

مسجد کے کسی حصہ پر قبضہ کرنا جائز نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۹ء)

(سوال) ایک مسجد واقع سیونی [illegible] میں قدیم تھی اس کے مینارہ کو زید نے بطمع نفسانی منہدم کرا کے زنانہ مکان میں شامل کر لیا ہے اور دوسرے مینارہ کو بھی گرادیا ہے جس سے شکل مسجد تبدیل ہو گئی ہے۔

(جواب ۲۵۲) مسجد یا اس کے کسی حصے کو منہدم کرنا اور اس پر غاصبانہ قبضہ کر لینا سخت گناہ اور موجب فسق ہے ایسا شخص فاسق اور گناہ گار اور مستحق تعزیر ہے مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کا بائیکاٹ کردیں اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اور مسجد کے نقصان کی تلافی نہ کرے اس کو شامل نہ کریں قرآن پاک میں ہے ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

فصل ہفتم۔ مساجد میں غیر مسلموں کا داخلہ

غیر مسلم مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) بازار میں مسلم آبادی ہے مسلمانوں نے ایک [illegible] قائم کیا ہے جس میں ہندو مسلمان شامل ہیں ورزش کا جلسہ [illegible] ضروری ہے لیکن جگہ کوئی نہیں ہے جہاں یہ مشترک جلسہ کیا جائے یہ جلسہ برائے امن تھا مسجد میں کرلیا جائے تو کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۷ حقداد خان۔ دریبہ کلاں دہلی

۲۵ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ م ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۲ء

(جواب ۲۵۳) مضائقہ نہیں۔ مسجد میں ہندو عیسائی اور دیگر غیر مسلموں کا داخلہ ممنوع نہیں جامع مسجد میں یہ لوگ تفریح کے لئے روزانہ غیر مسلم داخل ہوتے ہیں تو ایک صحیح غرض (تحریک قیام امن) کے لئے داخل ہونے میں کیا مضائقہ ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

---

(۱) [illegible] بنی المسجد وجعله لله تعالى فهو أحق الناس بمرمته وعمارته وبسط البواري والحصير والقناديل والأذان والإقامة والإمامة إن كان أهلا لذلك فإن لم يكن فالرأي في ذلك إليه (عالمگیریہ، فصل كره غلق المسجد ۱ / ۱۱ ط ماجدیہ)

(۲) (سورة البقرة: ۱۱۴) قال ابن الهمام: "والمسجد خالص لله تعالى وليس لأحد فيه حق" قال الله تعالى: "وأن المساجد لله" (فتح القدير، كتاب الوقف، فصل في أحكام المسجد ۶ / ۲۳۴ ط مصر)

(۳) وفي الحموي: ولا بأس بدخول الكافر وأهل الذمة المسجد الحرام وبيت المقدس وسائر المساجد لمصالح المسجد وغيرها من المهمات (البحر الرائق، كتاب الوقف، حكم المسجد ۵ / ۲۷۱ ط بيروت لبنان و رد المحتار ۴ / ۳۷۸)

فصل ہشتم۔ مسجد کے سامان کا فروخت کرنا یا منتقل کرنا

ویران مسجد کے سامان کا حکم

(سوال) ڈیرہ اسمٰعیل خان میں چھاؤنی میں مسلمانوں کے پیسے سے جو وہاں ملازم تھے ساٹھ ستر برس سے مسجدیں تعمیر کرائی گئی ہیں باقاعدہ اب جمعہ و عیدین کی نمازیں پڑھی جاتی ہیں چونکہ چھاؤنی اٹھائی گئی ہے اس لئے مسجدیں خالی رہ گئی ہیں چھاؤنی کا تمام اسباب مکانات وغیرہ نیلام ہو چکا ہے اب گورنمنٹ نے مسلمانوں کو مطلع کیا ہے کہ یا تو ان کا تمام ملبہ شہتیر کڑیاں وغیرہ لے جاؤ یا ان کو آباد کرو جس کو لوگوں کا نہیں ہے کہ مسجدیں گرا کر ان کا سامان اسلامیہ اسکول میں لگا دینا چاہئے یہ مسجدیں اب تک شہر سے چھ فرلانگ پر ہیں۔ المستفتی نمبر ۱۲۰ حاجی محمد دین ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ ۲۸ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۸ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۵۴) جو مسجد ایک بار شرعی قاعدے سے مسجد ہو جائے وہ قیامت تک مسجد ہی رہتی ہے اس کو غیر مسجد کے کام میں نہیں لگا سکتے اگر اس کے قریب آبادی نہ رہے اور مسجد میں کوئی نماز پڑھنے والا نہ رہے تو جب بھی اس کی حفاظت کا سامان کرکے اسے محفوظ کر دینا ضروری ہے البتہ اگر کوئی مسجد پہلے ہی شرعی قاعدے سے مسجد نہ ہوئی ہو مثلاً اس کی زمین موقوفہ نہ ہو کسی کی ملک ہو جس نے وقف نہ کی ہو تو وہ مسجد کا حکم نہیں رکھتی۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) مسجد کے ملبہ کا حکم

(۲) ہندوؤں سے تعمیر مسجد کا کام لینا

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۹ء)

(سوال) (۱) مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں اگر اس کا ملبہ فروخت کرکے اس کی قیمت کو تعمیر مسجد میں لگا دیا جائے تو کس حالت میں ملبہ کو فروخت کرنا جائز ہوگا یا نہیں اور اگر تعمیر کے بجائے زر ثمن کو کسی اور مصرف میں لگایا جائے تو جائز ہوگا یا نہیں؟ بعض احباب کو حضرت عالمگیر بادشاہ اسلام کے اس فقرے سے متوحش ہو رہے ہیں "[illegible] مسجد اند نہ [illegible] داشتنی نہ قابل فروختنی"

(۲) تعمیر و مرمت مسجد میں اگر ہندو معمار اور ہندو مزدور جو مستعد اور ہوشیار ہوں کام کریں تو شرعاً کراہت ہے یا نہیں؟ اور انما المشرکون نجس کا کیا مطلب ہے؟

(جواب ۲۵۵) (۱) مسجد کا ملبہ جو کام میں نہ آسکے اس کو فروخت کرکے جدید تعمیر میں اس کی قیمت خرچ

---

(۱) ولو خرب ما حوله واستغنی عنه یبقی مسجدا عند الامام والثانی ابدا الی قیام الساعة وبه یفتی الخ (رد المحتار، کتاب الوقف ۴/ ۳۵۸ ط سعید)

کر دینا جائز ہے۔ (۱) عالمگیری کا فقرہ بھی صحیح ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ فروخت کرنا بھی ناجائز ہو (۲) تعمیر مسجد کا کام غیر مسلم مزدوروں معماروں سے لینا جائز ہے۔ انما المشرکون نجس سے نجاست ظاہری مراد نہیں ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کی تعمیر سے بچی ہوئی لکڑی کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) (۱) ایک قصبہ کی جماعت نے مسجد کی تعمیر کے لئے چند لکڑی جنگل سے لا کر جمع کر دیں اس مسجد کی منتظمہ جماعت کی اجازت سے ایک شخص نے بوجہ ضرورت ان جمع شدہ لکڑیوں میں سے ایک لکڑی لیکر اپنے گھر کی عمارت میں لگادی پس یہ فعل جائز تھا یا نہیں؟

(۲) مسجد کی تعمیر کے لئے جو لکڑیاں تخمیناً جمع کر دی گئیں آیا وہ تمام لکڑی مسجد کی تعمیر میں لگنے سے قبل مسجد کی ملکیت میں شمار ہو گی یا نہیں؟

(جواب ۲۵۶) جن لوگوں نے مسجد کی تعمیر کے لئے لکڑیاں جمع کی تھیں اگر جماعت منتظمہ کے حوالے کر دی تھیں تو وہ لکڑیاں مسجد کی ہو گئی تھیں اور اگر مسجد کی تعمیر میں ان سب لکڑیوں کی حاجت نہ تھی تو جماعت منتظمہ زائد از حاجت لکڑی کو مسجد کے لئے قیمت سے کسی کو دیکر قیمت کو مسجد میں خرچ کر سکتی تھی بلا قیمت کسی کو دے دینے کا حق نہیں تھا جس شخص کو دے دی گئی ہے اس سے اب بھی قیمت وصول کی جا سکتی ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تعمیر مسجد سے بچے ہوئے سامان کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۰ء)

(سوال) ----------

(جواب ۲۵۷) اگر مسجد کے لئے سامان تعمیر اس کے متولی کے حوالے کر دیا جائے اور اس میں سے کچھ سامان بچ رہے تو وہ سامان مسجد کی ملک ہو تا ہے اور اگر مسجد میں لگنے کے قابل نہ ہو تو فروخت کر کے اسی مسجد

---

(۱) وما انهدم من بناء الوقف وآلته صرفه الحاكم في عمارة الوقف ان احتاج اليه وان استغنى عنه امسكه حتى يحتاج الى عمارته فيصرفه فيها وان تعذر اعادة عينه الى موضعه بيع وصرف ثمنه الى المرمة صرفا للبدل الى مصرف المبدل (هداية، كتاب الوقف ٢/ ٦٤٢ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۲) وفي البحر نقلا عن الحاوي "ولا بأس ان يدخل الكافر واهل الذمة المسجد الحرام وبيت المقدس وسائر المساجد لمصالح المسجد وغيرها من المهمات (رد المحتار، كتاب الوقف ٤/ ٣٧٨ ط سعيد)

(۳) حشيش المسجد اذا كانت له قيمة فلاهل المسجد ان يبيعوه وان رفعوا الى الحاكم فهو اولى (عالمگيريه، كتاب الوقف ٢/ ٤٥٩ ط ماجديه)

کے مصارف متعلقہ تعمیر میں خرچ ہونا چاہئے ہاں اگر کوئی شخص مسجد میں از خود تعمیر کراتا ہو اور سامان تعمیر خرید کر لاتا ہو تو اس خرید شدہ سامان کو مسجد کی ملک قرار نہ دے اور نہ متولی کے حوالے کرے تو اس صورت میں وہ سامان اس کی ملک ہے جو چاہے کرے۔ مسجد کا [illegible] سامان مسجد میں کام آسکے تو کام میں لانا چاہئے اور کام نہ آئے تو فروخت کر کے مسجد میں خرچ کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

فالتو سامان کو فروخت کرنا
(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۳۳ء)

سوال (۱) ایک مسجد کا [illegible] کھپریل کا تھا اب وہ دوبارہ [illegible] اس کے بجائے پختہ چھت [illegible] کی شکل میں [illegible] چندہ [illegible] نہیں [illegible] اس سے [illegible] لکڑی وغیرہ [illegible] فروخت [illegible] پختہ چھت میں لگا سکتے ہیں؟

جواب ۲۵۸) کھپریل کی جگہ پختہ چھت بنائی جائے تو کھپریل کا لگا ہوا سامان جو چھت کے کام میں نہ آئے اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت پختہ چھت بنانے میں صرف کر دینا جائز ہے۔ و نقضہ یصرف الی عمارتہ ان احتاج الیہ و الا بیع و صرف ثمنہ(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فصل نہم۔ مسجد میں چندہ کرنا اور سوال کرنا

نماز کے بعد مسجد میں چندہ کرنا

سوال (۱) عیدین میں بعد نماز عید یا قبل نماز کسی مسجد میں مسجد کی ضروریات کے لئے اگر [illegible] چندہ [illegible] جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۴۰۲ [illegible] صاحب مہتمم جامعہ [illegible]
۲ شعبان ۱۳۵۲ھ م ۲۰ نومبر ۱۹۳۳ء

جواب ۲۵۹) عیدین کی نماز کے بعد جماعت میں [illegible] بعد نماز کے امام عید نمازیوں کو مسجد یا کسی دینی ضرورت کے لئے چندہ کی ترغیب دے [illegible] لیکن کوئی شخص [illegible] چندہ [illegible] متعین [illegible] قباحت نہیں اور نماز سے قبل بھی امام کی ترغیب [illegible] [illegible] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

---

(۱) [illegible] المسجد [illegible] في [illegible] المتولي [illegible] المسجد والأبكر [illegible] عالمگیریۃ الفصل الثاني في الوقف على المسجد ۲ : ۴۶۲ ط ماجدیہ [illegible] شرح [illegible] الوقف ۲ : ۳۵۵ ط سعید کمپنی [illegible] في المسجد [illegible] ۱ : ۶۵۹ ط سعید

عنوان مثل بالا

(سوال) بعد نماز مسجد میں سائل روپیہ سوال کرنا کیسا ہے اور سائل کو دینا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۰۱ انعام ربانی حبیبی صاحب (ضلع غازی پور) ۹ رجب ۱۳۵۵ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۶۰) مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور سائل کو دینا بھی ناجائز ہے کسی محتاج کو بغیر سوال کے مسجد میں دیدے تو جائز ہے یا مسجد میں سوال کرنے والے کو باہر نکال کر دیدے تو یہ بھی جائز ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دوران خطبہ چندے کا حکم

(سوال) عین خطبہ خوانی کے وقت مسجد یا مدرسہ کی نقد عطیوں کے لئے صف بہ صف گشت کرنا اور پیسہ وغیرہ کو آواز دیتے ہوئے چلنا تاکہ مصلیان متنبہ ہو جائیں جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی نمبر ۱۷۳۴ حافظ عبدالکریم انصاری (ضلع ہگلی)

۳ رجب ۱۳۵۶ھ ۹ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۶۱) اثنائے خطبہ میں یہ کام نہیں کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عنوان مثل بالا

(الجمعیۃ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۳۵ء)

(سوال) عیدین کے خطبہ ثانی میں کسی طالب علم یا مسافر یا امام و مؤذن کے لئے بطور خوشی چندہ کیا جاتا ہے مجبوراً بعد جمعہ میں کرتے ہیں مقصود نہیں آتا اس کی شکل کیا ہے۔

(جواب ۲۶۲) خطبے کے اثناء میں چندہ کرنا جائز نہیں خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد کر سکتے ہیں اگر نمازی خوشی سے اور رضا سے دیدیں تو یہ عمل خطبے کے بعد درست ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فرض نماز کے بعد دعا سے پہلے چندہ کرنا

(الجمعیۃ مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) بعض جگہ فرض نماز با جماعت ادا کرکے بعد دعا مانگنے سے پہلے چندہ کرنا کیسا ہے؟

---

(۱) ويحرم فيه السؤال ويكره الإعطاء مطلقاً وقيل إن تخطى (الدر المختار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۶۵۹ ط سعيد)

(۲) كل ما حرم في الصلاة حرم فيها أي الخطبة "خلاصة" وغيرها فيحرم أكل و شرب و كلام بل يجب أن يستمع و يسكت (الدر المختار، باب الجمعة ۲/ ۱۵۹ ط سعيد)

(۳) فإذا خرج الإمام فلا صلاة ولا كلام الخ (تنوير الأبصار، باب الجمعة ۲/ ۱۵۸ ط سعيد)

(جواب ۲۶۳) سلام پھیرنے کے بعد دعا مانگنے سے پیشتر کسی مذہبی کام کے لئے چندہ کرنا جائز ہے(۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ٬

فصل دہم۔ مسجد میں بدبودار چیز کا استعمال

مسجد کی دیواروں کو روغن لگانا

(سوال) مسجد کے اندر کا صحن چاروں طرف سے نیچے کا جس کو دالان کہتے ہیں بوجہ نونی لگ جانے کے خراب ہو جاتا ہے جو دیکھنے میں بہت برا معلوم ہوتا ہے ایسی صورت میں یا تو تیل ملوائے جائیں یا ایسی روغن لگایا جائے تو کچھ عرصے کے لئے محفوظ ہو جاتا ہے روغن جب تک سوکھتا نہیں بو باقی رہتی ہے۔

المستفتی نمبر ۱۶۲۱ مولوی محمد اسحق صاحب امام مسجد کٹنے والی۔ قصاب پورہ دہلی۔
۳ رمضان ۱۳۵۲ھ م ۲۱ دسمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۶۴) روغن میں اگر بو ناگوار ہو تو اس سے مسجد کو محفوظ رکھنا چاہئے البتہ اگر ناگوار بو نہ ہو تو جائز ہوگا(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ٬ دہلی

مسجد میں مٹی کے تیل والی لالٹین کا استعمال

(سوال) مسجد میں مٹی کا تیل لالٹین میں بھر کر جلا سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۴۰۲ حافظ احمد جندل پور ضلع رانپور۔ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ م ۲ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۶۵) مسجد میں بدبودار چیز لانا منع ہے مٹی کا تیل بھی مسجد میں جلانا مکروہ ہے - محمد کفایت اللہ

مسجد کو ہر قسم کی گندگی سے پاک رکھا جائے

(سوال) مسجد کے حجرے کے نیچے دھوبی رہتے ہیں بھٹی کپڑوں کی وہ وہیں چڑھاتے ہیں جس میں ہر قسم کے کپڑے غلیظ وغیرہ ہوتے ہیں اس کی تمام تعفن مسجد میں جاتی ہے اور اسی کے برابر سائیس لوگ آباد ہیں جن کے پاس گھوڑے گاڑی ہیں وہاں گھوڑے رکھتے ہیں اور دھوبیوں کی بیل بھی وہیں رہتے ہیں قریب

---

(۱) قال في الدر المختار: ويكره التخطي للسؤال بكل حال الخ وفي الشامية: قال في النهر: والمختار أن السائل إن كان لا يمر بين يدي المصلي ولا يتخطى الرقاب ولا يسأل الحافاً بل لأمر لا بد منه فلا بأس بالسؤال والإعطاء (باب الجمعة مطلب في التصدق على سائل المسجد ۲: ۱۶۴ ط سعيد)

(۲) وعن جابر قال: قال رسول الله: من أكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا فإن الملائكة تتأذى مما يتأذى منه الإنس (متفق عليه) (مشكوة باب المساجد ص ۶۹ ط سعيد كمپنی)

(۳) (ايضاً)

جوار میں گھوسی بھی آباد ہیں متولی مسجد کو اس بات کی اہل محلہ نے اطلاع بھی کردی ہے مگر متولی کوئی توجہ نہیں کرتا۔

(جواب ۲۶۶) مسجد کا احترام اور ادب لازمی ہے اس کو غلاظت کثافت بدبو سے محفوظ اور پاک صاف رکھنا واجب ہے، دھوبی گھوسی وغیرہ کو مسجد کی جائیداد میں مسجد کے نیچے یا مسجد کے متصل آباد کرنا اس لئے ممنوع ہے کہ ان کی سکونت سے مسجد اور اس کا راستہ اس کی عمارت غلاظت کثافت بدبو سے محفوظ نہیں رہ سکتی متولی کا فرض ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو جن سے مسجد کے احترام میں نقصان آتا ہے مسجد کی جائیداد میں آباد نہ کرے ورنہ اہل محلہ پر حفاظت مسجد کا فرض عائد ہوگا۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مسجد میں لیمپ جلانا

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) ہمارے ہاں ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مٹی کے تیل کا لیمپ مسجد میں جلانا منع ہے استدلال یہ کرتے ہیں کہ چونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ پیاز لہسن کھا کر مسجد میں نہ جائے اسی طرح مٹی کا تیل بھی بدبو کی وجہ سے ممنوع ہے۔

(جواب ۲۶۷) ہاں یہ صحیح ہے کہ بدبودار چیز مسجد میں لے جانا منع ہے اور مٹی کا تیل بھی بدبودار ہے اور جلانے میں اور زیادہ بدبو ہوتی ہے اس لئے مسجد میں مٹی کا تیل جلانا مکروہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

فصل یازدہم۔ مسجد میں مکتب یا مدرسہ جاری کرنا

مسجد میں مدرسہ جاری کرنا

(سوال) ایک مسجد مسلم آبادی سے دور محلہ ہنود میں واقع ہے جہاں شاذونادر ہی کوئی مسلمان نماز کے لئے آجاتا ہے کیا ایسی مسجد میں مدرسہ قائم کرسکتے ہیں یا نہیں ؟ نیز اس مسجد کے متعلق جو دکانیں ہیں اس کی آمدنی مدرسہ کے مصارف ضروریہ میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۳۹۲ قاضی محمد امیر (پالن پور)

۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ یکم ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۶۸) اس مسجد میں مدرسہ قائم کردینا جائز ہے مدرسہ قائم ہونے سے اس کی مسجدیت باطل

---

(۱) ایضاً حاشیہ ۲ صفحہ گزشتہ

(۲) وعن جابر قال قال رسول الله من اكل هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا الحديث (متفق عليه) (مشکوٰۃ باب المساجد ص : ۶۹ ط سعید)

نہیں ہوگی بلکہ مدرسے کے قیام سے مسجد کی آبادی ہو جائے گی اس لئے قیام مدرسہ کی اجازت ہے صورت مذکورہ میں دکانوں کی آمدنی مسجد و مدرسہ مذکورہ پر صرف کی جا سکتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد میں دینی کتابیں پڑھانا

(سوال) شہر بھاگلپور میں شہر اور میونسپل حلقے سے کچھ دور شاہ جنگی تالاب کے متصل تالاب سے پورب میں ایک قدیم عیدگاہ کی مسجد ہے جماعت کی روز افزوں ترقی کی وجہ سے اس کا اتر دکھن اور پورب جانب پختہ چہار دیواری سے محصور کر دیا گیا ہے جماعت اس میں کثیر ہوتی ہے اس کے پچھم جانب تالاب ہے اور اتر اور دکھن جانب میدان ہے اور اس سے پورب جانب قریب دو تین رسی کے فاصلے پر بستی ہے چند روز سے اس مسجد کے اندر ایک شخص نے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا سلسلہ جاری کیا ہے جس میں چھوٹی چھوٹی درسی ابتدائی کتابیں اور قرآن شریف کی تعلیم بچوں کو دی جاتی ہے وہ بھی باضابطہ اور منظم طریقے سے نہیں مسجد کے اندر اس تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنے کے بارے میں دو مختلف جماعت پیدا ہو گئی ہیں ایک جماعت کا خیال ہے کہ مسجد کے اندر تعلیمی سلسلہ رکھنے میں کوئی قباحت نہیں ہے اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ مسجد صرف نماز کی جگہ ہے اس میں سوائے نماز کے اور کوئی کام جائز نہیں ہے براہ کرم آگاہ فرمائیں ؟

المستفتی نمبر ۲۴۴۴ سید احسن علی بھاگلپور ۲ محرم ۱۳۵۸ھ م ۲۷ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۶۹) عیدگاہ کا حکم مسجد کے احکام سے کچھ تھوڑا مختلف ہے لیکن تعلیم کے حق میں کچھ زیادہ اختلاف نہیں حتی الامکان مسجد یا عیدگاہ میں بچوں کی تعلیم کا سلسلہ جاری نہ کیا جائے کہ بچے پاکی ناپاکی اور احترام مسجد کا خیال نہیں رکھتے لیکن اگر کسی دوسری جگہ کا انتظام نہ ہو سکے تو بمجبوری کی حالت میں مسجد یا عیدگاہ میں بھی تعلیم دینا ناجائز نہیں مگر معلم کا فرض ہے کہ وہ مسجد یا عیدگاہ کے احترام و صفائی کا لحاظ رکھے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بے سمجھ بچوں کو مسجد میں نہ پڑھایا جائے

(سوال) ایسے چھوٹے بچوں کا مکتب مسجد میں قائم کرنا جو کہ طہارت بھی نہیں کرتے نہ مسجد کا ادب و احترام کرتے ہیں ان کے جسم اور کپڑوں کی طہارت بھی مشتبہ ہوتی ہے مسجد کی چیزیں ضائع اور مسجد کا پانی خراب مشغول کرتے ہیں اور بے طہارت رہتے ہیں ایسے بچوں کو مسجد میں پڑھانا اور ان کا مکتب مسجد میں قائم

---

(۱) والمعلم الذی یعلم الصبیان باجر اذا جلس فی المسجد یعلم الصبیان لضرورۃ الحر وغیرہ لا یکرہ (عالمگیریۃ، احکام المسجد ۱/ ۱۱۰ ماجدیہ)

(۲) والمعلم الذی یعلم الصبیان باجر اذا جلس فی المسجد یعلم الصبیان لضرورۃ الحر وغیرہ لا یکرہ (عالمگیریۃ، فصل کرہ غلق باب المسجد ۱/ ۱۱۰ ط ماجدیہ) فیجب تنزیہ المسجد عنہ کما یجب تنزیہہ عن المخاط والبلغم الخ (رد المحتار، کتاب الصلاۃ، احکام المسجد ۱/ ۶۶۰ ط سعید)

کرنا جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۲۵ شیخ حاجی منگو محمد مصطفیٰ سلطانپور (اودھ)

۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۷۰) مکتب کے لئے مسجد کے علاوہ کوئی دوسری جگہ تجویز کرنی چاہیے اور جب دوسری جگہ تجویز ہو جائے تو مسجد کو بچوں سے محفوظ رہنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فصل دوازدہم۔ استقبال قبلہ

مکہ سے دور رہنے والوں کے لئے جہت قبلہ کافی ہے

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ذیل کے نقشے کے متعلق چشم دید حالات کے بارے میں۔ نمبر ایک نماز پنجگانہ کی مسجد جدید ہے نمبر دو جنازہ گاہ نو تعمیر۔ نمبر تین قدیمی جنازہ گاہ نمبر ایک کی محراب سے آلت قطب نما سے پچیس درجے شمال کی طرف پھری ہوئی ہے۔ نمبر چار قدیمی جنازہ گاہ آلت قطب نما سے بائیس درجے شمال کی طرف پھری ہوئی ہے اور قبریں بھی جدید و قدیم اسی نمبر تین و چار کے مطابق دفنتے ہیں مسلمانوں میں چھ سات سال سے نا اتفاقی ہو رہی ہے اول گروہ کہتے ہیں بلا کراہت ہر سہ جنازہ گاہ میں نماز جنازہ جائز ہے اور پنجگانہ بھی کیونکہ جہت قبلہ شمال تا جنوب درمیان میں جہت ہے دوسرا گروہ کہتے ہیں ہر سہ حصے میں جائز ہوئے تو بھی صحیح و بلا کراہت نہ ہوتے ہوں اور ایک ہی احاطہ میں تینوں قریب کے فقط چار پانچ گز کا فاصلہ ہے اس لئے نمبر دو میں درست ہوگی سوم گروہ کہتے ہیں ہر سہ میں ایک صحیح ہے تو یک غلط ہے اگر قدیم کو صحیح کہتے ہیں تو قدیم ہی میں پڑھیں اگر جدید کو صحیح مانتے ہیں تو جدید ہی میں سب پڑھیں کیونکہ ایک ہی امامت کرنے والا اور جدید میں بھی امامت کریں تو اس کی اقتدا کر بیٹھ سمجھتا ہوں اس لئے اس طرف والے کی امام کی اقتدا نہیں کرتا۔ المستفتی نمبر ۵۶۱ اسد اللہ خاں۔ (سرگودھا)

۴ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ م ۵ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۱) یہ صحیح ہے کہ مکہ معظمہ سے دور دراز فاصلے کے شہروں میں خاص کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دینا دشوار اور مسلمانوں کے لئے مشقت کا موجب ہے اس لئے بغرض آسانی جہت قبلہ کو قائم مقام قبلہ کا قرار دے دیا گیا ہے مشرقی ممالک میں رہنے والوں کے قبلہ یعنی کعبہ جہت مغرب میں واقع ہے اہل مشرق کا قبلہ جہت مغرب ہے اور یہ حکم اس بنا پر دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو استقبال قبلہ میں دشواری بھی نہ ہو اور قبلہ سامنے نہ ہونے کے باوجود مسلمانوں کی جماعت مختلف سمتوں کی طرف منہ کرکے بھی کھڑی نہ ہو کہ یہ یکجہتی اور اتحاد ملت و اتحاد قبلہ کی حکمت کے یہ امر منافی تھا اس حکم کا فائدہ یہ تھا کہ نہ صرف

---

(۱) ویحرم ادخال صبیان و مجانین حیث غلب تنجیسهم و الا فیکره (الدر المختار، احکام المسجد ۱ / ۶۵۶ ط سعید)

ایک شہر یا دس شہروں یا ایک صوبہ یا ایک احاطے کا قبلہ ایک رہے بلکہ کعبہ سے مشرقی سمت میں رہنے والے تمام شہروں اور تمام صوبوں اور تمام احاطوں کے مسلمان ایک ہی جہت میں نماز پڑھتے رہیں اور اس کے باعث وحدت قبلہ اور وحدت امت کا نظام قائم رہے اس لئے تمام اہل مشرق پر لازم ہے کہ وہ سیدھی مغربی جہت کو قبلہ قرار دیکر مسجدیں بنائیں اور نماز ادا کریں اور اسی پر سلف وخلف کا عمل چلا آرہا ہے اور اس مغربی جہت میں نماز پڑھنے والے خواہ کعبہ سے مختلف سمتوں میں رہنے والے ہیں بعض شمالی ہیں بعض جنوبی اور پھر شمال وجنوب میں قرب وبعد کا تفاوت ہے تو تمام اہل مشرق کا قبلہ جہت مغرب ہے خواہ وہ آپس میں شمالاً و جنوباً کتنے ہی مختلف ہوں۔

پس نمبر ۲ میں جو جہت مغرب پر تحقیق سے ہوئی ہے اور مسجد نماز پنجگانہ نمبر ایک کے موافق ہے نماز جنازہ پڑھنی چاہیے اور نمبر ۳ و نمبر ۴ کو بھی اسی کے موافق کرلیں یا ان میں کھڑے ہونے کے وقت ذرا ترچھے کھڑے ہوں تاکہ سب کا قبلہ ایک ہو اور آپس میں اختلاف وانتشار ظاہر نہ ہو۔

یہ بات کہ ایک ہی بستی بلکہ ایک ہی قبرستان کے احاطے میں تین جنازہ گاہوں کے قبلے تین سمت کو ہوں سخت مذموم ہے اور اسلامی حکمت وحدت قبلہ کے منافی ہے جس کے لئے شریعت مقدسہ نے حقیقی استقبال قبلہ کو ساقط کرکے جہت قبلہ کے استقبال کا حکم دے دیا تھا، ان لوگوں نے اس حکم کی حکمت کو ہی باطل کردیا اور ایک احاطے میں تین قبلے بنائے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور اتباع حق کی توفیق عطا فرمائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) استقبال قبلہ کا طریقہ
(۲) معمولی انحراف مفسد نماز نہیں
(۳) قطب ستارے کے ذریعے سمت قبلہ کی تعیین

(سوال) اگر قطب نمازی کے داہنے شانے سے ذرا ادھر ادھر ہٹ جائے تو اس کی جہت درست ہونے کی بابت کیا حکم ہے جہت کعبہ کہاں سے کہاں تک لی جاتی ہے؟

المستفتی نمبر ۶۴۹ مولوی خدا بخش (ٹیکم گڑھ) ۱۸ رجب ۱۳۵۴ھ م ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۲) قطب داہنے شانے سے ذرا پیچھے رہنا چاہیے دہلی کی جامع مسجد کا قبلہ اسی طرح ہے جہت کعبہ میں توسعت ہے تاہم قبلہ کی جہت مساجد قدیمہ کی جہت سے صحیح کرلینا چاہیے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

---

(۱) والسادس استقبال القبلة فللمكي اصابة عينها ولغيره اي غير معاينها اصابة جهتها بان يبقى شيء من سطح الوجه مسامتا للكعبة او لهوائها الخ (الدر المختار، كتاب الصلاة مبحث في استقبال القبلة: ۱/ ۴۲۸ ط سعيد)

(۲) قال في الدر المختار: وهو في القرى والامصار محاريب الصحابة والتابعين، وفي المفاوز والبحار النجوم كالقطب الخ وقال الشامي: (قوله كالقطب) وهو اقوى الادلة وهو نجم صغير في بنات النعش الصغرى بين الفرقدين والجدي اذا جعله الواقف خلف اذنه اليمنى كان مستقبل القبلة (مبحث في استقبال القبلة: ۱/ ۴۳۰ ط سعيد)

(**جواب ۲۷۳**) (۶۷۳) قصداً باوجود علم کے نو درجے کے انحراف کو نظر انداز کر دینا اور غلط سمت پر نماز پڑھنا مسلمانوں کے قلوب میں خطرات و وساوس پیدا کرنے اور استقبال قبلہ کی وقعت کو گھٹانے کا موجب ہوگا اس لئے مسجد میں صحیح سمت کے نشان قائم کر کے ہی نمازیں ادا کرنی چاہئیں ہاں یہ صحیح ہے کہ اداشدہ نمازوں کا اعادہ لازم نہیں ہے کیونکہ موجودہ انحراف اتنا نہیں ہے کہ سمت قبلہ کی حد معین سے باہر ہوگیا ہو(۱) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ‘** ۱۳ شعبان ۱۳۵۴ھ

(**جواب ۲۷۴**) (۶۷۴) تمام ہندوستان کعبہ معظمہ سے جہت مشرق میں واقع ہے اور جہت قبلہ میں اس قدر توسع ہے کہ قطب تارہ سیدھا دائیں کندھے پر ہو یا قدرے پیچھے کو یا قدرے آگے کو ہٹا ہوا ہو دونوں صورتوں میں جہت قبلہ کا استقبال ہو جاتا ہے لیکن صحیح صورت یہ ہے کہ قطب تارہ دائیں کندھے کے پچھلے حصے کے مقابل رہے دہلی کی جامع مسجد کی یہی جہت ہے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ‘ ۲۱ شعبان ۱۳۵۴ھ م ۱۹ نومبر ۱۹۳۵ء

جس مسجد کا رخ قبلہ کی طرف درست نہ ہو

(سوال) ایک شرقی ملک میں ایک شہر ہے اس میں ایک قدیمی قبرستان ہے اس میں نماز جنازہ کے لئے تین عمارت پختہ بنی ہوئی ہیں یہ تینوں قریب قریب واقع ہیں اور اسی قبرستان میں نماز پنجگانہ کے لئے ایک مسجد بھی ہے یہ تینوں جنازہ گاہیں تین قسم کی جہت پر ہیں ایک بالکل مغربی جہت پر ہے شہر کی قدیمی مسجد سے اور آلات قطب نما سے بھی۔ دوسری پنجگانہ مسجد کے مطابق ہے نمبر ۳ شہر کی قدیمی مسجد سے اور آلات قطب نما سے بالکل ۲۵ درجے شمال کی طرف جھکی ہے نمبر ۴ آلات قطب نما سے نیز شہر کی مسجد سے بائیس درجہ شمال کی طرف پھری ہوئی ہے ان میں سے کس میں نماز جنازہ جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۹۳۲ حاجی محمد حنیف مرگوئی ۲۶ صفر ۱۳۵۵ھ ۱۸ مئی ۱۹۳۶ء

(**جواب ۲۷۵**) نماز پنجگانہ والی مسجد اور جنازہ کی مسجد نمبر ۲ درست ہیں نمبر ۳ و ۴ غلط ہیں اگرچہ نماز جنازہ ان کے اندر پڑھنے سے ہو جائے گی لیکن قصداً غلط جہت پر نماز ادا کرنا مکروہ ہے ان دونوں کو نمبر ۲ کی طرح درست کر لینا چاہئے یا جنازہ رکھنے اور صفیں قائم کرنے میں جہت نمبر ۲ کے موافق انحراف کر لینا چاہئے۔ فقط (۳) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ‘** دہلی

---

(۱) فعلم ان الانحراف اليسير لا يضر وهو الذي يبقى معه الوجه او شيء من جوانبه مسامتا لعين الكعبة او لهوائها الخ (رد المحتار، مبحث في استقبال القبلة ۱/ ۴۳۰ ط سعيد وامداد المفتين ۱/ ۲۶)

(۲) وفي المعتبرة والبحر النجوم كالقطب درمختار وفي الشامية وهو اقوى الادلة اذ جعله الواقف خلف اذنه اليمنى كان مستقبل القبلة (مبحث في استقبال القبلة ۱/ ۴۳۰ ط سعيد)

(۳) والسادس استقبال القبلة فللمكي اصابة عينها ولغيره اي غير معاينها اصابة جهتها بان يبقى شيء من سطح الوجه مسامتا للكعبة او لهوائها (التنوير مع الدر، كتاب الصلاة، مبحث في استقبال القبلة ۱/ ۴۲۷، ۴۲۸ ط سعيد)

قبلہ سے معمولی انحراف

(سوال) ایک مسجد کی بنیاد تھوڑی سی ٹیڑھی رکھی گئی اور عمارت بلند ہو چکی ہے زمیندار غریب آدمی ہے کیا اس عمارت پر چھت ڈال دی جائے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۲ چوہدری نجم الدین صاحب (ضلع انبالہ) ۷ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۱۸ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۷۶) بہتر تو یہی ہے کہ مسجد کو قبلہ کی سمت کے موافق کرلیا جائے پھر چھت ڈالی جائے لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو اور چھت ڈال دی جائے تو مسجد میں صفیں قبلہ رخ کھڑی ہوا کریں نماز ہو جائے گی۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

منحرف مسجد کا قبلہ درست کیا جائے

(سوال) قصبہ پراپور ریاست جے پور میں ایک مسجد قدیم زمانہ شاہی کی تعمیر کی ہوئی ہے اس میں جمعہ و جماعت ہوتی ہے اب تک کسی کو یہ خیال نہ ہوا اب چند شخصوں نے قطب نما وغیرہ کے ذریعہ سے دیکھا تو مسجد کا رخ سمت قبلہ سے کسی قدر ٹیڑھا معلوم ہوتا ہے بدیں وجہ چند صاحبان کہتے ہیں کہ بغیر درستی مسجد نماز درست نہیں ہوتی اور مسجد کی درستی از سر نو تعمیر جدید سے ہو سکتی ہے یہ کام مسلمانوں کی حالت اور حالت موجودہ سے بعید ہے کیونکہ قصبہ ہذا میں بہت تھوڑے اور غریب مسلمان رہتے ہیں علاوہ اس کے فتنہ و فساد کا پورا احتمال ہے کہ متعصب ہندوؤں کی اکثریت کا غلبہ ہے مسجد کو شہید کرنے میں اور جدید تعمیر کرنے میں ضرور رکاوٹ پیدا کرنے کا خطرہ ہے خطوط کے ذریعہ صفوف کو سیدھا کرنے میں بجائے دو صفوں کے ایک صف کا ہونا بھی ناممکن ہو جاتا ہے اور نمازیوں کو جگہ نہیں ملتی ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ حالیہ مسجد میں نماز بلا کراہت درست ہو جائے گی کیونکہ یہ مسجد بادشاہی زمانہ کی بنی ہوئی ہے قطب نما کی جہت کا کچھ اعتبار نہیں لہذا علمائے دین سے گزارش ہے کہ ایسی صورت میں جو حکم شرع شریف کا ہو اس سے بحوالہ کتب فقہ حنفی مطلع فرما کر مسلمانوں کو مشکور فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۱۹۱۵ ملا عبدالغنی صاحب (جے پور) ۱۸ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۷۷) اس مسجد کی سمت کا نقشہ صحیح صحیح قطب نما کے لحاظ سے بنوا کر میرے پاس بھیجو تو پھر میں اس کا حکم بتاؤں گا نقشہ بنانے کی صورت یہ ہے کہ ایک کاغذ پر مسجد کی عمارت کا مربع نقشہ بناؤ اور پھر اس

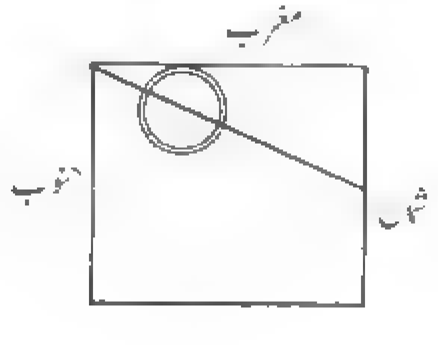

---

(۱) (ایضاً حوالہ صفحہ گزشتہ حاشیہ ۳)

پر قطب نما رکھ کر دیکھو کہ مسجد کی سمت سے کس قدر ہٹ کر خط سمت جاتا ہے اور جنوباً یا شمالاً کس قدر تفاوت ہوتا ہے یہ نقشہ مسجد کے اندر اس کی سمت عمارت پر تاغور رکھ کر بن سکے گا مثلاً یہ مربع مسجد کی موجودہ عمارت کی سمت پر درست کرکے رکھو کہ خط مغربی مغرب کی دیوار پر سیدھا منطبق ہو اس کے بعد مغربی خط پر قطب نما رکھو اور اس کی سوئی کی دونوں طرفوں کی سیدھ میں خط لگاؤ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلاف ادب ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا کیسا ہے؟

(جواب ۲۷۸) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلاف ادب ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مدرسہ امینیہ دہلی

جہت مسجد سے منحرف ہو کر نماز پڑھنا

(الجمعیۃ مورخہ ۵ مئی ۱۹۳۴ء)

(سوال) زید جب نماز پڑھتا ہے تو پچھم دکن کے کونے کو قبلہ کی سمت مان کر نماز پڑھتا ہے اور جہت مسجد سے نہیں ملتی، اس کے مکان کے قریب ہی مسجد ہے مسجد قطب ستارے سے ٹھیک ہوئی ہے لیکن زید مسجد میں نہیں جاتا ہے اور جب قطب ستارہ پہچاننے کو کہا جاتا ہے تو زید کہتا ہے کہ تم کسی شرعی دلیل سے قطب تارے کو ثابت کرو تو ہم مانیں گے، زید کو قطب کی شناخت معلوم نہیں ہے۔

(جواب ۲۷۹) زید جنوب مغرب کے گوشے کی طرف منہ کرنے کی وجہ سے نماز پڑھتا ہے اگر وہ اس جہت کو اپنے مقام کے لئے قبلہ کی صحیح جہت سمجھتا ہے اور اس کے پاس اس کی دلیل بھی ہو تو اس کی نماز صحیح ہوگی ورنہ اس کو اپنے شہر کی مساجد قدیمہ کی جہت کا اتباع کرنا چاہئے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

دور والوں کے لئے جہت قبلہ کافی ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) قرآن مجید میں نماز پڑھنے کے لئے کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے۔ **فولوا وجوهكم شطر**

---

(۱) وفي العالمگيرية: "ويكره مد الرجلين إلى الكعبة في النوم وغيره عمدا" (كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد ۵/ ۳۱۹ ط ماجدية كوئٹه) وفي الشامية: "ويكره تحريما ... وكذا يكره مد رجليه في نوم أو غيره إليها أي عمدا لأنه إساءة أدب" (مطلب في أحكام المسجد ۱/ ۶۵۵ ط سعيد)

(۲) وجهة الكعبة تعرف بالدليل، والدليل في الأمصار والقرى المحاريب التي نصبها الصحابة والتابعون فعلينا اتباعهم (العالمگيرية، الفصل الثالث في استقبال القبلة ۱/ ۶۳ ط ماجدية)

المسجد الحرام بنگلور اور میسور میں عموماً مساجد کا رخ ٹھیک مغرب کی طرف ہے جو قبلہ سے بہت ہٹ کر پڑتا ہے مستفتی کا ارادہ ایک مسجد تیار کرنے کا ہے کیا میں بھی اسی طرح مسجد تیار کروں جس طرف دوسری مساجد کا رخ ہے یا نقشہ اور پیمائش کے لحاظ سے ٹھیک خانہ خدا کی سمت مسجد کا رخ رکھا جائے۔

(جواب ۲۸۰) یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں کا قبلہ مسجد حرام یعنی کعبہ مقدسہ ہے لیکن چونکہ دور دراز ممالک کے رہنے والے مسلمانوں کے لئے یہ بات بہت دشوار تھی کہ وہ ہر مقام پر کعبہ کی ٹھیک سمت معلوم کریں اس لئے شریعت مقدسہ نے آسانی کے لئے جہت قبلہ کو قبلہ کا حکم دے دیا ہے اور دور دراز کے ان ممالک کے لئے جو شرقی ممالک کہے جاتے ہیں مغربی جہت قبلہ ہو گئی اور ان کی نمازیں مغربی جہت کی طرف منہ کر لینے سے درست ہو جاتی ہیں اس لحاظ سے کہ آپ بنگلور میں صحیح سمت کعبہ معلوم کر کے اپنی زیر تجویز مسجد کو اس کے موافق تیار کریں اصل کے لحاظ سے وہ مسجد صحیح اور بہتر ہوگی مگر چونکہ اس میں مسلمانوں کے خیالات میں انتشار اور طرح طرح کے اوہام پیدا ہونے کا قوی امکان ہے کہ ساری مسجدیں تو ایک طرح کی ہیں اور ایک مسجد دوسری طرح کی ہے اس لئے اس انتشار وہم سے بچنے کے لئے آپ اپنی مسجد کو تعمیر کرتے وقت دوسری مساجد کے خلاف تعمیر نہ کریں اگر کوئی غیر ممیز تفاوت ہو تو مضائقہ نہیں۔ تاکہ مسلمان انتشار خیال اور باہمی اختلاف سے بچیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل سیزدہم۔ جماعت خانہ و صحن و فنائے مسجد

مسجد سے ملحق دکان پر امام کے لئے حجرہ بنانا

(سوال) مسجد کے دائیں جانب ایک دکان ہے جس کی دیوار مسجد کی اور دکان کی ایک ہے لیکن دکان کا دروازہ باہر کی طرف ہے اس دکان کی چھت کے اوپر ایک حجرہ امام کے رہنے کے واسطے تعمیر کرایا ہے جو دیوار مسجد کی دکان میں آتی ہے وہی دیوار اوپر حجرے میں آتی ہے اور حجرے کا دروازہ بھی باہر کی طرف ہے امام بال بچے دار نہیں' تنہا ہے تو کیا اس حجرے میں رہنا جائز ہوگا۔؟

المستفتی نمبر ۸۵ نور محمد صاحب۔ ۵ رجب ۱۳۵۳ھ م ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۸۱) امام کو اس حجرے میں جو مسجد کی فضا پر نہیں ہے بلکہ دکان کی چھت پر ہے رہنا جائز ہے البتہ مسجد کی دیوار کو حجرے میں شامل کرنا نہیں چاہیئے تھا، تاہم اس کی وجہ سے امام کو حجرہ میں رہنا ناجائز نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) في التنوير وشرحه: والشرط استقبال القبلة حقيقة أو حكماً فللمكي إصابة عينها ولغيره إصابة جهتها بأن يبقى شيء من سطح الوجه مسامتاً للكعبة أو لهوائها (مبحث في استقبال القبلة ۱/ ۴۲۷، ۴۲۸ ط سعيد)

(۲) ولا يوضع الجذع على جدار المسجد وإن كان من أوقافه (رد المحتار، كتاب الوقف، أحكام المسجد ۴/ ۳۵۸ وخير الفتاوى أحكام المسجد ۲/ ۷۲۲ ط ملتان)

مسجد کی دکان پر امام کے لئے حجرہ بنانا

(سوال) مسجد کی دکانوں پر مسجد کے متصل ایک مختصر سا خانہ ہے جس کا آنے جانے کا دروازہ بھی مسجد کے دروازہ سے علیحدہ ہے اس میں امام مسجد مذکور مع اپنے اہل و عیال کے رہتا ہے لہذا امام کو مع اپنے اہل و عیال کے ایسے مکان یا حجرے میں رہنا جائز ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۷۰۵ قاری عبدالرحیم (دہلی) ۱۱ شوال ۱۳۵۴ھ م ۷ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۲) اگر حجرہ مسجد پر نہیں ہے بلکہ دکانوں پر ہے اور اس کا راستہ اور دروازہ بھی مسجد سے علیحدہ ہے تو اس میں امام مسجد مع اہل و عیال کے رہ سکتا ہے اور اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

استنجاء خانوں کے اوپر امام کے لئے جگہ بنانا

(سوال) ایک دو منزلہ مسجد کے نیچے سے جس قدر جگہ نماز کے لئے مقرر ہے سیدھا اوپر بھی اس قدر جگہ نماز کے لئے مقرر ہے یعنی نیچے سے لے کر سیدھا اوپر تک ایک برابر جگہ تمام مسجد کی ہوتی ہے اور مشرقی جانب نیچے میں کسی قدر جگہ میں حوض ہے متصل اس کے پیشاب خانہ ہے کسی قدر جگہ خالی ہے جہاں لوگ جوتی وغیرہ چھوڑتے ہیں اس کے متصل گوشہ میں چھوٹی سی کوٹھری دکان ہے جس قدر جگہ میں نیچے حوض دکان وغیرہ ہیں اس کے سیدھ کی قدر اوپر جگہ میں امام کی کوٹھری بھی ہے جو کہ وقت بنانے مسجد خود واقف و بانی مسجد نے امام کی بیت سکونت کے لئے خارج کر کے رکھا ہے بیت الامام میں امام از کم چالیس سال سے سکونت بھی کرتا ہے خلاصہ یہ کہ یہ کوٹھری امام کی شرقی جانب مسجد کے سامنے دو منزلہ پر ہے جس کے نیچے بھی نماز نہیں پڑھی جاتی۔ بلکہ حوض و دکان وغیرہ ہیں نیچے جہاں تک مسجد ہے اوپر بھی وہاں تک مسجد ہی ہے۔ بیت الامام پاخانہ پر اگرچہ مستقل ہے لیکن اس کی حدود دیوار سے علیحدہ کی ہوئی ہیں یعنی بذریعہ دیوار وغیرہ کے کوٹھری محدود و مخصوص کی ہوئی ہے اس کا دروازہ بھی الگ ہے اوپر نیچے مسجد میں آمد و رفت کے دروازے الگ ہیں غرض امام کی کوٹھری کے باعث کوئی آلودگی یا بے حرمتی مسجد یا مصلی کی آمد و رفت اوپر نیچے میں کوئی رکاوٹ نہیں کوٹھری کا تمام انتظام علیحدہ ہے آنا جانا پانی وغیرہ میں ایسی حالت میں کوٹھری مذکورہ میں امام اپنی اہلیہ کے ساتھ بود و باش کر سکتے ہیں یا نہیں ؟ در مختار بحر الرائق وغیرہ میں جو لکھتے ہیں **لو بنی فوقہ بیتا للامام (للسکنی) لا یضر لانہ من المصالح** اس سے کیا مراد ہے۔ کیا امام کا مجرد رہنا یا مع اہل و عیال کے یا امام کا خالی بیٹھے رہنا اور کھانا پینا وغیرہ حاجات انسانیہ کچھ بھی یہاں پر نہ کرنا جس سے حرمت مسجد میں خلل ہو حال آنکہ یہ کوٹھری زمان ابتدا سے خارج مسجد ہے اور امام مدت

---

(۱) وکرہ تحریما الوطء فوقہ والبول والتغوط لانہ مسجد الی عنان السماء (الدر المختار باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱/۶۵۶ ط سعید)

مسجد کی خدمت بھی کرتے ہیں اور مدرسہ بھی چلاتے ہیں یہ سب منجانب واقف وقف بھی ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۰۲۳ مولوی محمد ادریس صاحب [illegible] سنگاپور

۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۷ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۳) صورت مسئولہ میں یہ کوٹھری جو مسجد سے علیحدہ دکان یا حوض کی چھت پر ہے اس میں امام اپنے اہل و عیال کے ساتھ سکونت کر سکتا ہے کیونکہ جب کہ یہ ابتداء سے اسی کام کے لئے بنائی گئی اور اصل مسجد یعنی مکان صلوۃ سے علیحدہ ہے تو اس کا حکم نفس مسجد کا نہیں اور اس میں سکونت کرنے سے مسجد کے احترام میں کوئی نقصان واقع نہیں ہوتا اور درمختار کی عبارت **ولو بنی فوقه الخ** (۱) تو اس بیت سے متعلق ہے جو نفس مسجد پر ہو اس میں بھی امام کو رہنا جائز ہے مگر اس میں اہل و عیال کے ساتھ رہنا یعنی کوئی ایسا کام کرنا جو آداب مسجد کے منافی ہو جائز نہ ہوگا مگر سوال میں جو صورت ہے یہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسجد کے دروازے کے متصل بازار لگانا

(سوال) جامع مسجد کے شرقی دروازے کے آگے جہاں جوتیاں اتاری جاتی ہیں اور وہ جگہ مسجد کی ملکیت ہے ایک بازار کبوتران و مرغ فروشان کا ہر روز لگا کرتا ہے اور خوانچہ والے بکثرت وہاں سودا بیچتے ہیں ان کبوتر فروشوں اور خوانچہ والوں کی وجہ سے وہاں ایک ہجوم رہتا ہے اور مسجد کا دروازہ بالکل بند رہتا ہے۔ یہاں تک کہ نمازی اگر نماز کے لئے مسجد میں جانا چاہیں تو اس وقت ان کو سخت دشواری کا سامنا ہوتا ہے جس کی شکایت ہوتی ہے کہ راستہ نہیں ملتا اور بعض اوقات نمازیوں کو ہجوم کی کثرت کی وجہ سے واپس آنا پڑتا ہے ان کے علاوہ مسجد کے دروازے کے آگے لوگ حقہ بیڑی سگریٹ وغیرہ پیتے ہیں اور گالی گلوچ بکتے ہیں غرض اس بازار کے لوگ نہ مسجد کا احترام کرتے ہیں نہ نمازیوں کے راستے کی پروا کرتے ہیں منتظمین مسجد سے کئی بار شکایت کی گئی لیکن وہ یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ یہ بازار شاہی زمانے سے لگتا ہے مسجد کے دروازہ کے آگے بازار لگانا اور لوگوں کا وہاں گالی گلوچ بکنا اور نمازیوں کے لئے قریب رستہ کو بند کردینا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور جو منتظمان توجہ دلانے کے باوجود اس امر کی طرف توجہ نہ کریں بلکہ صورت موجودہ میں بازار قائم رکھنے اور نمازیوں کو راستہ کی تکلیف ہونے دیں ان کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر [illegible] حاجی محمد دین صاحب لیس والے (خلف حاجی رفیع الدین مرحوم (چاندنی چوک دہلی)

۱۴ صفر ۱۳۵۶ھ م ۲۶ اپریل ۱۹۳۷ء

---

(۱) (الدر المختار، کتاب الوقف، احکام المسجد ۴ / ۳۵۸ ط سعید)

(۲) (والتنویر وشرحه: وکره الوطء فوقه والبول والتغوط لأنه مسجد إلى عنان السماء (باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ۱ / ۶۵۶ ط سعید)

(جواب) (از امام صاحب فتحپوری) جو حصہ فی الواقع مسجد کی نیت سے نماز کے لئے وقف کیا گیا ہے اس میں داخل ہو اس میں خلاف شرط وقف کے اس پر قبضہ نہیں قائم رکھنا جائز نہیں اور وہاں پر خرید و فروخت کی اجازت دینا اور نمازیوں کی راہ تنگ کرنا جائز نہیں لانه لا یجوز تغییر شرط الواقف کما فی عامة کتب الفقه قال فی الاسعاف ولو اراد قیم المسجد ان یبنی حوانیت فی حرم المسجد و فنائه قال الفقیه ابو اللیث لا یجوز له ان یجعل شیئا من المسجد سکنا و مستغلا انتهی ص ۷۴۷۔ [illegible] صورت مذکورہ میں [illegible] نہیں ہے [illegible] جائز نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ حضرت شاہجہاں نور اللہ مرقدہ سے تو یہ امر ثابت ہو ہی نہیں سکتا انہوں نے [illegible] اجازت دی ہو [illegible] اس کا رواج [illegible] پچھلے زمانہ کے سلاطین کے زمانہ میں [illegible] کہا جا سکتا ہے اور اس صورت میں ان کی [illegible] قدرت ہے اس لئے شارع کا حکم اسی کی جانب [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد مظہر اللہ امام مسجد فتحپوری دہلی

(جواب ۲۸۴) (از حضرت مفتی اعظمؒ) واقعی مسجد کے دو حصے ہوتے ہیں ایک تو وہ حصہ جو مسجد شرعی [illegible] نماز [illegible] کی غرض سے [illegible] دوسرا وہ حصہ جو پہلے حصے (مسجد شرعیہ) سے خارج مگر احاطہ مسجد میں شامل ہوتا ہے ان دونوں حصوں کے احکام جدا جدا ہیں پہلے حصے میں تو [illegible] (جنبی [illegible] حائض و نفساء عورت) کا داخل ہونا حرام ہے اور اس میں نماز پڑھنے والے کو مسجد کا ثواب ملتا ہے اس میں [illegible] معتکف [illegible] اس کے اوپر آسمان تک اور نیچے تحت الثریٰ تک مسجد کا حکم رکھتا ہے [illegible] دوسرا حصہ [illegible] اس میں نماز پڑھنے [illegible] مسجد کا ثواب نہیں ملتا اس میں [illegible] حرام نہیں [illegible] معتکف [illegible] بغیر عذر شرعی چلا جائے تو اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے اور اس کا یہ حکم نہیں کہ اوپر آسمان تک اور نیچے تحت الثریٰ تک مسجد کے احکام جاری کئے جائیں ان مسائل کے دلائل یہ ہیں۔ لانه مسجد الی عنان السماء (درمختار) وکذا الی تحت الثری کما فی البیری عن الاسبیجابی (رد المحتار) (۱) ویحرم بالحدث الاکبر دخول مسجد لا مصلی عید و جنازة و رباط و مدرسة (درمختار) قوله لا مصلی عید و جنازة فلیس لهما حکم المسجد فی ذلک وان کان لهما حکمه فی صحة الاقتداء وان لم تتصل الصفوف و مثلهما فناء المسجد و تمامه فی البحر (رد المحتار) (۲) کما کره فیه مبایعة غیر المعتکف مطلقا للنهی (درمختار) (۳) [illegible]

---

(۱) (باب ما یفسد الصلاة و ما یکره فیها مطلب فی أحکام المسجد ۱ / ۶۵۶ ط سعید)

(۲) (کتاب الطهارة : ۱ / ۱۷۲ ط سعید) (۳) (باب الاعتکاف ۲ / ۴۴۹ ط سعید)

کہ جب مسجد کے لئے کوئی جگہ نماز کی مخصوص ہو چکی ہو تو اس کے اوپر یا نیچے رہائش کے لئے استعمال کرنا یا اس کے اوپر آمدنی کے لئے کمرے اور مکان یا اس کے نیچے دکانیں بنانا ناجائز ہے خواہ یہ دکانیں تجارتی اغراض میں استعمال کرنے کے لئے یا رہائش کے لئے کرایہ پر اٹھائی جائیں پس فقہا کی تصریحات اور اسعاف کی عبارت منقولہ بالا اور فقیہ ابواللیث کے قول کے موجب مسجد فتح پوری کی تمام دکانیں فناء مسجد میں اور شہر کی مسجد اور احاطہ کالے صاحب اور دیگر مساجد کی دکانیں جو عین مسجد کے نیچے واقع ہیں فناء مسجد میں واقع ہیں اور سب ناجائز ہونے میں شریک ہیں اور عین مسجد کے نیچے کی دکانوں کا حکم عدم جواز شدید ہے بہ نسبت فنائے مسجد کی دکانوں کے۔ جامع مسجد کے شرقی دروازے کے بازار حیوانات اور اس کے شور و شغب کا اصل حکم یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے مگر زمانہ قدیم سے ہونا وجہ جواز نہیں اور اگر کمیٹی اس کی اصلاح پر قادر ہے تو اسے صاف کرنی چاہئے اور یہی حکم ان دکانوں کا ہے جو دیگر مساجد کے فنا میں واقع ہیں اور اس سے زیادہ شدید ان مساجد کی دکانوں کا جو عین مسجد کے نیچے یا اوپر واقع ہیں۔ واللہ اعلم و علمہ اتم واحکم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

صحن مسجد میں حوض استنجاء خانہ بنانے کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) کیا صحن مسجد میں برائے وضو حوض اور برائے بول و براز طہارت خانہ بنا سکتے ہیں؟ ایک مسجد کو منہدم کر کے صحن قرار دینا اور تقریباً پچیس گز کے فاصلے پر دوسری مسجد تیار کرنا کس حد تک صحیح ہے؟

(جواب ۲۸۵) صحن مسجد کا اطلاق دو معنوں پر کیا جاتا ہے اول مسجد کے اس غیر مسقف حصے کو صحن کہتے ہیں جو مسجد میں مخصوص ہوتا ہے یعنی نماز و جماعت ادا کرنے کے لئے بنایا جاتا ہے لیکن بغیر چھت کے کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ دوسرے اس حصے کو بھی صحن کہہ دیتے ہیں جو موضع مسجد مخصوصہ کے مسقف اور غیر مسقف حصے سے علیحدہ خالی زمین یا فرش کی صورت میں چھوڑ دیا جاتا ہے مگر وہ نماز و جماعت ادا کرنے کے لئے نہیں بنایا جاتا۔

پہلے معنی کے لحاظ سے صحن تو مسجد کا ہی ایک حصہ ہے اور اس کے احکام مسجد کے احکام ہیں اس میں حوض اور وضو کی نالی وغیرہ بنانا جائز نہیں کیونکہ جو جگہ ایک مرتبہ مسجد ہو جائے اور اس کو نماز کے لئے مخصوص کر دیا جائے پھر اس کو کسی دوسرے کام میں نہیں لا سکتے اور دوسرے معنی کے لحاظ سے صحن ایک علیحدہ چیز ہے یعنی اگرچہ وہ بھی سب وقف ہونے میں شامل ہے مگر مسجد کے احکام اس کے لئے ثابت نہیں اس میں جوتیاں پہن کر جنابت کی حالت میں گزرنا جائز ہے(۱) مسجد کی توسیع کی ضرورت سے اس

---

(۱) فحل دخوله لجنب وحائض كفناء مسجد ورباط ومدرسة الخ (الدر المختار، أحكام المسجد ۱ / ۶۵۷ ط سعید) وفی العالمگیریہ: قیم المسجد لا یجوز له أن یبنی حوانیت فی حد المسجد أو فنائه لأن المسجد إذا جعل حانوتا و مسکنا تسقط حرمته وهذا لا یجوز والفناء تبع للمسجد فیکون حکمه حکم المسجد، کذا فی محیط السرخسی، الفصل الثانی فی الوقف علی المسجد و تصرف فیه ۲ / ٤٦٢ ط ماجدیه کوئٹہ

کو مسجد میں شامل کر لینا یا اس میں حوض اور وضو کی نالی بنا لینا جائز ہے اگر وہ مسجد میں ایک مرتبہ شامل کر دیا جائے گا تو پھر وہ مسجد کے حکم میں ہو جائے گا اس صحن بالمعنی الثانی کے کسی ایسے گوشے میں جو نفس مسجد سے دور ہو پاخانہ۔ نالی بنانا بھی جائز ہے بشرطیکہ اس کی بدبو مسجد تک نہ پہنچے مسجد کو منہدم کر کے صحن۔ بنانا بالمعنی الاول جائز ہے اور مسجد کو صحن بالمعنی الثانی بنانا ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فصل چہاردہم۔ مسجد کی دیواروں کو منقش کرنا یا آیات لکھنا یا کتبہ لگانا

مسجد کی قبلہ والی دیوار کو منقش کرنا

(سوال) مسجد میں قبلہ رخ چند سورتیں، پھول پتے و آیت سنہری رنگ میں یا لالی میں منقش کرنا جائز ہے یا منع ہے؟ المستفتی نمبر ۶۳۱ عبدالستار (ضلع بہاری) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۸۶) مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مسجد کی دیواروں پر رنگین ٹائل لگانا

(سوال) کیا مسجد میں دیواروں پر ٹائل لگانا جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۹۴۲ مولوی محمد عمر (ویتی پور) یکم ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۷) مسجد کی دیواروں پر اور خصوصاً قبلہ کی دیوار پر رنگین ٹائل لگانا مکروہ ہے۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

(۱) مسجد کی دیواروں پر آیات قرآنی یا ترجمہ لکھنا
(۲) مسجد کی قبلہ والی دیوار پر نقش و نگار کرنا

(سوال) (۱) مسجد کے دروازہ یا حجرہ کی بیرونی یا اندرونی حصے کے کسی مناسب جگہ منظر عام پر بہ نسبت نفع خلق کلمہ طیبہ یا آیات قرآنی یا ترجمہ کسی آیت یا حدیث کی بزبان بنگلہ لکھنا جائز ہے یا نہیں (۲) مسجد کی قبلہ کی دیوار میں یا محراب میں نقش و نگار کرنا کیسا ہے خصوصاً چندہ کے پیسے سے اور ایسا نقش جو بوقت صلوۃ نمازی کے دل کو مائل کرنے والا ہو۔ المستفتی نمبر ۱۲۳۲ محمد عبدالغفور صاحب سلہٹ (آسام)

۱۵ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

---

(۱) وكره بعض مشائخنا النقش على المحراب وحائط القبلة لأنه يشغل قلب المصلي الخ (رد المحتار، مطلب في أحكام المسجد، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۶۵۸ ط سعید)

(۲) وكره بعض مشائخنا النقوش على المحراب وحائط القبلة لأن ذلك يشغل قلب المصلي الخ (عالمگیریہ، الباب الخامس في آداب المسجد، ۵/ ۳۱۹ ط ماجدیہ)

(جواب ۲۸۸) دیواروں دروازوں محرابوں یا عمارت کے کسی حصہ پر آیات و احادیث یا ان کا ترجمہ لکھنا خلاف ادب اور مکروہ ہے (۱) (۲) دیوار قبلہ پر نقش و نگار بنانا بھی مکروہ ہے (۳) چندہ دینے والے اگر اس کام سے راضی ہوں تو پھر وجہ کراہت یہی ہوگی کہ نمازیوں کا دل اس میں مشغول رہے گا۔ (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مسجد پر کتبہ لگانا

(الجمعیۃ مورخہ ۶ فروری ۱۹۳۵ء)

(سوال) ضلع جالندھر میں ایک مسجد جو چندہ عام سے تعمیر کی گئی ہے عرصہ تین سال کا ہوا کہ ایک پتھر اس مضمون کا وہاں لگوایا گیا تھا۔ "یہ مسجد مبارک بسرمایہ چندہ باہتمام شیخ قمر الدین ولد حاجی احمد بخش تیار ہوئی" اب فریق ثانی کہتے ہیں کہ یہ پتھر لگانا جائز نہیں ہے ہر دو فریق نے آپ کو ثالث مانا ہے، براہ مہربانی جلد جواب عنایت فرمائیں۔

(جواب ۲۸۹) اس پتھر کے لگانے میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے جو لوگ اس کو ناجائز کہتے ہیں ان سے ناجائز ہونے کی وجہ دریافت کی جائے جب کہ اس میں سرمایہ چندہ لکھا ہے تو سب مسلمانوں کا حق برابر ثابت ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل پانزدہم۔ مسجد میں نماز جنازہ

بلا عذر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) مسجد کے فرش پر نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۴۶ نور محمد صاحب بیوپاری گھرونڈہ ضلع کرنال۔

۸ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ م ۲ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۹۰) مسجد میں بلا عذر جنازہ کی نماز مکروہ ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) ولیس بمستحسن کتابۃ القرآن علی المحاریب والجدران مما یخاف من سقوط الکتابۃ وأن توطأ وفی جمع النسفی مصلی أو بساط فیہ أسماء اللہ تعالی یکرہ بسطہ واستعمالہ ... نقش علی شیء مکروہ (الہندیۃ ... ۵/ ۱۰۹ ط ماجدیہ)

(۲) وکرہ بعضہم النقش علی المحراب وحائط القبلۃ لانہ یشغل قلب المصلی ... مطلب فی احکام المسجد ۱/ ۶۵۸ ط سعید

(۳) [illegible] باب احکام المسجد ۲/ ۷۶۳ ط ملتان

(۴) وکرہت تحریما وقیل تنزیہا فی مسجد جماعۃ ہو أی المیت فیہ وحدہ أو مع القوم ... واختلف فی الخارجۃ عن المسجد وحدہ أو مع بعض القوم والمختار الکراہۃ مطلقا ... بناء علی أن المسجد إنما بنی للمکتوبۃ ... (رد المحتار، باب صلاۃ الجنازۃ ۲/ ۲۲۵ ط سعید)

فصل شانزدہم ۔ عیدگاہ

(۱) کافر کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز
(۲) مسجد کو منہدم کرانے والے گناہ گار ہیں
(۳) مسجد کو شہید کر کے دوسری جگہ مسجد بنانا
(۴) مسجد میں نماز عید پڑھنا

(سوال) ایک ہندو ریاست کی عیدگاہ میں جو قدیم زمانے سے قائم تھی تین چار سال سے عیدین کی نماز نہیں پڑھنے دی جاتی تھی اور اس سے نماز دوسری جگہ ادا کی جاتی تھی اب والی ریاست نے حکم دے کر تین چار مسلمانوں کی رائے سے مسجد غیر مسلموں کے ذریعہ شہید کرادی گئی ہے اس مسجد کے چھپر سے اور ریاست کے خرچ سے دوسری مسجد تقریباً دو میل کے فاصلے پر بلا رضائے مسلمانان شہر کے تعمیر کرائی ہے مسلمانان شہر بذات خود ہی اسی وجہ سے چپ بھی ہو گئے ہیں کہ چونکہ بلا رضامندی مسلمانوں کے عیدگاہ مسجد شہید کرکے دوسری مسجد تعمیر کرائی ہے اس لئے اس کی تعمیر میں ایک بھی مسلم کا ہاتھ نہیں لگا۔

(۱) آیا اس مسجد میں نماز عیدین جائز ہے یا نہیں (۲) وہ مسلمان جنہوں نے مسجد شہید کرنے کی رائے دی اور علاوہ ان کے جو مسلمان اس رائے کے خلاف ہیں مگر بوجہ غریبی و خوف و دھمکی کے غیر مسلموں کو مسجد شہید کرنے سے روک نہ سکے ایسی حالت میں ان مسلمانوں پر کیسا گناہ عائد ہوا؟ (۳) اسی طرح اگر دیگر مسجدیں جن میں پنج وقتہ نمازیں ہوا کرتی ہیں جبراً شہید کردی جائیں اور بجائے ان کے دوسری تعمیر کرادی جائیں تو ایسی مسجدوں میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۴) جن مسجدوں میں جمعہ و پنج وقتہ نمازیں ہوا کرتی ہیں کیا ان مسجدوں میں عیدین کی نمازیں ہو سکتی ہیں؟

المستفتی نمبر ۷۰۲ شاہ محمد (مکرپور) ۱۱ شوال ۱۳۵۴ھ م ۷ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۹۱) (۱) نماز تو جائز ہے مگر مسلمان اس میں نماز نہ پڑھیں تو بہتر ہے[1] (۲) شہید کرانے کی رائے دینے والے سخت مجرم اور گناہ گار ہیں[2] اور مجبوری سے خاموش رہنے والے معذور ہیں (۳) ان کا بھی یہی حکم ہے جو نمبر ایک کا ہے (۴) نماز عید تو جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ شہر سے باہر میدان میں پڑھی جائے[3]

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

( ) عیدگاہ میں فرض نماز پڑھنا جائز ہے؟

---

[1] ولو جعل ذمی داره مسجداً للمسلمین وبناه كما یبنی المسلمون وأذن لهم بالصلاة فیه فصلوا فیه ثم مات یصیر میراثاً لورثته وهذا قول الکل (عالمگیریہ، کتاب الوقف، الفصل فی وقف الذمی ۲ / ۳۵۳ ط ماجدیہ)

[2] ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن یذکر فیها اسمه وسعی فی خرابها الخ (البقرة: ۱۱۴)

[3] والخروج إليها أی الجبانة لصلاة العيد سنة وإن وسعهم المسجد الجامع هو الصحيح (الدر المختار، باب العیدین ۲ / ۱۶۹ ط سعید)

(۲) عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے

(سوال) عیدگاہ میں علاوہ عیدین کے کسی روز اتفاقاً کسی وقت نماز تنہا یا جماعت سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۲۴ حبیب اللہ صاحب (ضلع غازی پور) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ م یکم اپریل ۱۹۳۶ء

(**جواب ۲۹۲**) ہاں عیدگاہ میں ادینا فرائض پنجگانہ میں سے کوئی نماز پڑھی جاسکتی ہے تنہا یا جماعت سے پڑھنا دونوں صورتیں جائز ہیں(۱) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'**

(**جواب دیگر ۲۹۳**) عیدگاہ میں جنازے کی نماز پڑھنی جائز ہے۔(۲) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی**

عیدگاہ میں فٹ بال کھیلنا

(سوال) عیدگاہ میں فٹ بال یا اور کسی قسم کا کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۴۶ رستم محمد (بنگال) ۲۷ شعبان ۱۳۵۸ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء

(**جواب ۲۹۴**) عیدگاہ میں بطور لہو ولعب کے فٹ بال کھیلنا اور کوئی کھیل کھیلنا مکروہ ہے۔(۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) عیدگاہ میں حائضہ اور جنبی داخل ہو سکتے ہیں
(۲) عیدگاہ میں نماز جنازہ کا حکم

(سوال) مسجد اور عیدگاہ دونوں میں کیا فرق ہے؟ مرتبہ مسجد کا زیادہ ہے یا عیدگاہ کا؟

المستفتی نمبر ۲۴۷۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دھولیہ ضلع مغربی خاندیس)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(**جواب ۲۹۵**) مسجد میں جنبی آدمی داخل نہیں ہو سکتا عیدگاہ میں اجازت ہے مسجد کا مرتبہ زیادہ بلند ہے(۴) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی**

(**جواب دیگر ۲۹۶**) عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے۔ اس کا حکم مسجد کا نہیں ہے(۵) **محمد کفایت اللہ**

---

(۱) ومن اتخذ مسجدا لصلاة جنازة أو عيد فهو مسجد في حق جواز الاقتداء الخ (الدر المختار، مطلب في أحكام المسجد ١/٦٥٧ ط سعيد)

(۲) وكرهت تحريما وقيل تنزيها في مسجد جماعة هو أي الميت فيه الخ (الدر المختار، باب صلاة الجنائز ٢/٢٣٥ ط سعيد) (۳) ومن المتخذ لصلاة جنازة أو عيد فهو مسجد في حق جواز الاقتداء (درمختار) وفي [illegible] قال في البحر ظاهره أنه لا يجوز الوطء والبول [illegible] فينبغي أن لا يجوز الخ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها مطلب في احكام المسجد ١/٦٥٧ ط سعيد و فتاوى دار العلوم ديوبند ٥/٢١٤ مكتبه امداديه ملتان

(٤) ومن المتخذ لصلاة جنازة أو عيد فهو مسجد في حق جواز الاقتداء لا في غيره به يفتى فحل دخوله لجنب وحائض (تنوير مع شرحه كتاب الصلاة مطلب في احكام المسجد ١/٦٥٧ ط سعيد)

(٥) وقيد بمسجد الجماعة لانه لا يكره في مسجد أعد لها وكذا في مدرسة ومصلى عيد لأنه ليس لها حكم المسجد في الأصح (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ص ٣٦٠ ط مصر)

گاؤں میں متعدد جگہ نماز عید

(سوال) ایک شہر جس کی آبادی ایک ہزار مسلمانوں کی ہے اور عیدگاہ موجود ہے کسی اختلاف کی بنا پر چند مسلمان دوسری عیدگاہ اس کے قریب ہی بنانا چاہتے ہیں چند قدم کا فاصلہ ہے اور ایک کی تکبیر کی آوازیں بھی دوسری عیدگاہ تک پہنچیں گی راستہ بھی ایک ہی ہے۔

(جواب ۲۹۷) دو عیدگاہیں چھوٹی سی بستی میں بنانا اچھا نہیں سب کو ایک ہی عیدگاہ میں نماز عید ادا کرنا چاہئے اور خصوصاً اتنی قریب دوسری عیدگاہ بنانا کہ ایک کی تکبیر کی آواز دوسری میں سنی جائے زیادہ برا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فصل ہفدہم مسجد میں خرید و فروخت کرنا

امام کا مسجد کے حجرہ میں خرید و فروخت کرنا

(سوال) مسجد کا امام نمازیان اہل محلہ کی اجازت سے حجرہ مسجد میں اپنے ذریعہ معاش کے لئے خرید و فروخت کر سکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً جلد بندی کتب فروشی وغیرہ؟

المستفتی نمبر ۸۲۵ اکبر حسین انوار حسین (لدھیانہ) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ م یکم اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۹۸) اگر حجرہ کا دروازہ مسجد کے اس حصہ میں نہ کھلتا ہو جو نماز کے لئے مخصوص ہوتا ہے یعنی خرید و فروخت کرنے والوں کو مسجد میں سے نہ گزرنا پڑے تو امام کا ایسے کام کرنا مباح ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

فصل ہیجدہم مسجد میں جلسہ یا وعظ و ترجمہ

مسجد میں وعظ و تبلیغ کرنا

(سوال) جامع مسجد میں یا کسی اور مسجد میں مسلمانوں کی بہبودی کے لئے کسی امر کا باہمی مشورہ کرنا یا کسی امر کی نسبت جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو اس سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا جائز ہے یا ناجائز عام طور سے جمعہ کے دن مجمع کثیر ہوتا ہے جس میں مقامی و بیرونی اشخاص شریک ہوتے ہیں چند اشخاص جو آخر جماعت میں شریک ہوتے ہیں یا سستی سے نماز پڑھتے ہیں یا نماز کے بعد تشریف لاتے ہیں اگر ان صاحبان کا انتظار کیا جائے تو بیشتر حصہ انتظار کرنا نہیں چاہتے جس کی وجوہات ملازمت یا دیگر کاروبار ہیں اگر کوئی دوسرا وقت مقرر کیا جائے تو مقامی اشخاص زمانہ کے رفتار کے متعلق دلچسپی نہیں لیتے اور نہ کثرت سے شریک ہوتے ہیں اور بیرونی تو قطعی طور سے محروم رہتے ہیں اگر مذکورہ بالا وجوہات کو مد نظر رکھتے ہوئے

---

(۱) والخروج إليها أي الجبانة لصلاة العيد سنة وإن وسعهم المسجد الجامع هو الصحيح (الدر المختار، باب العيدين ۲ / ۱۶۹ ط سعيد)

(۲) وكره تحريماً الوطء فوقه والبول والتغوط واتخاذه طريقاً بغير عذر الخ (الدر المختار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها مطلب في أحكام المسجد ۱ / ۶۵۶ ط سعيد)

[illegible] کوئی [illegible] کی وجہ سے [illegible] ہو تو [illegible] کی نسبت جو تفرقہ بازی پیدا کرے [illegible] بعد جمعہ [illegible] کی تحریک [illegible] کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۱۷ محمد امیر صاحب۔ پریذیڈنٹ انجمن اسلامیہ کالکا انبالہ

۲ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۳ جون ۱۹۳۶ء

جواب ۲۹۹) مسجد میں [illegible] مشورہ [illegible] کے اجتماع [illegible] ہے اور نماز بعد [illegible] اس قسم کا اجتماع مناسب ہے [illegible] پہلے اعلان کرا دیا جائے تاکہ لوگ سنتیں نفلیں پڑھ [illegible] جمعہ [illegible] میں اور [illegible] سے [illegible] ہو سکے اور تقریر یا مشورہ شروع ہونے کے بعد جن [illegible] نماز پڑھنی ہو ان [illegible] مناسب [illegible] موجب [illegible] نہ پڑھیں

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مسجد میں محفل میلاد

سوال) زید کا مکان [illegible] قریب [illegible] مکان میں اتنی گنجائش نہیں ہے [illegible] آدمی [illegible] زید مسجد کے نماز وقت کے [illegible] وقت میں میلاد شریف پڑھوائے تو شرعاً کوئی گناہ اس پر [illegible]

المستفتی نمبر ۲۱۱۷ سید محمد [illegible] صاحب (یو پی) ۱۲ شوال ۱۳۶۰ھ [illegible] ۱۹۴۱ء

جواب ۳۰۰) مسجد میں نماز کے [illegible] وقت میں وعظ و تذکیر کی مجلس قائم کرنا مباح ہے [illegible] مولود شریف [illegible] امور غیر شرعیہ پر مشتمل ہوتی ہیں اور ان میں [illegible] ہوتی ہیں [illegible] مشتمل [illegible] غیر معتدل [illegible] مشتمل [illegible] وغیرہ [illegible] آنحضرت ﷺ کے واقعات مبارکہ [illegible] بیان [illegible] ایسا بیان موجب [illegible] روایات [illegible] اور [illegible] قیام [illegible]

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) [illegible] ولا يجوز [illegible] في دكان في فناء المسجد [illegible] واصلاحه للامام [illegible] البحر الرائق فصل كره استقبال القبلة ۲/ ۳ [illegible]

(۲) عن واثلة بن الاسقع أن النبي ﷺ قال: جنبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم وشراءكم وبيعكم وخصوماتكم [illegible] ص ۵۵ ط میر محمد کتب خانہ [illegible] ۲/ ۳۸ [illegible]

(۱) نماز عشاء کے بعد ترجمہ قرآن یا دینی کتاب کا درس

(۲) سنتوں اور نوافل کے وقت کتاب سنانا

(سوال) (۱) ایک شخص تین چار سال سے جامع مسجد کان میں عشاء کی نماز و سنتیں و وتر و نوافل سے ختم ہو جانے کے نصف گھنٹہ گزرنے اور پوری جماعت کے مقتدیین میں سے دو تین آدمی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر جانے کے بعد لوجہ اللہ صرف نصف گھنٹہ تفسیر حقانی اور ترجمہ کی ساتھ دیگر مسائل وغیرہ دینی کتابیں مثلاً تعلیم الدین یا عقائد الاسلام مرتبہ مولوی عبدالحق صاحب مصنف تفسیر حقانی یا بہار شریعت یا تعلیم الاسلام کے حصے یا مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی کتابوں میں سے جزاء الاعمال یا شوق وطن یا فتاوی اشرفیہ یا معراج المومنین وغیرہ وغیرہ پڑھ کر سناتا ہے اور پندرہ سولہ آدمی دلچسپی سے سنتے بھی ہیں لیکن شخص مذکور عالم نہیں ہے البتہ دینیات سے شوق و دلچسپی ضرور ہے تو ایسی صورت میں شخص متذکرہ بالا کا فعل مسجد میں جائز ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ یہ فعل مسجد میں ناجائز ہے (مسجد بڑی ہے اکثر دو ایک آدمی رات گئے تک قضا و ادا و وظائف وغیرہ دیر تک پڑھتے ہیں)

(۲) لیکن بکر مقتدی زید کو جواب دیتا ہے کہ جو صاحب دیر تک وظیفہ پڑھتے ہیں یا جماعت ختم ہونے کے بعد آتے ہیں (اور وہ بھی ایک دو صاحب) اگر ان کو خلل واقع ہوتا ہے تو یہ صاحب ذرا علیحدہ فاصلہ پر جا کر پڑھ سکتے ہیں کیا حرج ہے اور یہ نیک کام کرنے سے ہو رہا ہے اور مخلوق خدا کو فیض پہنچ رہا ہے اس کو کیوں بند کرتے ہو آج تک کسی عالم نے اعتراض نہیں کیا اور اگر بالفرض ایسا فعل ناجائز ہے تو اکثر علماء وعظ و پند وغیرہ کی مجالس مسجد میں کیوں منعقد کرتے ہیں اسی طرح پیش امام صاحب جو کہ وہ بھی مستند عالم ہیں قبل از خطبہ خطبہ کا ترجمہ اردو میں بطور بیان کرتے ہیں۔ اس وقت بھی بہت سے اشخاص سنن و نوافل و ورد وغیرہ پڑھتے رہتے ہیں اور یہ وقت بہ نسبت عشاء کے وقت کے بہت اہم ہوتا ہے عشاء میں فقط نماز و نوافل بعد تاخیر سے بھی پڑھتے ہیں اور ثواب بھی زیادہ ہوگا تو یہ بکر کا کہنا صحیح ہو گا یا نہیں؟

(۳) زید معترض کہتا ہے کہ وعظ و پند وغیرہ کی مجالس اور خطبہ کا ترجمہ ہفتہ میں ایک بار ہوتا ہے اور یہ فعل بھی ناجائز ہے جس صاحب سے وظیفہ وغیرہ میں خلل واقع ہو تو وہ اس کام کو بھی فوراً بند کرا سکتا ہے مجھے تو عشاء کی نماز میں تفسیر خوانی سے خلل واقع ہوتا ہے اس لئے میں تو اس کام کو بند کرا کے ہی رہوں گا اگر یہ لوگ خوشی سے بند نہیں کریں گے تو بذریعہ پولیس بند کراؤں گا مسجد مذکور میں پچاس پچپن نمازی ہوتے ہیں کوئی تکلیف نہیں ہے صرف ایک شخص زید اس کام میں حارج ہے تمام مقتدیان کی یہی مرضی ہے کہ جو کام جس طرح کر رہے ہو کرو ہماری نماز میں کسی قسم کا خلل آپ کے پڑھنے سے واقع نہیں ہوتا تو ایسے آدمی کے لئے کیا حکم ہے اور اس سے دیگر مسلمانوں کو کیا برتاؤ کرنا چاہئے؟

المستفتی عبدالعزیز خاں پسر مولوی عبدالرحیم صاحب مفتی۔ ۲۹ اپریل ۱۹۵۲ء

(جواب ۳۰۱) (۱) نماز عشاء کے نصف گھنٹہ بعد مسجد میں لوگوں کو ترجمہ القرآن مجید یا ضروریات دینیہ سنانی جائز ہیں(۱) جو لوگ نوافل و سنن پڑھتے ہوں اور مسجد بڑی ہو تو وہ ہٹ کر نماز پڑھیں یا اپنے گھر جا کر پڑھیں نوافل و سنن کے لئے گھر پر ادا کرنا افضل ہے(۲)

(۲) بکر کا قول صحیح اور شرع کے موافق ہے(۳)

(۳) زید معترض کا یہ کہنا کہ وعظ ہفتہ میں ایک دن ہوتا ہے اور وہ بھی ناجائز ہے صحیح نہیں ہے اس کو خود اپنی نماز وعظ کے مقام سے ہٹ کر ادا کرنی چاہئے اس ذکر خیر کو بند کرانا درست نہیں ہے(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(جواب) (از علماء ٹونک) استفتاء ہذا اور اس کے ہمراہ دوسرا استفتاء دو فریق کی طرف سے پیش کئے گئے ہیں دونوں استفتاء ایک ہی موقع کے لئے ہیں لیکن مضامین استفتاء اپنے اپنے خیال کے تحت لکھے گئے ہیں یہ واقعہ جامع مسجد امیر گنج ٹونک کی نسبت ہے اس مسجد میں ایک عرصہ سے ایک صاحب تفسیر حقانی وغیرہ پڑھ کے مقتدیوں کو سنایا کرتے ہیں سننے والوں کے علاوہ دیگر مقتدی اس مقام پر صحن میں جہاں عشاء کی جماعت ہوتی ہے سنن وتر اور دو وظائف پڑھتے ہیں اور ایسے بھی نمازی جو شریک جماعت نہیں ہوئے تھے وہ آکر اپنے فرائض وغیرہ پڑھتے ہیں اس واقعہ کو ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے ایسے وقت میں جب کہ عشاء کی جماعت ختم ہو چکی تھی اور مقتدی اپنی نمازیں پڑھ رہے تھے اور بعض مشغول وظائف تھے تفسیر حقانی بیان کی جا رہی تھی اور دو چار آدمی سن رہے تھے۔

ہر ایک کام خواہ اوامر سے ہو یا نواہی سے اس کا ایک موقع اور محل ہوا کرتا ہے ہر ایک کام ایک موقع پر زیبا ہوتا ہے اور دوسرے موقع پر وہ نازیبا ہو جاتا ہے دیکھو امر معروف۔ نہی منکر ہر وقت ضروری ہوتا ہے یا جس وقت حضور ﷺ کا نام نامی آوے اس وقت درود شریف پڑھنی چاہئے لیکن یہ موقع اگر خطبہ کے وقت آوے تو ہرگز امر معروف نہی منکر کی اجازت نہیں اسی طرح خطبہ کے وقت حضور ﷺ کا نام نامی باوجود سننے کے درود شریف پڑھنا زبان سے درست نہیں پس تفسیر حقانی وغیرہ کتابوں کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا اگرچہ ایک بہتر کام ہے مگر اس کی بہتری اسی حد تک ہے جبکہ دوسروں کی نمازوں میں خلل واقع نہ ہوتا ہو دیکھو قرآن شریف پڑھنا افضل عبادات ہے مگر اس کو ایسی جگہ نہ پڑھنا چاہئے جہاں نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہو حکم اذا قرء القران فاستمعوا له وانصتوا (جب قرآن پاک پڑھا جائے تو اس کو سنو اور کان دھرو) قرآن شریف کا سننا فرض ہے پس ایسی جگہ قرآن شریف کا پڑھنا جہاں دوسرے لوگ مشغول نماز

---

(۱) اما للتدريس او للتذكير فلا، لانه ما بني له وإن جاز فيه، ولا يجوز التعلم في دكان في فناء المسجد عند ابي حنيفة وعندهما يجوز اذا لم يضر بالعامة (البحر الرائق، فصل كره استقبال القبلة ۲/ ۳۸ ط بيروت)

(۲) قال النبي ﷺ " فعليكم بالصلوة في بيوتكم، فإن خير صلوة المرء في بيته إلا المكتوبة (مسلم، باب استحباب صلوة النافلة في بيته، ۱/ ۲۶۶ ط قديمي كتب خانه، كراچي)

(۳) اما للتدريس او لتذكير الخ

(۴) (ايضا)

ہوں یا وظیفہ ہوں ہرگز زیبا نہیں ہے اور ممانعت کے باوجود اگر وہ شخص باز نہ آئے گا تو وہ گنہ گار ہوگا پس جس جگہ تفسیر حقانی پڑھی جاتی ہے یا تو ایسی جگہ پڑھی جائے کہ جہاں سے نمازیوں کی نماز اور وظیفہ میں حرج واقع نہ ہو یا ایسے وقت میں پڑھی جائے جب کہ نمازی اپنی نماز اور وظیفہ سے فارغ ہو کر چلے جائیں۔

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کا جزو اعظم اتحاد ہے اور اسی اتحاد کو قائم کرنے کے لئے پنج وقتہ نماز جمعہ و عیدین مقرر کی گئی ہیں آپس میں مسلمانوں کو یک جہتی سے زندگی بسر کرنی چاہئے اور آپس کے اختلافات سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہئے کہ نتیجہ اس کا بہتر نہیں۔

(دستخط مفتی صاحب ٹونک) محمد ایوب صاحب مفتی سابق۔ ۹ شعبان ۱۳۷۱ھ ۵ مئی ۱۹۵۲ء

(جواب ۳۰۲) (از حضرت مفتی اعظمؒ) یہ جواب اصول شرعیہ کے پیش نظر صحت سے گرا ہوا ہے مسجد میں نوافل و وظیفہ پڑھنے کا جس طرح ہر مسلمان کو حق ہے اسی طرح تذکیر و تعلیم دین کا بھی حق ہے مگر مسجد بڑی ہے اور اس میں گنجائش زیادہ ہے تو نوافل و وظیفہ پڑھنے والے اس کے ایک گوشہ میں پڑھیں اور تعلیم و تدریس کرنے والے دوسرے گوشہ میں کریں اس طرح دونوں کام ہوتے رہیں گے اور لوگوں کو فائدہ پہنچتا رہے گا۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

فصل نوزدہم۔ مسجد میں اکھاڑہ بنانا

مسجد میں اکھاڑا کرنا جائز نہیں

(سوال) اندرون چہار دیواری مسجد علاوہ صحن مسجد جو زمین ہو وہ حکم میں مسجد کے اور حقہ مسجد میں متصور ہوگی یا نہیں بصورت اول صحن مسجد یا حقہ مسجد میں کوئی محرمی اکھاڑہ یا دنگلی اکھاڑہ یا دنگل قائم کرنا اور اس کے ساتھ عدم ستر کے محض لنگوٹ یا جانگیہ باندھ کر لڑنا شرعی نقطہ نگاہ سے جائز ہوگا یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ تیر اندازی و فن سپہ گری کے ساتھ عہد نبوی ﷺ میں صحن مسجد نبوی ہی تھا اور صحابہ کرامؓ تیر اندازی وغیرہ صحن مسجد میں ہی کرتے تھے۔ المستفتی نمبر ۲۰۵ حکیم حافظ مولوی محمد حسین صاحب (ضلع گیا)

۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۰۳) اکھاڑے میں کشف ستر اور شور و شغب اور بسا اوقات سب و شتم ہوتے رہتے ہیں اور احاطہ مسجد اور حریم مسجد میں یہ چیزیں احترام مسجد کے خلاف ہیں اس لئے مسجد کے احاطے میں اکھاڑہ خواہ محرم کا خواہ دنگل قائم کرنا جائز نہیں ہے زید کا استدلال صحیح نہیں کیونکہ صحابہ کرامؓ کے حالات و اخلاق بہت ارفع و اعلیٰ تھے۔ وہ احترام مسجد کا پورا لحاظ رکھتے تھے۔ (۲) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

---

(۱) اما للتدريس او للتذكير فلا لأنه ما بني له وإن جاز فيه ولا يجوز التعلم في دكان في فناء المسجد عند أبي حنيفة وعندهما يجوز إذا لم يضر بالعامة الخ (البحر الرائق، فصل كره استقبال القبلة ۲/ ۳۸ ط بيروت)

(۲) عن واثلة بن الأسقع أن النبي ﷺ قال: جنبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم وشراءكم وبيعكم وخصوماتكم ورفع أصواتكم" (سنن ابن ماجه، باب ما يكره في المساجد، ص ۵۵، ط مير محمد كتب خانه، كراچی)

مسجد میں کھیل کود ناجائز ہے

(سوال) مسجد کے صحن میں بنوٹ سیکھنا اور سکھانا مسلمانوں کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ درآں حالیکہ [illegible] دھکار ہے اگر جائز ہے تو اس سے مسجد کی توہین تو نہیں ہوتی؟

المستفتی نمبر ۲۲۴۰ ضیاء الحق محمد یوسف [illegible] دہلی۔ ۷ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ م ۸ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۰۴) مسجد میں (خصوصاً موضع صلوٰۃ میں) شور و شغب اور لہو و لعب کرنا منع ہے اور مسجد کا احترام واجب ہے اور بنوٹ میں مقصد بھی یہی ہے کہ فن کی تعلیم ہو تو بعض کراہت (لہو و لعب یا توہین مسجد یا شغل ہے) تو نہ ہوگی مگر شور و شغب سے تو ضرور ہوگی نیز لوگوں کے عرف میں مسجد کی حیثیت ایک اکھاڑہ کی ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے مسجد کو اس سے بچانا مناسب ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

فصل بستم۔ متفرق مسائل

عناد کی وجہ سے بنائی ہوئی مسجد اور اس کے امام کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) (۱) مسلمانوں کی بنائی ہوئی مسجد (خواہ وہ حسد و نفسانیت سے ہو) ضرار ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ضرار ہو سکتی ہے تو پیش کردہ صورت میں وہ مسجد مثل اس مسجد ضرار کے ہے جو منافقین نے حضرت ﷺ کے زمانے میں بنائی تھی اور جسے آپ ﷺ نے منہدم کرا دیا تھا اگر تمام امور میں مسجد ضرار کے مانند ہے تو وہ حکم مسجد ضرار کے لئے دیا گیا تھا اس کے لئے بھی وہی دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) مسجد ضرار کا امام دیگر مساجد میں امامت کرے تو جائز ہے اور اس کے پیچھے نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ یا جو شخص وہاں کبھی کبھی نماز پڑھتا ہے اور پڑھاتا ہے اس کے پیچھے بھی نماز درست ہے یا نہیں؟

(۳) مسجد ضرار کا مؤذن یا وہ شخص جو بھی کبھی وہاں اذان پڑھتا ہے دوسری مسجد میں اذان پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر پڑھے تو اذان کا اعادہ کرنا چاہئے یا نہیں؟

(۴) تفسیر خازن جلد ۲ ص ۲۶۶ مطبوعہ مصر میں ذیل کی روایت مرقوم ہے کیا اس سے مسجد ضرار کے امام یا اس میں نماز پڑھنے والے شخص کا دوسری مسجد میں امامت کرنا ناجائز ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ یہ روایت خازن کے سوا دیگر کتب معتبرہ میں بھی ہے اور صاحب خازن نے اس کو کہاں سے نقل کیا ہے؟ روی ان بنی عمرو بن عوف الذین بنوا مسجد قباء اتوا عمر بن الخطاب فی خلا فسالوہ ان یاذن لمجمع بن جاریة ان یؤمهم فی مسجدهم فقال لا و لا نعمة عین الیس هو امام مسجد الضرار فقال مجمع یا امیر المؤمنین لا تعجل علی فواللہ لقد صلیت فیه انا لا اعلم ما اضمروا علیه ولو علمت ما صلیت معهم و کنت غلاما قارئا للقرآن و شیوخا لا یقرؤن فصلیت بهم ولا احسب

---

(۱) بقیہ حوالہ صفحہ گزشتہ حاشیہ ۲)

الا انهم یتقربون الی الله ولم اعلم مع انفسهم فعذره عمر فصدقه وامره بالصلوة فی مسجد قباء قال عطاء لما فتح الله علی عمر بن الخطاب الامصار امر المسلمین ان یبنوا المساجد وامرهم ان لا یبنی فی موضع واحد مسجدین یضار احدهما الاخر (۱)

۲ رجب ۱۳۳۵ھ

(جواب ۳۰۵) حسد، نفسانیت، ریا و فخر سے بنائی ہوئی مسجد بے شک مسجد ضرار کا حکم رکھتی ہے جیسا کہ تفسیر مدارک وکشاف وغیرہ میں تصریح ہے۔ لیکن آج کل کسی مسجد پر یہ حکم نہیں لگا سکتے کیونکہ حسد، نفسانیت، ریا و فخر کی نیت سے بنائی گئی ہے یہ باتیں پوشیدہ چیزیں ہیں اور ہمیں لوگوں کے ضمائر قلوب کا علم نہیں زمانہ وحی میں آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی لوگوں کی ان نیتوں پر اطلاع کر دی جاتی تھی اس لئے آپ حکم لگا سکتے تھے۔

(۲) مسجد ضرار کا امام اگر خود ضرار کا ارادہ نہ رکھتا ہو بلکہ کسی سبب سے وہاں امامت کرتا ہو تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔

(۳) یہی جواب اس نمبر کا ہے۔

(۴) اس روایت سے دونوں تفصیلیں معلوم ہوتی ہیں جو جواب نمبر ۲ میں بیان کی گئی یہ روایت خازن میں تو بحوالہ تفسیر معالم التنزیل بغوی سے نقل کی ہے اس میں تو یہ روایت مذکور ہے لیکن بغوی نے بھی اس کی سند ذکر نہیں کی صرف روایۃً ذکر کر کے بیان کی ہے لیکن اس حدیث میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ مسجد ضرار کا امام اگر خود بھی مضرت کی نیت رکھتا ہو تو اس کے فاسق یا منافق ہونے میں کیا کلام۔ اور اس وجہ سے وہ مکروہ الامامت اور ناقابل امامت ہو گا لیکن اگر وہ قصد مضارۃ میں شریک نہ ہو اور لاعلمی سے وہاں امامت کرتا رہا ہو تو اس کے ذمہ الزام نہیں بلکہ وہ معذور ہے اور اس کی امامت جائز ہے جیسا کہ خود حضرت عمرؓ کا مجمع بن جاریہ کے عذر کو قبول فرما کر مسجد قبا میں امامت کی اجازت دے دینا اس حدیث میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

مسجد میں جوتیاں رکھنا

(سوال) جوتیاں کس طریقے سے مسجد میں رکھنا جائز ہے اور کس طریقے سے جائز نہیں؟

(جواب ۳۰۶) اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں جوتیاں رکھی جاسکیں تو جوتیوں کا مسجد میں لے جانا مناسب نہیں اور اگر نہ ہو تو مسجد میں لے جانے کا مضائقہ نہیں لیکن اس طرح رکھے کہ مسجد ملوث نہ ہو۔ ویسعی لداخله تعاهد نعله وخفه (در مختار) (۲)

---

(۱) (تفسیر معالم التنزیل للبغوی' سورہ توبہ ۲/۳۲۷' ط ادارہ تالیفات رشدیہ' ملتان)

(۲) (باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ۱/۶۵۷ ط سعید)

(۱) جامع مسجد کسے کہتے ہیں؟

(۲) نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

(سوال) کسولی ایک پہاڑی مقام ہے فوجی چھاؤنی ہے مجموعی آبادی قریباً تین ہزار مسلمانوں کی آبادی قریب ایک ہزار ہے یہاں ایک ہی مسجد ہے کیا اس کو جامع مسجد کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے؟

(۲) موجودہ مسجد مسلم آبادی کے ایک بڑے حصے سے دور واقع ہے بنگلوں اور مارکیٹ بازار کچہری اور ڈاکخانہ وغیرہ سے کافی فاصلہ پر ہے اکثر مسلمان بخصوص تجارت و ملازمت پیشہ اصحاب پنج وقتہ نماز جمعہ و تراویح میں بوجہ دوری و قلت وقت شامل ہونے سے قاصر رہتے ہیں اور ایک دوسری مسجد کی جو قریب تر واقع ہو ضرورت محسوس ہو رہی ہے اندریں صورت دوسری مسجد کی بناء ڈالنے والے کس حد تک اجر و ثواب کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

(جواب ۳۰۷) اس مسجد کو جب کہ وہ جمعہ کی جماعت کے لئے کافی ہو جامع مسجد کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔ (۲) دوسری مسجد بنانا موجب اجر و ثواب ہے کیونکہ نمازیوں کو ہر وقت اتنی دور مسجد میں جانا یقیناً موجب حرج و مشقت ہے۔ والحرج مدفوع محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مسجد ہونے کے لئے کیا شرائط ہیں؟

(سوال) صوبہ گجرات اور بالخصوص ضلع سورت میں عام دستور یہ ہے کہ جب مسجد بناتے ہیں تو اس کے مسقف حصے کو نماز پڑھنے کے لئے مخصوص کر دیتے ہیں اسی لئے اس کو جماعت خانہ کہتے ہیں اسی کے ساتھ پتھر کا کھلا ہوا حصہ بطور صحن کے بناتے ہیں اس لئے کہ اس میں اس قسم کی باتیں ہوتی رہتی ہیں جو مسجد کے احترام کے خلاف اور ممنوع ہیں مثلاً ہر وقت اٹھنا بیٹھنا اور وہیں سونا اور دنیاوی باتیں کرنا یہاں تک کہ حالت جنابت میں بھی اس صحن میں رہتے ہیں کیونکہ اس کو خارج از مسجد شمار کیا جاتا ہے نیز اس میں جماعت خانہ کی طرح کبھی نماز باجماعت نہیں ہوتی ہے راندیر کی مسجد چندواڑ بھی اسی طرح پہلے چھوٹی مختصر بنی ہوئی تھی اور اس کے صحن کے ساتھ بالکل غیر مسجد کا برتاؤ کیا جاتا تھا تقریباً ۱۲۹۰ھ میں یہاں کے بعض بزرگوں نے اسے از سر نو بنایا اور ایک زمین خرید کر اس میں شامل کر کے وسیع کیا جس طرح اس کے جماعت خانہ کو بڑھایا اسی طرح اس کے صحن کو بھی وسعت دی چنانچہ جس جگہ قدیم مسجد کا حوض تھا اس جگہ کو ٹانکہ بنا کر اس کے بعض حصے کو صحن میں شامل کر دیا اور حصہ جنوبی جانب کا قاعدہ کے طریق پر ضروریات وضو کے لئے مخصوص رکھا جدید تعمیر کرنے والے صاحب کے زمانہ سے اب تک بھی اس صحن کے ساتھ خارج مسجد کا سا برتاؤ کیا جاتا تھا اور وہ وقت کے اہل علم اور مجتہد رہتے تھے جو داخل مسجد اور خارج مسجد کو خوب سمجھتے تھے پھر بھی

---

(۱) المسجد الجامع هو المسجد الكبير العام قواعد الفقه ص ۴۸۴ ط الصدف پبلشرز کراچی ، وفي الشامي "(قوله لا الجامع) ای الذی تقام فيه الجمعة الخ (باب الجمعة ۲/۱۵۷ ط سعید)

کبھی انہوں نے اس صحن کو مسجد میں شامل نہ سمجھا اس کے علاوہ ایک عام رواج یہ بھی ہے کہ اکثر مسجدوں کے صحن میں قبریں بناتے ہیں چنانچہ اس نواح کی کوئی مسجد ایسی مشکل سے ملے گی جس کے صحن میں کسی پرانی قبر کا نشان نہ پایا جاتا ہو پس یہ صورت بھی اس کا قرینہ ہے کہ صحن کو مسجد میں داخل نہیں سمجھتے۔

بعض حضرات تھوڑے عرصے سے یہاں کی مسجدوں کو دہلی وغیرہ کی مسجدوں پر قیاس کرتے ہیں یہ قیاس صحیح نہیں ہے اس لئے کہ وہاں کی مسجدیں اکثر ایسی بنائی جاتی ہیں کہ ہوادار نہیں ہوتیں اس وجہ سے وہاں گرمی کے موسم میں صحن میں نماز پڑھنا اور صحن کو مسجد میں داخل سمجھنا ضروری ہوتا ہے اس کے برخلاف یہاں کی مسجدیں نہایت ہوادار اور کشادہ ہوتی ہیں ہوا کی آمدورفت کے لئے چاروں طرف دریچے وغیرہ بنائی جاتی ہیں اسی وجہ سے کبھی صحن میں نماز پڑھنے کی ضرورت واقع نہیں ہوتی اور اس صحن کو داخل مسجد کرنے کا اب تک کوئی ثبوت بھی باقاعدہ نہیں ہے پس ایسی صورت میں مسجد چنارواڑ کا صحن شرعاً مسجد سے خارج سمجھا جائے گا یا نہیں؟ اور جنازہ کی نماز صحن میں پڑھنا جائز ہوگا یا نہیں؟

المستفتیان محمد اسماعیل عارف۔ احمد ابراہیم سنگاپوری

(جواب ۳۰۸) کسی جگہ کے مسجد ہونے کے لئے یہ باتیں ضروری ہیں۔

(۱) واقف نے جو صحیح طور پر زمین کا مالک تھا اور وقف کرنے کا اختیار شرعی رکھتا تھا اس کو مسجدیت کے لئے وقف کیا ہو خواہ وہ زمین خالی عن العمارۃ ہو یا عمارت بھی ہو (۱)

(۲) اس کو اپنی ملک سے ایسی طرح پر علیحدہ کر دیا ہو کہ کسی دوسرے شخص کا یا خود واقف کا کوئی حق متعلق نہ رہے (۲)

(۳) وقف کرکے اس کو متولی کے سپرد کر دیا ہو یا واقف کی اجازت سے اس میں ایک مرتبہ بھی نماز با جماعت ہو گئی ہو۔

جس زمین یا عمارت میں یہ باتیں متحقق ہو جائیں وہ مسجد ہو جائے گی (۳) ان میں سے پہلی بات یعنی مسجدیت کے لئے وقف کرنا واقف کی نیت سے متعلق ہے اگر نیت کی تصریح موجود ہو جب تو کوئی اشکال ہی نہیں لیکن اگر تصریح نہ ہو تو پھر قرائن سے اس کی نوعیت متعین کی جا سکتی ہے گجرات کی اکثر مساجد اور بالخصوص مسجد چناروڑ (راندیر ضلع سورت) کے وہ صحن جو مسقف حصے کے سامنے مشرقی جہت میں واقع ہیں میرے خیال میں ان کی مسجدیت راجح ہے جماعت کا بالعموم مسقف حصے میں ہونا اس امر کا مقتضی

---

(۱) ولا يتم الوقف حتى يقبض، لم يقل للمتولي، لان تسليم كل شئ بما يليق به، ففي المسجد بالافراز، وفي غيره بنصب المتولي وبتسليمه اياه ابن ملك (التنوير مع الدر، كتاب الوقف ٤/٣٤٨ ط سعيد)

(۲) من بنى مسجدا لم يزل ملكه عنه حتى يفرزه عن ملكه بطريقه ويأذن بالصلوة فيه اما الافراز فلانه لا يخلص لله تعالى الا به الخ (عالمگيرية، الباب الحادى عشر فى المسجد ٢/٤٥٤ ط ماجديه)

(۳) تسليم المسجد الى المتولي يقوم مقام بمصالحة يجوز وان لم يصل فيه وهو الصحيح (عالمگيرية، فصل في المسجد ٢/٤٥٥ ماجديه كوئٹه) والتسليم في المسجد ان تصلى فيه الجماعة باذنه الخ ايضا

نہیں کہ غیر مسقف حصہ خواہ مخواہ مسجد کے حکم سے خارج ہو مسقف حصے کا نام جماعت خانہ رکھ دینا بھی غیر مسقف حصے کو مسجدیت سے نہیں نکالتا البتہ اس نام رکھ دینے کا یہ اثر ضرور ہوا کہ گجرات کے لوگ اس کو جماعت کے لئے مخصوص سمجھنے لگے ورنہ میں نے خود دیکھا ہے کہ صحن میں نوافل و سنن برابر پڑھتے ہیں اور فرضوں کی جماعت بھی اگر بڑی ہو جیسے کہ جمعہ کی نماز میں ہوتی ہے تو صحن میں برابر صفیں ہو جاتی ہیں اگرچہ صحت اقتدا کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر یہ حصہ مسجد ہو تو اقتدا صحیح ہے ورنہ نہیں تاہم صحن میں کھڑے ہونے والے اور نماز پڑھنے والے مسجد کا ثواب اسی وقت پا سکتے ہیں کہ یہ حصہ مسجد قرار دیا جائے میرا خیال ہے کہ اس حصہ کو مسجد قرار دینے میں نمازیوں کا بہت زیادہ فائدہ ہے اور اس لحاظ سے یہ امر اقرب الی القیاس ہے کہ واقف اس حصے کی مسجدیت کی نیت کرتے ہوں گے مسجد چندروڑ کے شمالی سمت میں جو دالان ہے اور شمال مشرقی سمت میں جتنے [illegible] ہونے کے تھے بنا دئے ہوں تو یہ قرین قیاس ہے لیکن کھلا ہوا صحن بھی مسجد نہ ہو یہ بات میری سمجھ سے تو باہر ہے۔

مسجد کے جماعت خانے میں گنتی کی صفیں ہوں لیکن جس وقت ہوا بند ہوتی ہے تو [illegible] فائدہ پہنچ سکتی ہیں اگر مسجد بند ہو اور صحن میں بجلی کے پنکھے نہ ہوں اور وقت ہوا کے بند ہونے کا ہو تو جماعت خانہ اور صحن کا فرق بدیہی طور پر معلوم ہو سکتا ہے اگر اہل گجرات میں اس مسقف حصے کا نام جماعت خانہ مشہور نہ ہو گیا ہوتا اور ان کے خیالات میں جماعت کے لئے یہ حصہ مخصوص نہ ہو جاتا تو وہ بھی گرمیوں میں ہوا بند ہونے کے زمانے میں باہر صحن میں جماعت کرتے بہرحال جماعت کا ہمیشہ اندر ہونا اس کی دلیل ہے کہ جماعت خانہ یقینی طور پر مسجد ہے مگر اس کی دلیل نہیں کہ صحن مسجد کے حکم سے خارج ہے۔

رہی اس صحن میں جنازے کی نماز تو حنفیہ کے نزدیک مسجد میں بلا عذر جنازے کی نماز مکروہ ہے (۱) اور اگر کوئی عذر ہو مثلاً باہر کوئی پاک جگہ نماز کے لئے موجود نہ ہو تو اس صورت میں مکروہ بھی نہیں دوسرے یہ کہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے اس میں زیادہ جھگڑنے کا موقع بھی نہیں ہے جو لوگ پڑھ لیں ان کو مطعون کرنا نہیں چاہئے جو مسجد میں نہ پڑھیں ان کو برا کہنا نہیں چاہئے اگر یہ منظور ہو کہ سب لوگ شریک ہوں ایسے طور پر نماز پڑھو کہ کسی کو اختلاف نہ ہو یعنی صحن مسجد سے باہر پڑھو تاکہ سب بالاتفاق شریک ہو سکیں۔

محمد کفایت اللہ غفر لہٗ، مدرسہ امینیہ دہلی

صحن مسجد میں دکان بنانا جائز نہیں

(سوال) زمانہ قدیم کی ایک چھوٹی سی مسجد بنی ہوئی تھی اس کے متولی نے اس قدیم مسجد کی پشت پر ایک جدید وسیع مسجد تعمیر کی جس میں متولی و دیگر اشخاص نماز پڑھتے ہیں اب متولی مذکور نے قدیم

---

(۱) وکرہ تحریماً لانہ مسجد [illegible] (الدر المختار، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱ / ٦٥٢ ط سعید)

چھوٹی سی مسجد کے صحن میں جو سب راستے ہے دکانیں تعمیر کرنی ہیں بروئے شرع کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۲۸ حاجی محمد اسحاق باڑہ ہندو راؤ دہلی۔ ۷ رمضان ۱۳۵۲ھ م ۲۵ دسمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۰۹) جو مسجد کہ ایک دفعہ باقاعدہ مسجد ہو چکی ہو اس کو پھر کسی دوسرے کام میں لانا جائز نہیں ہے اس لئے مسجد قدیم میں دکانوں کی تعمیر درست نہیں فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مسجد میں کھانا پینا اور سونا وغیرہ

(سوال) ایک مسجد شہر [illegible] میں ہے اور بیچ بازار میں ہے مسجد کا دروازہ اور دروازے کے اوپر کی چھت اور مینار موجود ہے اندر مسجد کا چبوترہ صحن اور وضو کرنے کا نل وغیرہ سب منہدم ہو گیا ہے اب اس مسجد کے متولی نے مسجد مع صحن ایک بوہرے کو کرایہ پر دیدی ہے وہ بوہرہ اس کے اندر کھانا پکاتا ہے اور لوگ اس مسجد میں بیٹھ کر کھاتے ہیں مسجد میں ناپاک جوتے پہن کر بھی آتے جاتے ہیں اور متولی نمازوں کا انتظام نہیں کرتا اور اذان بھی نہیں ہوتی؟ المستفتی نمبر ۲۳۱۴ ڈاکٹر ڈی۔ ای۔ اینڈ کو مقام پٹن (گجرات)

۲۷ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ م ۱۳ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۰) مسجد خدا تعالیٰ کا گھر ہے وہاں خدائی عبادت کرنے نماز پڑھنے اور ذکر اللہ کے لئے استعمال کرنے کا حکم ہے اس کو کرایہ پر دینا اور اس میں ایسے کام کرنا جو مسجد کے احترام کے خلاف ہوں ناجائز ہے متولی کا یہ فعل خلاف شرع ہے اور اگر متولی اپنے فعل سے باز نہ آئے تو دیگر مسلمانوں کا فرض ہے کہ مسجد کا احترام قائم کریں اور اس کو صرف نماز و عبادت کے لئے تیار کریں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مسجد پر ملکیت کا دعویٰ

(سوال) زید ایک مسجد کو اپنی ذاتی ملکیت بتلاتا ہے اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ حالانکہ اس مسجد کو زید کے آبا و اجداد نے بنایا ہے ایسا ثبوت نہیں صرف زید متولی ہے۔

المستفتی نمبر ۲۴۵ اکرم خان [illegible] (ضلع احمد آباد) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۱۹ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۱) اس مسجد میں اگر زید نماز پڑھنے کی عام اجازت دیتا ہے تو اس میں نماز کے جواز میں کلام نہیں اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ وہ عام مسجد نہیں ہے جب بھی نماز جائز ہوگی اب یہ بات کہ آیا وہ مسجد درحقیقت مسجد ہے یا نہیں اس کے لئے ثبوت درکار ہے زید جو اپنی ملکیت بتاتا ہے اس سے ملکیت کا ثبوت

---

(۱) قيم المسجد لا يجوز له أن يبني حوانيت في حدود المسجد أو في فنائه لأن المسجد إذا جعل حانوتا أو مسكنا تسقط حرمته وهذا لا يجوز (عالمگیریه كتاب الوقف، حكم المسجد ۲/ ۴۶۲ ط ماجديه) (۲) ان المساجد لله (سورة الجن: ۱۸) وقال في البحر [illegible] لأن المسجد ما بني للمكتوبة وتوابعها كالنافلة والذكر وتدريس العلم الخ (كتاب الحظر ۲/ ۲۲۵ ط سعيد) جنبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم وشراءكم وبيعكم وخصوماتكم الحديث (سنن ابن ماجه، باب ما يكره في المساجد، ص ۵۵ ط مير محمد كتب خانه، كراچی)

طلب کرنا چاہیے جو مسجد کہتے ہیں ان سے مسجد کا ثبوت مانگنا چاہیے مسجد کے ثبوت کے لئے تو یہ بھی کافی ہوگا کہ اس میں زمانہ قدیم سے بارہا لوگ جماعت کے ساتھ مسلمان نماز پڑھتے چلے آتے ہوں(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز

(سوال) مسجد کی چھت پر نماز جماعت جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۶۹ حکیم نور محمد (ریاست سروہی) ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۹ جولائی ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۲) (از حضرت مفتی اعظمؒ) مسجد کی چھت پر نماز کی جماعت جائز ہے اور اگر گرمی وغیرہ کسی عذر کی وجہ سے ہو تو کسی قسم کی کراہت بھی نہیں البتہ بلا عذر ہو تو اس بنا پر کہ جماعت کی اصلی جگہ نیچے کا درجہ اور محراب ہے اوپر جماعت کرنا خلاف اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب) (از مولوی حبیب المرسلین نائب مفتی) تشریح اس کی یہ ہے کہ اگر گرمی کی ایسی شدت ہو کہ خشوع و خضوع قائم نہ رہے تو مسجد کی چھت پر نماز با جماعت و سنن و نوافل پڑھنے بھی مکروہ نہ ہوں گے اور اگر اس قدر شدت کی گرمی نہ ہو تو مسجد کی چھت پر نماز جماعت وغیرہ مکروہ ہو گی فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ وھذا اذا اشتدت الحر یکرہ ان یصلوا بالجماعۃ فوقہ الا اذا ضاق المسجد فحینئذ لا یکرہ الصعود علی سطحہ للضرورۃ کذا فی الغرائب (۲) (جلد خامس ص ۳۵۶) فقط حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) کافروں کے شور کی وجہ سے مسجد کی جماعت کو نہ چھوڑیں

(۲) ایضاً (۳) ایضاً

(سوال) آرہ میں چند دنوں سے ہندوؤں نے یہ مشغلہ نکالا ہے کہ جب نماز مغرب کی اذان ہوتی ہے تو بہت سے لوگ جمع ہو کر ناقوس وغیرہ [illegible] کنارے مسجد کے قریب ایسی زور و شور سے بجاتے اور چلاتے ہیں اور چیختے ہیں کہ مصلیوں کو نماز پڑھنا دشوار ہو جاتا ہے اور سوائے شور کے کچھ آواز نہیں آتی امام خود بھی اپنی آواز نہیں سن سکتا پس ایسی صورت میں کیا کیا جائے یا مسجدوں میں نماز نہ پڑھی جائے؟

المستفتی نمبر ۳۹۱ فضل محمد (آرہ) ۱۷ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۳) نماز مسجدوں میں ضرور پڑھنی چاہیے اور ہندوؤں کے اس فعل کو آئینی طریقوں سے

---

(۱) واما الصلوۃ فلانہ لابد من التسلیم عند ابی حنیفۃ الخ والتسلیم فی المسجد ان یصلی فیہ الجماعۃ باذنہ الخ (عالمگیریۃ کتاب الوقف [illegible] المسجد ۲ / ۴۵۵ ط ماجدیہ)

(۲) (کتاب الکراہیۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد ۵ / ۳۲۲ ط ماجدیہ، کوئٹہ)

روکنے کی کوشش کی جائے مسلمان اپنی طرف سے جھگڑے کی ابتدا ہرگز نہ کریں اور اپنے اسلامی فریضے کی ادائیگی اور معاملے کو آشتی سے سلجھانے کی کوشش کرتے رہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب ۳۱۴) (نمبر ۳۹۰) ہندوؤں کا یہ فعل کہ مسلمانوں کی نماز کے وقت مسجد کے قریب بلکہ اس کے دروازے پر اس قدر شور و شغب کریں کہ مسلمان اپنی نماز ادا نہ کرسکیں اخلاقاً اور قانوناً اور معاشرۃً ہر طرح جرم ہے اور مسلمانوں کو اپنی نماز کی درستی اور صحت اور عبادت کی سلامتی کے لئے اس حرکت کی مدافعت قانونی اور باہمی مفاہمت سے کرنی لازم ہے مسجد کو بند کردینا جائز نہیں اور نہ اس سے کوئی معتدبہ فائدہ ہوسکتا ہے اگر مسجد کی نماز شور و شغب کی وجہ سے ٹھیک طور پر ادا نہ ہوسکے تو گھر میں جاکر نماز کا اعادہ کرلیں مگر مسجد کو نہ چھوڑیں اس حالت میں مسلمان مظلوم ہیں اور مظلوم کو مدافعت کا حق قانوناً و شرعاً و اخلاقاً حاصل ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ ۳۰ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۵) (۳۹۱) ایسی نماز یقیناً خراب ہوگی اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کا اطمینان کی جگہ اعادہ کرلیا کریں مگر اس فتنہ کی وجہ سے مسجد میں نماز کی ادائیگی ترک نہ کریں مسجد میں باقاعدہ اذان و نماز و جماعت قائم رکھیں (۳)

ہندوؤں کی اشتعال انگیزی سے صبر و سکون ہاتھ سے نہ دیں اور تمام ممکن تدابیر اور آئینی ذرائع سے اس فتنہ کو دفع کرنے کی کوشش کرتے رہیں اپنی طرف سے جھگڑے کی ابتدا نہ کریں ہندوؤں کے ظالمانہ رویہ کی مدافعت میں مسلمان معذور ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ م یکم ستمبر ۱۹۳۴ء

مسجد میں غیر مسلم بادشاہ کے لئے دعا مانگنا

(سوال) مساجد جو کہ خالص عبادت و ذکر اللہ کے واسطے بنائی گئی ہیں ان میں کسی غیر مسلم بادشاہ خصوصاً ایسا جس کی ذات سے اسلام کو کافی نقصان پہنچ چکا ہو اس کی سلامتی کے لئے دعا مانگنی اور اس کی تاج پوشی کی خوشی میں مساجد اللہ میں روشنی کرنی مسلمانوں کے لئے جائز ہے یا نہیں ؟ اور جو شخص ایسے بادشاہ کی تعریف میں قصیدہ لکھے اور یہ کہے کہ اے اللہ جب تک باد نسیم چلتی رہے اور پھولوں میں خوشبو باقی رہے ان کے سایہ کو ہمارے سر پر قائم رکھ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں ؟ اور ایسا شخص نائب رسول ﷺ کہلانے کا مستحق ہے یا نہیں ؟

---

(۱) فإن الصلاة في المسجد من أكبر شعائر الدين وعلاماته و في تركها بالكلية أو في المسجد و محو آثار الصلوة بحيث يفضي إلى قعودهم أكبر تحقيق عن أصل فعلها و بهذا قال عبدالله بن مسعود لو صليتم في بيوتكم الخ (مجموعة الحديث النجدية: كتاب الصلاة لابن القيم هل البيت كالمسجد في اداء فضيلة الجماعة ص ٥٥٤ ط رياض)

(۲) (ايضاً)

(۳) (ايضاً)

المستفتی نمبر ۵۷۵ محمد عبدالرحمن اجمیر۔ ۲۵ محرم ۱۳۵۴ھ ۳۰ اپریل ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۱۶) مساجد اللہ صرف نماز و عبادات و اقامت شعائر اللہ کے لئے استعمال کی جا سکتی ہیں کوئی غیر مسلم بادشاہ یا کوئی مسلمان خلیفۂ وقت و فرمانروا بادشاہ بھی اس کا مستحق نہیں کہ اس کے اعزاز و اکرام یا جشن کے لوازم مساجد میں ادا کئے جائیں غیر مسلم کی زندگی زیادہ ہونے کی دعا کسی خاص وصف مطلوب کی جہت سے اور اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مشرف باسلام فرمائے مباح ہے۔ مساجد کو روشنی کی بدعت سے محفوظ رکھنا چاہئے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) قادیانی مسلمان ہیں یا نہیں ؟
(۲) مسجد کسی کی ذاتی ملکیت نہیں
(۳) جھوٹے اور پروپیگنڈہ کرنے والے کی امامت
(۴) بلاوجہ کسی کو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے
(۵) مسجد میں سگریٹ نوشی اور چائے پارٹی
(۶) مسجد کے لئے دھوکہ دیکر چندہ کرنا

(سوال) (۱) مرزائی خواہ وہ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور سے تعلق رکھتے ہوں یا انجمن احمدیہ قادیان سے مسلمان ہیں یا نہیں ؟ (۲) انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور نے تمام مسلمانوں سے روپیہ اکٹھا کر کے برلن میں ۱۹۲۴ء میں مسجد تعمیر کی لیکن وہ مسجد جناب صدرالدین صاحب نمائندہ جماعت احمدیہ لاہور کی ذاتی ملکیت ہے کیا ازروئے احکام اسلام مسجد کسی شخص کی ذاتی جائیداد ہو سکتی ہے (۳) کیا اس مسجد کا امام ایسا شخص ہو سکتا ہے جس نے اشاعت مرزائی اخبار پیغام صلح کے ذریعے برلن مشن کے بارے میں محض اس لئے جھوٹ بولا ہو کہ آمدنی بڑھتی ہو اور ہندوستان سے زیادہ رقم آئے (۴) کیا اس مسجد کے امام کو حق ہے کہ ایک جرمن نو مسلم کو مسجد میں داخل ہونے کی ممانعت کر دے (۵) کیا یہ جائز ہے کہ برلن کی مسجد میں جرمنوں کو چائے کی دعوت دی جائے اور مسجد میں کرسیاں بچھا دی جائیں اور سگریٹ نوشی ہو (۶) کیا یہ جائز ہے کہ مسجد کا امام احمدی رسالوں میں یہ پروپیگنڈا کرے کہ برلن میں اس مسجد میں پانچوں وقت نماز و اذان ہوتی ہے حالانکہ در حقیقت جمعہ تک کی نماز نہیں ہوتی۔

المستفتی نمبر ۶۲۴ حبیب الرحمن سیکریٹری جماعت اسلامیہ برلن
۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۲۳ ستمبر ۱۹۳۵ء

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا (الآیۃ سورۃ الجن ۱۸) وفی العالمگیریۃ ولا یجوز ان یزاد علی سراج المسجد سواء کان فی شہر رمضان او غیرہ قال ولا یزین بہ المسجد الخ (کتاب الوقف، احکام المسجد ۲/۴۶۱ ط ماجدیہ)

(جواب ۳۱۷) (۱) مرزائی فرقہ خواہ کی دونوں شاخیں لاہوری اور قادیانی جمہوری علمائے اسلام کے متفقہ فتوے کے بموجب دائرہ اسلام سے خارج ہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوائے نبوت کیا یہ دعویٰ ان کی تالیفات میں اتنی کثرت اور صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ کسی شخص کو اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی قادیانی جماعت تو اس کا اعتراف کرتی ہے اور مرزا صاحب کی نبوت ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتی ہے اور لاہوری جماعت اگرچہ اعتراف نہیں کرتی اور مرزا صاحب کی عبارتوں کی تاویلیں کرتی ہے مگر وہ تاویلیں کسی حالت میں بھی مقبول نہیں ہو سکتیں اس لئے ان کا نبوت مرزا اور دعوائے نبوت سے انکار کرنا مفید نہیں اس کے علاوہ اس فرقہ ضالہ کے خارج از اسلام ہونے کے اور بھی وجوہ ہیں۔(۱)

(۲) اگر کوئی شخص اپنے ذاتی روپے سے بھی مسجد تعمیر کر کے وقف کردے اور وہ مسجد باقاعدہ مسجد ہو جائے تو اس کو بھی وہ اپنی ذاتی ملکیت قرار نہیں دے سکتا ہاں جب کہ وہ خود واقف بھی ہو انتظام کے بعض حقوق رکھتا ہے لیکن اگر وہ مالکانہ حقوق کا مدعی ہو تو غاصب قرار دیا جائے گا اور مسجد اس کے قبضہ تولیت سے نکال لی جائے گی اور مسجد جب کہ عام مسلمانوں کے چندے سے تعمیر ہوئی ہو تو پھر تو بنانے والے کو کوئی مزید حقوق حاصل ہی نہیں ہو سکتے بلکہ چندہ دینے والوں کی مرضی سے کوئی جماعت یا کوئی فرد انتظام کے لئے مقرر یا معزول کیا جا سکتا ہے۔(۲)

(۳) اگر امام کا کاذب ہونا اور جھوٹا پروپیگنڈہ کرنا ثابت ہو جائے تو وہ امامت کا اہل نہیں (۳)

(۴) مسجد میں آنے سے کسی کو روکنے کا بلا وجہ شرعی کسی کو حق نہیں اگر کسی کو دخول مسجد سے روکا جائے تو اس کے لئے کوئی شرعی وجہ بیان کرنی لازم ہوگی۔(۴)

(۵) سگریٹ نوشی مسجد میں حرام ہے اور چائے کی پارٹی بھی ان لوازم کے ساتھ جو فی زمانہ مروج ہیں اور جو احترام مسجد کے منافی ہیں مکروہ ہے(۵)

(۶) اگر مسجد میں پنج وقتہ نماز جماعت مع جمعہ کی نماز بھی التزام کے ساتھ نہیں ہوتی تو یہ شائع کرنا کہ مسجد مذکورہ میں پانچوں وقت اذان و نماز ہوتی ہے کذب صریح اور دھوکہ دہی ہے اور اسی طرح اس جھوٹے پروپیگنڈے کی شریعت مقدسہ اجازت نہیں دے سکتی اور اگر اس جھوٹے پروپیگنڈے سے جلب زر مقصود

---

(۱) وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها الخ (الدر المختار، باب الإمامة ۱/ ۵۶۱ ط سعيد)

(۲) من بنى مسجدا لم يزل ملكه عنه حتى يفرزه عن ملكه بطريقه ويأذن بالصلاة فيه أما الإفراز فلأنه لا يخلص لله تعالى إلا به فلو جعل وسط داره مسجدا وأذن للناس في الدخول والصلاة فيه إن شرط معه الطريق صار مسجدا الخ (عالمگيرية، كتاب الوقف، الفصل الأول فيما يصير به مسجدا، ۲/ ۴۵۴ ماجدية كوئٹه) وفي البحر: قدمنا أن الولاية للواقف ثابتة مدة حياته الخ (رد المحتار، كتاب الوقف مطلب ولاية نصب القيم للواقف ۴/ ۴۲۱ ط سعيد)

(۳) وفي التنوير ويكره تقديم عبد وأعرابي وفاسق الخ باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعيد

(۴) ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن يذكر فيها اسمه الآية (البقرة: ۱۱۴)

(۵) عن جابر قال: قال رسول الله ﷺ من أكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا فإن الملائكة تتأذى مما يتأذى منه الإنس (مسلم ۱/ ۲۰۹ ط قديمي كتب خانه كراچي)

ہو تو اس کی قباحت دوچند ہو جاتی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) مسجد کا احترام واجب ہے
(۲) مسجد میں کیا کیا نیک کام کر سکتے ہیں؟
(۳) مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا
(۴) سوال مثل بالا
(۵) مسجد میں نعت خوانی اور مٹھائی تقسیم کرنا
(۶) جماعت کے بعد تنہا نماز پڑھیں
(۷) مشرک کے لئے دعائے مغفرت کرنا ممنوع ہے
(۸) بلند آواز سے درود پڑھنے کا حکم
(۹) تلاوت کرنا فرض نہیں' سننا فرض ہے
(۱۰) مسجد کی دیوار پر دکاندار کا بورڈ لگانا
(۱۱) امام کو مقتدیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھنا چاہئیے
(۱۲) کھڑے ہو کر صلوۃ و سلام پڑھنا
(۱۳) میلاد میں قیام کرنا بدعت ہے
(۱۴) چندہ کر کے قرآن خوانی کرنا
(۱۵) مسجد کی دیوار پر لگے ہوئے بورڈ کو اتارا جائے

(سوال) مندرجہ ذیل مسائل میں شرعی حکم تحریر فرمائیں ۔
(۱) احترام مسجد (۲) مسجد میں نماز کے علاوہ دیگر نیک کام کیا کیا کر سکتے ہیں (۳) مسجد میں ہر نماز کے بعد یا کسی نماز کے بعد کلمہ شریف یا درود شریف جب کہ جماعت سے علاوہ دوسرے اور نمازی بھی اپنی نماز ادا کررہے ہوں بلند آواز سے پڑھنا کہ دوسروں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہو (۴) علاوہ ازیں کوئی نمازی بھی نہ ہو تو باآواز بلند کلمہ شریف یا درود شریف مسجد میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۵) مسجد میں اس جگہ جہاں جماعت ہوتی ہو یعنی محراب مصلی میں بیٹھ کر ترنم کا مقابلہ کرنا اور محراب مصلی کے نزدیک نعت خوانی باآواز بلند کرنا اور ایسی تقریب میں چائے بسکٹ پان وغیرہ تقسیم کرنا اور گلاب چھڑکنا جب کہ اور نمازی اپنی نماز ادا کررہے ہوں جائز ہے یا نہیں (۶) مسجد میں جماعت کی نماز کے علاوہ جس شخص کو جماعت نہ ملی ہو اس نمازی کو اپنی نماز ادا کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ (۷) مسجد میں مشرک کے لئے دعائے مغفرت مانگ سکتے ہیں یا نہیں؟

---

(۱) قال فی الدر المختار واکل نحو ثوم و یمنع منه کذا کل موذ ولو بلسانه (کتاب الصلوة، احکام المسجد ۱/ ۶۶۱ ط سعید)

(۸) نماز کے بعد مسجد میں چند آدمی کلام پاک کی تلاوت کرتے ہوں اور وہیں چند آدمی باآواز بلند درود شریف پڑھتے ہوں دونوں میں راہ راست پر کون ہے؟ (۹) کلام پاک کا پڑھنا فرض ہے یا غور سے سننا؟ (۱۰) مسجد کے بیرونی حصے یعنی دروازہ صدر پر ایک دوکاندار نے اپنی جانب سے بائیسکوپ کا تصویر دار بورڈ لگایا ہوا ہے شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ (۱۱) مقتدی اور امام میں کسی مسئلے پر اتفاق نہ ہو تو مقتدی کو امام یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے تمہارے جیسے مقتدیوں کی کوئی پروا نہیں چاہے میرے پیچھے نماز پڑھو یا نہ پڑھو ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲) جب کہ مسجد میں میلاد شریف کرایا جائے اس میں سلام ختم الانبیاء کی ذات و صفت کے لئے بیٹھ کر پڑھنا یا کھڑے ہو کر پڑھنا دونوں صورتوں میں کون سی صورت جائز ہے؟ (۱۳) میلاد شریف کا کرانا یا پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جائز ہے تو کس صورت میں اور ناجائز ہے تو کس صورت میں؟ (۱۴) کسی شیعہ سے چندہ لے کر کلام پاک کا ختم کرنا اور مسجد میں نعت خوانی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مسجد اہل سنت والجماعت کی ہے (۱۵) سوال نمبر ۱۰ کے متعلق متولی مسجد و کارکنان مسجد کو شرعاً یہ اختیار ہے کہ بائیسکوپ کی تصویر والے بورڈ کو مسجد سے اتروا دے یا نہیں؟ اگر متولی یا کارکنان مسجد اس پر غور نہ کریں تو تمام مسلمانوں کو یہ اختیار ہے کہ اس بورڈ کو اتار پھینکیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۳۲ عبدالمجید خاں (شملہ) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۱۸) (۱ و ۲) ہر مسلمان پر مسجد کا شرعی احترام لازم ہے اس کا احترام یہ ہے کہ اس میں نماز اور ذکر اللہ کیا جائے اور اسے پاک و صاف رکھا جائے شور و غل بیع و شراء سے بچایا جائے وغیرہ (۱) (۳) دوسرے نمازی نہ ہوں تو بلند آواز سے ذکر یا قرآن مجید پڑھنا جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ آہستہ پڑھے (۲) (۴ و ۵) جو فعل کہ نمازیوں کی نماز میں خلل پیدا کرے یا مسجد کو ملوث کرے یا شور و شغب ہو وہ مکروہ ہے (۳) (۶) ہاں وہ مسجد میں اپنی نماز ادا کر سکتا ہے اس کو اس کا حق ہے (۴) (۷) مشرک کے لئے دعائے مغفرت ممنوع ہے مسجد میں ہو یا اور کہیں (۵) (۸) بلند آواز سے ایسی حالت میں درود شریف پڑھنا کہ ذکر و تلاوت و نماز میں خلل

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: وأن المساجد للہ الآیۃ (سورۃ جن: ۱۸) فتجب تنزیہ المسجد عنہ کما یجب تنزیہہ عن المخاط والبلغم الخ (رد المحتار، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، مطلب فی رفع الصوت بالذکر ۱/ ۶۶۰ ط سعید) عن واثلۃ بن الأسقع أن النبی ﷺ قال: جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم وشراءکم وبیعکم وخصوماتکم ورفع أصواتکم الخ (سنن ابن ماجہ، باب ما یکرہ فی المساجد، ص ۵۵ ط میر محمد کتب خانہ کراچی)

(۲) أجمع العلماء على استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرہا إلا أن یشوش جہرہم على نائم أو مصل أو قارئ الخ (رد المحتار، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، مطلب فی رفع الصوت بالذکر ۱/ ۶۶۰ ط سعید)

(۳) عن واثلۃ بن الأسقع أن النبی ﷺ قال: جنبوا مساجدکم صبیانکم الحدیث (ابن ماجہ)

(۴) لو دخل جماعۃ المسجد بعد ما صلی فیہ أہلہ یصلون وحداناً الخ (رد المحتار، باب الامامۃ ۱/ ۶۶۰ ط سعید)

(۵) ما کان للنبی والذین آمنوا أن یستغفروا للمشرکین ولو کانوا أولی قربی (سورۃ توبہ: ۱۱۳)

پڑھنے مکروہ ہے(۱) (۹) تلاوت کرنا فرض نہیں ہے لیکن سننا فرض ہے(۲) (۱۰) اس کو مسجد کی دیوار پر بورڈ لگانے کا حق نہیں ہے(۳) (۱۱) یہ تشدد امام کے شایان شان نہیں ہے آہستگی سے مسئلہ سمجھا دینا اور اختلاف رفع کر دینا چاہیے (۱۲) مسجد میں صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز ہے مگر کھڑا ہونا ضروری نہیں بیٹھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں قیام کو ضروری سمجھنا ناجائز ہے (۱۳) میلاد شریف کی مروجہ صورت اور تمام قیود وشرائط جو رواج پذیر ہیں بدعت ہیں(۴) ہاں آنحضرت ﷺ کی ولادت اور سیرت مقدسہ صحیح روایتوں سے بیان کی جائے تو موجب خیر و برکت ہے (۱۴) چندہ کر کے قرآن خوانی یا نعت خوانی کرنا کرانا درست نہیں(۵) (۱۵) ہاں متولی اور نمازیوں کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ نرمی سے بورڈ وہاں سے اتار لے(۶) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ**

(جواب مکرر ۳۱۹) (۱۶۲) (۱) مسجد کا احترام یہ ہے کہ اس میں نماز اور ذکر اللہ کیا جائے اور اس کو نجاست، میل کچیل، شور و شغب، بیع و شرا سے محفوظ رکھا جائے اور کوئی ناجائز بات اس کے اندر نہ کی جائے۔

(۲) و(۸) جب کہ مسجد میں نماز پڑھنے والا کوئی نہ ہو تو اس میں ذکر اللہ یا تلاوت قرآن مجید یا درود شریف کا جہراً پڑھنا جائز ہے۔

(۳ و ۴ و ۶) جن لوگوں کو جماعت نہیں ملی ان کو مسجد میں نماز ادا کرنے کا حق ہے اور ان کی نماز کے درمیان میں کسی کو زور زور سے ذکر کرنے کا یا تلاوت کرنے یا درود واشعار پڑھنے کا حق نہیں ہے۔

(۵) چونکہ مسجد میں کھانا کھانا اگر بطور اجرت ذکر کرنے کے ہو تو ناجائز اور بطور اجرت کے نہ ہو تو مباح ہے مگر اس شرط سے کہ مسجد کا فرش ملوث نہ ہو۔

(۱۰) اگر اس شخص نے مسجد کی دیوار پر چسپاں کیا ہے تو قطعاً ناجائز ہے اور اگر اپنی دیوار پر کیا ہے تو یہ بات کسی قدر احترام مسجد کے خلاف ہے اس سے نرمی اور حسن تدبیر سے اس کو علیحدہ کرا دینا چاہیے۔

(۱۶) ہاں مسجد میں یا اس کی جائیداد متعلقہ میں کوئی ایسا فعل جو احترام مسجد کے خلاف ہو اور اتفاقی طور پر ناجائز ہو کیا جاتا ہو اور امام اور متولی اسے نہ روکیں تو مسلمانوں کو روکنے کا حق ہے۔

---

(۱) وفی حاشیة الحموی عن الامام الشعرانی: أجمع العلماء سلفاً وخلفاً علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرها إلا أن یشوش جهرهم علی نائم أو مصل أو قارئ الخ (رد المحتار، کتاب الصلاة، مطلب فی رفع الصوت بالذکر ۱/۶۶۰ ط سعید)

(۲) وإذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا لعلکم ترحمون (سورة الأعراف: ۲۰۴)

(۳) ولا یجوز أخذ الأجرة منه ولا أن یجعل شیئاً منه مستغلاً ولا سکنی الخ (الدر المختار) وفی التتمة [illegible] وبه علم حکم ما یصنعه بعض جیران المسجد من وضع جذوع علی جداره فإنه لا یحل ولو دفع الأجرة الخ (کتاب الوقف، أحکام المسجد ۴/۳۵۸ ط سعید)

(۴) عن عائشة قالت قال النبی ﷺ: من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فهو رد (بخاری)

(۵) قال تاج الشریعة فی شرح الهدایة: إن القرآن بالأجرة لا یستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری، وقال العینی فی شرح الهدایة: ویمنع القاری للدنیا، والآخذ والمعطی آثمان الخ (رد المحتار، مطلب فی عدم جواز الاستئجار علی التلاوة ۶/۵۶ ط سعید)

(۶) فیجب هدمه ولو علی جدار المسجد، ولا یجوز أخذ الأجرة منه ولا أن یجعل شیئاً منه مستغلاً الخ (الدر المختار، کتاب الوقف، أحکام المسجد ۴/۳۵۸ ط سعید)

محمد کفایت اللہ ۔ ۱۶ محرم ۱۳۵۵ھ ۹ اپریل ۱۹۳۶ء

مسلمان حاکم پر مسجد کا قیام لازم ہے

(سوال) شرعاً مسجد کا انتظام کرنا قاضی شرع پر فرض و لازم ہے کہ نہیں؟

(جواب ۳۲۰) مسجد کا انتظام کرنا مسلمانوں پر لازم ہے جہاں با اختیار مسلمان حاکم ہو تو اس پر لازم ہے کہ نماز کے لئے مسجد بناوے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مسجد کے نیچے کی دکانوں کی آمدنی مسجد میں خرچ کی جائے

(سوال) ایک مسجد جس کے نیچے خلا ہو (یعنی دکانیں ہوں) اس میں نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ یہ دکانیں جن پر مسجد کی بنیاد ہو مسجد کی ملک ہو سکتی ہیں یا کسی اور شخص کی جو ان کا کرایہ وصول کر کے کچھ مسجد پر صرف کر دیتا ہو اور کچھ اپنے صرف میں لاتا ہو۔

المستفتی نمبر ۹۵۵ آغا محمد یٰسین (کرنال) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲۱) جس مسجد کے نیچے دکانیں ہوں اسمیں نماز پڑھنی درست ہے مسجد کے نیچے کی دکانیں مسجد ہی کی ملک ہو سکتی ہیں کسی دوسرے کی ملک نہیں ہو سکتیں نہ کوئی دوسرا ان کی آمدنی میں بحیثیت شریک ملکیت کے حقدار ہو سکتا ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد میں بیٹھ کر حجامت بنوانا مکروہ ہے

(سوال) ایک مسجد میں بیٹھ کر امام مسجد حجامت بنواتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اس کا ایمان کامل ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۰۷۸ رفیق میر محمد یعقوب صاحب میر (گجرات پنجاب)

۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲۲) مسجد میں بیٹھ کر حجامت بنوانا مکروہ ہے مگر اس درجہ کا گناہ نہیں ہے کہ موجب فسق ہو اور اس کی وجہ سے امامت ناجائز ہو جائے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مسجد کے حصے کو گودام بنانا جائز نہیں

(سوال) ایک مسجد قبرستان میں ہے اس کے مسقف حصے یعنی دالان کو زید نے لوہے کا جنگلہ اور جالی لگا کر

---

(۱) وإذا جعل تحته سرداباً لمصالحه أي المسجد جاز (درمختار) قال الشامي: وظاهره أنه لا فرق بين أن يكون السرداب للمسجد أو لا إلا أنه يؤخذ من التعليل أن محل عدم كونه الخ. (كتاب الوقف، مطلب في أحكام المسجد ٤ / ٣٥٧ ط سعيد)

(٢) فلا يجوز الاستصباح بدهن نجس فيه ولا تطيينه بنجس ولا البول والفصد فيه ولو في إناء الخ (الدر المختار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ١ / ٦٥٦ ط سعيد)

قفل لگا دیا ہے اور اس میں امام صاحب کتب احادیث و فقہ، اگالدان، مٹکے، صراحیاں، ٹرنک اور بستر وغیرہ رکھ کر مال گودام بنا لیا ہے اور قبضہ جما لیا ہے اور اس کا نام زاویہ گورغریباں رکھ کر اپنے نام سے منسوب کر دیا ہے جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اپنا مال گودام سے ہٹاؤ تو کہتا ہے کہ مسجد ویران تھی میں نے اس کو آباد کیا تھا پہلے اس میں بہت کم کوئی نماز پڑھتا تھا اب اس کے صحن میں نماز پڑھنے سے کوئی چیز خارج نہیں بلکہ اکثر نماز ہوتی ہے نیز دالان میں جس پر قفل لگا ہوا ہے حدیث و فقہ کی کتابیں ہیں اگر یہ چیزیں ہٹا دی گئیں تو میں پھر مسجد کی صفائی کا ذمہ دار نہیں یہ ویران ہو جائے گی دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا کوئی شخص کسی ویران مسجد کی صفائی رکھے اور اس کے صحن میں اقامت الصلوۃ کے لئے کوئی انتظام کر دے تو کیا اس کے صلے میں اس کو حق ہے کہ مسجد کے دالان (مسقف حصہ) پر قبضہ کرے جس میں محراب و ممبر ہے اس کو بند رکھ سکے اور رہائش و مال گودام کے کام میں لائے خصوصاً جب کہ بارش یا دھوپ و گرمی کی وجہ سے صحن میں نماز پڑھنا ناممکن ہو جائے تو اس حالت میں بھی کیا وہ شخص مسقف حصے کو بند رکھنے کا مجاز ہے؟ فقط

المستفتی نمبر ۱۰۲۳ احمد حسین بیگ صاحب طبیب دہلوی (اجمیر شریف)

۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲۳) مسجد نماز کے لئے ہے نہ کہ گودام بنانے کے لئے اور حفاظت کے صلے میں اس کو مال گودام بنانے کا حق نہیں فوراً اس کو خالی کرا کے نماز و جماعت کے کام میں لانا چاہیے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(الجواب صحیح) مسجد مسجد ہونے کے بعد قیامت کے قائم ہونے تک مسجد ہی رہتی ہے اور اس کے آداب و حرمت ہر وقت مسلمانوں پر واجب ہے گودام بنانا مسجد کو مسجد کی نہایت بے حرمتی ہے اور گودام بنانے والا سخت گناہ گار ہو گا بوجہ بے حرمتی کرنے مسجد کے۔ فقط

حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

مسجد کو مقفل کر کے بند کر دینا درست نہیں

(سوال) ایک مسجد جس میں لوگ جمعہ و نماز پنجگانہ با جماعت مدت تک ادا کرتے رہے ہوں اور عرف عام میں مسجد مشہور ہو بلکہ کاغذات سرکاری میں بھی مسجد کا اندراج باقاعدہ ہو اور بعد میں کسی وجہ سے مسجد کو مقفل کر کے مسلمانوں کو اس میں عبادت کرنے سے محروم کر دیا جائے تو ایسی صورت میں کیا مسجد کی حیثیت میں کوئی فرق آجاتا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۱۹۰ غلام قادر صاحب (ریاست فرید کوٹ)

۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۶ء

---

(۱) ولا اخذ الاجرة منه ولا ان يجعل شيئا منه مستغلا ولا سكنى الخ (الدر المختار، كتاب الوقف، احكام المسجد ۴/۳۵۸ ط سعيد)

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) جب کسی مسجد میں بعد تعمیر کے با اجازت بانی مسجد کے اذان و نماز باجماعت ایک مرتبہ بھی ہو جائے گی تو یہ مسجد تا قیام قیامت مسجد ہی رہے گی اور نمازیوں کا حق نماز پڑھنے کا اس میں قیامت کے قائم ہونے تک رہے گا جو شخص کہ اس کو مقفل کر کے نمازیوں کو نماز پڑھنے سے روکے گا تو یہ شخص بڑے سخت گناہ کا مرتکب ہوگا۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ و سعی فی خرابہا الآیۃ (۱) لہذا اس شخص پر لازم ہے کہ اپنی حرکت سے توبہ کرے اور مسجد کے قفل کو کھول کر نمازیوں کو نماز پڑھنے دے ورنہ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کے ساتھ میل جول ترک کردیں تاکہ یہ پریشان ہو کر توبہ کرے۔ فقط واللہ اعلم اجابہ وکتبہ حبیب المرسلین عفی عنہ۔

نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۳۲۴) (از حضرت مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ) جب بانی مسجد کسی جگہ کو مسجد قرار دیدے اور اس کی اجازت سے اس میں ایک مرتبہ نماز باجماعت ہو جائے تو قیامت تک وہ مسجد رہتی ہے اسے بند کرنا اور نماز سے روکنا ظلم عظیم ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ضرورت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

(سوال) قصبہ جاکھولی ضلع رہتک میں ایک جامع مسجد خام عرصہ ۳۶ سال سے قائم ہے اور تا دم تحریر اذان جماعت پنجگانہ نماز جمعہ جملہ امور بہ اہتمام تمام انجام دیئے جا رہے ہیں اس کے علاوہ کوئی دوسری مسجد اس قصبہ میں موجود نہیں ہے اب مسلمانان قصبہ نے اس کی عمارت پختہ کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ ہندوؤں نے پختہ تعمیر کرنے سے انکار کردیا مسلمانوں نے اس کے متعلق عدالت دیوانی میں استغاثہ دائر کردیا ہندو بھڑک اٹھے اور مسلمانوں کا یکم جنوری سنہ ۱۹۳ء سے سوشل بائیکاٹ کردیا اس پر فوجداری مقدمہ قائم ہوا اور اس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی ضمانتیں ۱۴۔ ۱۴ مردمان کی بحساب دو ہزار روپے فی کس تا فیصلہ عدالت مجاز نے حاصل کرلیں مقدمات جاری ہیں مسلمان پریشان ہیں۔

(۲) عدالت مجاز اور پولیس افسران اور ہندوؤں کی یہ مرضی ہے کہ مسلمان مسجد جامع متنازعہ کے بجائے کسی دوسرے مقام پر پختہ مسجد بنالیں اور اس مسجد کو بند کر کے بدستور رہنے دیا جائے تو معاملہ رفع ہو سکتا ہے اور نیز یہ بھی ان کا وعدہ ہے کہ مسجد متنازعہ کی بے حرمتی نہ کی جائے گی وہ بدستور رہے گی بعد نماز اذان جمعہ جملہ امور شرعیہ انجام دینے کی اجازت ہوگی اور اس مسجد کے جملہ حقوق محفوظ رہیں گے تو کیا مسلمان ایسی صورت

---

(۱) (البقرۃ: ۱۱۴)

(۲) ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا الآیۃ (البقرۃ: ۱۱۴) والتسلیم فی المسجد ان تصلی فیہ الجماعۃ باذنہ الخ (عالمگیریہ، کتاب الوقف، الفصل الاول فیما یصیر بہ مسجداً ۲ / ۴۵۵ ط ماجدیہ کوئٹہ) وفی التنویر وشرحہ: ولو خرب ما حولہ واستغنی عنہ یبقی مسجداً عند الامام والثانی ابداً الی قیام الساعۃ وبہ یفتی" الخ (کتاب الوقف، احکام المسجد ۴ / ۳۵۸ ط سعید)

میں کہ جامع مسجد خام کو بچی ہی رہنے دیں اور اس کی جگہ اور حقوق کو محفوظ رکھتے ہوئے دوسرے مقام پر مسجد پختہ تعمیر کریں تو کوئی باعث شناعت نہ ہوگا اور جب کہ ہندو لوگ کثیر التعداد ہیں اور مسلمان اقلیت میں تو کیا رفع فساد و شر کے لئے ایسا کرنے کی اسلامی اجازت بھی ہے یا نہیں؟

(۳) کیا اس دوسری جدید پختہ مسجد میں نماز و واجبات و جملہ امور مفروضہ درست ہوں گے یا نہیں؟

(۴) ان جملہ امور کے متعلق نص قرآنیہ و احادیث کا بھی حوالہ دیا جائے تاکہ حکام مجاز کی تسلی اور عام مسلمانوں کو آگاہی ہو۔ المستفتی نمبر ۱۴۰۳ سلیم الدین احمد خالد حمیدی، عمر الہی (معرفت مولوی سکندر دین صاحب) مدرس مدرسہ امینیہ دہلی ۲۷ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۷ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۲۵) اگر مسجد مذکورہ بدستور مسجد ہی رہے اور اس میں اذان و نماز باجماعت کے تمام حقوق قائم رہیں اور اس بات پر نزاع رفع ہوتا ہو کہ اس کی عمارت پختہ نہ کی جائے بلکہ پختہ مسجد دوسری جگہ تعمیر کرلی جائے اور مسجد خام کو خام ہی رہنے دیا جائے تو مسلمان اس فیصلے پر عمل کرنے میں گنہ گار نہ ہوں گے اور دوسری پختہ مسجد میں جو مسلمان بنائیں گے نماز و اذان و جمعہ سب امور ادا کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مسجد کے اندر حلقہ ذکر منعقد کرنا

(سوال) کیا مسجد کے اندر حلقہ ذکر کرنا درست ہے بشرطیکہ مصلیوں کو یا آس پاس سونے والوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ المستفتی نمبر ۱۵۲۲ خواجہ عبدالمجید شاہ صاحب (بنگال) ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۶۲) مسجد کے اندر ذکر منعقد کرنا مباح ہے بشرطیکہ کسی نمازی کی نماز میں یا کسی سونے والے کی نیند میں خلل انداز نہ ہو اور ذکر بھی زیادہ شور و شغب اور افعال مکروہہ پر مشتمل نہ ہو۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نماز فجر کے بعد ترجمہ قرآن کا درس دینا

(سوال) (۱) مسجد حنفیہ کا امام صبح نماز سے فارغ ہو کر مسجد مذکور میں قرآن عزیز کا ترجمہ کرتا ہے امام مذکور کا ترجمہ قرآن بیان کرنا اہل حدیث کو خوش نہیں آتا وہ چاہتے ہیں کہ یہاں ترجمہ قرآن نہ ہو اور وہ ہمیشہ صبح کی

---

(۱) ویؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقاً الخ (الدر المختار، باب الجمعۃ ۲/ ۱۴۴ ط سعید)

(۲) قال الشامی: وفی حاشیۃ الحموی عن الشعرانی: أجمع العلماء سلفاً و خلفاً علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرھا الا ان یشوش جھرھم علی نائم او مصل او قارئ الخ (باب ما یفسد الصلاۃ و ما یکرہ فیھا، مطلب فی رفع الصوت بالذکر ۱/ ۶۶۰ ط سعید)

نماز ختم ہونے کے بعد آکر اپنی الگ الگ نماز پڑھتے ہیں اور یہ نماز کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے کہ جس وقت تک قرآن کا ترجمہ ہوتا رہتا ہے جب ترجمہ ختم ہوتا ہے تو پھر یہی لوگ امام صاحب سے کہتے ہیں کہ یہاں پر لوگ نماز پڑھتے ہیں اور تم ترجمہ کرتے ہو یہ کہاں جائز ہے ترجمہ بند کرو۔ ایسی صورت میں امام صاحب کو قرآن مجید کا ترجمہ بیان کرنا نماز فجر سے فارغ ہو کر جائز ہے کہ نہیں۔

(۲) امام مذکورہ بالا نے مصلیین سے کہا کہ تم اپنے مسلک کے مطابق آمین بالجہر کہو مگر ضد میں آکر بڑی چوٹی کا زور لگا کر مسجد کو سر پر نہ اٹھاؤ تو انہوں نے اس کے بالکل برعکس عمل کیا اور بچوں اور جوانوں نے بہت چیخ کر آمین کہی تاکہ یہ لوگ اور چڑیں اور کوئی بات کہے تو ان سے لڑیں برابر میں اہل حدیث کی مسجد ہے یہ لوگ اس میں نماز نہیں پڑھتے مسجد حنفیہ میں آتے ہیں کیا لوگوں کے جلانے اور چڑانے کے لئے آمین اتنی بلند آواز سے پکارنا جائز ہے؟

(۳) مذکورہ بالا قسم کے اہل حدیث صاحبان کو مسجد میں خلل شور اور لڑائی جھگڑے کے لئے نماز کے بہانے آنے دینا جائز ہے کہ نہیں؟ **المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی**

(جواب) (از مولانا مظہر اللہ صاحب) (۱) بعد نماز فجر مسائل دینیہ کا بیان اور ترجمہ قرآن کرنا نہایت مستحسن امر ہے جو لوگ جماعت کے بعد نماز کے لئے آتے ہیں ان کو چاہیے کہ کسی علیحدہ مقام پر یا اپنی مسجد میں جا کر نماز پڑھیں (۱)۔ (۲) امام صاحب صحیح فرماتے ہیں ان لوگوں کو اس پر عمل کرنا چاہیے جہر پر عمل صرف اتنی آواز سے ہو سکتا ہے کہ قریب کا آدمی اس کو سن لے جو لوگ اپنی مسجد چھوڑ کر محض فساد کے لئے اس مسجد میں آتے ہیں ان کو روکنا ان پر واجب ہے جو روکنے پر قدرت رکھتے ہیں (۲)

مہر مسجد فتح پوری۔ محمد مظہر اللہ غفرلہ، امام جامع مسجد فتح پوری دہلی

(جواب ۳۲۷) (از حضرت مفتی اعظمؒ) قرآن مجید کا ترجمہ بیان کرنا ایک بہتر صورت ہے مگر نمازیوں کا خیال رکھنا لازم ہے قرآن مجید کا ترجمہ آفتاب نکلنے کے بعد شروع کیا جائے تاکہ وقت کے اندر نماز پڑھنے والوں کی نماز میں خلل نہ آئے جواب نمبر ۲ و نمبر ۳ صحیح ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مسجد میں افطار اور شیرینی تقسیم کرنا

(سوال) (۱) ہمارے یہاں رواج ہے کہ اکثر مسجد میں مولود شریف پڑھواتے ہیں اور کچھ شیرینی وغیرہ مسجد ہی میں تقسیم کرتے ہیں' یہ جائز ہے یا ناجائز؟

---

(۱) أما للتدريس أو للتذكير فلا لأنه ما بني له وإن جاز فيه ولا يجوز التعلم في دكان في فناء المسجد عند أبي حنيفة وعندهما يجوز (البحر الرائق' فصل في المسجد ۳۸/۲ ط بيروت)

(۲) وأكل نحو ثوم ويمنع منه وكذا كل مؤذ ولو بلسانه الخ (الدر المختار' باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۶۶۲.۶۶۱/۱ ط سعيد)

(۳) أما للتدريس أو للتذكير فلا الخ (البحر الرائق' ۳۸/۲ ط بيروت)

(۲) نیز رمضان شریف میں اندر کی مسجد میں سب مصلی بیٹھتے ہیں یہ بھی جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۲۱ محمد مقبول حسین ([illegible]) ۲ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۲۸) (۱) مسجد میں کوئی چیز تقسیم کرنی درست ہے بشرطیکہ مسجد کو ملوث کرنے والی چیز نہ ہو (۱) (۲) مسجد میں افطار کرنا جائز ہے مگر مسجد ملوث ہونے سے محفوظ رکھی جائے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) صبح کی نماز کے لئے چراغ جلانا
(۲) مسجد میں میلاد کے اشعار پڑھنا

(سوال) متعلقہ روشنی مسجد

(جواب ۳۲۹) اگر صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی جاتی ہو اور وہاں اندھیرا ہو تو چراغ جلانے میں کچھ حرج نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(جواب ۳۳۰) مسجد میں مولود شریف پڑھنا اور ایسے اشعار پڑھنا جن کا مضمون صحیح نہیں ہوتا جو اشعار میلاد خواں پڑھا کرتے ہیں سب [illegible] ناجائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسجد میں ریاضت (ورزش)

(سوال) متعلقہ ورزش در مسجد

(جواب ۳۳۱) مسجد میں ریاضت (ورزش) کے لئے تیز رفتاری کرنا اس صورت سے مباح ہے کہ رفتار کے اثناء میں تسبیح وغیرہ بھی کرتا رہے اور اس ذکر کو اصل مقصد رکھے اور کسی نماز پڑھنے والے یا ذکر کرنے والے کو اذیت نہ پہنچے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مسجد کو پاک اور صاف ستھرا رکھا جائے

(سوال) مسجد کے احکام متعلقہ صفائی و نظافت

(جواب ۳۳۲) قال رسول اللہ ﷺ من اکل من ہذہ الشجرۃ المنتنۃ فلا یقربن

---

(۱) فتجب تنزيه المسجد عنه كما يجب تنزيهه عن المخاط و البلغم (رد المحتار، مطلب في رفع الصوت بالذكر ۱ / ۶۶۰ ط سعيد)

(۲) (ايضا)

(۳) عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال نهى رسول الله ﷺ عن البيع والابتياع و عن تناشد الاشعار في المساجد ([illegible] ما يكره في المساجد ص ۵۴ ط قديمي كتب خانه كراچي)

(۴) اجمع العلماء سلفا و خلفا على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها الا ان يشوش جهرهم على نائم او مصل او قارئ [illegible] ما يفسد الصلاة وما يكره فيها مطلب في رفع الصوت بالذكر ۱ / ۶۶۰ ط سعيد)

مسجدنا (الحدیث بخاری (١) و مسلم (٢) مشکوٰة (٣)) البزاق فی المسجد خطیئة (الحدیث بخاری (٤) و مسلم (٥) مشکوٰة (٦)) وجدت فی مساوی اعمالها النخامة فی المسجد لا تدفن (مسلم (٧) مشکوٰة (٨)) امر رسول الله ﷺ ببناء المسجد فی الدور وان ینظف و یطیب (ابو داود (٩) ترمذی (١٠) ابن ماجه (١١) مشکوٰة (١٢)) قال رسول الله ﷺ اذا رأیتم الرجل یتعاهد المسجد فاشهدوا له بالایمان (الحدیث ترمذی (١٣) ابن ماجه (١٤) دارمی (١٥) مشکوٰة (١٦)) رای النبی ﷺ نخامة فی القبلة فشق ذلك علیه حتی رئی فی وجهه فقام فحکه بیده (الحدیث بخاری (١٧) مشکوٰة (١٨)) جنبوا مساجدکم صبیانکم و مجانینکم و بیعکم و شراءکم و رفع اصواتکم (الحدیث مصری رد المحتار ص ٤٦١ ج ١) (١٩) و کره تحریما الوطء فوقه والبول والتغوط واتخاذه طریقا بغیر عذر وادخال نجاسة فیه و علیه فلا یجوز الاستصباح بدهن نجس فیه ولا تطیینه بنجس ولا البول والفصد فیه ولو فی اناء (درمختار) لا یدخل المسجد من علی بدنه نجاسة (رد المحتار (٢٠) عن الهندیة ص ٤٦١ ج ١) کره تحریما البول والتغوط فوقه لانه مسجد الی عنان السماء (درمختار) و کذا الی تحت الثری (رد المحتار) (٢١)

---

(١) (باب ما جاء فی الثوم و البصل و الکراث ١/١١٨ ط قدیمی کتب خانه کراچی)
(٢) (باب النهی من أکل ثوما او بصلا الخ ١/٢٠٩ ط قدیمی کتب خانه' کراچی)
(٣) (باب المساجد و مواضع الصلاة ١/٦٨ ط سعید)
(٤) (باب کفارة البصاق فی المسجد ١/٥٩' ط قدیمی کتب خانه' کراچی)
(٥) (باب النهی عن البصاق فی المسجد ١/٢٠٧ ط قدیمی کتب خانه' کراچی)
(٦) (باب المساجد و مواضع الصلاة' ٦٩ ط سعید)
(٧) (باب النهی عن البصاق فی المسجد ١/٢٠٧' ط قدیمی کتب خانه' کراچی)
(٨) (باب المساجد و مواضع الصلاة' ٦٩' ط سعید)
(٩) (باب اتخاذ المساجد فی الدور' ١/٧٢' ط مکتبه امدادیه' ملتان)
(١٠) (باب ماذکر فی تطییب المساجد ١/١٣٠' ط سعید)
(١١) (باب تطهیر المساجد و تطییبها' ص ٥٥ ط قدیمی کتب خانه کراچی)
(١٢) (باب المساجد و مواضع الصلوٰة' ص ٦٩ ط سعید)
(١٣) (باب ماجاء فی حرمة الصلاة ٢/٢٠ ط سعید)
(١٤) (باب المساجد و انتظار الصلاة ص ٥٨ ط قدیمی کتب خانه' کراچی)
(١٥) (باب المحافظة علی الصلوات ١/٣٠٢ ط قدیمی کتب خانه' کراچی)
(١٦) (باب المساجد و مواضع الصلاة' ص ٦٩ ط سعید)
(١٧) (باب حك البزاق بالیدین فی المسجد ١/٥٨ ط قدیمی کتب خانه' کراچی)
(١٨) (باب المساجد و مواضع الصلاة' ص ٦٩ ط سعید)
(١٩) (باب مایکره فی المساجد ص ٥٤ قدیمی کتب خانه' کراچی)
(٢٠) باب مایفسد الصلاة و ما یکره فیها' ١/٦٥٤ ط سعید)
(٢١) (ایضاً)

زیر تعمیر مسجد میں جوتا پہن کر جانا

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) صحن مسجد زیر تعمیر جس میں صفائی وغیرہ ابھی نہیں ہوئی ہے اس میں نمازیوں کا جوتا پہن کر جانا کیسا ہے؟

(جواب ۳۳۳) بہتر یہی ہے کہ جوتا اتار کر جائیں تاہم اگر جوتا یقینی ناپاک نہ ہو تو مباح ہے۔(۱)
محمد کفایت اللہ غفرلہ،

قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا

(سوال) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے قصداً سونا کیسا ہے؟

(جواب ۳۳۴) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلاف ادب ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

احاطہ مسجد میں خرید و فروخت ممنوع ہے

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۵ اگست ۱۹۲۹ء)

(سوال) احاطہ مسجد میں بیٹھ کر امام مسجد اپنا ذاتی کاروبار کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۳۵) مسجد یعنی اس حصے میں جو نماز کے لئے مہیا کیا جاتا ہے بیع و شرا کرنا یا کوئی ایسا کام کرنا جس سے نمازیوں کو تکلیف ہو یا احترام مسجد کے منافی ہو جائز نہیں ہے باقی مسجد کے احاطے میں دوسرے حصص جو نماز کے لئے مہیا نہیں کئے جاتے ان میں بیع و شراء جائز ہے مگر متولی کی اجازت سے ہونی چاہئے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

(۱) مسجد کے لئے ہندوؤں سے چندہ لینا
(۲) زیر تعمیر مسجد میں جوتوں سمیت گھومنا

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) (۱) تعمیر مسجد میں منظور شدہ مالی امداد غیر مسلم، ہندو وغیرہ کی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) إذا خشي تلوث المسجد به يمنع عدمه، وإن كانت طاهرة الخ (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد ١/ ٦٥٧ ط سعيد)

(۲) كما كره مد الرجلين في نوم أو غيره إليها أي عمداً لأنه إساءة أدب (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد ١/ ٦٥٥ ط سعيد)

(۳) عن واثلة بن الأسقع قال: قال النبي ﷺ: جنبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم وشراءكم وبيعكم وخصوماتكم (ابن ماجة، باب ما يكره في المساجد ص ٥٤ ط قديمي)

(۲) نئی مسجد کی تعمیر کے وقت یا مسجد قدیم کی تعمیر جدید کے وقت سردی یا گرمی یا بوجہ سنگریزوں کے راج مزدور جوتا پہن کر مسجد میں کام کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب ۳۳۶) (۱) اگر غیر مسلم بطیب خاطر کوئی رقم یا سامان مسلمانوں کو دیدے کہ وہ مسجد میں لگا دیں تو اس کا لینا اور لگانا جائز ہے ہاں مسلمانوں کو مسجد کے لئے غیر مسلم سے امداد طلب کرنی ناجائز ہے (۲) نئی مسجد تکمیل اور اقامت نماز باجماعت کے بعد مسجد ہوگی اس لئے اس میں تعمیر کے درمیان جوتا پہن کر آنے جانے میں مضائقہ نہیں ہاں مسجد قدیم میں اگر ضرورت داعی ہو تو پاک اور نیا جوتا پہن کر کام کرنا جائز ہوگا۔ نجس اور پرانا جوتا پہننا خلاف ادب اور ناجائز ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ

سودی رقم سے خریدی ہوئی دریوں پر نماز مکروہ ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۳۲ء)

(سوال) ایک شخص سود کی رقم کی دریاں خرید کر مسجد کو دیتا ہے یا رقم سود نقد دے دیتا ہے اور ارکان مسجد بدون تحقیق مسند مسجد کے صرف میں لے آتے ہیں اور تنبیہ کرنے پر ضد کرتے ہیں کہ جو چندہ ہے ٹھیک ہے ایسے لوگ مسجد کے رکن بننے کے لائق ہیں یا نہیں؟

(جواب ۳۳۷) اگر یہ بات محقق ہو جائے کہ دی ہوئی دریاں سود کے روپے سے خریدی گئی تھیں یا جو رقم نقد دی گئی ہے وہ سود میں حاصل کی ہوئی رقم ہے تو اس کو مسجد میں استعمال کرنے کے لئے لینا ناجائز ہے ایسی دریوں پر جو مال حرام سے خریدی گئی ہوں نماز پڑھنا مکروہ ہے جن ممبروں نے یہ جانتے ہوئے کہ یہ روپیہ حرام طریقے سے کمایا ہوا ہے مسجد کے لئے قبول کیا یا قبول کرنے پر اصرار کیا وہ مسجد کی رکنیت کے قابل نہیں ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) تعمیر مسجد کے لئے چندہ سے ذاتی مکان بنانا جائز نہیں
(۲) میت کا قرضہ پہلے ادا کیا جائے

(الجمعیۃ مورخہ ۵ مئی ۱۹۳۵ء)

---

(۱) ان شرط وقف الذمي ان يكون قربة عندنا و عندهم كالوقف على الفقراء او على مسجد الخ (ردالمحتار كتاب الوقف ۴/۳۴۱ ط سعيد)

(۲) [illegible] في المسجد [illegible] لحمة [illegible] الخ (عالمگیریہ، الباب الحادي عشر في المسجد ۲/۴۵۵ ط ماجدیہ کوئٹہ) [illegible] بيت فرش المسجد [illegible] الخ (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/۶۵۷ ط سعيد)

(۳) وفي البحر [illegible] في ذلك مالاً خبيثاً [illegible] لا سيما الخبيث والطيب فيكره لأن الله تعالى لا يقبل الا الطيب فيكره تلويث بيته بما لا يقبله الخ (رد المحتار باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/۶۵۸ ط سعيد)

(سوال) (۱) ایسے مسلمان [illegible] جو تعمیر مسجد کے نام سے وصول کر کے زر چندہ اپنے مکان کی تعمیر میں صرف کر رہا ہے (۲) ایک مسلمان کی فوتیدگی کے بعد جو تمام عمر تارک الصلوۃ و تارک صوم رہا ہو اس کے ورثا ایصال ثواب اور متوفی کی بخشش کے لئے خرچ کرنا کیا حکم رکھتا ہے اور جب کہ متوفی مقروض ہو اور ورثا بدیں تقاضا کرنے کے بعد بھی ادا نہ کرتے ہوں۔

(جواب ۳۳۸) (۱) وہ شخص سخت گنہگار اور فاسق ہے اور اس رقم کا ضامن ہے جو اس نے مسجد کے نام سے وصول کی ہے (۱) (۲) اس کی طرف سے ایصال ثواب کرنا جبکہ ورثا اپنے مال میں سے کریں تو جائز ہے مگر اس کے ذمہ کا قرضہ ادا کرنا مقدم ہے پہلے قرضہ ادا کرنا چاہیے اس کے بعد اگر کوئی وارث اس کے ساتھ احسان کرنا چاہے اور اپنے پاس سے مال خرچ کر کے ایصال ثواب کرے تو جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کو دھونا جائز ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۶ء)

(سوال) بعض جگہ بعد جمعہ کو مسجد دھوئی جاتی ہے کہ ضروری سمجھ کر دھوئی جائے تو کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۳۹) بعد جمعہ مسجد دھونا کوئی شرعی حکم نہیں ہے اگر صفائی کے لئے دھوئی جائے اور اس کو شرعی حکم نہ سمجھا جائے تو مباح ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ویران مسجد کو چاردیواری بنا کر بند کردیا جائے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) پندرہ سال کی مدت گزری کہ مقام [illegible] پور ضلع [illegible] گیا کے ایک زمیندار نے مسجد بنانے کو ایک قطعہ زمین وقف کیا تھا چنانچہ مسلمانوں اور سید نبی اختر کی کوشش سے چندہ سے مسجد کا اندرونی دالان بنایا اور نصف منبر بھی بنا اور چندہ بھی تیار ہو گیا چار دیواری اور بیرونی دالان فنڈ ختم ہو جانے کی وجہ سے نہیں بن سکا ہے۔ بعد ازاں [illegible] تبدیلی [illegible] مسلمان قرب و جوار میں بھی کوئی خوش حال مسلمان نہیں ہے جو اس کی تکمیل کرائیں چار دیواری نہ ہونے سے جانور [illegible] تک اندر آجاتے ہیں کس قدر بے حرمتی ہو

---

(۱) رجل جمع مالاً من الناس لينفقه في بناء المسجد و انفق من تلك الدراهم في حاجة نفسه لا يسعه ان يفعل ذلك فاذا فعل ان رجوا له في الاستحسان ان ينفق مثل ذلك من ماله في المسجد فيجوز و يخرج عن الوبال فيما بينه و بين الله الخ (فتاوی قاضی خان، باب الرجل يجعل داره مسجداً ۳ / ۲۹۹ ط مکتبہ کوئٹہ)

(۲) ثم تقدم من ترکۃ الميت تجهيزه من غير تقتير و لا تبذير ثم تقضى ديونه التي لها مطالب من جهة العباد الخ (رد المحتار، کتاب الفرائض ۶ / ۷۵۹ ط سعید)

(۳) عن عائشة قالت امر رسول الله ﷺ ببناء المساجد في الدور و ان تنظف و تطيب الخ (ابن ماجه باب تطهير المساجد و تطييبها ص ۵۵ قدیمی کتب خانہ)

دیکھ کر شیخ کا روستی کی اور سید نبی بخش نے فیصلہ کیا ہے کہ جب تک مسلمانوں کے افلاس کو دیکھتے ہوئے اس کی تعمیر ممکن نہیں تو اس وقت تک زمین کے برابر کر دیا جائے اب سوال یہ ہے کہ مسجد کی بے ادبی و بے حرمتی کا قائم رکھنا بہتر ہے یا اس کا انہدام بہتر ہے؟

(جواب ۳۴۰) جب زمین مسجد کے لئے وقف ہو چکی اور اس پر مسجد کی تعمیر بھی شروع ہو گئی تو اب اس کو کسی دوسرے کام میں لانا جائز نہیں اس لئے اس کا احاطہ کر کے اسے محفوظ کر دینا چاہئے اور کسی طرح تکمیل کی کوشش کرنی چاہئے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۳۴۱) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا مکروہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پانچواں باب

نماز جمعہ

فصل اول ۔ احتیاط الظہر

جہاں جمعہ شرعاً واجب ہو وہاں احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں

(سوال) زید قصبہ یا قریہ میں بعد نماز جمعہ کے احتیاط الظہر پڑھنے کو ناجائز بتلاتا ہے اور عمرو جائز کہتا ہے اور کہتا ہے کہ جو شخص اس نماز کے پڑھنے کو ناجائز بتلاتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں اب شرعاً نماز احتیاط الظہر پڑھنے کا کیا حکم ہے اور منع کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴۲) شہر اور قصبہ میں جمعہ کی نماز درست ہے اور صرف جمعہ ہی فرض ہے اور چونکہ قول صحیح و مفتی بہ جمعہ پڑھنا ہندوستان کے شہروں اور قصبوں میں جائز ہے اس لئے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں اور چونکہ اکثر عوام کے لئے احتیاط الظہر موجب فساد عقیدہ ہے اس لئے احتیاط الظہر کے جواز کا فتویٰ دینا جائز نہیں بنا بریں وہ قول غلط ہے البتہ گاؤں میں جمعہ کی نماز جائز نہیں دیہات میں ظہر کی نماز

---

(۱) اذا اسلم المسجد الی متولی یقوم بمصالحه یجوز وان لم یصل فيه وهو الصحيح ... تسليمه فی المسجد ان يصلی فيه بجماعة باذنه ... (عالمگیریہ، الباب الحادی عشر فی المسجد ۲/ ۴۵۵ ماجدیہ)

(۲) والكلام المباح وقيده في الظهيرية بان يجلس لاجله لكن في النهر الاطلاق اوجه الخ (الدر المختار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۶۶۲ ط سعيد)

باجماعت پڑھنی چاہئے۔ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ، مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

احتیاط الظہر کے مجوزین کے جوابات

(سوال) جہاں پر جمعہ کی نماز ہوتی ہو اس موقع پر بعض شرائط کے عدم وجود کی وجہ سے مثلاً قاضی وغیرہ شرط ہونا مفقود ہے یا مشکوک ہے مسئلہ پر قیاس کر کے صلوٰۃ آخر الظہر یا احتیاط الظہر کا مسئلہ استنباط کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں تو کس دلیل یا عقل اور تقریر سے اور کس طرح کہہ کر دلیل پکڑنا کہ فتاویٰ عزیزیہ میں آخر ظہر پڑھنا ضروری لکھا ہے اور جامع الرموز میں فرض لکھا ہے اور فتاویٰ عالمگیریہ میں تنقیح فقہ موجود ہے اور شامی والے کی رائے بھی اس کی طرف زیادہ ہے اور مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو معاملہ میں بہت بڑی جماعت ہو تو سب لوگوں کو اس کی اتباع کرنی چاہئے چنانچہ مقامات امام ربانی میں جو کہ حضرت مجدد الف ثانی کی تصنیف ہے آخر الظہر پڑھنے کے لئے ضروری فرمایا ہے لہذا اس کو پڑھنا واجب ہے اور صراط مستقیم اور مالابدمنہ وغیرہ میں بھی اسی طرح مرقوم ہے اب اگر صرف صاحب بحر کا قول عدم جواز احتیاط الظہر کا ہے باوجود ان کتابوں کے جو کہ مذکور ہوا ہیں کس طرح ترجیح دی جاوے وللاکثر حکم الکل ہو سب تسلیم کرتے ہیں اور بڑے بڑے بزرگ لوگ اور علامہ مولانا ہمیشہ پڑھتے تھے اور سب کو حکم دیتے تھے اور زمانہ حال میں بھی بہت سے علماء کاملین پڑھتے ہیں اور جناب مولانا مولوی کرامت علی صاحب جونپوری ہمیشہ پڑھا کرتے تھے اور جو جو کتابیں انہوں نے تصنیف کی ہیں سب میں یہی حکم ہے بہر حال اس مختلف فیہ مسئلہ کا صحیح حکم کیا ہے مع سند کے جس کتاب کا حکم سب علماء مانتے ہیں اور نہایت معتبر ہے تحریر فرمائیں اور فتویٰ دیجئے۔ آج کل کے علماء بخصوص دہلی کے منع کریں تو نہیں مانا جاوے گا اور اکثر کہتے ہیں کہ دہلی کے علماء لامذہب ہوتے ہیں اب اس قول کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

(جواب ٣٤٣) احتیاط الظہر جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت بلکہ بعض فقہاء نے اس وجہ سے کہ بعض شرائط جمعہ کے وجود میں شبہ تھا محض احتیاط کے طور پر اس کا حکم دیا تھا کہ ظہر احتیاطی پڑھ لی جائے لیکن ظاہر ہے کہ احتیاط وہاں متصور ہو سکتی ہے جہاں شبہ اور شک ہو تعدد جمعہ یا عدم وجود سلطان مسلم یا اختلاف فی حد المصر کی وجہ سے جو اختلاف پیدا ہوا ہے وہ فقہائے کرام کے فیصلے سے طے ہو گیا کہ بنا بر روایت مختار صحیحہ تعدد جمعہ جائز ہے(٢) اور سلطان مسلم کا وجود شرط نہیں اور حد مصر

---

(١) ووقع شك في [illegible] وبهذا ظهر جهل من يقول لا تصح الجمعة في ايام الفتنة مع انها تصح في البلاد التي استولى عليها الكفار الخ (رد المحتار، باب الجمعة ٢/ ١٣٨ ط سعيد) وقد افتيت مرارا بعدم صلاة الاربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة الخ (الدر المختار، باب الجمعة ٢/ ١٣٧ ط سعيد)

(٢) وتؤدى في مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا على المذهب وعليه الفتوى (التنوير مع شرحه، باب الجمعة ٢/ ١٤٤، ١٤٥ ط سعيد)

میں جو اختلاف تھا اس میں سے امام ابو حنیفہ کی تعریف صحیح ہے پس جب کہ ان مسئلوں میں قوت دلیل سے وہی جانب راجح اور متعین ہو گئی جس میں جمعہ کی صحت یقینی ہے تو اب احتیاط الظہر کے باقی رہنے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ احتیاط کا مفہوم یہ ہے کہ قوی دلیل پر عمل کیا جائے **فان الاحتیاط هو العمل باقوی الدلیلین** (۱) اور صورت مذکورہ میں اقوی اور اصح جمعہ کی صحت ہے رہا بعض لوگوں کا احتیاط الظہر پڑھنا اور علامہ شامی کا احتیاط کو بمعنی **هو الخروج عن العهدة بيقين** (۲) لیکر عام حکم دینا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ بات کسی درجہ میں قابل اعتبار بھی ہو تاہم بوجہ خوف مفسدہ عظیمہ واجب الترک ہے وہ مفسدہ یہ ہے کہ احتیاط کا حکم دینے کی صورت میں عوام کے عقیدہ میں یا تو جمعہ کی فرضیت مشکوک ہو جائے گی یا ایک وقت میں دونوں کے فرض ہونے کا یقین کرلیں گے اور یہ دونوں باتیں حرام ہیں پس ایک امر مستحب کی تحصیل کے لئے عوام کو حرام میں مبتلا کرنا کسی سمجھدار آدمی کا کام نہیں اور نہ قواعد شرعیہ اس کی اجازت دیتے ہیں ہاں خواص خود بغیر اس کے کہ عوام کو حکم کریں یا اپنے پڑھنے کی ان کو خبر کریں اپنے عمل کرلیں تو مضائقہ نہیں لیکن عام حکم دینا ہرگز جائز نہیں (۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ

(۱) بعد نماز جمعہ احتیاط الظہر جائز نہیں

(۲) عربی خطبہ کا اردو میں ترجمہ کرنا

(سوال) بعض لوگ جمعہ کے بعد صرف دو سنتیں پڑھتے ہیں اور بعض چھ سنتیں پڑھتے ہیں اور بعض چار رکعتیں احتیاط الظہر بھی چھ پر زیادہ کرتے ہیں ان میں سے کون سی صورت معتبر ہے؟

(۲) امام عربی خطبہ کا اردو میں ترجمہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴۴) احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں کیونکہ بلاد ہندوستان میں مذہب مفتی بہ کے موافق شہروں میں جمعہ جائز ہے پس احتیاط ظہر کے کوئی معنی نہیں اور یہی قول راجح ہے (۴)

(۲) خطبہ صرف عربی زبان میں مسنون ہے اور یہی صورت سلف صالحین اور ائمہ متبوعین سے منقول

---

(۱) (رد المحتار' باب الجمعة ۲ / ۱۴۵ ط سعيد)

(۲) (رد المحتار' باب الجمعة ۲ / ۱۴۵ ط سعيد)

(۳) وفي البحر: وقد أفتيت مرارا بعدم صلاة الاربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا (الدر المختار' باب الجمعة ۲ / ۱۳۷ ط سعيد) وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات (رد المحتار' باب الجمعة ۲ / ۱۳۸ ط سعيد)

(۴) وفي البحر: وقد أفتيت مرارا بعدم صلاة الاربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة الخ (الدر المختار' باب الجمعة ۲ / ۱۳۷ ط سعيد) فلو الولاة كفارا يجوز للمسلمين اقامة الجمعة ويصير القاضي قاضيا بتراضي المسلمين' ويجب عليهم ان يلتمسوا واليا مسلما (رد المحتار' باب الجمعة ۲ / ۱۴۴ ط سعيد)

ہے اس کا خلاف مکروہ ہے(۱) فقط　　　**محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ**

جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں

(سوال) جس قصبے کی آبادی دس ہزار سے زائد ہو اور جہاں متعدد مسجدوں میں اب بھی نماز جمعہ پڑھی جاتی ہو ایسی بستی کا ایک شخص کہ جس کا شمار جاننے والوں میں کیا جاتا ہو اور وہ اس خیال سے کہ ہندوستان میں کسی جگہ بھی جمعہ صحیح نہیں پچاس سال کی عمر ہونے تک جمعہ کی نماز نہ پڑھے اور صرف ظہر کی نماز ادا کیا کرے مگر جب دو روپے ماہوار مقرر کر دیئے جائیں تو چند سال جمعہ کی نماز کی امامت کرے اور جب اس خدمت سے موقوف ہو تو معاً نماز جمعہ بھی چھوڑ بیٹھے اور ایسا کرنے میں کوئی موانع یا عذرات شرعی نہ ہوں نہ جن مسجدوں میں جمعہ کی نماز پڑھی جاتی ہے وہاں تک جانے سے مجبور ہو تو اس شخص کا مندرجہ بالا عمل درست سمجھنے کے لئے کوئی شرعی دلیل ہونا ممکن ہے اگر شرعی حکم کے خلاف ہو تو اس عمل کے لئے مرتکب شخص کے لئے کیا حکم ہے؟ جمعہ کی نماز کے بعد اگر کوئی احتیاط نہ پڑھے تو اس پر کوئی مذہبی نقص یا شرعی حرف آسکتا ہے؟ اگر احتیاط پڑھنے کا حکم دیں تو فرمائیں کہ اس کی نیت کس طرح کی جائے؟ احتیاط کو واجب کہا جائے تو واجب کہنا درست ہے؟

المستفتی محمد خاں منشی قصبہ دھولقہ ضلع احمد آباد گجرات۔ ۲ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ

(جواب ۳۴۵) اس شخص کا یہ فعل اس کی دینی اور امور دینیہ کی جانب سے بے پروائی پر دلالت کرتا ہے اور اس میں خوف کفر ہے کیونکہ اگر کسی شبہ کی وجہ سے وہ اس جگہ جمعہ جائز نہیں سمجھتا تھا تو پھر دو روپے لے کر جمعہ پڑھا دینے کے کیا معنی؟ کیا وہ اپنے خیال کے مطابق نفل باجماعت پڑھتا ہے لیکن لوگ اس کے پیچھے جمعہ کی نیت سے نماز پڑھتے ہیں اور وہ مفترض ہیں اور امام متنفل تو ان کی نماز اس کے پیچھے جائز نہیں اور یہ بھی دو روپے کے لالچ سے ان کی نمازیں فاسد کرنے پر آمادہ ہو گیا نفل کی نیت ہونا اس کا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ پہلے جمعہ پڑھتا تھا ورنہ تنخواہ بند ہونے کے بعد جمعہ پڑھتا رہا اور اگر جمعہ کو فرض سمجھنے کے باوجود جمعہ نہیں پڑھتا تھا تو فاسق ہے اور اس صورت میں امامت تو اس کی صحیح ہوگی اور اجرت بھی جائز ہوگی لوگوں کی نماز بھی ہو جائے گی مگر یہ خود ترک جمعہ کی وجہ سے فاسق ہوگا مگر چونکہ سوال میں تصریح ہے کہ وہ ہندوستان کے کسی شہر میں بھی جواز جمعہ کا قائل نہیں اس لئے پہلا احتمال متعین ہے اور اس کا یہ خیال کہ کہیں جمعہ نہیں ہوتا غلط ہے فقہا کی تصریح موجود ہے کہ ایسے شہروں میں جہاں کفار حاکم ہوں مسلمانوں کو جمعہ و عیدین پڑھنا جائز ہے(۲) یہی قول راجح اور معتمد اور معمول بہ ہے شخص

---

(۱) فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريما (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب الجمعة ۱/ ۳۰۰ ط سعيد)

(۲) فلو الولاة كفارا يجوز للمسلمين إقامة الجمعة ويصير القاضي قاضيا بتراضي المسلمين (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعيد)

مذکور ترک جمعہ کی وجہ سے فاسق ہے۔

جمعہ کی نماز کے بعد احتیاط الظہر پڑھنا نہ فرض ہے نہ واجب کہنا چہ معنی دارد؟ نہ پڑھنے میں نقصان ہوتا کیا؟ بلکہ نہ پڑھنا ہی متعین ہے۔ کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ سنہری مسجد دہلی۔

مہر دارالافتاء مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی

عنوان مثل بالا

(سوال) جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر کی نیت سے پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۳۴۶) جمعہ کے بعد چار رکعتیں جو بہ نیت احتیاط الظہر پڑھتے ہیں یہ صحیح نہیں ہیں (۱) نماز جمعہ کے بعد جو نماز پڑھی جائے وہ بہ نیت سنت یا نفل پڑھی جائے ظہر کی نماز کی نیت یا ارادہ نہ ہو اب یہ سوال باقی رہتا ہے کہ جمعہ کے بعد سنتوں کی کتنی رکعتیں ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ تعداد رکعات میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک صرف چار رکعتیں ہیں اور بعض کے نزدیک صرف دو اور فقہاء نے دونوں قولوں کو جمع کرکے چھ رکعتیں اس لئے بتائی ہیں کہ چار والوں کا قول بھی پورا ہو جائے اور دو والوں کا بھی۔ اس سے آپ کی سمجھ میں یہ بات آ جائے گی کہ یہ چھ رکعتیں خاص سنت کے ارادہ سے پڑھنی چاہئیں اور اگر کوئی صرف چار پڑھ لے تو وہ بھی قابل ملامت نہیں ہے اور جو صرف دو پڑھے وہ بھی مستحق ملامت نہیں ہے اور جو چھ پڑھے وہ افضل اور دونوں پر عمل کرنے والا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

عنوان مثل بالا

(سوال) بہت علماء کہتے ہیں کہ جمعہ کے بعد چار رکعت سنت پڑھی جاتی ہے اس کو احتیاط الظہر پڑھو تو یہ سنت اس طریقہ سے پڑھی جائے یا کہ نہیں اور بعد چار سنت کے دو سنت اور دو نفل جو پڑھی جاتی ہے تو اس کی نیت کس طرح سے کرے ظہر کی نیت کرے یا کہ بعد از جمعہ کرکے نیت کرے

المستفتی نمبر ۱۱۷۳ عبدالرزاق صاحب (ضلع میدنی پور) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۴۷) جمعہ کے بعد چار سنتیں سنتوں کی نیت سے پڑھنی چاہئیں احتیاط الظہر کی نیت سے پڑھنا درست نہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) وفي البحر: وقد أفتيت مرارا بعدم صلاة الأربع بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا (الدر المختار، باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعيد)

(۲) والسنة قبل الجمعة أربع وبعدها أربع وعند أبي يوسف السنة بعد الجمعة ست ركعات وهو المروي عن علي والأفضل أن يصلي أربعا ثم ركعتين للخروج عن الخلاف (حلبي كبير، باب النوافل ص ۳۸۹ ط سهيل اكيدمي لاهور، پاكستان)

(۳) والسنة قبل الجمعة أربع وبعدها أربع (حلبي كبير، باب النوافل ص ۳۸۹ ط سهيل اكيدمي لاهور) وقد أفتيت مرارا بعدم صلاة الأربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا (الدر المختار، باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعيد)

عنوان مثل بالا

(سوال) ایک شہر یا قصبہ میں نماز جمعہ کے بعد ظہر احتیاطی پڑھنا ضروری ہے یا نہیں اور بشرط اختلاف تارک اس کا قابل گرفت ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۷۱۷ فیروز خان صاحب (جہلم)
یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۴۸) شہر یا قصبہ میں جمعہ کی نماز ادا کی جائے اس کے بعد ظہر احتیاطی پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے بعض فقہاء نے ظہر احتیاطی کی اجازت دی ہے مگر وہ بھی ضروری اور لازمی نہیں بتاتے اور تارک کی مذمت نہیں کرتے اور قول قوی اور راجح یہ ہے کہ جمعہ کے بعد احتیاطی ظہر پڑھنے کا عوام کو حکم نہ دیا جائے ورنہ ان کے عقیدے خراب ہوں گے اور نہ ان کا جمعہ صحیح ہوگا نہ ظہر یہی احوط اور قابل فتویٰ ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

متعدد جگہ جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم

(سوال) اصول ثلاثہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بصورت اشتباہ جواز و عدم جواز تعدد جمعہ پڑھنا کیسا ہے؟ اور جہاں مصر ہونے میں شبہ ہو وہاں جمعہ پڑھا جائے یا نہیں اور پڑھے جانے کی صورت میں احتیاط الظہر پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۴۹) نعم ان ادی الی مفسدة لا تفعل جهراً او الكلام عند عدمها ولذا قال المقدسي نحن لا نامر بذلك امثال هذه العوام بل ندل عليه الخواص ولو بالنسبة اليهم انتهى (شامی ص ۵۹۲)(۲) اقول وقد كثر ذلك من جهلة زماننا ايضاً و منشأ جهلهم صلاة الاربع بعد الجمعة بنية الظهر وانما وضعها بعض المتاخرين عند الشك في صحة الجمعة بسبب رواية عدم تعددها في مصر واحد وليست هذه الرواية بالمختارة وليس هذا القول اعني اختيار صلاة الاربع بعدها مرويا عن ابی حنيفة و صاحبيه حتى وقع لي اني افتيت مرارا بعدم صلاتها خوفا على اعتقاد الجهلة بانها الفرض وان الجمعة ليست بفرض. (۳) (بحر ص ۱۵۱)

مع مالزم من فعلها في زماننا من المفسدة العظيمة وهو اعتقاد الجهلة ان الجمعة ليست بفرض لما يشاهدون من صلاة الظهر فيظنون انها الفرض وان الجمعة ليست بفرض فيتكاسلون عن اداء الجمعة فكان الاحتياط في تركها وعلى تقدير فعلها ممن لا

---

(۱) في الدر المختار وفي البحر وقد افتيت مرارا الخ باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعيد)
(۲) (رد المحتار، باب الجمعة ۲/ ۱۴۶ ط سعيد)
(۳) (باب الجمعة ۲/ ۱۵۱ ط بيروت لبنان)

يخاف عليه مفسدة منها فالاولى ان تكون في بيته خفية خوفا من مفسدة فعلها (١) والله تعالیٰ اعلم (ص ١٥٥)

اقول و بالله التوفيق

(۱) جواز تعدد جمعہ میں کوئی شبہ نہیں جہاں اقامت جمعہ جائز ہے وہاں تعدد جمعہ بھی جائز ہے مذہب مختار اور معتمد اور مفتی بہ یہی ہے۔ چنانچہ ان عبارات سے صاف طور پر واضح ہے۔ وتؤدی فی مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا على المذهب و عليه الفتوى (٢) (شرح المجمع للعینی وامامۃ فتح القدیر دفع حرج۔ درمختار) قوله على المذهب فقد ذكر الامام السرخسی ان الصحيح من مذهب ابی حنيفة جواز اقامتها فی مصر واحد فی مسجدین او اکثر وبه ناخذ لاطلاق "لا جمعة الا فی مصر" شرط المصر فقط و بما ذكرنا اندفع ما فی البدائع من ان ظاهر الرواية جوازها فی موضعین لا فی اکثر و عليه الاعتماد فان المذهب الجواز مطلقا (٣) (رد محتار نقلا عن البحر الرائق)

وتؤدى الجمعة فی مصر واحد فی مواضع كثيرة وهو قول ابی حنيفة و محمد وهو الاصح وذكر الامام السرخسی انه الصحيح من مذهب ابی حنيفة وبه ناخذ هكذا فی البحر الرائق (٤) (فتاویٰ عالمگیریہ)

پس جب کہ مذہب مختار اور مفتی بہ یہی ہے کہ ایک شہر میں چند جگہ جمعہ جائز ہے تو اب اس میں شبہ کرنا فضول ہے اگرچہ متقدمین سے عدم جواز تعدد کی روایت ہے لیکن جب معلوم ہو گیا کہ ان کا قول ضعیف اور خلاف مذہب ہے اور جب کہ متاخرین نے بالاتفاق اس کے خلاف پر ادلۂ عقلیہ ونقلیہ قائم کر کے جواز تعدد کو مذہب مفتی بہ قرار دے لیا تو اب قول اول کو مبنی شبہ قرار دینا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ اس کے علاوہ امام سرخسی کے قول سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امام صاحب کا مذہب صحیح یہی ہے کہ چند مقام پر جمعہ جائز ہے اور عدم جواز تعدد کی روایت امام صاحب سے ضعیف ہے۔

(۲) جب تک کسی مقام کا مصر ہونا متعین نہ ہو جائے اس جگہ جمعہ نہ پڑھا جائے کیونکہ مصر شرائط جمعہ سے ہے اور تاوقتیکہ وجود شرط یقینی نہ ہو جائے وجود مشروط یعنی صحت جمعہ کا یقینی حکم نہیں ہو سکتا اور ایسی حالت میں اقامت جمعہ جائز نہیں اور مصر کی تعریف صحیح معتبر یہ ہے کہ جس جگہ کوئی شخص واقعات مختلفہ میں فتویٰ بتانے والا اور ایک ایسا حاکم جو فتنہ وفساد کو روک سکے اور مظلوم کی دادرسی کر سکے موجود ہو اور وہاں گلیاں سڑکیں اور بازار ہوں وہ مصر ہے۔ اس بنا پر آج کل تمام ضلعے اور اکثر قصبے مصر میں

---

(١) (باب الجمعة ٢/١٥٥ ط بيروت لبنان)
(٢) (باب الجمعة ٢/١٤٤ ط سعيد)
(٣) (باب الجمعة ٢/١٤٥ ط سعيد)
(٤) (الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة ١/١٤٥ ط ماجدیہ)

داخل ہیں۔ وظاهر المذهب انه كل موضع له امير وقاض يقدر على اقامة الحدود كما حررنا فيما علقناه على الملتقى (درمختار) قوله وظاهر المذهب قال في شرح المنية والحد الصحيح مااختاره صاحب الهداية انه الذى له امير وقاض ينفذ الاحكام و يقيم الحدود [1] (ردالمحتار) والمصر في ظاهر الرواية الموضع الذى يكون فيه مفت وقاض يقيم الحدود و ينفذ الاحكام و بلغت ابنيته ابنية منى. هكذا في الظهيرية وفتاوى قاضى خان و في الخلاصة وعليه الاعتماد كذا في التاتار خانية و معنى اقامة الحدود القدرة عليها. هكذا في الغياثية (۲) (فتاوى عالمگيرية)

(۳) جمعہ قائم ہونے کی صورت میں احتیاط ظہر پڑھی جائے یا نہیں اس کے جواب کے لئے چند امور بطور تمہید کے تحریر کر کے جواب لکھوں گا۔

(الف) احتیاط کہتے ہیں عمل باقوی الدلیلین کو۔ یعنی اگر کسی مسئلے میں دو صورتیں ہو سکتی ہیں اور ان دونوں کے لئے دلیلیں ہیں ان میں سے قوی دلیل پر عمل کرنا احتیاط ہے۔ قال الحلبي في حاشية التلويح وذكر في الجامع السمر قندى ان الاخذ بالاحتياط عمل باقوى الدليلين وقال في البحر فليس الاحتياط في فعلها لانه العمل باقوى الدليلين وقد علمت ان مقتضى الدليل هو الاطلاق [3]

(ب) جب کسی فعل کی دو صورتیں ہوں اور ان میں سے ہر ایک میں کوئی مفسدہ شدیدہ ہو لیکن ایک میں مفسدہ عظیمہ ہو اور دوسری میں اس سے کم تو اس وقت اس صورت کو اختیار کریں گے جس میں مفسدہ کم ہو۔ من ابتلى ببليتين فليختر اهونهما. وهذا ظاهر

(ج) جو فعل عوام کے لئے قابل فتویٰ نہ ہو صرف خواص کے لئے ہو اس پر عمل جائز ہو اس کو عام تحریروں اور اردو میں رسالہ یا فتویٰ کے طور پر شائع کرنا ہرگز جائز نہیں مفتی کا فرض ہے کہ زبانی یا کسی ایسی تحریر کے ذریعے سے جس کا عوام تک پہنچنا غیر مقصود ہو خواص کو بتائے اور ان خواص پر بھی ضروری ہے کہ وہ اس کو مشتہر نہ کریں مشتہر وہی فتویٰ کیا جائے جو عوام کے عمل کے لائق ہو اور جس میں خواص و عوام یکساں ہوں۔

(د) کتب فتاویٰ فقہیہ میں بعض ایسے مسائل مذکور ہیں جو خواص کے لئے مخصوص ہیں اور ان میں تصریح کی گئی ہے کہ یہ مسائل خواص کے ساتھ مخصوص ہیں پس ایسے مسائل کو محض اس وجہ سے کہ کتب فتاویٰ میں موجود ہیں عام فتووں میں تحریر کر دینا اور عوام کی حالت کو نہ دیکھنا مفتی کی قلت فہم پر

---

(۱) (باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ۱۳۸ ط سعید)
(۲) (الباب السادس عشر في صلاة الجمعة ۱ ١٤٥ ط ماجدیه)
(۳) (باب الجمعة ۲/ ١٥٤، ط دار المعرفة، بیروت، لبنان)

ں ہے۔

بعد تمہید ان مقدمات کے معلوم کرنا چاہیے کہ چونکہ یہ سوال عام ہے اور مقصود سائل کا یہی ہے کہ اس کے جواب کو طبع کرا کے مشتہر کروں گا اس لئے اس کا جواب مقدمات ممہدہ پر نظر کرکے یہی ہے کہ احتیاط الظہر پڑھنا ناجائز ہے اور اس کی تین وجہیں ہیں۔

اول یہ کہ احتیاط الظہر جس کا نام ہے وہ احتیاط ہی نہیں ہے کیونکہ احتیاط نام ہے عمل با قوی المذہبین کا اور یہاں معلوم ہو چکا کہ دلیل قوی یہی ہے کہ جمعہ متعدد جگہ ادا ہو جاتا ہے اور عدم جواز تعدد کا قول ضعیف ہے لہذا اس پر عمل کرنا احتیاط نہیں ہے۔ بحکم المقدمة الاولى كما حققه في البحر الرائق وهذا الصمه اقول وقد كثر ذلك الخ

دوسری وجہ یہ ہے کہ برتقدیر تسلیم اس بات کے کہ یہ احتیاط بمعنی الخروج عن العهدة یقینی ہے جیسے کہ علامہ شامی کی رائے ہے اس کے ادا کرنے میں خوف فساد اعتقاد ہے یعنی ایک فرض کی عدم فرضیت کا اعتقاد ہو جانا جیسا کہ اکثری حال عوام سے لازم آتا ہے ورنہ کرنے میں صرف ایک وہم عدم خروج عن العہدہ کا ہے اور ظاہر ہے کہ فساد اول یعنی فساد عقیدہ فساد دوم یعنی وہم عدم خروج سے بدرجہا زائد ہے پس بحکم مقدمہ ثانیہ ضروری ہے کہ فساد عظیم سے احتراز کیا جائے گو فساد قلیل کا ارتکاب کرنا پڑے۔ وهذا ظاهر جدا لمن له نظر وسيع في الفقه ويؤيده قول صاحب البحر مع مالزم من فعلها الخ

تیسری وجہ یہ ہے کہ برتقدیر تسلیم جواز کے یہ حکم خواص کے لئے ہے نہ کہ عوام کے لئے اور نہ بنا پر اس کے جواز کا علی العموم حکم دینا اور رسالوں اور فتووں میں شائع کرنا ہرگز کسی روایت فقہی سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ خود علامہ شامی جن کا قول اثبات احتیاط الظہر میں بڑے زور و شور سے پیش کیا جاتا ہے خود اپنی تحقیق کے آخر میں کہتے ہیں نعم ان ادى الى مفسدة الخ (۱) اس عبارت سے اور علامہ مقدسی کے قول سے صاف معلوم ہو گیا کہ عوام کو اس کے کرنے کا حکم ہرگز نہ دیا جائے علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اگر احتیاط الظہر میں کوئی مفسدہ ہو تو اس کو حکم علانیہ نہ کرنا چاہیے (۲) صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں عوام کے عقائد میں اس احتیاط الظہر کی وجہ سے فرضیت ظہر اور عدم فرضیت جمعہ کا فساد پیدا ہو گیا تھا تو پھر زمانہ حاضرہ کے عوام تو بوجہ قلت علم و عدم توجہ الی الدین صاحب بحر الرائق کے زمانے کے عوام سے زیادہ خطرے میں ہیں اور ان کے عقائد بگڑنے کا اندیشہ بدرجہا زائد ہے۔

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ جب فقہاء نے خواص کے لئے اجازت دی ہے تو اگر کوئی مفتی اس

---

(۱) (باب الجمعة ۲/۱٤٦، ط سعید)

(۲) (باب الجمعة ۲/۱٥۱، ط بیروت)

طرح شائع کرے کہ خواص کے لئے جائز ہے اور عوام کے لئے ناجائز تو اس میں یہ قباحت ہے کہ اس کا جواب یہ ہے کہ اس زمانہ میں بوجہ شیوع اعجاب کل ذی رأی برأیہ ایک عام بلا یہ پھیلی ہوئی ہے کہ جاہل سے جاہل اپنے آپ کو خواص بلکہ اخص الخواص خیال کرتا ہے وہ اس فتوے پر عمل کرے گا خود بھی گمراہ ہوگا اور بوجہ قلت مبالات کے دوسروں کو بھی بتائے گا کہ میں نے فلاں رسالہ میں یا فتوے میں دیکھا ہے کہ احتیاط الظہر جائز ہے پس سب کے سب ضلوا واضلوا کے مصداق ہو جائیں گے ۔

پھر یہ کہ علامہ مقدسی کے قول **بل ندل علیہ الخواص** سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عوام کو اس کے جواز کی خبر بھی نہ دینی چاہیے صرف خواص کو مفتی بطور خود خفیہ اجازت دے سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ اس قسم کے فتوی سے عوام میں ایک اور فساد پیدا ہوگا کہ شریعت بھی دو قسم کی ہے ایک خواص کے لئے اور ایک عوام کے لئے اور اس کے مسائل بھی خاص و عام ہیں اور یہ تصور متضمن فسادات غیر متناہیہ ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ احتیاط الظہر بحکم فتوی ناجائز ہے اور اس کی اجازت عامہ تمام فقہاء کے اقوال کے خلاف اور اجازت خاصہ علی الاعلان بھی تصریحات محققین کے خلاف ہے پس احتیاط الظہر کے جو فتوے علی الاعلان شائع ہوئے ہیں اور متضمن اجازت عامہ ہیں وہ سب مذہب حنفیہ کے خلاف ہیں کتب فقہ حنفیہ معتبرہ میں ان کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ **ھذا واللہ اعلم بالصواب**

محمد کفایت اللہ عفی عنہ

قصبہ میں جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک قصبہ ضلع لدھیانہ میں ہے وہاں جمعہ کے بارے میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد احتیاط الظہر پڑھنی چاہیے کوئی انکار کرتا ہے جمعہ کے بعد کی سنتوں کے متعلق بھی اختلاف ہے ؟

(جواب ۳۵۰) اس قصبہ میں جمعہ پہلے سے ہوتا چلا آتا ہے تو پڑھتے رہئے اور احتیاط الظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں جمعہ کے بعد چار سنتیں ایک سلام سے پھر دو سنتیں کل چھ سنتیں پڑھنی چاہئیں۔(۱) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

---

(۱) وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها أسواق الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۲/ ۱۳۸، ط سعید) وذکر فی الأصل: وأربع قبل الجمعة وأربع بعدها، وذکر الطحاوی عن أبی یوسف أنه قال: یصلی بعدها ستا ینبغی أن یصلی أربعا ثم رکعتین الخ (بدائع، فصل فی صلاة المسنونة ۱/ ۲۸۵، ط سعید و حلبی کبیر، باب صلاة الجمعة ص ۳۸۸ ط سهیل)

فصل دوم ۔ شرائط جمعہ

قصبہ جس میں تھانہ یا تحصیل ہو' جمعہ کا حکم

(سوال) ایک بستی موضع نیسنگ رنال سے ۱۵ میل مغرب کی طرف سڑک پر واقع ہے جو آبادی کے لحاظ سے تخمیناً چوبیس پچیس سو کی مردم شماری ہے گاؤں مسلمانوں کا ہے پانچ مسجدیں ہیں سب مسجدوں میں پنجگانہ نماز بھی التزام سے ہوتی ہے تھانہ ڈاکخانہ اور سرکاری مدرسہ بھی ہے عیدگاہ بھی موجود ہے باقی ضروریات بھی قریب قریب پوری ہو جاتی ہیں بعض صاحب نماز روزے کے مسائل بھی جاننے والے موجود ہیں اگرچہ علم عربی کے ماہر نہیں اس بستی میں ہمیشہ سے جمعہ ہوتا ہے اب کچھ عرصہ سے بعض لوگوں نے جمعہ پڑھنا ترک کر دیا ہے اور کہتے ہیں کہ گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا اب گزارش ہے کہ یہ ہمارے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۳۵۱) جس گاؤں میں تھانہ یا تحصیل ہو وہ عموماً بڑا ہی ہوتا ہے پس جب کہ مذکورہ گاؤں میں تھانہ موجود ہے تو یہ قصبے کے حکم میں ہے وہاں میں جمعہ جائز ہے ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

دیہات میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) ایک بڑا گاؤں جس کو اہل علاقہ یعنی اس کے گرد و نواح والے بڑا گاؤں جانتے ہیں اور آبادی اس کی اس وقت ۱۲۵۴ آدمی شمار میں آئی ہے ایک مدرسہ اور کئی مسجدیں بھی اس گاؤں میں ہیں آیا ایسے گاؤں میں عند الفقہا جمعہ و عیدین جائز ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔

(جواب ۳۵۲) دیہات میں جمعہ پڑھنا فقہائے حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ منجملہ شرائط صحت جمعہ کے مصر جامع یا فناء مصر ہے اور مصر جامع وہ جگہ ہے جس میں بازار سڑکیں اور ایسا حاکم موجود ہو جو غلبہ کے اعتبار سے ظالم سے مظلوم کا انصاف لے سکے۔

اما المصر الجامع فشرط وجوب الجمعة و شرط صحة اداء ها عند اصحابنا حتى لا تجب الجمعة الا على اهل المصر و من كان ساكنا في توابعه و كذا لا يصح اداء الجمعة الا في المصر و توابعه فلا تجب على اهل القرى التي ليست من توابع المصر و لا يصح اداء الجمعة فيها ،۲، (بدائع ص ۲۵۹ ج ۱) وروى عن ابي حنيفة انه بلدة كبيرة فيها سكك واسواق ولها رساتيق و فيها وال يقدر على انصاف المظلوم من الظالم بحشمه و

---

(۱) و عبارة القهستاني تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق (رد المحتار' باب الجمعة ۲ /۱۳۸ ط سعيد) لأن الامير والقاضي الذي شانه القدرة على تنفيذ الاحكام و اقامة الحدود لا يكون الا في بلد كذلك (رد المحتار' باب الجمعة ۲ /۱۳۷ ط سعيد)

(۲) (بدائع فصل فی بیان شرائط الجمعة' ۱/ ۲۵۹ ط سعید)

علمه اوعلم غيره والناس يرجعون اليه في الحوادث وهوالاصح (١) (بدائع ص ٢٦٠ ج ١) وقال في العالمگيرية ولادائها (اى الجمعة) شرائط في غير المصلى منها المصر كذافي الكافي والمصر في ظاهر الرواية الموضع الذي يكون فيه مفتٍ وقاضٍ يقيم الحدود وينفذ الاحكام وبلغت ابنيته ابنية منى هكذا في الظهيرية وفتاوى قاضي خان وفي الخلاصة وعليه الاعتماد كذافي التتارخانية ومعنى اقامة الحدود القدرة عليها هكذا في الغاية وكما يجوز اداء الجمعة في المصر يجوز اداؤها في فناء المصر وهو الموضع المعد لمصالح المصر متصلا بالمصر. انتهى.(٢) (ص ١٥٣ ج ١) پس جو مقام کہ خود مصر ہو یا توابع مصر سے ہو اس میں جمعہ جائز ہے اور جو مقام ایسا نہیں ہے اس میں جمعہ جائز اور صحیح نہیں ہے توابع مصر وہی جگہ ہو سکتی ہے جس سے مصر کے تعلقات وابستہ ہوں اور ضروریات مصر وہاں سے بہم پہنچائی جاتی ہوں ان دو جگہوں کے علاوہ کسی اور جگہ کے باشندوں پر جمعہ فرض بھی نہیں اور نہ ان کے ادا کرنے سے ادا ہوگا ہندوستان میں جمعہ صرف ان جگہوں میں جائز ہے جہاں کوئی حاکم مجاز رہتا ہو کسی ایسی بستی میں جہاں کوئی حاکم مجاز نہ ہو جمعہ صحیح نہیں اور نہ وہاں کے باشندوں پر جمعہ فرض ہے لیکن اگر کسی جگہ پہلے سے ہوتا چلا آتا ہے اور اب موقوف کرنے سے فتنہ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ میوات و پنجاب کے بعض دیہات کے متعلق سنا گیا ہے کہ وہاں جمعہ موقوف کیا گیا تو لوگوں نے پنجگانہ نماز بھی چھوڑ دی تو ایسی صورت میں اس کا بند کرنا بھی مناسب نہیں کیونکہ نماز چھوڑ دینے سے تو یہی بہتر ہے کہ جمعہ پڑھتے رہیں اس لئے کہ جمعہ حسب اختلاف روایت یا اختلاف مجتہدین ایسی جگہ پڑھنا جائز تو ہے اور ترک صلوۃ سخت کبیرہ ہے۔

واستشهد له بما في التجنيس عن الحلواني ان كسالى العوام اذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يمنعون لانهم اذا منعوا تركوها اصلا واداؤها مع تجويز اهل الحديث لها اولى من تركها اصلا (رد المحتار) (باب العیدین' مطلب یطلق علی ابنہ وبالعکس ص ۱۷۱ ج ۲ ایچ ایم سعید)

تحقیق جمعہ فی القریٰ اور مصر و قریہ کی تعریف

(سوال) (۱) عندالاحناف جو جمعہ کے واسطے مصر کی قید ہے اس سے یہی عرفی مصر مراد ہے یا اور کچھ؟ اگر عرفی ہے تو قصبات اور بڑے گاؤں میں جمعہ درست نہ ہوگا کیونکہ ان کو عرف میں شہر نہیں کہا جاتا حالانکہ فقہا ان ہر دو میں جمعہ درست کہتے ہیں تعریف مصر میں فقہا کے کس قدر اقوال ہیں؟ اور مختار

---

(۱) (ایضاً حاشیہ۲ گذشتہ صفحہ ۱/ ۲۶۰ -----)

(۲) (الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ' ۱/ ۱۴۵' ط ماجدیہ)

متاخرین مثل صاحب شرح وقایہ ودر مختار وطحطاوی وبحر العلوم وغیرہ کیا ہے؟

(۲) قصبہ وقریہ کبیرہ اور قریہ کبیرہ وصغیرہ میں مابہ الفرق کیا ہے؟ اس کو بسط کے ساتھ تحریر فرمائیں جس سے شہر قصبہ قریہ کبیرہ قریہ صغیرہ میں بین فرق معلوم ہو جائے۔

(۳) مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی اور بحر العلوم مولانا عبدالعلی حنفی تھے یا غیر مقلد؟ اول الذکر مصفیٰ شرح موطا میں شہر اور قریہ دونوں میں جمعہ واجب کہتے ہیں اور موخر الذکر ارکان اربعہ میں کہتے ہیں۔ **فالقابل للفتویٰ فی مذھبنا الروایۃ المختار للبلخی**

(۴) کیا شرطیت سلطان ومصر میں اختلاف فاحش اس امر کی دلیل نہیں کہ یہ دونوں قطعی نہیں بلکہ ظنی ہیں جیسا کہ بحر العلوم اور مولانا محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں فیوض قاسمیہ میں ہے "اگر کسے در دیہ جمعہ قائم کند درست وگر باشش نزنند کہ شرط مصر ظنی است بل ہم ضعیف" ایسی صورت میں تمام شروط جمعہ موجود ہوں اور صرف مصریت مروجہ نہ ہو تو جمعہ بہتر ہے ظہر پڑھنے سے یا اس کا عکس؟ (۵) **الجمعة واجبة علی کل قریة** اس حدیث کو علامہ سیوطیؒ نے جامع صغیر میں اور مولانا شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں نقل کیا ہے یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف یا موضوع؟ نیز اس سے مولانا شاہ ولی اللہ کا استدلال علی وجوب الجمعۃ فی القریٰ صحیح ہے یا نہیں

(۶) ایسے گاؤں میں جس پر حنفی فقہا کی بیان کی ہوئی تعریفوں میں سے کوئی نہ کوئی تعریف صادق آتی ہو جمعہ پڑھنے والے غیر مقلد ہو جاتے ہیں یا نہیں؟ جو شخص حنفی المذہب عالم کو صرف ایسے گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے غیر مقلد کہہ کر لوگوں کو اس کی طرف سے بدگمان کرے وہ کیسا ہے؟ جب کہ مولانا محمد قاسم، مولانا محمد یعقوب و حاجی امداد اللہ مہاجر مکی و مولانا عبدالخالق دیوبندی وغیرہم دیہات میں جمعہ پڑھتے رہے ہیں کیا یہ سب حضرات دیہات میں جمعہ پڑھ کر گناہ گار ہو گئے؟

(۷) جس مقام میں تین مسجدیں ہوں اور وہاں کی بڑی مسجد میں مکلف بالجمعہ مسلمان نہیں سما سکتے بلکہ تینوں مسجدوں میں بھی نہیں سما سکتے اور چار پانچ دکانیں بھی ہوں جن سے ضروری اشیائے خوردنی و پوشیدنی دستیاب ہو سکیں جمعہ درست ہے یا نہیں؟ مختار شرح وقایہ ودر مختار وطحطاوی وبحر العلوم کے موافق اگر مذکورہ بالا گاؤں والے جمعہ پڑھ رہے ہوں اور وہاں دوسری مسجد میں چند آدمی ازراہ نفسانیت و تعصب اسی وقت بالمقابل اپنی علیحدہ اذان واقامت کہہ کر ظہر کی نماز جماعت سے پڑھیں جس سے تفرقہ پیدا ہوتا ہے ان دو چار آدمیوں کا یہ فعل کیسا ہے؟ حالانکہ مجالس الابرار میں ہے **لو صلیت الجمعة فی القریة وکنت فیھا یلزمك ان تحضرھا الخ** سب سوالات کے جوابات مشرح اور مدلل بحوالہ کتب تحریر فرما کر مطمئن فرمائیں۔ خاکسار حافظ امام الدین

(جواب ۳۵۳) حضرت علیؓ کے قول میں لفظ مصر موجود تھا اور اشتراط مصر میں یہی قول حنفیہ کا ماخذ ہے مصر اگرچہ عرف میں معروف اور معلوم امر اور لفظ تھا مگر فقہائے حنفیہ نے اس کی تعریف بیان کی ہے

اور تعریفیں مختلف عبارتوں میں ہوئیں اس لئے تعیین مراد میں اختلاف ہوگیا چونکہ بعض تعریفیں ایسی بھی تھیں جو قصبہ اور قریہ کبیرہ پر صادق آتی تھیں اس لئے فقہاء نے قصبات و قریات کبیرہ کو مصر میں داخل کردیا مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ مصر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ کو شرعاً تین چیزیں قرار دیکر تینوں میں جمعہ جائز قرار دیا بلکہ مطلب یہ تھا کہ چونکہ مصر کی تعریف قصبات و قریات کبیرہ پر صادق آگئی اس لئے یہ تینوں شرعاً مصر قرار پائے اور جمعہ کے جواز کا حکم دیا گیا۔

اب یہ بات کہ حنفیہ کا اصل مذہب کیا ہے تو یہ بات صاف ہے کہ اصل مذہب جو متون میں منقول ہے وہ یہی ہے کہ جمعہ کے لئے مصر شرط ہے پس جو مقام کہ مصر قرار پائے گا وہاں جمعہ جائز ہوگا (خواہ وہ عرف میں شہر کہلاتا ہو یا قصبہ یا بڑا گاؤں) مصر کی کونسی تعریف معتبر ہے؟ تو معتبر تعریف تو وہی ہے جو امام ابو حنیفہ سے باختلاف عبارات منقول ہے اگرچہ بہت سے متاخرین نے مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ (۱) کو اختیار کیا ہے مصر کی شرط بے شک ظنی ہے لیکن حنفیہ کے اصل مذہب میں مصر کا شرط ہونا ظنی نہیں ہے اور ایک حنفی بحیثیت حنفی ہونے کے اس کا انکار نہیں کرسکتا حضرت شاہ ولی اللہ فروع میں مذہب حنفیہ کے متبع تھے لیکن چونکہ وہ ایک متبحر اور محقق عالم تھے اس لئے انہوں نے چند مسائل میں حنفی مذہب کے خلاف بھی اظہار رائے کیا ہے اسی طرح مولانا بحر العلوم سے چند مسائل میں حنفیہ کا خلاف کرنا منقول ہے ان بزرگوں کے قول کا یہ مطلب ہے کہ شرط مصر ہمارے نزدیک ضروری نہیں اگرچہ حنفی مذہب اس کے اشتراط کی تصریح کرتا ہے یہ مطلب نہیں کہ حنفیہ کے مذہب میں مصر شرط نہیں ہے(۲)

پس اگر کوئی حضرت شاہ ولی اللہ کے اس قول کے موافق عمل کرے یا فتویٰ دے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اس مسئلے میں اپنے امام کی تقلید چھوڑ کر شاہ ولی اللہ صاحب یا مولانا بحر العلوم کی تقلید کی ان دونوں بزرگوں نے اس میں اگر حنفیہ کے اصل مذہب سے عدول کیا تو حنفی ہونے سے نہ نکلیں گے کیونکہ ان کا تبحر اور درجہ تحقیق بہت اعلیٰ ہے۔

حدیث الجمعة واجبة على كل قرية مجھے اس کی سند اور مرفوع یا موقوف ہونے کا علم نہیں (۳) گاؤں میں (جس پر مصر کی کوئی تعریف صادق آتی ہو) جمعہ پڑھنے والوں کو غیر مقلد نہیں کہا جاسکتا زیادہ سے زیادہ ان کے فعل کو مرجوح کہا جاسکتا ہے چونکہ ایسے گاؤں کے مصر ہونے نہ ہونے میں

---

(۱) (الدر المختار، باب الجمعة ۲/ ۱۳۷، ط سعید)

(۲) (ويشترط لصحتها سبعة أشياء: الأول: المصر الخ (الدر المختار، باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعید)

(۳) [illegible] حدیث [illegible] على كل قرية کے بارے میں وقف [illegible] اور ضعیف [illegible] الحديث مع ضعف رواته منقطع ثم قال [illegible] لا يحتج به (سنن دار قطني، باب الجمعة على أهل القرية ص ۷ ط دار نشر الكتب الإسلامية لاهور) اور سنن کبریٰ بیہقی میں ہے: الحكم بن عبدالله متروك و معاوية بن يحيى ضعيف ولا يصح هذا عن الزهري، وقد روي في هذا الباب حديث في الجمعة لا يصح إسناده ۳/ ۱۷۹ ط نشر السنة بیرون بوہڑ گیٹ ملتان)

اختلاف ہے اس لئے جمعہ پڑھنے والے اور ظہر پڑھنے والے دونوں ماجور ہیں کوئی دوسرے کی تضلیل یا تفسیق نہیں کر سکتا ہاں ہر ایک اپنے فعل کو راجح اور دوسرے فعل کو مرجوح ثابت کرنا چاہے تو کر سکتا ہے نفس نیت امر مخفی ہے اس کا الزام کوئی دوسرے پر نہیں لگا سکتا۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ' مدرسہ امینیہ' دہلی

تین ہزار کی آبادی اور فوجی چھاؤنی والی جگہ جمعہ

(سوال) کسولی ایک پہاڑی مقام ہے فوجی چھاؤنی ہے مجموعی آبادی قریباً تین ہزار ہے مسلمانوں کی آبادی قریباً ایک ہزار ہے یہاں ایک ہی مسجد ہے کیا اس مسجد میں نماز جمعہ کامل اجر و ثواب کے ساتھ ہو سکتی ہے؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ایک بستی میں ایک سے زائد مساجد ہوں تب نماز جمعہ جامع مسجد میں ہو سکتی ہے ورنہ نہیں اگر یہ خیال صحیح ہے تو کیا جمعہ کے دن نماز ظہر کی ادائیگی پر اکتفا کر لینا چاہئے؟

(جواب ۳۵۴) جمعہ کے جواز کے لئے یہ ضروری نہیں کہ متعدد مساجد ہوں جب نماز جمعہ جامع مسجد میں ہو سکے بستی پر مصر کی تعریف صادق آنی چاہئے کسولی اپنی تعداد آبادی اور فوجی چھاؤنی ہونے کے لحاظ سے اس کی قابلیت رکھتی ہے کہ اس میں نماز جمعہ پورے ثواب کے تحقق کے ساتھ ادا ہو لہذا اس میں جمعہ کی نماز جائز ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مسجد کے قریب جماعت خانہ بنانا

(سوال) ایک قصبہ میں زمانہ قدیم سے سب اہل اسلام ایک مسجد میں نماز جمعہ پڑھتے تھے چند دنوں سے ایک فرقہ ذاکرین کا آیا انہوں نے ایک جگہ ذکر و شغل اور حلقے کے لئے مقرر کی ہے جسے وہ زاویہ کہتے ہیں یہ لوگ مسجد قدیم میں جمعہ کی نماز پڑھنے نہیں آتے بلکہ اسی زاویہ میں نماز جمعہ ادا کرتے ہیں ان کے اس فعل سے مسجد کی جماعت میں بہت کمی واقع ہوگئی ہے آئندہ عید کی نماز بھی وہ لوگ اسی زاویہ میں ادا کریں گے مسجد کی جماعت کم کرنے کی غرض سے وہ لوگ زاویہ میں ہمیشہ جماعت کرتے ہیں آیا ان لوگوں کی نماز جمعہ و عید وغیرہ اس جگہ ادا ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ادا ہو سکتی ہے تو ثواب مسجد و جماعت سے محروم ہوئے یا نہیں؟ اور جب کہ مسجد کی جماعت کم کرنے کی غرض سے انہوں نے یہ فعل کیا ہے تو ان کے زاویہ پر احکام مسجد ضرار کے عائد ہوں گے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(جواب ۳۵۵) اگر ان کے اقرار یا قرائن قویہ معتبرہ سے ان کی یہ نیت ثابت ہو جائے کہ مسجد کی

---

(۱) وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق الخ (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۳۸ ط سعيد)
بلاد كبيرة فيها سكك وأسواق ولها رساتيق الخ (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعيد)

جماعت کم کرنے کے لئے انہوں نے یہ فعل اختیار کیا ہے تو ان کی جماعت پر حرام ہونے کا حکم کیا جائے گا اور اگر اس نیت کا ثبوت کافی طور پر موجود نہ ہو تو بصورت واقع میں اس نیت کے ہونے کے کراہت تحریمی لازم ہے اور اگر نیت مذکورہ نہ ہو تو نہیں البتہ زاویہ میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب بہر صورت نہ ملے گا اسی طرح اگر جماعت قلیلہ سے نماز پڑھیں تو جماعت کثیرہ کے ثواب سے محروم رہیں گے تقلیل جماعت مکروہ تحریمی ہے تاخیر عشاء نصف لیل پر مکروہ تحریمی اسی وجہ سے ہے۔ فان اخرها الى ماراد على النصف كره لتقليل الجماعة (درمختار) قوله كره اى تحريما (رد المحتار) (1) والله اعلم. محمد کفایت اللہ غفر لہٗ

فتنہ کے خوف سے جمعہ جاری رکھنے کا حکم

(سوال) ملک برما میں شہر مانڈلے سے ۳۲ میل کے فاصلے پر ایک قصبہ چوکسی نام کا ہے اس قصبہ سے تین چار میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے جس کا نام لیپان ہے گاؤں اور قصبہ کے بیچ میں کھیت اور جنگل ہیں اس گاؤں میں کافر سرکار کی طرف سے ایک نائب ہے جسے برمی زبان میں تجی کہتے ہیں وہ مسلمان ہے اور ایک عالم ہے آبادی مسلم و غیر مسلم چودہ سو نفوس ہیں اس گاؤں میں ایک مسجد ہے جس کی لمبائی ۳۰ ہاتھ اور چوڑائی ۲۴ ہاتھ ہے وہاں پرانے زمانے سے جمعہ ہوتا ہے اب یہ چرچا ہوا کہ مذہب حنفی میں گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا اب دو گروہ ہو گئے ہیں ایک گروہ جو ترک جمعہ کا قائل ہے اپنی دلیل میں بہشتی گوہر ص ۹۲ اور فتاوی عالمگیری ص ۲۰۴ اور فتاوی امدادیہ جلد اول ص ۱۹۰ اور تتمہ فتاوی امدادیہ جلد اول ۳۲ اور تحقیق الراجح جلد دوم ص ۱۷۱ کے حوالے پیش کرتا ہے آپ کے نائب مفتی صاحب نے فرمایا ہے کہ

> " اگرچہ چھوٹے گاؤں میں موافق مذہب حنفی کے جمعہ نہیں ہوتا ہے لیکن جس گاؤں میں قدیم سے جمعہ قائم ہو تو روکنا نہیں چاہیے اپنے مذہب کی پابندی سے اور روک دینے سے مفاسد عظیمہ میں پڑنے کا خوف و خطر غالب ہوتا ہے لہذا اس ضرورت کی وجہ سے اپنے مذہب کی پابندیوں کو چھوڑ دینا جائز ہے۔ ہاں نہ پڑھنے والوں پر معترض بھی نہ ہونا چاہیے "
>
> حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ چھوٹے گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا ہے مگر روکنا نہیں چاہیے نہ روکنے کی صورت میں جو لوگ جمعہ پڑھیں گے تو فرض ادا ہو جائے گا یا نہیں اگر نہیں ہو گا تو کیا ہو گا؟

جس جگہ نماز جمعہ فرض نہیں ہے وہاں جمعہ پڑھنے سے اپنے مذہب کے لحاظ سے چند مکروہات کا ارتکاب لازم آتا ہے اول نفل کی جماعت۔ دوم نوافل نہار میں جہر سوم غیر لازم کا التزام چہارم ترک

---

(1) (رد المحتار، کتاب الصلاۃ: ۱/ ۳۶۸ ط سعید)

جماعت فرض ظہر چشم کر کوئی نماز نہ پڑھتے تو ترک فریضہ کے حرام اور فسق ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی نمبر ۱۱۱ عبدالحمید صاحب موضع منڈاو کانوں ضلع [illegible]۔

۲۴ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۴ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۵۶) گاؤں میں جمعہ کا صحیح ہونا نہ ہونا مجتہدین میں مختلف فیہ ہے حنفیہ کے نزدیک جواز جمعہ کے لئے مصر ہونا شرط ہے لیکن مصر کی تعریف میں اختلاف عظیم ہے تاہم جس مقام میں کہ زمانہ قدیم سے جمعہ قائم ہے وہاں جمعہ کو ترک کرانے میں جو مفاسد ہیں وہ ان مفاسد سے بدرجہا زیادہ سخت ہیں جو سائل نے جمعہ پڑھنے کی صورت میں ذکر کئے ہیں جو لوگ جمعہ کو جائز سمجھ کر جمعہ پڑھتے ہیں ان کا فرض ادا ہو جاتا ہے نفل کی جماعت یا جہر قرأت نفل نماز یا ترک فرض لازم نہیں آتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

(۱) مسجد کی تنگی کی وجہ سے مکان میں جمعہ پڑھنا

(۲) فنائے مصر کی تعریف

(سوال) (۱) بوجہ تنگی مسجد کسی شخص کے مملوکہ مکان میں کہ جس میں تمام مسلمان بلا روک ٹوک آسکیں اور فراخ ہو جمعہ کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۲) فنائے مصر کس کو کہتے ہیں؟ المستفتی نمبر ۱۸۵ محمد اکمل پوری دیوبندی (ضلع لدھیانہ)

۸ شوال ۱۳۵۲ھ ۲۴ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۵۷) ہاں مکان میں بھی جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے جب کہ کسی کی روک ٹوک نہ ہو مگر ہمیشہ مکان میں ہی نماز قائم کرنا اور مسجد کو معطل کرنا نہیں چاہئے(۲)

(۲) فنائے مصر وہ مقام ہے جو شہر سے باہر مگر متصل ہو اور شہر کی بعض ضروریات اس مقام سے بہم پہنچتی ہوں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مدرسہ امینیہ، دہلی

---

(۱) گاؤں میں فتنہ کے خوف کی وجہ سے جمعہ جاری رکھنے کا حضرت کا یہ قول توسع اور اتفاقی رائے پر مبنی ہے کیونکہ تمام کتب میں عدم جواز پر تصریح کی گئی ہے اس لئے [illegible] امداد الفتاویٰ ص ۲۶۶ ج ۱ الفتاویٰ احسن الفتاویٰ امداد الاحکام ص ۲۰۶ فتاویٰ دار العلوم دیوبند ص ۹۹ وغیرہ میں بھی عدم جواز پر [illegible] ہے لہذا آنے والے مسائل جمعہ فی القریٰ کے بارے میں حضرت کی رائے کا [illegible] جواب ۳۸۹ میں [illegible] ہے۔ وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق الخ (الدر المختار باب الجمعة ۲ / ۱۳۸ سعيد) وفي الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر الخ (رد المحتار الجمعة ۲ / ۱۳۸ سعيد) وفي الدر المختار صلوة العيد في القرى مكروه تحريما الخ وفي التتمة ومثله الجمعة (باب الجمعة ۲ / ۱۵۲ ط سعيد) (۲) والسابع الإذن العام وهو يحصل بفتح أبواب الجامع للواردين الخ (الدر المختار الجمعة ۲ / ۱۵۲ سعيد) (۳) وشرط صحتها المصر أو فناؤه وهو ما اتصل به لأجل مصالحه كدفن الموتى وركض الخيل الخ (الدر المختار باب الجمعة ۲ / ۱۳۸ ط سعيد)

گاؤں جس کے لوگ مسجد میں نہ سما سکیں، جمعہ کا حکم

(سوال) گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے گناہ لازم تو نہیں آتا اور ظہر اس کے ذمہ سے ساقط ہوتی ہے یا نہیں؟ اور وہ جو مصر کی تعریف شرح وقایہ میں لکھی ہے معتبر ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۲ عبدالعزیز حسین پور ڈاکخانہ ٹلی پور ضلع جالندھر

۱۵ شوال ۱۳۵۲ھ م ۳۱ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۵۸) اگر آپ کے موضع میں عرصے سے جمعہ جاری ہے اور متعدد مساجد یعنی دو یا دو سے زائد مسجدیں ہوں اور ان میں سے بڑی مسجد میں موضع کے مکلف بالجمعہ اشخاص نہ سما سکیں تو وہاں جمعہ پڑھتے رہنے میں مضائقہ نہیں اور فرض ظہر ذمہ سے ساقط ہو جائے گا شرح وقایہ کی یہ تعریف قابل عمل ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جس گاؤں میں سو برس سے جمعہ ہوتا ہو

(سوال) ایک گاؤں جس کی آبادی تقریباً سو گھر ہندو مسلمانوں کے ہیں چند چھوٹی دکانیں مرچ مسالہ کی ہیں بازار اس گاؤں سے تین میل کے فاصلے پر ہے اور یہاں پر قریب ایک سو برس سے جمعہ ہوتا چلا آیا ہے لیکن ایک مولوی صاحب آکر ہم لوگوں کو حدیث و مسئلہ سے سمجھا کر گاؤں میں مطلق جمعہ حنفی مذہب میں جائز نہیں اب گاؤں میں ایک جماعت جمعہ پڑھتے ہیں اور ایک جماعت ظہر پڑھتے ہیں اب دونوں جماعت میں جھگڑا ہوتا ہے لیکن اگر بزرگ صاحب کے کہنے پر کہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب جو جمعیۃ علمائے ہند کے صدر ہیں اور تمام مسلمان آپ کو بزرگ عالم مانتے ہیں اگر وہ اجازت دیدیں گاؤں میں جمعہ پڑھنے کی تو ہم سب متفق ہوں گے۔

المستفتی نمبر ۱۱۹ محمد غنی صاحب محلہ سردھ پور ڈاکخانہ خوردہ ضلع پوری۔

۲۵ شوال ۱۳۵۲ھ م ۱۰ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۵۹) اگر اس جگہ ایک سو برس سے جمعہ کی نماز ہوتی ہے تو اسے بند نہ کرنا چاہئے کہ اس کی بندش میں دوسرے فتن و فسادات کا اندیشہ ہے جو لوگ نہ پڑھیں ان پر بھی اعتراض اور طعن نہ کرنا چاہئے وہ اپنی ظہر کی نماز پڑھا کریں اور جو جمعہ پڑھیں وہ جمعہ پڑھا کریں۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) وعند البعض موضع اذا اجتمع اهله في اكبر مساجده لم يسعهم فاختار المصنف هذا القول وقال لا يسع اكبر مساجده اهله مصر وانما اختار هذا القول دون تفسير الاول لظهور التواني في احكام الشرع (شرح الوقاية باب الجمعة ۱/۱۹۸ ط سعيد)

(۲) واستشهد له بما في المجتبى عن الحلواني ان كسالى العوام اذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يمنعون لانهم اذا منعوا تركوها اصلا واداؤها مع تجويز اهل الحديث لها اولى من تركها اصلا الخ (رد المحتار باب العيدين ۲/۱۷۱ ط سعيد)

چھوٹی بستی میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) اس جگہ ہمارے قریب تحصیل گوہد جو کہ ایک معقول قصبہ ہے دو مسجدیں ہیں اور دونوں میں نماز جمعہ ہوتی ہے ہر دو امام صاحب یہاں ایک مصنوعی مزار کے پجاری ہیں اور اس کی آمدنی سے گزر اوقات کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں طوائفوں کا کھانا بھی بڑی خوشی ودلچسپی سے نوش فرماتے ہیں اور ناچ رنگ آتشبازی سے بھی قطعی پرہیز نہیں اور خود اپنی تقریبوں میں بھی طوائفوں کو بلاتے ہیں اور آتش بازی بھی استعمال کرتے ہیں تعداد نمازیان ایک مسجد میں تقریباً آٹھ دس نمازی دوسری میں پندرہ بیس نمازی جمعہ میں شرکت کرتے ہیں نمازی سب کے سب بے علم ہیں اور امام صاحب بھی تقریباً ایسے ہی ہیں کیا ان صورتوں کے ہوتے ہوئے نماز جمعہ ادا کریں یا ظہر؟ نیز بندہ اپنے پورہ فضل پور میں رہتا ہے جہاں ہم صرف پانچ مسلم آباد ہیں صرف دو خاندان کے مگر جمعہ کے دن اور عید کے دن ارد گرد کے مسلم صاحبان بوجہ ہونے مسجد کے جمع ہو جاتے ہیں کیا ہم نماز جمعہ اور عید ادا کریں یا نہیں؟ اور ہماری مسجد میں پانچوں وقت نماز کے لئے اذان ہوتی ہے۔

المستفتی نمبر ۲۱۰ محمد عبدالحمید زمیندار فضل پورہ ریلوے اسٹیشن گوہد روڈ۔ ریاست گوالیار

۳۰ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۰) ایسی صورت میں اگر ان اماموں کی جگہ کوئی اور بہتر اور متدین اور مسائل سے واقف شخص کو امام مقرر نہیں کیا جا سکتا تو آپ کے لئے بہتر ہے کہ اپنے گاؤں میں نماز ظہر باجماعت ادا کیا کریں کیونکہ آپ کا گاؤں بہت چھوٹا ہے اور جمعہ پڑھنے کے قابل نہیں ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

بستی والوں کا شہر جا کر جمعہ پڑھنا

(سوال) ہمارے گاؤں سے کوئی شہر یا قصبہ سات کوس سے کم نہیں اس لئے جمعہ کی نماز سے محروم رہتے ہیں گاؤں سے دو کوس فیدپور ایک اوسط درجے کی بستی ہے وہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے اس میں ۲ مسجدیں ہیں ایک شیعوں کی دوسری سنیوں کی گاؤں میں صرف ایک آدھ مکان پر کچھ کپڑا مل جاتا ہے اور ایک ناقص سی دکان پنساری کی بھی ہے معمولی بزازی وغیرہ کی کوئی دکان نہیں برہت ڈھائی کوس پر ہے۔ وہاں بھی جمعہ کی نماز ہوتی ہے برہت میں چھ سات مسجدیں ہیں مگر سب شیعوں کی ہیں انہوں نے ایک مسجد سنیوں کو دی ہوئی ہے اسی میں جمعہ ہوتا ہے اور جب چاہتے ہیں چھین لیتے ہیں دوسری دے دیتے ہیں مگر برہت میں سوائے سبزی کے ضروریات کی سب چیزیں ملتی ہیں اور آبادی دونوں بستیوں کی تقریباً یکساں ہے کیا ہم ان دونوں بستیوں میں نماز جمعہ پڑھ سکتے ہیں؟

---

(۱) وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات (رد المحتار، باب الجمعة ۲/ ۱۳۸ ط سعيد)

المستفتی نمبر ۲۴۹ شہباز خاں سب انسپکٹر پولیس موضع گڑھی بیرل ڈاکخانہ گھروندہ ضلع کرنال
۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۱) ان دونوں مقاموں میں سے کسی ایک جگہ جاکر جمعہ کی نماز ادا کر سکتے ہو۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مسجد کی تنگی کی وجہ سے میدان میں جمعہ پڑھنا

(سوال) اگر اوداں کو بوجہ کثرت آدمیوں کے جمعہ کی نماز عیدگاہ یا حدود شہر میں اور جگہ پڑھی جائے جامع مسجد کو چھوڑ کر کیا یہ جائز ہے؟ اور ثواب میں کمی تو نہیں ہوگی؟ اس جگہ دو باتیں قابل غور ہیں ایک تو جامع مسجد کو چھوڑنا دوسرے ثواب وغیرہ میں کمی مہربانی فرماکر اپنی رائے بیان نہ کریں بلکہ کتاب کا حوالہ دیں ہاں اگر کتابوں میں یہ جزئی موجود نہ ہو تو پھر اپنی رائے پیش فرما سکتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۲ مولوی محمد [illegible] خطیب جامع مسجد سرگودھا۔ ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ ۶ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۲) کوئی جزئی نہیں دیکھی۔ مگر مسجد کو چھوڑنا مناسب نہیں ہے(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جہاں عرصہ سے جمعہ پڑھا جا رہا ہو

(سوال) ہمارے گاؤں جس میں تقریباً ایک سو ساٹھ گھر ہوں گے اور بالغ مرد دو سو ستاون ہیں دو مسجدیں ہیں جمعہ پہلے سے جاری ہے تقریباً تین ساڑھے تین صفیں نمازیوں کی ہو جاتی ہیں اب ایک ماہ سے ایک مولوی صاحب نے آکر جمعہ بند کرا دیا ہے اس دن سے ظہر کی اذان بھی سنائی نہیں دیتی کیونکہ ہمارے امام صاحب اور چند آدمی ڈلواں میں جمعہ پڑھنے چلے جاتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۳۵۴ نذر محمد (ضلع جہلم)۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۲۵ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۳) اس مقام پر پہلے سے جمعہ قائم تھا تو اب اس کو بند کرنا نہیں چاہئے جمعہ کی نماز بدستور پڑھتے رہیں۔(۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۲/ ۱۳۸ ط سعيد)

(۲) وتؤدى في مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا على المذهب وعليه الفتوى (التنوير مع شرحه باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعيد) وشرط لصحتها سبعة أشياء: الأول المصر الخ (الدر المختار، باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعيد)

(۳) واستشهد له بما في المجتبى عن الحلواني أن كسالى العوام إذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يمنعون لأنهم إذا منعوا تركوها أصلا وأداؤها مع تجويز أهل الحديث لها أولى من تركها أصلا الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۲/ ۱۷۱ ط سعيد)

ہندوستان میں جمعہ پڑھا جائے، احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) بعض لوگوں کا اعتقاد ہے کہ ہندوستان میں غیر مسلم حکومت کی وجہ سے جمعہ فرض نہیں دلیل کے طور پر کہتے ہیں کہ شہر کے اندر قاضی یا مفتی کا ہونا ضروری ہے جو شرعی حدود جاری رکھ سکتا ہو اور ہندوستان میں شرعی سزا نہیں دی جا سکتی اس لئے جمعہ فرض نہیں اور اس صورت میں چار رکعتیں نماز ظہر ضروری پڑھنی چاہئیں؟

المستفتی نمبر ۵۲۲ مؤذن صاحب گوردوں مسجد دہلی۔ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۶۴) ہندوستان میں جمعہ کا فرض نہ ہونا صحیح نہیں جن شرائط کی بنا پر فرضیت جمعہ میں شک کیا جاتا ہے ان کا فیصلہ محققین فقہا کر چکے ہیں اور جب کہ فرضیت جمعہ راجح ہے (۱) تو احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے جمعہ بھی پڑھنا اور پھر احتیاطی ظہر بھی پڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا اور عام طور پر عقیدے کو بگاڑتا ہے اس لئے اس نماز کو رواج دینا اور عوام کو تعلیم دینا کہ احتیاطی ظہر پڑھیں درست نہیں۔

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جہاں کافی عرصہ سے جمعہ پڑھا جاتا ہو

(سوال) ایک بستی میں ہمیشہ سے لوگ جمعہ پڑھتے ہیں اب ایک مولوی صاحب بند کرانا چاہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اس ملک گجرات میں چھوٹی چھوٹی بستیاں ہندوؤں کی بسائی ہوئی ہیں اور ان میں پانچ یا سات گھر مسلمانوں کے ہوں وہاں جمعہ شروع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۴۷ ولی جی پٹیل (ضلع بھروچ) ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۲۳ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۶۵) جن بستیوں میں قدیم سے جمعہ پڑھا جاتا ہے اور جمعہ چھوڑانے سے لوگ نماز پنج وقتہ بھی چھوڑ دیتے ہیں ایسی بستیوں میں جمعہ پڑھنا چاہیے تاکہ اسلام کی رونق اور شوکت قائم رہے اور جو لوگ کہ ایسے گاؤں میں جمعہ پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے وہ نہ پڑھیں ان سے جھگڑا نہیں کرنا چاہیے پڑھنے والے بھی گناہ گار نہیں ہیں اور نہ پڑھنے والے بھی گناہ گار نہیں آپس میں اختلاف اور فتنہ و فساد پیدا کرنا حرام ہے ہاں جن چھوٹے گاؤں میں پہلے سے جمعہ قائم نہیں ہے وہاں قائم نہ کریں اور جہاں پہلے سے قائم تھا پھر چھوڑ دیا اور اس کی وجہ سے لوگوں نے نماز جمعہ چھوڑ دی وہاں پھر شروع کر دیں۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) فلو الولاة كفارا يجوز للمسلمين إقامة الجمعة ويصير القاضي قاضيا بتراضي المسلمين (رد المحتار، باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعید) وفي البحر: وقد أفتيت مرارا بعدم صلاة الأربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة، وهو الاحتياط في زماننا الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعید)

(۲) ويستشهد له بما في المجتبى عن الحلواني: كسالى العوام إذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يمنعون لأنهم إذا منعوا تركوها أصلا، وأداؤها مع تجويز أهل الحديث لها أولى من تركها أصلا الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۳/ ۱۷۱ ط سعید)

ڈھائی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) ضلع مظفر نگر میں ایک جگہ پھلت ہے جس کی موجودہ حالت حسب ذیل ہے کل تعداد اکیس سو آدمیوں کی ہے اشیائے ضروری دستیاب ہو جاتی ہیں چھ دکانیں پرچون کی ہیں دو بزاز کی دو عطار کی تین درزی کی۔ پانچ چھ دکانیں اور متفرق ہیں دس گیارہ دکانیں قصابوں کی ہیں پانچ چھ حکیم ہیں حافظ پندرہ بیس کے قریب ہیں مولوی پندرہ بیس کے قریب ہیں ایک بازار ہفتہ وار یعنی پینٹھ ہوتی ہے چار مسجدیں ہیں ایک ان میں سے جامع مسجد کے نام سے مشہور ہے یہ مسجد پہلے چھوٹی تھی لیکن جمعہ ہوتا تھا اور اس مسجد کی دوبارہ تعمیر کی بنیاد حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی نے اپنے دست مبارک سے نصب فرمائی ہے بڑے پیمانے پر تیار ہے ایک مدرسہ اسلامیہ ہے جو فیض الاسلام کے نام سے موسوم ہے جفت فروش کی کوئی دکان نہیں ہے اور تھانہ ڈاکخانہ شفاخانہ مدرسہ سرکاری ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ہے پھلت میں ایک عرصہ سے جمعہ قائم ہے جس کی ابتدا معلوم نہیں ہے ایک صاحب مسمی حافظ احمد صاحب جن کی عمر چوراسی سال ہے وہ یہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ہوش سے یہاں جمعہ ہوتا دیکھ رہا ہوں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ اور حضرت مولانا شاہ اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں حضرات کی پیدائش پھلت کی ہے اور حضرت شاہ اہل اللہ کا تو قیام ہمیشہ پھلت میں ہی رہا ہے حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز کی چونکہ یہاں قرابت تھی آمد و رفت کا سلسلہ ضرور رہا ہوگا اس سے خیال کیا جاتا ہے کہ ان حضرات نے بھی یہاں جمعہ پڑھا ہوگا اور اس زمانے کی آبادی کا حال کچھ معلوم نہیں حضرت مولانا شاہ محمد عاشق صاحب و حضرت مولانا شاہ محمد فائق و حضرت مولانا شاہ محمد حبیب اللہ صاحب یہ تینوں حضرات بھی پھلت کے ہیں اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ ان حضرات نے بھی یہاں جمعہ پڑھا ہوگا حضرت مولانا نواب قطب الدین خاں دہلوی حضرت مولانا وحید الدین پھلتی مولانا محمد صاحب پھلتی مولانا عبدالقیوم پھلتی قاضی ریاست بھوپال مولانا محمد ایوب پھلتی قاضی ریاست بھوپال مولانا عبدالرب پھلتی مولانا عبدالعدل پھلتی مولانا محمد یحییٰ پھلتی قاضی ریاست بھوپال مولانا فیض احمد پھلتی مولانا محمود احمد پھلتی مولانا محمد فضل پھلتی مولانا محمد قاسم نانوتوی مولانا محمد یعقوب نانوتوی شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہم اللہ نے یہاں جمعہ پڑھا ہے اکثر قریب جوار کی بستیوں کے آدمی پھلت میں آکر جمعہ و عیدین پڑھتے ہیں اور اکثر دیہات میں مسجد بھی نہیں ہیں اور وہاں کے مسلمان کفار کی رعایا رہتے ہیں جو حضرات یہاں پر جمعہ پڑھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہاں بہت سے علماء نے جمعہ پڑھا ہے جن کے اسمائے گرامی اوپر درج ہیں ان میں سے بعض ہمارے لئے سند ہے اگر ناجائز ہوتا تو یہ حضرات کیوں پڑھتے دوسرے یہ کہ جس جگہ ایک عرصہ سے جمعہ ہو رہا ہو اسے بند نہیں کرنا چاہئے ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ جب تیس سال تک نماز پڑھی اور مسلمان حاکموں نے روکا نہیں تو اب کسی شخص کو روکنے کا اختیار نہیں ہے جو صاحب یہاں جمعہ نہیں پڑھتے وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک گاؤں میں جمعہ درست نہیں اور

پھست بھی گاؤں ہی ہے چونکہ آبادی تھوڑی ہے علی ہذا القیاس بازار جس میں کل تیرہ دکانیں ہیں اور ایک بستی جس میں تین ہزار آدمیوں سے کم ہوں اور بازار بھی نہ ہوں وہاں جمعہ درست نہیں ہے بہت سے علماء کی تحریرات سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے ذیل میں بعض علما کی تحریرات نقل کی جاتی ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ گنگوہی نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے جو فتاوی رشیدیہ حصہ دوم میں مرقوم ہے وھو ہذا۔ جس موضع میں دو ہزار آدمی ہندو مسلمان ہوں اس جگہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک جمعہ ادا نہیں ہوتا ہے الخ حضرت مولانا عزیز الرحمن نور اللہ مرقدہ مفتی دار العلوم دیوبند نے ایک استفتا کے جواب میں ارقام فرمایا ہے وہ استفتا مع جواب ذیل میں لکھا جاتا ہے۔ استفتا۔ جس آبادی میں مسجد نہ ہو وہاں جمعہ درست ہے یا نہیں ؟ الجواب۔ اگر وہ بستی بڑی ہو مثلاً قصبہ یا بڑا قریہ ہو کہ تین چار ہزار آدمی وہاں آباد ہوں اور بازار ہوں تو اگرچہ وہاں مسجد نہ ہو جمعہ صحیح ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے بہشتی گوہر میں تحریر فرمایا ہے "مصر یعنی شہر یا قصبہ پس گاؤں یا جنگل میں نماز جمعہ درست نہیں ہے۔ البتہ جس گاؤں کی آبادی قصبے کے برابر ہو مثلاً تین چار ہزار آدمی ہوں وہاں جمعہ درست ہے" حضرت مولانا ضیا احمد صاحب مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے ایک سوال کے جواب میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ "قصبے کی آبادی تین چار ہزار ہوتی ہے" اور یہ کہنا کہ علما کا فعل ہمارے لئے سند ہے غلط ہے کیونکہ کسی عالم کا فعل حجت شرعی نہیں ہے اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ جس جگہ ایک عرصہ سے جمعہ ہو رہا ہے اسے بند کرنا نہیں چاہیے ضرور بند کرنا چاہیے اگر اس میں فی الحال شرائط صحت جمعہ مفقود ہوں یعنی وہ چھوٹا گاؤں ہو اب چونکہ وہ محل اقامت جمعہ نہیں ہے اور ایسی جگہ جمعہ پڑھنے کو فقہائے کرام و مجتہدین عظام مکروہ تحریمی فرماتے ہیں یہ امر دریافت طلب ہے کہ مقام مذکور میں حالت موجودہ نماز جمعہ واعیاد عند الاحناف جائز ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۵۵۰ حافظ محمد قاسم (پھلت) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۲۷ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۶۶) (از مفتی اعظم) پھست کی یہ حیثیت جو سوال میں مذکور ہے اس کو قریہ کبیرہ بنا دینے کے لئے کافی ہے اس لئے اس میں اقامت جمعہ جائز ہے بالخصوص عرصہ دراز کا قائم شدہ جمعہ بند کرنا مفاسد کثیرہ کا موجب ہے اس لئے اس کو بند کرنا مصالح شرعیہ کے منافی ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب)(از نائب مفتی صاحب) موضع پھست میں جمعہ کی نماز پڑھنی بنا بر فتوی متاخرین فقہائے حنفیہ کے جائز ہے کیونکہ جو تعریف مصر کی متاخرین فقہائے حنفیہ نے کی ہے اور معنی یہ بھی اکثر فقہا کے نزدیک عرفی ہے۔ المصر وھو مالا یسع اکبر مساجدہ اھلہ المکلفین بھا وعلیہ فتوی اکثر الفقہاء (مجتبی) لظہور التوانی فی الاحکام (۲) تنویر الابصار و در مختار علی

---

(۱) وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الخ (رد المحتار' جمعہ ۲/ ۱۳۸ ط سعید)

(۲) (باب الجمعۃ ۲/ ۱۳۸ ط سعید)

ہامش رد المحتار ج اول ص ۵۸۹ تو اس تعریف مذکور کی یہ بستی چھلت بظاہر مصداق ہے اور اگر بالفرض مصداق نہ بھی ہو تو قدیمی جمعہ واعید قائم شدہ کو روکنا نہیں چاہیے۔

حبیب المرسلین عفی عنہ

تیس گھروں والے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) موضع امو کونہ جس کی آبادی میں چونتیس گھر اور اکاون مرد مکلف بستے ہیں ایضاً موضع ہتاپور کہ موضع امو کونہ سے تخمیناً سو ہاتھ فاصلے پر ہے اس میں تیس گھر ہیں اور ستاون مرد مکلف بستے ہیں ان سب آدمیوں کا پیشہ کاشتکاری ہے اور موسم برسات میں ہر موضع کے چاروں طرف پانی سے سیلاب ہو جاتا ہے جو بدون کشتی کے آمد و رفت دشوار ہے ہر موضع کے چاروں طرف زراعت اور تین طرف ندی بھی ہے اور دونوں موضعوں کے درمیان جو فاصلہ ہے چراگاہ ہے موسم برسات میں وہ بھی دو ڈھائی ہاتھ پانی نیچے پڑتا ہے اس آبادی میں کوئی بازار وغیرہ نہیں ہے اب علی الانفراد دونوں موضعوں میں جمعہ قائم کرنا اور درمیان کی چراگاہ میں علی الاجتماع عیدگاہ بنا کے نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۶۰۹ چودھری محمد صفدر (ضلع سلہٹ) ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۲ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۶۷) ان دونوں موضعوں میں جمعہ کی نماز حنفی مذہب کے موافق قائم نہ کرنا چاہیے لیکن اگر قدیم الایام سے ان میں جمعہ قائم ہو تو اسے بند بھی نہ کرنا چاہیے کہ دوسرے ائمہ کے مذہب کے موافق جمعہ ہو جاتا ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

جواب بالا پر اشکال اور اسکا جواب

(سوال) اس جواب حضرت والا کی جس عبارت کا مطلب پوری طور پر سمجھ میں نہیں آیا اس کے متعلق عرض ہے (۱) ان دونوں موضعوں میں جمعہ کی نماز (حنفی مذہب کے موافق قائم نہ کرنا چاہیے) عبارت مذکورہ افہام ناقصہ کے نزدیک دو معنی کے محتمل ہے اول یہ کہ ان مواضع میں اگر پہلے سے جمعہ قائم نہ ہوا ہو تو حنفی مذہب کے موافق اب جدید طور پر قائم نہ کرنا چاہیے (پھر لفظ نہ کرنا چاہیے کا مطلب مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی ہے یا حرام وناد رست)

دوسرے یہ کہ ان دونوں موضعوں میں جمعہ کی نماز حنفی مذہب کے موافق پڑھنا ہی نہیں چاہیے لیکن اگر پہلے سے وہاں قائم کیا ہوا ہو تو بھی اب بوجہ عدم صحت جمعہ فی القری کے ترک کرنا چاہیے (اس کا مطلب ترک افضل ہے یا واجب یا فرض)

---

(۱) وفیما ذکرنا إشارة إلی أنہ لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب، کما فی المضمرات (رد المحتار، باب الجمعة ۲/۱۳۸ ط سعید)

اگر پہلا احتمال کو مواضع مذکورہ میں نیا طور پر قائم نہ کرنا اور قدیم الایام سے چلے آنے والی نماز کو قائم رہنے دینا یہ حکم حنفی مذہب کے موافق ہے یا حنفی مذہب میں قدیم وجدید کا فرق نہیں رکھا گیا دوسرا احتمال مراد ہو تو اس حالت میں عبارت کے الفاظ سے وہ معنی صاف طور پر سمجھ میں نہیں آتا

(۲) "لیکن اگر قدیم الایام سے" "تو اسے بند نہ کرنا چاہیے کہ دوسرے ائمہ کے مذہب کے موافق ہو جاتا ہے" "اس حالت میں اگر جمعہ کو قائم رکھا جائے تو ایک حنفی کے لئے اپنے مذہب کے موافق فرض ظہر ادا کرنا چاہیے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۱۰ محمد زاہد الرحمن (ضلع سلہٹ)

۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۴ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۶۸) حنفی مذہب کے موافق قری یعنی دیہات میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا اس لئے اگر کسی گاؤں میں پہلے سے جمعہ قائم نہیں ہے تو وہاں جمعہ قائم نہ کرنا چاہئے کیونکہ حنفی مذہب کے موافق اس میں جمعہ صحیح نہ ہوگا، اور فرض ظہر جمعہ پڑھنے سے ساقط نہ ہوگا لیکن اگر وہاں قدیم الایام سے جمعہ قائم ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں یا یہ کہ اسلامی حکومت میں بادشاہ اسلام کے حکم سے قائم ہوا تھا تو حنفی مذہب کی رو سے بھی وہاں جمعہ صحیح ہوتا ہے اس لئے بند کرنا درست نہیں' یا یہ کہ بادشاہ اسلام کے حکم سے قائم ہونا ثابت نہیں یا یہ معلوم ہے کہ مسلمانوں نے خود قائم کیا تھا مگر ایک زمانہ دراز سے پڑھا جاتا ہے اس صورت میں حنفی مذہب کے اصول کے موافق تو اسے بند کرنا چاہئے یعنی بند کرنا ضروری ہے لیکن چونکہ عرصہ دراز کے قائم شدہ جمعہ کو بند کردینے میں جو فتنے اور مفاسد پیدا ہوتے ہیں ان کے لحاظ سے اس مسئلے میں حنفیہ کو شوافع کے مذہب پر عمل کرلینا جائز ہے اور جب کہ وہ شوافع کے مذہب پر عمل کرکے جمعہ پڑھیں گے تو پھر ظہر ساقط نہ ہونے کے کوئی معنی نہیں مسئلہ مجتہد فیہ ہے اور مفاسد لازمہ عمل بمذہب الغیر کے لئے وجہ جواز ہیں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کل آبادی کا مسلمان ہونا ضروری نہیں، مصر کی مفتی بہ تعریف

(سوال) جمعہ کے لئے جو مصر کی شرط ہے فقہاء نے تو مصر کی مختلف تعریفیں کی ہیں مصر کی معتبر اور محقق تعریف تحریر فرمائیں مصر کی تعریف متقرر ہونے کے بعد یہ چیز بھی قابل دریافت ہے کہ مصر کے رہنے والے سب کے سب یا اکثر مسلمان ہوں یا مثلاً ایک شہر ایسا ہے کہ سب کے سب رہنے والے کفار ہیں مسلمانوں کے دس پندرہ گھر ہیں کیا یہ لوگ بھی وہاں جمعہ پڑھ سکتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۷۵۰ مولوی سراج الدین (ضلع ملتان) ۸ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ م ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء

---

(۱) وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض و منبر و خطيب كما في المضمرات (رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعيد) وعن أبي حنيفة أنه بلدة كبيرة فيها سكك و أسواق و لها رساتيق و فيها وال الخ (رد المحتار جمعة ۲ ۱۳۸ ط سعيد) والثاني السلطان أو مأموره بإقامتها الخ (التنوير و شرحه باب الجمعة ۲ ۱۳۹ ط سعيد) والسابع الإذن العام من الإمام الخ (الدر المختار باب الجمعة ۲ ۱۵۱ ط سعيد)

(جواب ۳۶۹) فی حد ذاتہ تحقق مصریت کے لئے تمام آبادی کا مسلمان ہونا یا اکثر کا مسلمان ہونا ضروری نہیں البتہ ظاہر روایت کی تعریف کی بنا پر وہاں حکومت اسلامیہ قائم ہونی شرط ہے شرطیت مصر میں فقہا نے بہت تنزل کر دیا ہے حتی کہ مالا یسع اکثر مساجدہ اھلہ المکلفین بھا تک اتر آئے اور اس تعریف پر خاص کافر حکومت کے شہر مثلاً لندن وغیرہ بھی مصر میں داخل ہو جاتے ہیں نیز بہت سے دیہات بھی مصر میں شامل ہو جاتے ہیں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ہندوستان میں جمعہ کی فرضیت

(سوال) ہند میں آج کل جمعہ پڑھنا فرض ہے یا نہیں؟ اگر فرض ہے تو پھر فقہاء کی دو شرائط یعنی امامت اور مصریت کا جواب کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۸۲۲ محمد نذر شاہ۔ ۶ محرم ۱۳۵۵ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۶ء۔ ضلع گجرات

(جواب ۳۷۰) ہندوستان میں جمعہ فرض ہے اور امام (یعنی سلطان) اور مصر کی وہ تعریف جو نفاذ حدود و احکام شرعیہ پر مشتمل ہے خود فقہائے حنفیہ کی تصریح سے متروک ہو چکی ہے۔ بلاد علیھا ولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمع والاعیاد فیھا (۲) (رد المحتار)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

شہر اور قصبہ میں جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) نماز جمعہ کا لزوم ہمارے ملک پاکستان میں کتنی بستی پر ہو سکتا ہے؟ احتیاط الظہر جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۷۱) جو بستی بڑی ہو اور اس میں کم از کم دو مسجدیں ہوں یا وہاں ضروری سامان مل جاتا ہو اس میں جمعہ پڑھنا چاہیے ظہر احتیاطی کوئی شرعی چیز نہیں ہے جمعہ پڑھیں یا ظہر پڑھیں۔ دونوں پڑھنا صحیح نہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

قریہ کبیرہ میں جمعہ کا حکم

(سوال) یہاں جمعہ کی نماز کی وجہ سے دو پارٹیاں قائم ہو چکی ہیں اور آپس میں جنگ و جدال رہتا ہے اور ایک ہی مسجد میں بیک وقت دو جماعتیں ہوتی ہیں ۔

---

(۱) المصر وهو مالا يسع اكبر مساجده اهله المكلفين بها و عليه فتوى اكثر الفقهاء الخ وظاهر المذهب انه كل موضع له امير وقاض يقدر على اقامة الحدود الخ (التنوير مع شرحه' باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ، ۱۳۸ ط سعيد)

(۲) (باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعيد)

(۳) وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق الخ (رد المحتار' جمعة ۲/ ۱۳۸ ط سعيد)

تارکین جمعہ کے استدلالات حسب ذیل ہیں۔ اول یہ کہ قریہ کبیرہ درحقیقت میں گاؤں ہے اور ان کے زیادہ تر استدلالات وہ ہیں جن کو العدل وغیرہ والے مولوی میرک شاہ کشمیری سے نقل کیا ہے اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ قریہ کبیرہ سے ہمیشہ قصبات ہی مراد ہوتے ہیں اور مصر سے ضلع مراد ہوتا ہے قریہ کبیرہ سے فقہاء کی مراد وہ قصبہ ہوتا ہے جس پر مصر کی تعریف صادق آتی ہو اور جو درحقیقت ایک چھوٹا سا شہر ہی ہوتا ہے دوسری دلیل ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر بڑے گاؤں میں جمعہ کی تمام شرائط بھی بالفرض موجود ہوں تو بھی جب تک وہ گاؤں ہے اس میں جمعہ نہیں ہو سکتا الخ وغیر ذلک طویل۔

فریق ثانی اپنے استدلال میں فتاویٰ کی عبارات پیش کرتے ہیں اور ان کا یہ بھی استدلال ہے کہ قریہ کبیرہ ظاہر ہے کہ مافوق قریۃ الصغیرۃ وما دون المصر ہو اور اگر مادون المصر نہ ہو تو وہ عین مصر ہے فہو امر اد ہذا القصبات وقریہ کبیرہ میں داخل کرنا اور مصر سے خارج کرنا صریح غلطی ہے اس سے کہ عرف عام میں سب ڈویژن کو قصبہ کہا جاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سب ڈویژن کو عرف عام میں شہر اور مصر کہا جاتا ہے ہذا تمام الاستدلال غرض یہ ہے کہ ہمیں تو عرف عام کو دیکھنا ہوگا اور ہمیں کن جہات سے تقریر کرتے ہو۔

علاوہ ازیں مجوزین کے مد نظر مصلحت بھی مستحسن ہے تاکہ جہاں تک ہو سکے آپس میں تشتت وافتراق تضلیل و تفسیق نہ ہو۔ والجماعۃ الثانیۃ فی وقت واحد وفی المسجد الواحد علی سبیل الدوام والاستمرار وغیر ذلک کثیرا من المفسدات اور عدل کا حق یہ کہ بڑی جماعت کو جو تمام ہندوستان میں پائی جاتی ہوتی ہے اس کو تارک صلوٰۃ کہ من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر (الحدیث) کا مستحق قرار دینا یہ سب ظاہر ہے کہ اشد ہیں الجمعۃ فی القریۃ الکبیرۃ سے الفتنۃ اشد من القتل.

المستفتی نمبر ۹۳۴ مولوی محمد اسماعیل (کٹک)

۲۷ صفر ۱۳۵۵ھ م ۱۹ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۲) قریہ کبیرہ جس پر مصر کی کوئی تعریف بھی صادق آجائے مثلاً مالا یسع اکبر مساجدہ اھلہ المکلفین بھا اس میں قیام جمعہ جائز ہے اور اگر کوئی تعریف بھی صادق نہ آئے جب بھی اس مسئلے میں حنفیہ کے لئے مصالح عامہ اسلامیہ کے لحاظ سے شوافع کے مسلک پر عمل کر لینا جائز ہے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) الترغیب والترهیب من الحدیث الشریف الترهیب من ترك الصلاة متعمدا و اخراجها عن وقتها تهاونا ۱/۳۸۲،۳۸۱ ط إحياء التراث العربي' بيروت' لبنان)

(۲) لمصر وهو ما لا يسع اكبر مساجده اهله المكلفين بها و عليه فتوى اكثر الفقهاء الخ (الدر المختار باب الجمعة ۲/۱۳۷ ط سعيد) وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق الخ (رد المحتار' باب الجمعة ۲/۱۳۸ ط سعيد)

جمعہ کے بارے میں چند سوالات کے جوابات

(سوال) (۱) مصر از روئے شریعت کسے کہتے ہیں جس میں جمعہ کا جواز اور صحت ہو اور دیہات میں جمعہ ہو سکتا ہے یا نہیں (۲) ان القریة الکبیرة فی حکم المصر قریہ کبیرہ کسے کہتے ہیں جو مصر کا حکم رکھتا ہو (۳) لا جمعة الا فی مصر جامع کا کیا مطلب ہے؟ اور ان القریة الکبیرة کے مقابلہ میں اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟ (۴) مالا یسع الناس اکبر مساجده کا کیا مطلب ہے؟ مساجد صیغہ منتہی الجموع کا ہے اگر ایک ہی مسجد ہو تو اس پر مصداق ہوگا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۳۹ سلیمان رحیمہ (پٹن پور) ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ م ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۳) حنفیہ کے مسلک کے بموجب دیہات میں اقامت جمعہ درست نہیں مصر ہونا جواز جمعہ کے لئے شرط ہے لیکن مصر کی تعریفیں مختلف اور متعدد منقول ہیں اس مسئلے میں زیادہ تحقیق کا موقع نہیں ہے اور اس زمانے کے مصالح عامہ مسلمہ اس امر کے مقتضی ہیں کہ اقامت جمعہ کو نہ روکا جائے تو بہتر ہے بالخصوص ایسی حالت میں کہ مدت دراز سے جمعہ قائم ہو اس کو روکنا بہت سے مفاسد عظیمہ کا موجب ہوتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

"لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع" کا مطلب

(سوال) لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع اس نفی سے کیا نفی وجوب مراد ہے یا نفی استحباب اگر نفی وجوب ہے تو کس قانون سے؟

المستفتی نمبر ۹۵۷ مولوی عبدالحکیم (ضلع پشاور) ۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۴ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۴) لا جمعة ولا تشریق الخ حنفیہ نے اس میں لا سے نفی صحت مراد لی ہے مگر محتمل ہے کہ نفی وجوب مراد ہو(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

شرائط جمعہ کیا ہیں؟

(سوال) شرائط نماز جمعہ کیا ہیں کیا ایسے گاؤں میں جہاں پچیس ساٹھ گھر مسلمان آباد ہوں اور مسجد قریب قریب بھر جاتی ہو نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۱۹ ایم محمد صاحب انصاری مقام باگھا ڈاک خانہ تھاوی ضلع سارن

---

(۱) وفیما ذکرنا اشارة الی انہ لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیہا قاض و منبر و خطیب الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۲/ ۱۳۸ ط سعید)

(۲) ویشترط لصحتہا سبعة اشیاء الاول المصر الخ (الدر المختار، باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعید)

(۳) لا تصح الجمعة الا فی مصر جامع لقولہ علیہ السلام لا جمعة ولا تشریق الخ (ہدایہ، باب صلاة الجمعة ۱/ ۱۶۸ ط مکتبہ شرکة علمیہ ملتان)

۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۵) جس مسجد میں قدیم ایام سے جمعہ ہوتا ہو اور وہاں ضرورت کی چیزیں مل جاتی ہوں وہاں جمعہ قائم رکھنا جائز ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) ہندوستان میں جمعہ فرض ہے
(۲) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) (۱) اس وقت جمعہ ہمارے لئے بحیثیت محکوم برٹش ہم پر فرض ہے یا نہیں؟ (۲) جمعہ کے بعد ظہر کی نماز کے فرض ادا کرنے چاہئیں یا نہیں اگر کرتے ہیں تو کیسے ادا کرنے چاہئیں اگر نہیں تو کیوں؟

المستفتی نمبر ۱۱۹۱ محمد دانیال صاحب (جہور) ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۶) (۱) جمعہ ہندوستان میں مسلمانوں پر فرض ہے اور اس کی ادائیگی شرعاً صحیح ہے۔(۲) (۲) جمعہ کی نماز ادا کرنے سے ظہر کی نماز ساقط ہو جاتی ہے اس لئے جمعہ کی نماز پڑھ کر ظہر پڑھنا درست نہیں کیونکہ ایک وقت میں دو فرض نہیں۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

۳۵۰ گھر والی بستی میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) ہمارے شہر میں مسجد جو کہ عالیشان تیار ہو گئی ہے ایسی مسجد اس علاقہ کے اندر کوئی نہیں ہے جس کے تین گنبد ہیں اور ابھی نماز ہوتی ہے اس جگہ جمعہ پڑھتے ہیں اور شہر نہیں ہے قریب ۳۵۰ گھر آباد ہوں گے یا کچھ کم زیادہ اور سوائے اس مسجد کے اور کوئی مسجد نہیں ہے شہر سے باہر دو گھر قریب تھوڑے گھر ہیں کہ جن میں ایک مسجد ہے اور کوئی مسجد نہیں ہے اور آگے اس جگہ جمعہ جاری نہیں تھا ابھی تھوڑے عرصہ سے جمعہ پڑھتے ہیں اور عالم بھی کوئی نہیں ہے علم فقہ علم حدیث کوئی نہیں جانتا صرف حافظ قرآن و ناظرہ قرآن ہیں مسائل سے ناواقف ہیں اور اس جگہ دس میل کے فاصلہ پر بڑا شہر ہے اس جگہ جمعہ جاری ہے اور اس جگہ بڑا امیر آدمی بھی کوئی نہیں جس کی بات کا لوگوں پر اثر ہو یا اس کے تابع ہوں اور قاضی بھی نہیں ہے بازار بھی نہیں ہے کہ ہر ایک چیز مل جائے سب مہربانی فرما کر فتویٰ دیویں کہ جمعہ جاری کر دیویں تو ہو گا یا نہ ہوگا؟

المستفتی نمبر ۱۲۲۰ پشتہ مہدی خاں صاحب (ضلع کامل پور) ۲۰ رجب ۱۳۵۵ھ ۷ اکتوبر ۱۹۳۶ء

---

(۱) ويقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق (رد المحتار، باب الجمعة ۲/۱۳۸ ط سعيد)

(۲) وبلاد عليها ولاة كفار يجوز للمسلمين إقامة الجمعة ويصير القاضي قاضيا بتراضي المسلمين ويجب عليهم أن يلتمسوا واليا مسلما (رد المحتار، باب الجمعة ۲/۱۴۴ ط سعيد)

(۳) وفي البحر: وقد أفتيت مرارا بعدم صلاة الأربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة (الدر المختار، باب الجمعة ۲/۱۳۷ ط سعيد)

(جواب ۳۷۷) تشریح سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھوٹا گاؤں ہے اس لئے سب لوگ اتفاق کرکے اس جگہ ظہر کی نماز باجماعت ادا کرلیا کریں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

سات ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) بھیرپور کی موجودہ حالت ایک شہر سے کم نہیں لوازمات ملاحظہ فرمائیں ریلوے اسٹیشن قیام ملازمین تحصیلدار قانون گو نائب اسسٹنٹ ڈاکٹر اپر مڈل مدارس تحصیل ہذا ڈسٹرکٹ بورڈ کے دو ہسپتال انسان اور حیوانات کا اور آبادی تقریباً چھ سات ہزار تک ہے اور تینوں بازاروں میں دکانات کا شمار ایک سو بیس ہے بازار میں آمد و رفت و بیع و شراء باسانی نہیں ہو سکتی منڈی کی دکانات اور آبادی اس سے علاوہ ہے چودہ پندرہ مساجد ہیں جمعہ تو ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں کہ بھیرپور ایک شہر ہے اور اس میں نماز جمعہ ادا کرنا فقہ حنفیہ کے لحاظ سے فرض ہے عرصہ پانچ سال سے مولانا مولوی نور نبی صاحب جو کہ مدرسہ امینیہ اور جناب کے فیض تدریس سے ۱۹۲۹ء میں تعلیم دورہ حاصل کرچکے ہیں فریضہ جمعہ ادا کرتے رہتے ہیں مگر اس جگہ کے علماء اور عوام میں اس کا خیال ہے کہ جمعہ ملک ہندوستان میں نصاریٰ کے تسلط کی وجہ سے فرض نہیں رہا لہذا ظہر پڑھنا چاہئے نہ جمعہ پڑھنا اور ان کا اس پر تنازعہ کرنا ایک نمایاں جھگڑے کی صورت اختیار کر گیا تھا کافی تنازعات کے بعد حضرت مولانا مولوی خیر محمد صاحب جالندھری سے بطور فیصلہ فتویٰ حاصل کیا گیا مولانا موصوف کے فتوے پر ان کے تنازعات بند ہوئے اور پر امن نماز جمعہ ہوتی رہی مگر شومی قسمت سے ہمارے مقامی زمیندار رئیس اعظم کی ایک مولوی صاحب کے ساتھ جمعہ کے متعلق گفتگو ہوئی جس کی وجہ سے انہوں نے یہ فرمایا کہ قصبہ ہذا میں جمعہ کے متعلق میں مولانا موصوف کے فتوے سے رجوع کرتا ہوا اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ بھیرپور میں تعریف مصر صادق نہیں آتی کیونکہ اکبر مساجد والی تعریف ضعیف اور مرجوح ہے اور تنفیذ احکام و اقامت حدود والی تعریف قوی اور مفتی بہ ہے اور لاہور وغیرہ کے متعلق ان کا یہ خیال ہے کہ وہاں مجسٹریٹ و جج وغیرہ ظالم و مظلوم کے تنازعات کا تصفیہ کرتے رہتے ہیں اور بھیرپور میں تحصیلدار بھی نہیں رہتا لہذا لاہور میں نماز جمعہ فرض ادا ہو سکتی ہے اور بھیرپور میں نہیں واہ رے ناکامی۔ واضح ہو کہ ان ارشادات عالیہ سے سوئے ہوئے فتنے پھر جاگ اٹھے اور عنقریب مناقشات کے پیدا ہونے والے ہیں عوام کی باہمی چہ میگوئیاں ان فسادات کا پیش خیمہ ہیں مگر ہمارے رئیس اعظم موصوف کا آپ پر اور مولانا خیر محمد صاحب جالندھری پر اعتماد و اعتقاد ہے کہ قصبہ ہذا کی حالت کو دونوں حضرات بچشم خود ملاحظہ فرما کر جو فتویٰ صادر فرمائیں بہ یقین تسلیم کروں گا لہذا التجا ہے کہ جناب اپنے قیمتی لمحات میں چند ہم امیدواروں کے لئے موقوف فرما کر شہر

---

(۱) وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات (رد المحتار، باب الجمعة ۲/۱۳۸ ط سعيد)

نمازی کا موقع نہیں اور تشریف آوری کی تاریخ معین فرما کر ممنون و مطمئن فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں اگر قبول اقتدا ہے تو تحریر فرمائیں۔ نیز مفصل حالات مسمی محمد شریف متعلم جماعت دورہ مسجد فتح پوری جو کہ قصبہ ہذا کا باشندہ ہے جناب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گذاری کا ان و بذریعہ مراسلہ مطلع کیا جاتا ہے۔ المستفتی نمبر ۲۹۳ عبداللطیف صاحب مدرس مڈل اسکول قصبہ جے پور ضلع منٹگمری

۲۶ شوال ۱۳۵۵ھ م ۱۰ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۷۸) قصبہ جے پور کی جس کی حیثیت آپ نے اس کاغذ کی پشت پر تحریر فرمائی اس لائق ہے کہ اس میں جمعہ کی نماز ادا کی جائے مالا یسع اکبر مساجدہ پر بہت سے مشائخ حنفیہ نے فتوی دیا ہے تنفیذ احکام و اقامت حدود والی تعریف آج کل کسی شہر پر صادق نہیں ہے اور قدرت علی التنفیذ کی تاویل بھی اقامت حدود میں صحیح نہیں کیونکہ حدود شرعیہ قانون مروجہ کے ماتحت ممتنع الاقامت ہیں کوئی حاکم حتی کہ وائسرائے بھی رجم پر قدرت نہیں رکھتا قطع ید پر قدرت نہیں رکھتا اس لئے اس کو جواز جمعہ کے مدار حکم ٹھہرانا کسی طرح درست نہیں بہر حال جے پور میں جس کی حیثیت ایک قصبہ اور شہر کی ہوگئی ہے اس میں بغیر تردد جمعہ جائز ہے پہلے اس کی حیثیت کم ہوگی کہ گزشتہ زمانے میں علماء نے وہاں جمعہ نہیں پڑھا مگر اب جمعہ ترک کرنا درست نہیں مولانا خیر محمد صاحب ایک اچھے معتبر عالم ہیں ان کو بلا کر اطمینان کرلیں خود میرا آنا سے معذرت ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ہندوستان میں جمعہ فرض ہے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) نماز جمعہ اس وقت فرض کر کے پڑھی جائے یا نہ کیونکہ پنجاب میں خصوصاً لاہور میں بعض لوگ نماز جمعہ فرض نیت کر کے پڑھتے ہیں اور بعض صرف دو رکعت نماز جمعہ پڑھتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہندوستان پنجاب دارالحرب ہے بعض کہتے ہیں کہ دارالامان ہے اب تحریر فرمائیں جمعیۃ علماء الہند اس مسئلے کو اگر جمعہ نہیں ہے یعنی فرض نہیں ہے تو پھر نماز ظہر پڑھی جائے یعنی چار فرض ظہر کے پڑھے جائیں اور اگر یہ قطعی دلیل سے فرض عین ہے تو نماز ظہر کس لئے پڑھی جائے؟
المستفتی نمبر ۱۹۹۰ عبدالحنان صاحب خطیب مسجد دربار حضرت داتا گنج بخش (لاہور)

۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۳ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۷۹) جمعہ فرض قطعی ہے اور ہندوستان اگرچہ دارالحرب ہو پھر بھی یہاں اقامت جمعہ فرض ہے کیونکہ اقامت جمعہ کی کوئی قانونی ممانعت نہیں ہے پس یہاں جمعہ ہی ادا کرنا چاہیے نہ کہ ظہر کتب

---

۱ المصر وھو ما لا یسع اکبر مساجدہ اھلہ المکلفین بھا وعلیہ فتوی اکثر الفقہاء الخ (الدر المختار باب الجمعۃ ۲/ ۱۳۷ ط سعید) ومنع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الخ (رد المحتار باب الجمعۃ ۲/ ۱۳۸ ط سعید)

فتاویٰ قنیہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ بلاد علیها ولاة كفار يجوز للمسلمين اقامة الجمع والاعياد فيها (۱) اور اس قسم کی تصریح فتح القدیر اور معراج الدرایہ وغیرہ سے منقول ہے رہا یہ کہ نیت میں دو رکعت نماز فرض جمعہ کہیں یا صرف دو رکعت نماز جمعہ تو اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ زبان سے لفظ فرض کہنا لازم نہیں نیت اور ارادے میں اس کو فرض سمجھ کر پڑھنا چاہیے اور ادائے جمعہ کے بعد جو لوگ چار رکعتیں بہ نیت ظہر احتیاطی پڑھتے ہیں یہ بھی کسی معتدبہ دلیل سے ثابت نہیں ہیں۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جس گاؤں میں پانچ سو گھر ہوں اور اشیاء ضرورت مل جائیں، جمعہ کا حکم

(سوال) ایک گاؤں میں تخمیناً پانچ سو گھر کی آبادی مسلمانوں کی ہے وہاں تمام نیک سیرت پابند شریعت ہیں آبادی مذکورہ میں تین مسجدیں بڑی بڑی ہیں اور سات مساجد آس پاس ہیں دکان بازار گلی کوچے خرید و فروخت کھانے پینے کی اشیاء ملتی ہیں جامع مسجد میں نماز جمعہ عرصہ سے جاری ہے اور نماز عیدین بھی عرصہ سے جاری ہے عید گاہ موجود ہے آبادی سے متصل ہے اور ایک امام جمعہ کے روز وعظ و نصیحت فرماتے ہیں رونق اسلام کی خوب ہے اب ایک عالم نے آکر نماز جمعہ بند کرا دیا ہے اور نماز عیدین بھی روک دی ہے وہ صاحب فرماتے ہیں کہ گاؤں مذکورہ میں نماز عیدین و جمعہ جائز نہیں اگر کوئی پڑھے گا تو گناہ اور عذاب ہوگا اس پر وعید ہے ایک صاحب فرماتے ہیں تارک پر وعید ہے ہم لوگ کون سا راستہ اختیار کریں المستفتی نمبر ۱۸۲۳ حافظ محمد دین صاحب (ضلع منٹگمری) ۲۳ رجب ۱۳۵۶ھ م ۲۹ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۰) اس مقام میں جس گاؤں کا سوال میں ذکر ہے کہ اس میں مجموعی تعداد مساجد کی دس ہے اور آبادی میں تمام اشیاء ضروریہ مل جاتی ہیں بازار، گلی کوچے ہیں اور عرصہ دراز سے وہاں نماز جمعہ و عیدین قائم ہے تو یہاں نماز جمعہ و عیدین جائز ہے۔ مالا یسع اکبر مساجده اهله اس تعریف پر بہت سے مشائخ نے فتویٰ دیا ہے اور امام ابو یوسفؒ کی روایت پر بالتحقیق عمل متروک ہے کیونکہ اجراء احکام اور تنفیذ حدود تو بہت سے مسلم ممالک میں بھی نہیں چہ جائیکہ ہندوستان میں نیز فقہاء کی اس تصریح نے کہ دارالحرب میں بھی جمعہ درست ہے۔ بلاد علیها ولاة كفار يجوز للمسلمين اقامة الجمع والاعياد فيها مصر کی تعریف میں اجرائے احکام و تنفیذ حدود کی شرط کو نظر انداز کر دیا اسی طرح باقی شرطیں بھی مالا یسع والی تعریف میں نظر انداز کر دی گئیں اور اس پر بہت سے مشائخ نے فتویٰ دے دیا ہے اور آج کل اقامت جمعہ بہت سے مصالح [illegible] کی وجہ سے اہم ہے اس لئے بھی وہ اس نظریہ سے بھی ۔

---

(۱) وبلاد عليها ولاة كفار يجوز للمسلمين اقامة الجمعة ويصير القاضي قاضيا بتراضي المسلمين الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۲/۱۴۴ ط سعيد)

(۲) وقد أفتى مرارا بعدم صلاة الأربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا الخ (الدر المختار، باب الجمعة ۲/۱۳۷ ط سعيد)

جمعہ قدیمہ کو بند کرنا باعث فتنہ ہے فتنہ شدیدہ کا موجب ہوتا ہے۔ اس لئے اسی روایت پر عمل کرنا لازم ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

۸۵۰ والی آبادی میں تھانہ بھی ہو تو جمعہ کا حکم

(سوال) گاؤں کاکوری آنا سے تخمیناً سو سال کا ہے تو جب سے یہ گاؤں قائم ہوا ہے اس وقت سے یہاں پر عیدین کی نماز ہوتی ہے اور قریب و جوار کے لوگ بھی آکر شریک نماز ہوتے ہیں اور یہاں کی آبادی قریباً آٹھ سو ساڑھے آٹھ سو ہے پولیس تھانہ ریلوے اسٹیشن ڈاکخانہ سب ہے سودے روز کی ضرورت کی ہر شے مل جاتی ہے بڑی بھاری بھی کبھی مل جاتی ہے اور جب گاؤں میں پیداوار ہوتی ہے تو ہمیشہ مل جاتی ہے مساجد تین ہیں اور یہاں کی بڑی مسجد میں اگر سب جمع ہوں تو سب نہیں سما سکتے مسجد کے تین حصے ہیں ان تینوں کا عرض و طول درج ذیل ہے حصہ اول کا طول بیس ہاتھ عرض چودہ ہاتھ حصہ ثانی کا طول ساڑھے چودہ ہاتھ عرض چھ ہاتھ حصہ ثالث کا طول ۲۶ ہاتھ عرض ۲۴ ہاتھ ہے حصہ ثالث صحن ہے باقی نماز جمعہ و عیدین ہوتی ہیں تو کیا ان سب باتوں کے باوجود یہاں پر نماز عیدین یا جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۰۵ الحاج ... قدوسی صاحب
مدرسہ اسلامیہ کاکوری ضلع لکھنؤ ۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۴ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۱) قدیم سے قائم شدہ نماز عیدین اور نماز جمعہ اس موقع میں ادا کرتے رہنا جائز ہے۔(۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

دو سو گھر والی آبادی میں چالیس سال سے عیدین ہوتی ہو تو جاری رکھیں یا نہیں؟

(سوال) تحصیل تلہ گنگ ضلع کیمل پور میں موضع ... واقع ہے جس میں تقریباً دو سو گھر کی آبادی ہے عرصہ دراز تقریباً چالیس سال سے تقریباً مدت ہوئی ہے کہ عیدین کی نماز وہاں پڑھائی جاتی ہے جس میں وہاں کے باشندے اور گردونواح کے لوگ کثرت سے جمع ہو جاتے ہیں جس میں اکثر اس طور پر مواعظ حسنہ سے بہت نہایت فائدہ ہوتا ہے اب گزشتہ سال سے ایک مولوی صاحب نے آکر فرمایا کہ یہاں عید مبارک نہیں ہو سکتی یہاں عید پڑھنا پڑھانا ناجائز ہے لوگ بہت پریشان اور حیران ہیں اتنا عرصہ ہو گیا

---

(۱) المصر وهو ما لا يسع أكبر مساجده أهله المكلفين بها وعليه فتوى أكثر الفقهاء الخ (الدر المختار، باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعيد) وفي التتمة: فلو الولاة كفارا يجوز للمسلمين إقامة الجمعة ويصير القاضي قاضيا بتراضي المسلمين" الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعيد)

(۲) ويستشهد له بما في المجتبى عن الحلواني أن كسالى العوام إذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يمنعون لأنهم إذا منعوا تركوها أصلا وأداؤها مع تجويز أهل الحديث لها أولى من تركها أصلا الخ (رد المحتار، باب العيدين ۲/ ۱۷۱ ط سعيد)

اور کسی مولوی نے ناجائز نہیں بتلایا ہے۔ عید نہ پڑھی جائے تو ان کی ورثہ میں شوق کرے جائیں گے اور بہت خطرہ ہے کہ بہت جاہل نہ ہو جائیں نہ کوئی ایسا معین وقت نظر آتا ہے کہ ان کو جمع کرکے وعظ حسنہ سنایا جائے مہربانی کرکے مطلع فرمایا جائے۔ کہ عند الشرع ایسی جگہ عیدین کی نماز کو ممنوع کردیا جائے یا کہ بطریق سابقہ نماز پڑھی جائے۔ المستفتی نمبر ۲۰۱ فیض بخش صاحب (کمل پور)

۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۴ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۲) چونکہ سالہا سال سے عید کی نماز اس موضع میں پڑھی جاتی ہے تو اب اس کو بند کرنا جائز نہیں کیونکہ اس میں دینی فتنہ ہے (۱) لہذا عیدین کی نماز وہاں حسب دستور قائم رکھنی چاہئیے اور جمعہ کی نماز بھی وہاں ہو سکتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

چھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں

(سوال) ایک موضع میں قریب ۳۰ آدمی مصلی ہیں اور ایک مسجد ہے ہفتہ میں دو بار بڑی بازار لگتی ہے سامان ضروری مثل کفن وغیرہ ملتا ہے لہذا مصلیان نماز جمعہ بھی اس موضع میں ادا کرتے ہیں اور بچوں کی تعلیم کے لئے ایک قاری صاحب بھی مقرر ہیں اب اس موضع میں شرعاً جمعہ جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۰۱۲ مرزا عبدالستار (بارہ بنکی)

(جواب ۳۸۳) اگر نماز جمعہ وہاں مدت سے قائم ہے تو اب اس کو بند کرنے میں مذہبی و دینی فتنہ ہے اس لئے اس کو موقوف کرنا درست نہیں (۲) اس مسئلے میں امام شافعی کے قول یا امام مالک کے قول کے موافق عمل کرلینا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

چھوٹی آبادی میں جمعہ درست نہیں

(سوال) دیہاتی آبادی کے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں جہاں مسلمان کم تعداد میں ایک یا دو چار گھر آباد ہیں وہاں عیدین یا جمعہ کی نماز جائز ہے یا نہیں اگر نہیں دیہاتوں میں کوئی گاؤں مرکزی حیثیت رکھتا ہو اور وہاں تعداد بھی زیادہ ہے ہمیشہ جمعہ و عیدین کی نماز بھی پڑھی جاتی ہے تو کیا چھوٹے چھوٹے گاؤں والوں کا وہیں شرکت کرنا اولیٰ نہیں ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۲۸ ایچ ایم رفیق صاحب (بہیا)

۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۴) ایسے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں کہ ان میں صرف ایک یا دو چار گھر مسلمانوں کے ہیں

---

(۱) ویستشهد له بما فی التجنیس عن الحلوانی ان کسالی العوام اذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا یمنعون لانهم اذا منعوا ترکوها اصلا و ادائها مع تجویز اهل الحدیث لها اولی من ترکها اصلا الخ (رد المحتار باب العیدین ۲ / ۱۷۱ ط سعید)

(۲) (ایضاً)

جمعہ کی نماز پڑھنا درست نہیں ہاں ان میں سے کوئی بڑا گاؤں جو مرکزی حیثیت رکھتا ہو اس میں آس پاس کے مسلمان مرکزی حیثیت سے جمع ہو سکیں اس کو جمعہ یا عیدین کی نماز کے لئے مقرر کر لینا بہتر ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

چھوٹی بستیوں میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) بستیوں میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو فقہاء کرام رحمہم اللہ کے مقرر کردہ شرائط کا کیا جواب ہے اور بعد ادائے جمعہ احتیاطی ادا کرنا کیسا ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۱۹۸ شیخ محمد عبدالمجید صاحب (مظفر گڑھ) ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۹ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۸۵) چھوٹی بستیوں میں نماز جمعہ حنفیہ کے نزدیک نہیں ہے(۲) لیکن انہوں نے جمعہ کی اہمیت کو قائم رکھتے ہوئے مصر کی تعریف میں یہاں تک تنزل کیا ہے کہ مالا یسع اکبر مساجدہ اھلہ المکلفین بھا - تک لکھ دیا ہے جو بقول ان کے اپنے اقرار (ھذا یصدق علی کثیر من القری) سے یہ تعریف بہت سے قریٰ پر صادق آتی ہے(۳) پس نماز جمعہ کی اہمیت اور مصالح مہمہ عالیہ اسلامیہ کا مقتضی یہ ہے کہ نماز جمعہ کو ترک نہ کیا جائے اگرچہ امام شافعی کے مسلک پر عمل کے ہی ضمن میں ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) شہر کی شرعی تعریف کیا ہے

(۲) چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) (۱) بلحاظ شرع شہر کسے کہتے ہیں (۲) جس موضع کی مسجد میں صرف بیس یا تیس تقریباً یا اس سے اوپر مجتمع ہوں یا یہ کہ دیہات میں جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں اگر دیہاتوں میں ایسی حالت پر نماز جمعہ پڑھیں تو حکم شرعی کیا ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۴۰۴ نبی یار خاں صاحب (فیض آباد)

۳ رجب ۱۳۵۷ھ ۳۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۸۶) (۱) جمعہ کے مسئلے میں شہر سے مراد ایسی بستی ہے جہاں ضرورت کی چیزیں مل جاتی ہوں تھانہ یا تحصیل اور ڈاکخانہ ہو کوئی عالم دینی مسائل ضروریہ بتانے والا اور کوئی معالج موجود ہو(۴)

---

(۱) وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض و منبر الخ (رد المحتار باب الجمعة ۲ / ۱۳۸)

(۲) (ایضاً)

(۳) (الدر المختار باب الجمعة ۲ / ۱۳۷ ط سعید)

(۴) عن ابی حنیفة انه بلدة کبیرة فیها سکک واسواق ولها رساتیق و فیها وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم الخ (رد المحتار باب الجمعة ۲ / ۱۳۷ ط سعید)

(۲) حنفی مذہب کے موافق ایک چھوٹی بستی میں جمعہ جائز نہیں (۱)، مگر آج کل حنفی اس مسئلے میں شافعی مذہب کے اوپر عمل کرتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ہندوستان میں جمعہ فرض ہے

(سوال) بعض حضرات کہتے ہیں کہ فی زمانہ ملک ہند میں اداء جمعہ فرض نہیں کیونکہ شرائط جو شریعت نے مقرر فرمائے ہیں مثلاً امیر اور قاضی جو اجراء الاحکام شرعی کا کر سکتے ہوں یہ مفقود ہیں لہذا نماز جمعہ بہ قید و بلا لحاظ فرض مطلق نماز کی نیت سے ادا کرنا چاہئے اور بعد کو نماز ظہر بنابر احتیاط پڑھنا ضروری ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ نماز جمعہ کو فرض کی نیت سے پڑھنا درست نہیں اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ جمعہ بہ نیت فرض پڑھنا ضروری ہے اور احتیاطی پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں اور شرط امیر و قاضی کے واسطے [illegible] نیت کر سکتے ہیں کیونکہ مسئلہ مذکور شدت سے زیر بحث ہے اور عوام کو یقین عمل میں نہایت خلجان اور اضطراب واقع ہے لہذا حسبۃً للہ جلد تر موافق اہل سنت والجماعت مدلل مفصل رد عمل کی ہدایت بطور فتویٰ فرمائیے تاکہ تسکین عوام اور اجر دارین کا باعث ہوگا۔

المستفتی نمبر ۲۲۱۳ قمر شاہ صاحب (جہلم) ۲۳ رجب ۱۳۵۵ھ م ۱۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۸۷) فقہائے حنفیہ نے تصریح کی ہے کہ جن بلاد میں کافروں کی حکومت ہو وہاں بھی مسلمان نماز جمعہ ادا کر سکتے ہیں بلاد علیہا ولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمع والاعیاد فیہا (۲) (ردالمحتار نقلاً بالمعنی) اس سے صاف ظاہر ہے کہ سلطان اسلام کی شرط کو نظر انداز کر دیا گیا اور جواز جمعہ کا حکم دے دیا گیا ہے [illegible] کا عمل ہے پس جمعہ کی نیت سے نماز پڑھنی چاہیے اور ظہر احتیاطی کی ضرورت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

دو سو آبادی والے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک موضع [illegible] ریاست اور جس کی آبادی قریب دو سو آدمیوں کی ہے ان میں سے دوسری قوموں کے صرف پچیس تیس آدمی ہیں بقیہ سب مسلمان ہیں پنجگانہ نمازی قریب پچاس آدمی ہیں اس گاؤں میں سنا گیا ہے کہ تیس پچیس سال قبل جمعہ ہوتا تھا یہاں کے باشندگان کو نماز جمعہ کی سخت تکلیف ہوتی ہے جس مقام پر قدیمی جمعہ ہوتا چلا آتا ہے وہ اس گاؤں سے تین چار کوس کے فاصلے پر ہے وہاں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے جانا اور واپس آنا اس میں بہت تکلیف ہوتی تھی تمام دن بیکار ہو جاتا تھا

---

(۱) وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض و منبر و خطیب الخ (رد المحتار باب الجمعۃ ۲/ ۱۳۸ ط سعید)

(۲) (رد المحتار، باب الجمعۃ ۲/ ۱۴۴ ط سعید)

اس گاؤں میں صرف ایک مسجد ہے جس میں جو مقررہ امام ہے سال بھر سے جمعہ پڑھانا شروع کر دیا ہے اس پر دس بارہ آدمی کسی جمعہ میں باہر سے بھی آجاتے ہیں جمعہ کی نماز میں بلاشبہ ہر جمعہ کو اندازاً چالیس پچاس آدمی ہو جاتے ہیں لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس گاؤں میں جمعہ قائم کرنا چاہئے یا نہیں اور آیا یہ ایک سال سے جو جمعہ ہو رہا ہے اس کو بند کر دیا جائے یا جاری رکھا جائے؟

المستفتی نمبر ۲۶۸۲ شمو محمد حسن خاں وغیرہ (ریاست الور) ۱۱ رجب ۱۳۶۰ھ م ۶ اگست ۱۹۴۱ء

(جواب ۳۸۸) جمعہ بند نہ کیا جائے جاری رکھا جائے اور سب لوگوں کو لازم ہے کہ اتفاق سے رہیں آپس میں اختلاف کرنا بہت برا ہے۔

قلت وهذا وان كان غير موافق لما عليه الحنفية ولكنه اشد موافقة لمصالح الاسلامية الاجتماعية خصوصا في هذا القطر وفي هذا الزمان فان اعداء الاسلام يظفرون بمقاصدهم المسمومة في قرى لا تقام فيها الجمعة و يخيبون في مواضع اقامة الجمعة والتوفيق من الله عزوجل و حفاظة الاسلام خير من الاصرار على تركها والمسئلة مجتهد فيها (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

۱۲۸۰ آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم

(سوال) ایک گاؤں جس کی کل آبادی [illegible] سو پختہ گھر اور بارہ سو اسی آدمیوں پر مشتمل ہے نیز چند دکانیں بھی موجود ہیں جن سے معمولی نمک مرچ وغیرہ کی ضرورتوں کا انصرام ہو جاتا ہے تو کیا اس گاؤں میں بموجب اصول مقررہ مذہب حنفی جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور کیا اتنی آبادی پر تعریف مصر حسب اصول فقہاء حنفیہ (کثرہم اللہ تعالیٰ) صادق آتی ہے یا نہیں اور اتنی آبادی میں اگر جمعہ کی نماز ادا کی جائے تو ظہر ساقط ہو جائے گی یا ذمہ باقی رہے گی مصر یا قریہ کبیرہ کی وہ تعریف مع مذہب حنفی کے اصول مقررہ کے موافق جمہور فقہاء حنفیہ کے نزدیک مسلم ہو تحریر فرمائی جائے صورت مسئولہ بالا میں مقلد امام اعظم کا مذہب درکار ہے امت کے کسی دوسرے محقق کی تحقیق کی بنا پر رخصت اور گنجائش مقصود نہیں علم فقہ کے مشہور و معتبر متن قدوری میں ہے۔ لا تصح الجمعة الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر ولا یجوز فی القری (۲) یعنی جمعہ کی نماز مصر جامع میں یا مصلی مصر میں درست ہے اور گاؤں میں درست نہیں ہوتی کیا مذہب حنفیہ کے اصول مقررہ کے موافق صحیح ہے اور ہم مقلدین مذہب حنفیہ کو اس پر عمل کرنا لازم ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۰۷ شبیر احمد صاحب۔ نوح (گوڑگانوں) ۲۰ صفر ۱۳۶۱ھ ۹ مارچ ۱۹۴۲ء

---

(۱) یہ بات [illegible] کی وجہ سے [illegible] حضرت کی ذاتی [illegible] ہوتا ہے فافہم۔

(۲) باب الجمعة ص ۳۱ ط نور محمد اصح المطابع کراچی

(جواب ۳۸۹) یہ صحیح ہے کہ حنفیہ کا مذہب یہی ہے کہ نماز جمعہ کے لئے مصر شرط ہے گاؤں میں نماز جمعہ نہیں ہوتی لیکن مصر کی تعریف میں جو تدریجی تنزل فقہاء و مشائخ حنفیہ کرتے رہے ہیں وہ بھی ہمارے سامنے ہے پہلے ظاہر روایت کی بناء پر مصر کی تعریف یہ تھی کہ مصر وہ مقام ہے کہ جہاں امیر اسلام ہو اور حدود شرعیہ کی تنفیذ اور احکام اسلام کا اجراء ہو ظاہر ہے کہ اگر اس تعریف کا اعتبار کیا جائے تو آج دہلی لاہور اور ہندوستان کے کسی بڑے سے بڑے شہر میں بھی جمعہ جائز نہیں کیونکہ اس تعریف کے موجب کوئی شہر مصر نہیں اس لئے فقہاء کرام نے امام ابو یوسفؒ کی دوسری تعریف مالا یسع اکبر مساجدہ اھلہ المکلفین بھا کو معتبر اور معمول اور مفتی بہ بنایا اور فقہاء کا خود اقرار ہے کہ یہ تعریف بہت سے قریٰ پر صادق آتی ہے وھذا یصدق علی کثیر من القری (۱) (ردالمحتار) پس اگر مسئول عنہ موضع پر یہ تعریف صادق آتی ہو کہ اس میں کم از کم دو مسجدیں ہوں اور ان میں سے بڑی مسجد میں موضع کے مکلفین بجمعہم نہ سما سکیں تو اس میں مذہب حنفی مفتی بہ کے موافق نماز جمعہ جائز ہے(۲) اور امام ابو حنیفہ کے قول اور ان سے جو تعریف مصر مروی ہے اس کے موافق تو دہلی و لاہور میں بھی جائز نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) متعدد مساجد میں جمعہ جائز ہے
(۲) جمعہ کے لئے کیا شرائط ہیں؟
(۳) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کا حکم

(سوال) (۱) ایک گاؤں میں دو سو پانچ (۲۰۵) گھر ہیں دو جمعہ یا اس سے زائد جمعہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) جمعہ با شرائط ہے یا بلاشرط پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(۳) جمعہ کی نماز کے بعد فرض احتیاطی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۸۷۲ راجہ فیروز خان (جہلم) یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۹۰) (۱) جس مقام میں جمعہ کی نماز پڑھنی جائز ہے وہاں دو جگہ بھی پڑھی جائے تو درست ہے (۳) لیکن اگر وہ بستی زیادہ بڑی نہ ہو اور ایک مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے میں دشواری نہ ہو تو ایک ہی جگہ ادا کرنا افضل ہے کیونکہ جمعہ کی مدار میں جہاں تک ممکن ہو تعدد نہ ہونا چاہئے اور ضرورت تعدد

---

(۱) (باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعید)
(۲) (المصر وهو مالا یسع اکبر مساجده اهله المکلفین بها وعلیه فتوی اکثر الفقهاء (الدر المختار باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعید)
(۳) (وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرة مطلقا علی المذهب وعلیه الفتوی (الدر المختار' الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعید)

کی ہو تو تعدد بلا کراہت جائز ہے اور بلا ضرورت تعدد ہو تو خلاف افضل ہے۔

(۲) جمعہ کی شرطیں ہیں جب وہ شرطیں پائی جائیں تو جمعہ کی نماز پڑھنا فرض ہے،(۱) اور اگر شرط نہ پائی جائے تو پھر جمعہ کی جگہ ظہر با جماعت پڑھی جائے یہ سوال مبہم ہے جس شرط میں کلام ہو اس کو صاف صاف تحریر کر کے اور اس کی صورت بیان کر کے دریافت کرنا چاہئے۔

(۳) اگرچہ جمعہ کی نماز کے بعد ظہر احتیاطی کی بعض فقہاء نے اجازت دی ہے مگر صحیح اور قوی قول یہ ہے کہ ظہر احتیاطی کوئی ثابت شدہ نماز نہیں ہے اس لئے اس کا ترک اس کے فعل سے اولیٰ ہے اور محققین کا اس پر تو اتفاق ہے کہ عام طور پر اس کا فتویٰ اور حکم نہ دینا چاہئے اور اگر کوئی اس کا قائل نہ ہو اور نہ پڑھے تو اس پر کوئی الزام اور اعتراض نہیں ہو سکتا۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

۲۵ گھر والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) اعظم پور میں قریب ۲۰-۲۵ گھر مسلم آباد ہیں قربانی ہر سال ہوتی ہے چھوٹی سی مسجد ہے پنج وقتہ نماز میں دو تین افراد اور نماز جمعہ میں دس بارہ افراد شرکت کرتے ہیں عیدین بھی وہیں ادا کرتے ہیں۔

المستفتی محمد ادریس اعظمی ۱۱ اپریل ۱۹۵۱ء

(جواب ۳۹۱) اعظم پور چھوٹا سا موضع ہے اس میں جمعہ کی نماز نہ پڑھنی چاہئے اور اگر کوئی دینی مصلحت ہو کہ وہاں جمعہ پڑھنا مناسب ہے تو پھر حنفیہ کے نزدیک تو جمعہ جائز نہیں دیگر ائمہ کے قول کے موافق پڑھ لیں تو گنجائش ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اقامت جمعہ کے متعلق ایک خط کا جواب

(سوال) متعلقہ اقامت جمعہ جواب مکتوب حضرت مولانا میرک شاہ صاحب کشمیری

(جواب ۳۹۲) مکرمی محترمی دام فضلہم۔ بعد سلام مسنون۔ فتویٰ مرسلہ پہنچا مولانا اس مسئلے میں میرے پیش نظر یہ بات ہے کہ ہمارے فقہاء حنفیہ نے اقامت جمعہ کو اس قدر اہم سمجھا ہے کہ ظاہر روایت کی تمام شرائط کا گلا گھونٹ کے ان کو کالعدم بنا دیا شرطیت مصر یقیناً متفق علیہ ہے یعنی متون اس پر متفق ہیں لیکن مصر کی تعریف ظاہر الروایۃ میں یہ تھی کہ وہاں امیر و قاضی ہو جو تنفیذ احکام و اقامت حدود کرتا ہو لیکن اسلامی زمانے میں ہی تنفیذ احکام و اقامت حدود میں سستی واقع ہوئی تو انہوں

---

(۱) ويشترط لصحتها سبعة أشياء: الأول: المصر الخ (الدر المختار، باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعيد)

(۲) قال في البحر: وقد أفتيت مرارا بعدم صلاة الاربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا الخ (الدر المختار باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعيد)

(۳) وفيما ذكرنا اشارة إلى انه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعيد)

نے یہ دیکھ کر کہ جمعہ بند ہو جانے کا فوراً بعض و يقيم من جديد يقدر على التنفيد والإقامة کردیا اور جب بلاد اسلامیہ پر کفار کی حکومت ہوگئی تو انہوں نے بلاد عليها ولاة كفار يجوز للمسلمين اقامة الجمع والاعياد فيها کہہ دیا یعنی ظاہر روایت کی تعریف کے موجب وہاں مصریت باطل ہو جانے کے بعد بھی جمعہ قائم رہا اسی طرح سلطان کی قید و شرط کا گلا گھونٹ دیا اور سب سے آخر میں مالا يسع اكبر مساجده اهله کہہ کر اور بلاد محکومہ کفار میں اجازت دیکر دونوں شرطوں کو عملاً باطل کردیا اس کے علاوہ شرطیت مصر وجوب جمعہ کے لئے تو صحیح لیکن جواز کے لئے بھی ہو یہ میں نہیں سمجھ سکا اور اس زمانے کی ضروریات اس کی مقتضی ہیں کہ اگر حنفی مذہب کی رو سے کسی طرح بھی اجازت نہ نکلے تو دوسرے ائمہ کے مذہب پر ہی عمل کر کے دیہات میں اقامت جمعہ سے نہ روکا جائے اور قائم شدہ جمعہ کو بند کرنا تو بہت خطرناک چیز ہے کم از کم میں اس کی جرأت نہیں کر سکتا اور ایک مجتہد فیہ مسئلے میں ترک ظہر کی بناء پر مسلمانوں کو فاسق یا گنہ گار بنانا ظلم عظیم ہے امید ہے کہ مزاج مقدس بخیر ہوگا

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ شنبہ ۲۹ فروری ۱۹۳۶ء

جمعہ میں کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا ضروری ہے

(سوال) متعلقہ تعداد مقتدیان نماز جمعہ

(جواب ۳۹۳) نماز جمعہ میں علاوہ امام کے اگر تین مقتدی ہوں تو نماز جمعہ جائز ہے جماعت کے لئے تین مقتدیوں کا ہونا کافی ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) شرائط جمعہ پائی جائیں تو جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں
(۲) مصر اور فنائے مصر کی تعریف متعین ہے یا نہیں ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) اگر شرائط وجوب یا ادائے جمعہ میں اشتباہ واقع ہو تو کیا صلوۃ جمعہ کو ترک کریں گے اگر ترک کریں گے تو ظہر پڑھیں گے یا نہیں (۲) ایک قصبہ کی آبادی دو ڈھائی سو تک ہے تو اس میں صلوۃ جمعہ جائز ہے یا نہیں ؟ اگر جائز ہے تو اگر اس میں تین مسجدیں یا زیادہ ہوں تو سب مسجدوں میں پڑھیں گے یا ایک میں ؟ (۳) وہ کون سا شہر ہوگا جو جامع الشرائط ہو اور اس کے گھروں کی تعداد بھی معلوم و مقدر شرعی ہو ؟ (۴) جس گاؤں میں بیس یا تیس گھر ہوں اس میں اقامت جمعہ ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ (۵)

---

(۱) (الدر المختار، باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعید)

(۲) (رد المحتار، باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعید)

(۳) والسادس الجماعة واقلها ثلاثة رجال ولو غير الثلاثة الذين حضروا الخطبة سوى الإمام بالنص لانه لا بد من الذاكر وهو الخطيب و ثلاثة سواه الخ (التنوير مع شرحه، باب الجمعة ۲/ ۱۵۱ ط سعید)

وہ کس قدر فاصلہ ہے جو فارق المصرین ہو؟

(جواب ۳۹٤) شرائط وجوب اور شرائط ادا کا پورا فیصلہ کرکے رائے قائم کرنی چاہیے اور پھر صرف جمعہ یا صرف ظہر پڑھنی چاہیے دونوں نمازیں پڑھنے کے کوئی معنی نہیں جس قصبہ میں تین مسجدیں ہوں اور بڑی مسجد میں وہاں کے مکلف بالجمعہ اشخاص نہ سما سکیں تو وہاں جمعہ پڑھا جائے(۱) نمبر ۳، ۴، ۵ کا جواب یہ ہے کہ نہ کوئی تعریف متفق علیہ ہے نہ کوئی تعداد گھروں کی معین ہے نہ کوئی فاصلہ معین ہے(۲)

محمد کفایت اللہ غفرلہٗ

جس گاؤں کو مرکزی حیثیت حاصل ہو وہاں جمعہ کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۵ مئی ۱۹۳۵ء)

(سوال) ایک قریہ میں ایک جامع مسجد زیر تعمیر ہے مسلم آبادی کا مرکز ہے یکصد سے زائد مکانات کا بازار ہے مدرسہ اسلامیہ نقشبندیہ خانقاہ وغیرہ واقع ہونے کی وجہ سے صدہا نمازی موجود رہتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے شرعی حکم کیا ہے جو عدم جواز کے شبہ پر بہت سے جمعہ کے دن تارک جماعت رہتے ہیں؟

(جواب ۳۹۵) ایسے مقام میں جس کا ذکر سوال میں کیا گیا ہے نماز جمعہ جائز ہے(۳) جو لوگ کہ وہاں جمعہ ہونا ناجائز سمجھ کر نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے ان کے ساتھ کوئی سختی نہیں ہونی چاہیے کہ ان کا خیال بھی مذہبی وجوہ پر مبنی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

(۱) ایک موضع میں اقامت جمعہ کی تحقیق
(۲) مسلم بادشاہ نہ ہو مسلمان اپنا امیر بنالیں
(۳) ہندوستان میں جواز جمعہ کے لئے "وقایہ" سے استدلال
(۴) "عمدۃ الرعایۃ" کی طرف منسوب عبارت کا مطلب

(سوال) (۱) زید ایک ایسے موضع میں جمعہ پڑھتا ہے جس میں نو مسجدیں ہیں اور تعداد کثیر مسلم مکانات بالغان پر مشتمل ہے جو بوجہ انہ لا یسع اکبر مساجدہ کا مصداق ہے زید پکا حنفی اور اسلامی درس گاہ سے سند یافتہ اور گاؤں میں مقتدیٰ ہے کیا زید کو حق ہے کہ جمعہ قائم کرے (۲) جو ریاست نہ

---

(۱) (المصر وهو ما لا يسع أكبر مساجده أهله المكلفين بها وعليه فتوى أكثر الفقهاء الخ (الدر المختار، الجمعة ۲/۱۳۷ ط سعید)

(۲) (وعلم أن بعض المحققين أهل الترجيح أطلق الفناء عن تقديره بمسافة، وكذا التعريف أحسن من التحديد لأنه لا يوجد ذلك في كل مصر وإنما هو بحسب كبر المصر وصغره الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۲/۱۳۹ ط سعید)

(۳) (وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق (الدر المختار، باب الجمعة ۲/۱۳۸ ط سعید) وعن أبي حنيفة أنه بلدة كبيرة فيها سكك وأسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدر على إنصاف المظلوم من الظالم الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۲/۱۳۷ ط سعید)

ہونے بادشاہ اسلام کے جو ایک شخص پر اتفاق کیا جاتا ہے اس میں شہر کے کل افراد کی رائے دہی ضروری ہے یا بعض کی؟ یا اکثر کی؟ (۳) بوجہ نہ ہونے بادشاہ اسلام کے اور تعریف اول مصر کہ کل موضع له امیر وقاض ينفذ الاحكام و يقيم الحدود زید پر مبتدع ہونے کا فتویٰ دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ بصورت اول ہندوستان کے اہل سنت والجماعت اسی روایت وقایہ کو معتبر دیگر ہر مصر میں نماز جمعہ کیوں پڑھا کرتے ہیں؟ (۴) نیز صاحب عمدۃ الرعایۃ نے بلاد تحت الذی الکفرہ میں شرط سلطان و ضروری جاننے والے کو فضل وافضل سے منصوب کیا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ حالانکہ سب کتب فقہ حنفیہ میں سلطان کا شرط بلا کسی قید کے موجود ہے۔؟

(جواب ۳۹۶) (۱) ایسے موضع میں اقامت جمعہ جائز ہے اس موضع میں اقامت جمعہ کرنے والا قابل اعتراض اور مستحق مذمت نہیں (۲) موجودہ زمانے میں شرط سلطان کی جگہ مسلمانوں کا اتفاق کر لینا کافی سمجھا گیا ہے اور اتفاق کے لئے مسجد کے نمازیوں کا اپنے امام پر اتفاق کافی ہے کیونکہ بڑے شہروں میں متعدد جگہ مساجد میں جمعہ قائم ہوتا ہے اور تمام شہر یا اکثر شہر کے مسلمانوں کا اتفاق تمام ائمہ مساجد کے لئے نہ آسان ہے نہ اس کی کوئی ضرورت ہے(۱) (۳) وقایہ کی روایت اکثر علماء کے نزدیک معمول اور مفتی بہا ہے اور اس پر شبہ کرنے کی کوئی مضبوط اور مستحکم وجہ نہیں ہے(۲) (۴) یہ تحقیق مولانا بحر العلوم کی طرف منسوب کرنی چاہئے کہ انہوں نے رسائل الارکان میں تحریر فرمائی ہے مولانا عبدالحئی صاحب نے عمدۃ الرعایۃ میں رسائل الارکان سے ہی نقل کی ہے اور ان کی یہ ذاتی رائے ہے جو اکثر علمائے حنفیہ اور فقہاء کے خلاف ہے شرطیت سلطان کے لئے مولانا عبدالحئی نے جو آثار اس حاشیے میں نقل فرمائی ہے وہ کافی ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

موضع پیر جی میں جمعہ کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) ہمارا گاؤں موضع پیر غنی ایک مسلمان رئیس اعظم کی واحد ملکیت ہے جس کی تمام آبادی ایک سو ستر گھروں پر مشتمل ہے اور تمام آبادی سوائے چند ہندو دکانداروں کے اہل اسلام کی ہے اور تین بستیاں اہل اسلام کے اس کے جوار میں ایک میل کے حدود کے اندر آباد ہیں خاص پیر غنی میں دو پختہ مسجدیں ہیں اور تمام آبادی حنفی المذہب مسلمانوں کی ہے اس گاؤں میں ہندو اور مسلمانوں کی سات دکانیں ہیں

---

(۱) المصر وهو ما لا يسع أكبر مساجده أهله المكلفين بها و عليه فتوى أكثر الفقهاء الخ (الدر المختار ۲/۱۳۷ ط سعيد)

(۲) فلو الولاة كفاراً يجوز للمسلمين اقامة الجمعة ويصير القاضي قاضياً بتراضي المسلمين و يجب عليهم ان يلتمسوا والياً مسلماً الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۲/۱۴۴ ط سعيد)

(۳) (ایضاً)

جن میں کافی خرید و فروخت ہوتی ہے اور گاؤں کی ضرورت کی تقریباً تمام اشیاء ان میں میسر آتی ہیں ان حالات میں ہم کو جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۹۷) اس بستی میں جمعہ پڑھنا جائز ہے حنفیہ کے مذہب میں بھی اس کی گنجائش ہے کیونکہ حد مصر میں مالا یسع اکبر مساجدہ پر بہت سے فقہائے حنفیہ نے فتویٰ دیا ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

ہندوستان کی بستیوں میں جمعہ کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) حیدر آباد دکن، بھوپال، رامپور اور دیگر مسلمان ریاستیں جو ہندوستان میں ہیں انہیں کے جیسے اختیارات مثلاً جیل پھانسی جرمانہ وغیرہ ہندو ریاستوں کو بھی ہیں اور بڑی سے بڑی بڑودہ کشمیر گوالیار اندور اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں جو مشرقی حصہ میں ہیں مثلاً دھار جس کی کل آبادی ۱۵۰۰۰ ہے اور [illegible] [illegible] جس کی کل آبادی ۵۰۰ ہے جیسے [illegible] اور جیل وغیرہ بھی ایسے اختیارات رکھتے ہیں اب ان شہروں میں جو مسلمان آباد ہیں ان کے لئے نماز جمعہ ظہر سے راجح ہے یا نہیں ان پہاڑی ریاستوں کی راجدھانی شہر یا قصبہ یا گاؤں کس چیز میں شمار ہیں۔

(جواب ۳۹۸) ہندوستان تمام کا تمام غیر مسلم یعنی انگریزوں کے زیر حکم ہے اس لئے ہندو ریاستیں بھی اسی حکم میں ہیں جس ریاست میں مسلمانوں کو نماز جمعہ ادا کرنے سے ممانعت نہ کی جائے وہاں جمعہ پڑھنا جائز ہے رہی یہ بات کہ کس مقام کو شہر کہا جائے تو یہ تو مصر کی مختلف تعریفوں کے لحاظ سے قدرے مختلف ہو سکتا ہے تاہم جس جگہ کم از کم دو مسجدیں ہوں اور ان میں سے بڑی مسجد میں وہاں کے مسلمان مکلف بجمعہ نہ سما سکیں وہ شہر کا حکم رکھتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

۲۰۰۰ سے زائد آبادی والے گاؤں میں جمعہ

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) ہمارے ضلع میں چار مواضعات بڑے بڑے ہیں آبادی ان مواضعات کی کل دو ہزار سے زائد ہے اور مسلمانوں کی تعداد ہزار سے زائد ہے اور چار چار پانچ پانچ مسجدیں ہیں اور نماز جمعہ بھی ہوا کرتی ہے

---

(۱) والمصر وهو ما لا يسع أكبر مساجده أهله المكلفين بها وعليه فتوى أكثر الفقهاء (الدر المختار ۲ / ۱۳۷ ط سعيد) وتقع فرضاً في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق (رد المحتار، باب الجمعة ۲ / ۱۳۸ ط سعيد)

(۲) فلو الولاة كفاراً يجوز للمسلمين إقامة الجمعة ويصير القاضي قاضياً بتراضي المسلمين ويجب عليهم أن يلتمسوا والياً مسلماً الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۲ / ۱۴۴ ط سعيد) والمصر وهو ما لا يسع أكبر مساجده أهله المكلفين بها وعليه فتوى أكثر الفقهاء (الدر المختار، باب الجمعة ۲ / ۱۳۷ ط سعيد)

جاری ہے اب چند روز سے چند لوگ کہتے ہیں کہ یہاں جمعہ جائز نہیں ہے۔ ؟

(جواب ۳۹۹) سوال میں ذکر کردہ قائم شدہ جمعہ کو بند کرنا مصالح مہمہ اسلامیہ کے خلاف ہے اور جب کہ مواضعات کی آبادی بھی زیادہ ہے اور مساجد بھی متعدد ہیں اور مکلف باجمعہ بڑی مسجد میں نہیں سما سکتے تو حنفی مذہب کے موجب بھی ان مواضعات میں جمعہ جائز ہے۔ ایسی حالت میں منع کرنے والے غلطی کرتے ہیں اور پڑھنے والوں کو بھی مانعین پر تشدد نہ کرنا چاہئے جو نہیں پڑھتے ان سے تعرض نہ کریں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مصر کی تعریف میں "مالا یسع اکبر مساجدہ" کی شرط

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) مصر کی مختلف تعریفوں میں سے ایک یہ بھی تعریف ہے کہ جس جگہ کم از کم دو مسجدیں ہوں اور ان میں سے بڑی مسجد میں وہاں کے مسلمان مکلف نہ سما سکیں تو وہ شہر ہے۔

(جواب ۴۰۰) ہاں یہ تعریف یعنی مالا یسع اکبر مساجده اهله المکلفین بها بہت سے فقہائے عظام کے نزدیک معتبر اور مفتی بہ ہے اس لئے اس کے موافق عمل کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل سوم ۔ خطبہ واذان خطبہ

غیر عربی میں خطبہ خلاف سنت ہے

(سوال) خطبہ جمعہ و عیدین میں اردو فارسی یعنی غیر عربی تفہیمانہ طور وعظ کے پڑھنا درست ہے یا نہیں اور اگر درست ہے تو فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب اور خالص عربی میں پڑھنا باوجودیکہ لوگ سمجھتے بھی نہ ہوں بہتر ہے یا مخلوط عربی اور غیر عربی اور جو صاحب کہ لوگ خالص عربی پڑھنے پر اعتراض کریں اور خالص عربی پڑھنے والوں کو غیر مقلدی کا الزام لگائیں اور اس کو غیر عربی پڑھنے پر مجبور کرتے ہوں اور ناجائز ہے تو کیا حرام یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی؟ مع حوالہ کتب فقہ تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

---

(۱) وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق (رد المحتار، باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعيد، ويستشهد له بما في التجنيس عن الحلواني ان كسالى العوام اذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يمنعون لانهم اذا منعوا تركوها اصلا واداؤها مع تجويز اهل الحديث لها اولى من تركها اصلا (مع رد المحتار، باب التعديل ۲ ۱۷۱ ط سعيد) (۲) (الدر المختار، باب الجمعه ۲ ۱۳۷ ط سعيد)

(جواب ۴۰۱) سامعین خواہ وہ کسی زبان عربی داں ہوں یا نہ ہوں اردو فارسی یا کسی زبان کی نظم میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے حضرت رسول مقبول ﷺ خلفائے راشدین سے و نیز آپ کے صحابہ سے غیر عربی میں خطبہ پڑھنا منقول نہیں حالانکہ اہل عجم جو خطبہ کی عربی زبان سمجھنے سے قاصر تھے زمانہ صحابہ میں بکثرت داخل دار الاسلام ہوئے تھے لیکن کسی صحابی سے منقول نہیں کہ انہوں نے عربی کے سوا کسی اور زبان میں خطبہ پڑھا ہو خطیب پر یہ لازم نہیں کہ سامعین کو سمجھانے کے لئے غیر عربی میں خطبہ پڑھے یہ تو خود سامعین کی کمزوری ہے کہ عربی زبان سے ناواقف ہیں۔

في مجموعة الفتاوى لمولانا اللكنوي نقلا عن آكام النفائس في اداء الاذكار بلسان الفارس الكراهة انما هي لمخالفة السنة لان النبي ﷺ واصحابه قد خطبوا دائما بالعربية ولم ينقل عن احد منهم انهم خطبوا خطبة ولو خطبة غير الجمعة بغير العربية انتهى وفيه الخطبة بالفارسية التي احدثوها واعتمدوها حسنا ليس الباعث اليها الا عدم فهم العجم اللغة العربية وهذا الباعث قد كان موجودا في عصر خير البرية وان كان فيه انتفاء فلا انتفاء في عصر الصحابة والتابعين ومن تبعهم من الأئمة المجتهدين حيث فتحت الامصار الشاسعة والديار الواسعة واسلم اكثر الحبش والروم والعجم وغيرهم من الاعاجم وحضروا مجالس الجمع والاعياد وغيرها من شعائر الاسلام وقد كان اكثرهم لايعرفون اللغة العربية ومع ذلك لم يخطب احد منهم بغير العربية ولما ثبت وجود الباعث حتى تلك الازمنة وفقد المانع والتكاسل ونحوه معلوم بالقواعد المبرهنة لم يبق الا الكراهة التي هي ادنى درجات الضلالة انتهى

خطبہ میں حاکم وقت کا نام لیکر دعا کرنا

(سوال) کیا زید کا یہ کہنا صحیح ہے کہ اگر خطبہ جمعہ میں خلیفہ وقت یعنی سلطان معظم روم کا نام بصراحت نہ پڑھا جائے تو وہ خطبہ ناقص ہوتا ہے اور اس نقص خطبہ کی وجہ سے نماز جمعہ فاسد ہوتی ہے

(جواب ۴۰۲) زید کا یہ قول کہ خطبہ جمعہ میں خلیفہ وقت کا بصراحت نام نہ لینے سے خطبہ ناقص اور نماز فاسد ہو جاتی ہے صحیح نہیں ہے خلیفہ وقت کا خطبہ جمعہ میں نام لینا خطبہ کی شرط یا رکن میں سے نہیں ہے جس کے ترک سے خطبہ ناقص یا کالعدم ہو جائے ہاں عرصہ دراز سے خطبائے مسلمین کا تعامل اس طرح جاری ہے کہ خلیفہ وقت کا نام لیکر اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور نام لینا اور دعا کرنا جائز تھا پھر تعامل سے اس جواز کو اور زیادہ تقویت ہو گئی اس لئے خطیب کو خلیفہ کا نام مع الالقاب لینا اور اس کے لئے دعا کرنا مناسب ہے اور جب ترک کرنے میں کسی فتنہ کا اندیشہ ہو تو ذکر کرنا ضروری ہو جاتا ہے شامی میں ہے وایضا فان الدعاء للسلطان على المنابر قد صار الآن من شعار السلطنة فمن تركه يخشى عليه ولذا قال بعض العلماء لو قيل ان الدعاء له واجب لما في تركه من الفتنة غالبا لم يبعد

---

(۱) مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى كتاب الصلاة ۱/ ۱۵۱ ط امجد اكيدمي لاهور

انتہی (۱) (رد المحتار شامی جلد ۱ مطبوعہ مصر) واللہ اعلم۔

کتبہ محمد کفایت اللہ غفر لہ' مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

ہاتھ میں عصا لیکر خطبہ پڑھنا

(سوال) ہمارے شہر جام نگر اور تمام علاقہ کاٹھیاواڑ میں جمعہ کا خطبہ پڑھتے ہوئے ایک عصا نہایت مزین سے مزین ہاتھ میں ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے اور بغیر عصا خطبہ پڑھنے کو خلاف سنت بتایا جاتا ہے اور تارک کو ملامت اور طعن کیا جاتا ہے اور ثابت یہ کیا جاتا ہے کہ شامی میں اور حدیث ابو داؤد میں لیا کرنا سنت لکھا ہے عمرو جو تارک ہے کہتا ہے کہ حضور ﷺ نے اس وقت تک عصا لے کر خطبہ پڑھا ہے جب تک منبر نہیں بنا تھا بعد میں ایسا کرنا منقول نہیں اور عالمگیری میں خلاصہ اور محیط کے حوالہ سے قوس پر یا عصا پر سہارا لگا کر خطبہ پڑھنا مکروہ لکھا ہے کیا یہ سنت ضروری ہے کہ عصا لے براہ مہربانی ساتھ دلیل کے ہم کو اس کا فیصلہ دیں کہ مفتی بہ حنفیہ کے نزدیک کیا قول ہے اور حدیث ابو داؤد اور شامی میں سنت ہونے کا جواب کیا ہے؟ بینوا توجروا

(جواب ۴۰۳) عصا ہاتھ میں لے کر خطبہ پڑھنا ثابت تو ہے لیکن بغیر عصا کے خطبہ پڑھنا اس سے زیادہ ثابت ہے پس حکم یہ ہے کہ عصا ہاتھ میں لینا بھی جائز ہے اور نہ لینا بہتر ہے اور حنفیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے پس اس کو ضروری سمجھنا اور نہ لینے والے کو طعن و تشنیع کرنا درست نہیں اسی طرح لینے والے کو بھی ملامت کرنا درست نہیں (۲) فقط

اردو زبان میں خطبہ خلاف سنت متوارثہ ہے

(سوال) مسلمانان ہند کی مادری زبان عموماً اردو ہے اور وہ زبان عربی سے بالکل ناواقف ہیں نیز اکثر مسلمان احکام ضروریہ سے بھی بے بہرہ ہیں خطبہ عربی میں پڑھا جاتا ہے تو وہ اس سے کچھ بھی مستفید نہیں ہو سکتے اس لئے ان کی خواہش ہے کہ عربی خطبہ پڑھنے کے بعد اس کا ترجمہ اردو زبان میں پڑھا جائے یہ جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی سید ابوالحسن قادری مددگار صدارت العالیہ سرکار عالی

(جواب ۴۰۴) خطبہ کا مسنون و متوارث طریقہ یہی ہے کہ خالص عربی نثر میں ہو قرون اولیٰ میں جب عجم فتح ہوئے اور ان میں تبلیغ و تفہیم کی ضرورت آج سے بہت زیادہ تھی اور صحابہ کرام میں عجمی زبان جاننے والے بھی موجود تھے مگر اس کے باوجود کہیں ثابت نہیں کہ عجمی زبان میں خطبہ پڑھا گیا ہو تفہیم کی ضرورت سے انکار نہیں لیکن طریقہ متوارثہ کی حفاظت بھی ضروری ہے اس کی اچھی صورت یہ ہے کہ خطیب عربی

---

(۱) (باب الجمعة ۲ / ۱۴۹ ط سعید)

(۲) ویکره أن یتکئ علی قوس أو عصا كذا في الخلاصة وفي المحيط ... في رواية أبي داؤد انه ﷺ قام أي في الخطبة متوكئا على عصا أو قوس ونقل القهستاني عن عبدالمحيط ان اخذ العصا سنة كالقيام (باب الجمعة ۲ / ۱۶۳ ط سعید)

زبان میں خطبہ شروع کرنے سے پہلے تقریر کے ذریعے سے ضروریات دینیہ بیان کردے پھر خطبہ کی اذان ہو اور دونوں خطبے عربی زبان میں پڑھے اور خطبوں میں اختصار کو مد نظر رکھے مثلاً مادری زبان میں ۳۰ منٹ تقریر کرے اور دونوں عربی خطبے تین منٹ میں ختم کردے اسی طرح تبلیغ، تفہیم کی ضرورت بھی پوری ہو جائے گی اور خطبہ کی ہیئت مسنونہ تو وہ بھی محفوظ رہے گی۔

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ۔ ۳ جمادی الاخری ۱۳۵۰ھ

اذان ثانی خطیب کے سامنے ہونی چاہیے

(سوال) جو اذان بروز جمعہ وقت خطبہ خطیب کے سامنے پڑھی جاتی ہے وہ مسجد کے اندر خطیب کے سامنے ہو یا باہر صحن میں؟

(جواب ۴۰۵) خطبہ کی اذان خطیب کے سامنے ہونا چاہیے خواہ مسجد کے اندر ہو یا باہر۔ حدیث میں دونوں طرح وارد ہوا ہے شامی جلد اول میں ہے۔ وقال ابن سعد بالسند الی ام زید بن ثابت کان بیتی اطول بیت حول المسجد فکان بلال یؤذن فوقہ من اول ما اذن الی ان بنی رسول اللہ ﷺ مسجدہ فکان یؤذن بعد علی ظہر المسجد وقد رفع لہ شیء فوق ظہرہ (۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کے اندر اذان دینا جائز ہے اور خود آنحضرت ﷺ کی مسجد میں حضرت بلالؓ چھت پر اذان کہتے تھے۔ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ سنہری مسجد دہلی

ڈھائی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) ایک بستی کی آبادی ڈھائی ہزار ہے تین مسجدیں ہیں آبادی کل مسلمانوں کی ہے ضروریات بھی مہیا ہوتی ہیں جمعہ عرصہ دراز سے تینوں مسجدوں میں جمعہ ہو رہا ہے ایک بزرگ صاحب آج کل آئے ہوئے ہیں وہ جمعہ نہیں پڑھتے ہیں۔ المستفتی نمبر ۹۹ فدا حسین موضع شونڈت ڈاکخانہ کھتور ضلع میرٹھ

۱۸ رجب ۱۳۵۲ھ ۸ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۰۶) جمعہ کی نماز اس بستی میں پڑھی جائے مگر تینوں مسجدوں میں سے ایک مسجد میں جو بڑی ہو پڑھنی چاہئے اگر تینوں مسجدیں برابر ہوں تو جو مسجد سب سے قدیم ہو اس میں پڑھیں (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) فاذا كانت في غير الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة عن النبي والصحابة فيكون مكروها تحريما الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعيد)

(۲) باب الأذان مطلب في أول من بنى المنائر للأذان ۱/ ۳۸۷ ط سعيد، قال في التنوير وشرحه ويؤذن ثانيا بين يديه الخ وفي الشامية اى على سبيل السنة كما يظهر من كلامهم باب الجمعة ۲/ ۱۶۱ ط سعيد)

(۳) ويقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق (رد المحتار، باب الجمعة ۲/ ۱۳۸ ط سعيد

جمعہ و عیدین کا خطبہ فارسی میں پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) جمعہ کا خطبہ اردو فارسی نظم میں پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۷ الحاج محمد بشیر خیاط قصبہ دار نگر ضلع بجنور۔ ۲۸ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۸ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۰۷) جمعہ اور عیدین کے خطبوں میں نظم اردو فارسی پڑھنی مکروہ ہے کیونکہ قرون اولیٰ میں باوجود ضرورت شدیدہ کے عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ پڑھے جانے کا ثبوت نہیں ہے اور نثر کے سوا نظم موجود نہیں پس طریقہ مسنونہ متوارثہ یہی ہے کہ خطبہ خالص عربی نثر میں پڑھا جائے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) مسجد میں آتے ہی سنت پڑھی جائیں
(۲) اذان ثانی کا جواب زبان سے نہ دیا جائے
(۳) خطبہ کا کچھ حصہ عربی اور کچھ اردو میں پڑھنا
(۴) دوران خطبہ منبر سے ایک زینہ اتر کر پھر چڑھنا بدعت ہے

(سوال) یہاں کی جامع مسجد میں اکثر صاحب اس طور پر نماز جمعہ ادا فرماتے ہیں کہ جمعہ مسجد میں آ کر بیٹھ جاتے ہیں جب ایک بجتا ہے تو قامت خطبہ سے پہلے ایک تکبیر کہی جاتی ہے جب تکبیر پکاری جاتی ہے تو اس وقت سنت کے لئے اٹھتے ہیں اور سنت ادا کر بیٹھنے کے بعد خطبہ ہوتا ہے تکبیر و خطبہ کے ساتھ مصلی و امام تکبیر کے الفاظ و مثل اذان کی تکبیر کے دہرا کر دعا مانگتے ہیں بعدہ خطبہ شروع ہوتا ہے جب امام خطبہ اولیٰ عربی کے اندر پڑھ چکتے ہیں تو اس کا ترجمہ اردو اشعار میں کر کے خطبہ اولیٰ ختم کرتے ہیں جس سے خطبہ طویل ہو جاتا ہے بعد اس کے خطبہ ثانیہ میں جب الفاظ دعائیہ حق سلطان المسلمین کے مقام پر آتے ہیں تو منبر سے ایک زینہ نیچے بیٹھ جاتے ہیں اور الفاظ دعائیہ ختم ہونے پر پھر سابق مقام پر اوپر چڑھ جاتے ہیں ایسی صورت میں آپ سے امیدوار ہیں کہ ان صورتوں پر جواب فتویٰ ہو کہ ان صورتوں میں ازروئے عقائد حنفیہ کے کون سا طریقہ ٹھیک ہے مفصل مع دلائل جواب سے مشرف فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۱) سنت قبل جمعہ تکبیر کے بعد ادا کرنا (یعنی تکبیر صلوۃ پر سنت پڑھنا) کیسا ہے؟

(۲) صلوۃ خطبہ کے الفاظ کو مثل الفاظ اذان دہرانا اور دعا مانگنا چاہئے یا نہیں؟

(۳) خطبہ کے اندر خطبہ اولیٰ عربی زبان میں پڑھ چکنے کے بعد ترجمہ اردو اشعار میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) خطبہ ثانیہ میں بمقام دعا حق سلطان المسلمین ایک زینہ نیچے آجانا اور پھر اوپر چلا جانا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۳۰ محمد اسمٰعیل مقام گوندیا سی پی ۴ شعبان ۱۳۵۲ھ

---

(۱) فانه لا شك في ان الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريما ا ه
(عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب الجمعة ۲ / ۳۸۷ ط سعید)

(جواب ۴۰۸) (۱) سنتوں کو تحیۃ المسجد سے موخر کرنا نہیں چاہیے جمعہ کے دن مسجد میں آنے والے آتے ہی سنتیں پڑھ لیں بلکہ تحیۃ المسجد کی نیت سنتوں کے شروع کر دینی چاہیے یہی مسنون ہے

(۲) اذان خطبہ کو دہرانا امام صاحب کے نزدیک نہیں چاہیے، اذان اول کی اجابت مسنون ہے نہ اذان خطبہ کی لیکن امام محمد کے نزدیک اذان خطبہ کا جواب بھی دینا جائز ہے اگر اس کے موافق دہرائیں تو آہستہ دل میں دہرائیں۔

(۳) اردو ترجمہ نثر یا نظم میں کرنا سنت متوارثہ کے خلاف ہے(۳)

(۴) وقت دعا کے خطبہ ثانیہ میں ایک زینہ نیچے اترنا اور پھر چڑھنا بے دلیل ہے اور مکروہ ہے۔

(۱) جو خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے
(۲) امام کے ساتھ محراب میں کھڑے ہونا
(۳) خطبہ میں حاکم وقت کا نام لینا

(سوال) (۱) جمعہ کے دن ایک آدمی خطبہ پڑھے اور دوسرے آدمی سے نماز پڑھانے کو کہے تو جائز ہے یا نہیں؟

(۲) دو آدمی اگر محراب کے اندر کھڑے ہو جائیں اور ایک آدمی نماز پڑھائے اور دوسرا یونہی مقتدی بن کر کھڑا ہو اور باقی سب لوگ پیچھے کھڑے ہوں جگہ بھی بہت ہے صفوں کے اندر اگر سو دو سو آدمی اور بھی ہوں تو آسکتے ہیں تو ایسی صورت میں امام کے ساتھ کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر ایک معمولی نواب کسی کام سے اندر آجاویں اور جمعہ کا دن ہو اور خطبہ پڑھنے کے وقت ان کا نام خطبہ میں شامل کر کے پڑھ لیں تو جائز ہے یا نہیں؟

(۴) ایک معمولی نواب کے مسجد سے نکلتے وقت ایک آدمی پکار کر کہے کہ ان نواب کا نام زندہ رہے ہیں اور باقی سب لوگ آمین کہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۲ مولوی عبدالستار صاحب نول گڑھ

۴ شعبان ۱۳۵۲ھ ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء

---

(۱) عن ابی قتادة ان رسول الله ﷺ قال اذا جاء احدکم المسجد فلیصل سجدتین من قبل ان یجلس (ابوداود باب ماجاء فی الصلوة عند دخول المسجد ۱/ ۷۴ ط مکتبه امدادیه ملتان)

(۲) قال فی التنویر اذا خرج الامام فلا صلوة ولا کلام الخ (باب الجمعة ۳/ ۱۵۸ ط سعید) وفی الشامیة ینبغی ان لا یجیب بلسانه اتفاقا فی الاذان بین یدی الخطیب الخ (باب الاذان ۱/ ۳۹۹ ط سعید)

(۳) فانه لا شك فی ان الخطبة بغیر العربیة خلاف السنة المتوارثة من النبی ﷺ والصحابة فیکون مکروها تحریما الخ (عمدة الرعایة علی هامش شرح الوقایة باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعید)

(۴) قال ابن حجر فی التحفة ویسن ان ما اعتید الآن من النزول فی الخطبة الثانیة الی درجة سفلی ثم العود بدعة قبیحة شنیعة (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۶۱ ط سعید)

(جواب ۴۰۹) (۱) ایک شخص جمعہ کا خطبہ پڑھے اور اس کی اجازت سے دوسرا شخص نماز پڑھادے تو یہ جائز ہے(۱)

(۲) جمعہ ہو تو امام کے ساتھ کم از کم تین آدمی ہونا چاہیئے جمعہ کی شرطیں ہوں تو ایسی صورت میں جائز ہے۔

(۳) سلطان وقت اگر با اختیار حاکم ہو تو خیر ورنہ غیر مختار اور غیر حاکم کا نام لینا مکروہ ہے(۲)

(۴) اس سوال کی غرض سمجھ میں نہیں آئی۔　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

پہلے وعظ کر کے خطبہ عربی میں پڑھا جائے

(سوال) ایک فریق جمعہ کے عربی خطبہ کے مفہوم کو اردو میں سننے اور سمجھنے پر مصر ہے دوسرا فریق ایسا کرنے کو بدعت اور مکروہ تحریمی قرار دیتا ہے اور اپنی تائید میں متقدمین کے مسلک کو پیش کرتا ہے اختلاف دور کرنے کا کوئی احسن طریقہ تحریر فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۲۴۶ حافظ عبدالشکور صاحب

۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۴۱۰) اس اختلاف کو دور کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ خطیب منبر پر جا کر پہلے اردو میں وعظ و نصیحت جو کچھ کرنا ہو کر دے پھر خطبہ کی اذان ہو اور دونوں خطبے خالص عربی میں نہایت مختصر طور پر پڑھ دے دونوں خطبوں میں پانچ منٹ صرف ہوں اس طرح دونوں فریق مطمئن ہو جائیں گے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ

(سوال) خطبہ جمعہ سے قبل وعظ کہنا کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۴۷ انوار الحق صاحب

ناظم مدرسہ تجوید القرآن قصبہ نہٹور ضلع بجنور ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۴۱۱) خطبہ جمعہ سے قبل وعظ کہنا جائز ہے اس میں کوئی وجہ ممانعت کی نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

غیر عربی میں خطبہ درست نہیں

(سوال) پنجاب میں رواج ہے کہ جمعہ و عیدین کا ثانی خطبہ عربی میں پڑھ کر اردو میں نثر و نظم وغیرہ سناتے ہیں بعض جگہ کئی کئی گھنٹے تک وعظ ہو کر بعد خطبہ پڑھتے ہیں کہیں کہیں دوران وعظ میں چندہ بھی جمع

---

(۱) لا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب لان الجمعة مع الخطبة کشیء واحد فلا ینبغی ان یقیمهما اثنان وان فعل جاز (رد المحتار باب الجمعة ۲ / ۱۶۱ ط سعید)

(۲) وفی الدعاء للسلطان علی المنابر قد صار الآن من شعار السلطنة فمن ترکه یخشی علیه (رد المحتار باب الجمعة ۲ / ۱۴۹ ط سعید)

ہوتا ہے نماز جمعہ میں اکثر تین تین جاتے ہیں کیا یہ حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے؟ نیز قبل از نماز پنجگانہ یا قبل از اذان خطبہ مسائل واحکام دینی بیان کرنا (تاکہ لوگ بیکار نہ بیٹھیں) جائز ہے یا نہیں؟ یہ عاجز سہارنپور کا باشندہ ہے اور مظاہر علوم سے تحصیل عربی کی ہوئی ہے اس کا طرز عمل یہ ہے کہ پہلی اذان کے بعد جب تک خطبہ کا وقت ہو لوگ جمع ہوں چند ضروری مسائل سنا دیتا ہے اس پر اہل حدیث لوگ خصوصاً مولوی عبداللہ امرتسری اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کہیں ثابت نہیں نہ حضور ﷺ نے نہ صحابہ نے نہ ان کے بعد تابعین نے کیا یہ بدعت ہے اس سے بچنا چاہیے گویا خطبوں کے درمیان وعظ حضور ﷺ سے ثابت ہے۔

المستفتی نمبر ۲۶۱ حافظ محمد اسحاق انصاری۔ ضلع انبالہ۔ ۷ محرم ۱۳۵۳ھ م ۲۲ اپریل ۱۹۳۴ء

(جواب ۴۱۲) خطبہ جمعہ کا عربی زبان میں ہونا سنت ہے عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ سنت نہیں اگرچہ صحابہ کرام کے زمانے میں بھی فارس وغیرہ فتح ہوگئے تھے اور لوگوں کے جدید الاسلام ہونے کی وجہ سے ان کی زبان میں تفہیم کی ضرورت آج سے بہت زیادہ تھی اور صحابہ اور مسلمانوں میں فارسی زبان جاننے والے بھی کثرت سے موجود تھے باوجود اس کے عربی کے سوا کسی اور زبان میں خطبہ نہیں پڑھا گیا اس سے خطبہ کا طریقہ ماثورہ متوارثہ مسنونہ یہی ہے کہ وہ خالص عربی میں ہو اور تطویل خطبہ کی بھی مکروہ ہے نمازیوں کو پریشان کرنے کا سبب ہے اور اگر تفہیم کا مسئلہ ہو تو اس کی بہتر صورت یہی ہے کہ خطبہ کی اذان سے پہلے مقامی زبان میں وعظ کے طور پر بقدر ضرورت ضروری مسائل سے آگاہ کردیا جائے لیکن تطویل نہ کی جائے تھوڑا سا وقت جو قابل برداشت ہو اس میں صرف کیا جائے اس کے بعد خطبہ کی اذان ہو اور خطبہ مسنونہ طریقہ پر خالص عربی میں پڑھا جائے دونوں خطبے صرف پانچ منٹ میں ادا ہوسکتے ہیں اس میں کوئی کراہت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) عنوان مثل بالا

(۲) ایضاً (۳) ایضاً

(سوال) المستفتی نمبر ۳۱۵ محمد رفیق امام جامع مسجد (بہار) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۱۷ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۴۱۳) خطبہ جمعہ کی اذان سے پہلے مقامی زبان میں وعظ ونصیحت کرنا جائز ہے خطبہ خالص عربی میں مسنون ومتوارث ہے اس کو غیر عربی سے مخلوط نہ کرنا چاہیے اگر کیا جائے گا تو مسنون متوارث کے خلاف ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب ۴۱۴) (المستفتی نمبر ۴۱۱ سید محبوب حسن (نرائن گڈھ)

۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ م ۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء

---

(۱) وبه ظهر ان الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي والصحابة فيكون مكروها تحريما (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب الجمعة ۱ / ۲۰۰ ط سعيد) (۲) (ايضاً)

جمعہ کے خطبہ میں اردو فارسی کہنا خلاف سنت ہے۔ عربی نثر میں خطبہ پڑھنا مسنون ہے خطبہ سے پہلے اپنی زبان میں وعظ و نصیحت کر سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

(جواب ۴۱۵) (المستفتی نمبر ۵۲۴ مرزا یوسف بیگ) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۹ جولائی ۱۹۳۵ء

جمعہ کی نماز میں مسلمانوں کے مجمع عظیم کے اجتماع اور اظہار شوکت اسلامیہ کو بڑا دخل ہے اجتماع عظیم کے سامنے خطبہ دینے کا مقصد ان کی دینی اجتماعی ضرورتوں کا رفع کرنا اور ان سے متعلق احکام اسلامیہ کی تبلیغ کرنا ہے نیز ان کا اجتماعی حیثیت سے رب العالمین کی بارگاہ معلیٰ میں سر بسجود ہونا ہے ایک خطبہ ہمیشہ کے لئے معین کر لینا اور ہر جمعہ وہی پڑھ دینا اگرچہ خطبہ کی فرضیت کو پورا کر دیتا ہے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ مقصد خطبہ سے دور ہے باایں ہمہ خطبہ میں نظم و شعر پڑھنا غیر ضروری باتیں کرنا عربی نثر کے سوا اور کسی طرح خطبہ پڑھنا بھی سنت قدیمہ متوارثہ کے خلاف ہے(۲) بہتر صورت یہ ہے کہ اذان خطبہ سے پہلے مقامی زبان میں تمام ضروری باتیں بیان کردی جائیں جن میں مسائل بھی ہوں اور دوسری اجتماعی اور سیاسی ضروری باتیں بھی ہوں اس کے بعد خطبہ کی اذان ہو اور زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں دونوں خطبے خالص عربی زبان میں ادا کر دئے جائیں اس میں ضرورت بھی پوری ہو جائے گی اور خطبہ کی وضع مسنون بھی قائم رہے گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

اذان ثانی کے بعد دعا زبان سے نہ پڑھی جائے

(سوال) اذان ثانیہ جو منبر کے سامنے دی جاتی ہے اس کے بعد دعا ہے جیسے کہ اذان اول میں مسنون ہے اللہم رب ہذہ الدعوۃ الخ پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۳۱ (اعزاز حسین) ۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۱۹ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۴۱۶) اذان ثانیہ کے بعد دعا زبان سے نہیں پڑھنی چاہئے لیکن اگر کوئی شخص دل ہی دل میں بغیر ہاتھ اٹھائے امام کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے پڑھ لے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اگرچہ نہ پڑھنا بہتر ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

بوقت خطبہ ہاتھ میں عصا لینا کیسا ہے؟

(سوال) گرفتن عصا بوقت خطبہ خواندن نماز جمعہ چگونہ است؟

---

(۱) ایضاً حوالہ صفحہ گزشتہ حاشیہ ۱)

(۲) فیہ لا شک فی ان الخطبۃ بغیر العربیۃ خلاف السنۃ المتوارثۃ من النبی ﷺ والصحابۃ فیکون مکروھاً تحریماً الخ (عمدۃ الرعایۃ علی ہامش شرح الوقایۃ باب الجمعۃ ۱: ۲۰۰ ط سعید)

(۳) وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب الخ (رد المحتار باب الاذان ۱: ۳۹۹ ط سعید)

المستفتی نمبر ۵۸۷ ابراہیم میاں (مومین برما) ۱۱ صفر ۱۳۵۴ھ ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء

(ترجمہ) خطبہ جمعہ کے وقت ہاتھ میں عصا تھامنا کیسا ہے؟

(جواب ۴۱۷) بوقت خطبہ عصا گرفتن لازم نیست اگر ملک عنوۃ فتح کردہ شود خطیب را شمشیر حمائل کردن مستحب است اما عصا بدست گرفتن بدعت ہم نیست۔ چہ از روایتے معلوم میشود کہ آنحضرت ﷺ ہم بوقت خطبہ عصا یا قوس بدست گرفتہ اند۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(ترجمہ) خطبہ کے وقت عصا لینا لازم نہیں ہے اگر ملک لڑ کر غلبہ کے ساتھ فتح کیا جائے تو خطیب کو شمشیر حمائل کرنا مستحب ہے لیکن ہاتھ میں عصا لینا بدعت بھی نہیں ہے کیونکہ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بھی خطبہ کے وقت عصا یا قوس تھامی ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سوال مثل بالا

(سوال نمبر ۵۰۹)

(جواب ۴۱۸) خطبہ جمعہ میں عصا ہاتھ میں رکھنا نہ واجب ہے نہ مسنون مؤکدہ زیادہ سے زیادہ مستحب مندوب ہے جس کو سنن زوائد میں شمار کیا جا سکتا ہے اور "در مختار" میں ہے کہ "خلاصہ" سے عصا پر خطیب کا سہارا لینا مکروہ نقل ہے مگر قہستانی نے اس کو سنت بتایا ہے سنت سے مراد وہی سنت غیر مؤکدہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ٦ جولائی ۱۹۳۵ء

خطبہ میں بادشاہ وقت اور خادم الحرمین کے لئے دعا

(سوال) ایک خطیب نے جمعہ کے روز کے خطبہ میں حجاز مقدس کے بادشاہ سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمن السعود کا نام لے کر دعا کی تو معترض خطیب کہتے ہیں کہ مسلمانان ہند ان کو بادشاہ تسلیم نہیں کرتے ان کا نام نہیں پڑھنا چاہئے اور جو لوگ ان کو برا کہتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۳۹۲ [illegible] ۵ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ ۸ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۱۹) سلطان ابن سعود بادشاہ نجد و حجاز ہیں اور حرمین شریفین کے خادم و محافظ ضرور ہیں ان کے لئے خطبہ میں دعا کرنا بحیثیت خادم حرمین شریفین ہونے کے جائز ہے ان کو برا کہنا گناہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

---

(۱) وفی زاد ابی داود انہ ﷺ کان فی الخطبۃ متوکئا علی عصا او قوس و نقل القہستانی عن عبد المحیط ان اخذ العصا سنۃ کالقیام (رد المحتار، باب الجمعۃ ۲/ ۱٦۳ ط سعید)

(۲) وفی الخلاصۃ: "یکرہ ان یتکئ علی قوس او عصا" (در مختار) وفی الشامیۃ: ونقل القہستانی عن عبد المحیط ان اخذ العصا سنۃ کالقیام (رد المحتار، باب الجمعۃ ۲/ ۱٦۳ ط سعید) [illegible] سنت غیر مؤکدہ ہے اور اس کا [illegible]

(۳) ثم ان الدعاء فی زماننا للسلطان [illegible] کسلطان البرین والبحرین و خادم الحرمین الشریفین فلا منع منہ (رد المحتار، باب الجمعۃ ۲/ ۱۵۰ ط سعید)

خطبہ عربی میں اور مختصر ہونا چاہیے اور منبر پر پڑھا جائے

(سوال) ایک امام صاحب نماز جمعہ پڑھاتے ہیں خطبہ بہت طویل پڑھتے ہیں کہ ایک گھنٹہ ہو جاتا ہے خطبہ کا پورا ترجمہ بھی پڑھتے ہیں کیا خطبہ کا ترجمہ پڑھنا بھی ضروری ہے؟

ایک شخص کا بیان ہے کہ مسجد میں جو منبر ہوتا ہے وہ رسول کریم ﷺ کے وقت میں نہ تھا بلکہ حضرت امیر معاویہ نے ایجاد کیا ہے تحقیقات اس کی کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۵۲۴ شیخ شفیق احمد (ضلع مونگھیر) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۲۰) خطبہ زیادہ طویل پڑھنا نہیں چاہئے(۱) اور خطبہ کا ترجمہ پڑھنا بھی طریقہ مسنونہ متوارثہ کے خلاف ہے۔

منبر آنحضرت ﷺ کے زمانے میں تھا اور حضور اکرم ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا ہے یہ بات غلط ہے کہ منبر کی ایجاد حضرت امیر معاویہ نے کی ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال مباح ہے

(۲) خطبہ عربی زبان میں ہونا چاہئے

(سوال) (۱) کیا روز جمعہ مجمع کی کثرت و وسعت پیش نظر رکھ کر لاؤڈ اسپیکر کا مسجد میں استعمال کرنا شرعاً جائز ہے؟ تاکہ اس کے ذریعہ دور دور کے لوگوں تک خطیب کا خطبہ اور ضروری مسائل کی تقریر پہنچائی جا سکے نماز کی قرأت اور تکبیرات کی تبلیغ کرنا مقصود نہیں ہے۔

(۲) جمعہ کے خطبہ میں اردو زبان میں وعظ کرنا یا اردو میں خطبہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۸۹ حضرت مولانا مولوی سید محمد اسحاق احمد صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ جامع ڈابھیل ضلع سورت۔ ۲۴ رمضان ۱۳۵۴ھ م ۲۱ دسمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۲۱) (۱) لاؤڈ اسپیکر (آلہ مکبر الصوت) کا خطبہ اور وعظ میں استعمال کرنا جائز ہے کوئی وجہ عدم جواز کی نظر نہیں آتی(۳)۔ (۲) خطبہ جمعہ و عیدین میں خالص عربی نثر میں خطبہ پڑھنا مسنون و متوارث ہے اس کے سوا کسی اور زبان میں خطبہ پڑھنا یا عربی نظم میں پڑھنا سنت متوارثہ کے خلاف ہے گو خطبہ تو ہو جائے گا لیکن خلاف متوارثہ ہونے کی وجہ سے کراہت ہوگی(۴)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) والرابع عشر تخفيف الخطبتين بقدر سورة من طوال المفصل ويكره التطويل (عالمگیریة الباب السادس عشر في صلاة الجمعة ۱ / ۱۴۷ ط ماجدیة) (۲) ومن السنة أن يخطب عليه اقتداء به ﷺ ومنبره ﷺ كان ثلاث درج غير المستراح (البحر الرائق باب صلاة الجمعة ۲ / ۱۶۱ ط سعيد) عن عبدالله بن مسعود قال كان رسول الله ﷺ اذا استوى على المنبر استقبلناه بوجوهنا (ترمذي باب في استقبال الامام اذا خطب ۱ / ۱۱۴ ط سعيد) (۳) ومن المستحب أن يرفع الخطيب صوته (عالمگیرية الباب السادس عشر في صلاة الجمعة ۱ / ۱۴۷ ط ماجدية) (۴) فانه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريما الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب الجمعة ۱ / ۲۰۰ ط سعيد)

(۱) خطبہ اردو میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
(۲) خطبہ کی حقیقت کیا ہے؟
(۳) وعظ خطبہ سے پہلے ہو اور خطبہ عربی میں
(۴) نماز کے بعد انتشار فی الارض کا حکم اباحت کے لئے ہے

(سوال) خطبہ جمعہ و عیدین کس زبان میں ہونے چاہئیں؟ (۲) شریعت مطہرہ میں خطبہ کی حقیقت کیا ہے؟ (۳) لوگوں کا اشتیاق اگر ہو تو کیا خطبہ کا ترجمہ خطیب کو سنا دینا چاہئے یا نہیں؟ اگر ترجمہ سنایا جائے تو کب؟ خطبہ کے بعد ہی منبر پر یا فرض جمعہ کے بعد؟ (۴) بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ کے فرضوں کے بعد فوراً ہی مسجد سے چلے جانا چاہئے اور کسی ضرورت شرعی (مثلاً ادائیگی سنن و نوافل سماع وعظ تبلیغ و ذکر وغیرہ) کی وجہ سے بھی مسجد میں ٹھہرے رہنا جائز نہیں اور کہتے ہیں کہ آیت کریمہ **فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا** سے یہ حکم ثابت اور منصوص ہے کیا اس انتشار سے یہی مراد ہے مسائل مذکورہ میں شوافع اور احناف کے نزدیک اگر کوئی گنجائش اور توسع ہو تو ظاہر کردی جائے یہ اختلاف وہاں ہے جہاں حنفی اور شافعی دونوں قسم کے حضرات ہیں۔

المستفتی نمبر ۷۴۴ عبدالحمید کوکنی ڈابھیل ضلع سورت۔

۶ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ م ۱۰ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۲) (۱) خطبہ جمعہ و عیدین کا طریقہ مسنونہ متوارثہ یہی ہے کہ وہ عربی زبان میں ہو قرون اولیٰ میں باوجود ضرورت شدیدہ کے کہ اس وقت تعلیم احکام اور تبلیغ اسلام کی بہت زیادہ ضرورت تھی خطبہ کی عربیت کو ترک نہیں کیا گیا۔[1] (۲) خطبہ کی حیثیت وعظ و تذکیر اور ذکر اللہ سے مرکب ہے۔[2] (۳) اگر خطیب اذان خطبہ سے پہلے مقامی زبان میں پندرہ بیس منٹ پہلے کچھ ضروری باتیں بیان کردے اس کے بعد اذان ہو جائے اور بقدر ادائے سنن فصل مختصر طور پر عربی میں خطبہ پڑھ لے (اور خطبتین کے لئے پانچ سات منٹ کافی ہوں گے) تو یہ صورت بہتر ہوگی (۴) انتشار فی الارض کا حکم محض اباحت کے لئے ہے نہ وجوب کے لئے اور اگر کوئی مسجد میں نوافل و سنن پڑھے یا مسجد سے نہ نکلے شام تک ٹھہرا رہے تو وہ کسی قسم کا گناہ گار نہیں ہوگا جیسے کہ مسجد سے نکلنے والے کا حکم **وابتغوا من فضل اللہ** کے ترک سے گناہ گار نہیں ہوتا اس کے علاوہ قضیت الصلوۃ کا مفہوم فراغ من السنن والنوافل تک وسیع ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

[1] فانه لا شك في ان الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريما الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب الجمعة ١ / ٢٠٠ ط سعيد)

[2] الشرط الرابع الخطبة وحد الخطبة [illegible] ذكر الله تعالى تسبيحة ونحوها وسنتها كونها خطبتين يجلس بينهما تشتمل كل منهما على التحميد والتشهد والصلاة على النبي ﷺ (حلبي كبير فصل في صلاة الجمعة ص ٥٥٥ ط سهيل اكيدمي لاهور)

غیر عربی میں خطبہ سنت متوارثہ کے خلاف ہے

(سوال) خطبہ جمعہ کا مع عربی کے ترجمہ کرنا یا صرف اردو میں بطور وعظ ولیکچر پڑھنا امام شافعی وامام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ اگر اردو یا کسی غیر عربی زبان کو خطبہ میں شامل کیا جائے تو جمعہ ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۷۰ مولوی محمد علی (جوہانس برگ افریقہ) ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۳) امام شافعی کے نزدیک خطبہ کا عربی زبان میں ہونا شرط ہے غیر عربی زبان کے خطبہ صحیح نہیں اور جب خطبہ صحیح نہیں ہوا تو جمعہ بھی صحیح نہیں ہوا مگر خطبہ کے عربی ہونے سے مراد یہ ہے کہ خطبہ میں جتنی چیزیں فرض ہیں وہ سب عربی زبان میں ہوں (دونوں خطبوں میں حمد وصلوٰۃ اور وصیت اور وصیت بالتقویٰ کا ہونا اور کسی ایک خطبہ میں قرآن مجید کی کم از کم ایک آیت کی تلاوت کرنا اور دوسرے خطبہ میں مسلمانوں کے لئے دعا کرنا فرض ہے) ان کے علاوہ باقی خطبہ غیر عربی میں ہو تو سقوط فرضیت خطبہ کے منافی نہیں۔ **ویشترط کونہا کلہا عربیۃ قولہ کلہا ای الخطبۃ ای کل ارکانہا فی الخطبتین ولا یضر غیر العربیۃ فی غیر الارکان** (۱) (شرح منہج الطلاب مع حاشیہ للعلامۃ القلیوبی) اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک عربیت شرط نہیں ہے یعنی غیر عربی زبان میں بھی خطبہ ادا ہو جائے گا لیکن غیر عربی زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ باتفاق ہے کیونکہ قرون اولیٰ مشہود لہا بالخیر میں اس کا تعامل نہ تھا (۲)۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اردو یا فارسی میں خطبہ پڑھنے کا حکم

(سوال) جمعہ کا خطبہ عجمی زبان میں مثلاً اردو یا فارسی وغیرہ میں جائز ہے یا نہیں اور اگر عربی زبان میں ہو تو ترجمہ کرنا اردو وغیرہ میں کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۰۸۴ گل بادشاہ پشاوری (پشاور)
۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۴) خطبہ جمعہ خالص عربی زبان میں پڑھنا چاہیے اور منبر پر یعنی خطبہ پڑھنے کے وقت ترجمہ نہ کریں یہ طریقہ مرضیہ اسلاف رحمہم اللہ وسنت سنیہ اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم واسوہ حسنہ حضرت سید المرسلین شفیع المذنبین ﷺ کا ہے اور اس کے خلاف کرنا مذموم ومکروہ ہے۔ ملخص حررہ مولوی عبداللہ الطوروی عفی عنہ۔

ہوالموفق بے شک سنت قدیمہ متوارثہ یہی ہے کہ خطبہ خالص عربی نثر میں ہو اس کے خلاف کرنا

---

(۱) (باب الجمعة ۱/۲۷۸، ط دار إحياء الكتب العربية، مصر)
(۲) فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابةؓ فيكون مكروها تحريما الخ (عمدة الرعاية، على هامش شرح الوقاية، باب الجمعة ۱/۲۰۰ ط سعيد)

مکروہ ہے اگرچہ خطبہ ادا ہو جائے گا مگر خلاف سنت ہونے کی وجہ سے کراہت آئے گی

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

خطبہ سے پہلے وعظ کرنا جائز ہے

(سوال) جمعہ کے روز جس وقت پہلی اذان جمعہ مسجد میں ہو جائے اس وقت کسی واعظ کو وعظ کہنا یا کہ خطیب جامع مسجد کو وعظ کہنے کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں کیونکہ اس وقت مسلمانوں کی آمد شروع ہو جاتی ہے اور وہ مسجد میں داخل ہو کر نماز سنت ادا کرتے ہیں وہ وعظ ہونے کی حالت میں نماز سنت ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۸۲ جناب قاضی سید عزیز صاحب (انبالہ چھاؤنی)

۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م یکم اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ٤٢٥) اذان اول ہو جانے اور سنتیں ادا کرنے کے لئے وقت چھوڑ کر اذان خطبہ سے قبل اگر کچھ ضروری باتیں مسلمانوں کو مقامی زبان میں سنا دی جائیں تو مضائقہ نہیں لوگوں کو خیال رکھنا چاہیے کہ سنتیں پڑھ کر فارغ ہو جایا کریں یا علیحدہ جگہ میں سنتیں ادا کر لیا کریں۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اذان ثانی خطیب کے سامنے دی جائے

(سوال) بروز جمعہ خطیب کے سامنے جو اذان کہی جاتی ہے وہ منبر کے سامنے قریب میں کھڑے ہو کر جیسے کہ عام دستور ہے دینی چاہیے یا مسجد کے باہر صحن میں منبر سے دور تمام نمازیوں کے پیچھے کھڑے ہو کر دینی چاہیے۔ المستفتی نمبر ۱۱۲۵ عبدالرحمن و محمد حسین صاحبان (ساورہ)

۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م یکم ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ٤٢٦) لازم نہیں کہ اذان خطبہ منبر کے پاس کہی جائے بلکہ منبر سے دور امام کے سامنے دو چار صفوں کے بعد یا تمام صفوں کے بعد بھی کہنی جائز ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

---

(۱) ولا يشترط كونها بالعربية فلو خطب بالفارسية جاز كذا قالوا والمراد بالجواز هو الجواز في حق الصلاة بمعنى أنه يكفي لأداء الشرط وتصح بها الصلاة لا الجواز بمعنى الإباحة المطلقة فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريما وكذا قراءة الأشعار الفارسية والهندية فيها (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية، باب الجمعة ١/ ٢٠٠ ط سعيد)

(۲) إن تميما الداري استأذن عمر في القصص سنين فأبى أن يأذن له فاستأذنه في يوم واحد فلما أكثر عليه قال له ما تقول قال أقرأ عليهم القرآن وآمرهم بالخير وأنهاهم عن الشر قال عمر ذلك الذبح ثم قال عظ قبل أن أخرج في الجمعة فكان يفعل ذلك يوما واحدا في الجمعة (موضوعات كبير، مقدمه ص ٢٠، نور محمد، اصح المطابع، كراچی)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر نے حضرت تمیم داری کو وعظ کہنے کی اجازت دی تھی۔

(۳) صف اول کی قید تو کہیں نہیں ملی البتہ فقہ کی کتب میں الفاظ 'امام المنبر' 'عند المنبر' اور 'بين يدي المنبر' وغیرہ سے ثابت [illegible] سامنے [illegible] و صرح به القهستاني حيث قال وإذا جلس الإمام على المنبر أذن ثانيا بين يديه (جامع الرموز، فصل في صلاة الجمعة ١/ ٦٦٨ ط كريمية قزان)

غیر عربی میں خطبہ سنت متوارثہ کے خلاف ہے

(سوال) (۱) جمعہ کا خطبہ کوئی زبان میں پڑھنا جائز ہے اگر اردو یا کسی اور زبان میں جمعہ کا خطبہ پڑھا جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ (۲) جمعہ کے خطبہ کو الحمد للہ اور درود شریف سے شروع کرکے اما بعد فیا ایہا الناس کے بعد سارا مضمون اگر خطیب اردو یا کسی اور زبان میں بیان کردے تو اس کے لئے فقہائے کرام کا کیا فتویٰ ہے۔ المستفتی نمبر ۱۴۴۷ امام عبدالصمد (جنوبی افریقہ)

۹ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۰ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۲۷) (۱) خطبہ جمعہ وعیدین عربی زبان میں مسنون و متوارث ہے عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ کل یا جزو پڑھنے سے خطبہ ادا تو ہو جائے گا مگر مکروہ ہوگا ، (۲) نمبر ۱ کا جواب اس کا بھی جواب ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

حضرت شاہ اسمٰعیلؒ کا خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) حضرت شاہ اسمٰعیل صاحب کا خطبہ جمعہ کیسا ہے اشعار خطبہ میں پڑھے جائیں یا نہیں؟ عربی اردو شعر میں کیا کچھ فرق ہے؟ المستفتی عزیز احمد مدرس مکتب عبداللہ پور (ضلع میرٹھ)

(جواب ۴۲۸) حضرت شاہ اسمٰعیل صاحب کا خطبہ جمعہ بہتر ہے اشعار خطبہ میں پڑھنا مکروہ ہے خواہ اردو ہوں یا فارسی یا عربی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اذان ثانی کا جواب اور دعا زبان سے نہ پڑھی جائے

(سوال) جمعہ کی اذان ثانی کا جواب اور دعائے وسیلہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بصورت جواز ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی چاہیے یا بغیر ہاتھ اٹھائے نیز اذان کے جواب و دعائے وسیلہ میں امام و قوم کا ایک ہی حکم ہے یا کچھ فرق ہے زید کہتا ہے کہ خطبہ کی اذان کے بعد حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی ہے اور نہ مانگنے والا گمراہ ہے زید کا یہ قول کیسا ہے اور جو لوگ بعد اذان خطبہ دعا نہیں مانگتے ان کا عمل کیسا ہے؟
المستفتی نمبر ۱۸۳۶ محمد یاسین مدرس مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور، اعظم گڑھ

(جواب ۴۲۹) اس موقع پر امام ابو حنیفہ کے نزدیک خروج امام سے ختم خطبہ تک کوئی کلام نہیں کرنا چاہئیے ان کی دلیل بخاری شریف کی یہ روایت ہے **عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ ﷺ من اغتسل یوم الجمعة و تطهر بما استطاع من طهر ثم ادهن او مس من طيب ثم راح فلم يفرق**

---

(۱) وبه لاشك فى ان الخطبة بغير العربية خلاف لسنة المتوارثة من النبى ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريما الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب الجمعة ۱ / ۲۰۰ ط سعيد)
(۲) (ايضا)

بين اثنين فصلى ما كتب له ثم اذا خرج الامام انصت غفرله ما بينه و بين الجمعة الاخرى (۱) (بخاری جلد اول ص ۱۲۴) کہ اس حدیث میں انصات کو خروج امام سے متعلق فرمایا ہے اور حدیث معاویہؓ کا جواب امام ابو حنیفہؒ کی طرف سے یہ ہو سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور حضرت امیر معاویہؓ چونکہ امام و خطیب تھے لہذا ان کی طرف سے اجابت اذان خارج نہیں کیونکہ انصات کا حکم غیر خطیب کے لئے ہے اب امام ابو یوسف و امام محمدؒ خطبہ شروع ہونے سے پہلے غیر خطیب کے لئے کلام دینی کو جائز فرماتے ہیں (۲) تو اجابت اذان اور دعائے وسیلہ ان کے نزدیک جائز ہے مگر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت ہمارے علم میں نہیں ہے زید جو اس بات کا مدعی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی ہے اس کا ثبوت پیش کرنا اس کے ذمہ لازم ہے ورنہ من کذب علی متعمدا کی وعید کا مستحق ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

خطبہ جمعہ زیادہ طویل نہ ہو

(سوال) جمعہ میں خطبہ کا طویل ہونا اور نماز کا قصیر ہونا شرعاً کیسا ہے بعض مساجد میں امام صاحب خطبہ جمعہ تقریباً پندرہ منٹ میں ختم فرماتے ہیں اور نماز جمعہ تقریباً چار منٹ میں پس ارشاد فرماویں کہ ان امام صاحب کا یہ طرز عمل حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۸۴۲ ای جی داؤد ہاشم یوسف صاحب (رنگون) ۲۷ رجب ۱۳۵۵ھ م ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۳۰) خطبہ جمعہ کا طویل نہ کرنا بہتر ہے اور نماز میں امام کو خفت کا لحاظ رکھنا مامور بہ ہے۔ **عن عمار بن ياسر قال سمعت رسول الله ﷺ يقول ان طول صلوة الرجل و قصر خطبته مئنة من فقهه فاطيلوا الصلوة وقصروا الخطبة وان من البيان لسحرا رواه مسلم** (۳) **(مشكوة)** (۴) **وعن ابى هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا صلى احدكم للناس فليخفف فان فيهم السقيم والضعيف والكبير الخ متفق عليه** (۵) (مشکوۃ) (۶)

پس نماز کی تطویل کی ترغیب جو مسلم کی روایت مذکورہ بالا میں ہے ابوہریرہ کی روایت کی بنا پر اس حد کے اندر محدود ہے کہ جماعت پر مشقت نہ ہو اور حد مسنون سے آگے نہ بڑھے اور خطبہ کے اختصار سے غالباً یہ مقصد نہیں ہے کہ نماز کے وقت سے خطبہ کا وقت کم ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ خطبہ ان خطبوں سے

---

(۱) (باب لا يفرق بين اثنين يوم الجمعة' ۱/ ۱۲۴ ط قديمي كتب خانه كراچى)

(۲) قال " لا بأس بالكلام قبل الخطبة وبعدها وإذا جلس عند الثانى" (الدر المختار' باب الجمعة ۲/ ۱۵۹ ط سعيد)

(۳) (فصل فى إيجاز الخطبة وطول الصلاة ۱/ ۲۸۶' ط قديمي كتب خانه' كراچى)

(۴) (باب الخطبة والصلاة' الفصل الأول ص ۱۲۳ ط سعيد)

(۵) (بخارى باب إذا صلى لنفسه فليطول ماشاء ۱/ ۹۷ ط قديمي كتب خانه' كراچى)

(۶) (باب الإمامة' ص ۱۰۱ ط سعيد)

نہ ہو جو عرفاً طویل اور بہت لمبے سمجھے جاتے ہیں۔ خطبہ میں ضروری امور پر اکتفا کرنا چاہیے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی نماز بھی معتدل متوسط درجے کی ہوتی تھی خطبہ بھی معتدل اور متوسط درجہ کا ہوتا تھا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

(۱) خطبہ عبادت ہے یا نصیحت؟
(۲) غیر عربی میں خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) خطبہ جمعہ و عیدین عبادت ہے یا نصیحت؟ (۲) خطبہ سامعین کی زبان میں پڑھا جا سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۷۷ فرزند علی صاحب (برما) ۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۳۱) (۱) عبادت بھی ہے اور نصیحت بھی ہے۔ (۲) عربی عبارت میں سنت متوارثہ قدیمہ کے موافق پڑھنا بہتر ہے لیکن اگر مقتدی کی زبان میں پڑھا جائے گا تو خطبہ ادا ہو جائے گا مگر سنت کے خلاف ہوگا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

(۱) اردو زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے
(۲) ترکی ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھانا
(۳) ابتدا خطبہ میں تعوذ و تسمیہ آہستہ پڑھی جائے
(۴) خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا لینا جائز ہے
(۵) خطبہ میں منبر سے اترنا اور چڑھنا ثابت نہیں
(۶) خطبہ کے سننے کے وقت درود دل میں پڑھا جائے
(۷) خطبہ کے درمیان سنتیں پڑھنا جائز نہیں
(۸) مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی حرام ہے

(سوال) (۱) ہمارے ملک گجرات میں رواج ہے کہ زبان اردو میں خطیب خطبہ جمعہ پڑھتا ہے جائز ہے یا نہیں؟

(۲) پیش امام نماز جمعہ ترکی ٹوپی پہن کر بغیر صافہ نماز جماعت پڑھاتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۳) خطیب اعوذ باللہ اور بسم اللہ بآواز بلند پڑھتا ہے؟

---

(۱) (باب ماجاء فی قصر الخطبة ۱/ ۱۱۳ ط سعید)

(۲) ویبدأ أی قبل الخطبة الاولی بالتعوذ سراً ثم بحمد الله تعالی و الثناء علیه والشهادتین و العظة والتذکیر والقراءة الخ (رد المحتار' باب الجمعة ۲/ ۱۴۹ ط سعید)

(۳) فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبی ﷺ والصحابة فیکون مکروها تحریماً الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية' باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعید)

(۴) خطیب کا بوقت خطبہ عصا پکڑنا یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۵) خطیب کا خطبہ ثانیہ میں ذکر سلاطین کے وقت سیڑھی سے اترنا جائز ہے یا نہیں؟ پھر واپس چڑھنا

(۶) خطیب کا خطبہ ثانیہ میں آیت ان اللہ و ملائکتہ کا پڑھنا اور مصلیان کا خطبہ میں جہر سے درود شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۷) دو رکعت نماز خطبہ ہے یا نہیں؟

(۸) مردوں کو سونے کے بٹن اور سونے کی خاص انگوٹھی پہننا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۱۲۵ سید محمد رشید ترمذی صاحب (مہی کانٹھا) ۱۴ شوال ۱۳۵۶ھ ۱۸ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۳۲) (۱) اردو میں خطبہ پڑھنا خلاف اولیٰ ہے خطبہ ادا ہو جاتا ہے(۱)

(۲) ٹوپی اور ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھانے سے نماز ہو جاتی ہے۔ مگر اولیٰ یہ ہے کہ صافہ باندھ کر نماز جمعہ پڑھائے۔(۲)

(۳) خطبہ کو الحمد للہ سے جہراً شروع کرنا چاہیے۔ اعوذ باللہ اور بسم اللہ خطبہ سے پہلے جہراً نہیں پڑھنا چاہیے(۳)

(۴) عصا ہاتھ میں لے کر خطبہ پڑھنا جائز تو ہے مگر لازم نہیں ہے(۴)

(۵) خطبہ میں ذکر سلاطین کے وقت سیڑھی سے اترنا اور پھر چڑھنا جائز نہیں(۵)

(۶) خطبہ میں جہراً درود شریف پڑھنا سامعین کو جائز نہیں جب خطیب آیت ان اللہ و ملائکتہ پڑھے تو سامعین دل میں درود شریف پڑھ لیں(۶)

(۷) خطبہ کے درمیان میں سنتوں کا پڑھنا بھی جائز نہیں ہے(۷)

---

(۱) ولا يشترط كونها بالعربية فلو خطب بالفارسية جاز فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريماً (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية' باب الجمعة ۱/۲۰۰ ط سعيد)

(۲) وقد ذكروا أن المستحب أن يصلي الرجل في قميص وإزار و عمامة ولا يكره الاكتفاء بالقلنسوة الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية' باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها' ۱/۱۶۹ ط سعيد)

(۳) ويبدأ بالتعوذ سرا (درمختار) أي قبل خطبته الأولى بالتعوذ سراً ثم بحمد الله تعالى والثناء عليه (رد المحتار' باب الجمعة ۲/۱۴۹' ط سعيد)

(۴) وفي الخلاصة: "يكره أن يتكئ على قوس أو عصا (درمختار) و في الشامية: وفي رواية أبي داؤد أنه ﷺ قام أي في الخطبة متوكئاً على عصا او قوس اه و نقل القهستاني عن عبدالمحيط "أن أخذ العصا سنة كالقيام" (رد المحتار' باب الجمعة ۲/۱۶۳ ط سعيد)

(۵) أما اعتياد من النزول في الخطبة الثانية إلى درجة سفلى' ثم العود بدعة قبيحة شنيعة (رد المحتار' جمعة ۲/۱۶۱ ط سعيد)

(۶) وكذلك إذا ذكر النبي ﷺ لا يجوز أن يصلي عليه بالجهر' بل بالقلب' و عليه الفتوى (رد المحتار' باب الجمعة ۲/۱۵۸ ط سعيد)

(۷) إذا خرج الإمام فلا صلوة ولا كلام إلى تمامها الخ (تنوير الأبصار' باب الجمعة ۲/۱۵۸ ط سعيد)

(۸) مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی حرام ہے(۱) اور خالص سونے کے بٹن بھی مکروہ ہیں(۲)

خطبہ جمعہ عربی نثر میں پڑھنا چاہئے

(سوال) اشعار کا خطبہ جو جمعہ میں پڑھا جاتا ہے (الٰہی انت یا مولی الموالی۔ مصور تابتقدیر الکمل) پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ **المستفتی نمبر ۲۲۶۴ محمد عبدالوہاب (رام پور)**

۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ م ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

(**جواب ۴۳۳**) خطبہ جمعہ میں عربی کے اشعار پڑھنا خلاف اولیٰ ہے نثر عربی میں خطبہ ہو تو بہتر ہے(۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

عربی میں خطبہ مسنون ہے

(سوال) یہاں کی جامع مسجد میں یہاں کی دوسری مسجدوں کے مطابق یہ دستور چلا آتا ہے کہ بروز جمعہ اذان اول کے بعد اتنا وقفہ کیا جاتا ہے کہ چار سنتیں باطمینان پڑھ لی جائیں یعنی تقریباً نو دس منٹ کے بعد خطبہ بزبان عربی شروع ہوتا ہے جب سے مسجد مذکور کے امام صاحب کی بابت مقتدیوں کو خطبہ کی طوالت کی شکایت پہلے سے تھی اور اس سے ان کو گرانی تھی مزید براں انہوں نے کئی جمعہ سے یہ نیا طریقہ اختیار کیا کہ چار سنتوں کے بعد وقت مقررہ پر خطبہ شروع کرنے کے بجائے پہلے اردو زبان میں مضمون خطبہ کے علاوہ دوسری تقریریں شامل کر کے بیان کرنا شروع کیا جس میں مقتدیوں نے یہ محسوس کیا کہ ان تقریروں میں مسلمانوں پر چوٹ اور طنزیہ تھے، نیز اور ذاتی جذبات نفسانیہ کا بھی شمول ہے ان تقریروں کے بعد اذان ثانی ہو کر موصوف نے خطبہ عربی پڑھا متولیان مسجد وغیرہ کو پہلے ایک دفعہ کچھ خیال نہ ہوا لیکن بعد میں انہوں نے دیکھا کہ مقتدیوں میں اس کا چرچا ہو رہا ہے اور ان کو قوی اندیشہ ہوا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ آئندہ رفتہ رفتہ خطبہ عربی کے بجائے خطبہ اردو جاری کر دیں اس کے علاوہ چونکہ نمازیوں کی بہت سی تعداد بہت پہلے سے آجاتی ہے اور بعد فراغت از جمعہ جانا چاہتی ہے اس لئے بنا بر تاخیر و طوالت ان کو اور بھی زیادہ گرانی ہونے لگی طوالت خطبہ کی بابت متولیوں نے امام صاحب موصوف کو پہلے ہی توجہ دلائی تھی کہ خطبہ جو لمبا پڑھتے ہیں

---

(۱) والتختم بالذهب على الرجال حرام لما روينا عن عليؓ الخ (هداية كتاب الكراهية ٤ / ٢٨٨ ط مكتبه شركه علميه' ملتان)

(۲) یعنی "درمختار" کی عبارت سے [illegible] معلوم ہوتا ہے وفي التتارخانية عن السير الكبير "لا باس بازرار الديباج والذهب" (كتاب الحظر والاباحة فصل في اللبس ٦ / ٣٥٥ ط سعيد وامداد الفتاوى ٤ / ١٢٩ ط دار العلوم' كراچی)

(۳) لانه لا شك في ان الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابةؓ فيكون مكروها تحريما وكذا قراءة الأشعار الفارسية والهندية فيها (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية' باب الجمعة ١ / ٢٠٠ ط سعيد)

اس کو مسنون طریقہ کے مطابق مختصر فرمادیں اور خطبہ اور تقریروں میں اپنے جذبات سے کام لیتے ہوئے کسی مسلمان پر حملہ اور طعنہ نہ کریں اور اب یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اور مذکورہ وجوہ پر نظر رکھتے ہوئے ہدایت کی کہ آئندہ اذان اول کے بعد قدیمی دستور پر عمل کرتے ہوئے محض خطبہ عربی پر قناعت کریں کہ یہ نیا طریقہ مسجد مذکورہ کے نمازیوں میں تفرقہ اور جھگڑے کا باعث بن جائے گا اس لئے کہ کرانی مذکور کے علاوہ غیر زبان عربی میں خطبہ کے قائلین کی تعداد بھی یہاں بہت کم اور برائے نام ہے متولیوں کی طرف سے امام صاحب کو اس کی بھی اجازت دی گئی کہ اگر نمازیوں کے سامنے کچھ بیان فرمانا چاہتے ہیں تو شب جمعہ کو بعد نماز عشاء کے جس میں بھی معتد بہ نمازیوں کی تعداد ہوتی ہے صحیح صحیح خطبہ کا مطلب سادگی کے ساتھ بیان فرمادیا کریں اور متولیوں نے یہ بھی آپس میں قرار دے دیا تھا کہ اگر امام صاحب کی خواہش ہوگی تو ان کو بعد فراغ نماز جمعہ بیان کرنے کا موقع دے دیا جائے گا اس صورت میں بہت پہلے سے آنے والے اور بھوک سے گھبرا جانے والے جو چاہیں گے چلے جائیں گے ان پر کوئی جبر نہیں پڑے گا بہر حال ان کی اختیار کردہ صورت کے کہ اس میں سب کو بعد ادائے جمعہ خواہ مخواہ مجبوراً رکنا پڑتا ہے پس ارشاد ہو کہ صورت مسئولہ میں متولیان مسجد کا امام موصوف کو عمل مذکور سے روک دینا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۴۳ عبدالرزاق صاحب۔ ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ م ۲۲ جنوری ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۳۴) میں اس سے قبل متعدد سوالات کے جوابات میں لکھ چکا ہوں کہ خطبہ جمعہ و عیدین کا خاص عربی زبان اور نثر میں ہونا طریقہ مسنونہ متوارثہ ہے اس سنت قدیمہ متوارثہ کو محفوظ اور جاری رکھنا چاہیے معہذا جو لوگ کہ مقامی زبان میں خطبہ کو ضروری اور مفید سمجھ کر اس کے اجراء کی حمایت کرتے ہیں ان کی یہ دلیل بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں کہ نمازیوں کی بڑی تعداد عربی زبان سے ناواقف ہوتی ہے بلکہ خطیبوں کی اکثریت میں بھی عربیت سے ناواقف خطیب ہوتے ہیں اور خطبوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ ایک مضمون کے چھپے ہوئے خطبے ہوتے ہیں اور خطیب ان کو ہمیشہ سنا دیتا ہے نہ خود سمجھتا ہے کہ اس نے کیا کہا نہ سامعین سمجھتے ہیں کہ ہمیں کیا سنایا گیا اس صورت میں خطبہ کی جہت تذکیر بالکل معطل ہو کر رہ گئی ہے۔

میں اس کے متعلق کئی مرتبہ یہ لکھ چکا ہوں کہ اگر خطیب مقامی زبان میں اذان خطبہ سے پہلے لوگوں کو وقتی ضروریات اسلامیہ سنا دیا کرے پھر اذان خطبہ کہلوا کر عربی زبان میں خطبہ بقدر ادائیگی فرضیت خطبہ پڑھ دیا کرے تو مضائقہ نہیں تاکہ ضرورت تذکیر بھی پوری ہو جائے اور خطبہ کی ہیئت مسنونہ متوارثہ بھی پوری طرح محفوظ رہے بقدر ضرورت عربی خطبہ میں زیادہ سے زیادہ پانچ چھ منٹ (خطبتین کے لئے) کافی

---

(۱) فانه لا شك في ان الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبی ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريما (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعيد)

ہوں گے۔

مگر اذان خطبہ سے پہلے مقامی زبان میں تذکیر کے لئے دو باتیں لازم ہیں اول یہ کہ لوگ اس وقت اس مقام پر سنتیں نہ پڑھتے ہوں بلکہ کوئی علیحدہ جگہ سنتیں پڑھنے کے لئے ہو دوسرے یہ کہ لوگ اس تقریر کو رغبت سے سنتے ہوں کیونکہ یہ محض ایک تطوعانہ فعل ہے یہ فرض خطبہ نہیں ہے کہ کوئی راضی ہو یا نہ ہو وہ پڑھا جائے گا نیز اس تقریر میں صرف وہی باتیں بیان کی جائیں جن کا مذہبی لحاظ سے بیان کرنا ضروری ہو۔ تقریر میں طعن و تشنیع وغیرہ ہرگز نہ ہونی چاہیے کہ اس سے آپس میں اختلاف اور بغض و عناد پیدا ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) خطبہ کا کچھ حصہ عربی میں اور کچھ اردو میں پڑھنا مکروہ ہے
(۲) خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

(سوال) (۱) جمعہ و عیدین کے خطبے صرف اردو میں یا عربی خطبہ کا کامل ترجمہ یا بعض عربی میں اور بعض اردو میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کراہت یا بلا کراہت۔

(۲) نیز کیا شرعی مصالح پر نظر رکھتے ہوئے ان خطبوں میں آلہ مکبر الصوت یعنی لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۶۱ جمیل الرحمن دہلی۔ ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ م ۱۷ جنوری ۱۹۴۰ء۔

(جواب ۴۳۵) خطبہ جمعہ و عیدین میں سنت قدیمہ متوارثہ یہی ہے کہ عربی زبان میں ہو صحابہ کرام کے زمانہ میں عجمی ممالک فتح ہوئے تھے اور اسلام کے حدیث العہد ہونے کی بنا پر اس وقت بہت زیادہ ضرورت تھی کہ ان کی زبانوں میں احکام اسلام کی تبلیغ کی جائے باوجود اس کے صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین نے جمعہ اور عیدین کے خطبات کو خالص عربی زبان میں رکھا اور کسی عجمی زبان میں خطبہ نہیں پڑھا گیا لہذا خطبہ خالص عربی زبان میں پڑھنا سنت قدیمہ متوارثہ ہے اور اس کے خلاف اردو یا کسی دوسری مقامی زبان میں خطبہ پڑھنا یا عربی اردو میں مخلوط کرنا سنت قدیمہ متوارثہ کے خلاف ہے۔(۱)

(۲) لاؤڈ اسپیکر کا خطبہ جمعہ و عیدین میں استعمال کرنا فی نفسہ مباح ہے کیونکہ یہ صرف ترفیع الصوت یعنی آواز کو بلند کرنے کا آلہ ہے(۲) لیکن اگر اس آلہ کے استعمال کو اس امر کا ذریعہ بنایا جائے کہ خطبہ کی عربی زبان بدل کر کسی عجمی زبان میں خطبہ پڑھا جائے تو پھر اس آلہ کا استعمال بھی اس تسبیب کی وجہ سے خلاف سنت کی مد میں داخل ہو جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

---

(۱) فانہ لا شک فی أن الخطبۃ بغیر العربیۃ خلاف السنۃ المتوارثۃ من النبی ﷺ والصحابۃ فیکون مکروھاً تحریماً (عمدۃ الرعایۃ علی ھامش شرح الوقایۃ، باب الجمعۃ ۱/۲۰۰ ط سعید)

(۲) ومن المستحب أن یرفع الخطیب صوتہ (عالمگیریۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ ۱/۱۴۷ ط ماجدیۃ)

خطبہ سے پہلے یا بعد میں خطبہ کا ترجمہ کرنا

(سوال) جمعہ کے پہلے خطبہ کا ترجمہ منبر پر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر پڑھے اور بعدہ اصلی عبارت خطبہ پڑھے تو یہ کیسا ہے؟ نیز جمعہ کا خطبہ پہلے پڑھے اور بعدہ ترجمہ منبر پر چڑھ کے کھڑے پڑھے تو یہ کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۶۷۷ جناب محمد خان صاحب (افریقہ) ۔ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ م ۲۱ جولائی ۱۹۴۱ء

(جواب ۴۳۶) اگر خطیب اذان خطبہ سے پہلے منبر پر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر مقامی زبان میں وعظ و تذکیر یا خطبہ کا ترجمہ سنادے پھر خطبہ کی اذان کہی جائے اور خطیب دونوں خطبے عربی نثر میں پڑھے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں مگر یہ معاملہ خطبہ عربی کے بعد نہ کیا جائے اذان خطبہ سے پہلے کر لیا جائے اور اذان خطبہ کے بعد عربی خالص کے علاوہ کسی دوسری زبان میں خطبہ پڑھنا یا ترجمہ کرنا سنت قدیمہ متوارثہ کے خلاف ہے۔ خطبہ ادا ہو جاتا ہے مگر کراہت کے ساتھ۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

خطبہ غیر عربی میں سنت متوارثہ کے خلاف ہے

(سوال) ماقولکم فی ترجمة خطبة الجمعة والحال ان الحاضرین جاهلون بالعربیة

المستفتی نمبر ۲۵۶۲ حاجی گل محمد منگلوری۔ ایس اے ۔ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ م ۲۸ جنوری ۱۹۴۰ء

(ترجمہ) جمعہ کے خطبہ کا ترجمہ کرنے کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ جب کہ حاضرین عربی زبان سے ناواقف ہوتے ہیں۔

(جواب ۴۳۷) الخطبة فی العربیة هی المسنونة المتوارثة و ترجمتها فی لسان آخر مخالفة للسنة المتوارثة ومع هذا ینوب الترجمة بای لسان کان مناب الخطبة المفروضة وتصح الصلوة مع الکراهة (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(ترجمہ) عربی زبان میں ہی خطبہ دینا سنت متوارثہ ہے اور کسی دوسری زبان میں اس کا ترجمہ کرنا طریقہ متوارثہ کے خلاف ہے اس کے باوجود ترجمہ سے خطبہ کی فرضیت ادا ہو جائے گی اور نماز کراہت کے ساتھ صحیح ہو جائے گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ

---

(۱) فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية الخ (عمدة الرعاية ۲۰۰)

(۲) ولا يشترط كونها بالعربية فلو خطب بالفارسية أو بغيرها جاز، كذا قالوا والمراد بالجواز هو الجواز في حق الصلاة بمعنى أنه يكفي لأداء الشرطية وتصح بها الصلاة لا الجواز بمعنى الإباحة المطلقة، فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريما (عمدة الرعاية على هامش "شرح وقاية" باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعيد)

خطبہ غیر عربی زبان میں مکروہ ہے

(سوال) ایک پیش امام صاحب جمعہ کے روز خطبہ نہ پڑھ کر منبر پر کھڑے ہو کر وعظ کرتے ہیں اور مثنوی پڑھتے ہیں بعض مقتدیوں نے امام صاحب سے کئی دفعہ گزارش کی کہ خطبہ پڑھا کریں مگر وہ نہیں مانتے۔
المستفتی ظہیر الدین امیر الدین (امیرہ ضلع مشرقی خاندیش)

(جواب ۴۳۸) شاید امام صاحب جمعہ کا خطبہ ہی اردو میں پڑھتے ہیں عربی میں نہیں پڑھتے تو یہ بات مکروہ ہے خطبہ عربی زبان میں پڑھنا سنت قدیمہ متوارثہ ہے ہاں خطبہ کی اذان سے پہلے اردو میں کچھ وعظ کر دیں یہ مسائل واحکام بیان کر دیں تو اس میں مضائقہ نہیں ہے پھر خطبہ کی اذان ہو اور عربی زبان میں خطبہ پڑھا جائے (۱) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ**، دہلی

اذان ثانی خطیب کے سامنے کہی جائے

(سوال) دوسری اذان جو خطبہ جمعہ سے قبل کہتے ہیں وہ خطیب کے سامنے کہنا چاہئے یا دوسری صف کے پیچھے بیچ کے در میں کہنا چاہئے؟

(جواب ۴۳۹) خطبہ کی اذان خطیب کے سامنے ہونی چاہئے خواہ منبر کے قریب ہو یا دوسری تیسری صف کے درمیان ہو خواہ کل صفوں کے بعد ہو۔ غرضیکہ موذن کا خطیب کے قریب ہونا ضروری نہیں ہے صرف سامنے ہونا چاہئے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مدرسہ امینیہ دہلی

خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنا جائز نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۲۷ء)

(سوال) خطبہ ثانی کے وقت نماز سنت پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ بعض لوگ جائز کہتے ہیں بعض ناجائز کونسی بات صحیح ہے؟

(جواب ۴۴۰) حنفی مذہب میں خطبہ کے وقت نماز پڑھنی مکروہ ہے اس میں پہلے خطبہ اور دوسرے خطبہ کا حکم ایک ہے یعنی جس وقت سے خطبہ شروع ہو بلکہ امام خطبہ کے لئے منبر پر جانے کے لئے اٹھے اسوقت سے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے ہاں جن لوگوں نے کہ امام کے اٹھنے سے پہلے سنت یا نفل یا کسی نماز کی نیت باندھ رکھی ہے وہ اپنی نماز پوری کر لیں اور کوئی شخص امام کے اٹھنے کے بعد سنت یا نفل کی نیت نہ باندھے یہ حنفی مذہب میں حکم ہے غیر مقلد خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنے کو جائز سمجھتے ہیں اور پڑھتے ہیں (۳)

---

(۱) ایضاً حوالہ صفحہ گزشتہ (۲) اذا جلس الامام علی المنبر اذن اذانا ثانیا بین یدیه الخ (جامع الرموز فصل فی صلاۃ الجمعة ۱ / ۲۶۸ ط [illegible]) (۳) اذا خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام الی تمامها ولو خرج وهو فی السنة او بعد قیامه لثالثة النفل یتم فی الاصح (تنویر مع شرحه) قال الشامی: " قوله " فلا صلوۃ" شمل السنة وتحیة المسجد (باب الجمعة ۲ / ۱۵۸ ط سعید)

خطبہ خالص عربی نثر میں پڑھا جائے

(سوال) زید ایک مسجد میں امام ہے وہ خطبہ جمعہ پڑھتے وقت خطبہ اولیٰ میں چند جگہ عربی عبارت کا ترجمہ اردو زبان میں مشرح و مفصل بطور وعظ کر دیتا ہے آیا یہ درست ہے یا نہیں ؟

(جواب ۴۴۱) خطبہ کا مسنون و متوارث طریقہ تو یہی ہے کہ وہ خالص عربی نثر میں ہو اگر خطبہ عربی میں پڑھا جائے مگر درمیان میں اس کا اردو ترجمہ کر دیا جائے تو یہ خلاف اولیٰ ہو گا لیکن خطبہ ادا ہو جائے گا(۱)

محمد کفایت اللہ غفر لہ' مدرسہ امینیہ دہلی'

خطبہ میں بادشاہ اسلام کے لئے دعا

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۲۷ء)

(سوال) جمعہ کے خطبہ ثانی میں جب بادشاہ اسلام کا نام لیا جاتا ہے تو کیا ممبر کی ایک سیڑھی اترنا ضروری ہے ؟ حیدر آباد دکن کی اکثر بڑی بڑی مساجد' جامع مسجد' مکہ مسجد' چوک کی مسجد وغیرہ میں خطیب صاحب منبر سے ایک سیڑھی نیچے نہیں اترتے مگر بعض مساجد میں ایک سیڑھی نیچے اترنے کا عمل ہوتا ہے ؟

(جواب ۴۴۲) خطبہ جمعہ میں بادشاہ اسلام کے لئے دعا کرنا جائز ہے(۲) اور اسکا نام لینے اور دعا کرنے کے وقت منبر کی سیڑھی سے اترنا ضروری نہیں ایک فضول بات ہے(۳)

محمد کفایت اللہ غفر لہ'

خطبہ سے پہلے وعظ کہنا درست ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک مسجد کا خطیب بعد اذان اول جب کہ کچھ لوگ جمع ہو جاتے ہیں مسجد سے ملے ہوئے مکان سے مسجد میں آتا ہے سلام کر کے لکڑی لے کے منبر کے پاس کھڑا ہو کر خطبہ وعظ یعنی **الحمد لله نحمده الخ اما بعد فاعوذ بالله الخ** سے بعد کوئی ایک یا چند آیات تلاوت کر کے اردو میں وعظ کرتا ہے پون گھنٹہ یا کم و بیش وعظ کے بعد چار سنت ادا کرتا ہے اور دیگر مردم کچھ تو اذان اول کے بعد وعظ سے پہلے فارغ ہو لیتے ہیں کوئی درمیان وعظ میں ہی پڑھ لیتا ہے باقی وعظ کے بعد پڑھتے ہیں خطیب سنت ادا کرنے کے بعد منبر پر بیٹھتا

---

(۱) ولا يشترط كونها بالعربية فلو خطب بالفارسية او بغيرها جاز كذا قالوا والمراد بالجواز هو الجواز في حق الصلاة بمعنى أنه يكفي لأداء الشرطية وتصح بها الصلاة لا الجواز بمعنى الإباحة المطلقة فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروهاً تحريماً (عمدة الرعاية على هامش شرح وقاية باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعيد)

(۲) فإن سلطان هذا الزمان أحوج إلى الدعاء له وللأمراء بالصلاح والنصر على الأعداء … فإن الدعاء للسلطان على المنابر قد صار الآن من شعائر السلطنة الخ (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۴۹ ط سعيد)

(۳) قال ابن حجر في التحفة … وبحث بعضهم أن ما اعتيد الآن من النزول في الخطبة الثانية إلى درجة سفلى ثم العود بدعة قبيحة شنيعة (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۶۱ ط سعيد)

ہے اس کے سامنے اذان ثانی ہوتی ہے پھر خطبہ مسنونہ پڑھ کر نماز پڑھاتا ہے اس صورت مذکورہ کو ایک مولوی صاحب خلاف سنت بتاتے ہیں اور تین خطبوں سے تعبیر کرتے ہیں؟

(جواب ٤٤٣) یہ صورت جائز ہے اور تین خطبے نہیں ہوئے بلکہ اذان ثانی کے بعد جو خطبے وہ پڑھتا ہے وہی مسنون خطبے جمعہ کے ہوتے ہیں اور پہلا وعظ وعظ ہی ہوگا خطبہ میں شامل نہیں ہوگا۔(۱)

محمد کفایت اللہ غفر لہ،

بوقت خطبہ درود دل میں پڑھا جائے

(سوال) دوران خطبہ میں کوئی شخص درود یا کوئی وظیفہ یا تسبیح اپنے دل میں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ السلام علیکم یا وعلیکم السلام کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ خطیب جب محمد ﷺ کہے تو خطبہ سننے والا ﷺ کہہ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ٤٤٤) دوران خطبہ میں وظیفہ، تسبیح، درود پڑھنا، سلام کرنا، سلام کا جواب دینا سب منع ہے صحیح حدیث میں ہے **من قال یوم الجمعۃ والخطیب یخطب انصت فقد لغا** آنحضرت ﷺ کا نام مبارک سن کر دل میں ﷺ کہہ لے زبان سے نہ کہے نہ زور سے نہ آہستہ(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

(۱) خطبہ میں "اللهم أيد الإسلام" دعا پڑھنا
(۲) خطبہ میں بادشاہ کا نام لیکر دعا کرنا
(۳) جو صفات بادشاہ میں نہ ہوں بیان نہ کی جائیں
(۴) غیر متبع شریعت حاکم کے لئے دعا کرنا
(۵) بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے نعرے لگانا
(۶) خطبہ میں دعا کے لئے کیسے الفاظ ہونے چاہئیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) (۱) مندرجہ ذیل عبارت کو خطبہ جمعہ میں شامل کر کے پڑھنے کا حکم تمام مساجد بھوپال میں حکومت کی طرف سے جاری کر دیا گیا ہے اس سے نماز جمعہ میں کوئی نقص تو نہیں آئے گا؟

اللهم ايد الاسلام والمسلمين بالا ميرالعادل والرئيس الفاضل الاميرالحاج محمد حميد الله خان لا زالت رايات اقباله عالية وايات جلاله تالية ظل الله على العالمين والعالمين

---

(۱) ويسن خطبتان خفيفتان وتكره زيادتهما على قدر سورة من طوال المفصل بجلسة بينهما (التنوير مع شرحه باب الجمعة ۲/۱۵۸ ط سعيد)

(۲) إذا ذكر النبي ﷺ لا يجوز أن يصلي عليه بالجهر بل بالقلب عليه الفتوى (رد المحتار، باب الجمعة ۲/۱۵۸ ط سعيد)

خلد اللہ ملکہ الی یوم الدین ۔

(۲) جس رئیس کا نام خطبہ میں لیا جائے اس کا عامل شرع ہونا لازم ہے یا نہیں ؟

(۳) خطبہ میں جو صفات بیان کئے جائیں وہ اس میں موجود نہ ہوں تو کیا حکم ہے ؟

(۴) اور اس حکومت میں قانون شرع بھی جاری نہ ہو بلکہ قانون انگریزی پر عمل درآمد ہوتا ہو اور صرف چند دفعات قانون موافق شرع ہوں تو کیا حکم ہے ؟

(۵) اور اگر رئیس کو خوش کرنے کی نیت سے کسی سرکاری آدمی نے یہ طریقہ اختیار کیا ہو ؟

(۶) جو الفاظ خطبہ میں شامل کئے جائیں وہ دعائیہ ہونے چاہئیں یا متکبرانہ ؟

(**جواب ٤٤٥**) خطبہ میں بادشاہ وقت کے لئے نصرت و فتح مندی اور ثبات علی الشریعت کی دعا کرنا جائز ہے، جن فقہاء نے منع کیا ہے تو ان کا مطلب یہ ہے کہ بادشاہ کی تعریف میں مبالغہ کرنا ناجائز ہے نفس دعا جیسے کہ عامہ مومنین کے لئے خطبہ میں ممنوع نہیں تو اولی الامر کے لئے ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے پھر یہ کہ سلف سے متوارث بھی ہے اس لئے اس کے جواز میں تردد نہیں ہے۔ ہاں بادشاہ کے ذکر میں ایسے الفاظ نہ کہنے چاہئیں جو اطرائے ممنوع یا کذب صریح میں داخل ہو جائیں سوال میں جو عبارت مذکور ہے وہ عدم جواز میں داخل ہو سکتی ہے البتہ اس کو اس طرح بدل دیا جائے تو زیادہ بہتر ہو جائے گی۔

اللهم انصر امرنا امير الاسلام والمسلمين الامير محمد حميد الله خان بنصرة ملكوتية ووفقه لاقامة العدل و رفع اعلام الدين المتين وايد بدوام دولة الاسلام والمسلمين و متعنا بظله الممدود على العلمين امين يا رب العلمين.

اس عبارت میں کسی فقہی روایت کی مخالفت نہیں ہے اور کوئی محذور شرعی نہیں ہے اور یہ مقصد کہ رئیس کا نام خطبہ میں آجائے اور اس کے لئے دعا ہو جائے بوجہ اتم حاصل ہو جاتا ہے۔

باقی یہ بات کہ دعا واجب ہے یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ بادشاہ کے لئے خطبہ میں دعا کرنا فی حد ذاتہ واجب تو کیا مستحب بھی نہیں ہاں اگر بادشاہ کسی مندوب یا مباح کا حکم کرے تو اطاعت واجب ہو جاتی ہے کیونکہ جائز امور میں اولی الامر کی اطاعت واجب ہے اور چونکہ اولی الامر سے مراد مسلم بادشاہ ہیں اس لئے اس حکم کا اطلاق غیر مسلم امراء پر نہیں ہوگا۔

اس جواب سے سوال کے باقی نمبروں کا جواب بھی سمجھ میں آجائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

---

(۱) ويندب ذكر الخلفاء الراشدين والعمين لا الدعاء للسلطان وجوزه القهستاني ويكره تحريما بما ليس فيه الخ (در مختار) وفي الشامي: لا مانع من استحبابه فيه كما يدعى لعموم المسلمين فإن في صلاحه صلاح العالم فإن سلطان هذا لم يقل أحد الدعاء له ولامرائه بالصلاح والنصر على الاعداء فإن الدعاء للسلطان قد صار الآن من شعائر السلطنة (باب الجمعة ۲/١٤٩ ط سعيد)

خطبوں کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

(سوال) جمعہ و عیدین کے دو خطبوں کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟
المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد عنایت حسین کھنور۔ ۲۶ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۴۴۶) خطبوں میں جلسہ کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مکروہ ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل چہارم ۔ تعطیل یوم جمعہ

جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو وہاں خرید و فروخت کی ممانعت نہیں

(سوال) جن جگہوں میں جمعہ جائز نہیں وہاں جمعہ کے روز بعد اذان ظہر خرید و فروخت بند کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۴۷) جن جگہوں میں جمعہ جائز نہیں ایسی جگہوں میں بعد اذان ظہر خرید و فروخت میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ جمعہ کے روز اذان کے بعد خرید و فروخت کے مکروہ ہونے کی علت استماع خطبہ ہے اور یہ علت ظہر میں مفقود ہے(۲) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

اذان جمعہ سے پہلے کاروبار جائز ہے

(سوال) مسلمان جمعہ کے دن جمعہ کی فضیلت و غسل و نماز کے لئے فجر سے نماز جمعہ کے بعد تک اپنی دکانوں کو بند رکھتے ہیں کیا یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟ یہاں کے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ طریقہ بدعت بلکہ حرام ہے کیونکہ اس میں عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے وہ لوگ بھی اتوار کے دن اپنی دکانیں بند کرتے ہیں دوسرے یہ کہ قرآن شریف میں سورہ جمعہ میں آیت **اذا نودی للصلوٰۃ الخ** میں خدائے تبارک و تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ جب اذان ہو تو کاروبار بند کر دو کیا ان کا یہ کہنا صحیح ہے؟

(جواب ۴۴۸) جمعہ کے روز اذان جمعہ سے پہلے تجارت اور تمام کاروبار کرنا جائز ہے اذان جمعہ سے پہلے کوئی کام ممنوع نہیں پس اگر دکانیں بند کرنے والے اس خیال سے دکانیں اور کاروبار بند کریں کہ نماز جمعہ سے پہلے ان چیزوں میں مشغول رہنا ناجائز اور گناہ سمجھتے ہوں تو بے شک یہ خیال ناجائز اور بدعت ہے کیونکہ ایک مباح شرعی کو مکروہ یا حرام سمجھنا مذموم اور بدعت ہے لیکن اگر وہ جمعہ کی اذان سے پہلے کاروبار کو ناجائز نہ سمجھتے ہوں بلکہ باوجود جائز و مباح سمجھنے کے محض انتظام ضروریات نماز کے خیال سے دکانیں بند رکھیں کیونکہ

---

(۱) ولا يجوز للقوم رفع اليدين ولا تامين باللسان جهراً الخ (رد المحتار' باب الجمعة ۲/ ۱۵۸ ط سعيد)
(۲) إذا نودي للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا إلى ذكر الله الاية (سورة الجمعة ۹) ووجب السعي إليها و ترك البيع بالأذان الأول في الأصح (الدر المختار' باب الجمعة ۲/۱۶۱ ط سعيد)

غسل وغیرہ کے لئے اور نماز جمعہ میں تبکیر یعنی جلدی سے حاضری کے واسطے اس صورت میں آسانی ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ موجب اجر ہے (۱) اور اس صورت میں یہ خیال کہ اس میں اہل کتاب کی مشابہت ہے اس لئے ناجائز ہونا چاہئے صحیح نہیں کیونکہ کاروبار بند رکھنا عیسائیوں کا تمام دن میں ہوتا ہے اور مسلمانوں کا صرف نماز تک دوسرے وہ اس کو مذہبی سمجھتے ہیں اور مسلمان صرف آسانی کے لئے ایسا کرتے ہیں تیسرے نفس مشابہت کسی فعل میں ممنوع نہیں بلکہ جو مشابہت امر مذموم میں ہو یا بقصد مشابہت ہو اور امر مختص میں ہو وہ مذموم ہے اور یہاں ایسا نہیں ہے اور آیہ قرآنی سے اذان کے بعد کاروبار کا عدم جواز ثابت ہوتا ہے وہ اس صورت میں بھی بحالہ باقی ہے اور اس سے پہلے کے لئے کاروبار کرنے کا آیت میں حکم نہیں ہے کہ نہ کرنے کی صورت میں اس کی خلاف ورزی ہو۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت ممنوع ہے

(سوال) جمعہ کی نماز کے قبل خرید و فروخت کرنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۶۴۶ عبدالاحد (ضلع دربھنگہ)
۴ رجب ۱۳۵۴ھ م ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۴۹) اذان جمعہ ہونے کے بعد خرید و فروخت کرنا منع ہے اس سے پہلے جائز ہے اور پھر نماز کے بعد جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

اذان جمعہ سے پہلے زبردستی بازار بند کرانا

(الجمعیۃ مورخہ یکم مئی ۱۹۳۵ء)

(سوال) ہم مسلمانان اہل سنت والجماعت شافعی اپنے وطن سے تقریباً ایک سو میل دور شہر منگلور میں بغرض تجارت مقیم ہیں ہم نے یہاں یک انجمن قائم کی ہے جس کا نام "جماعت المسلمین اہل بھٹکل مقیمان منگلور" ہے اس جماعت کی مجلس عاملہ نے ایک قانون بنایا ہے کہ جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد دکانیں بند رکھنا ضروری ہے جو ممبر اس کی خلاف ورزی کرے اس کو جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔

(جواب ۴۵۰) جمعہ کے روز نماز جمعہ سے پہلے دکان کھولنا' تجارت کرنا' اذان اول سے پہلے تک جائز ہے اس لئے کوئی ایسا قاعدہ مقرر کرنا جس میں کسی کو زبردستی ایک مشروع کام سے روکا جائے درست نہیں ہے ہاں اگر سب لوگ باتفاق نماز سے پہلے دکانیں بند رکھنا منظور کریں تو جائز ہے ان کی اپنی مرضی پر منحصر

---

(۱) ما نصه أنه يوم الذي يستحب أن يتفرغ فيه للعبادة وله سائر الأيام مزية بأنواع العبادات واجبة مستحبة فالله سبحانه و تعالى جعل لأهل كل ملة يوما يتفرغون فيه للعبادة و يتخلون فيه عن اشتغال الدنيا فيوم الجمعة يوم عبادة وهو في الأيام كشهر رمضان (زاد المعاد)

(۲) يا أيها الذين آمنوا إذا نودي للصلوة من يوم الجمعة فاسعوا إلى ذكر الله وذروا البيع الآية (سورة الجمعة ۹)

ہے، جبرو اکراہ نہ ہونا چاہیے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

فصل پنجم ۔ مصافحہ بعد جمعہ و عیدین

بعد نماز جمعہ و عیدین مصافحہ سنت نہیں

(سوال) نماز جمعہ و عیدین کے بعد مصافحہ کرنا مکروہ ہے یا نہیں ؟ اگر ہے تو تحریمی یا تنزیہی ہے ؟

المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد عزیت حسین صاحب (لکھنؤ) ۲۶ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ٤٥١) نماز جمعہ و عیدین کے بعد مصافحہ کرنا اور اس کو اس وقت خاص سنت سمجھنا مکروہ ہے، کراہت تنزیہی ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ تنزیہی کو ہلکا سمجھ کر مصافحہ کیا جائے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فصل ششم ۔ امامت جمعہ

ہندو ریاست میں جمعہ کا قیام

(سوال) ایک ہندو ریاست میں ایک شہر ہے جہاں کے حکام اور والی ہنود ہیں کسی عالم قاضی یا امام کا جو متفق علیہ ہو قوم کی طرف سے انتظام نہیں حالانکہ روایات صحیحہ فقہیہ کتب معتبرہ اسی کو شرط بیان کرتے چلے آئے ہیں۔ الوالی شرط لاداء الجمعة وكذا المصر الجامع (سراجيه) حتى لا تجوز اقامتها بغير امر السلطان وامر نائبه كذافي المحيط السرخسي الصحيح في زماننا ان صاحب الشرط وهو الذي يسمى شحنه والوالي والقاضي لا يقيمون الجمعة لانهم لا يولون ذلك الا اذا جعل ذلك في عهدهم ومنشورهم كذافي الغياثية فان لم يكن ثمه واحد منهم واجتمع الناس على رجل فصلي بهم جاز كذافي السراجيه. بلاد عليها ولاة كفار يجوز للمسلمين اقامة الجمعة ويصير القاضي قاضيا بتراضي المسلمين ويجب ان يلتمسوا والياً مسلماً كذافي معراج الدراية. ایسی صورت میں جب کہ ولایت کفار میں علماء نے کسی ایسے شخص پر اتفاق یا قاضی بنانے کی ضرورت بیان کی ہے

---

(۱) ووجب السعي بالأذان الاول في الاصح الخ (الدر المختار، باب الجمعة، ط سعيد)

(۲) ونقل في تبيين المحارم عن الملتقط أنه تكره المصافحة بعد أداء الصلاة بكل حال لأن الصحابة رضي الله عنهم ما صافحوا بعد أداء الصلاة ولأنها من سنن الروافض ثم نقل ابن حجر عن الشافعية أنها بدعة مكروهة لا أصل له في الشرع وانه ينبه فاعله اولاً ويعزر ثانياً ثم قال وقال ابن الحاج من المالكية في المدخل أنها من البدع وموضع المصافحة في الشرع إنما هو عند لقاء المسلم لأخيه لا في أدبار الصلاة فحيث وضعها الشرع يضعها فينهى عن ذلك ويزجر فاعله لما أتى به من خلاف السنة الخ (رد المحتار، كتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغيره، ٦ / ٣٨١ ط سعيد)

اور قوم کی طرف سے امور بالا کا التزام نہ ہو بحالت تصریحات مذکورہ کے خلاف ہو گیا جمعہ بطور فرضیت کے واقع ہوگا اور اس کا نہ پڑھنے والا گناہ گار ہو گا یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی نمبر ۶۲۰ شرف الدین (اجمیر) ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ٤٥٢) ایک جگہ جب مسلمان کسی شخص کو امامت جمعہ کے لئے مقرر کرلیں تو یہی تقرر اور انتخاب کافی ہے ورنہ تمام مسلمانوں کا کسی ایک شخص کو متفقہ حیثیت والی منتخب کرنا شرط ہو تو یہ بات شہروں اور انگریزی علاقوں میں بھی متحقق نہیں ہے فتاوی عالمگیریہ سے جو عبارت سوال میں نقل کی ہے واجتمع الناس علی رجل فصلی بھم جاز یہ مثل ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز جمعہ میں سجدہ سہو کا حکم

(سوال) نماز جمعہ میں امام کو سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کیا جائے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۷۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دھولیہ ضلع مغربی خاندیش)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ٤٥٣) جمعہ کی نماز میں سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کرنا جائز نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

متعدد مساجد میں جمعہ کا حکم

(سوال) شومارکیٹ آرہ کی تعمیر کے ساتھ ممبران شومارکیٹ نے اندرون مارکیٹ ایک شاندار سہ منزلہ مسجد بھی خاص اپنے مشترکہ سرمایہ سے تعمیر کرائی ہے جس میں پانچ سال سے پنج وقتہ نماز کے علاوہ نماز جمعہ بھی ادا کی جاتی ہے ممبران مارکیٹ نے ایسے انتظامات بھی کئے ہیں لیکن مسجد نمازیوں کی کمی کی وجہ سے خالی رہتی ہے مسجد متذکرہ بالا سے ایک صد چار قدم کے فاصلے پر بیرون شومارکیٹ ایک اور مسجد ہے جس میں ابھی نماز جمعہ ادا نہیں کی جاتی مگر اس وقت چند لوگوں کا خیال ہے کہ بیرون شومارکیٹ کی مسجد میں بھی نماز جمعہ ادا کیا جاوے ایسی حالت میں یہ خدشہ ہے کہ مسجد اول اندر جو نمازیوں کی کمی کی وجہ سے خالی رہتی ہے اور بھی خالی ہو جائے گی اور ممبران مارکیٹ کا وہ انتظام جو مسجد سے متعلق ہے درہم برہم ہو جائے گا ایسی حالت میں دو جگہ نماز جمعہ کا ہونا صحیح ہے؟ اور اگر صحیح ہے تو افضل کونسی مسجد میں ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۷۱ حافظ محمد مسلم صاحب (آرہ) ۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۲۴ جولائی ۱۹۳۶ء

---

(۱) فلو الولاة كفارا يجوز للمسلمين إقامة الجمعة ويصير القاضي قاضيا بتراضي المسلمين ويجب عليهم أن يلتمسوا واليا مسلما (رد المحتار' باب الجمعة ۲/ ٤٤ ط سعيد)

(۲) والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتأخرين عدمه في الأوليين لدفع الفتنة (درمختار) وفي الشامي: وفي جمعة حاشية أبي السعود عن العزمية أنه ليس المراد عدم جوازه بل الأولى تركه لئلا يقع الناس في فتنة الخ (رد المحتار' باب سجود السهو ۲/ ۹۲ ط سعيد)

(جواب ٤٥٤) جمعہ کی نماز متعدد مساجد میں ادا کرنے سے تو سب مسجد والوں کی ہو جاتی ہے(۱) لیکن بلا ضرورت جمعہ کی نماز جہاں تک ہو سکے تعدد اور کثرت سے بچائی جائے یہ افضل اور مستحسن ہے اور سوال میں جو صورت کہ مذکور ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مجوزہ نماز جمعہ بلا ضرورت قائم کی جا رہی ہے اور اس سے پہلی مسجد کی جماعت میں کمی واقع ہوگی اس لئے یہ جدید اقامت جمعہ خلاف اولیٰ اور خلاف افضل ہوگی۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

متعدد جگہ جمعہ ہو تو مسجد محلّہ افضل ہے

(سوال) خطیب صاحب جامع مسجد کیمل پور نے فرمایا ہے کہ جمعہ صرف جامع مسجد میں ہونا چاہئے اگر جامع مسجد کے سوا کسی دوسری مسجد میں جمعہ پڑھا جائے تو جمعہ نہیں ہوتا کیمل پور شہر میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً چار ہزار ہے اور تین مساجد ہیں اور تینوں کے درمیان کافی فاصلہ ہے اور جمعہ دو مساجد میں پڑھا جاتا ہے لیکن خطیب صاحب فرماتے ہیں کہ جمعہ صرف ایک مسجد میں یعنی صرف جامع مسجد میں ہو سکتا ہے جہاں وہ خود (خطیب جامع) امام ہیں سوال اب صرف یہ ہے کہ دوسری مسجد میں سوائے جامع مسجد کے اگر جمعہ پڑھا جائے تو ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ خطیب صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جامع مسجد کے سوا دوسری مسجد میں جمعہ نہیں بلکہ جمیاں یا جمی پڑھی جاتی ہے اس پر بھی روشنی ڈالی جائے۔

خطیب صاحب جامع کیمل پور نے فرمایا ہے کہ ہر ایک محلّہ کے لوگ محلّہ کی مسجد میں نماز ادا کریں اگر کوئی شخص اپنے محلّہ والی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں عمداً نماز پڑھنے جائے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی بلکہ الٹا گناہ ہوگا۔

المستفتی نمبر ۱۶۷۸ محمد شریف گمر کیمل پور (ضلع اٹک) ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۱۷ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٥٥) ایک بستی میں ایک جگہ جمعہ پڑھنا افضل ہے لیکن اگر بستی بڑی ہو اور ایک جگہ سب لوگوں کا جمع ہونا دشوار ہو تو دو جگہ حسب ضرورت جمعہ پڑھنا جائز ہے(۲) اور بلا ضرورت بھی کئی جگہ جمعہ پڑھا جائے تو نماز ہو جاتی ہے البتہ خلاف افضل اور خلاف اولیٰ ہوتی ہے۔

اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا بہتر ہے مگر کوئی شخص دوسرے محلّہ کی مسجد میں اس نیت سے جائے کہ دور جانے سے ثواب زیادہ ہوگا اور اس کے جانے کی وجہ سے اس کے محلّہ کی مسجد کی جماعت کو نقصان نہ پہنچے تو یہ بھی جائز ہے ہاں اگر اس کے جانے سے محلّہ کی مسجد کی جماعت ویران ہوتی ہو تو پھر نہ جانا

---

(۱) وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرة مطلقا علی المذهب، و علیه الفتوی الخ (التنویر و شرحه باب الجمعة ٢/١٤٤ ط سعید)

(۲) وتؤدی فی مصر بمواضع کثیرة مطلقا علی المذهب و علیه الفتوی الخ (الدر المختار، باب الجمعة ٢/١٤٤ ط سعید) ومسجد حیه أفضل من الجامع، والصحیح أما ألحق بمسجد المدینة ملحق به فی الفضیلة الخ (الدر المختار، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ١/٦٥٩ ط سعید)

چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شہر میں متعدد جگہ جمعہ جائز ہے

(سوال) مظفر پور شہر کے اندر ۲ جگہ نماز ہوتی ہے وہاں میں ایک بڑا محلہ چندوارہ ہے جس میں دو مسجدیں ہیں دو مسجد ہے دونوں مسجدوں کے درمیان چار پانچ قدم کا فاصلہ ہے عرصہ سے ایک مسجد میں جمعہ کی نماز قائم ہے مگر چند مصلحت کی بنا پر لوگوں نے دوسری مسجد میں بھی جماعت مسجد اول ترک کرکے نیا جمعہ قائم کیا ہے اور وہ مصلحت یہ ہے کہ بوجہ تنگی مسجد نمازی جو نماز جمعہ نہیں پڑھتے تھے پڑھنے لگیں اور دوسری مصلحت یہ کہ مسجد کے متولی صاحب کو پریشانی سے چندہ مانگنا پڑتا تھا تو اس مصلحت سے بھی کہ جمعہ کے روز چندہ وصول کرکے مسجد کا انتظام کیا جاوے مگر قدیم مسجد میں وقف کی جائداد ہے اس مسجد کے جمعہ کی نماز میں چار پانچ صفیں ہوتی تھیں اور دوسری مسجد میں بھی پانچ صف جمعہ کی جماعت سے ہونے کی امید ہے تو ایسی صورت میں دوسری مسجد میں نماز جمعہ پڑھنا جائز ہوگا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۹۵ حافظ عبدالحق صاحب ہیڈ ماسٹر (مظفر پور)

۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ م ۲۸ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ٤٥٦) پہلی مسجد میں جمعہ موقوف کرکے دوسری مسجد میں جمعہ قائم کریں تو یہ بات مصلحت مذکورہ کی وجہ سے جائز ہے اور پہلی میں جمعہ ہوتا رہے اور دوسری میں بھی جمعہ مقرر کرلیا جائے تو اس صورت میں صرف یہ بات ہوگی کہ شہر کے جمعوں کی تعداد ایک بڑھ جائے گی تو چونکہ اس کا حکم یہ ہے کہ متعدد مساجد میں جو جمعہ کی نمازیں ہوتی ہیں یہ سب ہو جاتی ہیں مگر اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ جمعہ کی نماز جہاں تک ممکن ہو ایک جگہ ہو ورنہ بقدر حاجت اور ضرورت میں دو یا تین جگہ کی جائے بلا ضرورت زیادتی مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نماز جمعہ مسجد محلہ میں افضل ہے

(سوال) (۱) زید کا بیان ہے کہ ہمارے یہاں زمانہ قدیم سے تمام مسلمان متفقہ طور پر ایک ہی مسجد میں نماز جمعہ ادا کرتے تھے لیکن اب مذہبی اختلافات و عقائد کی بنا پر خوشی تین چار مسجدوں میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے اب جناب تحریر کریں کہ آیا جمعہ کے فضائل ان چاروں مسجدوں میں یکساں ہوتے ہیں یا کم و بیش؟

(۲) زید کے محلہ کی مسجد میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے لیکن زید اپنے محلہ کی مسجد کو چھوڑ کر دیگر مسجد میں جا کر نماز جمعہ ادا کرتا ہے آیا زید کا یہ فعل درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) وتؤدى في مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا على المذهب، وعليه الفتوى الخ تنوير و شرحه باب الجمعة ۲/ ۱٤٤ ط سعيد)

المستفتی نمبر ۱۹۰۷ محمد تقی شاہ [illegible] مسجد [illegible] (ضلع [illegible]) ۱۰ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۵۷) (۱) افضل و بہتر یہی ہے کہ جمعہ کی نماز ایک مسجد میں پڑھی جائے بلا ضرورت متعدد مسجدوں میں نماز جمعہ ادا کرنا بہتر نہیں ہے لیکن نماز چاروں مسجدوں میں ہو جاتی ہے۔

(۲) زید دوسرے محلہ کی مسجد میں اس لئے جاتا ہے کہ وہاں جماعت بڑی ہوتی ہے یا امام اچھے ہیں یا وہ قدیم سے جمعہ کے لئے مخصوص ہے تو اس کے اس عمل میں کوئی برائی نہیں ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

قریب قریب مساجد میں جمعہ کا حکم

(سوال) گورستان کے درمیان ایک مسجد قدیم سے موجود ہے بعد میں اس محلہ کے اندر دو مسجدیں اور بھی تعمیر شدہ موجود ہیں۔ بتائیے کہ مسجد گورستان والی میں نماز جمعہ و عیدین وغیرہ باقاعدہ پڑھے جاسکتے ہیں اور زیادہ حقدار ان میں سے کون سی مسجد ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۲۰ مولوی محمد عبداللہ شاہ (میانوالی)

(جواب ۴۵۸) گورستان والی قدیم مسجد میں اگر نماز جمعہ و عید ہوتی تھی تو اب بھی پڑھی جاسکتی ہے البتہ ان مساجد میں سے بڑی اور سب لوگوں کے لحاظ سے مناسب مسجد کو سب لوگ منتخب کر کے صرف ایک مسجد میں جمعہ پڑھا کریں تو بہتر ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ایک جگہ نماز جمعہ کا اجتماع افضل ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۲۷ء)

(سوال) موضع باندہ تحصیل نور [illegible] ضلع جالندھر میں واقع ہے تمام گاؤں میں مسلمان ہی آباد ہیں یہاں دو مساجد ہیں جن کا درمیانی فاصلہ صرف بارہ قدم ہے ان ہر دو مساجد میں جمعہ کی نماز علیحدہ علیحدہ ادا کی جاتی ہے اگر ایک ہی مسجد میں ادا کی جاوے تو [illegible] ہے کہ سب لوگ ایک ہی مسجد میں آجائیں گے؟

(جواب ۴۵۹) مسلمان قوم کو لازم ہے کہ آپس میں اتفاق و محبت کے ساتھ ایک مسجد میں جو دونوں میں سے بڑی ہو جمعہ کی نماز پڑھیں کہ یہ عمل اولیٰ اور افضل ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقاً علی المذہب وعلیہ الفتوی (تنویر مع الدر المختار باب الجمعۃ ۲/ ۱۴۴ ط سعید)

(۲) [illegible] المسجد [illegible] فی مکان [illegible] یذهب الی مکان قرب من [illegible] کثیر [illegible] الفتاوی قاضی خان علی هامش العالمگیریة فصل فی المسجد

(۳) وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقاً علی المذهب وعلیه الفتوی (تنویر مع الدر المختار باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعید) (۴) وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرة مطلقاً علی المذهب وعلیه الفتوی الخ (الدر المختار باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعید)

دہلی میں متعدد جگہ جمعہ کا حکم

(سوال) دہلی میں نماز جمعہ علاوہ جامع مسجد و مسجد فتح پوری کے کتنی جگہ تک قصداً پڑھا جا سکتا ہے؟

(جواب ۴۶۰) بعض نماز جمعہ جہاں تک ممکن ہو تحت ضرورت کے مواقع میں تو مرکزی چاہئے ضرورت تعدد ہو سکتا ہے دہلی جیسے شہر میں ایک دو جگہ پر تعدد تو ممکن او قوں نہیں کہ زیادہ سے زیادہ تمام شہر میں پندرہ بیس جگہ جمعہ ہو سکتا ہے اس سے زیادہ بغیر ضروری مواقع کے جمعے نہ کرنا چاہئے

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

فصل ہشتم ۔ جمعہ کے نوافل مسنونہ

سنت جمعہ کے لئے "الصلوة قبل الجمعة" پکارنا

(سوال) روز جمعہ قبل از وقت چار رکعت سنت قبل جمعہ پڑھنے سے پہلے مؤذن کا الصلوة قبل الجمعة وغیرہ کہہ کر صلوة بولنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد گھوڑو خاں صاحب (ضلع دھارواڑ)

۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ م ۳ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۶۱) نماز جمعہ سے پہلے الصلوة قبل الجمعة پکارنا آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کے مبارک زمانہ میں نہیں تھا اور نہ ائمہ مجتہدین نے اس کا حکم دیا ہے یہ رواج سنت کے خلاف ہے اسے ترک کرنا لازم ہے(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بروز جمعہ زوال کے وقت نوافل پڑھنے کا حکم

(سوال) جمعہ کے دن زوال ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۲۵ حافظ محمد صدیق صاحب (سہارنپور) ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۱۹ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۶۲) زوال جمعہ کے روز بھی ہوتا ہے مگر اس دن بعض فقہاء نے زوال کے وقت نوافل پڑھنے کی اجازت دی ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) (ایضاً حوالہ صفحہ گذشتہ وفي الشامية: أي سواء كان المصر كبيرا أولا وسواء فصل بين جانبيه نهر كبير أولا وسواء كان التعدد في مسجدين أو أكثر الخ (باب الجمعة ۲/۱۴۴ ط سعيد)

(۲) من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد (البخاري، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود ۱/۳۷۱ ط قديمي)

(۳) ويكره تحريماً مطلقاً ولو قضاء أو واجبة أو نفلا على جنازة وسجدة تلاوة وسهو مع شروق واستواء إلا يوم الجمعة على قول الثاني المصحح المعتمد (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الصلوة ۱/۳۷۰ ط سعيد، وروي عن أبي يوسف أنه جوز التطوع وقت الزوال يوم الجمعة (حلبي كبير فروع ص ۲۳۷ سهيل اكيدمي)

فصل نہم۔ مسافر کا جمعہ

سفر میں جمعہ و عیدین واجب نہیں۔

(سوال) سفر میں جمعہ و عیدین کی نمازیں واجب تو نہیں یا واجب ہیں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۴۶۳) سفر میں جمعہ کی نماز فرض نہیں اور عید کی نماز واجب نہیں پڑھ لے تو بہتر ہے نہ پڑھ سکے تو اجازت ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فصل دہم۔ عورتوں کے لئے جمعہ و عیدین

عورتوں کا جمعہ میں شریک ہونے کا حکم

(سوال) کیا آج کل عورتوں کو تلقین کرنا کہ وہ جمعہ کو جاکر جماعت میں شریک ہوں اور ان کے لئے ایک مسجد کے حصہ میں عمارت تعمیر کرانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۲۳ سیٹھ محمد امین صاحب (جالندھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۶۴) عورتوں کو جمعہ کی نماز میں شرکت کی ترغیب و تلقین اس حدیث کے خلاف ہے۔ عن ابی عمرو الشیبانی انه رای عبدالله یخرج النساء من المسجد یوم الجمعة ویقول اخرجن الی بیوتکن خیر لکن (رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجاله موثقون کذا فی مجمع الزوائد) (۲) یعنی ابو عمرو شیبانی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو دیکھا کہ جمعہ کے روز عورتوں کو مسجد سے نکالتے تھے اور فرماتے تھے کہ اپنے گھروں کو جاؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

یعنی عورتوں کے لئے گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں جانے اور جمعہ پڑھنے سے بہتر ہے صحابہ کرامؓ کے زمانہ کا طرز عمل یہ تھا پھر آج فتنہ و فساد کے زمانہ میں اس کے خلاف مسجد میں آنے کی ترغیب دینا ظاہر ہے کہ غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

سوال مثل بالا

(سوال) عورتوں کو جمعہ کی نماز میں مسجد میں جا کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) فی التنویر وشرحه: وشرط لافتراضها اقامة بمصر، وفی الشامیة: "خرج به المسافر" الخ (باب الجمعة ۲/ ۱۵۳ ط سعید) وقال فی الدر المختار: "تجب صلاتهما علی من تجب علیه الجمعة بشرائطها" الخ (باب العیدین ۱/ ۱۶۶ ط سعید) (۲) (باب خروج النساء إلی المساجد ۲/ ۳۵ ط بیروت، لبنان)

(**جواب ٤٦٥**) جائز ہے مگر بہتر نہیں(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

چھٹا باب
نماز عیدین

شافعی امام کے پیچھے حنفی کے لئے تکبیرات زوائد کا حکم

(سوال) عید کی نماز بارہ تکبیروں سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بلا ضرورت حنفی امام بارہ تکبیروں سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(**جواب ٤٦٦**) بارہ تکبیروں سے حنفی امام کو عیدین کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہاں اگر امام بارہ تکبیر کے مذہب کا قائل ہو تو حنفی مقتدی کو اس کی متابعت کرنی چاہیے۔ **قال محمد فی الجامع اذا دخل الرجل مع الامام فی صلوۃ العید وھذا الرجل یری تکبیر ابن مسعود فکبر الامام غیر ذلک اتبع الامام الخ (عالمگیری ص ۱۶۰ ج ۱)**(۲)

نماز عید میدان میں ادا کرنا سنت ہے

(سوال) ہمارے یہاں شہر بھروچ میں نماز عید کے قاضی شہر ایک جماعت کے ساتھ بیرون شہر جا کر نماز عید کو عیدگاہ پر جماعت کثیر کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور بہت سے لوگ اپنے اپنے محلّے کی مسجدوں میں چھوٹی چھوٹی جماعت کے ساتھ نماز عید ادا کرکے اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں یا عیدگاہ سیر و تماشا کے لئے چلے جاتے ہیں حالانکہ عیدگاہ نہایت وسعت کے ساتھ بنائی گئی ہے جس وقت خطیب خطبہ پڑھ رہا ہے یہ لوگ سیر کرتے پھرتے ہیں پس جو لوگ محلہ کی مسجد میں نماز گزارتے ہیں اور جو لوگ ہمراہ قاضی بیرون شہر عیدگاہ میں نماز پڑھتے ہیں تو ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ دوسرے یہ کہ جب قاضی شہر نماز عید کے واسطے عیدگاہ روانہ ہو اس وقت بغیر عذر کے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا چاہیے یا نہیں؟

(**جواب ٤٦٧**) عید کی نماز شہر سے باہر جا کر عیدگاہ میں پڑھنا مسنون ہے۔ **والخروج الیھا (ای الجبانۃ) لصلوۃ العید سنۃ وان وسعھم المسجد الجامع وھو الصحیح (درمختار ص ۶۱۲ ج ۱)**(۳) اور شہر میں بلا عذر عید کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ نماز ہو جائے گی مگر ثواب کم ہوگا اور اگر عذر ہو

---

(۱) ویکرہ حضورھن الجماعۃ ولو لجمعۃ وعید ووعظ مطلقاً ولو عجوزاً لیلاً علی المذھب المفتی بہ (الدر المختار' باب الإمامة ۱/۵٦٦ ط سعید)

(۲) (الباب السابع عشر فی صلاة العیدین' ۱/ ۱۵۱ ط مکتبہ ماجدیہ' کوئٹہ)

(۳) (باب العیدین' ۲/ ۱٦۹ ' ط سعید)

تو بلا کراہت جائز ہے۔ فی الحجۃ السنۃ ان یخرج الامام الی الجبانۃ و یستخلف غیرہ لیصلی فی المصر بالضعفاء والمرضی والاضراء و یصلی ہو فی الجبانۃ بالاقویاء والاصحاء وان لم یستخلف احدا کان لہ ذلک (۱) وفی عمدۃ الرعایۃ حاشیۃ شرح الوقایۃ والاصل فیہ ان النبی ﷺ کان یخرج الی المصلی ولم یصل صلوۃ العید فی مسجدہ مع شرفہ الا مرۃ بعذر المطر کمابسطہ ابن القیم فی زاد المعاد والقسطلانی فی مواہب اللدنیۃ وغیرہما (۲)

عورتوں پر عید واجب نہیں

(سوال) ایک شخص عیدین کی نماز باجماعت پڑھتا ہے پھر چار عورتوں کو عیدین کی نماز باجماعت اپنے ساتھ پڑھاتا ہے کیا اس طرح پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۶۸) عورتوں پر عیدین کی نماز واجب نہیں ہے اگر پڑھیں گی تو نفل ہوگی اور نفل میں جماعت مکروہ ہے۔ لا یصلی التطوع بالجماعۃ ما خلا قیام رمضان و کسوف الشمس الخ (بدائع ص ۲۷۰ ج ۱) التطوع بالجماعۃ اذا کان علی سبیل التداعی یکرہ (ہدایہ ص ۸۷ ج ۱) والتطوع بجماعۃ خارج رمضان ای یکرہ ذلک لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعۃ بواحد کما فی الدرر (درمختار) قال شمس الائمۃ الحلوانی ان کان سوی الامام ثلثۃ لا یکرہ بالاتفاق و فی الاربع اختلف المشائخ والاصح انہ یکرہ ہکذا فی الخلاصۃ (عالمگیریۃ)۔

نماز عید سے پہلے نوافل کا حکم

(سوال) عید کے روز عیدگاہ میں یا مکان پر نماز عید سے قبل یا بعد دو رکعت یا چار رکعت نفل پڑھ کر میت کو ثواب بخشنے کے متعلق کوئی حدیث ہے یا نہیں؟ اور یا آنحضرت رسول مقبول ﷺ نے اس کے متعلق کچھ ارشاد فرمایا ہے؟

(جواب ۴۶۹) قبل نماز عید گھر میں اور مسجد و عیدگاہ میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے اور بعد از نماز عیدگاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے لیکن گھر اور مکان میں نہیں ہے۔ کوئی شخص قبل از نماز یا بعد از نماز عیدگاہ میں نفل پڑھ لے تو گناہ کی بات نہیں۔ ولا یتنفل قبلہا مطلقا وکذا لا یتنفل بعدہا فی مصلاہا فانہ

---

(۱) (حجۃ علی ہامش العالمگیریۃ، باب صلوۃ العیدین ۱/ ۱۸۳ ط ماجدیہ)
(۲) (باب العیدین ۱/ ۲۰۲ ط سعید)
(۳) (فصل فی صلاۃ الکسوف ۱/ ۲۸۰ ط سعید)
(۴) (الباب الخامس فی الامامۃ، الفصل الاول فی الجماعۃ ۱/ ۸۳ ط ماجدیہ)
(۵) (باب الوتر والنوافل ۲/ ۴۸ ط سعید)
(۶) (الباب الخامس فی الامامۃ الفصل الاول فی الجماعۃ ۱/ ۸۳ ط ماجدیہ)

مکروہ عند العامة وان تنفل بعدها فی البیت جاز بل ندب تنفل باربع وھذا للخواص اما العوام فلا یمنعون من تکبیر ولا تنفل اصلا لقلة رغبتهم فی الخیرات بحر (درمختار مختصرا)(۱) لیکن بالخصوص ایصال ثواب کے لئے کوئی نفل عید کے دن خاص طور پر پڑھنا اور اسے مستحب یا سنت سمجھنا مکروہ بدعت ہے۔

عیدگاہ میں بلند آواز سے ذکر کرنا

(سوال) مساجد میں بانتظار نماز عیدین مسلمان جمع ہوتے ہیں ہر رتبے کے شخص اور طبقوں کے ذکر میں مصروف رہتے ہیں اس طرح کہ ایک شخص تکبیر بآواز بلند کہتا ہے دوسرے سننے والے بجماعت آواز تکبیر بلند کرتے ہیں اور جب تک سب شخص جمع نہ ہو جائیں اسی طرح ذکر میں مشغول رہتے ہیں اور بعد نماز کے وقت مع امام کے دعا مانگتے ہیں سوال یہ ہے کہ اس طریقے کا حدیث شریف سے ثبوت ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۷۰) تنہا تکبیر کہنا تو ٹھیک ہے لیکن کسی شخص کا بموجب جہر تعیین صورت مذکورہ فی السوال میں جہر یا تکبیر ہیئت مذکورہ اور التزام کی حالت کی وجہ سے بدعت اور ناجائز ہے کیونکہ جس بات میں شارع کی طرف سے کوئی تعیین نہ ہو اپنی طرف سے اس میں تعینات، تخصیصات کرنا زیادتی وبدعت ہے، چنانچہ اس کے لئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ اثر کافی ہے اخبر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بالجماعة الذین کانوا یجلسون بعد المغرب وفیهم رجل یقول کبروا اللہ کذا وکذا وسبحوا اللہ کذا وکذا واحمدوا اللہ کذا وکذا فیفعلون فحضرهم فلما سمع ما یقولون قام فقال انا عبداللہ بن مسعود فوالذی لا الہ غیره لقد جئتم ببدعة ظلماء اولقد فقتم علی اصحاب محمد علیه السلام علما (مجالس الابرار)(۲) یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو خبر دی گئی کہ ایک جماعت ہے جو بعد مغرب بیٹھتی ہے ان میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ اللہ اکبر اتنی مرتبہ کہو سبحان اللہ اتنی مرتبہ کہو الحمد للہ اتنی مرتبہ کہو تو سب ایسا ہی کرتے ہیں پس حضرت عبداللہ بن مسعود انکے پاس گئے اور ان کی تسبیح وتحمید کو سنا اور کھڑے ہوئے فرمایا کہ میں عبداللہ بن مسعود ہوں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تم ایک سخت تاریک بدعت کے مرتکب ہو یا اصحاب رسول اللہ ﷺ پر علم میں فوقیت لے گئے ہو۔ نیز حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اس قول سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو ایسا طریقہ جس میں شارع کی طرف سے کوئی خصوصیت ثابت نہیں اس کا التزام بدعت ہے اور کتب فقہ حنفیہ میں یہ حکم

---

(۱) باب العیدین ۲ / ۱۶۹ ط سعید

(۲) [illegible] حوالہ درج ہے (مجالس الابرار مجلس نمبر ۸ بدعت اور اس کے اقسام واحکام ص ۱۲۵ [illegible]

(۳) فی التنویر: ولا یکبر فی طریقها ولا یتنفل قبلها مطلقا الخ (۲ / ۱۶۹ باب العیدین سعید) وفی التنویر وشرحه ویکبر جهرا فی طریقها فی الاضحی للمشی الخ (۲ / ۱۷۶ باب العیدین ط سعید)

معلوم ہے کہ تکبیر بالجہر عید الفطر میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک نہیں ہے اور عید الاضحیٰ میں تکبیر بالجہر راستہ میں ہے۔ الضحیٰ میں تکبیر بالجہر اور عید الفطر میں اس کا التزام واہتمام کے ساتھ فقہ حنفی کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز عید کھلے میدان میں پڑھنا سنت ہے

(سوال) ہمارے یہاں ایک چھوٹی سی بستی ہے فوجی چھاؤنی ہے مجموعی آبادی قریباً تین ہزار ہے مسلمانوں کی آبادی قریباً ایک ہزار ہے یہاں ایک ہی مسجد ہے عیدین کی نمازیں اسی مسجد میں پڑھی جاتی ہیں اس مرتبہ بعض مسلمانوں نے سنت نبوی کا تتبع کرتے ہوئے نماز عید باہر میدان میں ادا کی اس پر بعض مسلمانوں نے یہ کہا کہ جن لوگوں نے نماز عید میدان میں ادا کی ہے ان کا جنازہ مسجد میں نہ آنے پائے؟

(جواب ۴۷۱) عیدین کی نماز آبادی سے باہر میدان میں یا اسی غرض سے بنائی ہوئی عیدگاہ میں پڑھنی سنت ہے اگرچہ شہر کی مسجد میں پڑھ لینی بھی جائز ہے مگر اعلیٰ و افضل و مسنون باہر پڑھنا ہے(۱) جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھنی مکروہ ہے بلا عذر مسجد میں نہ پڑھی جائے باہر پڑھی جائے عیدین کی نماز باہر پڑھنے کو سنت نہ سمجھنا جہالت ہے اور اس کے متعلق اس قسم کے کلمات ادا کرنا مذموم ہے۔

(۱) مسجد میں نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
(۲) شہر سے باہر میدان میں نماز عید پڑھی جائے
(۳) بلا عذر مسجد میں عید پڑھنا کیسا ہے؟
(۴) متعدد جگہ نماز عید جائز ہے یا نہیں
(۵) حدود شہر سے کیا مراد ہے؟
(۶) شہر کے اندر عیدگاہ میں نماز کا حکم
(۷) فتاویٰ عبدالحئی کی عبارت کی تحقیق

(سوال) (۱) عیدین کی نماز جامع مسجد میں خلاف سنت ہے یا نہیں؟ (۲) میدان میں نماز پڑھنے سے کیا مراد ہے آیا مسجد سے باہر کسی میدان میں نماز پڑھنا مسنون ہے یا حدود شہر سے باہر کسی میدان میں؟ (۳) مساجد میں بلا عذر کے عیدین کی نماز پڑھنا کراہت سے خالی ہے یا نہیں؟ (۴) متعدد جگہوں میں عیدین جائز ہے یا نہیں؟ (۵) شہر کا حکم حدود شہر تک پہنچنے سے معلوم ہوگا یا اور کسی طریقہ سے؟ (۶) جو محلے میدان اور عیدگاہیں حدود شہر یعنی فصیل کے اندر موجود ہیں ان میں نماز عید بلا کراہت ہو جاتی ہے یا نہیں؟ (۷) فتاویٰ

---

(۱) والخروج الی المصلی وهی الجبانة سنة (حلبی کبیر باب صلاة العید ص ۵۷۱ ط سہیل اکیڈمی لاہور)
والخروج الیها ای الجبانة لصلاة العید سنة (رد المحتار باب العیدین ۲/ ۱۶۹ ط سعید)

عبدالحئی جو خلاصۃ الفتاویٰ کے حاشیے پر چھپا ہوا ہے اس کے صفحہ ۱۵۸ پر مولانا مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ "مکہ معظمہ میں عیدین کی نماز ہمیشہ سے مسجد حرام میں پڑھی جاتی ہے اہل مکہ کبھی میدان میں نہیں گئے اور بعض علماء کی یہ تحقیق ہے کہ آنحضرت ﷺ اس لئے مسجد نبوی میں عیدین کی نماز ادا نہیں فرماتے تھے کہ مسجد اہل مدینہ کے لئے کافی نہیں تھی اور جب سے مسجد نبوی وسیع ہو گئی ہے اس وقت سے اہل مدینہ عیدین کی نماز مسجد نبوی میں ادا کرتے ہیں باہر میدان میں نہیں جاتے" کیا مولانا کی یہ تحقیق صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۱۵۰۱ مولانا حبیب الرحمن لدھیانہ۔ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ م ۲۵ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۲ سے ۴) عیدین کی نماز ادا کرنے کا طریقہ مسنونہ و متوارثہ سلفاً وخلفاً یہی ہے کہ شہر کے باہر میدان میں ادا کی جائے (۱) اور تمام شہر کے لوگ جن کو کوئی عذر نہ ہو باہر جا کر ہی نماز ادا کریں آنحضرت ﷺ نے بجز ایک مرتبہ کے ہمیشہ شہر کے باہر جبانہ میں ہی نماز عید ادا فرمائی ہے اور حضور اکرم ﷺ کے بعد خلفائے راشدین کے فعل سے بھی یہی ثابت ہے اور ایک مرتبہ جو شہر میں حضور اکرم ﷺ نے نماز عید پڑھی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ بارش کی وجہ سے باہر جانا دشوار تھا ہمیشہ شہر سے باہر عید کے لئے تشریف لے جانا ظاہر ہے کہ کوئی عادی فعل نہیں تھا بلکہ نماز کی باہر افضلیت کی بنا پر تھا اسی بنا پر محققین حنفیہ بلا عذر شہر میں نماز عید ادا کرنے کو خلاف سنت اور مکروہ کہتے ہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ شہر کے تمام لوگ باہر جانے کے لائق نہیں ہوتے کیونکہ آبادی میں بوڑھے اور معذور و مریض وغیرہ بھی ہوتے ہیں اس لئے یہ بھی سنت ہے کہ امام شہر کی جامع مسجد میں اپنے نائب کو نماز عید پڑھانے کے لئے چھوڑ جائے تاکہ معذورین کی نماز بھی آسانی سے ہو جائے اور اگر شہر بڑا ہو اور تمام معذورین کا ایک مسجد میں جمع ہونا بھی بعد اطراف شہر کی وجہ سے مشکل ہو تو دو تین مسجدوں میں نماز عید ہو سکتی ہے۔

میدان میں نماز پڑھنے سے یہی مراد ہے کہ شہر کی آبادی سے باہر جا کر میدان میں پڑھی جائے بعض عبارات میں جو صحرا کا لفظ ہے وہ آبادی سے باہر کے میدان پر ہی صادق آتا ہے ضرورت سے زیادہ تعداد کی مساجد میں نماز عید قائم کرنے کی کثرت اور غیر معذورین کا شہر میں نماز پڑھنا خلاف سنت اور مکروہ ہے کیونکہ عیدین کی نماز شہر سے باہر قائم کرنے کی حکمت یہی تھی کہ پوری جمعیت اسلامیہ کے اجتماع سے مسلمانوں کی شوکت ظاہر ہو اور ظاہر ہے کہ شہر میں بکثرت مقامات میں عید پڑھنے سے یہ غرض مفقود اور مضمحل ہو جائے گی۔

یہ قول کہ آنحضرت ﷺ نے مسجد نبوی میں قلت گنجائش کی وجہ سے عید نہیں پڑھی بعض علماء کا قول ہے اور محققین نے اسے تسلیم نہیں کیا مولانا عبدالحئی کی خود یہ رائے نہیں ہے انہوں نے

---

(۱) ثم خروجه ماشيا إلى الجبانة وهي المصلى العام والخروج إليها أي الجبانة لصلاة العيد سنة وإن وسعهم المسجد الجامع هو الصحيح (در مختار) وفي التصحيح نقلا عن الخلاصة والحجة السنة أن يخرج الإمام إلى الجبانة ويستخلف غيره ليصلي في المصر بالضعفاء بناء على أن صلاة العيدين في موضعين جائزة بالاتفاق وإن لم يستخلف فله ذلك (رد المحتار، باب العيدين ۲ / ۱۶۹ ط سعيد)

مجموعہ فتاوی جلد دوم میں اور جلد سوم میں بھی یہی لکھی ہے کہ عید کی نماز کے لئے باہر جانا سنت مؤکدہ ہے۔

اگر شہر میں معذورین کی ضرورت کا لحاظ کرکے ایک دو یا تین جگہ عید کی نماز ہو اور اس میں بعض غیر معذورین بھی شریک ہو جائیں تو اس میں مضائقہ نہیں اور امام اگرچہ خود غیر معذور ہے مگر معذورین کو نماز پڑھانا بھی اس کے لئے عذر ہے اس کی نماز میں اور اسی طرح دوسرے منتظمین کی نماز میں جو بغرض انتظام شہر میں نماز پڑھتیں کوئی کراہت نہیں ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عورتوں کا عیدگاہ میں نماز کے لئے جانا کیسا ہے؟

(سوال) عورتوں کو عیدگاہ میں نماز عید کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۱۲ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۲ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۷۳) نہیں، ان کے جانے میں فتنہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دوران خطبہ چندہ کا حکم

(سوال) عیدین کے خطبہ ثانیہ میں کسی غریب یا مسافر یا امام و مؤذن کے لئے بطور خوشی چندہ کیا جائے مجبور نہیں کرتے ہیں تو مقصود ہو یا نہیں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۳۲ عبدالرحمن (ضلع ناسک) ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۷۴) خطبہ کے دوران میں چندہ کرنا جائز نہیں خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد کرسکتے ہیں یعنی امام سفارش کردے اور لوگ دے دیں تو یہ عمل خطبہ کے بعد ہوسکتا ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

خطبہ کے وقت تکبیر کے بارے میں عالمگیری کی عبارت کا مطلب

(سوال) ہم لوگوں کے یہاں دیہات میں اور شہر کی بعض جگہ عیدالفطر اور عیدالاضحی کے خطبہ میں تکبیر کہنے کا دستور ہے اور خطیب کے خطبہ میں تکبیر کہتے وقت قوم بھی اس کے ساتھ بآواز بلند تکبیر کہتے ہیں اور یہ دستور تحریر یوں ہے کہ پہلے سے ہے کہ امام کو خطبہ میں خواہ عیدالفطر کا ہو خواہ عیدالاضحی کا تکبیر کہنا مستحب ہے جیسے کہ فتاوی عالمگیری مع فتاوی قاضی خان مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۰-۱۵۱ میں مذکور ہے نیز فتاوی عالمگیری میں یہ بھی ہے کہ واذا کبر الامام فی الخطبة تکبر القوم معه واذا صلی علی النبی یصلی

---

(۱) ویکرہ حضورہن الجماعة ولو لجمعة وعید ووعظ مطلقا ولو عجوزا لیلا علی المذهب المفتی به لفساد الزمان (الدر المختار، باب الامامة ۱/ ۵۶۶ ط سعید)

(۲) احادیث میں ہے من مس الحصی فقد لغا (مسلم، کتاب الجمعة ۱/ ۲۸۳ ط قدیمی) قال فی الدر المختار وکل ما حرم فی الصلاة حرم فیها ای فی الخطبة (باب الجمعة ۳/ ۱۵۹ ط سعید)

الناس في انفسهم امتثالا للامر والسنة الانصات كذا في التاتارخانية ناقلا عن الحجة (۱) اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ تکبیر امام کے ساتھ قوم کو بھی پکار کر کہنا چاہئے اور صرف امام کے صلوۃ پڑھتے وقت قوم دل میں آہستہ آہستہ پڑھے تکبیر کو صلوۃ پر قیاس کر کے آہستہ آہستہ پڑھنے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتا ہوں مگر ایک مولوی صاحب دونوں کو بلند آواز سے کہنے سے منع کرتے ہیں اور پہلے تکبیر خطبہ میں پڑھنا بھی بدعت اور ضلالت فرماتے تھے مگر اب امام کے خطبہ میں تکبیر کہنے کو مستحب مانتے ہیں مگر مقتدیوں کو بلند آواز سے تکبیر کہنے کو مکروہ تحریمی کہتے ہیں اور دلیل ان کی یہ ہے کہ در المختار مع حاشیہ طحطاوی صفحہ ۳۴۷ میں لکھا ہے۔ كل ما حرم في الصلوة حرم فيها اى في الخطبة خلاصة وغيرها فيحرم اكل وشرب و كلام ولو تسبيحا او رد سلام او امر بمعروف بل يجب عليه ان يستمع ويسكت وكذا يجب الاستماع لسائر الخطب كخطبة نكاح و ختم و عيد على المعتمد (۲) اور بحر الرائق ج ۲ ص ۱۷۵ میں ہے یجب السکوت والاستماع في خطبة العيدين (۳)

المستفتی نمبر ۶۹۰ مولوی سید عبدالحمید ([illegible]) ۲۷ رمضان ۱۳۵۴ھ م ۲۴ دسمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۷۵) قوم کو امام کے ساتھ تکبیر نہ کہنا چاہئے بلکہ مثل صلوۃ کے اپنے دل میں تکبیر کہیں فتاوی عالمگیری میں جو عبارت ہے اس میں لفظ فی انفسہم کا تعلق تکبیر اور صلوۃ دونوں کے ساتھ ہے اور یہی ہونا چاہئے تاکہ وجوب انصات کے ساتھ تعارض اور تزاحم نہ ہو اور اسی عالمگیری کے مصری نسخے میں اس عبارت کے حاشیے میں یہ لکھا ہے۔ قوله في انفسهم قال الطاهر انه متعلق بالتكبير والصلوة لانه يجب الانصات لجمعها اھ (۴) یہی راجح اور اوفق بالاصول ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز عید کے بعد دعا

(سوال) عیدین کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو الدعاء مخ العبادات کا کیا مطلب ہوا؟

المستفتی نمبر ۷۹۱ محمد نور صاحب (ضلع جالندھر) ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ م ۲ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۷۶) عیدین کے بعد دعا مانگنا فی نفسہ تو ثابت ہے مگر تعیین موقع کے ساتھ ثبوت نہیں کہ نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد۔ دونوں موقعوں میں سے کسی ایک موقع پر دعا مانگنے میں مضائقہ نہیں ہے (۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) (الباب السابع في صلاة العيدين ۱ / ۱۵۱ ط ماجديه)

(۲) (باب الجمعة ۲ / ۱۵۹ ط سعيد)

(۳) (باب صلاة العيدين ۲ / ۱۷۵ دار المعرفة بيروت لبنان)

(۴) (الباب السابع في صلاة العيدين ۱ / ۱۵۱ ط ماجديه)

(۵) عن ام عطية قالت كنا نؤمر ان نخرج الحيض يوم العيد وذوات الخدور فيشهدن جماعة المسلمين ودعوتهم (بخاري، باب خروج النساء والحيض الى المصلى ۱ / ۱۳۳ ط قديمي كتب خانه كراچی)

(۱) دعا نماز عید کے بعد ہو یا خطبہ کے بعد؟
(۲) جمعہ و عید کے دن نقارہ بجانا
(۳) ہندوؤں سے مٹھائی خرید کر کھانا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) عید کی نماز کے بعد دعا مانگے یا خطبہ کے بعد؟ (۲) جمعہ اور عیدین کے دن نقارہ بجانے میں کوئی حرج تو نہیں؟ (۳) کیا ہندو سے مٹھائی وغیرہ خرید کر کھا سکتے ہیں یا نہیں جب کہ وہ ہمیں کتوں جیسا خیال کرتے ہیں بلکہ کتے تو ان کے برتنوں کو چاٹ سکتے ہیں لیکن مسلمان ہاتھ نہیں لگا سکتا؟

المستفتی نمبر ۸۳۱ مولوی محمد نور (ضلع جالندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ م ۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۷۷) (۱) عیدین کے خطبہ کے بعد دعا مانگنا اچھا ہے(۱) (۲) نقارہ بجانے میں عیدین کے روز مضائقہ نہیں، جمعہ کے دن نہیں چاہیے(۲) (۳) ہندو سے مٹھائی وغیرہ خریدنا جائز ہے لیکن اگر مسلمان غیرت برتیں اور نہ خریدیں تو بہتر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جمعہ و عیدین میں سہو کا حکم

(سوال) نماز جمعہ و نماز عیدین میں اگر سجدہ سہو ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۰۷ عبدالستار (گیا) ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۷۸) جماعت زیادہ بڑی نہ ہو اور کسی گڑبڑ کا خوف نہ ہو تو جمعہ و عیدین میں بھی سجدہ سہو کرنا واجب ہے البتہ کثرت جماعت کی وجہ سے گڑبڑ کا خوف ہو تو سجدہ سہو ترک کر دینا مباح ہے(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) عورتوں کا عیدین میں حاضر ہونے کا حکم
(۲) عہد نبوی ﷺ اور صحابہ کے زمانے میں عورتیں عیدگاہ جاتی تھیں یا نہیں؟
(۳) موجودہ دور میں عورتوں کا جمعہ و عیدین میں جانا کیسا ہے؟

(سوال) مشکوٰۃ شریف باب نماز عیدین میں متن کی یہ حدیث درج ہے۔ عن ام عطیة رضی الله عنها قالت امرنا ان نخرج الحيض يوم العيدين وذوات الخدور فيشهدن جماعة المسلمين ودعوتهم

---

(۱) [illegible] محمول ہو سکتا ہے (امداد الفتاوی ۱: ۴۰۵ خیر الفتاوی ۳: ۱۲۷ و دار العلوم دیوبند ۵: ۲۳۱)

(۲) ومن ذلك ضرب النوبة للتفاخر فلو للتنبيه فلا بأس به (الدر المختار كتاب الحظر والإباحة ٦: ٣٥٠ ط سعيد)

(۳) والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتأخرين عدمه في الأوليين لدفع الفتنة كما في جمعة البحر (التنوير وشرحه باب سجود السهو ٢: ١٢ ط سعيد)

و تعتزل الحیض عن مصلاهن قالت امرأة یا رسول اللہ احدنا لیس لها جلباب قال لتلبسها صاحبتها من جلبابها (۱) (متفق علیه) (۱) کیا کوئی دوسرا ایسا حکم شرعی موجود ہے کہ جس کے باعث یہ حدیث اور اس کا حکم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منسوخ ہو گئے ہوں۔ (۲) کیا عہد نبوی ﷺ اور عہد صحابہؓ میں اس پر عمل ہوتا رہا (۳) اگر کوئی عذر شرعی (مثلاً فتنہ وغیرہ) نہیں ہے تو کیا اب شرائط واحکام شریعت کے مطابق اس حکم کی تعمیل لازم نہیں ؟

المستفتی جناب غلام دستگیر رشید ایم اے (عثمانیہ) حیدر آباد دکن

۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۳۰ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۷۹) (۱) اس حدیث کی ناسخ کوئی دوسری حدیث میری نظر میں نہیں (۲) عہد نبوی ﷺ میں اس پر عمل ہوتا رہا اور عہد صحابہؓ میں بھی عمل ہوا مگر صحابہ کرام میں سے بعض جلیل القدر صحابہ نے عورتوں کے خروج من البیوت کو منع کرنا شروع کر دیا تھا اور ظاہر ہے کہ یہ ممانعت آنحضرت ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کے طور پر نہ تھی بلکہ علت ممانعت (خوف فتنہ) کے وجود کی بناء پر تھی یہ حدیث عید کے متعلق ہے اور عید کی تقریب میں عورتوں کی کثرت ابتدائے اسلام میں تکثیر سواد مسلمین اور اظہار شوکت اجتماعیہ کے لئے موکد تھی اور پنجگانہ نمازوں میں شرکت کی اجازت تھی۔ وضم معه مقصد آخر من مقاصد الشریعة وهو ان کل ملة لا بد لها من عرضة یجتمع فیها اهلها لتظهر شوکتهم و تعلم کثرتهم ولذلك استحب خروج الجمیع حتی الصبیان والنساء و ذوات الخدور الحیض ویعتزلن المصلی ویشهدن دعوة المسلمین (۲) (حجۃ اللہ البالغہ) عن ابن مسعودؓ انه کان یحلف فیبالغ فی الیمین مامن مصلی للمرأة خیر من بیتها الا فی حج او عمرة الحدیث (طبرانی فی الکبیر ورجالہ موثقون کذا فی مجمع الزوائد) (۳) و عنه انه قال ما صلت امرأة من صلوة احب الی اللہ من اشد مکان فی بیتها ظلمة (طبرانی فی الکبیر ورجالہ موثقون کذا فی مجمع الزوائد) (۴) و عن ابی عمرو الشیبانی انه رای عبداللہ یخرج النساء من المسجد یوم الجمعة و یقول اخرجن الی بیوتکن خیر لکن (رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ موثقون کذا فی مجمع الزوائد) (۵) عن ام حمید امرأة ابی حمید الساعدی انها جاءت النبی ﷺ فقالت یا رسول اللہ انی احب الصلوة معك قال قد علمت انك تحبین الصلوة معی و صلاتك فی بیتك خیر

---

(۱) بخاری باب خروج النساء و الحیض الی المصلی ۱ / ۱۳۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی) (مسلم فصل فی خروج العواتق وذوات الخدور الخ ۱ / ۲۹۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی (مشکوۃ باب العیدین ص ۱۲۵ ط سعید)

(۲) (باب العیدین ۲ / ۴۸۰ ط بغداد)

(۳) (باب خروج النساء إلی المساجد ۲ / ۳۵ ط دار الفکر بیروت لبنان)

(۴) (ایضاً)

(۵) (ایضاً)

صلاتك فی حجرتك وصلاتك فی حجرتك خیر من صلوتك فی دارك وصلوتك فی دارك خیر من صلوتك فی مسجد قومك و صلوتك فی مسجد قومك خیر من صلوتك فی مسجدی قلت فامرت فبنی لها مسجد فی اقصی بیت فی بیتها واظلمه فكانت تصلی فیه حتی لقیت الله عزو جل (رواه احمد و رجاله رجال الصحیح غیر عبدالله بن سوید الانصاری ثقه ابن حبان كذافی مجمع الزوائد.(۱)

ان احادیث پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ حدیث امر بالخروج للعیدین میں امر وجوبی نہیں ہے اور مصلحت خروج اظہار شوکت و کثرت مسلمین تھی کیونکہ حائضہ عورتوں کو بھی نکلنے کا حکم کیا اور کوئی مصلحت نہیں۔

(۳) فتنہ کا وجود غالب ہے اور غالب ہی پر احکام شرعیہ مبنی ہوتے ہیں(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

عید کے دن گلے ملنا رسم ہے

(سوال) کیا عید ملنا سنت ہے؟ المستفتی نمبر ۱۳۳۳ محمد عزت علی خاں (ضلع ہردوئی)
۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸۰) عیدین میں معانقہ کرنا یا عید کی تخصیص سمجھ کر مصافحہ کرنا شرعی نہیں بلکہ محض ایک رسم ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عید الاضحیٰ جلد پڑھنا بہتر ہے

(سوال) عید الاضحیٰ کی نماز عید گاہ میں دس بجے سے گیارہ بجے تک ہوتی ہے حالانکہ نماز عید الاضحیٰ جلد ہونا چاہئے مگر اکثر اشخاص کہتے ہیں کہ دیہات کے لوگ چونکہ دیر سے پہنچتے ہیں اس وجہ سے نماز میں تاخیر ہونے میں کوئی حرج نہیں نئے نماز پڑھنے والے چند اشخاص جو کہ قربانی کی جلدی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں کہ ہم اسی میں سے کچھ پکوا کر کھائیں تو ان کو اتنی دیر ہو جاتی ہے کہ کھانا بعد دوپہر ملتا ہے تو ایسی حالت میں ان اشخاص کو کیا یہ اجازت ہے کہ وہ اول وقت کسی مسجد میں نماز ادا کرلیں اور بعدہ قربانی کریں ان دونوں

---

(۱) (باب خروج النساء إلی المساجد ۲/ ۳۳۔۳۴ ط دار الفکر، بیروت، لبنان)

(۲) ویکرہ حضورهن الجماعة ولو لجمعة و عید ووعظ مطلقاً ولو عجوزاً لیلاً علی المذهب المفتی به لفساد الزمان (الدر المختار، باب الإمامة ۱/ ۵۶۶ ط سعید)

(۳) ونقل فی تبیین المحارم عن الملتقط انه تكره المصافحة بعد اداء الصلوة بكل حال لأن الصحابة ما صافحوا بعد اداء الصلاة ولانها من سنن الروافض ثم نقل عن ابن حجر عن الشافعية أنها بدعة مكروهة لا اصل لها فی الشرع وانه ينبه فاعلها اولا و يعزر ثانيا ثم قال وقال ابن الحاج عن المالكية فی المدخل أنها من البدع و موضع المصافحة فی الشرع إنما هو عند لقاء المسلم لاخيه لا فی أدبار الصلوة فحيث وضعها الشرع يضعها فينهى عن ذلك و يزجر فاعله لما اتى به من خلاف السنة (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة باب الاستبراء ۶/ ۳۸۱ ط سعيد)

صورتوں میں کون افضل ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۱۵ ظفر یار خان صاحب (دہلی) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۵ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸۱) کوشش کی جائے کہ نماز عید زیادہ سے زیادہ دس بجے ادا کرلی جائے لیکن اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو علیحدہ نماز پڑھنا بہتر نہیں ہے قربانی میں تاخیر اور اس کی وجہ سے کھانے میں تاخیر برداشت کرلینا بہتر ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عیدگاہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ نماز عید پڑھنا

(سوال) عیدگاہ مقررہ کو چھوڑ کر دیگر جگہ مفید میں پڑھنا کیسا ہے بہتر جگہ کونسی ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۱۴ شیخ محمد شفیع صاحب (فیروزپور) ۱۱ شوال ۱۳۵۶ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸۲) عیدگاہ آبادی سے اگر باہر ہو تو اس میں نماز پڑھنی جائز ہے اور آبادی کے اندر ہو اور آبادی سے باہر نماز کے لئے زمین مناسب موجود ہو اور مالک زمین کی اجازت ہو تو باہر عید کی نماز پڑھنی اولیٰ ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عیدگاہ میں نماز عید پڑھنا افضل ہے

(سوال) عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا افضل ہے یا جامع مسجد میں؟

المستفتی نمبر ۲۲۰۳ فرزند علی صاحب (برما) ۷ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۸۳) عیدگاہ کی نماز باہر میدان میں یا عیدگاہ میں پڑھنا افضل ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

صحیح لفظ "عیدالاضحیٰ" ہے

(سوال) کیا عیدالاضحیٰ کی نماز میں عیدالاضحیٰ کی نیت کرنی ضروری ہے اور کیا اگر عیدالاضحیٰ کی نیت نہ کی گئی بلکہ عیدالضحیٰ کی نیت کی گئی تو کیا حرج ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲[illegible] حفاظت علی خان صاحب وٹ (ضلع فتح پور)

۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ ۳۰ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۸۴) عیدالاضحیٰ صحیح ہے اور عیدالضحیٰ صحیح نہیں ہے مگر نیت نماز میں اگر کسی نے عیدالضحیٰ کا نام

---

(۱) ويندب تعجيل الاضحى لتعجيل الاضاحي وتاخير الفطر ليؤدي الفطرة كمافي البحر (رد المحتار باب العيدين ۲/۱۷۱ ط سعيد)

(۲) والخروج الى الجبانة لصلاة العيد سنة وان وسعهم المسجد الجامع هو الصحيح (التنوير مع شرحه باب العيدين ۲/۱۶۹ ط سعيد)

(۳) (ايضا)

لے یا جب بھی نماز ہو جائے گی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) نماز عید آبادی سے باہر میدان میں پڑھنا افضل ہے
(۲) نماز عید کھلے میدان میں پڑھنا سنت متوارثہ ہے

(سوال) (۱) کیا حضور اکرم ﷺ نے بلا عذر نماز عید مسجد نبوی میں پڑھی ہے یا نہیں اور بصورت اجتماع عیدگاہ میں تفریق بلا عذر شرعی جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کیا خروج جبانہ نماز عید کے لئے سنت ہے یا نہیں اور بشرط وجود عیدگاہ تارک اس کا قابل ملامت ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۷۱۷ فیروز خان (جہلم) یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ م ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۴۸۵) (۱) عید کی نماز آبادی سے باہر میدان میں یا عیدگاہ میں پڑھنا مسنون ہے بلا عذر آبادی کے اندر مسجد میں عید کی نماز ادا کرنا مکروہ ہے بارش ہو یا ایسی ہی کوئی عذر ہو کہ آبادی سے باہر جانا مشکل ہو یا بوڑھوں بیماروں کمزوروں کے لئے شہر کے اندر مسجد میں ادا کر لی جائے تو خیر ورنہ باہر جا کر ادا کرنا ہی مسنون ہے (۲)

(۲) ہاں عید کی نماز کے لئے خروج الی الجبانہ سنت قدیمہ متوارثہ ہے عذر صحیح نہ ہو تو اس سنت کا ترک قابل ملامت ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

سنت زندہ کرنے کا ثواب

(سوال) کیا اگر کوئی شخص احیاء سنت کا مانع ہو مثلاً صورت اجتماع و خروج عیدگاہ باوجود موجود ہونے عیدگاہ یا بصورت اجتماع جمعہ وغیرہ کی بانی امور مذکورہ قابل ملامت ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۷۱۷ فیروز خان صاحب (جہلم)

(جواب ۴۸۶) جو شخص احیاء سنت سے مانع ہو وہ یقیناً قابل ملامت ہے اور جو شخص کہ کسی سنت متروکہ کو جاری کرے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شہر میں متعدد جگہ عید کا اجتماع

(سوال) ایک شہر میں دو جگہ یا اس سے زائد عیدین کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) وأحكامها أحكام الأضحى الخ (تنوير الأبصار، باب العيدين ۲/۱۷۶ ط سعيد)

(۲) والخروج إلى المصلى وهي الجبانة سنة الخ فإن ضعف القوم عن الخروج أمر الإمام من يصلي بهم في المسجد (حلبي كبير، باب العيدين، ص ۵۷۱ ط سهيل اكيڈمی لاهور)

(۳) (ايضاً) (۴) من تمسك بسنتي عند فساد أمتي فله أجر مائة شهيد (مشكوة، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني ص ۳۰ ط سعيد)

المستفتی نمبر ۲۷۱۸ راجہ فیروز خاں صاحب (جہلم)

(جواب ۴۸۷) عیدین کی نماز آبادی سے باہر جا کر میدان میں یا عیدگاہ میں ادا کرنا سنت ماثورہ قدیمہ ہے شہر کے اندر بوڑھوں بیماروں کمزوروں کی خاطر یا بارش یا کسی اور عذر کی وجہ سے پڑھی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں ورنہ بلا عذر شہر میں عید پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح بلا عذر تعدد بھی مکروہ ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

نماز عید میں سہو کا حکم

(سوال) عیدین کی نماز چھ تکبیروں کے ساتھ دو رکعت واجب ہے اگر پیش امام ایک تکبیر بھول جائے تو سجدہ سہو کیا جائے یا نماز دہرائی جائے؟

المستفتی نمبر ۲۴۷۳ شیخ اعظم شیخ معظم (دھولیہ ضلع خاندیس) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ م ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۸۸) سجدہ سہو سے نماز ہو جائے گی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

تکبیر تشریق بلند آواز سے پڑھی جائے

(سوال) زید کہتا ہے کہ تکبیر ایام تشریق امام و مقتدی کو بآواز بلند کہنا واجب ہے اور بکر کہتا ہے کہ امام آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ کہیں دونوں میں سے کون ٹھیک کہتا ہے؟

(جواب ۴۸۹) ایام تشریق کی تکبیریں امام اور مقتدی دونوں کو بآواز بلند کہنی چاہئیں کیونکہ بعض کے نزدیک جہر کرنا واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت ہے۔ **والجهر به واجب و قيل سنة كذا في القهستاني**(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مدرسہ امینیہ دہلی

نماز عید کے بعد تکبیرات تشریق کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۲۸ء)

(سوال) عید اضحی کی نماز کے بعد تکبیر پڑھنا مثل نماز جمعہ کے واجب ہے یا مستحب یا ممنوع؟

(جواب ۴۹۰) نماز عید کے بعد تکبیر پڑھنا گو کہ واجب نہیں اور ناجائز بھی نہیں۔ **ولا بأس به عقب العيد لان المسلمين توارثوه فوجب اتباعهم و عليه البلخيون** (۴) درمختار۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

---

(۱) والخروج إليها أي الجبانة لصلاة العيد سنة (التنوير و شرحه، باب العيدين ۲/ ۱۶۹ ط سعيد) (و في الشامية السنة ان يخرج الامام الى الجبانة ويستخلف غيره ليصلي في المصر بالضعفاء بناء على ان صلاة العيدين في موضعين جائزة بالاتفاق وإن لم يستخلف فله ذلك (باب العيدين ۲/ ۱۶۹ ط سعيد)

(۲) والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء، والمختار عند المتأخرين عدمه في الأوليين لدفع الفتنة (التنوير و شرحه، باب سجود السهو ۲/ ۹۲ ط سعيد)

(۳) (رد المحتار، باب العيدين ۲/ ۱۷۸ ط سعيد)

(۴) (باب العيدين ۲/ ۱۸۰ ط سعيد)

شافعی امام کا دو مرتبہ نماز عید پڑھانا

(الجمعیۃ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) الامام الشافعي يصلي صلاة العيد للاحناف اولاً و يصلي هو ايضاً للشافعيين ثانيا مع وسيع المسجد. بينوا توجروا

(ترجمہ) ایک شافعی امام نے عید کی نماز حنفیوں کو پڑھائی اس کے بعد اسی امام نے دوبارہ شافعیوں کو نماز پڑھائی باوجودیکہ مسجد وسیع تھی (اور ایک جماعت بھی ہو سکتی تھی)

(جواب ۴۹۱) اذا ام الشافعي للحنفية في صلوة العيد جازت صلوتهم ثم اذا ام الشوافع في هذه الصلاة جازت صلاتهم على مذهبهم نعم تكرار الصلاة في مسجد واحد مكروه عندنا وعند الشافعي رحمه الله (۱) محمد كفايت الله كان الله له

(ترجمہ) جب کہ شافعی امام نے نماز عید میں حنفیوں کی امامت کی تو حنفیوں کی نماز ہو گئی اور پھر جب اسی شافعی امام نے دوبارہ شافعیوں کو نماز عید پڑھائی تو شوافع کے مذہب کی رو سے ان کی بھی نماز ہو گئی البتہ ایک ہی مسجد میں ایک نماز کی دوبارہ جماعت ہمارے اور امام شافعی دونوں کے نزدیک مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

نماز عید کے لئے اذان مسنون نہیں

(الجمعیۃ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) بقر عید اور عید الفطر میں جو اذان پکاری جاتی ہے اس کا حکم حدیث و قرآن میں ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۹۲) عید بقر عید میں کوئی اذان مسنون نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

نماز عید کے بعد مصافحہ کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳ء)

---

(۱) وكذا تكره خلف امرد [illegible] وزاد ابن ملك ومخالف كشافعي لكن في وتر البحر ان تيقن المراعاة لم يكره (الدر المختار باب الامامة ۱/۵۶۲ ط سعيد) وفي الشامية واما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلاة على اعتقاد المقتدي عليه الاجماع (باب الامامة ۲/۵۶۳ ط سعيد) [illegible] ﷺ [illegible] وهو جواب عما استدل به الشافعي على جواز الفرض بالنفل وهو ما في الصحيحين ان معاذا كان يصلي مع رسول الله ﷺ عشاء الآخرة ثم يرجع الى قومه فيصلي بهم تلك الصلاة (رد المحتار باب الامامة ۱/۵۷۹ ط سعيد) ويكره تكرار الجماعة باذان واقامة في مسجد محلة الخ (الدر المختار باب الإمامة ۱/۵۵۲ ط سعيد)

(۲) عن ابن جريج قال أخبرني عطاء عن ابن عباس وعن جابر بن عبد الله قالا لم يكن يؤذن يوم الفطر ولا يوم الاضحى ثم سألته بعد حين عن ذلك فأخبرني قال أخبرني جابر بن عبد الله الانصاري ان لا اذان للصلاة يوم الفطر حين يخرج الإمام ولا بعد ما يخرج ولا اقامة ولا نداء ولا شيء لا نداء يومئذ ولا اقامة (مسلم، كتاب الصلاة العيدين ۱/۲۹۰ ط قديمي كتب خانه، كراچی)

(سوال) نماز عید کے بعد عیدگاہ میں سب لوگ مصافحہ کرتے ہیں یہ کیسا ہے؟

(جواب ۴۹۳) نماز عید کے بعد عید کی تخصیص کی وجہ سے مصافحہ کرنے کا شریعت میں ثبوت نہیں ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

عورتوں کا نماز عید کے لئے جانا جائز نہیں

الجمعیۃ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء

(سوال) عورتوں کو عیدگاہ میں نماز کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۹۴) نہیں کیونکہ ان کے جانے میں فتنہ ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز عید شہر سے باہر پڑھنا سنت ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

(سوال) شہر سے باہر دو چار میل کے اندر شہر و دیہات میں نماز جمعہ و عیدین شہر میں عیدگاہ ہوتے ہوئے پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۴۹۵) عید کی نماز تو شہر سے باہر پڑھنی افضل ہے اور جمعہ آبادی کے اندر بہتر ہے مگر شہر سے باہر فنائے شہر میں جمعہ پڑھا جائے تو جائز ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عید الفطر کے دن سویاں پکانا محض رسم ہے

(سوال) اس طرف عید الفطر کے روز عام طور پر یہ رواج جاری ہے کہ بعد نماز سویاں تقاضے کے ساتھ کھاتے کھلاتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

(جواب ۴۹۶) سویاں پکانا کوئی شرعی بات نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عید اور نکاح پڑھانے کی اجرت لینے والے کی امامت

(سوال) قاضی صاحبان عیدین کی نماز پڑھاتے ہیں تو چندہ جمع کر کے اجرت دیتے ہیں اور نکاح پڑھائی دو

---

(۱) نقل في تبيين المحارم عن الملتقط أنه تكره المصافحة بعد أداء الصلاة بكل حال لأن الصحابة ما صافحوا بعد أداء الصلاة ولأنها من سنن الروافض اهـ (رد المحتار كتاب الحظر والإباحة باب الاستبراء وغيره ٦/ ٣٨١ ط سعيد)

(۲) ويكره حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعيد ووعظ مطلقاً ولو عجوزاً ليلاً على المذهب المفتى به لفساد الزمان (التنوير مع شرحه باب الإمامة ١/ ٥٦٦ ط سعيد)

(۳) والخروج إليها أي الجبانة لصلاة العيد سنة وإن وسعهم المسجد الجامع (التنوير و شرحه باب العيدين ٢/ ١٦٩ ط سعيد)

روپے چار روپے تک لے لیتے ہیں، اور جو شخص نکاح کرتا ہے نکاح نہیں پڑھاتے اور خود تارک الصلوۃ ہیں۔

المستفتی محمود خاں (ہمیر پور)

(جواب ۴۹۷) عید کی امامت کی اجرت لینا ناجائز ہے نکاح کی اجرت بقدر وسعت لینی جائز ہے۔ مگر بے نمازی کو امام بنانا مکروہ ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

نماز عید کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا جائز ہے

(سوال) عیدالاضحیٰ کی نماز کے سلام پھیرنے کے بعد تکبیر تشریق پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں جگن پور ضلع فیض آباد

(جواب ۴۹۸) ہاں پڑھنی جائز ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

ساتواں باب
سنن و نوافل
فصل اول۔ سنت فجر

جماعت کے وقت سنت فجر کا حکم

(سوال) نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ سنت فجر بعد اقامت فرض اس مقام پر ادا کرنا کیسا ہے صف کے برابر پڑھنا یا صف کے پیچھے مگر بغیر کسی حاجز و حائل کے پڑھنا یکساں ہے یا متفاوت الحکم اور در صورت حاجز نہ ہونے کے اس مقام پر پڑھ لینا بہتر ہے یا چھوڑ دینا؟ بینوا توجروا

(جواب ۴۹۹) عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ (۴) (ترجمہ) حضرت رسول کریم ﷺ سے مروی ہے کہ جب نماز کی تکبیر کہی جائے پھر کوئی نماز سوائے فرض کے نہیں (پڑھنی چاہیے) اس عموم سے سنت فجر کی ممانعت بھی ثابت ہوتی ہے مگر چونکہ اس حدیث کو ابن عیینہ و حماد بن زید و حماد بن سلمہ نے ابوہریرہ سے موقوفاً روایت کیا ہے اور سنت فجر آکد السنن ہے اور صحابہ سے سنت فجر کا بعد اقامت فرض پڑھ لینا بھی ثابت ہے۔ روی الطحاوی عن ابن مسعودؓ انہ دخل

---

(۱) (امداد الفتاوی ۲/۲۶۳ ط مکتبہ دار العلوم، کراچی و خیر الفتاوی ۴/۵۸۶، ۵۸۷ ط مکتبہ الخیر جامعہ خیر المدارس، ملتان)

(۲) (قال فی التنویر: ویکرہ امامۃ عبد و اعرابی و فاسق الخ (باب الامامۃ ۱/۵۵۹ ط سعید)

(۳) (ولا باس بہ عقب العید لان المسلمین توارثوہ فوجب اتباعہم، وعلیہ البلخیون ولا یمنع العامۃ من التکبیر الخ (رد المحتار، باب العیدین ۲/۱۸۰ ط سعید)

(۴) (بخاری، باب إذا أقیمت الصلوۃ إلا المکتوبۃ ۱/۹۱ ط قدیمی کتب خانہ، کراچی)

المسجد وقد اقیمت الصلوۃ فصلی رکعتی الفجر فی المسجد الی اسطوانۃ وذلك بمحضر حذیفۃ وابی موسی وروی مثلہ عن عمر بن الخطاب وابی الدرداء و ابن عباس ذکرہ ابن بطال فی شرح البخاری عن الطحاوی و عن محمد بن کعب قال خرج عبداللہ بن عمر من بیتہ فاقیمت صلوۃ الصبح فرکع رکعتین قبل ان یدخل المسجد ثم دخل فصلی مع الناس و ذلك مع علمہ باقامۃ الصلوۃ و مثلہ عن الحسن و مسروق والشعبی انتہی کذافی غنیۃ المستملی [۱] پس ان وجوہ ثلاثہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت فجر عموم حدیث سے مستثنیٰ ہے اس لئے فقہائے حنفیہ اس کے پڑھ لینے کی اجازت بعد اقامت فرض دیتے ہیں لیکن اسی مقام پر بغیر کسی حائل کے پڑھنا مکروہ ہے اور مخالط صف ادا کرنا سخت مکروہ ہے اس لئے کہ ان صورتوں میں مخالفت جماعت لازم آتی ہے اور صحابہ کرام جن سے سنتوں کا پڑھنا ثابت ہے وہ ایسی صورت سے ثابت ہے کہ یا تو خارج مسجد یا اسطوانہ یا ساریہ کے پیچھے پس نہیں صورتوں سے جائز ہوگا۔ فی غنیۃ المستملی [۲] ثم السنۃ المؤکدۃ التی یکرہ خلافہا فی سنۃ الفجر وکذا فی سائر السنن ہو ان لا یاتی بہا مخالطا للصف بعد شروع القوم فی الفریضۃ ولا خلف الصف فی غیرحائل وان یاتی بہا اما فی بیتہ وہو الافضل او عند باب المسجد ان امکنہ ذلك بان کان ثمہ موضع یلیق للصلوۃ وان لم یمکنہ ذلك ففی المسجد الخارج ان کانوا یصلون فی الداخل او فی الداخل ان کانوا فی الخارج ان کان ہناك مسجدان صیفی و شتوی وان کان المسجد واحدا فخلف اسطوانۃ ونحو ذلك کالعمود و الشجرۃ وما اشبہہا فی کونہا حائلا والاتیان بہا خلف الصف من غیر حائل مکروہ و مخالطا للصف کما یفعلہ کثیر من الجہال اشد کراہۃ لما فیہ من المخالفۃ للجماعۃ. خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ جب نماز فرض شروع ہو جائے تو سنت یہ ہے کہ سنت فجر کو مکان میں پڑھے اور افضل یہی ہے یا دروازہ مسجد پر پڑھے (یعنی مسجد سے باہر۔ کما صرح بہ القہستانی و سیاتی ذکرہ) اگر وہاں پر کوئی جگہ نماز کے لائق ہو اور اگر دروازہ مسجد پر ممکن نہ ہو تو باہر والے درجہ میں پڑھے اگر جماعت فرض اندر ہو یا اندر پڑھے اگر جماعت باہر ہو اور اگر مسجد کا ایک ہی درجہ ہو تو ستون کے پیچھے یا اور کسی آڑ والی چیز کے پیچھے پڑھے اور صف کے پیچھے بغیر حائل کے پڑھنا مکروہ ہے اور صف کے برابر مخلوط صف ہو کر پڑھنا جیسا کہ اکثر جاہل کرتے ہیں سخت مکروہ ہے اس عبارت سے خوب معلوم ہو گیا کہ افضل مکان میں پڑھنا ہے پھر مسجد کے باہر مسجد کے دروازہ پر اگر جگہ ہو پھر باہر والے درجہ میں اگر جماعت اندر ہو یا اندر والے درجہ میں اگر جماعت باہر ہو پھر کسی ستون یا آڑ کے پیچھے پڑھنا چاہئے رہا یہ کہ اگر درجہ بھی ایک ہو اور کوئی آڑ بھی نہ ہو تو کیا کرے اس کا حکم یہ ہے کہ سنت کو چھوڑ دے فرض میں شریک ہو جائے۔ فی الدر المختار [۳] بل یصلیہا عند باب المسجد ان وجد مکانا والا

---

(۱) (فروع فی شرح الطحاوی' ص ۲۴۲ ط سہیل اکیڈمی' لاہور)
(۲) (فروع ص ۳۹۶ ط سہیل اکیڈمی' لاہور) (۳) (باب ادراك الفریضۃ' ۵۶/۲ ط سعید)

ترکها لان ترک المکروه مقدم علی فعل السنة وفی رد المحتار قوله عند باب المسجد ای خارج المسجد کما صرح به القهستانی وقال فی العنایة لانه لو صلاها فی المسجد کان متنفلا فیه عند اشتغال الامام بالفریضة و هو مکروه فان لم یکن علی باب المسجد موضع للصلوة یصلیها فی المسجد خلف ساریة من سواری المسجد واشد ها کراهیة ان یصلیها مخالطا للصف مخالفا للجماعة والذی یلی ذلک خلف الصف من غیر حائل و مثله فی النهایة و المعراج قوله والا ترکها قال فی الفتح و علی هذا ای علی کراهة صلاتها فی المسجد ینبغی ان لا یصلی فیه اذا لم یکن عند بابه مکان لان ترک المکروه مقدم علی فعل السنة غیر ان الکراهة تتفاوت فان کان الامام فی الصیفی فصلاته ایاها فی الشتوی اخف من صلاتها فی الصیفی و عکسه واشد ما یکون کراهة ان یصلیها مخالطا للصف کما یفعله کثیر من الجهلة انتهی پس ان عبارتوں سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ اگر مسجد کے دروازہ پر جگہ نہ ہو اور مسجد میں کوئی موقع الگ نہ ہو تو ایسی صورتوں میں سنتوں کو چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ الگ نہ ہونے کی صورت میں یا تو مخالط صف ہو کر پڑھے گا اور یہ سخت مکروہ ہے یا صف کے پیچھے بغیر حائل کے پڑھے گا اور یہ بھی مکروہ ہے اور کراہت کے ساتھ ادا کرنے سے چھوڑ دینا اچھا ہے۔ لان ترک المکروه مقدم علی فعل السنة والله اعلم بالصواب کتبه العبد الضعیف الراجی رحمة مولاه محمد کفایت الله اوصله الله غایة ما یتمناه حرر الاربع خلون۔ من شوال المکرم سنہ ۱۳۱۹ھ

جواب صحیح ہے جماعت کے وقت سنت فجر موکدہ ہے حتی الامکان متعلق سنت ادا کرے۔ فی النهایة اما انه یصلی فی المسجد وان فاتته الجماعة فلان سنة الفجر اکدها قال النبی ﷺ صلوهما وان طردتکم الخیل واما عند باب المسجد فلان الاشتغال بالنفل عند اشتغال الامام مکروه والله اعلم و حکمه احکم کتبه و صدقه محمد اعظم غفرله الله ما اجرم

۲۰ شوال المعظم ۱۳۱۹ھ فی بلدۃ شاہجہانپور۔ الجواب صواب عبید الحق عفی عنہ۔

الجواب صحیح محمد ریاست علی خاں

جماعت ہو رہی ہو تو سنتیں کہاں پڑھی جائیں

(سوال) فجر کی سنت اگر جماعت ہو رہی ہو تو الگ ہو کر پڑھی جائیں یا جماعت میں شامل ہو جانا چاہیے اگر رہ جائیں تو جماعت کے بعد ہی پڑھ لی جائیں یا سورج نکلنے پر پڑھی جائیں یا بالکل نہ پڑھی جائیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۵ شہباز خاں سب انسپکٹر پولیس۔

۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۵۰۰) فجر کی سنتیں جماعت شروع ہو جانے کے بعد علیحدہ مقام میں جا کر پڑھی جائیں اور علیحدہ

کوئی جگہ نہ ہو تو جماعت میں شریک ہو جانا چاہئیے اور جماعت کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے نہیں پڑھنا چاہئیے آفتاب نکلنے کے بعد پڑھ لی جائیں تو بہتر ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جماعت شروع ہونے کے بعد آنے والے کے لئے سنت فجر کا حکم

(سوال) ایک شخص بوقت فجر مسجد میں آتا ہے اور آگے جماعت ہو رہی ہے اب وہ پہلے سنتیں ادا کرے یا جماعت میں شریک ہو جائے؟ المستفتی ۲۱۳ سید محبوب حسن (نرسن کندھ ضلع انبالہ)

۲۲ جمادی الثانیہ ۱۳۵۳ھ ۲ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۵۰۱) فجر کی جماعت شروع ہو جانے کے بعد کسی علیحدہ جگہ میں سنتیں ادا کرنے کا اتنا موقع مل جائے کہ سنت ادا کرکے فرض کی ایک رکعت مل سکے گی تو سنتیں ادا کرکے جماعت میں شریک ہو اور اگر کوئی علیحدہ جگہ میسر نہ ہو یا ایک رکعت فرض ملنے کی امید نہ ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے اور جماعت کے بعد سورج نکلنے سے پہلے سنتیں نہ پڑھے سورج نکلنے کے بعد چاہے تو پڑھ لے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سنت فجر رہ جائیں تو کب پڑھی جائیں

(سوال) زید کہتا ہے کہ اگر فجر کی سنتیں قضا ہو جائیں تو بعد ادائے فرض سنتیں پڑھ لے کوئی حرج نہیں بکر کہتا ہے کہ طلوع آفتاب سے قبل ہرگز سنتیں ادا نہیں کر سکتا اگر پڑھے گا تو گنہ گار ہو گا کس کا قول صحیح ہے؟
المستفتی نمبر ۵۴۴ فقیر احمد (سندر) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۰۲) فرض فجر ادا کرنے کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے سنتیں پڑھنا ممنوع ہے طلوع آفتاب کے بعد پڑھی جائیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بوقت جماعت آنے والوں کے لئے سنتوں کا حکم

(سوال) صبح کی جماعت کھڑی ہونے کے بعد ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اس نے صبح کی سنتیں نہیں

---

(۱) بل يصليها عند باب المسجد إن وجد مكاناً وإلا تركها لأن ترك المكروه مقدم على فعل السنة الخ وفي الشامية: قوله عند باب المسجد أي خارج المسجد كما صرح به القهستاني وقال في العناية: ولأنه لو صلاها في المسجد الخ (باب إدراك الفريضة ۲ / ۵۶ ط سعيد)

(۲) وإذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالإجماع (رد المحتار، باب إدراك الفريضة ۲ / ۵۷ ط سعيد)

(۳) بل يصليها عند باب المسجد إن وجد مكاناً وإلا تركها الخ (الدر المختار، باب إدراك الفريضة ۲ / ۵۶ ط سعيد) وكره نفل ولو سنة الفجر بعد صلاة فجر الخ (الدر المختار، كتاب الصلاة ۱ / ۳۷۵ ط سعيد)

(۴) وإذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالإجماع (رد المحتار، باب إدراك الفريضة ۲ / ۵۷ ط سعيد)

پڑھی تھیں اب یہ شخص جماعت میں بغیر سنت پڑھے شریک ہو جائے یا سنت پڑھ کر ؟

المستفتی نمبر ۱۹۶۱ رحمت علی (دہلی) ۸ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۰۳) فجر کی سنتیں فرض نماز شروع ہو جانے کے بعد ان شرائط کے ساتھ ادا کی جا سکتی ہیں (۱) سنتیں ادا کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہو کر ایک رکعت ملنے کی قوی امید ہو۔ (۲) مسجد میں جماعت کے مقام پر سنتیں نہ پڑھی جائیں (۳) مسجد سے خارج کسی دالان میں یا حجرہ میں یا دروازے کے باہر کسی جگہ میں ادا کی جائیں (۴) مسجد میں ادا کی جائیں تو جماعت سے آڑ کی جگہ ہو۔ اگر ان شرطوں میں سے کوئی ایک شرط بھی پوری نہ ہو تو سنتیں چھوڑ کر فرضوں میں شریک ہو جانا چاہئے، فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فجر کی سنتیں رہ جائیں تو سورج نکلنے کے بعد پڑھی جائیں ؟

(سوال) عن ابن عباس قال سمعت غير واحد من اصحاب النبی ﷺ منهم عمر بن الخطاب وكان من احبهم الی ان رسول الله ﷺ نهی عن الصلوة بعد الفجر حتى تطلع الشمس و عن الصلوة بعد العصر حتى تغرب الشمس. ترمذی ، ص ۲۵ مجتبائی دہلی

صبح کی سنتیں اگر رہ جائیں تو کیا فرض سے فارغ ہو کر سورج نکلنے سے پہلے پڑھی جا سکتی ہیں بعض لوگ روزانہ اس میں جھگڑتے ہیں حالانکہ یہ بالکل واضح حدیث موجود ہے یہ بھی جناب ہی واضح فرما دیں۔

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۰۴) صبح کی سنتیں اگر فرض سے پہلے نہ پڑھی جائیں تو پھر آفتاب نکلنے کے بعد پڑھی جائیں فرض کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے پڑھنا حنفیہ کے نزدیک اسی حدیث کی وجہ سے جو آپ نے نقل کی ہے منع ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

فصل دوم۔ احکام سنن ونوافل

بوقت جماعت آنے والوں کے لئے سنتوں کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

---

(۱) وإذا خاف فوت ركعتي الفجر لاشتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة أكمل وإلا بأن رجا أدراك ركعة في ظاهر المذهب لا يتركها بل يصليها عند باب المسجد إن وجد مكانا وإلا تركها لأن ترك المكروه مقدم على فعل السنة (الدر المختار) وفي الشامي قوله عند باب المسجد اي خارج المسجد كما صرح به القهستاني فإن لم يكن على باب المسجد موضع للصلاة يصليها في المسجد خلف سارية من سوارى المسجد واشدها كراهة ان يصليها مخالطا للصف مخالفا للجماعة (باب إدراك الفريضة ۲/ ۵۶ ط سعيد)

(۲) (باب ما جاء في كراهية الصلاة بعد العصر و بعد الفجر ۱/ ۴۵ ط سعيد)

(سوال) نماز فجر کی جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جس نے سنتیں نہیں پڑھی تھیں اب وہ بغیر سنتیں پڑھے جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۰۵) فجر کی سنتیں فرض نماز شروع ہو جانے کے بعد ان شرائط کے ساتھ ادا کی جا سکتی ہیں:-

(۱) سنتیں ادا کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہو کر ایک رکعت ملنے کی قوی امید ہو (۲) مسجد میں جماعت کے مقام پر سنتیں نہ پڑھی جائیں۔ (۳) مسجد سے خارج کسی دالان یا حجرے میں یا دروازے کے باہر کسی جگہ ادا کی جائیں۔ (۴) مسجد میں ادا کی جائیں تو جماعت سے آڑ کی جگہ ہو اگر ان شرطوں میں سے کوئی ایک شرط بھی پوری نہ ہو تو پھر سنتیں چھوڑ کر فرضوں میں شریک ہو جانا چاہئے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سلام کے بعد امام کے لئے محراب سے ہٹ کر سنتیں پڑھنا مستحب ہے

(سوال) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ منقول از الجواب المتین مصنفہ مولانا سید اصغر حسین صاحب مطبوعہ احمدی پریس ص ۱۹ حدیث اول ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ جب فرض کے بعد سنت و نفل پڑھو تو ذرا آگے پیچھے یا دائیں بائیں کو ہٹ جاؤ (ابو داؤد وابن ماجہ) حدیث دوم حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مسنون ہے یہ کہ امام نفل و سنت نہ پڑھے جب تک کہ اپنی جگہ سے ہٹ نہ جائے (ابن ابی شیبہ وابو داؤد از مغیرہ منقطع) سوال یہ ہے کہ کیا احادیث مذکورہ سے بعد فرضوں کے جگہ بدل کر سنت و نفل پڑھنا مسنون ہے اور یہ مسجد کے لئے ہے یا گھر میں نماز پڑھنے والوں کے لئے بھی ہے؟

(جواب ۵۰۶) فرض کی جگہ سے علیحدہ ہو کر سنن و نوافل پڑھنے کا استحباب اس بناء پر ہے کہ نماز پڑھنے والے کے لئے دو مقام گواہ بن جائیں یا فرائض و نوافل میں امتیاز ہو جائے اور اس بناء پر یہ استحباب مسجد کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مکان و مسجد دونوں میں پایا جائے گا۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سنن و نوافل گھر میں پڑھنا مسنون ہے

(سوال) ماقولکم رحمکم اللہ کہ یہاں دو فرقہ ہو گیا ہے۔ ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ فرضوں کے بعد سنتوں کی تاخیر اللھم انت السلام ومنک السلام الخ یا اس کے برابر کوئی دعا سے زائد مکروہ ہے۔ دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ حدیث سے جو دعائیں اور اذکار ثابت ہیں ان کا بعد فرضوں کے پڑھنا سنت ہے چاہے طویل ہو اور

---

(۱) وإذا خاف فوت ركعتي الفجر لاشتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة أكمل وإلا بأن رجا إدراك ركعة في ظاهر المذهب لا يتركها بل يصليها عند باب المسجد إن وجد مكانا وإلا تركها لأن ترك المكروه مقدم على فعل السنة (التنوير مع شرحه باب إدراك الفريضة ٥٦/٢ ط سعيد)

(۲) ويكره للإمام التنفل في مكانه لا للمؤتم (درمختار) وفي الشامية "أما المقتدي والمنفرد فإنهما إن لبثا أو قاما إلى التطوع في مكانهما الذي صليا فيه المكتوبة جاز والأحسن أن يتطوع في مكان آخر الخ (فصل في تاليف الصلاة ٥٣١/١ ط سعيد)

بعد دعا کے سنت اور نفل گھر میں جا کر پڑھنا افضل ہے اگرچہ گھر دور ہو غرضیکہ اس مقدار سے زائد تاخیر کو کوئی مکروہ کہتا ہے اور کوئی سنت سوال یہ ہے کہ شامی کی عبارت (اذا تردد الحکم بین سنة و بدعة کان ترك السنة راجحا علی فعل البدعة) (۱) کے مطابق یہ مقدار سے زائد تاخیر بدعت ہوگیا یا نہیں؟ بینوا توجروا

(جواب ۵۰۷) اذا تردد الحکم الخ سے مراد یہ ہے کہ کسی فعل کے سنت یا بدعت ہونے میں ایسا تردد ہو کہ کسی جہت کو ترجیح نہ ہو سکے تو ایسی حالت میں احتیاطاً ترک سنت راجح ہوگا فعل بدعت سے۔ لیکن اگر دلیل سے کسی جانب کی ترجیح ثابت ہو جائے تو اس راجح امر کو اختیار کرنا متعین ہے اور صورت مذکورہ فی السوال میں روایت صحیحہ کثیرہ سے صراحۃً ثابت ہے کہ فرض کے بعد اللهم انت السلام الخ سے زائد مقدار کی دعائیں آنحضرت ﷺ نے پڑھی ہیں اسی طرح نوافل کو گھر میں پڑھنے کا استحباب احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اس خصوص میں کوئی حدیث اس کے معارض بھی نہیں ہے تو یقیناً راجح یہی ہے کہ بعد فرائض اذکار وادعیہ ماثورہ پڑھ کر گھر جا کر سنن ونوافل پڑھنا مسنون ہے۔(۲)

نماز مغرب سے پہلے نوافل کیوں مکروہ ہیں

(سوال) بعد غروب آفتاب قبل نماز مغرب حدیث صحیح سے دو رکعت نفل نماز پڑھنا ثابت ہے مگر حنفیہ کے نزدیک مکروہ لکھا ہے لہذا اس کے مکروہ ہونے کی کیا دلیل ہے؟

المستفتی ممتاز علی کانور ضلع رہتک

(جواب ۵۰۸) بے شک صحیح حدیث سے بعض صحابہ کا اذان مغرب کے وقت دو رکعت نماز پڑھنا ثابت ہے مگر خود حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے کبھی نہیں پڑھی ہیں۔ عن منصور عن ابیه قال ما صلی ابو بکر ولا عمر ولا عثمان الرکعتین قبل المغرب (عب و مسدد) کذافی کنز العمال۔(۳) یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں نہیں پڑھی ہیں اور فتح الباری میں حافظ ابن حجر نے تسلیم کیا ہے کہ حضور ﷺ نے بھی نہیں پڑھی ہیں اما کونه ﷺ لم یصلهما فلا ینفی الاستحباب الخ (۴) (فتح الباری) حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں یہ بھی لکھا ہے وروی عن ابن عمر قال ما رأیت احداً یصلیهما علی عهد النبی ﷺ و عن الخلفاء الاربعة و جماعة من الصحابة انهم کانوا لا یصلونهما (۵) یعنی حضرت ابن عمرؓ سے

---

(۱) (باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ۱/۶۴۲ ط سعید)

(۲) عن جابر قال قال رسول الله ﷺ اذا قضی احدکم الصلاة فی مسجده فلیجعل لبیته نصیبا من صلاته فان الله جاعل فی بیته من صلاته خیرا (مسلم باب استحباب صلاة النافلة فی بیته ۱/۲۶۵ قدیمی کتب خانه کراچی)

(۳) (باب المغرب وما یتعلق به ۸/۵۰ ط بیروت لبنان)

(۴) (باب کم بین الأذان والإقامة ۲/۹۰ ط مصر)

(۵) (ایضا)

مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں کسی کو یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور خلفائے اربعہ اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ یہ سب دو رکعتیں نہیں پڑھتے تھے حضرت انس فرماتے ہیں كان رسول الله ﷺ يخرج علينا بعد غروب الشمس و قبل صلوة المغرب فيرانا نصلى فلا يأمرنا ولا ينهانا (۱) (كنز العمال عن ابن النجار) یعنی آنحضرت ﷺ (حجرہ سے) باہر تشریف لاتے تھے تو ہم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے نہ تو ہم کو منع فرماتے تھے اور نہ نماز پڑھنے کے لئے حکم دیتے تھے۔

حنفیہ اس خیال سے کہ اس وقت نوافل کی اجازت سے فرض مغرب میں تاخیر ہوگی خلاف اولیٰ یا مکروہ تنزیہی کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہٗ مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے
(۲) مغرب اور عشاء کی سنتیں اور نوافل ثابت ہیں یا نہیں

(سوال) (۱) وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھی جاتی ہیں ان کو بیٹھ کر پڑھنا چاہیے یا کھڑے ہو کر؟ بہشتی زیور میں جناب مولانا اشرف علی صاحب نے کھڑے ہو کر پڑھنے کو لکھا ہے اور مفتاح الجنۃ میں لکھا ہوا ہے کہ بیٹھ کر پڑھنا چاہیے (۲) ظہر کی نماز فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ جو پڑھی جاتی ہے اس کے بعد دو رکعت اور بیٹھ کر جو لوگ پڑھتے ہیں اس کی سند ہے یا نہیں؟ نیز مغرب کی دو رکعت سنت مؤکدہ اور عشاء کی دو رکعت سنت مؤکدہ کے بعد بھی لوگ دو رکعت اور بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۲۴ حبیب اللہ ضلع غازی پور یکم شعبان ۱۳۵۲ھ م ۲۰ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۰۹) وتر کے بعد کی نفلیں کھڑے ہو کر پڑھنی بہتر ہیں تاکہ پورا ثواب ملے بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملے گا، (۲) ہاں ان دو رکعت کی بھی سند ہے اور مغرب اور عشاء کے بعد دو سنت مؤکدہ ان کے بعد دو رکعت نفل کی بھی سند ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

سنتوں اور نوافل کی نیت کس طرح کریں؟

(سوال) سنتوں اور نفلوں میں وقت کی پابندی ہے یا نہیں جیسے مثلاً دو رکعت سنت رسول اللہ ﷺ کی

---

(۱) (باب المغرب وما يتعلق به ٨ / ٥٣ ط بيروت)

(۲) وكذا بناء بعد الشروع بلا كراهة في الأصح كعكسه وفيه أجر غير النبي ﷺ على النصف إلا بعذر (الدر المختار، باب الوتر والنوافل ٢ / ٣٦ ط سعيد)

(۳) عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ من ثابر على ثنتي عشرة ركعة من السنة بنى الله له بيتا في الجنة أربع ركعات قبل الظهر و ركعتين بعدها و ركعتين بعد المغرب و ركعتين بعد العشاء و ركعتين قبل الفجر (ترمذي، باب ما جاء فيمن صلى في يوم وليلة ثنتي عشرة ركعة من السنة ١ / ٩٤ ط سعيد) وسن مؤكدا أربع قبل الظهر و ركعتان قبل الصبح و بعد الظهر و بعد المغرب و العشاء (التنوير و شرحه، باب الوتر والنوافل ٢ / ١٣ ط سعيد)

وقت کہنا چاہیے یا نہیں؟ یا صرف دو رکعت سنت سنت رسول اللہ ﷺ کی منہ طرف کعبہ شریف کے کہنا چاہئے ؟

المستفتی ۲۲۴ شہباز خاں سب انسپکٹر پولیس ضلع کرنال۔ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ ۳ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۵۱۰) سنتوں اور نفلوں میں وقت کا نام لینے کی ضرورت نہیں اور سنت رسول اللہ کی یہ لفظ کہنے کی بھی ضرورت نہیں صرف یہ کہنا چاہیے نیت کی میں نے دو رکعت نماز سنت واسطے خدا کے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

وتر کے بعد نوافل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر

(سوال) نوافل بعد وتر میں خصوصاً اور دوسرے نوافل میں عموماً کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پڑھنے میں افضلیت کا کوئی درجہ ہے یا نہیں؟ قیام کو فضیلت ہے یا قعود کو؟

المستفتی نمبر ۵۰۹ حاجی تقی محمد سورتی۔ ۴ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۶ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۱۱) نوافل مطلقاً کھڑے ہو کر پڑھنے میں پورا ثواب ملتا ہے اور بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے اس میں تمام نوافل برابر ہیں وتر کے بعد کی نفلوں کا اس حکم سے تخصیص کا ثبوت نہیں ہے آنحضرت ﷺ کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب ملتا تھا اگر حضور اکرم ﷺ نے وتر کی نفلیں بیٹھ کر پڑھی ہیں تو ہم اپنے کو حضور ﷺ پر قیاس نہیں کر سکتے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سنتوں کے لئے اذان کا انتظار ضروری نہیں

(سوال) سنت پڑھنے کے واسطے اذان کا انتظار ضروری ہے یا نہیں؟ جیسا کہ جمعہ وعشاء وظہر کے وقت چار رکعت سنت پہلے پڑھی جاتی ہیں بغیر اذان ہوئے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۲۴ شیخ شفیق احمد (ضلع مونگھیر)۔ ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۹ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۱۲) سنت پڑھنے کے واسطے اذان کا انتظار ضروری نہیں جمعہ اور ظہر اور فجر کی سنتیں اذان سے پہلے پڑھی جا سکتی ہیں(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سنتیں گھر میں پڑھ کر آنے والے کے لئے تحیۃ المسجد کا حکم

(سوال) زید نفل و سنت پڑھ کر گھر سے مسجد آیا تو کیا یہ تحیۃ المسجد بھی پڑھ سکتا ہے؟ یعنی سنتوں اور فرض

---

(۱) وکفی مطلق نیة الصلاة وإن لم یقل لله لنفل وسنة راتبة الخ (الدر المختار، بحث النیة ۱/ ۴۱۷)

(۲) ویتنفل مع قدرته علی القیام قاعداً أجر غیر النبی ﷺ علی النصف إلا بعذر (التنویر وشرحه، باب الوتر والنوافل ۲/ ۳۶ ط سعید)

(۳) بشرطیکہ وقت ہو چکا ہو۔

کے درمیان ؟

المستفتی نمبر ۶۵۸ مجیدی دواخانہ بمبئی۔ ۲۷ رجب ۱۳۵۴ھ م ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۱۳) نماز کی موکدہ سنتیں گھر سے پڑھ کر آنا اور فرض نماز میں دیر ہے تو مسجد میں آکر تحیۃ المسجد پڑھ لینا سنت ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فرضوں سے پہلے اور بعد سنتوں کی کیا حکمت ہے؟

(سوال) فرضوں سے پہلے یا بعد جو سنتیں پڑھی جاتی ہیں یہ کس لئے قرار دی گئیں ؟

المستفتی نمبر ۶۹۹ حکیم مولوی سید عبداللہ شاہ۔ ۹ شوال ۱۳۵۴ھ م ۵ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۱۴) ان سنن موکدہ کا حکم ہمارے لئے تو اتنا کافی ہے کہ حضور ﷺ نے پڑھی ہیں اور پڑھنے کی ہم کو بھی تعلیم اور تاکید فرمائی ہے اس کے علاوہ ایک حکمت بھی حدیث سے ہمیں معلوم ہوگئی ہے کہ فرائض میں اگر کچھ نقصان رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ ہماری سنن و نوافل سے پورا کردیا جائے گا اور یہ بہت بڑا فائدہ اور بڑی اہم مصلحت ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) جمعہ کی پہلی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھے ؟
(۲) ظہر کی چار سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھیں ؟
(۳) فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھ سکتے ہیں؟

(سوال) (۱) جمعہ کی چار رکعت سنت اگر کسی کو نہیں ملی تو فرض کے بعد اس کو ادا کرے یا اس سنت کو پہلے ادا کرے جو فرض کے بعد پڑھی جاتی ہے ؟(۲) ظہر کی سنتوں کا کیا حکم ہے ؟(۳) فجر کی سنت اگر کسی نے نہیں پڑھی اور فرض پڑھ چکا ہے تو سنت کس وقت ادا کرے اور نیت کس طرح کرے ؟ سنت کی قضاء پڑھے یا نہ پڑھے ؟

المستفتی نمبر ۷۷۹ محمد رفیع سوداگر چرم۔ ضلع میدنی پور
یکم ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ م ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۱۵) جمعہ سے پہلے کی چار رکعتیں نماز کے بعد پڑھ لے اور چاہے انہیں پہلے پڑھ لے یا بعد والی پہلے پڑھے دونوں جائز ہیں (۲) (۲) یہ بھی دونوں طرح جائز ہے (۳) (۳) بعد طلوع آفتاب پڑھ

---

(۱) وسن تحية رب المسجد وهي ركعتان الخ (تنوير مع شرحه) وفي الشامية والحاصل ان المطلوب من داخل المسجد أن يصلي فيه الخ (باب الوتر والنوافل مطلب تحية المسجد ۲/ ۱۸ ط سعيد)

(۲) عن عبدالله بن شقيق قال " سألت عائشة عن صلوة رسول الله ﷺ عن تطوعه فقالت " كان يصلي في بيتي قبل الظهر اربعا ثم يخرج فيصلي بالناس ثم يدخل فيصلي ركعتين وكان يصلي بالناس المغرب ثم يدخل فيصلي ركعتين و يصلي بالناس العشاء ويدخل بيتي فيصلي ركعتين الخ (مسلم' باب جواز النافلة قائما و قاعدا و فعل بعض الركعة قاعداً و بعضها قائماً ۱/ ۲۵۲ ' ط قديمي كتب خانه' كراچي)

(۳) بخلاف سنة الظهر' وكذا الجمعة' انه ان تركها و يقتدي' ثم يأتي بها في وقته الخ (الدر المختار' باب ادراك الفريضة ۲/ ۵۸ ط سعيد)

(٤) (ايضا)

سکتا ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

وتر سے پہلے دو رکعت نفل کا ثبوت

(سوال) وتر سے قبل جو دو رکعت نفل لوگ پڑھتے ہیں ان کا کہیں ثبوت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۴۱ مولوی عبدالقدوس صاحب امام مسجد (ترکمان دروازہ دہلی)

۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۷ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۱۶) عشاء کے بعد دو رکعتیں تو سنت مؤکدہ ہیں اور دو نفل ہیں آنحضرت ﷺ سے ان کا ثبوت ہے۔ بخاری(۲) میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ صلی رسول اللہ ﷺ العشاء ثم جاء فصلی اربع رکعات ثم نام ثم قام الخ یعنی آنحضرت ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر گھر میں آئے اور چار رکعتیں پڑھیں پھر سوگئے پھر (تہجد کے لئے) اٹھے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

وتر کے بعد دو رکعت نفل ثابت ہیں یا نہیں؟

(سوال) وتر کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنا حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۲۱ عبدالحمید صاحب (مارواڑ) ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م یکم فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱۷) وتر کے بعد دو رکعت نفل حضور اکرم ﷺ سے بیٹھ کر پڑھنا ثابت ہے ابوداؤد شریف میں یہ روایت کہ حضور اکرم ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے موجود ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(سوال) وتر کے بعد جو دو رکعت نفل نماز پڑھی جاتی ہے اس کو بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر؟

المستفتی نمبر ۱۴۱۷ شمس الدین صاحب (مانڈلے برما) ۱۵ صفر ۱۳۵۶ھ م ۲۷ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱۸) وتر کے بعد دو رکعتیں نفل کی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) اذا فاتت سنة الفجر وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالاجماع وقال محمد: "احب الى ان يقضيها الى الزوال" كما في الدرر قيل هذا قريب من الاتفاق لأن قوله "احب إلي" دليل على انه لو لم يفعل لا لوم عليه وقالا: "لا يقضي وإن قضى فلا بأس به (رد المحتار، باب إدراك الفريضة ۵۷/۲ ط سعيد)

(۲) (باب الوتر ۱۳۵/۱ ط قديمي كتب خانه، كراچي)

(۳) عن عائشة أن رسول الله ﷺ كان يوتر بتسع ركعات ثم اوتر بسبع ركعات وركع ركعتين وهو جالس بعد الوتر يقرأ فيهما فاذا اراد أن يركع قام فركع ثم سجد (باب في صلاة الليل ۱۹۸/۱ ط مكتبه امداديه ملتان)

(۴) ويتنفل مع قدرته على القيام قاعدا لا مضطجعا الا بعذر أجر غير النبي ﷺ على النصف إلا بعذر الخ (التنوير مع شرحه، باب الوتر والنوافل ۳۶/۲ ط سعيد)

سنت مؤکدہ کے تارک کا حکم

(سوال) امام مسجد لوگوں کو بتاتا ہے کہ سنت مؤکدہ کا ادا کرنا یا جانا کوئی ضروری نہیں ہے پڑھنا نہ پڑھنا مساوی ہے اس کا حکم شرعی فرما کر مسئلہ کو روشن فرمادیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۲۱ امر ان الدین صاحب ملتانی۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱۹) سنن مؤکدہ کا تارک علی الدوام گناہ گار اور تارک علی الاستخفاف کافر ہے اور اگر ترک احیانا بضرورۃ یا کسی عذر سے ہو جائے تو جائز ہے۔ الذی یظہر من کلام اہل المذہب ان الاثم منوط بترک الواجب او السنة المؤکدة علی الصحیح لتصریحہم بان من ترک سنن الصلوة الخمس قیل لا یاثم والصحیح انہ یاثم ذکرہ فی فتح القدیر (کذافی رد المحتار) (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نوافل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(سوال) نوافل کا کھڑے ہو کر پڑھنا تو یقیناً بیٹھ کر پڑھنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے لیکن کسی وقت کی نفل کو بیٹھ کر پڑھنے میں کھڑے ہو کر پڑھنے جیسا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۵۱ حبیب حسین (بہار) ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۲۰) تمام نوافل کا یہی حکم ہے کہ بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے مگر آدھا ثواب ملتا ہے اس سے کوئی نفل مستثنیٰ نہیں ہے (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نفل کا ثواب فرض کے برابر نہیں

(سوال) اگر کوئی شخص پنجگانہ نماز کا پابند نہ ہو اور وہ عید میلاد النبی ﷺ کے روز یا شب میں نوافل ادا کرے تو آیا ان نوافل دوگانہ سے کوئی فائدہ یا ثواب حاصل نہ ہوگا؟

المستفتی نمبر ۲۰۸۵ شیخ عبداللہ موسیٰ صاحب بمبئی نمبر ۸۔
۲۶ رمضان ۱۳۵۶ھ یکم دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۲۱) نوافل جو ادا کئے جائیں گے اس کا ثواب خدا تعالیٰ کی طرف سے ملے گا یہ دوسری بات ہے کہ ترک فرائض کے عقاب کے مقابلے میں وہ کچھ فائدہ بھی پہنچا سکتے ہیں یا نہیں؟ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

چند احادیث کا مطلب

(سوال) حسب ذیل احادیث کا کیا مطلب ہے؟

---

(۱) (کتاب الصلوة مطلب فی السنة وتعریفها ۱/۱۰۴ ط سعید)
(۲) ویتنفل مع قدرته علی القیام قاعدا لا مضطجعا الا بعذر [illegible] اجر غیر النبی ﷺ علی النصف الا بعذر الخ (تنویر مع شرحه باب الوتر والنوافل ۲/۳۶ ط سعید)

(الف) (۱) اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ (۱) (۲) عن ابن عمر انه ابصر رجلا یصلی الرکعتین والمؤذن یقیم فحصبه وقال اتصلی الصبح اربعا (۳) وروینا عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰه عنه انه کان اذا رای رجلا یصلی وهو سمع الاجابة ضربه (٤) ووقع نحو هذه القصة ایضا لابن عباس رضی الله تعالی عنهما قال کنت اصلی واخذ المؤذن فی الاقامة فجبذنی النبی ﷺ وقال اتصلی الصبح اربعا۔ اخرجه ابن خزیمة وابن حبان والبزار والحاکم وغیرهم۔

(ب) اور مسجد کے دالان میں جس میں جماعت ہو رہی ہو یہ صف کے پیچھے ستون کی آڑ کافی ہوگی یا جماعت میں شریک ہو جائیں اور جماعت ہونے کی حالت میں اسی دالان میں سنت پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۵۳ عبدالحق صاحب دہلی۔ ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ م ۳۱ دسمبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۵۲۲) حدیث نمبر ۱ کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب (فرض) نماز کی تکبیر ہو جائے تو سوائے فرض کے اور کوئی نماز نہیں حدیث نمبر ۲ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے دیکھا کہ مؤذن تکبیر کہہ رہا ہے اور ایک آدمی سنتیں پڑھتا ہے (یعنی پڑھنا چاہتا ہے) تو انہوں نے اس آدمی پر کنکری پھینکی اور فرمایا کہ کیا فجر کی چار رکعتیں پڑھے گا۔ حدیث نمبر ۳ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ جب دیکھتے کہ کوئی آدمی تکبیر سن رہا ہے اور پھر (اپنی علیحدہ) نماز پڑھتا ہے تو اسے مارتے۔ حدیث نمبر ۴ کا مطلب یہ ہے کہ ایسا واقعہ حضرت ابن عباسؓ کو بھی پیش آیا کہ وہ نماز پڑھنے لگے اور مؤذن نے تکبیر شروع کی تو آنحضرت نے انہیں کھینچ لیا اور فرمایا کہ کیا تم صبح کی چار رکعتیں پڑھو گے ان روایتوں کا مطلب یہ ہے کہ فرض نماز کی تکبیر ہونے کے بعد اس جگہ سنتیں پڑھنے کی ممانعت ہے کیونکہ اس جگہ سنتیں پڑھنے سے صورۃ جماعت کی مخالفت لازم آتی ہے نیز صبح کی چار رکعتیں اکٹھی ہو جانے کی شکل پیدا ہو جاتی ہے لیکن اگر مسجد سے خارج یا آڑ کی جگہ میں سنتیں ادا کی جائیں تو بشرطیکہ ایک رکعت فرض مل جانے کا ظن غالب ہو تو یہ جائز ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ سے یہ عمل مروی ہے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا یہ عمل کہ اقامت ہو جانے پر سنتیں پڑھنے والے کے کنکری ماری اور فرمایا کہ کیا فجر کی چار رکعتیں پڑھے گا حدیث نمبر ۲ میں مذکور ہے اور انہیں سے یہ عمل بھی ثابت ہے کہ اقامت ہو جانے کے بعد انہوں نے حضرت حفصہؓ کے گھر میں جا کر سنتیں پڑھیں اور پھر آکر جماعت میں شامل ہوئے۔ وصح عنه (ای ابن عمر) انه قصد المسجد فسمع الاقامة فصلی رکعتی الفجر فی بیت حفصة ثم دخل المسجد فصلی مع الامام (۲) (فتح الباری ص ۳۶۹ ج ۳ طبع ہند) اسی طرح حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابو الدرداء اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے فرض کی اقامت ہو جانے کے بعد مسجد سے باہر یا مسجد میں جماعت کی جگہ سے آڑ میں ہو کر سنتیں پڑھ لیں پھر جماعت میں شامل ہوئے ان

---

(۱) (بخاری باب إذا أقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ إلا المکتوبة ۹۱/۱ ط قدیمی کتب خانه کراچی)
(۲) (باب إذا أقیمت الصلاۃ فلا صلوۃ إلا المکتوبة ۲۷/۲ ط مصر)

روایت سے ثابت ہوا کہ یہ اولوالعزم فقہاء صحابہ ممانعت کو اسی صورت پر محمول سمجھتے تھے کہ سنتیں جماعت فرض کی جگہ پڑھی جائیں اور مسجد سے خارج یا آڑ کی جگہ میں اقامت ہو جانے کے بعد بھی پڑھنے کو جائز سمجھتے تھے اور پڑھ لیتے تھے۔(۱)

(۲) جس جگہ جماعت ہو رہی ہو اس جگہ سنتیں پڑھنا ناجائز ہے یا تو خارج مسجد پڑھی جائیں یا جماعت کی جگہ سے علیحدہ کسی آڑ کی جگہ میں پڑھے اور ایک رکعت فرض کی مل جانے کا پورا بھروسہ ہو ورنہ جماعت میں شامل ہو جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جماعت کے وقت سنتیں پڑھیں یا نہیں؟

(سوال) جماعت شروع ہو جانے کے بعد سنتوں کی نیت باندھنا کیسا ہے؟

(جواب ۵۲۳) جب فرض نماز کی جماعت شروع ہو جائے اس کے بعد سنتوں کی نیت نہ باندھی جائے صرف فجر کی سنتیں جماعت کی جگہ سے علیحدہ کسی جگہ پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جانے اور ایک رکعت ملنے کا یقین ہو تو ایسا کرے ورنہ فرض نماز میں شریک ہو جائے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ظہر کی سنتیں پڑھتے وقت جماعت کھڑی ہو جائے تو کیا کرے؟

(سوال) متعلق سنن ظہر

(جواب ۵۲۴) ظہر کی سنتیں جو فرض شروع ہونے سے پہلے پڑھ رہا تھا اگر درمیان فرض شروع ہو جائیں تو سنتیں پوری کرکے سلام پھیرے اور فرض میں شامل ہو جائے لیکن اگر دو رکعت پر سلام پھیر کر فرض میں شریک ہو جائے اور پھر چاروں رکعتیں فرض کے بعد ادا کرے تو یہ بھی جائز ہے پہلی صورت بہتر ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

سنت پڑھے بغیر امامت کرا سکتا ہے

(سوال) ایک امام صاحب وقت ظہر ٹھیک جماعت کے مقررہ ٹائم پر تشریف لائے مقتدی دوسرے

---

(۱) لما روی الطحاوی وغیره عن ابن مسعود انه دخل المسجد و اقیمت الصلاة فصلی رکعتی الفجر فی المسجد الی الاسطوانة وذلک بمحضر حذیفة و ابی موسی و مثله عن ابی الدرداء و ابن عباس و ابن عمر کما اسنده الحافظ الطحاوی فی شرح الآثار و مثله عن الحسن و مسروق والشعبی' شرح المنیة (رد المحتار' کتاب الصلاة ۳۷۸/۱ ط سعید)

(۲) وکذا یکره التطوع عند اقامة الصلاة المکتوبة لحدیث إذا اقیمت الصلاة فلا صلوة إلا المکتوبة الا سنة فجر ان لم یخف فوت جماعتها الخ (التنویر و شرحه' کتاب الصلاة ۱/۳۷۸ ط سعید)

(۳) قال فی التنویر و شرحه " والشارع فی نفل لا یقطع مطلقاً ویتمه رکعتین وکذا سنة الظهر و سنة الجمعة اذا اقیمت أو خطب الإمام یتمها اربعا علی القول الراجح لانها صلاة واحدة (باب ادراک الفریضة ۲/۵۸ ط سعید)

صاحب کو نماز پڑھانے کے لئے سنت ختم [illegible] کئے اتنے میں امام صاحب آگئے اور بغیر سنت موکدہ پڑھے امام نے فرض پڑھا دیئے تو عمرو کہتا ہے کہ اس طرح بغیر سنت پڑھے فرض نماز پڑھانا جائز نہیں اور نماز نہیں ہوتی عمرو کا یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب ٥٢٥) بغیر سنت پڑھے فرض پڑھا دینے سے نماز ہو جاتی ہے یہ کہنا کہ نماز جائز نہیں ہوئی غلط ہے(١)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

سنتیں کس وقت تک مؤخر کر سکتا ہے؟

(سوال) بعد فرض کے سنتوں کی تاخیر کس مقدار تک اچھی ہے اور کس مقدار سے زائد تاخیر مکروہ ہے؟

(جواب ٥٦٢) زیادہ تاخیر کو حنفیہ نے مکروہ فرمایا ہے اور زیادہ تاخیر سے مراد یہ ہے کہ اذکار ماثورہ کی مقدار سے زائد ہو(٢) والتفصیل فی رسالتنا النفائس المرغوبة واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ غفر لہ، مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی

سنتوں اور نفلوں کے بعد دعا

(سوال) سنتوں اور نفلوں کے بعد بھی دعا کرنا ہر شخص کے لئے خواہ امام ہو یا مقتدی سنت ہے یا مستحب ہے یا کیا؟

(جواب ٥٢٧) انفرادا دعا مانگنا امام و مقتدی ہر ایک کے لئے سنتوں اور نفلوں کے بعد بھی جائز ہے اور اجتماعا بھی بشرطیکہ التزام و اعتقاد سنیت نہ ہو اور اجتماعی دعا کا افضل طریقہ یہ ہے کہ بعد فرائض اور قبل سنن و نوافل ہو(٣) وقد حققنا ذلك فی رسالتنا النفائس المرغوبه واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ غفر لہ، مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی

سنن و نوافل گھر میں پڑھنا بہتر ہے

(سوال) بعد فرضوں کے سنتیں اپنے گھروں میں جا کر پڑھنی چاہئیں یا مسجد میں؟

---

(١) لحديث عائشة ان النبي ﷺ كان اذا فاتته الاربع قبل الظهر قضاهن بعده" (رد المحتار، باب ادراك الفريضة ٢ / ٥٨ ط سعيد)

(٢) ويكره تاخير السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ قال الحلوانی: لا باس بالفصل بالاوراد واختاره الكمال الخ (الدر المختار، فصل في صفة الصلاة ١ / ٥٢٠ ط سعيد) (٣) ان الدعاء المعمول في زماننا بعد الفريضة رافعين ايديهم على الهيئة الكذائية لم تكن المواظبة عليه في عهده عليه السلام بل الادعية بعد الفريضة ثابتة كثيرا بلا رفع اليدين وبدون الاجتماع ونحوها متواترة وثبت الدعاء متواترا مع رفع اليدين بعد النافلة في واقعتين وقال بعض الاحناف من اهل العصر: "ان الشيء الذي مما ثبت في مواضع لا حرج في تعديه الى الدعاء بعد المكتوبة ايضا واستدل بالعموم ايضا (العرف الشذي على الترمذي باب ما جاء في كراهية يخص الامام نفسه بالدعاء ١ / ٨٦ ط سعيد)

(جواب ۵۲۸) سنن ونوافل کا گھر میں ادا کرنا افضل ہے یہی اصل حکم ہے احادیث صحیحہ سے اور فقہ حنفی سے ثابت ہے۔ الافضل فی السنن والنوافل المنزل لقوله علیه السلام صلوة الرجل فی المنزل افضل الا المکتوبة الخ (فتاوی عالمگیری)(۱) عموم حدیث میں فرضوں سے پہلے اور بعد کی سنتیں داخل ہیں ہاں تراویح بوجہ سنیت جماعت مستثنیٰ ہے۔ ذکر الحلوانی الافضل ان یؤدی کله فی البیت الا التراویح (فتاوی عالمگیری)(۲) واللہ اعلم کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ، سنہری مسجد دہلی

ظہر کی سنتیں رہ جائیں تو پہلے دو پڑھے یا چار

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی جائے اور پہلی چار سنتیں رہ گئی ہوں تو پہلے دو سنت پڑھے یا چار؟

(جواب ۵۲۹) ظہر کے فرضوں سے پہلے کی سنتیں اگر جماعت میں شریک ہوجانے کی وجہ سے رہ جائیں تو فرضوں کے بعد اختیار ہے چاہے پہلے چار سنتیں پڑھے اور پھر دو یا پہلے دو پڑھے پھر چار۔ دونوں طرح جائز ہے (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جہاں سنتیں پڑھیں وہاں فرض پڑھنا جائز ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) جس جگہ سنت پڑھی جاتی ہے اس جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ فرض نماز پڑھنا یہ شرعی حکم ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۳۰) جس جگہ سنت نماز پڑھی جائے فرض کے لئے اس جگہ سے ہٹنا ضروری نہیں ہے (۴)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) (الباب التاسع فی النوافل ۱/۱۱۳، ماجدیہ)
(۲) (ایضاً)
(۳) بخلاف سنة الظهر وكذا الجمعة فإنه إن خاف فوت ركعة يتركها ويقتدي ثم يأتي بها على أنها سنة في وقته أي الظهر قبل شفعه عند محمد وبه يفتى (درمختار) قوله "وعليه المتون لكن رجح في الفتح تقديم الركعتين" قال في الإمداد وفي فتاوى العتابي أنه المختار وفي مبسوط شيخ الإسلام أنه الأصح لحديث عائشة أنه عليه الصلاة والسلام كان إذا فاتته الأربع قبل الظهر يصليهن بعد الركعتين وهو قول أبي حنيفة وكذا في جامع قاضي خان (رد المحتار، باب إدراك الفريضة ۲/۵۸ ط سعید)
(۴) أما المقتدي والمنفرد فإنهما إن لبثا أو قاما إلى التطوع في مكانهما الذي صليا فيه المكتوبة جاز الخ (رد المحتار، فصل في تأليف الصلاة ۱/۵۳۱ ط سعید) جہاں فرض پڑھتے ہیں وہاں سنت پڑھ سکتے ہیں تو سنت والی جگہ پر بطریق اولیٰ فرض پڑھنا جائز ہے۔

فصل سوم۔ تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد

نماز فجر اور مغرب سے پہلے تحیۃ الوضوء و تحیۃ المسجد کا حکم

(سوال) تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد فجر اور مغرب کی نماز سے قبل پڑھنا کیسا ہے؟
المستفتی نمبر ۵۴۴ محمد منصور احمد خان (تانبوے) ۲۹ صفر ۱۳۵۵ھ م ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۳۱) تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد فجر میں تو صبح صادق ہو جانے کے بعد اور غروب شمس کے بعد فرض سے پہلے پڑھنا حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے۔[1] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل چہارم۔ نماز استسقاء

استسقا نماز ہے یا صرف دعا و استغفار

(سوال) استسقاء کے لئے نماز ہے یا صرف دعا و استغفار اگر نماز ہے تو باجماعت و با خطبہ ہے یا فرداً فرداً؟
المستفتی نمبر ۱۶۴۴ مظفر احمد صاحب (ضلع رنگ پور) ۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۳۱ جولائی ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۳۲) استسقاء کے لئے نماز مشروع ہے اور صرف دعا و استغفار بھی کافی ہے نماز باجماعت و با خطبہ کا بھی ثبوت ہے اور فرداً فرداً پڑھ لی جائے تو جب بھی مضائقہ نہیں۔ له صلوة بلا جماعة مسنونة بل هي جائزة و بلا خطبة وهذا قول الامام وقال محمد يصلي الامام او نائبه ركعتين كما في الجمعة ثم يخطب اي يسن له ذلك (خلاصة ما في الدر المختار و رد المحتار) وان صلوا فرادى جاز فهي مشروعة للمنفرد (درمختار) قوله هو دعاء وذلك ان يدعو الامام قائما مستقبل القبلة رافعا يديه والناس قعود مستقبلين القبلة يؤمنون على دعائه الخ (رد المحتار)[2]

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نماز استسقاء کا طریقہ

(سوال) موجودہ امساک بارش سے دہلی اور اس کے اطراف میں سخت بے چینی ہو رہی ہے اس کے واسطے سوائے باری عزوجل کی بارگاہ میں حاضری اور انکساری کے کوئی چارہ نہیں اس لئے عرض ہے کہ نماز استسقاء کے روز اور کس وقت اور کس صورت میں ادا کی جائے آیا اس میں عورتیں اور بچے جانور اور ان کے بچوں کی

---

(۱) وكذا الحكم من كراهة نفل وواجب لغيره لا فرض وواجب لعينه بعد طلوع فجر سوى سنته لشغل الوقت به تقديرا حتى لو نوى تطوعا كان سنة الفجر بلا تعيين وقبل صلاة المغرب لكراهة تأخيره إلا يسيرا (التنوير وشرحه كتاب الصلاة ١/٣٧٥، ٣٧٦ ط سعيد)
(۲) (رد المحتار' باب الاستسقاء ۲/ ۱۸٤ ط سعيد)

حاضری بھی افضل ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۸۳۲ حاجی عبدالغنی صاحب شہ مداران (دہلی) ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۱ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۳۳) امساک باراں بھی منجملہ ان مصائب کے ہے جو اعمال شنیعہ اور معاصی کے ارتکاب پر بطور انتقام کے حضرت حق جل شانہ کی طرف سے مخلوق پر نازل ہوتی ہیں ان مصائب کا اصل علاج تو ان گناہوں سے باز آجانا استغفار تضرع کرنا صدقہ وخیرات کرنا پھر حضرت حق کی بارگاہ رحمت سے حاجت طلب کرنا ہے بارش طلب کرنے کے لئے بھی ضروری ہے کہ پہلے فسق وفجور اور طرح طرح کی معصیتوں سے جن میں مبتلا ہیں، توبہ کریں لوگوں کے مظالم اور حقوق ادا کریں اور معاف کرائیں نیکوکاری اور صلاحیت اختیار کریں اور یہ سب کام جلد سے جلد کرکے بارش کی دعا مانگنے کے لئے میدان میں نکلیں اور وہاں بھی توبہ و استغفار تضرع وزاری کے ساتھ کریں اور دو رکعت نماز بھی ادا کریں زینت اور تفاخر کا لباس پہن کر نہ جائیں بلکہ پرانا پھٹا پیوند لگا ہوا لباس پہنیں تو بہتر ہے بوڑھوں اور بچوں کو ساتھ لے جانا بھی بہتر ہے تین روز تک باہر نکلنا اور استغفار و تضرع کرنا نماز ادا کرنا چاہئے دو رکعتیں پڑھی جائیں پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلی دوسری میں ھل اتک حدیث الغاشیۃ پڑھی جائے پھر امام مختصر سا خطبہ پڑھے جس میں لوگوں کو گناہوں سے توبہ کرنے اور آپس کے حقوق العباد ادا کرنے کی نصیحت کرے اسی درمیان میں چادر پلٹ لے پھر قبلہ رخ کھڑا ہو جائے لوگ بیٹھے رہیں اور سب مل کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں ہاتھوں کو سر سے اونچا نہ کریں سامنے کو زیادہ پھیلائیں ہتھیلیاں طلب بارش کے موقع پر آسمان کی طرف اور رفع مصیبت کی دعا کے موقع پر زمین کی طرف کریں دعا نہایت خشوع خضوع و تضرع کے ساتھ کی جائے (۱) اور آنحضرت ﷺ سے جو دعائیں ماثور ہیں وہ افضل ہیں ان میں سے ایک دعا یہ ہے۔

اللهم اسقنا غيثا مغيثا نافعا غير ضار عاجلا غير آجل اللهم اسق عبادك و بهائمك وانشر رحمتك واحي بلدك الميت اللهم انت الله لا اله الا انت الغني و نحن الفقراء انزل علينا الغيث واجعل ما انزلت لنا قوة و بلاغا الى حين غیر مسلم کو ساتھ نہ لے جائیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نماز استسقاء پرانے کپڑوں کے ساتھ میدان میں پڑھی جائے

(سوال) (۱) قحط سالی کے موقع پر نماز استسقاء کے لئے جنگل میں جا کر دعا مانگنی افضل ہے یا نہیں؟ (۲)

---

(۱) يخرج الامام و يصلي بهم ركعتين يجهر فيهما بالقراءة كذا في المضمرات الافضل ان يقرأ سبح اسم ربك الاعلى في الاولى وهل اتك حديث الغاشية في الثانية كذا في العيني شرح الهداية ويخطب خطبتين بعد الصلاة ويدعو الله ويسبحه ويستغفر للمؤمنين و المؤمنات فاذا مضى صدر من خطبته قلب رداءه ثم يشتغل بدعاء الاستسقاء قائما والناس قعود مستقبلون ويخرجون مشاة في ثياب خلقة أو غسيلة أو مرقعة متذللين خاشعين متواضعين لله تعالى ناكسي رؤوسهم ولا يخرج اهل الذمة في ذلك مع أهل الاسلام (عالمگيرية، الباب التاسع عشر في الاستسقاء ۱/۱۵۳، ۱۵٤ ط ماجدية، كوئته)

نماز استسقاء کے لئے ننگے سر پابرہنہ جانا افضل ہے یا نہیں اگر نہیں تو حاجی عبدالغنی متولی عیدگاہ نے کیوں یہ فتوی جاری کیا کہ ننگے سر پابرہنہ جانا افضل ہے (۳) ایک شخص اپنے آپ کو اللہ کی درگاہ میں عاجزانہ ننگے سر پابرہنہ پیش کرتا ہے دوسرا شخص اپنے آپ کو لباس سے آراستہ و پیراستہ پیش کرتا ہے لہذا ان دونوں میں سے اللہ کے نزدیک کس کا عمل پسندیدہ ہے۔ فقط

المستفتی نمبر ۱۷۲۶ ۔ ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۴ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۳۴) (۱) برہنہ پا ننگے سر نماز استسقاء کے لئے جانے کا حکم میں نے کہیں نہیں دیکھا۔ حاجی عبدالغنی صاحب سے دریافت کیا جائے کہ انہوں نے کس بنا پر یہ لکھا تھا اور اگر کسی فتوے کی بنا پر انہوں نے لکھا ہے تو اس فتوی کے لکھنے والے سے دریافت کیا جائے (۲) پرانے اور پیوند لگے ہوئے کپڑے پہن کر جانا سر جھکائے ہوئے جانا پیدل جانا عاجزی اور خشوع و مسکنت ظاہر کرتے ہوئے جانا تو بے شک مستحب ہے جنگل میں جانا اور استغفار کرنا نماز پڑھنا دعا مانگنا یہ سب ثابت ہے (۳) فقر و حاجت و تواضع و خشوع ظاہر کرنے کے موقع پر پھٹے پرانے کپڑے پہن کر جانا مناسب ہے اور کتب فقہ میں اس کی ترغیب بھی موجود ہے اگر ننگے سر ننگے پاؤں جانے کی ترغیب بھی کسی جگہ موجود ہو تو مضائقہ نہیں مگر میں نے نہیں دیکھی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) نماز استسقاء سے پہلے تین روزے رکھنا مستحب ہے
(۲) نماز استسقاء کے لئے کوئی وقت مقرر ہے یا نہیں؟
(۳) نماز استسقاء میں تکبیرات زوائد ہیں یا نہیں؟

(سوال) (۱) زید کہتا ہے کہ جب بارش کی قلت ہو تو سب مسلمان پہلے تین روزے رکھیں اور چوتھے دن جنگل کی طرف نماز کے لئے نکلیں اور اپنے دعوے کی دلیل میں شافعی المذہب ہونے کی وجہ سے "منہاج الطالبین وعمدۃ المفتین" تالیف الامام المحقق ناصر السنۃ ابی زکریا یحییٰ بن شرف النووی کی عبارت ذیل کا حوالہ پیش کرتا ہے۔ **ویامر الامام بصیام ثلاثۃ ایام اولاً۔ الخ**

عمرو کہتا ہے کہ استسقاء کے روزوں کے متعلق صحاح ستہ میں کوئی حدیث نہیں لہذا روزے رکھنا بدعت ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا واقعی صیام کے متعلق کوئی حدیث نہیں ہے اور امام شافعی نے محض اپنے قیاس سے یہ مسئلہ مستنبط فرمایا ہے؟ اگر کوئی حدیث ہو تو تحریر فرمائیں

(ب) زید کہتا ہے کہ صلوۃ استسقاء کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں استدلال کتاب مذکور کی عبارت **"ولا تختص بوقت العید فی الاصح"** سے پیش کرتا ہے عمرو کہتا ہے کہ صحیح (وقت عید) ہے سوا صلوۃ

---

(۱) ویخرجون مشاۃ فی ثیاب خلقۃ او غسیلۃ او مرقعۃ متذللین خاشعین متواضعین لله تعالیٰ ناکسی رؤوسهم الخ (عالمگیریہ، الباب التاسع عشر فی الاستسقاء ۱ / ۱۵۴ ماجدیہ)

استسقاء کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں بلکہ صبح سے [illegible] کسی غیر وقت میں پڑھنا خلاف سنت و ناجائز ہے دونوں میں سے کس قول پر عمل کیا جائے؟

(ج) زید کہتا ہے کہ صلوۃ استسقاء عیدین کی طرح ہے یعنی عیدین کی طرح صلوۃ استسقاء میں بھی پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیرات زائد ہیں ثبوت وهي ركعتان كالعيد. کتاب مذکور کی عبارت سے پیش کرتا ہے عمرو اس کے خلاف کہتا ہے آیا زید صواب پر ہے یا عمرو۔

(نوٹ) چونکہ یہاں شافعی المذہب کثرت سے ہیں نیز کچھ احناف بھی ہیں دونوں کا خیال مد نظر رہے۔

المستفتی نمبر ۲۶۸۴ عبد الحمید صاحب خطیب (بمبئی) ۲۵ رجب ۱۳۶۰ھ ۲۰ اگست ۱۹۴۱ء

(جواب ۵۳۵) (الف) نماز استسقاء کے لئے باہر جانے سے پہلے تین دن روزے رکھنے کا حکم دینا امام کے لئے مستحب ہے۔ یہ فقہ حنفی کی معتبر کتابوں مثلاً درمختار طحطاوی علی مراقی الفلاح میں موجود ہے يستحب للامام ان يامر الناس اولا بصيام ثلثة ايام و ما اطاقوا من الصلوة والخروج عن المظالم والتوبة من المعاصي ثم يخرج بهم في اليوم الرابع (۱) درمختار وطحطاوی (۲) على مراقي الفلاح ولفظ الاخير اور فقہ شافعی میں بھی یہ حکم مذکور ہے ويامرهم الامام لصيام ثلثة ايام اولا والتوبة والتقرب الى الله تعالى والخروج من المظالم في الدم والعرض والمال لان لكل مما ذكر اثرا في اجابة الدعاء ويخرجون الى الصحراء في الرابع صياما في ثياب بذلة و تخشع (منهاج الطالبين) (۳) روزہ رکھنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ لوگ پہلے سے ذرا تیار ہو جائیں اور گناہوں سے بچنے اور استغفار اور تضرع کرنے کی صلاحیت ہو جائے۔

(ب) نماز استسقاء کے لئے عیدین کی نماز کا وقت ضروری ہے یا نہیں تو اس میں حنفیہ شافعیہ دونوں عید کے وقت کو لازم نہیں سمجھتے مگر اس کو بہتر اور افضل جانتے ہیں(۴)

(ج) نماز استسقاء میں حنفیہ کے نزدیک تکبیرات زوائد نہیں (۵) اور شافعیہ کے نزدیک پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیرات زوائد ہیں جیسے عید میں (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) (باب الاستسقاء ۲/۱۸۵ ط سعید)

(۲) (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۳۱ ط مصر)

(۳) (باب الاستسقاء، ص ۲۲ ط المكتبة التجارية الكبرى، مصر)

(۴) قالت عائشة: فخرج رسول الله ﷺ حين بدا حاجب الشمس الخ (ابوداود باب رفع اليدين في الاستسقاء ۱/۱۷۲ ط مكتبه امداديه ملتان)

(۵) وروى ابن كاس عن محمد انه يكبر فيها الزوائد كما في العيد والمشهور عدم التكبير (حلبي كبير باب الاستسقاء ص ۴۲۷ سهيل اكيدمي لاهور) وهل يكبر للزوائد فيه خلاف (در مختار) وفي الشامية: ففي رواية ابن كاس عن محمد يكبر الزوائد كما في العيد والمشهور من الرواية عنهما انه لا يكبر كما في الحلية (باب الاستسقاء ۲/۱۸۴ ط سعيد)

(۶) وصلاته ركعتان كصلاة العيد وصفتها ركعتان كبر في الاولى سبع تكبيرات وقرأ سبح اسم ربك الأعلى وفي الثانية هل اتاك حديث الغاشية وكبر خمس تكبيرات (المجموع شرح المهذب للنووي باب صلاة الاستسقاء ۵/۷۳)

فصل پنجم۔ صلوۃ الحاجۃ

صلوۃ الحاجہ کا طریقہ

(سوال) قول جمیل میں حضرت شاہ ولی اللہ نے ایک جگہ صلوۃ الحاجۃ کی چار رکعت اس ترکیب سے ارقام فرماتے ہیں کہ اول رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ کریمہ سو بار پڑھے دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین سو بار تیسری رکعت میں بعد فاتحہ افوض امری الی اللہ چوتھی میں بعد فاتحہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل سو بار پڑھے سوال یہ ہے کہ اس نماز میں دوسری رکعت کے اندر فاتحہ کے بعد بغیر سورۃ ملائے رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین کا پڑھنا قائم مقام سورۃ کے ہو جائے گا یا نہیں؟ جب کہ قرآن شریف کے اندر ربہ انی مسنی الضر آیا ہے یہ دعا ہو گئی یا آیت قرآنی ہی رہی اس طرح وافوض امری کے بجائے افوض امری پڑھنے میں کچھ حرج تو نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۸۶ محمد حبیب الرحمن سیوہارہ۔ ۴ دسمبر ۱۹۴۲ء

(جواب ۵۳۶) اس نماز میں بہتر صورت یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد قل ھو اللہ پڑھے پھر پہلی رکعت میں آیۃ کریمہ سو بار دوسری میں رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین سو بار تیسری میں افوض امری الی اللہ سو بار چوتھی میں حسبنا اللہ و نعم الوکیل سو بار۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھ لے اس صورت میں رب کا اضافہ اور وافوض میں سے واؤ کی کمی سے کوئی شبہ نہیں رہے گا۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

فصل ششم۔ تحیۃ الوتر

وتر کے بعد دو رکعت نفل ثابت ہے

(الجمعیۃ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) بعد وتر دو رکعت نفل جس کو تحیۃ الوتر کہتے ہیں اس کا ثبوت ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۳۷) وتر کے بعد دو رکعت نفل کا ثبوت ہے ترمذی شریف میں روایت موجود ہے (۲)

محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ،

---

(۱) واربع صلاۃ الحاجۃ درمختار، وفی المنیۃ وذکر لها اربع رکعات بعد العشاء وان فی الحدیث المرفوع یقرأ فی الاولی الفاتحۃ مرۃ وآیۃ الکرسی ثلاثا وفی کل من الثلاثۃ الباقیۃ یقرأ الفاتحۃ والاخلاص والمعوذتین مرۃ مرۃ (رد المحتار، باب الوتر والنوافل، مطلب فی صلاۃ الحاجۃ ۲/ ۲۸ ط سعید)

(۲) عن ام سلمۃ ان النبی ﷺ کان یصلی بعد الوتر رکعتین وقد روی نحو هذا عن ابی امامۃ و عائشۃ وغیر واحد من النبی ﷺ (ابواب صلاۃ الوتر، باب ما جاء لا وتران فی لیلۃ ۱/ ۱۰۸ ط سعید)

آٹھواں باب
دعا بعد نماز

سنن ونوافل کے بعد اجتماعی دعا ثابت نہیں

(سوال) ہماری مسجد میں ایک پیش امام صاحب سنت و نفل کے بعد جماعت کے ساتھ دعا مانگنے کو بدعت کہتے ہیں اور ہماری طرف کے اکثر علماء کا بھی یہی خیال ہے کہ ثانی دعا نہیں مانگنی چاہیے ؟

المستفتی نمبر ۳۲۸ حاجی عبدالصمد (ضلع ستارا) ۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۱۹ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۵۳۸) سنت اور نفل کے بعد اجتماعی طور پر دعا مانگنے کا طریقہ نہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں تھا نہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں اس لئے اسے سنت و مستحب سمجھنا صحیح نہیں اس کے لئے رسالہ نفائس مرغوبہ میں میں نے پوری تفصیل لکھ دی ہے اسے ملاحظہ کیا جائے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سوال مثل بالا

(سوال) ——————————

(جواب ۵۳۹) (۵۴۱) مروجہ دعائے ثانی کا کوئی ثبوت شریعت میں نہیں ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ

سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف پھرنے کی کیا وجہ ہے ؟

(سوال) حدیث سنن میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فرض نماز سے سلام پھیرتے تو آپ داہنی یا بائیں طرف ہو جاتے اور قبلہ سے رخ پھیر لیتے تھے حالانکہ آداب دعا سے ہے کہ بوقت دعا قبلہ رخ ہو کر دعا کی جائے ؟

المستفتی نمبر ۶۵۰ ابو محمد عبدالجبار (رنگون) ۲۳ رجب ۱۳۵۴ھ م ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۴۰) جماعت کے مسلمانوں کا احترام کہ ان کی طرف پیٹھ کئے ہوئے نہ بیٹھے رہیں قبلہ کے احترام سے زیادہ ہے نماز میں تو مجبوری تھی کہ استقبال قبلہ فرض ہے دعا میں استقبال قبلہ مستحب تھا مگر اس میں مسلمانوں کا احترام اس کے منافی تھا اس لئے احترام مومن کو احترام قبلہ پر ترجیح دی تنہا دعا کرنے والا رو بقبلہ ہو کر دعا مانگے اس کے لئے یہ بہتر ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) اس کی مفصل بحث جواب نمبر ۵۵۸ میں آرہی ہے

(۲) (ایضاً)

(۳) عن سمرة بن جندب قال : كان رسول الله ﷺ إذا صلى صلاة أقبل علينا بوجهه" (بخاري، باب يستقبل الإمام الناس إذا سلم ۱ / ۱۱۷ ط قديمي كتب خانه كراچي ، قال الأنصري " والصحيح أن معناه أنه عليه الصلاة والسلام كان إذا فرغ من الصلوة استقبل المأمومين" مرقاة للقاري باب الدعاء في التشهد ۳ / ۳۰ ط مكتبه حبيبيه كانسي روڈ كوئٹه)

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کا حکم

(سوال) فرض نماز کے بعد امام بلند آواز سے دعا مانگتا ہے اور مقتدی آمین کہتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟ یہ تو ظاہر ہے کہ سنن و نوافل کے بعد انتظار کرنا اور اجتماعی دعا مانگنا سنت کے خلاف ہے مگر فرضوں کے بعد دعا مانگنا تو ثابت ہے۔

المستفتی نمبر ۹۱۷ محمد نذر (ضلع جالندھر) ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ م ۲ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۴۱) اس طریقہ کو ضروری اور لازمی نہ سمجھا جائے تو مباح ہے مگر سنن و نوافل کے بعد سب کا موجود رہنا اور پھر اس طریقے سے دعا مانگنا یہ واجب الترک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

نماز فجر و جمعہ کے بعد فاتحہ پڑھنے اور مصافحہ کرنے کا حکم

(سوال) یہاں اکثر مقامات میں بعد نماز فجر اور بعد نماز جمعہ بوقت دعا باآواز بلند فاتحہ پڑھا جاتا ہے اور بعد نماز ایک دوسرے سے مصافحہ کیا جاتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۵۲ قاضی سید محمد نور الحق (چمن نگر) ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ م ۱۴ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۴۲) نماز فجر اور نماز جمعہ کے بعد باآواز بلند فاتحہ پڑھنے اور بعد نماز ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے کا کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

نماز کے بعد تین مرتبہ دعا کرنا بدعت ہے

(سوال) نماز کے بعد تین دفعہ دعا مانگنے سے روکنا کیا صحیح ہے؟ ایسا ہی جمعہ کی رات سورۃ ملک پڑھنے سے روکنا اور اس کو بدعت کہنا ہیئت اجتماعی کے ساتھ ٹھیک ہے؟

المستفتی نمبر ۹۵۷ مولوی عبدالحلیم (ضلع پشاور)
۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۴۳) نماز کے بعد تین تین بار دعا مانگنے کا التزام بدعت ہے سورہ ملک کو ہیئت اجتماعی پڑھنے کو رسم بنا لینا بھی بدعت ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

---

(۱) ونعلم ان الدعاء المعمول في زماننا من الدعاء بعد الفريضة رافعين ايديهم على الهيئة الكذائية لم تكن المواظبة عليه في عهده عليه الصلاة والسلام الخ (العرف الشذي على الترمذي، باب ما جاء في كراهية ان يخص الامام نفسه بالدعاء ۱/ ۸۶ ط سعید)

(۲) قراءة الفاتحة بعد الصلاة جهرا للمهمات بدعة الخ (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة فصل في البيع ۶/ ۴۲۳ ط سعید)

(۳) وقد صرح بعض علمائنا وغيرهم بكراهة المصافحة المعتادة عقب الصلوات مع ان المصافحة سنة وما ذلك الا لكونها لم تؤثر في خصوص هذا الموضع فالمواظبة عليها فيه توهم العوام بانها سنة فيه ولذا منعوا عن الاجتماع لصلاة الرغائب التي احدثها بعض المتعبدين الخ (رد المحتار، باب صلاة الوتر ۲/ ۲۳۵ ط سعید)

ہر نماز کے بعد فاتحہ واخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کرنا

(سوال) ملک دکن میں اکثر مقامات پر جو پیش امام ہوتے ہیں وہ بعد ختم ہو جانے نمازوں کے اس الفاظ کے ساتھ (الفاتحہ) کہتا ہے آخر کے حاضرین مقتدی امام مسجد کے برابر فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھا کر سورۃ فاتحہ و سورۃ اخلاص و درود پڑھ کر حضرت سرور کائنات ﷺ کی روح پاک پر ثواب پہنچا کر جمیع مومنین والمؤمنات والمسلمین ومسلمات کی روحوں کو بطفیل سرور کائنات بخشتے ہیں اس فعل پر ایک شخص مسمی زید انکار کرتا ہے کہ یہ فعل مداومت کرنے کی وجہ سے بالکل ناجائز اور لفظ الفاتحہ کا لفظ ہر وقت استعمال کرنا فعل شیطانی ہے؟ المستفتی نمبر ۱۲۱۰ ایم اے رشید ۱۴ رجب ۱۳۵۵ھ یکم اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۴۴) ہر نماز کے بعد الفاتحہ کہہ کر مذکورہ سوال عمل کا التزام طریقہ سلف صالحین نہ تھا اور نہ کسی حدیث یا قول صحابی یا قول مجتہد سے ثابت ہے اس لئے اس کو ترک کر دینا ہی لازم ہے ہر شخص کو ہر وقت اختیار ہے کہ وہ جس نفلی عبادت یا نیک کام کا ثواب حضور اکرم ﷺ کو پہنچانا چاہے وہ عمل کرے اور ثواب پہنچائے لیکن اس کو ایک طریقہ لازمہ بنا لینا اور پھر نہ کرنے والے کو طعن و تشنیع کرنا اس کو بدعت اور ناجائز بنا دیتا ہے(۱) واللہ الموفق۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

سوال مثل بالا

(سوال) یہاں اس ضلع میں دستور ہے کہ اکثر مساجد میں پیش امام صاحب بعد ختم نماز پنجگانہ کے بالعموم اور نماز صبح اور مغرب کے بالخصوص سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ اخلاص جس کو عام طور سے فاتحہ کہتے ہیں پڑھ کر اس کا ثواب مسلمانوں کی ارواح کو پہنچاتے ہیں تو اس طرح تخصیص کے ساتھ نماز کے بعد فاتحہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۸۳ محمد ھونڈو خاں صاحب (ضلع دھارواڑ)
۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ م ۳ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۴۵) فرائض پنجگانہ میں سے کسی خاص نماز (مثلاً نماز فجر یا عصر) کے بعد یہ مروجہ فاتحہ جس کا سوال میں ذکر ہے اس اہتمام کے ساتھ بے اصل بات ہے اس لئے آپ رسالہ النفائس المرغوبہ ملاحظہ فرمائیں اس رسالہ میں اس مسئلہ کی پوری تحقیق ہے(۲)

دعا بعد نماز عید ہے یا خطبہ کے بعد؟

(سوال) ہمارے اطراف میں یہ عادت جاری ہے کہ بعض جگہ بعد نماز عیدین امام مع جماعت دعا کرتے ہیں اور بعض مقامات میں بعد خطبہ عیدین کے دعا کرتے ہیں زید کہتا ہے کہ یہ دعا نہ کرنا چاہیے اور

---

(۱) [illegible] رسالہ "النفائس المرغوبۃ فی حکم الدعاء بعد المکتوبۃ" ط میر محمد کتب خانہ' کراچی

(۲) ایضاً

دلیل سے ایک کتاب علم الفقہ کی یہ عبارت پیش کرتا ہے۔ بعد نماز عیدین کے یا بعد خطبہ کے دعا مانگنا نبی ﷺ اور ان کے اصحاب اور تابعین سے منقول نہیں اگر ان حضرات نے کبھی دعا مانگی ہوتی تو ضرور نقل کی جاتی لہذا بغرض اتباع دعا نہ مانگنا دعا مانگنے سے بہتر ہے (علم الفقہ جلد دوم ص ۱۷۴ مصنفہ مولوی عبدالشکور صاحب لکھنو) نیز کتاب مذکور کے اسی صفحہ پر حاشیہ پر یہ عبارت بھی مندرج ہے مولانا شیخ عبدالحی اور مولانا محمد نعیم صاحب مرحوم نے بھی اپنے فتوے میں ایسا ہی لکھا ہے اب سوال یہ ہے کہ ہم حسب عادت عمل کریں یا زید کے قول پر۔

المستفتی نمبر ۱۳۱۵ احمد فقیر صاحب (میل وشارم) ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۲۷ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۴۶) یہ صحیح ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے یہ بات منقول نہیں ہوئی کہ نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد دعا مانگتے تھے اس لئے ان دونوں موقعوں میں سے کسی کو دعا کے لئے اس خیال سے متعین کرنا کہ اس موقع پر دعا مسنون ہے درست نہیں لیکن بخاری شریف اور دیگر صحاح ستہ کی کتابوں سے یہ ثابت ہے کہ کوئی دعا اجتماعی ہوتی تھی جس میں تمام عورتیں بھی شریک ہوتی تھیں حالانکہ حائضہ عورتیں نماز سے علیحدہ رہتی تھیں(۱) اس لئے دعا کو بالکل ترک کردینا اس حدیث صحیح کے خلاف ہوگا پس راجح یہ ہے کہ امام اور جماعت ایک اجتماعی دعا مانگیں خواہ نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد اور جس موقع پر بھی مانگیں اس کو دعا کے لئے مخصوص اور مسنون نہ سمجھیں اور نماز کے بعد دعا مانگنے والے خطبہ کے بعد دعا مانگنے والوں کو ملامت نہ کریں اور اسی طرح خطبہ کے بعد دعا مانگنے والے نماز کے بعد دعا مانگنے والوں پر طعن نہ کریں۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

دعا نماز کے بعد ہو یا خطبہ کے

(سوال) بعد نماز عید خطبہ کے دعا مانگنا چاہئے یا نہیں حضور اکرم ﷺ صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا کیا معمول تھا؟ المستفتی نمبر ۱۳۳۳ محمد عزت خاں صاحب (ضلع ہردوئی)

۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۴۷) عیدین کے اجتماع میں ایک بار اجتماعی دعا مانگنا تو ثابت ہے مگر یہ ثابت نہیں کہ یہ اجتماعی دعا نماز کے بعد یا خطبہ سے پہلے ہوتی تھی یا خطبہ کے بعد اس لئے ایک دعا مانگنا جائز ہے خواہ نماز کے بعد مانگی جائے یا خطبہ کے بعد ان میں سے جس موقع پر مانگی جائے خاص کسی موقع کو دعا کے لئے مخصوص اور مسنون نہ سمجھنا چاہئے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) عن ام عطیة قالت: امرنا ان نخرج فنخرج الحیض والعواتق وذوات الخدور فاما الحیض فیشهدن جماعة المسلمین ودعوتهم ویعتزلن مصلاهم (بخاری، باب خروج النساء والحیض إلی المصلی ۱/ ۱۳۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲) عن ام عطیة قالت: امرنا ان نخرج فنخرج الحیض والعواتق وذوات الخدور فاما الحیض فیشهدن جماعة المسلمین ودعوتهم (بخاری، باب خروج النساء والحیض الی المصلی ۱/ ۱۳۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

فرض نماز کے بعد امام کس طرف منہ کر کے بیٹھے

(سوال) امام کے لئے بعد فراغ فرائض انحراف عن القبلہ ایمن وایسر پہلو پر ہو کر دعا مانگنی ہر ایک پنجگانہ فرض کے بعد مستحب ہے یا بعض کے بعد۔ زید کہتا ہے کہ ہر ایک پنجگانہ فرض کے بعد انحراف عن القبلہ کرنا مستحب ہے خالد کہتا ہے کہ صرف عصر و فجر کی نماز کے بعد مستحب ہے۔ دلیل میں فتاویٰ در مختار مطبع احمدی کی یہ عبارت پیش کرتا ہے۔ وفی الخانیة یستحب للامام التحول یمین القبلة یعنی یسار المصلی للتنفل نیز نور الایضاح نزل الثوی تقریر و حاشیہ ترمذی شریف بحوالہ فتح القدیر شرح منیہ کبیری وغیرہ پیش کرتا ہے عبارت مذکورہ بالا کا واضح مطلب و احناف فقہاء کرام کا محقق و مفتی بہ قول مع حوالہ کتاب نقل عبارت کے ساتھ تحریر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی نمبر ۱۵۵۱ محمد حبیب حسین و محفوظ الکریم (صوبہ بہار)

۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۴۸) فرائض کے بعد دعا کے لئے دائیں بائیں مڑ کر بیٹھنا دونوں طرح جائز ہے خواہ کوئی نماز ہو عصر و فجر کی تخصیص نہیں ہے عبارت منقولہ سوال تو جگہ بدلنے کے متعلق ہے اس میں للتنفل کا لفظ اس کی دلیل ہے کہ وہ سنن و نوافل کے لئے تحول کو مستحب بتانے کے متعلق ہے اور یہ قول ملاحظہ ویکرہ للامام التنفل فی مکانہ لا للمؤتم کے بیان کیا گیا ہے اور منیہ سے رد المحتار میں یہ عبارت منقول ہے۔ ان کان فی صلوة لا تطوع بعدها فان شاء انحرف عن یمینه او یساره او ذهب الی حوائجه او استقبل الناس بوجهه وان کان بعدها تطوع وقام یصلیه یتقدم او یتاخر او ینحرف یمینا او شمالا او یذهب الی بیته فیتطوع ثمه. اھ (۱) یعنی اگر ایسی نماز ہو جس کے بعد نفل نہیں مثلاً عصر و فجر تو چاہے دائیں جانب مڑے چاہے بائیں جانب یا چاہے تو اٹھ کر اپنے کام کو چلا جائے یا لوگوں کی طرف منہ کرے اور اگر ایسی نماز میں ہو جس کے بعد سنن و نوافل ہیں اور کھڑے ہو کر سنت یا نفل شروع کردے تو آگے بڑھ جائے یا پیچھے ہٹ جائے یا دائیں جانب یا بائیں جانب پھر جائے یا گھر میں جا کر سنن و نوافل پڑھے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مغرب کی نماز کے بعد دعا مختصراً دعا مانگی جائے

(سوال) زید کہتا ہے کہ ہر نماز کے بعد خشوع دل سے اور حضور قلب کے ساتھ گڑگڑا کر دعا مانگنی چاہیے اور بکر کہتا ہے کہ مغرب کی نماز میں زیادہ دعا مانگنی مکروہ ہے بلکہ سلام پھیر کر منہ پر ہاتھ پھیر لینے چاہئیں دونوں میں سے کون سی صورت بہتر ہے دعا مانگنی چاہیے یا صرف سلام پھیر کر منہ پر ہاتھ پھیر لینے چاہئیں۔ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی۔

---

(۱) (باب صفة الصلاة ۱/۵۳۱، ط سعید)

(جواب ۵۴۹) مغرب کے بعد بھی مختصر دعا مانگ لے، بغیر دعا کے صرف ہاتھ منہ پر پھیر لینا فضول ہے(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نماز کے بعد باآواز بلند کلمہ کا ورد

(سوال) ایک شخص جو پنج وقتہ کا پابند نہیں ہے اور جب کبھی وہ نماز پڑھتا ہے تو باآواز بلند کلمہ توحید پڑھتا ہے یہی شخص فرض یا جماعت کے فوراً بعد کلمہ توحید پڑھے تو مستحب ہے یا بدعت؟

المستفتی نمبر ۲۰۵۱ ظفر یار خاں صاحب (ہردوئی) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۵ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۵۰) باآواز بلند کلمہ شریف پڑھنا مباح ہے مگر اس کو لازم کرلینا درست نہیں۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بعد نماز عید دعا ثابت ہے یا نہیں؟

(سوال) بعد نماز عیدین نبی کریم ﷺ سے دعا ثابت ہے یا نہیں بر تقدیر عدم ثبوت دعا جائز یا مستحسن ہے یا نہیں اگر جائز ہو تو کیوں اور ناجائز ہو تو کس بنا پر۔ نیز اگر بعد خطبہ کے بھی دعا کی جائے تو کیا حرج ہوگا؟

المستفتی نمبر ۲۰۶۲ مولوی شبیر احمد صاحب (سورت) ۱۹ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۲۴ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۵۱) عیدین کی نماز یا خطبہ کے بعد خصوصی طور پر دعا مانگنے کا کوئی صریح ثبوت نہیں ہے لیکن بخاری اور دیگر صحاح ستہ کی اس حدیث میں جو عورتوں کو عیدین میں جانے اور لے جانے کے متعلق ہے یہ الفاظ وارد ہیں۔ فلیشھدن الخیر و دعوۃ المؤمنین ولیعتزلن المصلی (۳) یعنی حائضہ عورتیں بھی جائیں اور نیکی اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں ہاں نماز سے علیحدہ رہیں اس سے اتنا نکلتا ہے کہ ایک اجتماعی دعا غالباً ہوتی تھی لیکن نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد اس کا پتہ کسی روایت سے نہیں ملا پس ایک اجتماعی دعا نماز یا خطبہ کے بعد کرلینا تو ٹھیک ہے لیکن جہاں پڑھی جائے اس جگہ کی خصوصیت کو مسنون نہ قرار دیا جائے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

دعا میں ”حینا ربنا بالسلام“ کا اضافہ

(سوال) نماز کے بعد جو دعا ہے مسنون اللھم انت السلام میں جو جملہ حینا ربنا بالسلام عوام پڑھتا

---

(۱) ویکرہ تاخیر السنة الا بقدر اللھم انت السلام الخ (الدر المختار، باب صفة الصلاة ۱/ ۵۳۰ ط سعید)

(۲) وإذا كبر وبعد الصلاة على اثر الصلاة فإنه يكره وانه بدعة (عالمگیریه، الباب الرابع في الصلاة والذكر والتسبيح ۵/ ۳۱۹ ط ماجدیه)

(۳) (بخاری، باب خروج النساء والحیض الی المصلی ۱/ ۱۳۳ ط قدیمی کتب خانہ، کراچی)

کرتے ہیں آنجناب کو معلوم ہے کہ حدیثوں میں اس دعا میں یہ جملہ نہیں ہے حیانا بمعنی احینا (ہمیں زندہ رکھ) لیتے ہیں کیا اس کا کوئی ثبوت جناب کی تحقیق میں کتب سنت سے ملتا ہے ثانیاً کیا فی نفسہ اس قسم کا جملہ یعنی حیانا کے ساتھ بالسلام کا ہونا عربیت میں صحیح اور درست ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۵۶ مولوی غلام قادر صاحب مظفر گڑھ۔

۲۶ شوال ۱۳۵۶ھ م ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۵۲) حیاربنا بالسلام روایۃً تو ثابت نہیں مگر معنی اور عربیت کے لحاظ سے غلط نہیں ہے۔ قال الفراء حياك الله ابقاك الله و حياك الله اى ملكك الله و حياك الله اى سلمه عليك (لسان العرب) (۱) و فی موضع آخر يقال احياه الله وحياه بمعنى واحد اس تصریح سے ثابت ہوا کہ حیاربنا بالسلام کے معنی احیا وابقا کے صحیح ہیں۔ وفی المرقاة تحيي بالسلام اخر عمر الخ

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

امام سلام کے بعد کس طرف منہ کرکے بیٹھے؟

(سوال) امام کو بعد نماز صبح و عصر پس از سلام دواماً جانب شمال ہی منہ کرکے بیٹھنا چاہیے یا کبھی شمال رو اور کبھی سمت جنوب اور کبھی پشت بقبلہ بیٹھنا لازم ہے ایک ہی رخ کے اختیار کر لینے کی نسبت کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۲۹ مولوی محمد ابراہیم صاحب۔ گوڑگاؤں چھاؤنی۔

۲۲ شوال ۱۳۵۷ھ م ۱۵ دسمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۵۳) امام کو تینوں صورتوں پر کبھی کبھی عمل کرنا چاہیے کبھی دائیں طرف مڑے کبھی بائیں طرف اور کبھی مقتدیوں کی طرف منہ کرکے بیٹھے کسی ایک ہیئت کو اعتقاداً یا عملاً لازم کر لینا مکروہ ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

نماز کے بعد دعا کتنی دیر تک مانگی جائے؟

(سوال) نماز کے بعد امام کو دعا کتنی دیر مانگنی چاہیے؟

(جواب ۵۵۴) دعا اتنی مانگی جائے کہ مقتدیوں پر شاق نہ ہو اور ان کو تطویل ناگوار نہ ہو۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

---

(۱) (۴/۲۱۶، ۲۱۷ ط دار صادر، بیروت، لبنان)

(۲) إن كان في صلاة لا تطوع بعدها فإن شاء انحرف عن يمينه أو يساره أو ذهب إلى حوائجه أو استقبل الناس بوجهه وإن كان بعدها تطوع وقام يصليه يتقدم أو يتأخر أو ينحرف يمينا وشمالا الخ (رد المحتار باب صفة الصلاة ۱/۵۳۱ ط سعيد)

(۳) ويكره تأخير السنة إلا بقدر اللهم أنت السلام الخ (الدر المختار باب صفة الصلاة ۱/۵۳۰ ط سعيد)

بعد نماز دعا میں "ربنا و تعالیت" کی زیادتی

(سوال) بعد نماز کے جو دعا پڑھی جاتی ہے اس میں تبارکت کے بعد ربنا و تعالیت بھی شامل ہے یا نہیں؟

(جواب ٥٥٥) نماز کے بعد یہ الفاظ ثابت ہیں۔ اللھم انت السلام و منك السلام تبارکت یا ذو الجلال والاکرام (کذافی المشکوة ص ٨٨)(١) اگر لفظ وتعالیت بھی ملا لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ اسے مسنون اور ماثور اعتقاد نہ کرے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محمد کفایت اللہ غفر لہ، مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی

فرض نماز کے بعد کتنی دیر تک دعا مانگی جائے؟

(الجمعیۃ مورخہ ٢ ستمبر ١٩٢٧ء)

(سوال) ہر ایک فرض نماز کے بعد دعا کتنا پڑھے اور نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے یا نہ پڑھے اور فرض نماز کے بعد دعا سے پہلے آیت الکرسی پڑھنا ہے یا کہ نہیں؟

(جواب ٥٥٦) جن نمازوں کے بعد سنت مؤکدہ ہے ان کے بعد مختصر دعا کرنی چاہئے اور جن کے بعد سنت نہیں ان کے بعد جتنی دعا کرے اختیار ہے آیۃ الکرسی دعا سے پہلے پڑھ لینے میں بھی مضائقہ نہیں ہے(٢)

محمد کفایت اللہ غفر لہ

"اللّٰھم یا واجب الوجود" کہہ کر دعا کرنا

(الجمعیۃ مورخہ ١٣ جولائی ١٩٣٥ء)

(سوال) اللھم یا واجب الوجود سے خدا کو مخاطب کر کے دعا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ٥٥٧) اللھم یا واجب الوجود دعا میں کہنا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

سنن و نوافل کے بعد دعا کے بارے میں مفصل بحث

(سوال) (ماخوذ از مجموعہ النفائس المرغوبۃ فی حکم الدعاء بعد المکتوبۃ۔ مرتبہ حضرت مفتی اعظمؒ مطبوعہ ١٣٣٤ھ)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض شہروں میں یہ طریقہ ہے کہ نماز کے سلام کے

---

(١) (مسلم، باب استحباب الذكر بعد الصلاة و بيان صفته ١ / ٢١٨ ط قديمي كتب خانه كراچي) (مشكوة، باب الذكر بعد الصلاة، الفصل الأول، ص ٨٨ ط سعيد)

(٢) القيام إلى اداء السنة التي تلي الفرض متصلاً بالفرض مسنون غير أنه يستحب الفصل بينهما كما كان عليه السلام إذا سلم يمكث قدر ما يقول "اللهم انت السلام و منك السلام ... ثم يقوم إلى السنة ... ويستحب أن يستقبل بعده أي بعد التطوع و عقب الفرض إن لم يكن بعده نافلة يستقبل الناس ويستغفرون الله العظيم ثلاثا ويقرؤن آية الكرسي ويقرؤن المعوذات الخ (مراقي الفلاح، فصل في صفة الأذكار الواردة بعد صلاة الفرض و فضلها وغيره، ص ١٨٦ تا ١٨٨ ط مصر)

بعد امام صرف **اللھم انت السلام الخ** پڑھ کر بیٹھ جاتا ہے پھر سنتیں پڑھ کر لوگ مع امام کے بیٹھ جاتے ہیں امام اگر سنن ونوافل سے فارغ بھی ہو جائے اور لوگ پڑھ رہے ہوں تو اسے انتظار کرنا پڑتا ہے پھر فاتحہ کہہ کر امام زور زور سے دعا مانگتا ہے اور لوگ آمین کہتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اس طریقہ دعا کا حدیث شریف وفقہ سے ثبوت ہے یا نہیں؟ اور اکثر دیار وامصار میں اس طرح ہوتا ہے کہ فرض کے بعد امام اللھم انت السلام الخ کے علاوہ بعض اور بھی مختصر دعائیں پڑھتا ہے ادعیہ طویلہ نہیں پڑھتا اس پر بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ فرض اور سنتوں کے درمیان میں سوائے **اللھم انت السلام الخ** کے اور دعاؤں کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔

سوال یہ ہے کہ آیا یہ اعتراض حق ہے یا غلط؟ اور فرائض کے بعد مجموعی طور پر دعا مانگنا افضل ہے یا سنتوں اور نفلوں سے فارغ ہونے کے بعد؟ جیسا کہ پہلے مذکور ہوا بینوا توجروا

المستفتی خاکسار حاجی داؤد ہاشم یوسف نمبر ۴۸ مرچنٹ اسٹریٹ رنگون

(جواب ۵۵۸) **اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ** سوال مذکور میں کئی باتیں جواب طلب ہیں (۱) ایک یہ کہ سنتوں نفلوں کے بعد لوگوں کا اجتماعی طور پر دعا کرنا ثابت ہے یا نہیں (۲) دوسرے یہ کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے دعا مانگنا حدیث وفقہ سے ثابت ہے یا نہیں (۳) تیسرے یہ کہ فرضوں کے بعد کس قدر دعا جائز اور ثابت ہے۔

ان باتوں کی توضیح وتفصیل تین فصلوں میں کی جاتی ہے۔ وباللہ التوفیق

فصل اول

سنن ونوافل کے بعد دعائے اجتماعی کا ثبوت ہے یا نہیں؟

جاننا چاہیے کہ احادیث وفقہ سے یہ ہیئت ثابت نہیں ہوتی کہ قرون ثلثہ میں دعا کا یہ طریقہ تھا کہ سنتیں نفلیں پڑھ کر دوبارہ جماعت دعا منعقد ہو اور جب اس پر یہ قیود اور بڑھ جائیں کہ امام لوگوں کے فارغ ہونے تک ان کا انتظار کرے اور پھر فاتحہ بلند آواز سے کہہ کر دعا شروع کرے تو اس طریقہ کا طریقہ جدیدہ ومحدثہ ہونا اور بھی پختہ ہو جاتا ہے۔

پھر اس پر اگر اس التزام کا لحاظ بھی کر لیا جائے جو بعض اطراف میں مشاہد ہے کہ اس طریقہ دعا کو ضروری سمجھتے ہیں اور نہ کرنے والے کو ملامت کرتے ہیں تو پھر اس کے بدعت ہونے میں کسی طرح کا شک وشبہ باقی نہیں رہتا کیونکہ شریعت مقدسہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی امر مباح یا مستحب کو بھی ضروری سمجھ لیا جائے اور اس پر اصرار کیا جائے تو وہ بدعت ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد دائیں اور بائیں دونوں جانبوں کو مڑ کر بیٹھتے تھے کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص سیدھی جانب مڑنے کو ضروری سمجھے تو اس نے اپنی نماز میں شیطان کا حصہ بھی بنا دیا (ترمذی شریف میں یہ روایت موجود

ہے) دائیں سمت کی طرف مڑنا خود آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے لیکن باوجود اس کے اسے ضروری سمجھنے کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ شیطان کا حصہ فرماتے ہیں۔

طیبی نے حاشیہ مشکوۃ میں اسی حدیث پر لکھا ہے۔

فیہ ان من اصر علی امر مندوب و جعلہ عزما ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منہ الشیطان من الاضلال فکیف من اصر علی بدعة او منکر انتہی . (کذا فی السعایة) (۱)

یعنی اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ جو شخص امر مندوب پر اصرار کرے اور اسے لازم سمجھے اور رخصت پر عمل نہ کرے تو شیطان اس کے گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گیا پھر اس کا تو ذکر ہی کیا ہے جو کسی بدعت یا منکر پر اصرار کرے۔ انتہی

یعنی جب کہ ان امور میں جو ثابت یا مستحب ہیں التزام کرنا اور ضروری سمجھنا ان امور کو ناجائز اور بدعت بنا دیتا ہے تو جن کا ثبوت ہی نہ ہو ان کا التزام اعلیٰ درجہ کی بدعت ہوگی اور اس طریقہ کا حدیث و فقہ میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ومن ادعی فعلیہ البیان بلکہ احادیث میں غور کرنے سے اس طریقہ کی نفی ثابت ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں افضل الصلوۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبة (رواہ الترمذی (۲) والبخاری و مسلم وغیرہم) یعنی آدمی کی افضل نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھے سوائے فرض نماز کے یعنی فرض نماز کے سوا باقی تمام نمازیں گھر میں پڑھنا افضل ہے۔

وعن عبداللہ بن سعد الانصاری رضی اللہ عنہ قال سألت رسول اللہ ﷺ ایما افضل الصلوۃ فی البیت او الصلوۃ فی المسجد قال لان اصلی فی بیتی احب الی من ان اصلی فی المسجد الا ان تکون صلوۃ مکتوبة (رواہ ابن ماجہ (۳) والترمذی (۴) فی شمائلہ)

(ترجمہ) عبداللہ بن سعد انصاری فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ نماز مسجد میں افضل ہے یا گھر میں تو فرمایا کہ مجھے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ محبوب ہے مسجد میں نماز پڑھنے سے۔ مگر یہ کہ نماز فرض ہو (ابن ماجہ نے سنن میں اور ترمذی نے شمائل میں روایت کیا)

وعن عبداللہ بن شقیق قال سألت عائشة عن صلوۃ رسول اللہ ﷺ فقالت کان یصلی فی بیتی قبل الظہر اربعا ثم یخرج فیصلی بالناس الظہر ثم یدخل فیصلی رکعتین ثم یخرج فیصلی بالناس العصر و یصلی بالناس المغرب ثم یدخل فیصلی رکعتین ثم یصلی بالناس

---

(۱) (باب صفة الصلاۃ ۲/۲۶۳ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۲) (باب ماجاء فی فضل صلاۃ التطوع فی البیت ۱/۱۰۱ ط سعید)

(۳) (باب ما یکرہ من کثرۃ السؤال و تکلف ما لا یعنیہ ۲/۱۰۸۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۴) (باب استحباب صلوۃ النافلة فی بیتہ و جوازہا فی المسجد ۱/۲۶۵ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۵) (ابو داؤد باب صلاۃ الرجل التطوع فی بیتہ ۱/۱۵۶ مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۶) (باب ماجاء فی التطوع فی البیت ص ۹۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۷) (باب صلاۃ التطوع فی البیت ص ۲۰ ط سعید)

العشاء و يدخل في بيتي فيصلي ركعتين الحديث (رواه مسلم ، وابوداود ، والامام احمد (۳))

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن شقیق روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے آنحضرت ﷺ کی نماز کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھاتے پھر اندر تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے پھر (عصر کے وقت) باہر جاتے اور عصر کی نماز پڑھاتے اور (مغرب کے وقت) مغرب کی نماز پڑھاتے پھر اندر آکر دو رکعتیں پڑھتے پھر لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے اور میرے گھر میں آکر دو رکعتیں پڑھتے۔

پہلی دونوں حدیثیں اس امر کی صریح دلیل ہیں کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے افضل ہے اور تیسری حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ فرض نمازوں کے بعد والی سنتیں بھی گھر میں تشریف لے جا کر پڑھتے تھے اور جب کہ رسول اللہ ﷺ کا خود اس پر عمل تھا اور صحابہ کرام کو بھی آپ نے یہ فرمایا اور تعلیم دی تھی کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے تو ظاہر یہی ہے کہ صحابہ کرام بھی سنتیں نفلیں اپنے گھروں میں جا کر پڑھتے ہوں گے اور شاذ و نادر کوئی شخص مسجد میں سنتیں پڑھتا ہوگا اور پھر کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت ﷺ گھر میں سنتیں پڑھ کر دعا کے لئے مسجد میں تشریف لاتے ہوں یا صحابہ اپنے گھروں سے سنتیں پڑھ کر دعا کے لئے مسجد میں دوبارہ آکر جمع ہوتے ہوں اور ظاہر نظر بھی اس دوبارہ جمع ہونے کو حرج عظیم اور مشقت [illegible] ہے بہر حال جب ان روایتوں سے صراحۃً و اشارۃً یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ سنتیں مکان میں پڑھتے تھے تو سنتوں کے بعد پھر مسجد میں تشریف لانے اور دعا کرنے کا دعویٰ کرنے والے کا ثبوت اس کے ذمہ ہے نیز امام کا زور زور سے دعا مانگنا بھی مکروہ ہے اگرچہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ ہی ہے لیکن اس کے اختیار کرنے اور عادت بنانے کی ضرورت ہی کیا ہے مکروہ بہر حال مکروہ ہے اسے چھوڑنا ہی بہتر ہے اور اولویت اور بہتری اس کے خلاف میں ہے۔

بهذه الاخبار اجمع العلماء على استحباب الذكر بعد الصلوة لكنهم اختلفوا في موضعين الاول في انه هل يجهر بها ام يسر فاختار ابن حزم الجهر اخذا بحديث ابن عباس الصريح في الجهر واختار غيره السر وحملوا حديث ابن عباس على الجهر احيانا بيانا للجواز وبعضهم حملوه على انه كان في سفر الغزوة لارهاب العدو كذا في عمدة القاري و غيره انتهى (سعاية) (٤)

---

(۱) (باب جواز النافلة قائما و قاعداً ۱/ ۲۵۲ ط قدیمی)

(۲) ابواب التطوع و رکعات السنة ۱/ ۱۹۵ ط امدادیه ' ملتان)

(۳) (مسند الامام احمد ۶/ ۳۰ ط دار صادر للطباعة والنشر ' بیروت ' لبنان)

(٤) (باب صفة الصلاة ' هل يجهر بالذكر أم لا؟ ۲/ ۲۶۰ ط سهیل اکیدیمی ' لاهور)

یعنی ان حدیثوں کی وجہ سے (جو اذکار اور دعا بعد الصلوۃ کے بارے میں منقول ہیں) علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ نماز کے بعد ذکر و دعا مستحب ہے پھر ان دونوں میں اختلاف ہوا ایک یہ کہ آیا اذکار اور دعاؤں کو جہر یعنی زور سے پڑھا جائے یا آہستہ تو ابن حزم نے ابن عباسؓ کی حدیث کی وجہ سے جہر کو اختیار کیا اور ان کے علاوہ اور لوگوں نے سر یعنی آہستہ پڑھنے کو اور انہوں نے حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کا جواب یہ دیا کہ آنحضرت ﷺ کبھی کبھی بغرض تعلیم جہر فرمادیا کرتے تھے یا یہ کہ جہاد کے سفر میں دشمنوں کو خوف دلانے کے لئے جہر فرماتے تھے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں علامہ عینی نے اس طرح ذکر کیا ہے اور ان کے علاوہ اور علماء نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے۔

اذا دعا بالدعاء المأثور جهرا و جهر معه القوم ايضا ليتعلموا الدعاء لا بأس به واذا تعلموا حينئذ يكون الجهر بدعة انتهى (بزازية كذا في السعاية)[1]

یعنی فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ اگر امام دعائے ماثور زور زور سے پڑھے اور لوگ بھی زور زور سے پڑھیں اس لئے کہ دعا کو سیکھ لیں تو کچھ مضائقہ نہیں اور جب کہ لوگ سیکھ جائیں پھر زور زور سے پڑھنا بدعت ہے۔

پس واضح ہو گیا کہ سنن و نوافل کے بعد دعا مانگنے کے طریقہ مذکورہ سوال کا حدیث وفقہ میں کوئی ثبوت نہیں۔

رہا اس کا حکم تو وہ یہ ہے کہ اگر اس میں کسی طرح کا التزام نہ ہو اور اسے بہتر اور افضل نہ سمجھا جائے اور اس کے تارک پر ملامت نہ کی جائے اور اجتماع کا اہتمام نہ کیا جائے اور ہر ہر نمازی اس کے لئے مقید نہ کیا جائے تو بعد سنتوں کے جو لوگ اتفاقی طور پر موجود ہوں اگر وہ دعا مانگ لیں تو جائز ہے۔ لیکن نماز کے بعد سنتوں سے پہلے سب کو دعا مانگنا بہتر اور افضل ہے۔

فصل دوم

(فرضوں کے بعد دعا مانگنے کا ثبوت)

اس بارے میں حدیث وفقہ سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ فرائض کے بعد دعا مانگنے کا طریقہ نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے۔

(احادیث دعا بعد فرائض)

حدیث(۱) ای الدعاء اسمع فقال رسول اللہ ﷺ جوف اللیل الاخر و دبر الصلوۃ المکتوبات (رواہ الترمذی).

یعنی کس وقت کی دعا زیادہ مقبول ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات کے آخری حصہ کی دعا

---

[1] [illegible] ۲ / ۲۶۱ ط سہیل اکیڈمی لاہور

اور فرض نمازوں کے بعد کی دعا۔ (ترمذی) (۱)

حدیث (۲) عن المغیرۃ بن شعبۃ قال ان رسول اللہ ﷺ کان اذا فرغ من الصلوۃ و سلم قال لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد ولفظ البخاری فی کتاب الاعتصام ان النبی ﷺ کان یقول ھذہ الکلمات دبر کل صلوۃ و لفظ البخاری فی کتاب الصلوۃ فی دبر کل صلوۃ مکتوبۃ (رواہ البخاری (۲) ومسلم (۳) و ابوداؤد (۴) و النسائی (۵))

مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذاالجد منک الجد۔ بخاری میں کتاب الاعتصام میں اس روایت کے لفظ یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ کلمات ہر نماز کے بعد کہتے تھے اور بخاری کی کتاب الصلوۃ میں یہ روایت ان لفظوں سے ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد یہ الفاظ کہتے تھے۔

اس حدیث سے ہر فرض نماز کے بعد دعا مانگنا ثابت ہوتا ہے خواہ اس کے بعد سنتیں ہوں یا نہ ہوں۔ اسی طرح لفظ اذا فرغ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ سنتوں سے پہلے یہ دعا پڑھتے تھے۔

حدیث (۳) وعن ابی امامۃ انہ قال ما دنوت من رسول اللہ ﷺ فی دبر کل صلوۃ مکتوبۃ ولا تطوع الا سمعتہ یقول اللھم اغفرلی ذنوبی و خطایای کلھا اللھم انعشنی واجبرنی واھدنی لصالح الاعمال والاخلاق انہ لا یھدی لصالحھا ولا یصرف سیئھا الا انت (اخرجہ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ کذافی التحفۃ المرغوبۃ (۶)

حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ میں جب کبھی کسی فرض یا نفل نماز کے بعد آپ کے قریب ہوا تو میں نے آپ کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا اللھم اغفرلی ذنوبی (باقی حدیث میں پڑھو)

(تحفہ مرغوبہ میں ہے کہ اس حدیث کو ابن السنی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں ذکر کیا ہے)

حدیث (۴) وعن عبداللہ بن الزبیر ان النبی ﷺ کان یقول فی دبر الصلوات لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر لاحول ولا قوۃ الا باللہ لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن الجمیل لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین

---

(۱) (باب أحادیث شتی من ابواب الدعوات فی دعاء المریض، ۲/ ۱۸۷ ط سعید)
(۲) (باب الذکر بعد الصلاۃ ۱/ ۱۱۷ ط قدیمی کتب خانہ، کراچی)
(۳) (باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ ۱/ ۲۱۸ ط قدیمی)
(۴) (باب ما یقول الرجل إذا سلم ۱/ ۲۱۸ ط امدادیہ، ملتان)
(۵) (نوع آخر من القول عند انقضاء الصلاۃ ۱/ ۱۵۰، ط سعید)
(۶) (ص ۹ ط لجنۃ التصنیف و التالیف لدار العلوم العلمیۃ، کراتشی نمبر ۳۸)

ولو کرہ الکافرون . (رواہ مسلم) (۱)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازوں کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔ لا اله الا الله الخ (باقی دعا حدیث میں دیکھو)

حدیث (۵) وعن انس ان النبی ﷺ کان اذا صلی و فرغ مسح بیمینه علی راسه وقال بسم الله الذی لا اله الا هو الرحمن الرحیم اللهم اذهب عنی الهم والحزن

(رواہ الطبرانی والبزاز. کذافی السعایة) (۲)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے اور فارغ ہوتے تو سیدھا ہاتھ اپنے سر مبارک پر پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے۔ بسم الله الذی لا اله الا هو الرحمن الخ .

حدیث (۶) وعن انس قال ما صلی رسول الله ﷺ بنا الا قال حین اقبل علینا بوجهه اللهم انی اعوذبک من کل عمل یخزینی واعوذبک من کل صاحب یردینی واعوذبک من کل عمل یلهینی واعوذبک من کل فقر ینسینی واعوذبک من کل غنی یطغینی.

(رواہ البزاز وابویعلی . کذافی السعایة) (۳)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب کبھی ہمیں نماز پڑھائی تو ہماری طرف منہ کر کے یہ دعا پڑھی۔ اللهم انی اعوذبک من کل عمل الخ

حدیث (۷) وعن علی قال کان النبی ﷺ اذا سلم من الصلوة قال اللهم اغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما اسرفت وما انت اعلم به منی انت المقدم والمؤخر لا اله الا انت . (رواہ ابوداؤد) (۴)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اللهم اغفرلی الخ

حدیث (۸) وعن ثوبان ان النبی ﷺ کان اذا اراد ان ینصرف من صلوته استغفر ثلث مرات ثم قال اللهم انت السلام الخ (رواہ ابوداؤد) (۵)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے اٹھنے لگتے تو تین مرتبہ استغفر پڑھتے۔ پھر فرماتے۔ اللهم انت السلام الخ

حدیث (۹) وعن زید بن ارقم قال کان رسول الله ﷺ یقول فی دبر کل صلوة اللهم ربنا و رب

---

(۱) (باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ ۱ ۲۱۸ ط قدیمی)
(۲) (باب صفة الصلاۃ ۲ ۲۵۹ ط سہیل اکیدمی لاہور)
(۳) (باب صفة الصلاۃ ۲ ۲۶۰ ط سہیل اکیدمی لاہور)
(۴) (باب ما یقول الرجل اذا سلم ۱ ۲۱۸ ط امدادیہ ملتان)
(۵) (باب ما یقول الرجل اذا سلم ۱ ۲۱۸ ط امدادیہ ملتان)

كل شئ انا شهيد انك الرب لا شريك لك اللهم ربنا و رب كل شئ انا شهيد ان محمدا عبدك و رسولك اللهم ربنا و رب كل شئ انا شهيد ان العباد كلهم اخوة اللهم ربنا و رب كل شئ اجعلني مخلصا لك و اهلي في كل ساعة من الدنيا و الآخرة يا ذاالجلال والاكرام اسمع واستجب الله الاكبر الاكبر الله نور السموت والارض الله اكبر الاكبر حسبي الله و نعم الوكيل الله اكبر الاكبر (رواه ابو داؤد (۱) و النسائي (۲) واحمد (۳))

زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔ اللهم ربنا و رب كل شئ الخ۔

(۱۰) وعن عقبة بن عامر قال امرني رسول الله ﷺ ان اقرا بالمعوذات دبر كل صلوة (رواه ابو داؤد) (۴)

حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد معوذات پڑھا کروں۔ (معوذات سے مراد تین سورتیں ہیں۔ قل اعوذ برب الناس قل اعوذ برب الفلق قل هو الله احد)

(۱۱) اخرج الطبراني من رواية جعفر بن محمد الصادق قال الدعاء بعد المكتوبة افضل من الدعاء بعد النافلة كفضل المكتوبة على النافلة انتهى (كذا في السعاية (۵) نقلا عن المواهب للقسطلاني نقلاً عن الحافظ ابن حجر)

طبرانی نے حضرت امام جعفرؒ بن محمد صادق کی روایت سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ فرضوں کے بعد دعا مانگنا نفلوں کے بعد دعا مانگنے سے اس قدر افضل ہے جس قدر فرض نوافل سے افضل ہیں۔

اور نماز کے بعد اذکار و دعا کے بارے میں بے شمار روایات کتب احادیث میں موجود ہیں ہم نے صرف ان چند احادیث پر اکتفا کیا کہ طالب حق کے لئے اس قدر بھی کافی ہیں ان احادیث سے یہ باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد اذکار اور دعا مانگتے تھے۔ دیکھو حدیث نمبر ۲٬۳٬۴٬۶

(۲) نماز فرض کے بعد دعا کی مقبولیت کی زیادہ امید ہے کیونکہ یہ وقت حصول مقبولیت دعا کا ہے۔ دیکھو حدیث نمبر ۱ و ۱۱۔

---

(۱) (ایضاً حوالہ صفحہ گزشتہ حاشیہ ۵)
(۲) (ایضاً)
(۳) (مسند الامام احمد ۴/ ۳۶۹ دار صادر للطباعة والنشر بیروت لبنان)
(۴) (باب فی الاستغفار ۱/ ۲۲۰ ط امدادیہ ملتان)
(۵) (باب صفة الصلاة ۲/ ۲۵۸ ط سہیل)

(۳) فرض نماز کے بعد دعا مانگنا ان فرضوں سے مخصوص نہیں ہے جن کے بعد سنتیں نہ ہوں بلکہ تمام فرضوں کے بعد دعا ثابت ہے خواہ ان کے بعد سنتیں ہوں یا نہ ہوں۔ دیکھو حدیث نمبر ۱و۲و۳و۶و۸و۹،۱۰ کہ ان حدیثوں میں کل صلوٰۃ کا لفظ موجود ہے جو ہر نماز کو شامل ہے۔

(۴) آنحضرت ﷺ کی عادت شریفہ یہی نہ تھی کہ اللہم انت السلام و منک السلام الخ پڑھتے ہوں بلکہ اور دعائیں بھی آپ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں دیکھو حدیث نمبر ۲ سے ۱۰ تک۔

(۵) دعائیں جو آنحضرت ﷺ سے فرض کے بعد ثابت ہیں وہ مقدار میں بھی اللہم انت السلام الخ سے بڑھی ہوئی ہیں بعض کم بعض زیادہ دیکھو حدیث نمبر ۲۔۳۔۴۔۶۔۹۔۱۰۔

(۶) فرضوں کے سلام کے بعد سنتوں سے پہلے آنحضرت ﷺ سوائے اللہم انت السلام الخ کے اور دعائیں بھی جو اس سے بڑی ہیں پڑھتے تھے دیکھو حدیث نمبر ۲۔۷۔۸

الحاصل ان تمام روایات سے یہ بات نہایت صراحت کے ساتھ ثابت ہو گئی کہ فرائض کے بعد دعا مانگنا آنحضرت ﷺ کا طریقہ تھا اور آپ ﷺ کی سنت ہے اور اس کی مقبولیت کی امید بھی زیادہ ہے اور یہ کہ اللہم انت السلام الخ سے کسی قدر زیادہ مقدار میں دعا مانگنا بھی جائز ہے اور خود سرور کونین شفیع المذنبین ﷺ سے ثابت ہے۔

روایات فقہیہ ثبوت دعا بعد فرائض

(۱) قال فی شرعۃ الاسلام و یغتنم ای المصلی الدعاء بعد المکتوبۃ

(انتہی کذافی التحفۃ المرغوبۃ)(۱)

شرعۃ الاسلام میں ہے کہ دعا غنیمت سمجھے نماز پڑھنے والا دعا کو بعد نماز فرض کے

(۲) فی مفاتیح الجنان . قولہ بعد المکتوبۃ ای قبل السنۃ . انتہی

(کذافی التحفۃ المرغوبۃ (۲) والسعایۃ (۳))

مفاتیح الجنان شرح شرعۃ الاسلام میں ہے بعد فرض کے یعنی سنتوں سے پہلے (دعا مانگے)

(۳) فی نور الایضاح و شرحہ المسمی بامداد الفتاح ثم بعد الفراغ عن الصلوۃ یدعو الامام لنفسہ وللمسلمین رافعی ایدیہم حذاء الصدور وبطونہا مما یلی الوجہ بخشوع و سکون ثم یمسحون بہا وجوہہم فی آخرہ ای عند الفراغ من الدعاء انتہی.

(کذافی التحفۃ المرغوبۃ (۴) والسعایۃ (۵))

نور الایضاح اور اس کی شرح امداد الفتاح میں ہے کہ پھر نماز سے (یعنی فرض سے) فارغ ہو کر امام

---

(۱) (ص ۱۷ ط تحفۃ المصنف و مکتبۃ دار العلوم لعلمیۃ کراچی نمبر ۳۸
(۲) (ایضاً)
(۳) "سعایۃ" میں یہ عبارت نہیں ملی۔
(۴) (ص ۱۷ ط تحفۃ المصنف) (۵) (باب صفۃ الصلاۃ ۲ / ۲۵۷ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

سینے تک اور مسلمانوں کے لئے دعا کرے سینہ کے برابر ہاتھ اٹھائیں اور ہتھیلیاں منہ کی طرف رکھیں خشوع اور سکون سے دعا مانگیں۔ پھر یعنی دعا سے فارغ ہو کر ہاتھ منہ پر پھیر لیں۔

(٤) قد اجمع العلماء علی استحباب الذکر والدعاء بعد الصلوۃ وجاءت فیہ احادیث کثیرۃ انتہی (تہذیب الاذکار للرملی کذا فی التحفۃ المرغوبۃ)(١)

یعنی علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ نماز کے بعد ذکر اور دعا مستحب ہے اور اس میں احادیث کثیرہ وارد ہیں (ناظرین احادیث کو ملاحظہ فرما چکے ہیں) (مولف)

(٥) عن السدی انہ قال فی تفسیر قولہ تعالی فاذا قضیتم الصلوۃ فاذکروا اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبکم الایۃ ای اذکروا اللہ تعالی وادعوا بعد الفراغ من الصلوۃ انتہی

(فتاوی صوفیہ کذافی التحفۃ)(٢)

یعنی سدی نے خدا تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہا ہے۔ (فاذا قضیتم الصلوۃ الایۃ) یعنی نماز سے فارغ ہو کر خدا کا ذکر اور دعا کرو۔

(٦) من فوائد ہذا الحدیث استحباب الذکر عقیب الصلوۃ لانہا اوقات فاضلۃ یرتجی فیہا اجابۃ الدعاء انتہی (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری)(٣)

یعنی علامہ عینی نے بیان کیا کہ اس حدیث کے فوائد میں سے یہ ہے کہ نماز کے بعد ذکر مستحب ہے کیونکہ وہ ایک عمدہ وقت ہے جس میں مقبولیت دعا کی امید ہے۔

(٧) ان الدعاء بعد الصلوۃ المکتوبۃ مسنون وکذا رفع الیدین و مسح الوجہ بعد الفراغ انتہی (منہج العمال والعقائد السنیۃ کذافی التحفۃ)(٤)

یعنی منہج العمال و عقائد سنیہ میں مذکور ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا مسنون ہے اور اسی طرح ہاتھ اٹھانا اور منہ پر ہاتھ پھیرنا بھی مسنون ہے۔

(٨) فاذا فرغت من الصلوۃ فارغب للدعاء الی اللہ تعالی فانہ اقرب الی الاجابۃ انتہی (کذافی التحفۃ المرغوبۃ نقلا عن المبسوط)(٥)

یعنی مبسوط میں ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو تو خدا سے دعا مانگو کیونکہ یہ مقبولیت کے زیادہ قریب ہے۔

الحاصل یہ روایات فقہیہ ہیں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا اور

---

(١) (ص ١٧ ط لجنۃ التصنیف)
(٢) (ایضا)
(٣) (باب الذکر بعد الصلاۃ ٢ / ١٣٢ ط بیروت لبنان)
(٤) (ص ١٩ ط لجنۃ التصنیف)
(٥) (ص ١٨ ط لجنۃ التصنیف)

مقتدی سب مل کر دعا مانگیں اور دعا سے فارغ ہو کر ہاتھ منہ پر پھیریں۔

شرعۃ الاسلام اور مفتاح الجنان کی عبارتوں (نمبر ۱ و نمبر ۲) سے یہ بات صراحۃً ثابت ہوئی کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے دعا مانگنی چاہئے اور یہی بہتر اور افضل ہے۔

اور نور الایضاح اور اس کی شرح امداد الفتاح کی عبارت (نمبر ۳) سے یہ بات ثابت ہوئی کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا اور منہ پر ہاتھ پھیرنا بھی جائز ہے اور منہج العمل اور عقائد سنیہ کی عبارت (نمبر ۷) سے یہ ثابت ہو گیا کہ ہاتھ اٹھانا اور منہ پر پھیرنا مسنون ہے۔

اور علامہ عینی کی شرح بخاری اور مبسوط کی عبارتوں (نمبر ۶ و نمبر ۸) سے یہ ثابت ہو گیا کہ فرضوں کے بعد دعا مانگنے میں مقبولیت کی زیادہ امید قوی ہے اور یہ کہ یہ وقت دعا کے لئے نہایت عمدہ اور افضل وقت ہے۔

فصل سوم
(فرائض کے بعد دعا کی مقدار کیا ہے)

ناظرین! فصل دوم میں وہ حدیثیں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں جن میں فرائض کے بعد کی دعائیں منقول ہیں ان سے فی الجملہ ان دعاؤں کی مقدار معلوم ہوتی ہے جو فرضوں کے بعد آنحضرت ﷺ پڑھا کرتے تھے۔

پس ان دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھ لینا یا ان کی برابر اور دعا مانگنا جائز ہے جو دعائیں آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں ان کے پڑھنے میں کسی قسم کی کراہت اور ممانعت نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔

پہلا شبہ۔ بعض لوگ یہ شبہ کرتے ہیں کہ **اللھم انت السلام الخ** سے زیادہ دعا پڑھنا حدیث کے خلاف ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ کی روایت اس کے خلاف ہے اور وہ یہ ہے۔

عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ اذا سلم لم يقعد الا مقدار ما يقول اللهم انت السلام و منك السلام تباركت يا ذا الجلال والاكرام (رواه ابن ماجة كذافي السعاية (۱) و رواه مسلم (۲) كذافي غنية (۳) المستملى)

یعنی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو نہ بیٹھتے مگر اتنا کہ **اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام** کی مقدار دعا پڑھیں۔ انتہیٰ۔

جواب۔ اس شبہ کا جواب دو طرح پر ہے۔ اول یہ کہ یہ روایت ان روایات صحیحہ کثیرہ کے مخالف ہے جو بکثرت آنحضرت ﷺ سے اس کے خلاف میں منقول ہیں جیسے کہ **فصل دوم** میں ناظرین ملاحظہ

---

(۱) (باب صفة الصلاة ۲ / ۲۶۱ ط سهيل)
(۲) (باب استحباب الذكر بعد الصلاة ۱ / ۲۱۸ ط قديمي)
(۳) (صفة الصلاة ص ۳۴۲ ط سهيل)

فرما چکے ہیں اور وہ روایات بوجہ اپنی کثرت کے صحیح بھی اس روایت سے زیادہ ہیں بلکہ اس کی تو صحت میں بھی کلام ہے کیونکہ ابو معاویہ جو اس حدیث کے راویوں میں سے ہیں انہیں ابو داؤد نے مرجیہ کہا ہے اور یحیی بن معین نے کہا ہے کہ ابو معاویہ عبداللہ بن عمر سے منکر روایتیں کرتے ہیں پس اس روایت سے ان روایات صحیحہ کثیرہ کے مقابلہ میں استدلال کرنا اور حجت پکڑنا صحیح نہیں۔ (کذافی التحفة المرغوبة)

دوم۔ یہ کہ قطع نظر اس کی صحت و تعارض کے خود اس کے یہ معنی ہیں کہ نہیں بیٹھتے مگر بقدر اللھم انت السلام الخ کے۔ پس اس روایت سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت ﷺ اللھم انت السلام الخ ہی پڑھا کرتے تھے بلکہ اتنی مقدار کی کوئی دعا پڑھا کرتے تھے خواہ وہ دعا یہی ہو یا اس کے سوا اور کوئی اور پھر مقدار سے مراد بھی حقیقی مقدار نہیں ہے بلکہ تقریبی ہے تو اس سے اگر کچھ زیادتی بھی ہو تاہم وہ تقریبی مسامحات میں داخل ہوں اور اس طرح یہ روایت ان روایتوں کے ساتھ جمع ہو سکے گی جو فصل دوم میں ہم نے ذکر کی ہیں۔

(دوسرا شبہ) بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی روایت ان گزشتہ روایتوں کے مخالف نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ فرض کے بعد صرف اللھم انت السلام الخ پڑھ کر کھڑے ہو جاتے ہوں اور پھر سنتوں سے فارغ ہو کر یہ دعائیں پڑھتے ہوں جو حدیثوں میں آئی ہیں۔

جواب۔ اس شبہ کے کئی جواب ہیں۔ اول یہ کہ روایت نمبر ۲ میں یہ لفظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیرتے تو یہ پڑھتے لا الہ الا اللہ الخ (دیکھو فصل دوم کی روایت نمبر ۲) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سنتوں سے پہلے فرض کا سلام پھیرتے ہی آپ اللھم انت السلام الخ کے علاوہ اور بڑی دعائیں بھی پڑھتے تھے اور اسی روایت نمبر ۲ میں دبر کل صلوۃ مکتوبة اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ہر فرض کے بعد خواہ اس کے بعد سنتیں ہوں یا نہ ہوں یہ لمبی دعا پڑھتے تھے اور اسی طرح روایت نمبر ۷ میں بھی تصریح موجود ہے کہ سلام پھیرتے ہی اللھم اغفرلی ما قدمت وما اخرت الخ پڑھتے تھے اور حدیث نمبر ۸ میں اس امر کی تصریح ہے کہ تین مرتبہ استغفار پڑھ کر اللھم انت السلام الخ پڑھتے تھے پس حدیث عائشہؓ لامحالہ ان روایات کے معارض اور مخالف ہے اور اس لئے کہنا پڑے گا کہ یہ روایات بوجہ اپنی کثرت اور قوت صحت کے حدیث عائشہؓ سے راجح ہیں اور قابل عمل ہیں۔

دوم۔ یہ کہ فصل اول میں ہم یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نوافل مکان میں پڑھا کرتے تھے اور لوگوں کو بھی گھر میں پڑھنے کا ہی ارشاد فرماتے تھے اور اسی کو افضل فرماتے تھے پس دعاؤں کی یہ روایات جن میں راوی آپ کی عادت شریفہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نماز فرض سے فارغ ہوتے تو یہ دعائیں پڑھتے یا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آپ کو یہ دعائیں پڑھتے ہوئے سنتے تھے (دیکھو روایت نمبر ۳) یا وہ کہتے ہیں کہ جب آپ ہمیں نماز پڑھاتے تو یہ دعا پڑھتے (دیکھو روایت نمبر ۶) یہ دلائل واضحہ ہیں اس

اور یہ کہ آپ سنتوں سے پہلے یہ دعائیں پڑھا کرتے تھے پھر مکان میں تشریف لے جاتے اور سنتیں پڑھتے۔

سوم یہ کہ حضرت عائشہؓ کی روایت کا یہ مطلب لینا کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے صرف اللھم انت السلام الخ پڑھنے کی مقدار ٹھہرتے تھے صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ یہ نہیں فرماتی ہیں کہ یہی دعا پڑھتے تھے بلکہ وہ یہ فرماتی ہیں کہ اتنی مقدار کی دعا پڑھتے تھے۔

(تیسرا شبہ) بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ سنتوں سے پہلے آنحضرت ﷺ سے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت نہیں ہے اس لئے ایسا نہیں کرنا چاہئے اور دلیل میں یہ عبارت پیش کرتے ہیں۔ ذکر الشیخ عبدالحق المحدث الدهلوی فی شرحه علی الصراط المستقیم اما ایں دعا کہ ائمہ مساجد بعد از سلام نماز میکنند و مقتدیان آمین آمین میگویند چنانکہ الآن در دیار عرب و عجم متعارف است از عادت پیغمبر ﷺ نبود و دریں باب ہیچ حدیث ثابت نشدہ و بدعت است مستحسن انتہی (کذا فی التحفة المرغوبة) یعنی شیخ محدث دہلوی نے شرح صراط مستقیم میں فرمایا ہے کہ یہ دعا جو مسجدوں کے امام نماز کے سلام کے بعد کرتے ہیں اور مقتدی آمین آمین کہتے ہیں جیسا کہ آج کل دیار عرب و عجم میں متعارف ہے آنحضرت ﷺ کی عادت نہ تھی اور اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور یہ بدعت مستحسنہ تھی۔

جواب۔ اس شبہ کے کئی جواب ہیں اول یہ کہ حضرت شیخ محدث دہلوی کی مراد یہ ہے کہ نفس دعا آنحضرت ﷺ سے سلام نماز کے بعد ثابت نہیں تو اس کے جواب کے لئے حدیث نمبر ۲ و نمبر ۷ و نمبر ۸ ملاحظہ ہوں کہ ان سے سلام کے بعد دعا مانگنا ثابت ہوتا ہے اسی وجہ سے علامہ فتح محمد شطاری نے فتوح الاوراد میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالحق نے اس دعا کو بدعت اس لئے کہہ دیا ہے کہ ان کو ان احادیث کی اطلاع نہ ہوئی جو اس باب میں مروی ہیں۔

دوم یہ کہ اگر شیخ کی مراد یہ ہو کہ ہاتھ اٹھانا اور آمین آمین کہنا ثابت نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں اس کا ذکر نہ ہونا کہ دعا میں آپ ہاتھ اٹھاتے تھے اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے کسی شے کا ذکر نہ ہونا اس کے عدم کو لازم نہیں۔ فان عدم الثبوت لا يستلزم ثبوت العدم وهذا ظاهر جدا جیسا کہ روایت سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ ہاتھ اٹھاتے تھے اسی طرح یہ بھی کسی روایت میں نہیں کہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے تو واجب ہے کہ اس کا لحاظ کیا جائے کہ ہاتھ اٹھانا مطلق دعا کے آداب میں سے ہے تو ہاتھ اٹھانے کی ترجیح ثابت ہوتی ہے۔

عن السائب بن يزيد عن ابيه قال كان رسول الله ﷺ اذا دعا رفع يديه و مسح وجهه (رواه ابو داود) (۱)

سائب بن یزید اپنے والد یزید سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا مانگتے تو ہاتھ اٹھاتے تھے اور منہ پر ہاتھ پھیرتے تھے۔

---

(۱) (کتاب الصلاۃ باب الدعاء ۱: ۲۱۶ ط امدادیہ ملتان)

وعن ابن عباس ان رسول الله ﷺ قال المسئلة ان ترفع يديك حذو منكبيك او نحوهما (رواه ابوداؤد) (۱)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوال (یعنی دعا) یہ ہے کہ تو اپنے ہاتھ مونڈھوں تک یا ان کے قریب تک اٹھائے۔

ان من اداب الدعآء رفع يدين (حصن حصين) (۲)

علامہ ابن جزری حصن حصین میں فرماتے ہیں کہ ہاتھ اٹھانا آداب دعا میں سے ہے۔

غرض کہ یہ روایت اس بات پر دلیل واضح ہیں بالخصوص پہلی روایت کہ آنحضرت ﷺ دعا مانگنے کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اور یہ اپنے عموم کی وجہ سے فرضوں کے بعد کی دعا کو بھی شامل ہے اور یہی راجح ہے مولانا عبدالحی لکھنوی سعایہ میں بعد اس بیان کے کہ اس دعا میں ہاتھ اٹھانا صراحۃً ثابت نہیں تحریر فرماتے ہیں۔

الا انه لما ندب اليه فى مطلق الدعاء استحبه العلماء فى خصوص هذا الدعاء ايضا (۳)

یعنی چونکہ مطلق دعا میں ہاتھ اٹھانے کو فرمایا گیا ہے تو علماء نے خاص اس دعا (یعنی فرضوں کے بعد کی دعا) میں بھی ہاتھ اٹھانے کو مستحب کہا ہے۔

سوم یہ کہ شیخ کا یہ فرمانا کہ یہ بدعت مستحسنہ ہے اس کے جواز کی دلیل ہے اگرچہ بدعت کا اطلاق باعتبار معنی لغوی کے شیخ نے اس پر کیا ہے لیکن مستحسنہ کہہ کر بتادیا کہ یہ بدعت شرعیہ نہیں ہے اور اس کی اصل شریعت میں ثابت ہے اور وہ اصل یہی احادیث ہیں جن سے مطلق دعا میں رفع یدین کی فضیلت معلوم ہوتی ہے پھر شیخ کے اس قول سے عدم جواز پر استدلال کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

چہارم یہ کہ سنتوں کے بعد اجتماعی طور پر دعا مانگنے کا عدم جواز بھی اسی قول سے اور اسی دلیل سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس کا احادیث سے ثابت نہ ہونا اس سے زیادہ اظہر ہے پس معترض کا سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کو جائز کہنا اور فرضوں کے بعد کی دعا کو ناجائز کہنا تعسف و تحکم ہے۔

پنجم یہ کہ روایات فقہیہ مذکورہ فصل دوم سے خاص اس دعا میں بھی رفع یدین ثابت ہے دیکھو روایات فقہیہ نمبر ۳ و نمبر ۷۔ اور اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ فقہاء کے نزدیک بھی عدم ثبوت رفع سے عدم رفع لازم نہیں اور یہ کہ انہوں نے رفع یدین کو راجح سمجھا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ فرضوں کے بعد اللهم انت السلام الخ سے زیادہ دعا پڑھنے کو فقہا نے مکروہ لکھا ہے اور دلیل میں یہ عبارتیں پیش کرتے ہیں۔

ان كان بعد الفريضة تطوع يقوم الى التطوع بلا فصل الامقدارما يقول اللهم انت السلام الخ ويكره تاخير السنة عن حال اداء الفريضة باكثر من نحو ذلك القدر انتهى (كذافى

---

(۱) (كتاب الصلاة' باب الدعاء ۱ / ۲۱٦' ط امداديه ملتان)
(۲) (آداب الدعاء' ص ۳۹ ط تاج كمپنى)
(۳) (باب صفة الصلاة ۲ / ۲۵۸' سبيل)

شرح المنیة للحلبی) (۱)

ترجمہ: یعنی اور فرض کے بعد سنتیں ہوں تو سنتیں پڑھنے کے لئے بغیر تاخیر کھڑا ہو جائے ہاں بقدر اللھم انت السلام الخ کے تاخیر جائز ہے اور اس سے زیادہ تاخیر کرنا فرض و سنت کے درمیان میں مکروہ ہے اور اسی کے قریب قریب بعض دوسری کتابوں میں بھی مذکور ہے۔

جواب ۔ اس شبہ کے بھی کئی جواب ہیں اول یہ کہ یہ عبارتیں معارض ہیں فقہ کی دوسری عبارتوں سے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ فرائض کے بعد ادعیہ ماثورہ پڑھنا جائز ہے بلکہ اولیٰ ہے۔

ویستحب له ای للامام بعد السلام ان یستغفر الله ثلاثا ویقرأ اية الکرسی و المعوذات و یقول اللھم انت السلام و منك السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام و یقول ما ورد بعد کل صلوة مکتوبة وھو لا اله الا الله وحده لا شریك له له الملك وله الحمد وھو علی کل شیء قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذاالجد منك الجد الی قوله ثم یدعو ای الامام لنفسه وللمسلمین من الادعیة الجامعة الماثورة رافعا یدیه حذاء صدره جاعلا باطن الکف مما یلی وجهه بخشوع و سکون و یمسح بھما وجهه فی آخره ای فی آخر الدعاء (مواهب الرحمان و شرحه البرهان" کذافی التحفة) (۲)

ترجمہ: یعنی امام کے لئے مستحب ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھے اور آیۃ الکرسی اور معوذات پڑھے اور پھر کہے اللھم انت السلام و منك السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام ۔ پھر یہ الفاظ پڑھے جو ہر فرض کے بعد وارد ہوئے ہیں یعنی لا اله الا الله وحده لا شریك له له الملك وله الحمد وھو علی کل شیء قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذاالجد منك الجد (الی قوله) پھر امام اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے ادعیہ ماثورہ میں سے کوئی دعا مانگے سینہ کے برابر ہاتھ اٹھا کر اور ہتھیلیاں منہ کی طرف کر کے خشوع و سکوت کے ساتھ پھر فارغ ہو کر منہ پر ہاتھ پھیرے۔

اس عبارت سے صراحۃً معلوم ہو گیا کہ ادعیہ ماثورہ میں سے کوئی سی دعا پڑھنا اور اذکار ماثورہ سنتوں سے پہلے پڑھنا جائز ہے کیونکہ اس عبارت میں سلام کے بعد ہی اذکار و ادعیہ کا پڑھنا بصراحت مذکور ہے۔

و فی شرح منظومة ابن وهبان للعلامة الشرنبلالی انه ذکر شمس الائمة یعنی الحلوانی جواز تاخیر السنة بعد الفرض للاشتغال بالدعاء والورد انتهی (کذافی التحفة) (۳)

---

(۱) (صفة الصلاة ص ۳٤۱ ط سهیل)
(۲) (ص ۲۸ ط لجنة التصنیف کراچی نمبر ۳۸)
(۳) (ص ۳۰)

وفی الذخیرۃ والمحیط البرهانی ویکره له تاخیر التطوع عن حال اداء الفریضة الی قوله . قال الامام شمس الائمة الحلوائی هذا اذا لم یکن من قصدہ الاشتغال بالدعآء الخ انتهی مختصرا (کذافی التحفة باختصار)(۱)

ترجمہ یعنی علامہ شرنبلالی نے شرح منظومہ ابن وہبان میں ذکر کیا ہے کہ شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ فرضوں کے بعد دعا اور ذکر میں مشغولی کی وجہ سے سنت کی تاخیر جائز ہے۔

یعنی ذخیرہ اور محیط میں ہے کہ فرض سے سنتوں کو مؤخر کرنا مکروہ ہے (الی قولہ) امام شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ یہ تاخیر جب مکروہ ہے کہ جب اس کا ارادہ دعا مانگنے کا نہ ہو یعنی دعا مانگنے سے جو تاخیر ہو وہ مکروہ نہیں ہے۔

دوم یہ کہ اگر اس تعارض سے قطع نظر کی جائے تاہم ان عبارتوں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللهم انت السلام کے علاوہ اور دعا مکروہ ہے کیونکہ ان عبارتوں میں بھی اتنی مقدار کی تصریح ہے نہ بخصوص ان الفاظ کی۔ اور یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ کسی دعا یعنی اللهم انت السلام کی حقیقی مقدار کے مساوی ہونا شرط ہے بلکہ اس سے تقریبی مساوات مراد ہے یعنی امام خواہ اللهم انت السلام پڑھے یا کوئی اور دعا جو تقریباً اس کے مساوی ہو یا اللهم انت السلام کے ساتھ کوئی چھوٹی اور دعائیں پڑھ لے جو احادیث میں وارد ہوئی ہیں یہ سب جائز بلا کراہت ہے۔

حقیقی مساوات مراد نہ ہونے اور تقریبی مقدار مراد ہونے کے لئے یہ دلائل ہیں۔

ان ما فی صحیح مسلم (۲)

عن عائشةؓ ان رسول الله ﷺ كان اذا صلى لم یقعد الا مقدار ما یقول اللهم انت السلام و منك السلام الخ یفید ان لیس المراد انه كان یقول ذلك بعینه بل كان یقعد زمانا یسع ذلك المقدار و نحوه من القول تقریبا فلاینافی ذلك ما فی الصحیحین عن المغیرة انه ﷺ كان یقول فی دبر كل صلوة لا اله الا الله وحده لا شریك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدیر اللهم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذاالجد منك الجد وكذا لاینافی ماروی مسلم وغیره عن عبدالله ابن الزبیر كان رسول الله ﷺ اذا سلم من الصلوة قال بصوته الاعلى لا اله الا الله وحده لا شریك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدیر ولا حول ولا قوة الا بالله ولا نعبد الا ایاه له النعمة وله الفضل وله الثنآء الحسن لا اله الا الله مخلصین له الدین ولو كره الكافرون لان المقدار المذكور فی حدیث عائشة یعتبر من حیث التقریب والتخمین دون التحدید الحقیقی انتهی (كبیری شرح منیة للحلبی) (۳)

---

(۱) (ص ۳۰ ۔ ۳۱ ط لجنة التصنیف کراچی)
(۲) باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ ۱/ ۲۱۸ ط قدیمی (۳) (صفة الصلاة ص ۳۴۲ ط سهیل)

ترجمہ علامہ حلبی شرح منیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے جو روایت مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز کے بعد نہیں بیٹھتے تھے مگر اتنی مقدار کہ اللهم انت السلام الخ پڑھیں اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مراد نہیں ہے کہ خاص یہی دعا پڑھتے تھے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اتنی دیر بیٹھتے تھے جس میں یہ دعا یا اتنی ہی اور ذکر پڑھا جا سکے اور اس سے بھی تقریبی مقدار مراد ہے اور اس صورت میں حضرت عائشہؓ کی یہ روایت اس حدیث کے مخالف نہ ہوگی جو بخاری اور مسلم میں مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے لا اله الا الله وحده الخ اور اسی طرح حضرت عائشہؓ کی روایت اس روایت کے خلاف نہ ہوگی جو صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو بآواز بلند یہ دعا پڑھتے لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئى قدير ولا حول ولا قوة الا بالله ولا نعبد الا اياه له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن لا اله الا الله مخلصين له الدين ولو كره الكفرون (اور حضرت عائشہؓ کا ان حدیثوں کے مخالف نہ ہونا) اس لئے ہے کہ حضرت عائشہؓ کی روایت میں مقدار سے مراد تقریبی اور تخمینی مقدار ہے نہ تحقیقی انتہی۔

اور فتح القدیر میں ہے ومقتضى العبارة ح ان السنة ان يفصل بذكر قدر ذلك وذلك يكون تقريبا فقد يزيد قليلا وقد ينقص قليلاً الخ كذافى السعاية (۱)

یعنی علامہ ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی روایت کا مقتضے یہ ہے کہ فرض و سنت میں فصل کیا جائے کسی ذکر و دعا کے ساتھ جو مقدار اللهم انت السلام الخ کے ہو اور یہ مساوات تقریبی ہے پس کبھی کم ہو جائے کبھی اس سے زیادہ ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔

و فى فتاوى الحجة الامام اذا فرغ من الظهر والمغرب والعشاء يشرع فى السنة و لا يشتغل بادعيةٍ طويلةٍ انتهى (كذافى السعاية) (۲)

یعنی فتاوی حجہ میں ہے کہ امام جب ظہر اور مغرب اور عشاء کی نماز سے فارغ ہو تو لمبی لمبی دعا میں نہ کرے اور سنت میں مشغول ہو جائے۔

و فى خزانة الفقه عن البقالى الافضل ان يشتغل بالدعآء ثم بالسنة الخ (كذافى السعاية) (۳)

خزانۃ الفقہ میں ہے کہ بقالی نے فرمایا کہ افضل یہ ہے کہ (فرض کے بعد) دعا میں مشغول ہو پھر سنتیں پڑھے۔

---

(۱) (باب صفة الصلاة ۲ / ۲۶۲ ط سهيل)

(۲) ([illegible] ۲۶۱)

(۳) (ايضا)

اور اشعۃ اللمعات (۱) میں شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں

باید دانست کہ تعجیل سنت منافی نیست مر خواندن آیت الکرسی وامثال آن را چنانکہ در حدیث صحیح وارد شدہ است کہ بعد از نماز فجر و مغرب دہ بار لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير بخواند (كذافى التحفة)(۲)

ترجمہ: یعنی جاننا چاہیے کہ سنتوں میں جلدی کرنے کا حکم اس کے مخالف نہیں ہے کہ آیۃ الکرسی اور اس جیسی دعائیں (سنت سے پہلے) پڑھ لی جائیں جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ فجر اور مغرب کی نماز کے بعد دس مرتبہ لا اله الا الله وحده لا شريك له الخ پڑھے۔

ان عبارتوں سے یہ امور بصراحت ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) حضرت عائشہؓ کی روایت اور فقہاء کی عبارت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے بالتخصیص اللهم انت السلام الخ ہی پڑھنا چاہیے بلکہ اتنی مقدار کی کوئی دعا بھی ہو جائز ہے۔

(۲) مقدار سے مراد تقریبی اور تخمینی مقدار ہے جس میں تھوڑی سی کمی وبیشی کا کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(۳) علامہ حلبی کی شرح منیہ کی عبارت اور شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کی اشعۃ اللمعات کی عبارت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير ولا حول ولا قوة الا بالله ولا نعبد الا اياه له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن لا اله الا الله مخلصين له الدين ولو كره الكفرون یہ دعا جو مغیرہ بن شعبہ کی روایت میں ہے یا آیۃ الکرسی یا لا اله الا الله له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير دس بار یہ سب اسی تقریبی مقدار میں داخل ہیں اور اتنی بڑی دعا میں پڑھنے سے سنتوں کی تعجیل کے حکم کی مخالفت لازم نہیں آتی۔

(۴) اور فتاوی حجہ کی عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ لمبی لمبی دعائیں مکروہ ہیں پس کبیری اور شرح مشکوۃ کی عبارتوں کے ساتھ ملانے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ لمبی دعاؤں سے وہ دعائیں مراد ہیں جو مغیرہؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ کی روایت کی ہوئی دعاؤں اور آیت الکرسی اور لا اله الا الله له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير دس بار سے زیادہ لمبی ہوں۔

(۵) ذرا غور کرنے سے انہیں عبارتوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ یہ بڑی بڑی دعائیں جو تقریبی مقدار میں داخل کی گئی ہیں ان کے داخل کرنے کی وجہ صرف یہی ہے کہ یہ دعائیں صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں پس احادیث میں تطبیق دینے کے خیال سے حضرت عائشہؓ کی حدیث میں مقدار سے تقریبی

---

(۱) (باب الذكر بعد الصلاة ٤١٨/١ ط مكتبه رضويه' سكهر پاكستان)

(۲) (ص ٤٠، ٤١ ط لجنة التصنيف' كراچی نمبر ٣٨)

اور تخمینی مقدار مراد لی اور ان دعاؤں کو جو صحیح طور پر آنحضرت ﷺ سے ثابت ہوئیں اس تقریبی مقدار میں داخل رکھا چونکہ فقہ کی وہ روایتیں جن میں بڑی دعاؤں کی کراہت مذکور ہے وہ بھی اس معنی پر لامحالہ محمول کی جائیں گی کہ ادعیہ منقولہ اور اذکار ماثورہ سے زیادہ لمبی دعائیں مکروہ ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ یہ حکم فقہی احادیث صحیحہ کے خلاف ہو۔

تکملہ مفیدہ

یہ بھی بتادینا ضروری ہے کہ یہ کلام انہیں فرائض کے بعد دعا مانگنے کے متعلق ہے جن کے بعد سنتیں ہیں اور جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے بعد دعا مانگنا اور ذکر طویل اتفاقاً جائز ہے۔

نیز یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ فقہاء نے ادعیہ طویلہ کو جو مکروہ کہا ہے اس کراہت سے مراد بھی کراہت تنزیہی ہے جس کا مرجع خلاف اولیٰ ہے فتح القدیر میں ہے۔

قولهم يكره التاخير الطويل للسنة عن الفرض مرادهم بها الكراهية التنزيهية التى مرجعها الى خلاف الاولى انتهى (كذافى التحفة) (۱)

اور ادعیہ طویلہ سے وہ لمبی دعائیں مراد ہیں جو روایات صحیحہ سے ثابت شدہ دعاؤں سے بڑی ہوں۔

الحاصل

احادیث صحیحہ اور روایات فقہیہ سے نہایت واضح طور پر یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ فرائض کے بعد سنتوں سے پہلے دعا مانگنا اور ادعیہ ماثورہ کی مقدار تک دعائیں پڑھنا اور ذکر کرنا بلا کراہت جائز ہے بلکہ اس وقت دعا مانگنا افضل ہے اور اس دعا میں مقبولیت کی زیادہ امید ہے۔

(والله اعلم و علمه اتم واحكم)

كتبه الراجى رحمة مولاه محمد كفايت الله اوصله الله الى ما يتمناه مدرس اول و مفتى مدرسة العاليه عربيه امينيه' دهلى

جمادی الاخری ۱۳۳۴ھ

---

(۱) (ص ۳۳' ط لجنة التصنيف' كراچى

الصحائف المرفوعہ

فی جواب

اللطائف المطبوعہ

ماخوذ از مجموعہ نفائس مرغوبہ مرتبہ حضرت مفتی اعظم مطبوعہ ۱۳۴۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمد اللہ العلی العظیم
و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد۔ نفائس مرغوبہ کے طبع ثانی کے وقت بعض احباب رنگون نے میرے پاس ایک رسالہ بھیجا۔ جس کا نام اللطائف المطبوعہ فی جواب النفائس المرغوبہ ہے۔

یہ رسالہ جناب مولانا مولوی مفتی عبد الباری صاحب مرحوم و مغفور کی جانب سے منسوب ہے مگر اس کی صورت یہ ہے کہ مولوی محمد یعقوب صاحب نے حضرت مولانا عبد الباری صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد ان کے مسودات میں سے کچھ تحریرات نکالیں اور خود انہیں ترتیب دیکر لطائف مطبوعہ کے نام سے رسالہ بنا کر شائع کر دیا میرا یقین ہے کہ اگر مولانا عبد الباری صاحب مرحوم زندہ ہوتے تو وہ اس کو اس صورت میں شائع کرنا ہرگز پسند نہ فرماتے۔ کیونکہ اس کی موجودہ ترتیب اور صورت ان کے مرتبہ علم اور فقاہت کے خلاف ہے۔

بہر حال اب کہ رسالہ ان کے بعد ان کے نام سے شائع کر دیا گیا اور ناواقف حضرات کے لئے ایک اشتباہ کا موقع پیدا ہو گیا کہ یہ مولانا مرحوم کے خیالات ہیں اس لئے رفع اشتباہ کے لئے ضروری معلوم ہوا کہ رسالہ کے مضامین کا مختصر جواب بھی شائع کر دیا جائے تاکہ طالبین حق کے لئے چراغ ہدایت کا کام دے اور جو اشتباہ کہ پیدا ہو گیا ہے وہ رفع ہو جائے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۔

خاکسار محمد کفایت اللہ غفرلہ
شعبان المعظم ۱۳۴۸ھ

واضح ہو کہ اصل مسئلہ جو زیر غور ہے وہ یہ ہے کہ بعض اطراف ہندوستان میں معمول یہ ہے کہ جن فرائض کے بعد سنتیں ہیں ان کے سلام کے بعد امام اور مقتدی اللھم انت السلام کے علاوہ بھی ایک دو مختصر ماثور دعائیں ہاتھ اٹھا کر پڑھتے ہیں اور دعا سے فارغ ہو کر سنتیں نفلیں پڑھتے ہیں پھر ہر شخص اپنی اپنی دعائیں مانگتا ہے اور اٹھ کر چلا جاتا ہے کوئی پہلے کوئی پیچھے۔ یعنی سنن و نوافل سے فارغ ہونے کے بعد سب اجتماعی طور پر دعا مانگنے کے لئے انتظار نہیں کرتے۔

اس کے خلاف بعض مقامات (مثلاً برما گجرات وغیرہ) میں یہ رواج ہے کہ فرض نماز کے بعد سلام کے بعد امام اور مقتدی صرف اللھم انت السلام الخ پڑھتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور سنتیں

نفلیں پڑھ کر امام اور مقتدی سب مل کر دعا مانگتے ہیں اور اس رواج کی بھی مختلف مقامات میں مختلف صورتیں ہیں۔

کسی جگہ تو اللّٰھم انت السلام الخ پڑھتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں اور کہیں نہیں اٹھاتے اور کسی جگہ سنن ونوافل کے بعد امام زور سے فاتحہ کہہ کر صرف ایک بار مقتدیوں کے ساتھ دعا مانگتا ہے اور کسی جگہ ایک بار دعا ختم کرکے اور منہ پر ہاتھ پھیر کر پھر دوسری بار الفاتحہ کہہ کر دعا مانگی جاتی ہے اور کسی جگہ دوسری دعا ختم کرکے اور منہ پر ہاتھ پھیر کر پھر تیسری مرتبہ امام الفاتحہ کہہ کر دعا مانگتا ہے پھر سنن ونوافل کے بعد اس مروج دعا کو اس قدر ضروری سمجھا جاتا ہے کہ اگر کوئی امام سنن ونوافل کے بعد دعا مانگنے کے لئے نہ بیٹھے اور پہلے ہی اٹھ کر چلا جائے یا جائے تو نہیں مگر دعا نہ مانگے تو امام کو برا بھلا کہنا امامت سے معزول کردینا اور ایک جھگڑا فساد برپا کردینا مسلمانوں میں نااتفاقی اور پھوٹ ڈال دینا سب وشتم کرنا یہ معمولی باتیں جو پیدا ہو جاتی ہیں اور بیسیوں مثالیں اس کی موجود ہیں نفائس المرغوبہ میں یہ لکھا گیا تھا۔

دوسرے طریقہ کا احادیث وفقہ سے ثبوت نہیں ہے یعنی کسی حدیث یا آثار صحابہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور انور ﷺ یا صحابہ کرام یا ائمہ مجتہدین کے زمانہ میں لوگ سنن ونوافل کے اجتماعی دعا کے لئے بیٹھے انتظار کیا کرتے تھے اور جب خود حضور انور اور تمام مقتدی سنن ونوافل سے فارغ ہو جاتے تھے تو سب مل کر دعا مانگتے تھے پھر دعا کا طریقہ بھی یہی ہوتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ زور سے الفاتحہ فرماتے اور تمام مقتدی حضور کے ساتھ دعا میں شریک ہو جاتے پھر صرف ایک مرتبہ دعا فرماتے یا دو دو تین تین مرتبہ دعا کرتے ان میں سے کسی بات کا ثبوت نہیں ہے قاعدہ کے موافق ہمیں اتنا ہی کہہ دینا کافی تھا کہ ان میں سے کسی بات کا ثبوت نہیں ہے اور جو لوگ کہ اس طریقہ کو ثابت کرنا چاہتے ہیں ان پر لازم تھا کہ وہ ان باتوں کا ثبوت پیش کرتے اور وہ روایت بیان کرتے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سنن ونوافل کے بعد تمام صحابہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر دعا مانگتے تھے حضور الفاتحہ فرما کر دعا شروع کرتے تھے اور ایک بار دعا مانگتے تھے یا دو مرتبہ یا تین مرتبہ مگر ہم نے اس خیال سے کہ عوام علم مناظرہ کے اس قاعدے سے تو واقف نہیں ہوتے کہ ثبوت پیش کرنا کس کے ذمہ ہوتا ہے وہ تو ہر فریق سے خواہ مدعی ہو یا منکر دلیل پیش کرنے کے منتظر رہتے ہیں تطوعاً اپنی طرف سے دلائل بھی پیش کردیئے تھے جن میں سے ایک دلیل یہ تھی کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے نوافل کو گھروں میں پڑھنے کی ترغیب دی ہے اور گھر میں پڑھنے کا ثواب مسجد میں پڑھنے سے زیادہ فرمایا ہے اور خود بھی عام طور پر حضور اکرم ﷺ نوافل گھر میں پڑھتے تھے اس کے لئے نفائس مرغوبہ کے صفحہ ۳ میں حضرت عبداللہ بن سعدؓ کی حدیث اور صفحہ ۴ میں حضرت عائشہؓ کی حدیث پیش کی یہ حدیثیں نہایت صاف اور صریح اور صحیح ہیں۔

ان سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ عام طور پر سنن ونوافل گھر میں پڑھتے تھے اور چونکہ صحابہ کرام کو بھی گھروں میں سنن ونوافل پڑھنے کی ترغیب دی تھی اور صحابہ کرامؓ حضور کی ترغیب پر دل وجان

سے عمل کیا کرتے تھے اور افضل اور بہتر صورت کو ہی اختیار کرتے تھے تو ضرور ہے کہ وہ بھی عام طور پر سنن ونوافل گھروں میں ہی جا کر پڑھتے ہوں گے۔

پس اس سے سنن ونوافل کے بعد اجتماعی دعا کا حضور انور ﷺ کے اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں رواج نہ ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔

لطائف مطبوعہ کا مضمون

لطائف مطبوعہ صفحہ ۱۰ میں اس روشن اور واضح ثبوت کا جواب دیا گیا ہے کہ جو حدیثیں نفس مرغوبہ میں پیش کی گئی ہیں ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیشہ سنتیں مکان میں پڑھی ہیں کبھی باہر مسجد میں نہیں پڑھیں نہ سفر میں نہ حضر میں پس ممکن ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کبھی فرض کے بعد اسی جگہ سنتیں پڑھی ہوں اور سنتوں کے بعد دعا مانگی ہو۔

اس مضمون کا جواب

مجھے حیرت ہے کہ مولانا عبد الباری مرحوم جیسے فاضل ایسا کمزور اور بودا جواب کیسے لکھ سکتے تھے میں نے تو وہ حدیثیں پیش کی ہیں جن سے حضور اکرم ﷺ کی عادت شریفہ یہ ثابت ہوتی ہے کہ سنن ونوافل گھر میں پڑھا کرتے تھے اور اسی کو افضل فرماتے تھے اور اسی بناء پر صحابہ کرامؓ کا گھروں میں جا کر سنتیں پڑھنا غالب اور رائج بتایا تھا۔ تو ان کا فرض یہ تھا کہ وہ کوئی ایسی حدیث بیان کرتے جس سے حضور ﷺ کی عادت شریفہ ثابت ہوتی کہ سنن ونوافل مسجد میں پڑھا کرتے تھے اور صحابہ کرامؓ بھی سنن ونوافل مسجد میں ادا کیا کرتے تھے انہوں نے کوئی ایسی روایت تو پیش نہیں کی صرف یہ کہہ دیا کہ ممکن ہے کبھی آپ نے سفر میں یا حضر میں مسجد میں بھی سنتیں پڑھی ہوں۔

میں نے یہ کب کہا تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے ساری عمر میں کبھی مسجد میں سنن ونوافل نہیں پڑھے میں نے تو یہ ثابت کیا تھا کہ حضور ﷺ کی عادت شریفہ گھر میں پڑھنے کی تھی اس عادت کے خلاف کوئی روایت پیش نہیں کی نہ کر سکتے تھے۔

اب میں کہتا ہوں کہ اگر حضور اکرم ﷺ نے کبھی سفر میں یا حضر میں سنتیں باہر پڑھ لی ہوں اور ان کے بعد دعا بھی مانگ لی ہو تو آپ کو کیا فائدہ ہوگا کیا اس سے حضور ﷺ کے زمانے میں اس مروجہ دعا کے رواج کا ثبوت ہو جائے گا ہرگز نہیں اور جب کہ یہ ثابت ہے کہ عادت شریفہ آنحضرت ﷺ کی یہی تھی کہ سنن ونوافل گھر میں جا کر پڑھتے تھے اس لئے مروجہ دعائے ثانیہ یعنی سنن ونوافل کے بعد اجتماعی دعا کا حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ ہونا روز روشن کی طرح ثابت رہے گا۔

لطائف مطبوعہ کا مضمون

اسی صفحہ ۱۰ میں آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ممکن ہے حضور ﷺ گھر میں سنن ونوافل کے بعد دعا مانگ لیا کرتے ہوں۔

جواب۔ یہ قول پہلے قول سے بھی زیادہ تعجب خیز ہے میں کہتا ہوں کہ صرف ممکن ہی نہیں بلکہ غالب ہے کہ آپ گھر میں سنتوں اور نوافل سے فارغ ہو کر دعا مانگتے ہوں گے مگر اس سے اجتماعی دعا جو سنتوں اور نفلوں کے بعد مسجد میں خاص اہتمام کے ساتھ رواج پذیر ہے وہ تو ثابت نہیں ہوتی۔

کاش مولانا عبید اللہ صاحب مرحوم اور ان کے ہم خیال علماء یہی تعلیم دیتے کہ امام اور مقتدی گھر میں جا کر سنتیں نفلیں پڑھا کریں اور سنن و نوافل کے بعد دعا مانگا کریں تو یہ ایک طریقہ مسنونہ کی تعلیم بھی ہو جاتی اور سارا جھگڑا ہی ختم ہو جاتا مسلمان بھی اتفاق و اتحاد سے رہتے اور کوئی ناگوار قصہ ہی پیش نہ آتا۔

لطائف مطبوعہ کا مضمون

تیسرا جواب لطائف مطبوعہ صفحہ ۱۰ میں یہ دیا گیا ہے کہ جب کہ احادیث قولیہ سے دعا بعد سنت کا ثبوت ہو گیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تو اس پر عمل کرنا چاہیے گو وہ آپ کے فعل سے اس کا ثبوت نہ ہو سکے۔

اس مضمون کا جواب

لطائف مطبوعہ میں چار قولی حدیثیں بیان کی گئی ہیں جو یہ ہیں۔

(۱) حدیث انس۔ **ما من عبد بسط کفیه فی دبر کل صلوة الخ**

کوئی بندہ ایسا نہیں جو ہر نماز کے بعد ہاتھ پھیلائے الخ

(۲) حدیث فضل بن عباس۔ **الصلوة تخشع و تضرع و تمسکن ثم تقع یدیك الخ**

نماز خشوع و خضوع اور عاجزی ہے پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھائے۔

(۳) حدیث ابی امامہ۔ **ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل و دبر الصلوات المکتوبة**

کس وقت کی دعا زیادہ مقبول ہے فرمایا آخر شب کی اور فرض نمازوں کے بعد کی دعا۔

(۴) حدیث معاذ۔ **یا معاذ! لا تدعن ان تقول فی دبر کل صلوٰة**

اے معاذ! مت چھوڑ **اللّٰهم اعنی الخ** کا کہنا ہر نماز کے

میں نے بقدر ضرورت ان حدیثوں کے الفاظ نقل کر دیئے ہیں جو لطائف مطبوعہ کے صفحہ ۵ صفحہ ۶ میں مرقوم ہیں ناظرین لطائف مطبوعہ میں ان حدیثوں کو پوری عبارت کے ساتھ مکرر سہ کرر پڑھیں اور دیکھیں کہ ان احادیث میں اس کی تصریح کہاں ہے کہ لوگ سنن و نوافل مسجد میں پڑھیں اور پھر سب مل کر دعا مانگیں جو پہلے فارغ ہو جائیں وہ دوسروں کے فارغ ہونے تک بیٹھے انتظار کیا کریں۔

بلکہ ان حدیثوں پر عمل کرنے کی بہتر اور افضل صورت یہی ہے کہ فرضوں سے فارغ ہو کر مختصر دعا مانگی جائے اور حدیث عبداللہ بن سعد و حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بموجب سنن و نوافل گھروں میں جا کر پڑھیں اور وہاں بھی فراغت کے بعد دعا مانگی جائے۔

پس ان قولی حدیثوں میں اور حضور اکرم ﷺ کے اس فعل میں کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھتے تھے اور مسجد میں اجتماعی دعا حضور ﷺ کے فعل سے ثابت نہیں کوئی تعارض اور مخالفت نہیں ہے۔

دونوں باتیں یعنی قول و فعل باہم مطابق و موافق ہیں۔

تنبیہ (۱)

یہاں پر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگرچہ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی عادت شریفہ اور اکثری طرز عمل تو یہی تھا کہ سنن ونوافل گھر میں پڑھتے تھے لیکن حضور اکرم ﷺ سے احیاناً یہ بھی ثابت ہے کہ مسجد میں بھی آپ نے سنن ونوافل پڑھی ہیں اس لئے اگر وہ فرضوں کے بعد سنتیں نفلیں مسجد میں پڑھ لیں تو یہ ناجائز یا مکروہ نہیں ہے مگر سنن ونوافل کے بعد دعائے اجتماعی کا مروجہ طریقہ ہرگز ثابت نہیں ہے اس لئے اس کا التزام یقیناً لائق ترک ہے۔

تنبیہ (۲)

یہ بھی واضح رہے کہ فقہاء حنفیہ میں سے ایک جماعت نے ان فرضوں کے بعد جن کے بعد سنتیں ہیں دعا کو مکروہ کہا ہے اس جماعت نے ان احادیث کی تاویل کی ہے جن میں لفظ دبر الصلوات المکتوبات اور اسی قسم کے الفاظ آئے ہیں کہ ان سے مراد سنن ونوافل کے بعد دعا مانگنا ہے۔

مگر خود فقہاء محققین حنفیہ نے یہ جواب دیا ہے کہ اول تو کراہت ایک حکم شرعی ہے اس کے لئے کوئی دلیل درکار ہے اور احادیث و آثار میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ فرضوں اور سنتوں کے درمیان میں دعا مکروہ ہے۔ دوم کہ لفظ دبر الصلوۃ یا دبر الصلوات المکتوبات کے ظاہری اور متبادر معنی یہی ہیں کہ فرض کا سلام پھیرتے ہی دعا پڑھتے تھے جس میں جن کی تعمیم دی گئی ہے اور اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ان ظاہری اور متبادر معنی کو چھوڑ کر سنن ونوافل کے بعد کا وقت مراد لیا جائے یہ تصریح کی کہ فرض نماز کے سلام کے بعد ہی دعا مانگنا بہتر اور افضل ہے اور یہی راجح اور صحیح ہے۔

اور اس صورت میں تمام احادیث اپنے ظاہری اور متبادر معنی پر محمول ہو سکتی ہیں اور حدیث ابی امامہؓ جو نفائس مرغوبہ کی فصل دوم میں نمبر ۳ پر مرقوم ہے اور جس کے الفاظ یہ ہیں۔

عن ابی امامةؓ انه قال ما دنوت من رسول الله ﷺ فی دبر کل صلوة مکتوبة ولا تطوع الا سمعته یقول اللهم اغفرلی ذنوبی و خطایای کلها اللهم انعشنی واجبرنی واهدنی لصالح الاعمال والاخلاق انه لا یهدی لصالحها ولا یصرف سیئها الا انت. (اخرجه ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة کذافی التحفة المرغوبه)(۱)

(ترجمہ) ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ جب میں حضور ﷺ سے قریب ہوا تو ہر نماز فرض اور نفل کے بعد حضور اکرم ﷺ کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا۔ **اللهم اغفرلی ذنوبی الخ**

اس حدیث میں تصریح ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد بھی اور نفل نماز کے بعد بھی حضور اکرم ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے اور اس میں لفظ دبر کل صلوة مکتوبة سے اس کے ظاہری اور متبادر معنی ہی مراد ہیں کہ

---

(۱) عمل الیوم واللیلة لابن السنی باب ما یقول فی دبر صلاة الصبح ص ۱۰۴، ۱۰۵ ط مکتبہ الشیخ کراچی

فرضوں کے بعد متصل دعا پڑھتے تھے یہ نہ فرماتے دبر کل صلوۃ مکتوبۃ میں یہ معنی مراد نہ ہوتے اور وہی تاویلی معنی مراد ہوتے کہ نوافل کے بعد دعا پڑھتے تھے تو پھر آگے ولاتطوع فرمانے کی ضرورت نہ ہوتی اور فرضوں اور نفلوں دونوں کی تصریح نہ کی جاتی۔

علامہ حلبی کی وہ عبارت جو نفائس المرغوبہ کے صفحہ ۱۹ میں مرقوم ہے اور جس میں انہوں نے حضرت عائشہؓ کی حدیث لم یقعد الا مقدار ما یقول اللھم انت السلام الخ کے معنی بتائے ہیں پڑھیے اور دیکھیے کہ علامہ نے تخمینی طور پر دعا کو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذاالجد منک الجد

اور صحیح مسلم کی اس دعا کو

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکفرون.

یہ فرمایا کہ یہ دعائیں بھی اللھم انت السلام کے ساتھ تخمینی اور تقریبی مقدار میں برابر ہیں اس سے ان دعاؤں کی حدیثوں اور حدیث عائشہؓ میں کوئی منافات نہیں ہے یعنی فرضوں کے بعد متصلاً یہ دعائیں اسی طرح پڑھی جا سکتی ہیں جس طرح اللھم انت السلام الخ

اس سے صاف معلوم ہوا کہ علامہ حلبی بھی فرض و سنن کے درمیان اللھم انت السلام کے سوا دوسرے اذکار وادعیہ کی کراہت کے قائل نہیں ہیں اور ظاہر ہے کہ جب صحیح و صریح روایت حدیث موجود ہیں تو محققین حنفیہ کراہت کے قائل کیسے ہو سکتے تھے اسی وجہ سے امام شمس الائمہ حلوائی نے کراہت کی روایت کو قابل عمل نہیں سمجھا اور اسی وجہ سے علامہ ابن ہمامؒ نے بھی تقریبی مقدار میں ان دعاؤں کو داخل کرنے سے اختلاف نہیں کیا اور اسی بنا پر مفتاح الجنان میں قبل السنۃ کی تصریح کر دی یعنی اذکار ماثورہ سنتوں سے پہلے پڑھے جائیں۔

اور اسی لحاظ سے حضرت امام الہند شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے یہ فرمایا والاولی ان یاتی بھذہ الاذکار قبل الرواتب الخ (حجۃ اللہ البالغہ) یعنی بہتر اور افضل یہ ہے کہ ان اذکار ماثورہ کو سنن راتبہ سے پہلے پڑھے۔

پس حاصل یہ ہے کہ سنتوں اور فرضوں کے درمیان دعا مانگنے کو مکروہ کہنا قوی اور راجح نہیں ہے بعض فقہاء محققین کی تصریح کے موافق راجح یہی ہے کہ سنتوں سے پہلے اذکار وادعیہ ماثورہ پڑھی جائیں اور یہی قول ظاہر حدیث کے موافق ہے ہاں بہت زیادہ تطویل یا غیر ماثور اذکار وادعیہ پڑھنے کو مکروہ کہا جائے

---

(۱) فصل فی الاذکار الواردۃ بعد الصلوۃ ذکر صلوۃ وعقیب السنون ۲ / ۱۲۲ ط دمشق

تو گنجائش ہے۔

تنبیہ (۳)

جن فقہاء نے فرضوں اور سنتوں کے درمیان دعا کو مکروہ فرمایا ہے ان کا مطلب بھی یہ ہے کہ اگر فرض پڑھنے کی جگہ پر ہی سنتیں پڑھنے کا ارادہ ہو تو پھر سنتوں کے پڑھنے میں تاخیر مکروہ ہے لیکن فرضوں کے مقام میں سنتیں ادا کرنا خلاف اولیٰ ہے۔

اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ امام اپنے حجرے یا مکان میں جا کر سنتیں پڑھے اور اسی طرح لوگ بھی اپنے مکانوں میں جا کر سنتیں پڑھیں اگر مقتدی سب ایسا نہ کر سکیں تو جو کر سکتے ہوں وہ کرلیں اور تمام کے تمام نہ کر سکیں تو وہ امام کو اس اولیٰ و افضل عمل سے نہ روکیں اگر امام فرض پڑھا کر مختصر ماثور ذکر و دعا پڑھ کر حجرے میں چلا جائے تاکہ سنن و نوافل کو اپنے حجرے میں افضل اور مسنون طریق پر ادا کرے تو جانے دو اس کو ایک غیر ثابت اور غیر مسنون رواج کی مدد کے لئے ایک مسنون عمل سے کیوں روکا جاتا ہے۔ ان الكلام فيما اذا صلى السنة فى محل الفرض لاتفاق كلمة المشائخ على ان الافضل فى السنن حتى سنة المغرب المنزل اى فلا يكره الفصل بمسافة الطريق (۱) (ردالمحتار نقلا عن الحلیہ)

یعنی تاخیر سنت کے مکروہ ہونے یا نہ ہونے میں جو کلام ہے وہ اسی صورت میں ہے کہ جب کوئی سنتوں کو وہیں پڑھے جہاں فرض پڑھے ہیں کیونکہ تمام مشائخ کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام سنتوں کو یہاں تک کہ مغرب کی سنتوں کو بھی گھر میں جا کر پڑھنا افضل ہے تو گھر تک جانے میں جو فاصلہ اور تاخیر ادائے سنت میں ہو یہ اتفاقاً مکروہ نہیں ہے۔

بلاغ مطبوعہ میں باب اول صرف اس غرض کے لئے منعقد کیا گیا تھا کہ سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کو ثابت کیا جائے مؤلف نے اس مقصد کے لئے سب سے پہلے نورالایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح کی عبارت پیش کی ہے مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یا تو مؤلف نے نورالایضاح اور مراقی الفلاح کا مطلب ہی نہیں سمجھا یا قصداً ان کتابوں کی عبارتوں میں قطع برید کر کے اپنا مطلب نکالنا چاہا ہے اس لئے میں ذرا تفصیل سے اس کو بیان کرتا ہوں۔

سب سے پہلے یہ دیکھئے کہ نورالایضاح میں یہ بحث جس فصل میں ذکر کی گئی ہے اس کے عنوان کے الفاظ یہ ہیں۔

فصل فى الاذكار الواردة بعد الفرض

یعنی یہ فصل ان اذکار کے بیان میں ہے جو نماز فرض کے بعد وارد ہوئے ہیں مصنف پہلے نماز کے افعال کی ترتیب بیان کر چکا ہے اس فصل کو [illegible] تک پہنچا کر ختم کر دیا تھا اس کے بعد باب الامامۃ اور اس کے

---

(۱) (باب صفۃ الصلاۃ ۱ / ۵۳۰ ط سعید)

متعلق فصل ذکر کیں پھر یہ فصل منعقد کی اس میں یہ بتاتا تھا کہ نماز فرض کے سلام کے بعد کیا کیا ذکر اور دعائیں وارد اور منقول ہیں اسی سے عنوان میں بھی بعد الفرض کا لفظ صراحۃً ذکر کر دیا۔

پہلا مسئلہ یہ بیان کیا کہ نماز فرض کے بعد سنتوں کو فوراً شروع کر دینا چاہیے یا کچھ توقف بھی جائز ہے اس میں مصنف نے پہلی روایت یہ ذکر کی۔

القیام الی اداء السنة التی تلی الفرض متصلا بالفرض مسنون غیر انه یستحب الفصل بینهما کما کان علیه السلام اذا سلم یمکث قدر ما یقول اللهم انت السلام و منك السلام والیك یعود السلام تبارکت یا ذاالجلال والاکرام ثم یقوم الی السنة (مراقی الفلاح) (۱)

ترجمہ یعنی فرضوں کے سلام کے بعد ان سنتوں کو ادا کرنے کے لئے جو فرضوں کے بعد پڑھی جاتی ہیں بلا توقف کھڑا ہو جانا چاہیے مگر یہ کہ فرضوں اور سنتوں میں علیحدگی کر دینی مستحب ہے جیسے کہ آنحضرت ﷺ جب فرض کا سلام پھیرتے تو اتنی مقدار ٹھہرتے کہ اللهم انت السلام و منك السلام والیك یعود السلام تبارکت یا ذاالجلال والاکرام پڑھ لیتے۔ پھر کھڑے ہوتے اور ادائے سنت کرتے۔

اس کے بعد مصنف نے علامہ ابن ہمام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ذکر اللهم انت السلام وہ ذکر ہے جو حضور ﷺ سے ثابت ہے منجملہ ان اذکار کے جن سے اداء سنت مؤخر کی جاتی ہے اور جن کے ذریعے سے فرضوں اور سنتوں میں فصل اور علیحدگی کی جاتی ہے چونکہ علامہ ابن ہمام کا مطلب یہ تھا کہ جو اذکار نماز فرض کے سلام کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھے جائیں منقول ہیں ان میں سے اللهم انت السلام کا ثبوت پختہ ہے اس لئے صرف اسی کو پڑھنا چاہیے۔

مگر چونکہ اس ذکر کے علاوہ بعض ذکر دوسرے اور دعائیں بھی ثابت تھیں اور ان کا ثبوت بھی پختہ تھا اس لئے صاحب مراقی الفلاح نے علامہ ابن ہمام کا قول نقل کرنے کے بعد یہ فرمایا۔

قلت و لعل المراد غیر ما ثبت ایضا بعد المغرب وهو ثان رجله لا اله الا الله الخ عشرا او بعد الجمعة من قراءة الفاتحة والمعوذات سبعا سبعا اه (مراقی الفلاح) (۲)

ترجمہ میں کہتا ہوں کہ شاید علامہ کی مراد یہ ہے کہ اللهم انت السلام کی طرح اور جو ذکر ثابت ہیں وہ بھی سنتوں سے پہلے پڑھنا مستحب ہے جیسے کہ ایک حدیث میں نماز مغرب کے بعد اسی طرح بیٹھے ہوئے لا اله الا الله الخ دس مرتبہ پڑھنا ثابت ہے اور دوسری حدیث میں نماز کے بعد سنتوں سے پہلے سورۃ فاتحہ اور معوذات سات سات مرتبہ پڑھنا ثابت ہے۔ انتہی۔

پس صاحب مراقی الفلاح کی اس تصریح سے ثابت ہو گیا کہ ان کے نزدیک فرض نماز کے سلام کے بعد اللهم انت السلام کے علاوہ اور اذکار ثابتہ کو پڑھنا بھی جائز ہے اور ان کی وجہ سے جو تاخیر اداء

---

(۱) (فصل فی صفة الاذکار الواردة بعد صلاة الفرض، ص ۱۸۶، ط مصر)

(۲) (ایضا)

سنت میں ہوگی وہ تاخیر مکروہ یا خلاف اولیٰ نہیں ہے۔

ترجمہ: اس پر مراقی الفلاح کے محشی علامہ سید احمد طحطاویؒ نے یہ تحریر فرمایا ہے۔

وفی روایة عائشةؓ قالت کان رسول اللہ ﷺ لا یقعد الا مقدار ما یقول اللھم انت السلام الخ

یعنی حضرت عائشہؓ کی روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نہیں بیٹھتے تھے مگر اتنی مقدار جس میں اللھم انت السلام پڑھ سکیں۔

وھی تفید کالذی ذکرہ المؤلف انہ لیس المراد انہ کان یقول ذلک بعینہ بل کان یقعد زمانا یسع ذلک المقدار ونحوہ من القول تقریباً.

(حاشیہ طحطاوی بر مراقی الفلاح)(۱)

یہ روایت بھی بتاتی ہے جو مؤلف نے ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ حضور ﷺ اللھم انت السلام ہی پڑھا کرتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اتنی دیر بیٹھتے تھے کہ اس میں اللھم انت السلام یا اسی کی تقریبی مقدار کا اور کوئی ذکر پڑھا جاسکے۔

اس سے معلوم ہوا کہ علامہ طحطاویؒ کے نزدیک حضرت عائشہؓ کی روایت سے یہ بھی ثابت نہیں کہ حضور ﷺ ہر فرض نماز کے بعد صرف اللھم انت السلام پڑھتے تھے بلکہ اتنی مقدار کا ذکر پڑھتے تھے خواہ یہی پڑھتے ہوں یا اور کوئی ذکر و دعا۔

اور یہی مطلب علامہ حلبی نے بھی بیان کیا ہے پھر ان دونوں بزرگوں نے یہ تصریح کی ہے کہ صحیحین یعنی بخاری اور مسلم رحمہما اللہ کی کتابوں میں فرض کے بعد جو دعا میں منقول ہیں وہ بھی اللھم انت السلام کے ساتھ تقریبی مقدار میں شامل ہیں اس لئے حضرت عائشہؓ کی روایت میں اور ان اذکار کی روایتوں میں کوئی تعارض اور منافات نہیں ہے یعنی ان بزرگوں کے نزدیک فرض اور سنتوں کے درمیان ان دعاؤں کا پڑھنا اسی طرح جائز اور ثابت اور مستحب ہے جس طرح اللھم انت السلام کا پڑھنا ہے بخاری و مسلم کی وہ روایتیں یہ ہیں جو طحطاوی اور حلبیہ دونوں میں منقول ہیں۔

عن المغیرةؓ انہ ﷺ کان یقول فی دبر کل صلوة لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذاالجد منک الجد وکذا لا ینافی ما رواہ مسلم وغیرہ عن عبداللہ بن الزبیر کان رسول اللہ ﷺ اذا سلم من الصلوة قال بصوتہ الاعلی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر ولا حول ولا قوة الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمة ولہ الفضل

---

(۱) فصل فی صفة الأذکار الواردة بعد صلاة الفرض ص ۱۸۶ ط مصر

وله الثناء الحسن لا اله الا اللّٰہ مخلصين له الدين ولو كره الكافرون ۔

ترجمہ: یعنی مغیرہؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر نماز کے بعد پڑھتے تھے۔ لا اله الا اللّٰہ وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد (بخاری ومسلم) اور اسی طرح حدیث مسلم کی اس روایت کے بھی منافی نہیں ہے جو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ جب نماز (فرض) کا سلام پھیرتے تھے تو بلند آواز سے فرماتے تھے۔ لا اله الا اللّٰہ وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير ولا حول ولا قوة الا باللّٰہ ولا نعبد الا اياه له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن لا اله الا اللّٰہ مخلصين له الدين ولو كره الكافرون

میں نہیں سمجھتا کہ علامہ طحطاوی اور علامہ حلبی کی اس تصریح کے بعد کہ۔

(۱) حدیث عائشہؓ کی حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ حضور اکرم ﷺ ضرور فرض نماز کے سلام کے بعد اللهم انت السلام ہی پڑھا کرتے تھے۔

(۲) اور یہ کہ اللهم انت السلام کی روایت دوسرے ماثورہ ذکروں کے پڑھنے کے خلاف نہیں ہے۔

(۳) اور یہ کہ مذکورہ بالا دونوں ذکر اللهم انت السلام کے ساتھ تقریبی مقدار میں برابر ہیں۔

(۴) اور یہ کہ ان حدیثوں میں ان ذکروں کا سنتوں سے پہلے پڑھنا مراد ہے۔

(۵) اور یہ کہ مسلم کی روایت میں اذا سلم سے نماز فرض کا سلام ہی مراد ہے۔

(۶) اور صحیحین کی روایت میں دبر کل صلوۃ سے نماز فرض کے بعد اس کے متصل سنتوں سے پہلے کا وقت ہی مراد ہے۔

اب کون کہہ سکتا ہے کہ میں نے اس مکتوب میں تقریبی مقدار کی جو توضیح کی تھی وہ فقہاء حنفیہ کی تصریح کے موافق نہ تھی اور کس کو یہ جرات ہو سکتی ہے کہ وہ فرض نماز کے سلام کے بعد اللهم انت السلام کے علاوہ دوسرے اذکار وادعیہ ماثورہ کو ناجائز یا مکروہ کہہ سکے۔

تنبیہ

اوپر مراقی الفلاح کی عبارت میں اللهم انت السلام کو اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ اس میں واليك يعود السلام بھی شامل ہے بعض کتابوں میں یعود کی جگہ یرجع ہے۔

اس پر علامہ طحطاوی تحریر فرماتے ہیں۔

قال في شرح المشكوة عن الجزري واما ما زاد بعد قوله ومنك السلام من نحو واليك يرجع السلام فحينا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام فلا اصل له بل مختلق بعض

---

(١) (حلبی کبیر، صفة الصلاة، ص ٣٤٢ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

القصاص انتهی(۱) (حاشیۂ طحطاوی بر مراقی الفلاح)

ترجمہ: یعنی شرح مشکوۃ میں جزری سے منقول ہے کہ اس ذکر میں جملہ **ومنك السلام** کے بعد جو اس قسم کے جملے بڑھاتے ہیں۔ **والیك یرجع السلام فحینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام** تو ان جملوں کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ بعض واعظوں کے گھڑے ہوئے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ یہ ذکر صحیح روایت سے اس قدر ثابت ہے **اللھم انت السلام ومنك السلام تبارکت یا ذاالجلال والاکرام .**

اس فصل سے پہلے مسئلہ میں کہ فرض کے بعد سنتوں میں کتنی تاخیر ہو سکتی ہے امام مقتدی منفرد سب شریک تھے اس لئے اس کو تو صاحب نور الایضاح و مراقی الفلاح نے عام الفاظ سے بیان کیا اس کے بعد اس فصل میں دوسرا مسئلہ یہ بیان کرنا مقصود تھا کہ آیا فرض کے بعد سنتیں اسی جگہ پڑھی جائیں جس جگہ فرض پڑھے ہیں یا اس سے دائیں بائیں یا آگے یا پیچھے ہٹ کر تو نورالایضاح میں امام کے لئے اس صورت کا یہ حکم ذکر کیا گیا ہے عبارت متن کی یہ ہے۔

و یستحب للامام بعد سلامه ان یتحول الی جهة یساره لتطوع بعد الفرض (۲)

(نور الایضاح)

ترجمہ: یعنی امام کے لئے مستحب ہے کہ سلام فرض کے بعد اپنی بائیں جانب ہٹ جائے فرض کے بعد کی سنتوں یا نفلوں کے ادا کرنے کے لئے۔

اس عبارت میں صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ سنتیں فرض کی جگہ پڑھی جائیں یا ہٹ کر۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سلام پھیرتے ہی بغیر کچھ ثناء یا دعا پڑھے فوراً ہٹ جائے بلکہ مراد یہ ہے کہ **اللھم انت السلام ومنك السلام الخ** یا اس کے مثل دوسرے اذکار و ادعیہ ماثورہ پڑھ کر جب سنتوں کے لئے کھڑا ہو تو مستحب یہ ہے کہ بائیں جانب ذرا ہٹ کر کھڑا ہو۔

سنتوں کے لئے جگہ بدل کر کھڑا ہونا اس لئے مستحب ہے کہ (۱) اول تو باہر سے آنے والے کو یہ شبہ نہ ہو کہ امام فرض پڑھا رہا ہے اور وہ دھوکا کھا کر اقتدا کی نیت نہ کر لے (۲) دوسرا فائدہ یہ کہ جگہ بدلنے سے وہ دوسری جگہ بھی اس کے لئے نماز کی گواہ بن جائے گی۔

اپنی بائیں جانب ہٹنے کی وجہ یہ بیان کی کہ امام کی بائیں جانب قبلہ کی داہنی جانب ہوتی ہے اور قبلہ کی داہنی جانب کو اس کی بائیں جانب پر شرف حاصل ہے۔ (مراقی الفلاح)(۳)

مگر علامہ سید احمد طحطاوی نے حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

قال رسول الله ﷺ ایعجز احدکم ان یتقدم اویتاخر اوعن یمینه اوعن شماله فی الصلوة یعنی

---

(۱) (فصل فی صفة الأذکار الواردة بعد صلاة الفرض ص ۱۸۶ ط مصر)
(۲) (صفة الأذکار الواردة بعد الفرض : ۸۰ ط سعید کمپنی کراچی)
(۳) (فصل فی صفة الأذکار الواردة بعد صلاة الفرض ص ۱۸۷ ط مصر)

فی السبحة (رواہ ابوداؤد و ابن ماجہ کذافی طحطاوی) (۱)

ترجمہ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ سنتوں نفلوں کے لئے آگے بڑھ جاؤ یا پیچھے ہٹ جاؤ یا دائیں طرف یا بائیں جانب کو ہو جاؤ۔

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے جگہ بدلنے کے لئے چاروں صورتوں کا ذکر فرمادیا ہے مگر یہ حکم اسی وقت ہے جب وہیں سنتیں پڑھنے کا ارادہ ہو ورنہ ان چاروں صورتوں سے افضل یہ ہے کہ مسجد سے جاکر اپنے مکان یا حجرے میں سنتیں پڑھے۔

وقدمنا عن الحلية ان الاحسن من ذلك كله تطوعه فی منزله (رد المحتار) (۲)

ترجمہ یعنی ہم پہلے حلیہ سے نقل کر چکے ہیں اور ان سب صورتوں سے بہتر یہ ہے کہ اپنے گھر جاکر سنن و نوافل پڑھے۔

تیسرا مسئلہ۔ پھر متن نے تیسرا مسئلہ یہ بیان کیا کہ اگر امام اپنی جگہ بیٹھ کر اذکار ماثورہ پڑھنا چاہے تو اس کی ہیئت کیا ہو اس کے لئے یہ عبارت ذکر کی۔

وان يستقبل بعده الناس۔ (نور الایضاح) اور مستحب ہے کہ امام فرضوں یا سنتوں کے بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے یعنی اگر وہ بیٹھنا چاہے تو مستحب یہ ہے کہ لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے یعنی قبلہ کی طرف منہ کئے بیٹھا رہنا نہیں چاہئے۔

وكذا يكره مكثه قاعدا فی مكانه مستقبل القبلة فی صلوة لا تطوع بعدها (انتهی . رد المحتار) (۳)

ترجمہ یعنی امام کا اپنی جگہ پر قبلہ رخ بیٹھا رہنا ان نمازوں کے بعد جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں مکروہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے بعد تو امام اپنی جگہ نہ چھوڑے اور سوائے اس ذکر کے جس میں یہ مذکور ہے کہ بغیر پاؤں موڑے ہوئے پڑھ جائے باقی اذکار وادعیہ اگر پڑھنا چاہے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے اور اذکار وادعیہ پڑھ لے متن میں تو یہی صورت ذکر کی تھی مگر شرح میں اس پر یہ اضافہ کیا۔

يستقبل الناس ان شاء ان لم يكن فی مقابله مصل (الی قوله) وان شاء الامام انحرف عن يساره و جعل القبلة عن يمينه وان شاء انحرف عن يمينه و جعل القبلة عن يساره (الی قوله) وان شاء ذهب لحوائجه (مراقی الفلاح) (۴)

---

(۱) (ایضاً حوالہ صفحہ گزشتہ حاشیہ ۳)
(۲) (باب صفة الصلاة ۱/۵۳۱ ط سعید)
(۳) (باب صفة الصلاة، مطلب فيما لو زاد على العدد الوارد فی التسبيح عقب الصلاة ۱/۵۳۱ ط سعید)
(۴) (فصل فی صفة الأذكار ص ۱۸۷، ۱۸۸ ط مصر)

ترجمہ: یعنی اگر چاہے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے بشرطیکہ اس کے سامنے کوئی نماز نہ پڑھ رہا ہو اور اگر امام چاہے تو بائیں طرف مڑ جائے۔ اس کی داہنی طرف قبلہ ہو اور اگر چاہے تو داہنی طرف مڑے کہ قبلہ اس کی بائیں جانب ہو اور اگر چاہے تو اٹھ کر اپنے کام کاج کے لئے چلا جائے۔

چونکہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے لئے یہ شرط ہے کہ سامنے کوئی نمازی نہ ہو اور ماتن نے صرف ایک ہی صورت ذکر کی تھی کہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مستحب ہے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں وہ سنتیں پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کوئی نہ کوئی امام کے مقابل بھی نماز پڑھتا ہوتا ہے اس لئے مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے مسئلے کو شرح میں اس طرح مقید کر دیا۔

ان يستقبل بعده اى بعد التطوع و عقب الفرض ان لم يكن بعده نافلة

(مراقی الفلاح) (۱)

ترجمہ: یعنی امام کو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا اس وقت بہتر ہے جب سنتوں نفلوں سے فارغ ہو جائے۔

تاکہ کسی نمازی کا سامنا ہونے کی صورت نہ ہو اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان میں فرض کے بعد بھی لوگوں کی طرف منہ کر سکتا ہے بشرطیکہ سامنے کوئی نمازی (مسبوق وغیرہ) نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ سنتوں سے پہلے داہنی طرف یا بائیں طرف مڑ کر بیٹھ جائے یا داہنی طرف یا بائیں طرف یا آگے پیچھے ہٹ جائے یا اٹھ کر اپنے مکان یا حجرے میں چلا جائے تو یہ سب جائز ہے اور اٹھ کر چلا جانا اور اپنے گھر یا حجرے میں جا کر سنتیں نفلیں پڑھنا سب سے زیادہ افضل اور بہتر ہے۔

چوتھا مسئلہ۔ پھر ماتن نے اس فصل میں چوتھا مسئلہ وہ بیان کیا جس کے لئے فصل منعقد کی ہے۔ یعنی یہ کہ نماز فرض کے بعد کیا کیا اذکار و ادعیہ ماثور اور مروی ہیں اس مسئلہ کے بیان کے لئے اس نے یہ عبارت لکھی ہے۔

ويستغفرون الله ثلاثا ويقرؤن آية الكرسي ويقرؤن المعوذات الخ

(نور الایضاح) (۲)

ترجمہ: یعنی لوگ نماز کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھیں اور آیۃ الکرسی پڑھیں اور معوذات پڑھیں۔ اس مسئلہ کی دلیل کے لئے یہ حدیث ذکر کی ہے۔

يقول ثوبان كان رسول الله ﷺ اذا انصرف من صلوته استغفر الله تعالى ثلاثا وقال اللهم انت السلام و منك السلام تباركت يا ذاالجلال والاكرام (رواه مسلم) (۳)

---

(۱) فصل فی صفۃ الاذکار ص ۱۸۷ ، ۱۸۸ ط مصر (۲) فصل فی الأذکار الواردۃ بعد الفرض: ص ۸۰ ط میر محمد کتب خانہ کراچی (۳) باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ ۱ / ۲۱۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(مراقی الفلاح) (۱)

ترجمہ: یعنی ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور فرماتے اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذاالجلال والاکرام

اسی ثوبانؓ کی حدیث کے دوسرے طریق میں یہ لفظ ہیں۔

کان النبی ﷺ اذا سلم الخ (جمع الفوائد)

ترجمہ: یعنی آنحضرت ﷺ جب سلام پھیرتے تو تین بار استغفار کرتے اور اللھم انت السلام الخ پڑھتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مصنف نور الایضاح نے فرض کے سلام کے بعد ہی سے اذکار ماثورہ کا بیان شروع کیا ہے کیونکہ حدیث ثوبان کا مطلب یہی ہے کہ فرضوں کے سلام کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھ کر اللھم انت السلام پڑھا کرتے تھے مگر یہ کہ اللھم انت السلام الخ کا فرض کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھنا متفق علیہ ہے۔

اور چونکہ فرائض کے بعد جو اذکار مصنف نے ذکر کئے ہیں ان میں امام مقتدی منفرد مسبوق وغیرہ کا کوئی فرق نہ تھا اس لئے جمع کے صیغے سے اس کو ذکر کیا مطلب یہ کہ تمام نمازی فرائض کے بعد یہ اذکار پڑھا کریں اور جب اذکار سے فارغ ہوں تو:

ثم یدعون لانفسھم وللمسلمین رافعی ایدیھم ثم یمسحون بھا وجوھھم فی آخرہ (۲)

ترجمہ: نمازی اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کریں پھر اخیر میں اپنے ہاتھ منہ پر پھیر لیا کریں۔

یہ مصنف نے ذکر اور دعا کا مسنون اور مستحب طریقہ ذکر کیا ہے اس میں کہیں پر کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے یہ سمجھا جائے کہ یہ تمام کام سب مل کر اجتماعی طور پر کریں اور یہ تو ہو بھی نہیں سکتا اس لئے کہ یہ ذکر اور دعا میں اس شخص کے لئے بھی اسی طرح مستحب ہیں جو تنہا نماز پڑھے اور مسبوق کے لئے بھی اور ظاہر ہے کہ ان سب کی فراغت آگے پیچھے ہوگی۔

لطائف مطبوعہ میں اس عبارت کا جو ترجمہ کیا گیا ہے اس میں اصل عبارت کے خلاف یہ الفاظ اپنی طرف سے بڑھا دیئے گئے ہیں (اور سب مل کر) حالانکہ اس معنے کا کوئی لفظ مراقی الفلاح میں نہیں ہے۔ پھر لطائف میں لکھا ہے :-

"عبارت مندرجہ بالا سے صاف طور پر ثابت ہے کہ امام اور مقتدین سب کا مل کر اجتماعی طور پر دعا مانگنا بعد از سنت تالیہ و اذکار ماثورہ مستحب ہے"

---

(۱) (فصل فی صفة الأذكار ص ۱۸۸ ط مصر)
(۲) (فصل فی الأذكار الواردة بعد الفرض ص ۸۰ ط میر محمد کتب خانہ' کراچی)

یہ نتیجہ بھی اسی غلطی پر مترتب ہے کہ مراقی الفلاح کی عبارت میں (سب مل کر اجتماعی طور پر) کے الفاظ اپنی طرف سے بڑھا دیئے گئے ہیں۔

اور یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ یہ تمام اذکار اور دعائیں وہ ہیں جو سنتوں کے بعد پڑھی جائیں حالانکہ مراقی الفلاح میں اس کی بھی تصریح نہیں ہے اور اس کے جملہ بعدہ ای بعد التطوع کا تعلق صرف استقبال ناس کے مسئلے سے ہے نہ قرأت اذکار و ادعیہ سے۔

لطائف مطبوعہ میں یہی ایک عبارت تھی جس سے لوگوں کو کچھ شبہ ہو سکتا تھا مگر اب ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اس عبارت میں بھی مروجہ اجتماعی دعا کی کوئی دلیل نہیں ہے اور جو الفاظ کہ اجتماع پر دلالت کرتے ہیں وہ اپنی طرف سے بڑھائے ہوئے ہیں۔

اور یہ کہ یہ سب کچھ اسی غیر افضل صورت میں ہے کہ فرضوں کے بعد سنتیں بھی مسجد میں پڑھی جائیں ورنہ افضل یہی ہے کہ گھر میں یا حجرے میں جا کر پڑھے اور اگر لوگ اس افضل پر کسی وجہ سے عمل نہ کر سکیں اور امام اس پر عمل کرنا چاہے اور سنتوں کے لئے اپنے حجرے میں جائے تو اسے کیوں روکا اور مجبور کیا جائے کہ وہ ایک غیر افضل صورت کو زبردستی اختیار کرے۔

اس کے علاوہ لطائف مطبوعہ میں اور کوئی چیز لائق جواب نہیں ہے بعض عبارتیں جو سنتوں کی تاخیر کرنے کے بارے میں مروی ہیں وہ اسی اختلاف پر مبنی ہیں کہ آیا اللھم انت السلام کے علاوہ اور اذکار ماثورہ اور ادعیہ مرویہ سنتوں سے پہلے پڑھنا جائز ہے یا نہیں تو اس کے بارے میں طحطاوی اور علامہ حلبی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اشعۃ اللمعات کی عبارتیں اس بارے میں صاف و صریح ہیں کہ جائز ہے اور کراہت یا عدم اولویۃ کی روایت مرجوح ہے۔

اور اس صورت میں تمام احادیث جن میں دبر الصلوات المکتوبات کا لفظ ہے اور وہ احادیث جن میں اذا سلم یا اذا انصرف کا لفظ ہے ان سے یہی مراد لینا بہتر ہے کہ فرض کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھنا مراد ہے اور ان کی وہ تاویل جو علامہ ابن ہمام نے کی ہے بالکل غیر ضروری ہے اور اسی وجہ سے علامہ طحطاوی اور علامہ حلبی اور دوسرے محققین حنفیہ نے اسے پسند نہ کیا اور اذکار ماثورہ کی معتبر روایتوں کو اللھم انت السلام والی روایت کے ساتھ غیر معارض اور غیر منافی قرار دیکر ان کے پڑھنے کی اجازت دی۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' شعبان ۱۳۴۸ھ

فائدہ نفیسہ

ہم نے مسئلے کی جو تحقیق گزشتہ سطور میں تحریر کی ہے اس کی تائید حضرت بقیۃ السلف حجۃ الخلف شاہ ولی اللہ نور اللہ مرقدہ کی مندرجہ ذیل عبارت سے ہوتی ہے حجۃ اللہ البالغہ میں شاہ صاحب اول وہ اذکار وادعیہ جو خاکسار نقل کر چکا ہے اور جن میں اللھم انت السلام کے اور بھی قدرے طویل دعائیں شامل ہیں تحریر فرما کر لکھتے ہیں۔

والاولى ان ياتى بهذه الاذكار قبل الرواتب فانه جاء فى بعض الاذكار ما يدل على ذلك نصا كقوله " من قال قبل ان ينصرف و يثنى رجليه من صلوة المغرب والصبح لا اله الا الله وحده لا شريك له الخ " وكقول الراوى كان اذا سلم من صلوة يقول بصوته الاعلى لا اله الا الله الى آخره و فى بعضها ما يدل ظاهرا كقوله دبر كل صلوة۔ اما قول عائشةؓ كان اذا سلم لم يقعد الا مقدار ما يقول اللهم انت السلام فيحتمل وجوها منها انه كان لا يقعد بهيئة الصلوة الا هذا القدر ولكنه كان يتيامن او يتياسر او يقبل على القوم بوجهه فيأتي بالاذكار لئلا يظن الظان ان الاذكار من الصلوة.

ومنها انه كان حينا بعد حين يترك الاذكار غير هذه الكلمات يعلمهم انها ليست فريضة. والاصل فى الرواتب ان يأتى بها فى بيته والسر فى ذلك كله ان يقع الفصل بين الفرض والنوافل بما ليس من جنسها وان يكون فصلا معتدا به يدرك ببادى الرأى وهو قول عمرؓ لمن اراد ان يشفع بعد المكتوبة اجلس فانه لم يهلك اهل الكتاب الا انه لم يكن بين صلوتهم فصل فقال النبى ﷺ اصاب الله بك يا ابن الخطاب وقوله صلعم اجعلوها فى بيوتكم والله اعلم. (حجة الله البالغة) (۱)

(ترجمہ) اور اولیٰ یہ ہے کہ ان اذکار کو سنن موکدہ سے پہلے ادا کرے کیونکہ بعض اذکار میں تو اس کی تصریح ہے جیسے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد کہ "جو شخص نماز مغرب اور نماز صبح کے بعد لوٹنے اور پاؤں موڑنے سے پہلے یہ کہے لا الہ الا اللہ الخ" اور جیسے راوی کا یہ قول کہ آنحضرت ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو اونچی بلند آواز سے فرماتے لا الہ الا اللہ الخ۔ اور بعض اذکار میں ظاہراً اس پر دلالت ہے جیسے یہ قول کہ نماز کے بعد یہ پڑھتے تھے۔ رہا حضرت عائشہؓ کا یہ قول کہ جب آنحضرت ﷺ سلام پھیرتے تو اس سے زیادہ نہیں بیٹھتے کہ اللهم انت السلام الخ پڑھیں تو اس قول کے کئی احتمال ہیں از انجملہ یہ ہے کہ آپ نماز کی ہیئت پر اس مقدار سے زیادہ نہیں بیٹھتے تھے بلکہ دائیں یا بائیں مڑ جاتے تھے یا لوگوں کی طرف منہ کر لیتے تھے تاکہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ اذکار وادعیہ بھی نماز میں داخل ہیں اور از انجملہ یہ ہے کہ آپ سوائے اللهم انت السلام کے اور اذکار کبھی کبھی چھوڑ دیتے تھے چھوڑنے سے یہ تعلیم مقصود تھی کہ اذکار وادعیہ فرض نہیں ہیں اور سنتوں میں اصل حکم یہ ہے کہ گھروں میں ادا کی جائیں اور اس سب کا راز یہ ہے کہ فرضوں اور نفلوں میں ظاہری طور پر فصل اور فرق ہو جائے جو ظاہری نگاہ سے معلوم ہو سکے اور یہی مطلب ہے حضرت عمرؓ کے اس فرمانے کا اس شخص سے جو فرضوں کے بعد متصل سنتیں پڑھنا چاہتا تھا کہ بیٹھ جا۔ کیونکہ پہلی امتوں کو اسی بات نے ہلاک کیا کہ فرض اور نوافل میں ان کے فرق نہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابن خطاب خدا نے تمہیں درست صحیح ہدایت فرمائی اور یہی مطلب ہے آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کا کہ سنتیں گھروں میں پڑھا کرو۔ انتہی

کتبہ العبد الضعیف محمد کفایت اللہ غفرلہ سنہری مسجد دہلی شعبان ۱۳۳۴ھ

---

(۱) (فصل فی الاذکار الواردة بعد الفرض ذکر الصلاة وهیئاتها المندوب الیها ۲ / ۱۲ ط دمشق)

تتمہ (مخطوط)

ایها الکرام! کیف تعرفون مسئلة دعاء الاجتماعية برفع الیدین دبر الصلوات المکتوبات و تامین المأمومین علی دعائه؟ هل الدعاء بهذه الکیفیة جائز شرعا ام لا؟ ان جازما الاستدلال علی ذلک؟ و الا ما الحجة ما علی عدم الجواز؟ ففی صورة عدم الجواز اخبرونی ما الجواب عن کثرة علماء اهل السنة فی زماننا هذا یدعون الله تعالی دعاء الجماعة دبر الصلوات المکتوبات برفع الیدین کفتوی مولانا اشرف علی تھانوی فی کتابه بہشتی زیور وان لم یسند بالقرآن ولا بالحدیث ولا بالفقه و کفتوی مولانا مفتی کفایت الله الدهلوی کان الله تعالی له حیث حث عنه حثا عظیما فی کتابه النفائس المرغوبة فی حکم الدعاء بعد المکتوبة و عن حدیث اسود العامری عن ابیه اخرجها ابن ابی شیبة قال صلیت خلف رسول الله ﷺ الفجر فلما سلم انحرف و رفع یدیه و دعا (الحدیث) وان جازما الجواب عن حدیث رسول الله ﷺ اخرجها البیهقی فی سنن الکبری ص ۱۸۲ ج ۲ عن انس قال صلیت خلف النبی ﷺ کان اذا سلم یقوم (الحدیث) و عنه صلیت خلف ابی بکرؓ کان اذا سلم وثب کانه علی رضف سنن الکبری ص ۱۸۲ ج ۲ و عن حدیث عائشةؓ کما فی مسلم کان النبی ﷺ اذا سلم من الصلوة لم یقعد الا مقدار ما یقول اللهم انت السلام الخ و عن عدم تعامل الصحابة فی وقت ما فحینئذ ما الحکم علی حدیث اسود العامری المار؟ هل هذه من اخبار الآحاد العدول التی کان الامام ابو حنیفةؒ یردها فیما تعم به البلوی ام کیف؟ وایضا ما للکلام علیها من جهة الاسناد؟

ضیاء الحسن انصاری۔ ایل۔ ایس۔ ایم ایف پنجاب میڈیکل افسر بدرالطریقہ الحکومت (مظفر گڑھ)

(جواب) حدیث حضرت انسؓ کان اذا سلم یقوم الخ اور ابوبکرؓ کی حدیث صلیت خلف ابی بکر کان اذا سلم وثب کانه علی رضف الخ یہ دونوں روایتیں تو حدیث عائشہؓ کے بھی خلاف ہیں جس میں اذا سلم من الصلوة لم یقعد الا مقدار ما یقول الخ موجود ہے حضرت عائشہؓ سلام کے بعد تھوڑا سا قعود بیان فرماتی ہیں اور حضرت انسؓ کی دونوں روایتیں قعود کی مطلقاً نفی کرتی ہیں اور مسئلہ کی تفصیل رسالہ نفائس مرغوبہ میں کردی گئی ہے اسود عامری کی روایت مجموعہ فتاویٰ عبدالحئیؒ سے نقل کی گئی ہے مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ کا نسخہ موجود نہیں ہے ورنہ اس کے صفحہ کا حوالہ دے دیا جاتا۔ اور یہ روایت اثبات استحباب کے لئے کافی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

نواں باب

مسافر کی نماز (قصر)

وطن اصلی کب باطل ہوتا ہے؟

(سوال) ایک شخص کا وطن اصلی لاہور تھا اور پھر اس نے لاہور کو چھوڑ کر دہلی کو اپنا وطن بنالیا اور وہیں اس کے بال بچے اور اہلیہ ہے غرضیکہ مدت سے وہ شخص دہلی میں مع اہل وعیال قیام گزیں ہے اور لاہور میں اس کے بھائی حقیقی اور ماں بہنیں مکان اور کچھ زمین بھی ہے اور رہتا وہ مدت سے دہلی میں ہے اس شخص کو لاہور میں جانے کے لئے سوا نیت ۱۵ یوم کے ٹھہرنے کے لئے نماز قصر پڑھنی پڑے گی یا کہ پوری؟ رسالہ رکن دین اردو مولفہ مولوی رکن الدین الوری میں تحریر ہے کہ اگر پہلے وطن میں زمین یا مکان وغیرہ ہوں تو کم نیت اقامت ۱۵ یوم کے بھی نماز پوری پڑھنی پڑے گی بحوالہ عالمگیری۔ اور حالانکہ شرح وقایہ(۱) میں عبارت یوں ہے۔ فاذا کان للانسان وطن اصلی ثم اتخذ موضعاً آخر وطناً اصلیا سواء کان بینهما مدة السفر اولم یکن یبطل الوطن الاصلی الاول حتی لو دخله لا یصیر مقیماً الا بنیة الاقامة اور لفظ یبطل پر حاشیہ عمدۃ الرعایۃ میں حدیث منقول ہے یدل علیه ان النبی ﷺ واصحابه لما دخلوا مكة وغزوة الفتح و حجة الوداع قصروا فيها مع انها كانت مولدهم ومسكنهم وما ذلك الا لبطلان وطنيته باتخاذ المدينة وطنا بالهجرة. عبارت مذکورہ سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ اول وطن میں اگر مکان یا زمین وغیرہ ہو تو نماز قصر نہیں ہوگی۔ بینوا توجروا

(جواب ۵۵۹) وطن اصلی اگر اس طرح چھوڑا جائے کہ اس سے تمام تعلقات منقطع کر دیئے جائیں نہ کچھ زمین و مکانات ہوں اور نہ کوئی اہل و عیال میں سے وہاں ہو تو وہ وطن باقی نہیں رہتا اور پھر وہاں نماز پندرہ دن سے کم مدت میں قصر کرنی چاہئے ورنہ وہ وطن باقی رہتا ہے۔ فی العالمگیریة. و یبطل الوطن الاصلی بالوطن الاصلی اذا انتقل عن الاول باهله و اما اذا لم ینتقل باهله ولکنه استحدث اهلا ببلدة اخری فلا یبطل وطنه الاول و یتم فیهما (ص ۱۵۱) ولو انتقل باهله و متاعه الی بلد و بقی له دور وعقار فی الاول قیل بقی الاول وطناله و الیه اشار محمد فی الکتاب کذا فی الزاهدی (عالمگیری ص ۱۵۱)(۲) اور کسی شخص کی شہر کا مولد و مسکن ہونا وطن اصلی کے ثبوت کے لئے کافی نہیں اور آنحضرت ﷺ کا مکہ میں قصر کرنا اس وجہ سے تھا کہ وہاں آپ کا کوئی گھر وغیرہ باقی نہ تھا۔ یدل علیه قوله علیه السلام هل ترك لنا عقیل منزلا (رواہ بخاری)(۳)

---

(۱) (باب الوطن الاصلی و الاقامة ۱/۲۳۸ ط مکتبہ حقانیہ ملتان)
(۲) (الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر ۱/۱۴۲ ط ماجدیہ کوئٹہ)
(۳) (باب توریث دور مکة و بیعها و شرائها کتاب المناسك ۱/۲۱۶ ط قدیمی)

(۱) جہاز کے ملازم کے لئے نماز کا حکم
(۲) کار ڈرائیور کے لئے نماز کا حکم

(سوال) (۱) ایک شخص جہاز میں نوکر ہے آج یہاں کل وہاں ایسا شخص قصر پڑھے یا پوری نماز۔ ایک شہر میں جاتا ہے دو دن جہاز وہاں ٹھہرتا ہے پھر وہاں سے لوٹتا ہے غرض جہاز کی ہی نوکری ہے اور یہی کام ہے۔

(۲) موٹر میں سیر کرنے کے لئے سو پچاس میل تک جاتے ہیں اور چار پانچ گھنٹے میں جاتے ہیں اور اسی مقدار میں لوٹتے ہیں راستے میں نماز کا وقت ہو گیا تو قصر پڑھیں یا پوری، خواہ سیر کی غرض سے جائیں یا کسی کام سے۔

(جواب ۵۶۰) ان دونوں صورتوں میں قصر نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ مسافت قصر کا ارادہ کر کے نکلنا قصر کے ثبوت کے لئے کافی ہے، خواہ وہ نکلنا دوامی طور پر ہو یا کبھی کبھی اور خواہ ملازمت کے سلسلے میں ہو یا تجارت و سیاحت کے لئے اور خواہ وہ مسافت کئی گھنٹے میں طے ہو جائے جیسے کہ ریل اور موٹر وغیرہ کے ذریعہ سے دنوں کی مسافت گھنٹوں میں طے ہوتی ہے۔ وهذا كله ظاهر والله اعلم وعلمه اتم واحكم

کتبہ محمد کفایت اللہ غفر لہ، مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی

قریب قریب آبادیوں میں نماز کا حکم

(سوال) موضع ٹھلیڑہ تحصیل جانسٹھ ضلع مظفر گڑھ میں واقع ہے اور موضع وہانسری و کھیڑہ و تیوڑہ وغیرہ موضع مذکور سے دو دو تین تین میل کے فاصلے پر آباد ہیں اور مواضعات مذکورہ شہر دہلی کے مانند پچاس کوس یا اس سے زائد کا فاصلہ ہے مولوی فاروق صاحب کی پیدائش موضع ٹھلیڑہ مذکور کی ہے اور اسی موضع میں پرورش ہوئی ایک بھائی مولوی محمد یعقوب صاحب وہیں رہتے ہیں اب مولوی فاروق صاحب دہلی سے مواضعات مذکورہ کو سفر کرتے ہیں اور کسی موضع میں پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت بھی نہیں کرتے مگر مانند مقیم نماز پڑھتے ہیں قصر نہیں کرتے اگر کہا جاتا ہے تو کسی کو یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ سب گاؤں میرے وطن کے ہیں اور کہیں یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں قصر نماز نہیں آئی اور کسی سے کہتے ہیں کہ مجھ پر نماز قصر واجب نہیں کیونکہ میں ہمیشہ سفر میں رہتا ہوں، تو صورت مسئولہ میں مولوی فاروق صاحب کا وطن دہلی ہے یا ٹھلیڑہ اور ان پر قصر واجب ہے یا نہیں (۲) اگر واجب ہے تو جن مقیم مقتدیوں نے مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھی ہے ان کی نماز ہوئی یا نہیں (۳) اگر نہیں ہوئی تو جتنی نمازیں مولوی صاحب کے پیچھے پڑھی ہیں ان کا دوہرانا واجب ہے یا نہیں اور مولوی فاروق کا یہ کہنا کہ یہ سب گاؤں میرے وطن کے ہیں اور حدیث میں نماز قصر نہیں آئی جس پر موضع تیوڑہ میں احقر کے سامنے روایت ابن عباس سے بحوالہ مشکوۃ استدلال کرنا چاہا اور

---

(۱) ولا بد للمسافر من قصد مسافة مقدرة بثلثة ايام حتى يترخص برخصة المسافرين (عالمگيرية، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ۱/۱۳۹ ط ماجدية)

مشغولہ مکانات پر جانچ پڑتال [illegible] تین یوم [illegible] پیپت ہوئے اور یہ کہ میں ہمیشہ سفر میں رہتا ہوں اس واسطے مجھ پر قصر واجب نہیں حق ہے یا غلط؟ اور کذب صریح؟ اور یہ شخص امام ابو حنیفہ کا مقلد ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۲ مولوی محمد حنیف صاحب ضلع مظفر نگر۔

۸ شوال ۱۳۵۲ھ م ۲۴ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۵۶۱) بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے شکھیڑہ سے ترک وطنیت اور دہلی کو وطن بنانے کی نیت نہیں کی تھی اس لئے وہ جب دہلی سے شکھیڑہ جاتے ہوں گے تو وہاں جاتے ہی وہ مقیم ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ ان کا وطن اصلی ہے وہاں پندرہ دن کی نیت کریں یا نہ کریں پھر شکھیڑہ سے اس کے آس پاس کے مواضع میں پھرتے ہوں گے اور چونکہ وہ مقدار سفر کی مسافت کے اندر اندر ہوتے ہوں گے اس لئے وہ مسافر نہیں ہوتے اور پوری نماز پڑھتے ہوں گے یہ ایک مسلمان اور عالم کے فعل کی توجیہ ہو سکتی ہے باقی حقیقت حال اللہ بہتر جانتا ہے ان کا یہ کہنا کہ سب گاؤں میرے وطن کے ہیں صحیح ہے جب کہ وہ وطن سے چلیں اور آس پاس کے دیہات میں دورہ کریں جو مدت سفر کے اندر اندر ہوں تو ان کا خیال کہ ان پر قصر نہیں ہے درست ہے اور یہ قول کہ حدیث میں نماز قصر نہیں آئی اس کا مطلب بھی یہی ہو گا کہ اس قدر کم مسافت کے اندر سفر کرنے میں حدیث سے نماز قصر ثابت نہیں اور یہ کہنا کہ مجھ پر نماز قصر اس لئے واجب نہیں کہ میں ہمیشہ سفر میں رہتا ہوں اس میں غالباً پوچھنے والے کو غلط فہمی ہوئی ہے اس کے متعلق ان کا تحریری بیان آئے اگر میرے پاس بھیجو تو میں اس پر غور کروں ہمیشہ سفر میں رہنے سے تو ہمیشہ قصر پڑھنی پڑے گی نہ یہ کہ قصر واجب نہ ہو بہر حال سوال میں جو جملہ تنقید کیا گیا ہے یہ علماء کے لئے مناسب نہیں ہے(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مقیم مقتدی مسافر کے پیچھے بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(سوال) مسافر قصر پڑھے جب تو مقتدی دو رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھے؟

المستفتی نمبر ۷۷۹ محمد رفیع صاحب سوداگر (ضلع میدنی پور)

یکم ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ م ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۶۲) مقتدی پچھلی رکعتوں میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے بقدر فاتحہ کے قیام کرے رکوع کرے(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) ولا بد للمسافر من قصد مسافة مقدرة بثلاثة أيام حتى يترخص برخصة المسافرين (عالمگیریة' الباب الخامس فی صلاة المسافر ۱/ ۱۳۹ ط ماجدیه)

(۲) وصح اقتداء المقيم بالمسافر في الوقت وبعده فإذا قام المقيم إلى الإتمام لا يقرأ الخ (الدر المختار' باب صلاة المسافر ۲/ ۱۲۹ ط سعید)

ریلوے ڈرائیور کے لئے نماز کا حکم

(سوال) ہم لوگ انجن ڈرائیوری کا کام کرتے ہیں برما ریلوے کے اندر اور ہم لوگوں کا کام ہمیشہ سفر کا ہے اور پانچ چھ روز کا سفر ہوتا ہے اور نوکری ہم لوگوں کی بارہ گھنٹے کی ہے بارہ گھنٹے کام کرتے ہیں اور بارہ گھنٹے آرام سے سوتے ہیں لمبے سفر کا یہ حال ہے چھوٹا سفر بارہ گھنٹے کا ہوتا ہے وہاں پر ہم لوگوں کو ایک مکان ملتا ہے سونے کے واسطے اور ایک باورچی خانہ ملتا ہے کھانا پکانے کے واسطے ہم لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے اب ہم لوگ اس بات کے خواستگار ہیں کہ ایسی حالت میں ہم لوگ نماز قصر پڑھیں یا پوری نماز پڑھیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۵۹ محمد رؤف صاحب (رنگون)

(جواب ۵۶۳) اگر آپ لوگ ایک دم تین دن کے سفر یعنی ۴۸ میل جانے کی نیت سے سفر کرتے ہیں تو آپ مسافر ہیں اور اگر نیت کرنا آپ کے اختیار میں نہیں تو آپ مسافر نہیں ہوں گے اور اس صورت میں پوری نماز پڑھیں گے اور روزہ میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ روزہ تو ہر حالت میں (خواہ مقیم ہو یا مسافر) رکھنا جائز ہے۔ فقط **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی**

انگریزی میل کے حساب سے مسافت سفر

(سوال) سفر کی وہ مسافت جس کے ارادہ سے قصر ہوتی ہے انگریزی میل کے اعتبار سے مفتی بہ کتنے میل ہیں؟ **المستفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد یونس صاحب (متھرا) ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۱۰ فروری ۱۹۳۵ء**

(جواب ۵۶۴) انگریزی میل سے چھتیس میل کی مسافت قصر نماز کے لئے کافی ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) نماز کن صورتوں میں قصر کریں؟
(۲) جس راستے پر چلے اس کا اعتبار ہوگا۔
(۳) وطن اقامت سے دور رہنے والے کا حکم

(سوال) (۱) قصر نماز کن کن صورتوں میں واجب ہے (۲) ایک مقام ایسا ہے جہاں سے ریل پر سفر کرنے سے فاصلہ زیادہ ہوتا ہے اور قصر واجب ہوتا ہے اور اگر خشکی سے جایا جائے تو فاصلہ کم پڑتا ہے کونسی صورت

---

(۱) ومن خرج من موضع اقامته قاصداً مسيرة ثلاثة ايام ولياليها من اقصر أيام السنة [illegible] صلى الفرض الرباعي ركعتين (لح التنوير مع شرحه، باب صلاة المسافر ۲ / ۱۲۱ ، ۱۲۳ سعيد كراچى)

(۲) والمعتبر نية المتبوع لانه الاصل لا التابع كامرأة وعبد [illegible] (حر الح التنوير و شرحه باب صلاة المسافر ۲ / ۱۳۳ ، ۱۳۴ ط سعيد)

(۳) چھتیس میل انگریزی کی روایت [illegible] مقدار ۴۸ میل شرعی برابر ہے ۵۱ میل انگریزی کے [illegible] احسن الفتاوی [illegible] احسن الفتاوی باب صلاۃ المسافر ۴ / ۹۵ ط سعید و خیر الفتاوی ۲ / ۶۶۶ [illegible]

اختیار کرنا چاہیے آسانی ریل ہی سے سفر کرنے میں ہے یہ مقام خشکی سے ۲۷ میل اور ریل سے ۵۳ میل پڑتا ہے (۳) ایک شخص ملازم پیشہ ہے اور وطن سے اس کی ملازمت فاصلہ پر ہے اور ہیڈ کوارٹر میں جہاں قیام ہے رہنا پڑتا ہے اور وہیں سے دورہ کرنا ہوتا ہے اس صورت میں قصر کہاں سے شمار ہوگا اور دورہ کے سفر میں کہیں مسافت بعید ہو جاتی ہے اور کہیں کم ایسی صورت میں سفر کے متعلق کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۴۳۳ حاجی محمد ذکریا صاحب (جونپور) ۶ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۷ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۶۵) جس راستے سے سفر کرے اس کی مسافت کا اعتبار ہے جب ۳۶ میل یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر شروع کرے تو اپنی بستی سے نکلتے ہی قصر پڑھنا چاہیے ہیڈ کوارٹر جہاں قیام رہتا ہے وہاں سے مسافت سفر کا اعتبار ہوگا وہاں سے ۳۶ میل کا ارادہ کر کے چلنے پر مسافر ہو جائے گا(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

سفر کے ارادے سے اسٹیشن پر پہنچنے والا پوری نماز پڑھے

(سوال) زید سفر کے لئے اپنے مکان سے چند گھنٹے دہلی اسٹیشن پر ریل میں بیٹھا رہا کہ نماز کا وقت آگیا تو نماز قصر پڑھے یا پوری پڑھنی چاہیے دہلی کا اسٹیشن بستی میں شمار ہوگا یا نہیں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۶۶) دہلی کا اسٹیشن شہر کے اندر ہے یہاں نماز پوری پڑھنی چاہیے(۲)

ہمیشہ سفر میں رہنے والے کے لئے نماز کا حکم

(سوال) ہم بیس پچیس آدمی بنارس سے مرادنگر ضلع میرٹھ کپڑا فروخت کرنے آتے ہیں یہ مقام ایک سو میل فاصلہ بنارس سے ہے جب ہم بنارس سے چلے تو یہ نیت تھی کہ دو مہینے مرادنگر اس طرح قیام کریں گے کہ رات کو مرادنگر میں رہیں گے اور دن کو وہاں سے دو چار کوس پر کپڑا فروخت کرنے چلے جائیں گے کبھی جب قیام پر آجائیں گے اور دس بیس دن میں رہ جائیں گے مرادنگر ۱۵ یوم مستقل ٹھہرنے کی شروع ہی سے نیت نہ تھی آس پاس آتے جاتے رہنے کا پہلے سے قصد ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے اس صورت میں قصر کرے یا پوری نماز پڑھے۔

---

(۱) وإذا قصد بلدة وإلى مقصده طريقان أحدهما مسيرة ثلاثة أيام ولياليها والآخر دونها فسلك الطريق الأبعد كان مسافرا عندنا وإن سلك الأقصر يتم كذا في الهندية الباب الخامس عشر في صلاة المسافر ۱ / ۱۳۸ ط ماجدية) ومن خرج من موضع اقامته قاصدا مسيرة ثلاثة أيام ولياليها من أقصر أيام السنة صلى الفرض الرباعي ركعتين الخ (التنوير وشرحه باب صلاة المسافر ۲ / ۱۲۱ و ۱۲۳ ط سعيد)

(۲) [illegible] ومن خرج من عمارة موضع اقامته من جانب خروجه وإن لم يجاوز من الجانب الآخر الخ (التنوير وشرحه باب صلاة المسافر ۲ / ۱۲۱ ط سعيد)

المستفتی نمبر ۱۵۹۷ اصغر حسین (ضلع بجنور)

۴ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۶۷) یہ لوگ حد بستی سے سو میل کی مسافت کا قصد کرکے چلنے سے مسافر ہوگئے اب جب تک کسی ایک مقام میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کریں مسافر ہی رہیں گے لہذا یہ اس حالت میں نماز قصر پڑھتے رہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) مقیم کے پیچھے مسبوق مسافر بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟
(۲) مغرب کی نماز میں قصر نہیں

(سوال) (۱) مسافر مقتدی کو ظہر، عصر یا مغرب کی جماعت میں دو رکعتیں ملیں امام کے سلام پھیرنے کے بعد بقیہ رکعتیں کیونکر پوری کرے ان میں سورہ فاتحہ پڑھے یا نہیں؟

(۲) مغرب کی نماز سفر میں قصر پڑھی اور رات کو پونے گیارہ بجے اپنے گھر پہنچ گیا تو اس کو نماز قصر پڑھنی پڑے گی یا وہ عشاء کی پوری نماز پڑھے؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۶۸) (۱) ہاں دو رکعتیں جہری یعنی سورہ فاتحہ اور سورت پڑھ کر نماز پوری کرے (۲)

(۲) مغرب کی نماز میں قصر نہیں ہے اس کی تین رکعتیں مقیم اور مسافر دونوں کے لئے ہیں (۳) اور جب عشاء کے وقت سفر ختم ہوگیا تو عشاء کی پوری نماز پڑھے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) مقیم مقتدی مسافر امام کے سلام کے بعد بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟
(۲) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کرے؟
(۳) سفر میں سنتوں کا حکم

(سوال) (۱) امام مسافر تھا اس نے قصر نماز پڑھی اور دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو مقیم مقتدیوں کو بقیہ دو رکعت کس طرح پوری کرنی چاہئیں سورہ فاتحہ پڑھے یا خاموش رہے؟

(۲) سفر میں نماز قضا ہوگئی گھر پہنچ کر قصر کرنی چاہئے یا پوری نماز پڑھنی چاہئے؟

(۳) سفر میں سنتیں پڑھنی لازم ہیں یا نہیں اور سنت قصر پڑھے یا پوری؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

---

(۱) ولا يزال على حكم السفر حتى ينوي الإقامة في بلدة أو قرية خمسة عشر يوما أو أكثر، كذا في الهداية (عالمگيرية، باب صلاة المسافر ۱/۱۳۹ ط ماجديه)

(۲) وأما اقتداء المسافر بالمقيم فيصح في الوقت ويتم الخ (الدر المختار، باب صلاة المسافر ۲/۱۳۰ ط سعيد) والمسبوق من سبقه الإمام بها أو ببعضها وهو منفرد حتى يثني ويتعوذ ويقرأ ويقضي أول صلاته في حق القراءة وآخرها في حق التشهد الخ (الدر المختار، باب الإمامة ۱/۵۹۶ ط سعيد)

(۳) واحترز بالفرض عن السنن والوتر وبالرباعي عن الفجر والمغرب (رد المحتار، باب صلاة المسافر ۲/۱۲۳ ط سعيد)

(جواب ۵۶۹) (۱) مسافر امام سے مقتدی مقیم ہوں تو امام کے دو رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد وہ کھڑے ہو جائیں اور اپنی دو رکعتیں پوری کریں ان رکعتوں میں سورہ فاتحہ نہ پڑھیں خاموش رہیں۔ (۱)

(۲) سفر کی قضا نماز قصر ادا کرنی چاہئے (۲)

(۳) سفر میں سنتیں پڑھنی لازمی نہیں اگر موقع ہو تو پڑھ لے سنتوں میں قصر نہیں چار رکعتوں کی نماز چار رکعتیں ہی پڑھے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ریلوے ڈرائیور سفر میں قصر پڑھے

(سوال) ملازمین ریلوے یعنی انجن ڈرائیور وغیرہ جن کا کہ سفر تقریباً ساٹھ میل سے غایۃ ڈیڑھ سو میل تک ہوتا ہے اور وہ لوگ دوسرے یا تیسرے یا چوتھی روز تک اپنے مکان پر واپس آجاتے ہیں ایسی حالت میں قصر واجب ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۶۰ نبی احمد خاں (آگرہ)

۷ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م ۶ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۷۰) ہاں حالت سفر میں وہ قصر کریں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) سفر سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے
(۲) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ سلام پھیر کر باتیں کیں
(۳) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟
(۴) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کریں؟

(سوال) (۱) ایک شخص لکھنؤ کا رہنے والا جو کافی عرصے سے یعنی دس پندرہ سال سے دہلی میں رہتا ہے اب وہ دہلی سے کلکتہ جاتا ہے وہاں جب کہ وہ قصر نماز پڑھتا ہے چار پانچ روز کے بعد صرف ایک روز کے لئے دہلی آتا ہے تو کیا اس کو دہلی میں نماز قصر پڑھنی چاہئے؟

(۲) جس پر قصر نماز واجب ہے وہ کسی امام کی موجودگی میں نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں جب کہ اس نے اعلان نہ کیا ہو کہ میں مسافر ہوں اور دو رکعت پڑھ کر اس نے دونوں جانب سلام پھیر اور مقتدیوں نے بھی سلام

---

(۱) وصح اقتداء المقیم بالمسافر فی الوقت و بعده فاذا قام المقیم إلی الإتمام لا یقرأ (التنویر و شرحه باب صلاة المسافر ۲ ۱۲۹ ط سعید)

(۲) والقضاء یحکی ای یشابه الاداء سفرا و حضرا لانه بعد ما تقرر لا یتغیر الخ و فی الشامیة ای لو فاتته صلاة السفر و قضاها فی الحضر (باب صلاة المسافر ۲ ۱۳۵ ط سعید)

(۳) ویأتی المسافر بالسنن إن کان فی حال أمن و قرار و الا بان کان فی خوف و فرار لا یأتی بها الخ (التنویر و شرحه باب صلاة المسافر ۱۳۱/۲ ط سعید)

(۴) ولا یزال فی حکم السفر حتی ینوی الاقامة فی بلدة او قریة الخ (عالمگیریة الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر ۱ ۱۳۹ ط ماجدیه)

پھیر کر اور آپس میں بات چیت کرنے لگے کہ دو رکعت ہوئی ہیں امام نے کہا کہ تم اپنی دو رکعت پوری کر لو میں مسافر ہوں اس نیت سے مقتدیوں کی نماز بغیر سجدہ سہو کے ہو گئی یا نہیں؟

(۳) امام جو مقیم تھا اس سے نمازیوں نے پوچھا کہ ہم نے سجدہ سہو نہیں کیا نماز ادا ہو گئی یا نہیں تو مسافر امام نے کہا کہ نماز ہو گئی سجدہ سہو کی ضرورت نہیں؟

(۴) زید جو کہ دہلی کا رہنے والا ہے وہ کسی کام کی وجہ سے سہارنپور جاتا ہے اور وہاں اس نے بالکل نماز نہیں پڑھی واپس دہلی آکر وہ اتنے ایام کی نمازیں جو سفر میں گزرے قصر پڑھے گا یا پوری ادا کرے گا؟

المستفتی نمبر ۲۷۹۵ غیاث الدین دہلی۔ ۷ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ

(جواب ۵۷۱) (۱) دہلی میں اگر اس نے وطن اختیار نہیں کیا جب ایک روز کے لئے دہلی آئے گا تو قصر پڑھے گا(۱)

(۲) جن مقتدیوں نے سلام کے بعد باتیں نہیں کیں اور اپنی نماز کے آخر میں سجدہ سہو کر لیا ان کی نماز ہو گئی اور جنہوں نے باتیں کر لیں ان کی نماز نہیں ہوئی(۲)

(۳) اگر مقتدیوں نے امام کے سلام کے تلفظ کے بعد سلام پھیرا تو ان کو سجدہ سہو کرنا واجب تھا(۳)

(۴) سفر کی نماز حضر میں دو رکعت قضا کی جائیں(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بحری جہاز کے ملازمین کے لئے نماز کا حکم

(سوال) جو آدمی سمندر میں ہمیشہ جہاز پر نوکری کرتے ہیں اور ان کے واسطے کوئی گھر مقرر نہیں ہے اور جہاز بارہ میل کے اندر اندر روزانہ دورہ کرتا ہے اور ان لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کب ان کو اس جگہ سے بدل کر دوسری جگہ لے جاوے تو وہ نماز قصر پڑھیں گے یا نہیں؟

(جواب ۵۷۲) اگر بارہ میل کے اندر ہی دورہ رہتا ہے تو وہ ہمیشہ مقیم ہیں کبھی مسافر نہ ہوں گے مسافر ہونے کے لئے ایک دم چھتیس میل کے سفر کا ارادہ کرنا ضروری ہے(۵) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(جواب) (از مولانا سید عمیم الاحسان صاحب مجددی مفتی دارالافتاء جامع مسجد ناخدا کلکتہ) ہوالموفق۔

---

(۱) یعنی وطن اقامت سفر شروع کرنے سے باطل ہو جاتا ہے و وطن الإقامة يبطل بوطن الإقامة و بإنشاء السفر' هكذا في التبيين (عالمگيرية صلاة المسافر ۱/۱۴۲ ط ماجدية)

(۲) و يفسدها التكلم' وهو النطق بحرفين او حرف مفهم الخ (التنوير و شرحه' باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/۶۱۳ ط سعيد)

(۳) فلو سلم الامام قام إلى القضاء' فإن سلم' فإن كان عمداً فسدت' وإلا لا' ولا سجود عليه إن سلم سهواً قبل الإمام او معه' وإن سلم بعده لزمه لكونه منفرداً حينئذ (رد المحتار' باب سجود السهو ۲/۸۲ ط سعيد)

(۴) والقضاء يحكي اى يشابه الاداء سفراً وحضراً' لانه بعد ما تقرر لا يتغير الخ (التنوير و شرحه' باب صلاة المسافر ۲/۱۳۵ ط سعيد) (۵) من خرج من عمارة موضع اقامته قاصداً مسيرة ثلاثة أيام ولياليها من أقصر أيام السنة الخ (التنوير و شرحه' باب صلاة المسافر ۲/۱۲۱، ۱۲۲ ط سعيد)

مجیب صاحب کو جواب میں غلط فہمی ہوئی کہ انہوں نے دریا کو محل اقامت سمجھا حالانکہ دریا محل اقامت نہیں در مختار (۱) ص ۷۳۷ ج ۱ میں ہے۔ **فیقصر ان نوی الاقامة فی اقل من نصف شہر او نوی فیه لکن فی غیر صالح کبحر انتہی** بہر حال صحیح یہ ہے کہ جہاز پر نوکری کرنے والے ملاح وغیرہ جن کی رہائش بھی جہاز پر ہی ہوتی ہے ہمیشہ قصر پڑھیں گے خواہ بارہ میل کے اندر جہاز ہے یا ایک ہی جگہ کچھ زیادہ مدت تک رہنے کا اتفاق ہو جہاز کی روانگی کی تاریخ معلوم ہو یا نہ ہو چنانچہ رد المحتار (۲) ص ۷۳۷ ج ۱ **قال فی المجتبی والملاح مسافر الا عند الحسن و سفینة لینست بوطن آه بحر. وظاهره ولو کان ماله واهله معه فیها ثم رایته صریحا فی المعراج انتہی واللہ اعلم.**

کتبہ السید محمد عمیم الاحسان مجددی عفا اللہ عنہ ۲۹ رمضان ۱۳۵۵ھ

(جواب الجواب ۵۷۳) (از حضرت مفتی اعظمؒ) میرے جواب کا مدار تو اس امر پر تھا کہ جب تک مسافر قرار پا کر قصر کی شرط پوری نہ کرے کوئی شخص نماز قصر نہیں پڑھ سکتا اور مسافر قرار پانے اور قصر کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ تین دن کی مسافت قطع کرنے کی یکدم نیت کرے اگر یکدم تین دن کی مسافت قطع کرنے کی نیت نہ ہو تو چاہے ساری عمر چلتا رہے اور ساری دنیا کا سفر کرلے مگر نہ وہ مسافر قرار پائے گا نہ اس کے لئے قصر جائز ہوگا اس کی دلیل یہ ہے۔ **واما الثانی (ای شرط القصر) فهو ان یقصد مسیرة ثلاثة ایام فلو طاف الدنیا من غیر قصد الی قطع مسیرة ثلثة ایام لا یترخص انتہی (بحر الرائق)** (۳) سوال میں بھی اس امر کی تصریح تھی کہ جن لوگوں کے متعلق سوال ہے وہ سمندر میں روزانہ بارہ میل کے اندر سفر کرتے ہیں اور میں نے جواب میں بھی اس صورت کو صراحۃ ذکر کر دیا تھا کہ اگر بارہ میل کے اندر ہی دورہ رہتا ہے تو وہ ہمیشہ مقیم ہیں۔

جہازوں کے ملازم جو گودیوں میں کام کرتے ہیں اور جہازوں پر دس دس بارہ بارہ میل تک روزانہ آتے جاتے ہیں وہ ملازمت کے وقت بھی مسافر ہوتے ہوں تو محل تعجب نہیں لیکن ایسے ملازمین کی بڑی تعداد ایسی بھی ہوتی ہے جو ملازمت ملنے کے وقت مسافر نہیں ہوتے مثلاً کلکتہ کے باشندے یا کلکتہ کے گرد و نواح (مسافت سفر کے اندر) کے باشندے کلکتہ کی گودی میں آکر ملازم ہوں لوران کو ان جہازوں میں جو کنارے پر کھڑے ہوتے اور ہمیشہ کھڑے رہتے ہیں اور ملازمین کی رہائش کے لئے ہی استعمال کئے جاتے ہیں جگہ دیدی گئی اور وہ اس میں رہنے لگے اور جہازوں پر کام کرنے لگے اور روزانہ دس بارہ میل کے اندر جانے آنے لگے تو ایسے لوگ کسی وقت مسافر نہیں ہوئے اور ان کو ہمیشہ نماز پوری پڑھنی چاہئے اور تاوقتیکہ وہ کسی وقت یکدم تین دن کی مسافت کا قصد کرکے نہ چلیں نہ مسافر ہوں گے اور نہ ان کو قصر پڑھنا جائز ہوگا

---

(۱) (باب صلاۃ المسافر ۲/۱۲۵ ط سعید)
(۲) (باب صلاۃ المسافر ۲/۱۲۶ ط سعید)
(۳) (باب المسافر ۲/۱۳۹ ط بیروت لبنان)

میرے جواب کا یہی مطلب تھا اور میں اسی کو صحیح سمجھتا ہوں لیکن اگر مولانا عمیم الاحسان ان لوگوں کو بھی محض اس وجہ سے کہ وہ سمندر میں جہاز میں رہتے ہیں بغیر اس کے کہ وہ مدت سفر کی نیت کر کے چلیں مسافر قرار دیتے ہیں تو یہ بات میرے خیال میں صحیح نہیں ہے۔

دریا کے کنارے کشتی میں رہنا حکم سفر لگانے کے لئے کافی نہیں ہے۔ **واشار المصنف الی ان النیة لا بدان تکون قبل الصلوة ولذا قال فی التجنیس اذا افتتح الصلوة فی السفینة حال اقامة فی طرف البحر فنقلها الریح وھو فی السفینة ونوی السفر یتم صلوة المقیم عند ابی یوسفؒ خلافا لمحمدؒ انتہی** (۱) اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ محض کشتی میں چلا جانا کسی کو مسافر بنانے کے لئے کافی نہیں ورنہ اس شخص پر جو کشتی میں نماز شروع کرے قصر لازم ہوتا خواہ مزید سفر کی نیت کرے یا نہ کرے حالانکہ اس جزئیہ میں اس کی نیت سفر جو اثنائے نماز میں کی گئی غیر معتبر قرار دیکر پوری نماز اس پر لازم کردی گئی۔

اور تمام فقہاء نے مسافر بننے کے لئے تین دن کی مسافت کا قصد کرنے کے بیان میں بھی مسافت فی البر وفی البحر دونوں کا ذکر کیا ہے۔ **من جاوز بیوت مصرہ مرید اسیر اوسطا ثلاثة ایام فی بر او بحر او جبل انتہی**۔ یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ کشتی میں جانا اور رہنا ہی مسافر بنانے کے لئے کافی نہیں ورنہ سمندر میں تین دن کی مسافت کی شرط جواز قصر کے لئے نہ ہوتی۔ (ناتمام)

دسواں باب
قضا نمازیں

قضائے عمری صحیح ہے یا نہیں اس کا طریقہ کیا ہے؟

(سوال) قضائے عمری نماز کب اور کس طرح پڑھی جائے؟

(جواب ۵۷٤) قضائے عمری کے نام سے جو نماز مشہور ہے کہ رمضان المبارک کے آخر میں ایک نماز باجماعت یا علیحدہ علیحدہ قضائے عمری کے نام سے پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ نماز عمر بھر کی قضاء نمازوں کے لئے قائم مقام ہو جاتی ہے یہ تو بدعت اور بے اصل ہے شریعت مطہرہ میں اس کی کوئی اصل نہیں (۲) ہاں اگر کسی کی کچھ نمازیں رہ جاتی رہی ہوں تو ان کو پڑھ سکتا ہے اگر ان کا شمار معلوم ہو تو اس کے موافق اور صحیح

---

(۱) (باب المسافر ۲/ ۱۳۹ ط بیروت، لبنان)

(۲) وما نقل أن الإمام قضى صلاة عمره أنه لم يصح ذلك عن الإمام فصرحه كراهة القضاء لتوهم الفساد (رد المحتار، باب الوتر والنوافل ۲/ ۳۷ ط سعید) قال في الدر المختار: كثرت الفوائت نوى أول ظهر عليه أو آخره" الخ (باب قضاء الفوائت ۲/ ۷٦ ط سعید)

تعداد یاد نہ ہو تو اندازہ سے ان کا شمار متعین کرلے اور پھر ان کو ایک دفعہ یا آہستہ آہستہ ادا کرتا رہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ زمانہ بلوغ سے اندر چھوٹی ہوئی نمازوں کا پورا کرنا فرض ہے ہر نماز کو قضاء کرتے وقت مثلاً اگر فجر کی نماز پڑھتا ہے تو اس طرح نیت کرے کہ فجر کی جتنی نمازیں میرے ذمہ ہیں ان میں سے پہلی نماز پڑھتا ہوں اسی طرح روز فجر کی قضا کرتے وقت یہی نیت کرے یہاں تک کہ سب نمازیں پوری ہو جائیں۔

فوت شدہ نمازوں کی قضاء ضروری ہے' توبہ کافی نہیں

(سوال) زید نے بڑی عمر میں نماز روزہ شروع کیا تو کیا نماز روزہ قضاء کرے یا خالی توبہ سے معاف ہو جاتی ہے؟ المستفتی نمبر ۲۵۸ مجیدی دوا خانہ بمبئی ۲۷ رجب ۱۳۵۴ھ م ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۷۵) جتنی نمازیں روزے قضا ہوئے ہیں تخمینہ کرکے ان کی قضاء کرے صرف توبہ کافی نہیں ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فوت شدہ نمازوں کو کس طرح ادا کریں؟

(سوال) فائتہ نماز کو ہر نماز کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں اگر ہر نماز کے ساتھ ادا نہ کرے اور بے ترتیب ادا کرے تو جائز ہو گا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۴۴ محمد منصور احمد خاں (تانبوے) ۲۹ صفر ۱۳۵۵ھ م ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۷۶) فائتہ نمازوں کو ہر نماز کے ساتھ ساتھ ادا کرنا لازم نہیں مگر جس قدر جلدی ادا کر سکے کرلے ایک وقت میں متعدد نمازیں قضا پڑھ سکتا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

قضائے عمری کی کوئی اصل نہیں.

(سوال) رمضان شریف میں آخری جمعہ کو قضائے عمری بارہ رکعت باجماعت پڑھتے ہیں یہ نماز کس کے لئے ہے پنج وقت نمازی کے واسطے ہے یا کہ ہر ایک کے لئے اور یہ نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) في حكم الواجب بالأمر وهو نوعان أداء وهو تسليم عين الواجب بسببه إلى مستحقه وقضاء وهو إسقاط الواجب بمثل من عنده (حسامي' فصل في حكم الواجب' ص ۳۷ ط ' التأخير بلا عذر كبيرة لا تزال بالقضاء بل التوبة (درمختار) قال الشامي " أي بعد القضاء' أما بدونه فالتأخير باق فلم تصح التوبة منه لأن من شروطها الإقلاع عن المعصية (باب قضاء الفوائت ۲/۶۲ ط سعيد)

(۲) لأنه عليه السلام أخرها يوم الخندق ثم الأداء ذلك أن المشركين شغلوا رسول الله ﷺ عن أربع صلوة يوم الخندق حتى ذهب من الليل ما شاء الله فأمر بلالاً فأذن ثم أقام فصلى الظهر ثم أقام فصلى العصر ثم أقام فصلى المغرب ثم أقام فصلى العشاء الخ (رد المحتار' باب قضاء الفوائت ۲/۶۲' ط سعيد)

المستفتی نمبر ۱۳۷۸ شیخ اعظم شیخ معظم ملاجی صاحب۔ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۱۱ مارچ ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۷۷) یہ قضائے عمری کی نماز بے اصل ہے اور جماعت سے پڑھنا ناجائز ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

عمر بھر کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟

(سوال) زید اپنی عمر بھر کی نمازیں جو قضا ہو چکی ہیں ادا کرنا چاہتا ہے وہ کونسا طریق اختیار کرے وہ بیچ میں کچھ نمازیں پڑھتا بھی رہا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۲۳ ملک محمد امین صاحب (جالندھر)

۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۷۸) جس قدر نمازیں یومیہ یا تدریجی پڑھ سکتا ہو پڑھتا رہے ہر نماز کے ساتھ اول یا آخر وہی نماز قضا پڑھ لیا کرے یہ بھی جائز ہے مگر یہ صورت جب ہے کہ قضا یقینی ہو ورنہ عصر و فجر کے بعد اور فجر طلوع ہونے کے بعد نہیں پڑھ سکے گا۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

عصر کے بعد فوت شدہ نمازوں کو پڑھنا جائز ہے

(سوال) ایک شخص کی چھ نمازوں سے زیادہ نمازیں قضا ہوئی ہیں تو اس کو بعد نماز عصر وہ نمازیں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی ظہیر الدین امیر الدین (املیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۵۷۹) فرض نماز کی قضا عصر و فجر کے بعد بھی جائز ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

قضائے عمری کا حکم اور فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ

(سوال) متعلقہ قضائے عمری

(جواب ۵۸۰) قضائے عمری جو عام طور پر پڑھی جاتی ہے یہ بیکار ہے(۴) قضا شدہ نمازوں کا تخمینہ کر لیا جائے اور اس کے موافق ادا کی جائیں ہر قضا نماز کی نیت اس طرح کرے کہ میرے ذمہ جتنی فجر یا ظہر کی

---

(۱) ولا تعاد عند توهم الفساد للنهي وما يفعله الإمام قضاء صلاة عمره الخ (الدر المختار' باب الوتر والنوافل ۲/۳۷ ط سعید)

(۲) قضاء یقینی نہ ہونے کی صورت میں یہ نفل ہوگی اور نفل ان اوقات میں پڑھنا مکروہ ہے ویکرہ ان یتنفل بعد الفجر حتی تطلع الشمس و بعد العصر حتی تغرب الخ (ہدایة باب مواقیت الصلاة ۱/۸۵ مکتبہ شرکة علمیہ' ملتان) کثرت الفوائت نوی أول ظهر علیه او آخره الخ (الدر المختار' باب قضاء الفوائت ۲/۷۶' ط سعید)

(۳) وکره نفل ... بعد صلاة فجر و صلاة عصر ... ولا یکره قضاء فائتة' ولو وترا (التنویر و شرحه' کتاب الصلاة ۱/۳۷۵' ط سعید)

(۴) ولا تعاد عند توهم الفساد (الدر المختار' باب الوتر والنوافل ۲/۳۷ ط سعید) کثرت الفوائت نوی أول ظهر علیه او آخره الخ (الدر المختار' باب قضاء الفوائت ۲/۷۶ ط سعید)

نمازیں ہیں ان میں سے پہلی یا پچھلی نماز ادا کرتا ہوں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

پانچ سال کی نمازیں کس طرح ادا کریں ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص کے ذمہ پانچ چھ سالہ نمازیں قضاء ہیں اب وہ اس نیت سے فائتہ نمازیں ادا کر چکا ہے کہ اول فجر و ظہر و عصر و مغرب و عشاء کے فرائض وواجبات سے جو میرے ذمہ ہیں وہ نمبروار ادا کرتا ہوں کیا یہ صورت ٹھیک ہے؟

(جواب ۵۸۱) وہ گزشتہ قضا شدہ نمازیں اس طرح ادا کر سکتا ہے کہ جو نماز ادا کرے اس کی نیت اس طرح کرے کہ یہ نماز جو میں پڑھ رہا ہوں مثلاً فجر تو فجر کی تمام نمازوں میں سے جو میرے ذمہ ہیں' سب سے پہلی یا سب سے پچھلی نماز فجر پڑھتا ہوں' اسی طرح ہر نماز کی نیت کرے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

قضائے عمری کی حقیقت

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) بلاد خراسان میں ایک نماز مروج ہے جس کو قضائے عمری کہتے ہیں طریقہ ادا مختلف ہے بعض پانچ نمازیں بہ اذان و جماعت پڑھتے ہیں اور بعض چار رکعت نماز نفل با جماعت ادا کرتے ہیں اور نفل کی نیت یہ کرتے ہیں۔ نویت ان اصلی اربع رکعات تقصیر او تکفیر المافات منی من جمیع عمری صلوۃ نفل الخ اور جواز کے ثبوت کے واسطے جو عبارت نقل کرتے ہیں ان کتابوں کا نام فتاوی واجدین نسفی ہے جس میں لکھا ہے کہ "ہر کہ لب کند ازیں نماز ضل و مضل است واز دائرہ اسلام خارج است" اور حدیث شریف نقل کرتے ہیں کہ "یہ سات سو نمازوں کا کفارہ بلکہ آباؤ اجداد کی نمازوں کا کفارہ ہوتا ہے"

اور ایک حدیث شریف ابو داؤد ص ۱۲۵ مطبوعہ قادری واقعہ دہلی کی نقل کرتے ہیں۔ "کل صلوۃ لا یتمھا صاحبھا تتم من تطوعہ" اور نفل با جماعت جائز ہونے کے لئے حوالہ تفسیر روح البیان سے نقل کرتے ہیں اور یہ بھی دلیل پیش کرتے ہیں کہ نفل با جماعت چونکہ مکروہ تنزیہی ہے اور ہمارے ملک یعنی عجم میں چونکہ آیۃ الکرسی انا اعطیناک الکوثر کا پڑھنا نہیں جانتے اس لئے عجم کے واسطے اس میں جماعت اولی ہے اور دوسرا یہ ہے کہ نفل با جماعت احیاناً مکروہ ہے یہ تو سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے اس لئے جائز ہے۔

(جواب ۵۸۲) یہ نماز جس کو قضائے عمری کے نام سے ادا کیا جاتا ہے اور اس کی مختلف صورتیں رائج ہیں کہیں پانچ نمازیں اذان و اقامت کے ساتھ اور کہیں چار رکعت نفل با جماعت ادا کی جاتی ہے محض بے اصل اور اختراعی ہے شریعت مقدسہ میں اس کی اصل نہیں نہ کسی حدیث میں آئی نہ صحابہؓ کے قول یا فعل سے

---

(۱) کثرت الفوائت نوی أول ظهر علیه او آخره الخ (الدر المختار' باب قضاء الفوائت' ۲, ۷٦ ط سعید)

ثابت ہے نہ مجتہدین امت سے منقول نہ کسی واجدین کسی کوئی غیر مشہور اور غیر معتبر کتاب ہے اس میں اگر واقعی یہ لکھا ہے کہ "ہر کہ انکار ازیں نماز قضا، منکر است واز دائرۂ اسلام خارج است" تو وہ کتاب یقیناً خود اور خود اس حکم کی مستحق ہے کیونکہ دائرۂ اسلام سے خارج ہونے کا حکم قطعیات کے انکار پر دیا جا سکتا ہے اس نماز کا ابھی ثبوت ہی نہیں ہوا چہ جائیکہ اس کے منکر کو دائرۂ اسلام سے خارج کردیا جائے۔

کوئی ایسی حدیث کہ یہ نماز سات سو نمازوں کا کفارہ ہوتا ہے ہماری نظر میں نہیں ہے جو صاحب ایسی حدیث بیان کرتے ہیں وہ اس کی سند اور حوالہ بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ اس حدیث میں اس قضائے عمری کی مختلف صورتوں میں سے کس صورت کا ذکر ہے؟ اور دوسری صورت جو ذکر کی گئی ہے وہ کہاں سے لی گئی ہے ابوداؤد والی روایت سے اس نماز کا کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں وہ تو تمام عبادات میں فرائض کے نقصان کو حضرت حق تعالیٰ اپنی رحمت سے نوافل سے پورا فرمادے گا نماز ہو یا روزہ حج ہو یا زکوٰۃ مگر وہ نوافل سال بھر کے نوافل کو شامل ہیں کسی خاص تاریخ کے نفلوں میں یہ خاصیت کہ وہ عمر بھر کی نمازوں کا کفارہ ہو جائے گا یہ اس حدیث سے کہاں ثابت ہے؟

نفل باجماعت حنفیہ کے نزدیک سوائے ان چند نمازوں کے جن کی تصریح کردی گئی ہے (مثلاً تراویح ونماز کسوف) مکروہ ہیں کسی فقہ حنفی کی کتاب میں قضائے عمری کا نہ ذکر کیا گیا ہے نہ اس کی جماعت کو کراہت کے حکم سے مستثنیٰ کیا گیا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ مکروہ خواہ تحریمی ہو یا تنزیہی ہو بہر حال وہ ممنوع شرعی ہے اور جو چیز شرعاً ممنوع ہے اس میں ثواب کی امید رکھنی احکام شریعت کو نہ سمجھنے پر مبنی ہے جس چیز کو شریعت منع کرتی اور مکروہ بتاتی ہے اس میں ثواب کیسا؟ اگر ثواب ہوتا تو وہ ممنوع اور مکروہ کیوں ہوتی؟ کیا شریعت ثواب کے کام کو بھی منع کر سکتی ہے؟ نیکی کا کام وہی ہے جو اصول شرعیہ کے موافق ہو ورنہ تو تمام بدعات بظاہر نیکی کے کام ہی ہوتے ہیں لیکن چونکہ شرعاً بے اصل ہوتے ہیں اس لئے وہ ناجائز اور ممنوع قرار دیئے جاتے ہیں۔

پس اس مصنوعی قضائے عمری کو ترک کرنا ہی شریعت کے موافق ہے کیونکہ یہ بدعت ہے اور بے اصل اور ناقابل اعتماد اور فساد عقیدہ کو مستلزم ہے انکار کرنے والے ہی حق پر ہیں اور کوئی نفل نماز فرض کے قائم مقام نہیں ہو سکتی نہ چار رکعت نفل سے چار رکعتیں ظہر یا عصر کی معاف ہو سکتی ہیں چہ جائیکہ سیکڑوں یا ہزاروں نمازوں کی قضاء کے قائم مقام ہو جائے نیز یہ معاملہ تو توقیفی ہے جس کے لئے صاف وصریح آیت یا حدیث ہونی چاہیے محض قیاسی طور پر یہ ثابت نہیں ہو سکتا اور حق تو یہ ہے کہ کوئی قیاسی دلیل بھی اس نماز کے لئے نہیں ہے۔(۱) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

---

(۱) ولا تعد عند توهم الفساد للنهي الخ (الدر المختار باب الوتر والنوافل ۲ / ۳۷ ط سعيد)

قضائے عمری کا مروجہ طریقہ بے اصل ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال) اخیر جمعہ رمضان میں قضائے عمری کے طور پر اوقات خمسہ کی نماز کے بعد نماز جمعہ پڑھنا اور یہ خیال کرنا کہ یہ نماز تمام قضاء نمازوں کا کفارہ ہے کہاں تک صحیح ہے؟

(جواب ۵۸۳) یہ نماز جس کو قضائے عمری کے نام سے ادا کر کے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ ایک نماز تمام عمر کی قضا شدہ نمازوں کے قائم مقام ہو جاتی ہے بے اصل ہے اور اصول شرعیہ کے خلاف ہے لہذا واجب الترک ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کنویں سے مرا ہوا جانور نکلا تو پچھلی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

(سوال) کنویں میں سے کوئی جانور پھولا پھٹا نکلے تو سارا پانی نکالا جائے اور تین دن تین رات کی نمازوں کا اعادہ کیا جائے تو ان نمازوں کا اعادہ کرتے وقت کس طرح نیت کی جاوے آیا قضا کے لفظ کے ساتھ یا خود اعادہ کا لفظ نیت کرنے میں کہے؟

المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں ۔ جگن پور

(جواب ۵۸۴) تین دن کی نمازوں کے اعادہ کا حکم مفتیٰ بہ نہیں ہے جس وقت سے مردہ جانور نکلے اسی وقت سے کنواں ناپاک قرار دیا جائے گا(۲) اور اعادہ کی نیت میں لفظ اعادہ کہنا لازم نہیں ہے قضا کی نیت کافی ہے

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

گیارہواں باب

(نماز وتر و دعائے قنوت)

امام دعائے قنوت بھول گیا پھر رکوع کے بعد پڑھ کر سجدہ سہو کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) وتر میں امام دعائے قنوت پڑھنے کے بجائے بھولے سے رکوع میں چلا گیا مقتدی کھڑے رہے اور اللہ اکبر کہا تو امام رکوع سے واپس ہوا اور دعائے قنوت پڑھ کر پھر رکوع کر کے آخر میں سجدہ سہو کر لیا تو امام اور مقتدی دونوں کی نماز ہو گئی یا نہیں؟

(جواب ۵۸۵) راجح یہ ہے کہ نماز سب کی ہو گئی(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) قال في العتابية عن أبي نصر فيمن يقضي صلوات عمره من غير أن فاته شيء يريد الاحتياط فإن كان لأجل النقصان والكراهة فحسن وإن لم يكن لذلك لا يفعل (عالمگيرية، باب قضاء الفوائت: ۱/ ۱۲۴ ط ماجدیه)

(۲) ويحكم بنجاستها من وقت الوقوع إن علم وإلا فمذ يوم وليلة إن لم ينتفخ ولم يتفسخ ومن ثلاثة أيام ولياليها إن انتفخ أو تفسخ استحسانا وقالا من وقت العلم فلا يلزمهم شيء من قبله قيل " وبه يفتى " (التنوير و شرحه، كتاب الطهارة، فصل في البئر ۱/ ۲۱۹ ط سعيد)

(۳) كما لو سها عن القنوت فركع فإنه لو عاد وقنت لا تفسد على الأصح (رد المحتار، باب سجود السهو ۲/ ۸۴ ط سعيد)

وتر میں دعائے قنوت سے پہلے رفع یدین کا ثبوت

(سوال) وتر کی نماز میں قبل قنوت رفع یدین کا کیا سبب ہے؟

(جواب ۵۸۶) رفع یدین قنوت کا سبب شرعی یعنی دلیل نقلی دریافت کرنا مقصود ہے تو جواب یہ ہے کہ بخاری نے جزء رفع الیدین میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے یہ روایت کی ہے عن الاسود عن عبداللہ انہ کان یقرأ فی آخر رکعۃ من الوتر قل ہو اللہ ثم یرفع یدیہ فیقنت قبل الرکعۃ (آثار السنن)(۱) اور بخاری نے اسی جزء رفع الیدین میں حضرت عمر سے بھی قنوت میں ہاتھ اٹھانا روایت کیا ہے۔ عن ابی عثمان قال کنا وعمر یؤم الناس ثم یقنت بنا عند الرکوع یرفع یدیہ حتی یبدو کفاہ ویخرج ضبعیہ (آثار السنن)(۲) اور اگر رفع یدین کی حکمت یعنی وجہ عقلی دریافت کرنا مقصود ہے تو جواب یہ ہے کہ رفع یدین سے مقصود تبری عما سوی اللہ ہے اور قنوت کے معنی دعا کے ہیں اور دعا سے مراد عرض حاجت ہے جو اصولی ہے پس قنوت یعنی عرض حاجت سے پہلے ماسوی اللہ سے تبری کرلینا اظہار عبودیت کی علامت اور مفضی الی الاجابۃ ہے۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ' مدرس مدرسہ امینیہ' دہلی

وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(سوال) وتر کے بعد نفل دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے اور بہتر ہے یا کھڑے ہو کر؟ اور ان دونوں میں سنت کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۶ محمد رفیق صاحب مورخہ ۲۲ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۸۷) وتر کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنا آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے(۳) مگر حضور ﷺ کو بیٹھ کر پڑھنے میں پوری نماز کا ثواب ملتا تھا اور ہم کو بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے(۴) لیکن اگر کوئی شخص ان نفلوں کو بیٹھ کر ہی پڑھے تاکہ حضور اکرم ﷺ کے فعل کی مطابقت رہے اور آدھے ثواب کو ہی پسند کرے تو اسے اختیار ہے اور جو کھڑے ہو کر پڑھے وہ پورے ثواب کا مستحق ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) (باب رفع الیدین عند قنوت الوتر' ص ۱۶۹ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

(۲) (باب رفع الیدین عند قنوت الوتر' ص ۱۶۸ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

(۳) عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ يوتر ثم يركع ركعتين يقرأ فيهما' وهو جالس' فإذا أراد أن يركع قام فركع الحديث (آثار السنن باب الركعتين بعد الوتر ص ۷۲ ط امدادیہ ملتان) وعن ابي امامة أن النبي ﷺ كان يصليهما بعد الوتر' وهو جالس الحديث (آثار السنن' باب ركعتين بعد الوتر ص ۱۷۳ ط امدادیہ)

(٤) و يتنفل مع قدرته على القيام قاعداً ... أجر غير النبي ﷺ على النصف إلا بعذر الخ (الدر المختار' باب الوتر والنوافل ۳۷/۲ ط سعيد)

فرض امام کے ساتھ نہیں پڑھے تو وتر میں شامل ہو سکتا ہے .

(سوال) ایام رمضان میں عشاء کی نماز کے وقت اگر کوئی فرض میں امام کے ساتھ شامل نہ ہو سکا تو اس کو وتر واجب امام کے ساتھ پڑھنے ہوں گے یا الگ ؟

المستفتی نمبر ۷۰۲ شاہ محمد (نذر پور) ۱۱ شوال ۱۳۵۴ھ م ۷ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۸۸) اگر تراویح کی نماز جماعت سے پڑھے تو وتر کی جماعت میں شرکت جائز ہے(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کیوں پڑھی جاتی ہے ؟

(سوال) وتر کی تیسری رکعت میں جس وقت فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ پڑھ کر پھر تکبیر کہہ کر دعائے قنوت پڑھنے کا کیا سبب ہے ؟ المستفتی نمبر ۱۵۲۲ خواجہ عبدالمجید شاہ صاحب (بنگال)

۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۸۹) وتر کی نماز میں تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ و سورت کے بعد تکبیر کہہ کر دعائے قنوت پڑھنا ثابت ہے اسی طرح پڑھنی چاہئے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کچھ رکعات تراویح رہ جائیں تو وتر کے بعد پڑھے

(سوال) جماعت سے کچھ رکعت تراویح کی ملیں اور کچھ باقی رہ گئیں کہ امام نے وتر پڑھائے تو امام کے ساتھ وتروں میں شامل ہو جانا چاہئے یا پہلے تراویح پوری کرنی چاہئے بعد میں وتر پڑھنے چاہئیں ؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۹۰) وتر میں شامل ہو جائے بقیہ رکعت تراویح کی بعد میں پڑھ لے(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

وتر کی پہلی رکعت میں سورہ نصر اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھنا

(سوال) اگر امام وتر کی نماز پڑھائے اور اس میں پہلی رکعت میں انا انزلنا دوسری میں اذا جاء اور تیسری

---

(۱) بقي لو تركها الكل هل يصلون الوتر بجماعة؟ فليراجع' قوله فليراجع قضية التعليل في المسئلة السابقة بقولهم لأنها تبع ان يصلي الوتر بجماعة في هذه الصورة لأنه ليس تبعا للتراويح ولا للعشاء عند الإمام (طحطاوي على الدر المختار' باب الوتر والنوافل' بحث في التراويح ۱/ ۲۹۷ ط بيروت)

(۲) عن أبي بن كعب أن رسول الله ﷺ كان يوتر فيقنت قبل الركوع (آثار السنن' ص ۱۲۷ ط امدادیه ملتان) و يكبر قبل ركوعه ثالثا رافعا يديه و قنت فيه الخ (تنوير الابصار' باب الوتر والنوافل ۶/۲ ط سعيد)

(۳) ووقتها بعد صلاة العشاء إلى الفجر قبل الوتر وبعده في الأصح' فلو فاته بعضها وقام الإمام إلى الوتر أوتر معه ثم صلى ما فاته الخ (التنوير و شرحه' باب الوتر والنوافل' ۲/ ۴۴ ط سعيد)

میں قل هو الله احد پڑھتا ہے تو نماز میں کسی قسم کی کراہت تو واقع نہیں ہوئی؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۹۱) درمیان میں صرف سنت چھوڑنا بہتر نہیں خلاف اولیٰ ہے دوسری میں تبت پڑھے اور تیسری میں قل هو الله احد ۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) تارک واجب گناہ گار ہے
(۲) وتر واجب ہے یا نہیں؟
(۳) وتر کا تارک گناہ گار ہے
(۴) عیدین کی نماز واجب ہے یا فرض؟
(۵) عیدین کا تارک گناہ گار ہے

(سوال) (۱) واجب کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں؟ (۲) نماز وتر واجب ہے یا نہیں (۳) وتر کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں (۴) عیدین کی نماز واجب ہے یا فرض؟ (۵) عیدین کی نمازوں کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۱۶ محمد ولی اللہ صاحب (پٹنہ سٹی) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۰ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۹۲) (۱) واجب کا تارک اس شخص کے نزدیک گناہ گار ہے جو اس فعل کو واجب قرار دیتا ہے(۲)
(۲) نماز وتر میں امام ابو حنیفہؒ سے تین روایتیں ہیں(۳) یوسف بن خالد نے امام ابو حنیفہ سے یہ روایت کی کہ وتر واجب ہیں اور نوح ابن ابی مریم نے یہ روایت کی کہ وتر سنت ہیں اور حماد بن زید نے یہ روایت کی کہ وتر فرض ہیں اور امام محمد اور امام یوسفؒ کے نزدیک وتر سنت ہیں۔
(۳) ہاں امام ابو حنیفہؒ کے مذہب راجح یعنی وجوب وتر کے لحاظ سے تارک وتر گنہ گار ہے(۴) مگر دوسری روایت سنیت اور قول صاحبین پر گناہ گار نہیں اگرچہ مستحق مذمت ان کے نزدیک بھی ہے۔
(۴) عیدین کی نماز میں بھی امام ابو حنیفہؒ سے وجوب اور سنیت کی دونوں روایتیں ہیں اور امام محمدؒ نے بھی اس کے متعلق سنت کا لفظ استعمال کیا ہے(۵)

---

(۱) ویکره تحریماً جمعها بل ثلاث آیات إن تقاربت طولاً و قصراً و إلا اعتبر الحروف والكلمات ویکره الفصل بسورة قصيرة وأن يقرأ منكوساً الخ (التنوير و شرحه، فصل في القراءة ۵۴۲ تا ۵۴۶ ط سعيد)
(۲) إن السنة المؤكدة والواجب متساويان رتبة في استحقاق الإثم بالترك الخ (رد المحتار، باب العيدين ۲/۱۷۷ ط سعيد) هو (الواجب) في عرف الفقهاء عبارة عما ثبت وجوبه بدليل فيه شبهة و يستحق بتركه عقوبة لولا العذر (قواعد الفقه ص ۵۳۹ ط الصدف پبلشرز، کراچی)
(۳) عن أبي حنيفةؒ في الوتر ثلاث روايات، في رواية فريضة، و في رواية سنة مؤكدة و في رواية واجب (عالمگیریة، الباب الثامن في صلاة الوتر ۱/۱۱۰ ط ماجدیه)
(۴) إن السنة المؤكدة والواجب متساويان رتبة في استحقاق الإثم بالترك الخ (رد المحتار، باب العيدين ۲/۱۷۷ ط سعيد)
(۵) قال في التنوير "تجب صلاتهما على من تجب عليه الجمعة الخ (باب العيدين ۲/۱۶۶ ط سعيد)

(۵) عیدین کی نماز کا تارک مذہب کی روایت کی بنا پر گناہ گار ہوگا اور سنیت کی روایت کی بنا پر گناہ گار نہ ہوگا (اور یہ مذہب کے خلاف نہ ہو) مگر مستحق ملامت ہوگا

خلاصہ یہ کہ جس چیز کے واجب اور سنت ہونے میں اختلاف ہو اس میں تارک پر گناہ گار ہونے کا حکم بھی مختلف فیہ ہوگا اور جس کے واجب ہونے پر اتفاق ہوگا اس کے تارک پر گناہ گار ہونے کا حکم بھی متفق علیہ ہوگا یہ جواب مذہب حنفی کے ماتحت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) فرض و واجب کی تعریف کیا ہے اور ان کے تارک کا کیا حکم ہے؟

(۲) وتر کے تارک کا حکم

(سوال) (۱) واجب کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں فرض اور واجب و مسنون کی کیا تعریف ہے ان تینوں کا تارک گناہ گار ہوتا ہے یا نہیں اور ان تینوں کے حکم میں فرق ہے یا نہیں اس کا جواب قرآن و حدیث سے مدلل چاہئے (۲) ایک شخص وتر کی نماز ادا نہیں کرتا ہے وہ گناہ گار ہوتا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۳۴ عبدالمجید صاحب ضلع پٹنہ (بہار)

۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۵ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۹۳) (۱) واجب کا تارک اس شخص کے نزدیک گناہ گار ہے جو اسے واجب قرار دیتا ہے اور واجب ہونے میں ہی اختلاف ہو تو گناہ گار ہونے کا حکم لگانے میں اختلاف کو پیش نظر رکھتے ہوئے محتاط طریقہ اختیار کرنا لازم ہے۔

فرض اصطلاحی اس کو کہتے ہیں جس کا ثبوت دلیل قطعی سے ہو واجب اس کو کہتے ہیں جس کی قطعیت کے خلاف کوئی شبہ پیدا ہو جائے مسنون ان افعال کو کہتے ہیں جو آنحضرت ﷺ کے فعل یا ترغیب یا تقریر سے مستحسن قرار پاتے ہوں پھر اگر ان پر مواظبت مع الترک احیاناً ہو تو مؤکدہ ورنہ سنن زوائد میں شامل ہیں (۲) وتر کی نماز قصداً ادا نہ کرنے والا امام اعظم کے مسلک راجح (وجوب وتر) کے ماتحت گناہ گار ہوگا اور جو علماء وتر کو سنت کہتے ہیں اور ان میں حنفیہ کے دو امام یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد بھی شامل ہیں (اور خود امام اعظم سے بھی سنیت کی ایک روایت ہے گو مرجوح ہے) ان کے نزدیک گناہ گار تو نہیں مگر مستحق ملامت ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) [illegible] لانه [illegible] رد المحتار [illegible] ۲ / ۱۷۷ ط سعيد

(۲) الفرض ما ثبت بدليل قطعي لا شبهة فيه كالايمان و الاركان الاربعة يكفر جاحده و يفسق تاركه بلا عذر والواجب ما ثبت بدليل فيه شبهة كصدقة الفطر و الاضحية لا يكفر جاحده و يفسق تاركه بلا تأويل (رد المحتار كتاب الاضحية ۶ / ۳۱۳ ط سعيد) السنة هي الطريقة المسلوكة في الدين من غير افتراض ولا وجوب و هي ما صدر عن النبي من قول او فعل او تقرير على وجه التأسي و من السنن سنة هدى و هي ما واظب عليها النبي ﷺ مع الترك احيانا على سبيل العبادة و ما كان على سبيل العادة فهي سنة زوائد (قواعد الفقه ص ۳۲۸ ط الصدف پبلشرز کراچی)

وتر کا ثبوت

(سوال) باری تعالیٰ نے اپنے نبی کی معرفت عوام الناس کو ارشاد فرمایا ہے۔فسلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون اس آیت کے تحت ہم پوچھتے ہیں اہل الذکر سے کہ وہ کوئی احادیث مرفوعہ یا آثار مقبولہ بتائیں جن سے یہ پتہ چلے کہ آنحضرت ﷺ نے جب کہ تین وتر پڑھے دوسری رکعت میں تشہد کے لئے آپ بیٹھے ہوں اور تیسری رکعت میں قبل رکوع کے قنوت کے لئے رفع یدین کی ہو اور اس کے متعلق اگر کوئی روایت ہے تو عنایت فرمائی جائے کہ کس کتاب کے کون سے صفحہ پر ہے؟ کل صحابہ سے ثابت ہو کیونکہ اللہ کے نبی نے فرمایا ہے جس نے میرا اور میرے صحابہؓ کا طریقہ اختیار کیا وہ فرقہ ناجیہ میں سے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۱۸ حاجی عبد العزیز جامع مسجد دہلی ۸ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ م ۱۷ اپریل ۱۹۴۰ء

(جواب ۵۹٤) صحیح مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ کی ایک طویل روایت ص ۱۹۴ ج ۱ میں ہے جس کا یہ جملہ یہ ہے وكان يقول في كل ركعتين التحية وكان يفرش رجله اليسرى وينصب رجله اليمنى الخ (۱) یعنی آنحضرت ﷺ فرماتے تھے کہ ہر دو رکعتوں پر تحیۃ یعنی تشہد ہے اور حضور بایاں پاؤں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے۔

اور ترمذی شریف ص ۵۱ ج ۱ مطبوعہ مجتبائی میں ہے۔قال رسول الله ﷺ الصلوة مثنى مثنى تشهد في كل ركعتين الخ (۲) یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا نماز دو دو رکعت ہے (یعنی نوافل) ہر دو رکعتوں پر تشہد ہے۔

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ ہر دو رکعتوں پر تشہد پڑھنا نماز کا عام قاعدہ ہے اور حضور ﷺ نے یہی ہم کو تعلیم فرمایا ہے اور نسائی شریف (۳) میں حضرت عائشہؓ کی روایت میں آنحضرت ﷺ کی صلوٰۃ تہجد ووتر کی رکعتوں کی تفصیل بیان فرمائی گئی ہے کہ پہلے چار پڑھتے تھے آخری تین رکعتیں وتر کی ہوتی تھیں اور مسلم شریف کی حدیث کے موجب اس میں دو رکعت پر تشہد ہوتا تو دوسری پر اور پھر تیسری پر بیٹھتے روایت میں یہ جو آیا ہے کہ نہیں بیٹھتے تھے مگر آخر میں اس کی تفسیر حضرت عائشہؓ کی وہ روایت کرتی ہے جو نسائی اور مستدرک حاکم میں ان الفاظ سے آئی ہے۔ كان رسول الله ﷺ لا يسلم في ركعتي الوتر (كذا في آثار السنن) (٤) یعنی آنحضرت ﷺ وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ جن حدیثوں میں دو رکعت پر بیٹھنے کی نفی ہے ان میں بیٹھنے سے سلام پھیرنے کے لئے بیٹھنا مراد ہے اور یہ مطلب اس لئے بتایا ہے تاکہ حضور ﷺ کا فعل حضور اکرم ﷺ کے اس قول کے خلاف نہ ہو جو مسلم کی روایت میں في كل ركعتين التحية کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے اور ترمذی میں تشهد في كل

---

(۱) (باب ما يجمع صفة الصلاة وما يفتتح به ۱/ ۱۹٤ قديمي كتب خانه كراچی)
(۲) (باب ما جاء في التخشع في الصلاة ۱/ ۸۷ ط سعيد)
(۳) (باب قيام النبي ﷺ بالليل في رمضان وغيره ۱/ ۱۵٤ ط قديمي كتب خانه كراچی)
(٤) (نسائی باب كيف الوتر بثلاث ۱/ ۱۹۱ ط سعيد، آثار السنن باب الوتر بثلاث ركعات ص ۱٦۹ ط امداديه ملتان)

رکعتوں سے فارغ ہو جائے تو باقی تیسری رکعت میں قنوت سے پہلے رفع یدین کرنا تو یہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عمر اور حضرت ابوہریرہؓ سے ثابت ہے۔ عن عبدالله انه كان يقرأ في آخر ركعة من الوتر قل هو الله احد ثم يرفع يديه فيقنت قبل الركعة. رواه البخاري في جزء رفع اليدين و اسناده صحيح (آثار السنن) (۱)

بخاری نے جزء رفع یدین میں حضرت عبداللہ سے قنوت سے پہلے رفع یدین کرنا روایت کیا ہے اور بیہقی نے معرفہ میں حضرت ابن مسعود اور ابوہریرہؓ سے قنوت وتر میں رفع یدین کرنا روایت کیا ہے۔ کذا فی آثار السنن (۲) مطبوعہ احسن المطابع پٹنہ ص ۱۸ ج ۲۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھی جائے یا بعد میں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) نماز وتر میں اہل حدیث بعد رکوع کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھتے ہیں اور احناف تیسری رکعت میں تکبیر اور رفع یدین کے بعد ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت پڑھتے ہیں ان دونوں میں کون سا فعل مدلل ہے؟

(جواب ۵۹۵) قنوت رکوع سے پہلے پڑھنی چاہئے نہ کہ بعد رکوع کے۔ لما روی عن انس انه سئل عن القنوت فقال قبل الركوع رواه البخاری (۳) ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھنا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ حنفیہ کے مذہب میں تیسری رکعت میں قرأت کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہتے ہیں اور اس کے بعد قنوت پڑھتے ہیں اور دعا میں ہاتھ نہ اٹھانا ہے۔ بعض روایت میں ہاتھ اٹھا کر بھی قنوت پڑھنے کی مروی ہے لیکن ہاتھ باندھ کر پڑھنا اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفر لہ، مدرسہ امینیہ دہلی

بارھواں باب
نماز تراویح

تراویح میں ختم قرآن پر سورۂ بقرہ کی چند آیات پڑھنا

(سوال) ماہ رمضان میں تراویح میں قرآن مجید ختم کرنے کے بعد اکثر حفاظ تھوڑی سی بقرہ میں رکعت میں پڑھ لیتے ہیں۔ بعد ختم قرآن تراویح میں جو پڑھ دیتے ہیں وہ کیسی ہیں رکعت

---

(۱) باب رفع الیدین عند قنوت الوتر ص ۱۶۹ ط مکتبہ مدنیہ
(۲) ایضاً
(۳) بخاری باب القنوت قبل الرکوع و بعدہ ۱ / ۱۳۶ ط قدیمی، نسائی باب القنوت بعد قبل الرکوع ص ۱۹۶ ط امدادیہ ملتان)

میں الحمد شریف پڑھ کر سورہ بقر کی ابتدائی آیتیں پڑھ کر رکوع کرتے ہیں بعض حفاظ اس کے بجائے انیسویں رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل ہو اللہ پڑھ کر ختم کرکے اسی رکوع میں چلے جاتے ہیں اور پھر بیسویں رکعت میں الحمد شریف کے بعد معوذتین پھر الحمد شریف پھر سورہ بقر کی ابتدائی آیات پڑھتے ہیں پھر رکوع کرتے ہیں مذکورہ دونوں طریقوں میں سے کون سا طریقہ زیادہ صحیح ہے؟ حافظ محمد سعید

(جواب ۵۹۶) ختم قرآن مجید کے بعد سورہ بقر کی ابتدائی آیتیں پڑھنا مسنون ہے خواہ بیسویں رکعت میں سورہ ناس کے بعد پڑھ لے یا انیسویں رکعت میں ناس تک پڑھ کر بیسویں میں الم سے پڑھے بیسویں رکعت میں الحمد اور معوذتین پڑھ کر پھر فاتحہ پڑھنا اور الم کی آیتیں پڑھنا نہیں چاہئے یعنی الحمد کی تکرار کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) جماعت کے ساتھ فرض نہ پڑھنے والا تراویح میں امامت کر سکتا ہے
(۲) تراویح کے بعد آنے والا وتر میں شریک ہو سکتا ہے

(سوال) جس حافظ نے عشاء کے فرض جماعت سے نہ پڑھے ہوں وہ ان لوگوں کو تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں جو عشاء کے فرض جماعت سے پڑھ چکے ہوں۔

ایک شخص نے عشاء کے فرض جماعت سے پڑھے پھر کسی حاجت یا کسی کام سے باہر چلا گیا جب وہ شخص کام سے فارغ ہو کر مسجد میں آیا تو تراویح کی جماعت ہونے والی تھی اس نے وتر جماعت سے پڑھے اور تراویح پھر تنہا اس نے پڑھی دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کو وتر جماعت سے پڑھنے چاہئے تھے یا نہیں اور وتر لوٹانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۹۷) جس حافظ نے عشاء کے فرض باجماعت نہیں پڑھے وہ تراویح میں امامت کر سکتا ہے یعنی اس کے پیچھے تراویح پڑھنی جائز ہے۔ (۲)

جس نے تراویح کی نماز جماعت سے نہیں پڑھی ہے وہ وتر کی جماعت میں شریک نہ ہونا چاہئے لیکن اگر شریک ہو گیا تو اس کے وتر ہو گئے لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) تراویح کی دوسری رکعت میں قعدہ کے بغیر تیسری پر سلام پھیر دیا تو اعادہ واجب ہے

---

(۱) [illegible] وفي شرح المنية وفي الولوالجية من يختم القرآن في الصلاة إذا فرغ من المعوذتين في الركعة الأولى يركع ثم يقرأ في الثانية بالفاتحة وشيء من سورة البقرة، لأن النبي ﷺ قال: خير الناس الحال المرتحل، أي الخاتم المفتتح. (رد المحتار، فصل في القراءة ۱/ ۵۴۷ ط سعيد)

(۲) ولو صلت بجماعة الفرض وكان رجل قد صلى الفرض وحده فله أن يصليها مع ذلك الإمام لأن جماعتهم مشروعة فله الدخول فيها معهم لعدم المحذور (رد المحتار، مبحث التراويح ۲/ ۴۸ ط سعيد)

(۳) قال في التنوير وشرحه: ووقتها بعد صلاة العشاء إلى الفجر قبل الوتر وبعده في الأصح، فلو فاته بعضها وقام الإمام إلى الوتر أوتر معه ثم صلى ما فاته. الخ وفي الشامية: أي على وجه الأفضلية (مبحث التراويح ۲/ ۴۴ ط سعيد)

(۴) درمیانی قعدہ کئے بغیر چار رکعت تراویح کا حکم

(سوال) امام نے دو رکعت تراویح کی نیت باندھی جب کہ دوسری رکعت کے قعدہ میں نہیں بیٹھا بلکہ تیسری رکعت کے سجدہ میں یا سجدہ کے بعد اس کو یاد آیا کہ یہ تیسری رکعت ہے اس نے تیسری رکعت پر قعدہ کر کے سجدہ سہو کے بعد سلام پھیر دیا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کی دو رکعت تراویح ہوئیں یا نہیں اگر دو رکعت تراویح ہوئیں تو تیسری رکعت میں جو قرأت پڑھی ہے اس کو لوٹائے یا پہلی رکعت کی قرأت لوٹائے؟

(۲) اور جو تیسری رکعت پر قعدہ نہ کرتا بلکہ چوتھی رکعت پڑھ کے قعدہ کرتا اور سجدہ سہو کرتا تو یہ چار رکعت تراویح کی ہو جاتیں یا دو ہوتیں اگر دو ہوتیں تو قرأت بھی لوٹائی جاتی یا نہیں اور کونسی رکعتوں کی قرأت لوٹائی جاتی پہلی دو رکعتوں کی یا آخری دو رکعتوں کی؟

(جواب ۵۹۸) اس صورت میں یہ تینوں رکعتیں تراویح میں محسوب نہ ہوں گی اور ان تینوں کی قرأت لوٹائی جائے گی۔ واذا فسد الشفع وقد قرأ فيه لا يعتد بما قرأ فيه ويعيد القراءة ليحصل له الختم في الصلوة الجائزة وقال بعضهم يعتد كذا في الجوهرة (عالمگیری)(۱)

(۲) اس صورت میں دو رکعت تراویح کی ہو جائیں گی(۲) یعنی آخری شفع تراویح میں محسوب ہوگا اور شفع اول کی قرأت کا اعادہ کیا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ترویحہ میں بلند آواز سے ذکر

(سوال) نماز تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد تسبیح آواز سے پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۳۳ محمد عنایت [illegible] صاحب [illegible] ۲۲ رجب ۱۳۵۲ھ م ۱۲ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۹۹) تھوڑی آواز سے پڑھنا مستحب ہے اس پر اصرار و التزام نہ ہو تو جائز ہے(۳) جہر پر اصرار کرنا مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تراویح پڑھانے والے کی اجرت اور شیرینی کا حکم

(سوال) تراویح میں قرآن شریف سنانے والے حافظ کو اجرت دینا جائز ہے یا نہیں؟(۱) اگر بلا تعیین

---

(۱) (فصل فی التراویح ۱/ ۱۱۸ ط ماجدیہ' کوئٹہ)

(۲) [illegible] وقعد لكل شفعة صحيحة [illegible] ولا [illegible] (مستحب) ثم رأيت من صرح بهما [illegible] صرح به في [illegible] واحدة الخ (رد المحتار' بحث في صلاة التراويح ۲/ ۴۵ ط سعيد)

(۳) يجلس بين كل اربعة بقدرها كذا بين الخامسة والوتر ويخيرون بين تسبيح وقراءة وسكوت وصلاة فرادى [illegible] قهستاني (الدر المختار مع رد المحتار' باب الوتر والنوافل' مبحث في التراويح ۲/ ۴۶ ط سعيد)

کے ساتھ یا بلا تعیین؟ شبینہ ایک رات میں کرنا جائز ہے یا تین راتوں میں؟

المستفتی نمبر ۳۰۲ حافظ محمد عزیز اللہ ۱۸ صفر ۱۳۵۳ھ م ۲ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۰۰) بلا تعیین دے دینے اور نہ دینے پر کوئی شکوہ شکایت نہ ہو تو یہ صورت اجرت سے خارج اور حد جواز میں داخل ہو سکتی ہے شبینہ کی دونوں صورتیں بوجہ ان عوارض کے جو پیش آتے ہیں اور تو یہ زمانہ میں مکروہ ہیں، اگر پڑھنے والے اور سننے والے سب کے سب مخلص ہوں اور بہ نیت عبادت شوق سے پڑھیں اور سنیں تو تین رات میں ختم کرنا بہتر ہے(۱)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس رکعت تراویح ثابت ہے یا نہیں؟

(۲) کیا حضرت عمرؓ موجد تراویح ہیں؟

(۳) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ پایا یا نہیں؟

(سوال) (۱) حضرت رسول اللہ ﷺ سے بیس رکعت تراویح کی کوئی حدیث صحیح ہے یا نہیں؟

(۲) موجد تراویح حضرت عمر فاروقؓ نے ابی بن کعب و تمیم داری کو رمضان میں جماعت کو کتنے رکعت تراویح کا حکم دیا تھا؟

(۳) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ پایا ہے یا نہیں؟ کیونکہ عینی کی شرح ہدایہ المسلم میں نیز محلی شرح موطا امام مالک میں ہے کہ یزید بن رومان نے عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا۔

المستفتی نمبر ۲۳۱ عبد الستار (ضلع ہاری) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۶۰۱) (۱) و (۳) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح کا ثبوت سائب بن یزید محمد بن کعب قرظی یزید بن رومان اعمش عن عبداللہ بن مسعود عن عطا حسن وغیرہ بہت سی روایات سے ہے (تعلیق حسن)(۲)

(۲) حضرت عمرؓ موجد تراویح نہیں ہیں کیونکہ تراویح کا ثبوت آنحضرت ﷺ سے ہے اور نہ حضرت عمرؓ موجد جماعت ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے تراویح جماعت سے پڑھائی ہے(۳) حضرت عمرؓ نے صرف اتنا

---

(۱) و یجتنب المنکرات هذرمة القراءة [illegible] (الدر المختار، مبحث التراویح ۲/ ۴۷ ط سعید)

(۲) عن السائب بن یزید قال كانوا يقومون على عهد عمر بن الخطاب في شهر رمضان بعشرين ركعة [illegible] في كشف الغمة [illegible] عمر ثلاث عشرة ركعة [illegible] ثلاث وعشرين ركعة [illegible]
(التعليق الحسن على آثار السنن، باب في التراويح بعشرين ركعة ص ۲۰۴ ط امداديه ملتان)
عن يزيد بن رومان [illegible] زمن عمر بن الخطاب (التعليق الحسن على آثار السنن باب في التراويح بعشرين ركعة ص ۲۰۵ ط امداديه ملتان)

(۳) عن عروة أن عائشة أخبرته ان رسول الله ﷺ خرج ليلة من جوف الليل فصلى في المسجد وصلى رجال بصلاته فأصبح الناس فتحدثوا فاجتمع أكثر منهم فصلى فصلوا معه الحديث (آثار السنن باب جماعة التراويح ص ۱۹۹ ط ملتان)

کیونکہ پہلے مسجد میں متعدد جماعتیں ہوتی تھیں ان کو ایک جماعت کی صورت میں جمع کردیا (۱) حضرت ابی بن کعب اور تمیم داری کو حضرت عمرؓ نے گیارہ رکعت کا حکم دیا تھا یہ ایک روایت سے ثابت ہے لیکن انہیں کے زمانے میں بیس رکعتیں پڑھے جانے کا بھی ثبوت موجود ہے اور سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین میں بیس رکعت سے زیادہ کے قول تو موجود ہیں مگر تراویح میں بیس رکعت سے کم کے قائل نہیں پائے جاتے ہیں۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فرض الگ پڑھنے والا وتر میں شریک ہو سکتا ہے۔

(سوال) اگر کوئی شخص عشاء کی جماعت ہو جانے کے بعد مسجد میں داخل ہوا اور اس نے تراویح جماعت سے پڑھی تو پھر وہ وتر جماعت سے پڑھے یا نہیں؟ کتاب رکن الدین کے مصنف نے پڑھنے کو منع کیا ہے اور شامی کا حوالہ دیا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۸۸ سکریٹری انجمن حفظ الاسلام (ضلع بھروچ) ۲۷ رمضان ۱۳۵۴ھ م ۲۴ دسمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۶۰۲) اگر کوئی شخص کسی وجہ سے جماعت سے علیحدہ فرض پڑھے تو مضائقہ نہیں اگر تراویح کی جماعت میں شریک رہا تو وتر کی جماعت میں بھی شریک رہ سکتا ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ایک حدیث کی تحقیق

(سوال) عن ابن عباس ان النبی ﷺ كان يصلي في شهر رمضان في غير جماعة عشرين ركعة والوتر (بیہقی) مندرجہ بالا حدیث کی تحقیق مطلوب ہے صحیح ہے یا ضعیف؟

المستفتی نمبر ۸۶۳ حافظ محمد شریف سیالکوٹ۔ ۲۲ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۵ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۳) یہ حدیث کان رسول الله ﷺ يصلي في رمضان في غير جماعة عشرين ركعة والوتر مصنف ابن ابی شیبہ، مسند عبد بن حمید، بغوی، طبرانی، بیہقی کی طرف منسوب کی گئی ہے اور اس کو ضعیف کہا گیا ہے (کذا فی مجموعۃ الفتاویٰ) (۴) مگر حضور اکرم ﷺ نے تین روز جماعت کے ساتھ بھی تراویح پڑھائی ہے اور وہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(١) قال عمر: إني أرى لو جمعت هؤلاء على قارئ واحد لكان أمثل ثم عزم فجمعهم على أبي بن كعب الحديث (آثار السنن، باب جماعة التراويح ص ٢٠١ ط امدادیه)

(٢) قال في التنوير: "وهي عشرون ركعة بعشر تسليمات" الخ وفي الشامية: "وهو قول الجمهور وعليه عمل الناس شرقاً وغرباً" (مبحث التراويح ٢/ ٤٥ ط سعيد)

(٣) ووقتها بعد صلاة العشاء إلى الفجر قبل الوتر وبعده فلو فاته بعضها وقام الإمام إلى الوتر أوتر معه ثم صلى ما فاته الخ (التنوير وشرحه، باب الوتر والنوافل ٢/ ٤٤ ط سعيد)

(٤) عن ابن عباس: كان رسول الله ﷺ يصلي في رمضان في غير جماعة عشرين ركعة والوتر أخرجه ابن أبي شيبة في مسنده وعبد بن حميد والبغوي في معجمه والطبراني والبيهقي لكن سند هذه الرواية ضعيف (مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى، كتاب الصلاة ١/ ١١٤ ط امجد اكيدمي لاهور)

ایک سلام کے ساتھ بیس رکعت تراویح

(سوال) ایک شخص نے تراویح کی بیس رکعت نماز ایک سلام سے اس طرح پڑھی کہ ہر دو رکعت کے بعد قعدہ اولیٰ کیا اور اخیر میں سلام پھیرا۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۹۵ ۔ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۶ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۴) نماز تو ہو گئی لیکن رات کی نماز میں آٹھ رکعت سے زیادہ رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا خلاف سنت ہے اس لئے نماز میں کراہت آئی(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بیس رکعت تراویح کا ثبوت

(سوال) عن جابر قال صلی رسول اللہ ﷺ فی رمضان ثمان رکعات ثم اوتر (فتح الباری مطبوعہ دھلی) گزارش ہے کہ مندرجہ بالا حدیث کی صحت یا عدم صحت تحریر فرما کر مشکور فرمائیں اگر صحیح یا حسن ہو تو لفظ صحیح یا حسن لکھ دیں اور اگر ضعیف ہو تو ضعیف تحریر فرمائیں مع یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ ابن حبان والی روایت اور مذکورہ بالا روایت میں [illegible]"

المستفتی نمبر ۹۷۴ شیر احمد خاں (سیالکوٹ) ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) یہ حدیث حضرت جابر کی تراویح کے بارے میں صحیح ہے بنا برآں آٹھ رکعت تراویح تو آنحضرت ﷺ کی سنت حقیقیہ ہے اور بیس رکعت تراویح بھی آنحضرت ﷺ کی سنت ہی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین(۲) اور بیس رکعت تراویح پڑھنے کا قول و عمل جمہور علماء کا شرقاً و غرباً ہے اور اس بیس رکعت کے پڑھنے میں آٹھ رکعت بھی پڑھی جاتی ہیں جو کہ عین آنحضرت ﷺ کی سنت حقیقیہ ہے فتاویٰ شامی میں ہے قولہ وھی عشرون رکعۃ(۳) ھو قول الجمہور و علیہ عمل الناس شرقاً و غرباً الخ جلد اول ص ۵۲ فقط واللہ اعلم

حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی

سوال مثل بالا

(سوال) بندہ نے حضور سے ایک سوال کیا تھا جو کہ ۲۱ اپریل ۱۹۳۶ء کو معہ آپ کا نمبر ۹۷۴ سے جواب

---

(۱) فی التنویر و شرحہ: وھی عشرون رکعۃ بعشر تسلیمات فلو فعلہا بتسلیمۃ فان قعد لکل شفع صحت بکراھۃ الخ وفی الشامیۃ: لا یخفی ما فیہ لمخالفتہ المتوارث مع تصریحہم بکراھۃ الزیادۃ علی ثمان فی مطلق صلاۃ [illegible] (مبحث صلاۃ التراویح ۲ / ۴۵ ط سعید) (۲) [illegible] ط میر محمد کتب خانہ' کراچی)

(۳) (مبحث صلاۃ التراویح ۲ / ۴۵ ط سعید)

پر آپ کے دستخط نہیں ہیں بعد ملاحظہ آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ جناب مفتی صاحب نے حضرت جابرؓ کی حدیث کی تحقیق فرمائی ہے، آپ کی کیا رائے ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۱۵ شیر محمد خاں (سیالکوٹ) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۳ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۵) (از جناب مفتی صاحب) حضرت جابرؓ کی روایت کی تصحیح غلطی سے ہوئی ہے ہم کو معلوم نہیں کہ فتح الباری سے کس باب میں یہ حدیث ہے آپ پورا پتہ تحریر کیجئے جیسا امام عینی حنفی نے حضرت جابرؓ کی روایت منقولہ فی اسمال فتح الباری کس باب میں ہے؟ پورا پتہ تحریر کیجئے؟

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تراویح کے بارے میں چند احادیث کا ثبوت

(سوال) ہمارے یہاں تراویح کی تعداد میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے بعض آٹھ رکعت سنت کہتے ہیں اور بعض بیس رکعت اور فریقین نے جناب سے فیصلہ پر رضامندی ظاہر کی ہے امید ہے کہ آپ ہر مستفسرہ کا مختصر جواب رسال فرما کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں گے

(۱) نماز تراویح آپ کی تحقیق میں بیس رکعت سنت ہے یا آٹھ رکعت؟ (۲) حدیث عائشہؓ ماکان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ الحدیث آپ کی تحقیق میں تہجد کے بارے میں ہے جیسا کہ شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے یا تراویح کے بارے میں (۳) حدیث جابرؓ جس میں آٹھ رکعت نماز اور وتر کا ذکر ہے جس میں عیسیٰ بن جاریہ منکر الحدیث اور ضعیف راوی ہے آپ کی تحقیق میں صحیح ہے یا ضعیف؟ (۴) حدیث ابن عباسؓ جس میں بیس رکعت تراویح کا ذکر ہے یا صحابہؓ و تابعین و دیگر ائمہ کے عمل سے تقویت پاتی ہے یا نہیں؟ (۵) حدیث سائب بن یزید جس کو بیہقی نے اخراج کیا جس میں حضرت عمرؓ کے زمانے میں بیس رکعت تراویح پڑھنے کا ذکر ہے اس کو نووی وغیرہ محدثین نے صحیح کہا ہے آپ کی تحقیق میں صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا المستفتی نمبر ۱۱۷۳ ابو یوسف محمد شریف (ضلع سیالکوٹ)

۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۶) (۱) تراویح کی بیس رکعتیں مسنون ہیں میرے نزدیک راجح یہی ہے (۱) (۲) حدیث عائشہ صلوۃ اللیل یعنی تہجد کے ساتھ متعلق ہے (۲) (۳) حدیث جابرؓ کو صحیح ابن حبان نے نقل کیا ہے اور

---

(۱) وهي عشرون ركعة بعشر تسليمات فلو فعلها بتسليمة فإن قعد لكل شفع صحت بكراهة وفي نسخة وهو قول الجمهور وعليه عمل الناس شرقا وغربا الخ (مبحث صلاة التراويح ۲/ ۴۵ ط سعيد)

(۲) قال ابن حجر: وظهر لي أن الحكمة في عدم الزيادة على إحدى عشرة أن التهجد والوتر مختص بصلاة الليل وفرائض النهار الظهر وهي أربع والعصر وهي أربع والمغرب وهي ثلاث وتر النهار فناسب أن تكون صلاة الليل كصلاة النهار في العدد جملة وتفصيلا (فتح الباري، باب كيف صلاة الليل وكم كان النبي ﷺ يصلي بالليل ۳/ ۱۷ ط مصر)

اس کو صحیح کیا ہے میرے خیال میں وہ متکلم فیہ ہے ابن حبان کے علاوہ اس کو طبرانی اور صحیح ابن خزیمہ اور قیام اللیل للمروزی کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے (۴) حدیث ابن عباس اگرچہ ضعیف ہے مگر اس کی تائید دوسری روایات سے اور عمل امت سے ہوتی ہے (۵) سائب بن یزید کی روایت صحیح ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت جابرؓ کی حدیث کی تحقیق

(سوال) بندہ کا بھائی شیر احمد خاں آپ سے تراویح کے متعلق سوال کرکے جواب پا چکا ہے مگر جواب آپ کی طرف سے مکمل نہیں ہوا اور آپ نے دریافت فرمایا ہے کہ حضرت جابر والی روایت فتح الباری میں ہے؟ چونکہ بھائی صاحب دیہات گئے ہوئے ہیں آج ان کا خط آیا تو اس میں تراویح کا ذکر تھا اور آپ کے متعلق بھی لہذا دوبارہ عرض کرتا ہوں۔ حدیث ابن عباس قال کان رسول اللہ ﷺ یصلی فی رمضان فی غیر جماعۃ عشرین رکعۃ والوتر (بیہقی) حدیث جابر عن جابر قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ فی رمضان ثمان رکعات ثم اوتر (فتح الباری مطبوعہ دہلی ج ا ص ۵۹۵)
المستفتی نمبر ۱۱۷۹ حافظ محمد شریف صاحب سیالکوٹ۔ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۷) حدیث ابن عباس کو ابوبکر ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور بغوی اور طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے ضعیف ہے (کذا فی آثار السنن) اور حدیث جابر بن عبداللہ کو طبرانی اور مروزی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے روایت کیا ہے اس کی سند میں عیسیٰ بن جاریہ ایک راوی ہے جس کو ابو داؤد نے منکر الحدیث اور ابن معین نے عندہ مناکیر اور نسائی نے منکر الحدیث اور متروک بتایا ہے اور حافظ ابن حجر نے تقریب میں فیہ لین کہا ہے البتہ ترمذی نے ابن حبان سے توثیق نقل کی ہے اسی طرح ابوزرعہ سے یہ منقول ہے (کذا فی آثار السنن) لہذا اس سند پر حدیث جابر کو بھی صحت کے درجے میں نہیں سمجھ سکتے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

---

(۱) رواه الطبراني في الصغير و محمد بن نصر المروزي في قيام الليل و ابن خزيمة و ابن حبان في صحيحهما وفي اسناده لين (التعليق الحسن على آثار السنن، باب التراويح بثمان ركعات ص ۲۰۲ ط امداديه، ملتان)

(۲) وهي كلها ضعيفة لكنها تقوي حديث ابن عباس فلا شك في كونه حسناً بل لا يبعد ان يقال انه صحيح لغيره (التعليق الحسن على آثار السنن، ص ۱۹۹ ط امداديه)

(۳) عن السائب بن يزيد ثم ساقه قلت رجال اسناده كلهم ثقات (التعليق الحسن على آثار السنن باب التراويح بعشرين ركعات، ص ۲۰٤ ط امداديه ملتان)

(٤) وقد اخرجه عبد بن حميد والكشي في مسنده والبغوي في معجمه والطبراني في معجمه الكبير والبيهقي في سننه كلهم من طريق ابي شيبة ابراهيم بن عثمان جد الامام ابي بكر بن ابي شيبة وهو ضعيف (التعليق الحسن على آثار السنن باب في التراويح بعشرين ركعة ص ۲۰٦ ط امداديه، ملتان) (۵) قال ابن معين " عنده مناكير " وقال النسائي " منكر الحديث وجاء عنه متروك" وقال ابو داؤد : " منكر الحديث" وقال الحافظ ابن حجر في " التقريب" فيه لين (التعليق على آثار السنن، باب التراويح بثمان ركعات ص ۲۰۲ ط امداديه، ملتان)

ایک اشکال اور اس کا جواب

(سوال) گزارش ہے کہ آپ کا جواب نمبر ۹۷۱ موصول ہوا جو یہ معروض ہے کہ جس حدیث کو جناب صحیح تحریر فرما چکے ہیں اس کو دوبارہ ضعیف اور غیر صحیح فرماتے ہیں جب ایک دفعہ دارالافتاء سے یہ الفاظ نکل چکے ہیں کہ "یہ حدیث حضرت جابرؓ کی تراویح کے بارے میں صحیح ہے" تو پھر کیا وجہ ہے کہ دوبارہ آپ حقیقت کو چلانا چاہتے ہیں۔ اگر آپ فرمائیں کہ میرے دستخط نہیں تو اس کے متعلق عرض ہے کہ ہمارے مخاطب آپ ہیں۔ آپ کے نام ہمارا استفتاء تھا اور آپ کا پتہ چل رہا ہے کون جو دخل در معقولات کرے بالفرض اگر آپ نے مندرجہ بالا حدیث کے بعض رواۃ کے متعلق کلام فرمایا ہے تو ہماری گزارش سن کر جواب مرحمت فرمائیں۔

اول آپ کا مندرجہ بالا فتویٰ۔ دوم حافظ ابن حجرؒ نے مقدمہ فتح الباری مطبوعہ دہلی صفحہ ۴ میں ان امور کی تصریح فرمائی ہے کہ جو حدیث فتح الباری میں لاتے ہیں اس کی شرط یہ فرماتے ہیں کہ وہ حدیث یا تو صحیح ہو یا حسن ہو۔ الفاظ ملاحظہ ہوں بشرط الصحة او الحسن سوم علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۲۸۰ میں اس حدیث والی سند سے نقل فرمایا ہے جس سند سے امام محمد بن نصر نے روایت کیا ہے فرق دونوں میں صرف اسی قدر ہے کہ اس سند میں بجائے محمد بن حمید کے جعفر بن حمید ہیں اس کے بعد علامہ صاحب نے اس کی سند کی نسبت فرمایا ہے۔ اسناده وسط۔ چہارم مولانا عبدالحی لکھنوی نے موطا امام محمد کے حاشیے (التعلیق الممجد) میں حضرت جابرؓ والی روایت تحریر فرما کر صحت ظاہر کی۔ موطا امام محمد باب قیام رمضان(۱)

المستفتی نمبر ۱۱۹۲ حافظ محمد شریف (سیالکوٹ) ۶ رجب ۱۳۵۵ھ م ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۸) مدرسہ امینیہ کے دارالافتاء میں تمام استفتے میرے نام ہی آتے ہیں میں جتنے فتووں کا جواب خود دیکھتا ہوں لکھتا ہوں باقی جو جواب نائب مفتی مولانا حبیب المرسلین صاحب لکھتے ہیں یہ فتویٰ جس کا آپ ذکر کرتے ہیں ان کا لکھا ہوا تھا میں نے دیکھا بھی نہیں تھا اب آپ کا دوسرا خط آیا تو میں نے ان سے دریافت کیا اور رجسٹر نقول پر اس کی نقل دیکھی اور حدیث جابرؓ کی سند کی تحقیق کی تو یہ بات مجھے تحقیق سے معلوم ہوئی جو میں نے آپ کو لکھ کر بھیج دی۔

حدیث جابرؓ کی سند کے متعلق بے شک میزان الاعتدال میں یہ لفظ لکھا ہے۔ اسناده وسط مگر اسناده صحیح تو نہیں لکھا اور حافظ ابن حجرؒ کے فتح الباری میں ذکر کرنے سے بھی صحت لازم نہیں کیونکہ وہ حدیث حسن بھی اس میں لا سکتے ہیں اور جب اس کی سند میں ایک مجروح راوی موجود ہے تو

---

(۱) (باب قیام رمضان' ص ۱۳۸ ط میر محمد کتب خانہ' کراچی)

(۲) وفی إسناده لين قلت " مداره على عيسى بن جارية " قال الذهبي " قال ابن معين ' عنده مناكير" وقال النسائي " منكر الحديث وجاء عنه متروك " وقال ابو زرعة " لا بأس به . وقال أبوداؤد . " منكر الحديث" قال ابن حجر في ' تقريب" فيه لين الخ (التعليق الحسن على آثار السنن' باب التراويح بثماني ركعات ص ۲۰۲ ط امداديه)

ت کا حکم مشکل ہے مولانا عبد الحیؒ کے ھذا اصح کہنے سے بھی لازم نہیں کہ فی حد ذاتہ بھی صحیح ہے نکہ اصح میں صحت اضافی مراد ہوتی ہے ہاں ابن حبان نے اس کو اپنی صحیح میں درج کیا اس سے اتنا سمجھا سکتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہوگی راوی کے جرح و تعدیل میں اختلاف ہونے کی وجہ سے حدیث صحت و ضعف میں بھی یہ اختلاف ہو جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ضور اکرم ﷺ سے کتنی رکعات ثابت ہیں؟

وال) کیا حضور ﷺ سے نماز تراویح رمضان شریف میں بیس رکعت پڑھنا ثابت ہے یا آٹھ [illegible] عت؟ المستفتی نمبر ۱۱۸۸ عبدالعزیز مشین والا (ضلع سیالکوٹ)

۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

جواب ۶۰۹) تراویح کی رکعات کی تعداد میں ایک روایت سے بیس اور دوسری روایت سے آٹھ رکعتیں معلوم ہوتی ہیں امت کا عمل حضرت عمرؓ کے زمانے سے بیس یا اس سے زیادہ رکعتوں پر رہا ہے

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ت مقتدیوں کے حال کے مطابق کی جائے

ول) قصبہ [illegible] میں حفاظ نے متفقہ طور پر یہ تجویز قائم کر لی ہے کہ [illegible] تلاوت ہونے [illegible] ن شریف پختہ یاد ہو جائے [illegible] روزانہ ڈھائی پارہ تراویح میں سنائیں [illegible] طریقے سے کہ فی مسجد دو حافظ مقرر رہیں اور ہر ایک حافظ ایک ایک سوا پارہ دونوں [illegible] تراویح میں سنادے یہ حافظ کا پڑھنا تین سوا پارہ ہو جائے اور مقتدیوں سے [illegible] ڈھائی ہو جائیں اگرچہ کہ مقتدی اپنی ناتوانی [illegible] ڈھائی پارہ روزانہ تراویح میں سننے پر راضی نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر تم اپنا قرآن شریف یاد کرنا [illegible] ہو تو [illegible] اور صورتیں ہو سکتی ہیں بارہ مہینے [illegible] تراویح کے [illegible] میں وقت تہجد [illegible] یاد ہو سناؤ مگر حفاظ ان صورتوں کو نہ مانتے ہوئے روزانہ [illegible] کرتے ہیں کہ اگر تم کو سننا ہے تو ہمارے طے کئے ہوئے کے موافق ڈھائی پارہ ہی سنو ورنہ ہم نہیں سناتے ہر چند ان کو بہشتی زیور [illegible] سمجھایا جاتا ہے کہ تمہاری اس صورت میں جماعت کم ہوتی ہے آدھی مسجدیں [illegible] قرآن شریف سے رہ جاتی ہیں مگر وہ نہیں مانتے ایسی صورت میں اگر مقتدی الم ترکیف سے تراویح پڑھ لیں شرعاً [illegible] تو کیسا ہے؟ ترک سنت قرآن لازم آتا ہے یا نہیں اور ثواب میں کمی ہوتی ہے یا نہیں؟ نیز ان حفاظ ں سے بعض ڈاڑھی منڈاتے ہیں اور بعض پنجگانہ نماز کے پوری طرح پابند نہیں ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ

) وهي عشرون ركعة بعشر تسليمات الخ (التنوير) وقال الشامي وهو قول الجمهور وعليه الناس شرقاً و غرباً الخ
محث صلاة التراويح ۲ ۴۵ ص سعيد)

تو وہ پیچھے کے ہٹتے ہیں ان کی امامت ناجائز ہے یا نہیں تین یہ کہ ان صورتوں میں حافظ کی خدمت نہ کرنا روا ہے یا نہیں [illegible] سنیں تو تمہیں امامت کا نہیں تو یہ امامت کا نہیں کرتے ہوئے الم ترکیف سے پڑھتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۲۴۵ امیر الدین صاحب۔ قصبہ [illegible] ضلع میرٹھ

۷ رمضان ۱۳۵۵ھ م ۲۳ نومبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۱۰) حافظ کی یہ ضد اور مقتدیوں کی مرضی کے خلاف جبراً ڈاڑھی پر وہ پڑھتا اور امامت کے تفرق اور انتشار کی پروا نہ کرنا نادرست ہے وہ اس میں یقیناً گناہ کے مرتکب ہوں گے جبکہ مقتدیوں کی رضامندی کے خلاف امامت کرنے والے کے حق میں لعنت کی وعید بھی وارد ہے اور ضعیف و ناتواں لوگ اس طرز عمل کے خلاف الم ترکیف سے تراویح ادا کریں تو ان کے حق میں کوئی کراہت نہ ہوگی داڑھی منڈانے والے اور نماز فرض کے تارک اور پیچھے کے کرتے بیٹھنے والے حافظوں کی امامت مکروہ ہے ان کے پیچھے قرآن سننے سے نہ سننا اور سورت تراویح پڑھ لینا بہتر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شبینہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) یہاں کی جامع مسجد میں ہر سال ماہ رمضان کی ستائیسویں رات کو تین یا ان دو رکعتوں میں شبینہ پڑھا جاتا ہے بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ شبینہ ایک رات میں یا تین راتوں میں ہونا چاہیے؟

المستفتی نمبر ۱۲۴۶ قاضی معین الدین صاحب (کاٹھیاواڑ)

۷ رمضان ۱۳۵۵ھ ۲۳ رمضان ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۱۱) شبینہ کوئی ثابت شدہ چیز نہیں ہے کہ مسجد میں جماعت کے ساتھ کیا جائے اگر سننے والے اور پڑھنے والے شوق سے سنیں اور پڑھیں تو تین راتوں میں ختم کرنا بہتر ہے اس سے کم میں نہ پڑھے جائیں(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مروجہ شبینہ کا حکم

(سوال) یہاں رمضان میں ایک شب میں چند آدمی مل کر قرآن شریف ختم کرتے ہیں جس کا نام شبینہ رکھا ہے وہاں میں عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں آیا یہ فعل حضور اکرم ﷺ سے یا کسی صحابی سے یا کسی امام سے ثابت ہے یا بدعت

---

(۱) قال فی التنویر: "ویکرہ امامة عبد وأعرابی و فاسق" الخ (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید) وفی التنویر مع شرحه "ولو أم قوماً وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً لحديث أبي داود: لا يقبل الله صلاة من تقدم قوماً وهم له كارهون" الخ (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید) والختم مرة سنة ومرتين فضيلة وثلاثاً أفضل ولا يترك الختم لكسل القوم لكن في الاختيار: الأفضل في زماننا قدر ما لا يثقل عليهم الخ (الدر المختار مبحث صلاة التراويح ۲/ ٤٦ ط سعید)

(۲) ولا يختم في أقل من ثلاثة [illegible] (عالمگیری کتاب الکراہیۃ الباب الرابع فی الذکر والتسبیح ۵/ ۳۱۷ ط ماجدیہ، کوئٹہ)

نہیں اور ایک شب میں قرآن شریف ختم کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۲۵۱ عبد الجبار (دہلی) ۲۴ رمضان ۱۳۵۵ھ ۹ دسمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۱۲) ایک رات میں قرآن شریف ختم کرنا اس شخص کے لئے جائز ہے جو خود اپنے ذوق و شوق سے پڑھے اور اس کے دل میں ملالت [illegible] نہ ہو ۔ لیکن [illegible] شبینہ کا رواج عام طور پر مساجد میں کیا جاتا ہے نہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں تھا نہ صحابہ کے زمانے میں نہ مجتہدین سلف سے یہ منقول ہے کہ انہوں نے عام طور پر جماعت کے ساتھ ایک رات میں قرآن مجید ختم کرنے کا اہتمام فرمایا ہو یا خود شبینہ کیا ہو اور تجربہ شاہد ہے کہ ان شبینوں میں بہت سے مکروہات و محرمات کا ارتکاب ہوتا ہے ۔ ان وجوہ کی بنا پر شبینہ مروجہ کوئی اچھی اور ثواب کی بات نہیں ہے بلکہ بسا اوقات [illegible] ہو جاتے ہیں۔ واللہ الموفق۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

چند احادیث کی تحقیق

(سوال) ہمارے ہاں تراویح کی تعداد میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے بعض آٹھ رکعت سنت کہتے ہیں اور بعض بیس رکعت کو فریقین نے جناب کے فیصلہ پر رضامندی ظاہر کی ہے امید ہے کہ آپ مہربانی فرما کر امور مستفسرہ کا جواب تحریر فرمائیں گے تاکہ یہ نزاع ختم ہو اور آپ عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں۔

(۱) نماز تراویح آپ کی تحقیق میں بیس رکعت سنت ہے یا آٹھ رکعت (۲) حدیث عائشہؓ ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ الحدیث ۔ آپ کی تحقیق میں تہجد کے بارے میں ہے جیسا کہ شاہ عبد العزیزؒ نے فتاویٰ میں لکھا ہے یا تراویح کے بارے میں ہے ۔ (۳) حدیث جابرؓ جس میں آٹھ رکعت نماز اور وتر کا ذکر ہے جس میں عیسیٰ بن جاریہ منکر الحدیث اور ضعیف راوی ہے کیا آپ کی تحقیق میں صحیح ہے یا ضعیف (۴) حدیث ابن عباسؓ جس میں بیس رکعت تراویح کا ذکر ہے کیا صحابہؓ تابعین وغیرہم کے عمل سے تقویت پاتی ہے یا نہیں (۵) حدیث سائب بن یزید جس کو بیہقی نے روایت کیا جس میں حضرت عمرؓ کے زمانے میں بیس رکعت تراویح پڑھنے کا ذکر ہے جس کو نووی وغیرہ محدثین نے صحیح کہا ہے آپ کی تحقیق میں صحیح ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۳۰۷ خادم العلماء ابو یوسف محمد شریف عفا اللہ عنہ۔

کوٹلی لوہاران ۔ ضلع سیالکوٹ۔ ۵ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

(جواب ۶۱۳) (۱) تراویح کی بیس رکعتیں مسنون ہیں میرے نزدیک یہی راجح ہے (۲) حدیث عائشہ [illegible] تہجد کے ساتھ متعلق ہے ۔ (۳) حدیث جابر کو ابن حبان نے صحیح کہا ہے اور [illegible]

---

(۱) [illegible] ۲/ ۴۷ [illegible]

(۲)، (۳) ان روایات کی تخریج [illegible] ۴۰۲ [illegible] چکی ہے۔

کو صحیح بتایا گیا ہے میرے خیال میں متکلم فیہ ہے تاہم ان کے صحیح ہونے میں کلام ہے ابن حبان نے [illegible] کی وجہ سے [illegible] کی اور تصحیح ابن خزیمہ [illegible] عمر وزی کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے (۴) حدیث ابن عباس اگرچہ ضعیف ہے مگر اس کی تائید [illegible] کی روایت سے اور تعامل امت سے ہوتی ہے۔ (۵) سائب بن یزید کی روایت صحیح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له (شرف [illegible] پر صحیح کیا ہوا)

(مہر مدرسہ امینیہ اسلامیہ [illegible] دہلی)

الجواب کے پانچوں نمبر صحیح ہیں جہاں تک مجھے یاد ہے پہلے کی تحقیق نہیں ہے مذہب میں اس پورے جواب کی صحت کا التزام کرتا ہوں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له' دہلی

سفر میں تراویح کا حکم

(سوال) سفر میں قصر تو لازم ہے لیکن تراویح بھی کیا ضروری پڑھنی چاہئے یا یہ بھی معاف ہوں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ٦١٤) تراویح کی تاکید سفر میں نہیں رہتی موقع ہو تو پڑھ لے بہتر ہے اور موقع نہ ہو تو ترک کر دینا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له' دہلی

جتنی رکعات فاسد ہوئیں ان میں پڑھی ہوئی منزل کا اعادہ کیا جائے

(سوال) امرتسر میں چوک فرید میں ایک مسجد ہے اس میں ایک حافظ [illegible] شاہ [illegible] صاحب [illegible] قرآن مجید پڑھتے ہیں میں بھی وہیں نماز تراویح پڑھتا ہوں انہوں نے سجدہ کی آیت پڑھنے سے قبل یہ خیال کر کے کہ یہ سجدہ کی آیت ہے سجدہ کر لیا پھر سجدہ کی آیت پڑھنے پر سجدہ کیا مگر انہوں نے سجدہ سہو نہیں کیا علماء سے بعد میں سنا ہے کہ [illegible] تو سجدہ سہو کرنا چاہئے تھا [illegible] کی وجہ سے [illegible] ہو جانے کی [illegible] میں تاخیر ہو جانے سے سجدہ سہو کرنا واجب ہوتا ہے چونکہ تم نے سجدہ سہو نہیں کیا اس لئے تم ان دونوں رکعتوں کا اعادہ کرو چنانچہ نماز دوبارہ پڑھی گئی اور چھوٹی کی سورت پڑھی گئی بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب نماز دہرائی گئی ہے تو پھر قرآن بھی وہی پڑھنا چاہئے جو ان دو رکعتوں میں پڑھا گیا تھا میں نے ان سے کہا کہ چونکہ قرآن ترتیل کے ساتھ الفاظ اور معنی کے لحاظ سے پڑھا گیا ہے اس لئے قرآن کی وہی آیت پڑھنے کی ضرورت نہیں مجھے بھی کچھ شبہ ہو گیا اب آپ یہ شبہ دور فرما دیجئے میرے نزدیک صرف نماز کا اعادہ کرنا ہے قرآن کا نہیں کیا درست ہے قرآن کے اعادہ کی تو ضرورت نہیں؟"

(۱، ۲، ۳) [illegible]

(٤) وفی المسافر [illegible] شرحه باب صلاة المسافر ۲/ ۱۳۱ ط سعید

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۶۱۵) قرآن مجید کا اعادہ بھی کرنا چاہئے تھا کیونکہ جب تراویح کی وہ دو رکعتیں تراویح میں شمار نہیں ہوئیں اور ان کا اعادہ نہ کیا تو ان میں پڑھا ہوا قرآن بھی ختم میں شمار نہیں ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

دور نبوی ﷺ اور صحابہ میں کتنی رکعت تراویح پڑھنا ثابت ہے؟

(سوال) نبی کریم ﷺ نے ماہ رمضان المبارک میں عشاء کی فرض نماز کے بعد بجماعت تراویح کتنی رکعت پڑھائیں نیز خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں کتنی رکعت تراویح پڑھائیں اسی طرح خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں کتنی رکعت تراویح پڑھائیں اسی طرح خلیفہ سوم و چہارم نے اپنے زمانہ خلافت میں کتنی کتنی رکعتیں پڑھائیں علاوہ ازیں امام ابو حنیفہ کتنی رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور ان کا اس بارے میں کیا فتویٰ ہے؟ نبی کریم ﷺ اور حضرات خلفائے راشدین کا تعامل، حکم اور حضرت امام ابو حنیفہ کا فتویٰ باحوالہ تحریر فرمائیں۔

المستفتی عبدالرحمٰن، فورٹ ولیم، کلکتہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۳ء

(جواب ۶۱۶) آنحضرت ﷺ کی تراویح باجماعت تین راتوں میں مروی ہے(۲) تعداد رکعات میں بیس کی روایت بھی ہے اور آٹھ کی بھی (۳) حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں اور حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بھی ایک عرصہ تک مسجد میں باقاعدہ تراویح کی جماعت کا اہتمام نہ تھا لوگ متفرق پڑھتے تھے کوئی تنہا کوئی دو چار آدمیوں کی جماعت بنا کر پڑھتے تھے حضرت عمرؓ نے سب لوگوں کو ایک جماعت سے تراویح پڑھنے کا حکم دیا اور صحابہ کرامؓ نے اس سے اتفاق کیا اور حضرت ابی بن کعبؓ کی امامت میں ایک جماعت ہونے لگی(۴) بیس رکعتیں پڑھی جاتی تھیں ابتدا میں آٹھ رکعتیں پڑھنا بھی منقول ہے ائمہ مجتہدین میں سے کوئی بیس سے کم کا قائل نہیں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بیس رکعت مسنون ہیں اور بیس پر جمہور امت عمل پیرا ہے زمانے

---

(۱) واذا غلط في القراءة في التراويح فترك سورة او آية وقرأ ما بعدها فالمستحب له ان يقرأ المتروكة ثم المقروءة ليكون على الترتيب ولو فسد الشفع وقد قرأ فيه لا يعتد بما قرأ فيه ويعيد القراءة ليحصل الختم في الصلاة الجائزة (عالمگیریة فصل في التراويح ۱ / ۱۱۸ ط ماجدیه)

(۲) عن عروة ان عائشة اخبرته ان رسول الله ﷺ خرج ليلة من جوف الليل فصلى في المسجد وصلى رجال بصلاته الحديث (آثار السنن باب في التراويح بجماعة في رمضان ص ۱۹۹ امدادیه ملتان)

(۳) بیس رکعت کی روایت مرفوعاً ضعیف ہے یہ ابن عباس کی روایت ہے اور آٹھ رکعت کی روایت حضرت جابر بن عبداللہ کی (آثار السنن باب التراويح بثمان ركعات ص ۲۰۲ ط امدادیه)

(۴) عن عبدالرحمن بن عبدالقاري قال خرجت مع عمر بن الخطاب ليلة في رمضان الى المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه ويصلي الرجل فيصلي بصلاته الرهط فقال عمر اني ارى لو جمعت هؤلاء على قارئ واحد لكان امثل ثم عزم فجمعهم على ابي بن كعب ثم خرجت معه ليلة اخرى والناس يصلون بصلاة قارئهم قال عمر نعم البدعة" (آثار السنن باب في جماعة التراويح ص ۲۰۱ ط امدادیه)

میں عمل رہا ہے اور یہی تعداد رائج ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ایک سلام کے ساتھ چھ رکعت تراویح

(سوال) امام صاحب نے چار رکعت تراویح کی نیت باندھی چار رکعت پوری کر کے ایک طرف سلام پھیرا مقتدی نے لقمہ دیا اللہ اکبر۔ امام صاحب کھڑے ہو گئے دو رکعت کی نیت سے اور پڑھی اور ایک طرف سلام پھیر کر سہو کے دو سجدے کر کے دونوں طرف سلام پھیرا آیا نماز ہوئی یا نہیں۔ اس حساب سے چھ رکعت تو پوری ہو گئی اور سہو کے سجدہ کی نیت ساتھ ہوئیں امام کہتے ہیں کہ میرے دل میں تو یہ نہیں تھا کہ دو رکعت ہوئی اور لقمہ دینے سے میں نے دو کھڑے ہو کر اور پڑھیں اور سہو کا سجدہ کیا نماز ہوئی یا نہیں اس حساب سے چھ رکعت ہوتی ہیں جب کہ امام نے چار رکعت پڑھ لی تو سجدہ سہو لازم تھا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۱۰ ابراہیم خاں (گوڑ) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۵ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۱۷) نماز ہو گئی اور چھ رکعت جو امام نے پڑھیں وہ چھ رکعت تراویح میں شمار ہوں گی سجدہ سہو نہ کیا جاتا تب بھی نماز ہو جاتی اور کر لیا تو بھی نماز ہو گئی سجدہ سہو کو نماز میں شامل کر کے سات رکعت قرار دینا غلط ہے سجدہ سہو کی رکعت شمار نہیں ہوتی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) تراویح عورتوں کے لئے بھی سنت مؤکدہ ہے
(۲) تنہا فرض پڑھنے والا وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے

(سوال) (۱) تراویح مردوں کے لئے ہی سنت مؤکدہ ہے یا عورتوں کے لئے بھی (۲) ایک شخص نے رمضان میں فرض تنہا پڑھے تو کیا وہ وتر امام کے ساتھ جماعت سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۳۹ محمد (ضلع میرٹھ) ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۱۸) (۱) تراویح مردوں اور عورتوں سب کے لئے سنت مؤکدہ ہے مگر عورتوں کے لئے جماعت سنت مؤکدہ نہیں (۲) جو شخص تراویح کی جماعت میں شریک ہو جائے وہ وتر کی جماعت میں بھی شریک ہو سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) وهي عشرون ركعة الخ (تنوير) وهو قول الجمهور، وعليه عمل الناس شرقا وغربا (رد المحتار، مبحث صلاة التراويح ۲/ ۴۵ ط سعيد)

(۲) فلو فعلها بتسليمة فإن قعد لكل شفع صحت بكراهة الخ (الدر المختار، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح ۲/ ۴۵ ط سعيد)

(۳) التراويح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء إجماعا (التنوير وشرحه، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح ۲/ ۴۳ ط سعيد) (۴) وكذا إذا لم يتابعه في التراويح ولا يتابعه في الوتر ... إذا صلى مع الإمام شيئا من التراويح يصلي معه الوتر ... وكذا إذا صلى التراويح مع غيره له أن يصلي الوتر معه، وهو الصحيح الخ (حلبي كبير، فروع، ص ۴۱۰ ط سهيل اكيدمي لاهور)

بیس رکعت تراویح پر ائمہ اربعہ کا اتفاق

(سوال) زید و بکر کا جھگڑا یہ ہے کہ زید کہتا ہے کہ تراویح کی نماز صرف آٹھ رکعت ہیں حضرت عمرؓ نے نہ تو بیس رکعتیں پڑھیں اور نہ پڑھنے کا حکم دیا شرع سے ثابت کیجئے پڑھیں تھی بیس رکعت پڑھنوں کا۔ اب آپ کی خدمت میں بکر کی عرض یہ ہے کہ مذکور سوال کا جواب شرع سے دیں کوئی حدیث تحریر فرمائیں تو کتاب کا نام اور صفحہ بھی درج فرمائیں؟ المستفتی نمبر ۲۱۷۱ عبدالرحمن صاحب گاندھولی ضلع (مدراس)

۲ ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ م ۵ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۶۱۹) تراویح کی بیس رکعتیں ہیں بیس سے کم کا چاروں اماموں میں سے کوئی قائل نہیں۔ بیس سے زیادہ کے امام مالک اور امام شافعی قائل ہیں۔(۱)

آٹھ رکعت کی روایت نماز تہجد سے متعلق ہے اور نماز تہجد تراویح سے جدا ہے۔ موطا امام مالک میں یہ روایت ہے۔ عن یزید بن رومان انه قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان بثلث و عشرین رکعة (۲) یعنی یزید بن رومان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب کے زمانے میں تیئس رکعتیں پڑھتے تھے (یعنی بیس تراویح اور تین وتر) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

پندرہ سال والے لڑکے کے پیچھے تراویح کا حکم

(سوال) پندرہ سال سے کم اور بارہ سال سے زیادہ عمر والے بچے کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۴۱ حافظ محمد اسمٰعیل صاحب (آگرہ)

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۲۶ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۶۲۰) پندرہ سال سے کم عمر کا لڑکا اگر بالغ ہو جائے (مثلاً اسے احتلام ہونے لگے) تو اس کے پیچھے تراویح جائز ہے اگر کوئی علامت بلوغ ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال کی عمر پوری ہونا ضروری ہے۔(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

حضور ﷺ سے کتنی رکعات تراویح ثابت ہے؟

(سوال) حضور کریم ﷺ نے ماہ رمضان المبارک میں نماز تراویح کتنی رکعتیں پڑھی ہیں؟ ثبوت مستند حدیث سے ہو؟

---

(۱) (وهي عشرون ركعة الخ (التنوير) قال الشامي : وهو قول الجمهور وعليه عمل الناس شرقاً وغرباً (رد المحتار، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح ۲ / ۴۵ ط سعيد)

(۲) موطا الامام مالك باب ما جاء في قيام رمضان ص ۹۸ ط مير محمد كتب خانه كراچي

(۳) بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال الخ فان لم يوجد فيهما شيء فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى (الدر المختار، كتاب الحجر، فصل بلوغ الغلام بالاحتلام ۶ / ۱۵۳ ط سعيد)

المستفتی نمبر ۳۰۱۳ خورشید محمد مدرس مدرسہ امداد الاسلام میرٹھ ۔ شعبان ۱۳۶۲ھ

(جواب ۶۲۱) نماز تراویح رسول اللہ ﷺ نے صرف تین دن جماعت سے پڑھائی ہے چوتھے دن بہت مجمع اکٹھا ہو گیا اور لوگ منتظر رہے کہ حضور اکرم ﷺ حجرے سے نکلیں اور نماز پڑھائیں حضور تشریف نہیں لائے اور فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہوا کہ یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے چنانچہ تراویح کی نماز باجماعت سوائے تین دن کے رمضان کے باقی ایام میں نہ حضور اکرم ﷺ نے پڑھائی نہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں جماعت سے پڑھی گئی اور حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بھی کئی دن ایک جماعت قائم نہیں ہوا پھر حضرت عمرؓ نے جماعت تراویح کا اہتمام کیا اور حضرت ابی بن کعبؓ کو تراویح پڑھانے متعین فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ نے تیسرے روز صبح صادق کے قریب تک تراویح کی نماز پڑھائی اور اس بات میں اختلاف ہے کہ حضور ﷺ نے کتنی رکعتیں پڑھائیں مگر یہ بات متفق علیہ ہے کہ تیسری رات قریب صبح صادق تک نماز پڑھائی حتی کہ صحابی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یہ خوف پیدا ہو گیا کہ آج سحری کھانے کا موقع ملے گا یا نہیں۔

اکثر روایتوں سے حضور ﷺ کا آٹھ رکعتیں پڑھانا ثابت ہوتا ہے اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بیس رکعتیں ثابت ہوتی ہیں حضرت ابن عباسؓ کی روایت کو محدثین ضعیف بتاتے ہیں مگر اس کو خلفائے راشدین اور جمہور امت محمدیہ کے عمل سے مزید تقویت حاصل ہے حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کے زمانہ سے برابر مساجد میں تراویح کی بیس رکعتیں پڑھی جاتی رہیں اور اسی پر تمام امت کا عمل اب تک ہے کہ بیس سے کم رکعتیں نہیں پڑھیں بلکہ زیادہ سے تمام امت قبول کرتی ہیں۔ غرض بیس رکعت والی روایت کو تلقی امۃ بالقبول کی قوت حاصل ہے اور اس وجہ سے ضعف سند مضر نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

۱ عن عائشة رضي الله عنها أن النبي ﷺ صلى في المسجد فصلى بصلاته ناس ثم صلى من القابلة فكثر الناس ثم اجتمعوا من الليلة الثالثة فلم يخرج إليهم فلما أصبح قال قد رأيت الذي صنعتم فلم يمنعني من الخروج إليكم إلا أني خشيت أن تفرض عليكم (حلبي كبير تراويح ص ٤٠١ ط سهيل)

۲ وعن عبد الرحمن بن عبد القاري قال خرجت مع عمر بن الخطاب ليلة في رمضان إلى المسجد فإذا الناس أوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه ويصلي الرجل فيصلي بصلاته الرهط فقال عمر إني أرى لو جمعت هؤلاء على قارئ واحد لكان أمثل ثم عزم فجمعهم على أبي بن كعب الحديث (آثار السنن باب في جماعة التراويح ص ٢٠١ ط امدادية ملتان)

۳ وهي وإن كان ضعيفة لكنها [illegible] حديث ابن عباس [illegible] (التعليق الحسن على آثار السنن باب في جماعة التراويح ص ١٩٩ ط امدادية ملتان)

٤ قال في التنوير وهي عشرون ركعة وقال الشامي وبه قال الجمهور وعليه عمل الناس شرقا وغربا وعن مالك ست وثلاثون الخ (مبحث صلاة التراويح ٢/ ٤٥ ط سعيد)

اجرت لیکر تراویح پڑھانا

(سوال) متعلقہ اجرت تراویح

(جواب ۶۲۲) اجرت لیکر قرآن شریف تراویح میں پڑھنا درست نہیں، اگر بے اجرت کے پڑھنے والا حافظ نہ ملے تو سورت تراویح پڑھنا بہتر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ، دہلی

درمیانی قعدہ کئے بغیر چار رکعت پڑھیں تو دو شمار ہوں گی

(سوال) متعلقہ سہو قعدہ

(جواب ۶۲۳) جب کہ درمیان میں قعدہ نہیں کیا بھول کر دو رکعتوں کی جگہ چار پڑھ لیں تو اس میں سجدہ سہو ضرور کرنا چاہئے تھا آخری دو رکعتیں معتبر ہوئیں اور پہلی دو رکعتیں بیکار ہو گئیں اب تراویح کی دو رکعتیں جو مکرر ہیں وہ رہ گئیں اب ان کی کوئی صورت نہیں امام تارک سنت ہوا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ، دہلی

(۱) تنہا فرض پڑھنے والا وتر باجماعت پڑھ سکتا ہے
(۲) تراویح میں مقتدی کے لئے ثنا پڑھنے کا حکم

(سوال) (۱) زید بکر وغیرہ نے نماز عشاء تنہا پڑھی مگر تراویح باجماعت تو زید بکر وغیرہ کو وتر بھی پڑھنا جائز ہے یا جماعت کیونکہ فرض عشاء جماعت سے نہیں پڑھی (۲) نماز تراویح میں امام مقتدی کو لازم ہے کہ ہر دو رکعت کی ابتدا میں ثنا پڑھیں یا صرف امام کا ثنا پڑھنا کافی ہے اور مقتدی سکوت اختیار کریں یا وہ بھی ضرور پڑھیں؟

(جواب ۶۲۴) (۱) اگر تراویح کی جماعت میں شریک ہو گیا ہو تو وتر کی جماعت میں بھی شریک ہو سکتا ہے۔ (۲) اگر امام ثنا جلدی سے پڑھ کر قرأت شروع کر دے تو مقتدی ثنا نہ پڑھیں اور جب تک امام قرأت شروع نہ کرے مقتدی ثنا پڑھ لیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) وان القراءۃ لشیء من الدنیا لا تجوز وان الآخذ والمعطی آثمان لان ذلک یشبہ الاستئجار علی القراءۃ ونفس الاستئجار علیها لا یجوز فکذا ما اشبهه [illegible] مطلب فی بطلان الوصیۃ بالختمات والتهالیل ۲/۷۳ ط سعید)

(۲) وان صلی اربع رکعات بتسلیمۃ واحدۃ [illegible] لم یقعد علی رکعتین تجزی عن تسلیمۃ واحدۃ وهو الصحیح (حلبی کبیر، فروع ص ۴۰۸ ط سہیل اکیڈمی، لاہور)

(۳) ولو لم یصلها ای التراویح بالامام [illegible] مبحث صلاۃ التراویح ۲/۴۸ ط سعید)

(۴) [illegible] فصل فی بیان تألیف الصلاۃ ۱/۴۸۸ ط سعید

امامت کی اجرت لینا جائز ہے، تراویح کی نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) گزشتہ ماہ رمضان میں رنگون میں یمن کے تاجر [illegible] اور حاجی [illegible] نے ایک مصری حافظ صاحب کو بمبئی سے ایک سو تیس روپیہ اجرت مقرر کر کے بلایا اور اپنی مسجد میں تراویح پڑھوائی [illegible] رنگون کے ایک ہفتہ وار اخبار "[illegible]" مجریہ ۹ رمضان ۱۳۴۶ھ میں مندرجہ ذیل مضمون شائع ہوا تھا۔

"رنگون کی تین سو مسجدوں میں سے صرف سات مسجدوں میں تراویح قرآن شریف کا دور ہو رہا ہے [illegible] [illegible] یہ امام صاحب مصری قاری [illegible] [illegible] ہے۔"

اس اخبار کی شہرت [illegible] میں مشہور عبدالستار [illegible] صاحب مولوی [illegible] [illegible] کی وجہ سے [illegible] اس مسجد میں اکثر تراویح کے وقت [illegible] تو [illegible] یا اجرت دے کر امام مقرر کرنا جائز ہے۔"

(جواب ۶۲۵) متاخرین فقہاء نے تعلیم و امامت کی اجرت لینے دینے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے[1] [illegible] امامت کی [illegible] تو درست ہے لیکن قرآن مجید تراویح میں سنانے کی اجرت لینا دینا جائز نہیں کیونکہ قرآن مجید سنانے کے لئے [illegible] ہے[2]۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نابالغ کے پیچھے تراویح جائز نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۳۰ء)

(سوال) نماز تراویح بالغوں کی نابالغ کے پیچھے ادا ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۲۶) نابالغ امام کے پیچھے بالغوں کی نماز تراویح بھی جائز نہیں[3]۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

تراویح میں دو مرتبہ قرآن ختم کرنا

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۳۱ء)

(سوال) ایک حافظ صاحب نے رمضان میں [illegible] تراویح میں ایک قرآن [illegible] ختم کر کے [illegible] چھ [illegible]

---

[1] ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والامامة والاذان (الدر المختار، باب الاجارة الفاسدة ۶/ ۵۵ ط سعيد)

[2] [illegible] لا يجوز [illegible] الآخذ والمعطي آثمان [illegible] (رد المحتار، باب قضاء الفوائت، مطلب في بطلان الوصية بالختمات والتهاليل ۲/ ۷۳ ط سعيد)

[3] ولا يصح اقتداء رجل بامرأة وخنثى وصبي مطلقاً ولو في جنازة ونفل على الأصح [illegible] في الصلوات كلها الخ (رد المحتار، باب الامامة ۱/ ۵۷۷، ۵۷۸ ط سعيد)

سامنے ختم کرنے سے اس دوسری قوم کا سنت ختم ادا ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(جواب ۶۲۷) ہاں اگر دوسرا حافظ قرآن دس روز ایک جماعت کو تراویح میں قرآن مجید سنادے اور دس روز دوسری جماعت کو اور دس روز تیسری جماعت کو تو تینوں جماعتوں کو سنت ختم کا ثواب مل جائے گا

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

(۱) تراویح میں تسبیحات معمولی آواز سے پڑھی جائیں
(۲) وتر کے بعد "سبحان الملک القدوس" بلند آواز سے پڑھنا

(الجمعیۃ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۵ء)

(سوال) (۱) ماہ رمضان میں تراویح کی نماز میں تسبیحات جو بلند آواز سے پڑھتے ہیں کیا آہستہ نہیں پڑھ سکتے ؟ (۲) وتر کے بعد نماز وتر کے سبحان الملک القدوس اونچی آواز سے پڑھنا ضروری ہے ؟

(جواب ۶۲۸) (۱) تسبیحات جو بلند پڑھنا بہتر ہے معمولی آواز سے پڑھنے میں مضائقہ تو نہیں لیکن آہستہ پڑھنا افضل ہے (۲) وتر کے بعد سبحان الملک القدوس ذرا اونچی آواز سے پڑھنا مستحب ہے

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

تراویح میں نابالغ کی امامت

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۶ء)

(سوال) ایک نابالغ لڑکا حافظ ہو گیا ہے اور ایک مسجد میں تراویح پڑھا رہا ہے سوال یہ ہے کہ نابالغ کے پیچھے تراویح ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ شرح وقایہ کے مؤلف نے لکھا ہے کہ نابالغ عورت یا مرد کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اور آگے چل کر یہ شرح کی ہے کہ نابالغ کے پیچھے نماز اس وجہ سے نہیں ہوتی کہ نماز اس پر فرض نہیں ہوتی ہے جو بچہ خود بالغ نہیں ہے وہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوتی لیکن اب سوال یہ ہے کہ تراویح جو نفل میں داخل ہے نابالغ کے پیچھے ہو سکتی یا نہیں ہو سکتی کیونکہ مؤلف مذکور نے امام نخعی کے حوالے سے نماز تراویح و نابالغ کے پیچھے پڑھنا جائز بتایا ہے لیکن اتفاق علماء کا نہیں یہ ہے کہ تراویح بھی نابالغ کے پیچھے نہیں ہوتی ہیں اب صورت حال یہ ہے کہ کیا نابالغ کے

---

(۱) [illegible] قصة [illegible] الدر المختار مع رد المحتار، مبحث صلاۃ التراویح ۲ / ۴۶ ط سعید

(۲) عن ابی موسی الاشعری قال: کنا مع النبی ﷺ فی عقبة او قال فی ثنیة قال: فلما علا علیها رجل نادی فرفع صوته: لا اله الا الله والله اکبر قال ورسول الله ﷺ علی بغلته قال: فانکم لا تدعون اصم ولا غائبا (الحدیث) (البخاری، باب قول لا حول ولا قوة الا بالله ۲ / ۹۴۸ - ۹۴۵ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) عن سعید بن عبدالرحمن بن ابزی عن ابیه قال: کان رسول الله ﷺ یوتر بسبح اسم ربک الاعلی وقل یا ایها الکافرون وقل هو الله احد واذا سلم قال: سبحان الملک القدوس ثلاث مرات یمد صوته فی الثالثة ثم یرفع (النسائی، التسبیح بعد الفراغ من الوتر ۱ / ۱۹۶ ط سعید)

اور وہاں حافظ موجود نہیں اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی تو مسجد سونی پڑی رہتی ہے یا کسی دوسرے موضع میں جانا پڑے گا؟

(جواب ۶۲۹) تین دن میں قرآن ختم کرنا جائز ہے۔ نابالغ کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ اگر بالغ حافظ نہ ملے یا ملے مگر وہ اجرت لیکر پڑھے تو سورت تراویح پڑھ لینی بہتر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) پیسے دیکر تراویح پڑھانا
(۲) موقوفہ دکان کی آمدنی سے امام مسجد کو تنخواہ دینا
(۳) تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز
(۴) تراویح کی اجرت لینا جائز نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۳۸ء)

(سوال) (۱) ایک مسلمان خود نماز پڑھاتا یا تراویح نہیں پڑھ سکتا لیکن بغرض حصول ثواب روپیہ دے کر کسی مسلمان سے نماز تراویح پڑھواتا ہے تو اسے ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۲) کسی مسلمان نے ایک جائداد یعنی دکان وغیرہ بغرض حصول ثواب وقف کر دیا ہے تاکہ اس کی آمدنی سے انتظام صوم و صلوۃ و مرمت وغیرہ ہوتی رہے۔ وقف کنندہ یا متولی روپیہ دیکر نماز تراویح پڑھواتا ہے اس مسجد میں کوئی امام ہے جو نماز پڑھاتا نہیں ہے تو وہ روپیہ جو تراویح میں خرچ ہوا وقف کنندہ کو اس کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۳) کسی مسجد میں پیش امام ہے تنخواہ قلیل یا کثیر پنج وقتہ نماز پڑھانے کے لئے مقرر ہے اور وہ نماز تراویح بھی پڑھاتا ہے تو اس نماز تراویح سے امام و مقتدی کو ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۴) یہ روپیہ جو امام صاحبان نماز تراویح میں ختم قرآن لیتے ہیں تو وہ رقم حلال ہے یا حرام؟

(جواب ۶۳۰) (۱) روپیہ دینا جب تراویح کے معاوضہ میں جائز نہیں ہے تو اس کا ثواب کیسے ملے گا (۱) (۲) اگر اس مسجد میں امام پہلے سے مقرر نہیں فرض نمازوں کے پڑھانے کے لئے تو یہ ہو سکتا ہے کہ صرف رمضان مبارک کی امامت کے لئے کسی شخص کو پانچوں وقت کی نمازوں کے لئے اور نماز تراویح پڑھانے کے لئے امام مقرر کر دیا جائے تو وقف کا ثواب ہو جائے گا (۲) لیکن بہتر یہی صورت ہے کہ وقف نامہ میں شرط ہو کہ بارہ مہینوں کے لئے امام مقرر کر دیا جائے تاکہ بارہ مہینے نماز باجماعت ہوتی رہے اور پھر جائداد موقوفہ کی آمدنی میں سے پیش امام کو تنخواہ دی جائے تو اس تنخواہ دینے کا وقف کو بھی ثواب ملے گا (۳) جب

---

(۱) ولا يصح [illegible] (رد المحتار باب الإجارة الفاسدة ۶/ ۵۷۷ ط سعيد)

(۲) أن القراءة لشيء من الدنيا لا تجوز وأن الآخذ والمعطي آثمان لأن ذلك يشبه الاستئجار على القراءة ونفس الاستئجار عليها لا يجوز فكذا ما أشبهه كما صرح بذلك في عدة كتب من مشاهير كتب المذهب الخ (رد المحتار باب قضاء الفوائت مطلب في بطلان الوصية بالختمات والتهاليل ۲/ ۷۳ ط سعيد)

(۳) ويبدأ من غلته بعمارته ثم ما هو أقرب لعمارته كإمام مسجد ومدرس مدرسة يعطون بقدر كفايتهم الخ (الدر المختار كتاب الوقف ٤/ ٣٦٦-٣٦٧ ط سعيد)

تب بھی نماز [illegible] مستقدین [illegible] ثابت ہے [illegible] پر وہ لیں گے ان کے لئے مکروہ تحریمی ہوگی۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تیرھواں باب

سجدہ تلاوت اور نفلی سجدہ

بعد نماز سجدہ کی حالت میں دعا کرنا ثابت نہیں

(سوال) آج کل بعض آدمی جب نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو [illegible] سربسجود ہوتے ہیں اور دعا کرتے ہیں اور گڑگڑاتے ہیں [illegible] حدیث پیش کرتے ہیں [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] تھوڑی رات [illegible] بعد [illegible] آپ [illegible] نہیں [illegible] آپ کو تلاش [illegible] تلاش کیا [illegible] آپ کا پتہ [illegible] کی طرف گئی۔ شاید آپ وہاں گئے ہوں جب میں [illegible] تو دیکھتی ہوں کہ آپ سجدے میں پڑے ہوئے ہیں اور اپنی امت کی بخشش کی دعا کر رہے ہیں اور روتے ہیں اور گڑگڑاتے ہیں اور ایک حدیث جو حضرت ابن عباس سے روایت ہے اس کو پیش کرتے ہیں قال قال رسول اللہ ﷺ الا انی نهیت ان اقرأ القرآن راکعا وساجدا فاما الرکوع فعظموا فیه الرب واما السجود فاجتهدوا فی الدعاء فقمن ان یستجاب لکم رواه مسلم کذا فی المشکوٰۃ باب الرکوع(۲) اب سوال یہ ہے کہ اس طرح نماز کے بعد سربسجود ہوکر دعا مانگنا اور اپنی مرادیں مانگنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ان دونوں حدیثوں سے استدلال کرنا صحیح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۳۱) سوال میں جو احادیث منقول ہیں ان سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ نفل نماز کے اندر سجدہ میں دعا مانگی گئی ہے یا مانگی جائے۔ بعد نماز صرف دعا کے لئے سجدہ کرنے کا ثبوت ان احادیث سے نہیں ہوتا اور حقیقت یہ ہے کہ نماز کے بعد [illegible] سجدہ [illegible] شریعت میں نہیں بلکہ سجدہ شکر جو کسی نعمت کے حصول پر کیا جاتا ہے وہ بھی مفتی بہ قول پر [illegible] نماز کے بعد سجدہ کرنے سے فقہاء اس لئے منع کرتے ہیں کہ اس سے جہلا کا عقیدہ فاسد ہوتا ہے۔ وسجدة الشكر مستحبة به يفتى لكنها تكره بعد الصلوة لان الجهلة يعتقدونها سنة او واجبة وكل مباح يؤدي اليه فمكروه (درمختار) وفي الشامي قوله لكنها تكره بعد الصلوة الخ الضمير للسجدة مطلقا قال في شرح

---

(۱) (يعني [illegible] والإمامة والأذان الخ (رد المحتار، باب الإجارة الفاسدة ۶/۵۵ ط سعید)
(۲) (الفصل الأول ص ۸۲ ط سعید)
(۳) باب سجود التلاوة مطلب في سجدة الشكر ۲/۱۱۹، ۱۲۰ ط سعید)

لکن فی آخر الکتاب عن شرح القدوری للزاهدی اما بغیر سبب فلیس بقربة ولا مکروه وما یفعل عقیب الصلوة فمکروه لان الجهال یعتقدونها سنة او واجبة وکل مباح یؤدی الیه فمکروه انتهی و حاصله ان ما لیس لها سبب لا تکره ما لم یؤد فعلها الی اعتقاد الجهلة سنیتها کالتی یفعلها بعض الناس بعد الصلوة ورایت من یواظب علیها بعد صلوة الوتر ویذکر ان لها اصلا وسندا فذکرت له ما هنا فترکها ثم قال فی شرح المنیة واما ما ذکر فی المضمرات ان النبی ﷺ قال لفاطمة ما من مومن ولا مومنة یسجد سجدتین الی اخر ما ذکر فحدیث موضوع باطل لا اصل له. انتهی (رد المحتار) (۱) واللہ اعلم

نماز کے بعد سجدۂ دعائیہ کا حکم

(سوال) نماز پنجگانہ کے بعد [illegible] ہیں [illegible] ہے یا نہیں؟ [illegible] قرآن و حدیث [illegible] ہے؟

المستفتی [illegible] نمبر ۲۲ [illegible] رنگون

(جواب ۶۳۲) نماز کے بعد سجدۂ دعائیہ کو فقہائے کرام نے مکروہ فرمایا ہے فتاوی عالمگیری میں ہے۔ وما یفعل عقیب الصلوة مکروه لان الجهال یعتقدونها سنة او واجبة وکل مباح یؤدی الیه فمکروه (۲) یعنی جو سجدہ کہ نماز کے بعد کیا جاتا ہے وہ مکروہ ہے کیونکہ جاہل لوگ اس کو سنت یا واجب سمجھتے ہیں اور جو مباح کہ اعتقاد فاسد پیدا کرے مکروہ ہو جاتا ہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ سجدہ فی نفسہ مباح ہے کراہت اس وجہ سے ہے کہ اس کو سنت و واجب سمجھا جاتا ہے [illegible] واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفر لہ، مدرسہ امینیہ، دہلی

سورۂ ص میں کونسی آیت پر سجدہ کیا جائے؟

(سوال) سورۂ ص کا سجدہ [illegible] کیا جائے؟

المستفتی نمبر ۲۳۰ [illegible] صاحب [illegible] ۱۳۵۱ھ م [illegible] ۱۹۳۳ء

(جواب) (از [illegible] احمد سعید صاحب) سورۂ ص کا سجدہ [illegible] نہیں ہے۔

فقیر احمد سعید کان اللہ لہ

---

(۱) (باب سجود التلاوة، مطلب فی سجدة الشکر ۲ / ۱۲۰ ط سعید)

(۲) (الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة ۱ / ۱۳۶ ط ماجدیہ، کوئٹہ)

(جواب ۶۳۳) (از حضرت مفتی اعظمؒ) حسن مآب پر سجدہ کرنا ہوں مراد ہوتے ہیں اور یہی قول راجح ہے اور دوسرا قول کہ اناب پر سجدہ ہے مرجوح ہے کذا فی حاشیۃ مراقی الفلاح للطحطاوی۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کی تو ادا ہوگا؟

(سوال) زید نے تراویح پڑھتے ہوئے آیت سجدہ کو پڑھ کر فوراً ہی رکوع کیا اور سجدہ تلاوت کو سجدہ نماز میں ادا کیا تو سجدہ تلاوت بھی ہو گیا یا نہیں؟ نیز زید کا یہ عمل جائز ہے یا ناجائز؟ اگر سجدہ تلاوت کو سجدہ نماز میں ادا کرنا ناجائز خیال کرتے ہیں تو وہاں سجدہ تلاوت کو مستقل کرنا بہتر ہے یا سجدہ نماز میں ادا کرنا بہتر ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۷۲ محمود علی صاحب (سہارنپور)

۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۳۴) آیت سجدہ پڑھ کر رکوع میں چلے جانے اور سجدہ تلاوت کی نیت کرلینے سے سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے (۱) لوگوں کو مسئلہ معلوم نہ ہو تو ان کو دریافت کرلینا چاہیے خواہ مخواہ امام صاحب سے خلاف طوفان پیدا کرنا کوئی دانشمندی نہیں نا واقفیت اور جہالت اپنی اور اعتراض امام پر یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے امام اگر سجدہ تلاوت مستقل طور پر ادا کرے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز صبح کے بعد سجدہ تلاوت ادا کرنا جائز ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) صبح کی نماز ختم کرنے کے بعد جب کہ سورج نکلنے میں پندرہ منٹ باقی ہیں سجدہ تلاوت جو پچھلے روز کے یا کسی وقت گذشتہ میں واجب ہو چکا ہے ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۳۵) صبح کی نماز کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے سجدہ تلاوت کرنا جائز ہے خواہ پہلے کا واجب ہو یا اسی وقت آیت سجدہ تلاوت کی گئی ہو (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) (وص) وظن داؤد انما فتنٰه فاستغفر ربه وخرّ راكعا واناب فغفرنا له ذلك وان له عندنا لزلفى وحسن مآب وهذا هو الاولى [illegible] (مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی، باب سجود التلاوۃ ص ۲۸۹، ط مصر)

(۲) ولو ادى بالركوع [illegible] سجود التلاوة [illegible] تنوير وشرحه باب سجود التلاوة ۲/ ۱۱۱، ۱۱۲ ط سعید

(۳) لا یکرہ قضاء فائتۃ ولو وترا او سجدۃ تلاوۃ وصلاۃ جنازۃ [illegible] (الدر المختار، کتاب الصلاۃ ۱/ ۳۷۵ ط سعید)

چودھواں باب

سجدہ سہو

مقدار رکن کی تاخیر سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے

(سوال) تاخیر واجب میں سجدہ سہو آتا ہے اور تاخیر اندازہ مقدار تین تسبیح کا ٹھہرایا گیا ہے جیسے قرأت سے فارغ ہو کر مقدار تین تسبیح کے رہا یا بعد فراغ تشہد اسی قدر ٹھہرا تو تاخیر رکن یا واجب کی مقدار تین تسبیح نہ ہونے پر سجدہ سہو واجب نہیں اب اگر کوئی شخص پانچویں رکعت کی طرف کھڑا ہو گیا یا تیسری رکعت صلوۃ رباعیہ میں بیٹھ گیا اگر اس قیام اور قعود میں بھی مقدار تسبیح معلوم ہو تب تو منیۃ المصلی کی اس عبارت کا کیا مطلب ہوگا جس سے محض قیام و قعود بلا مقدار تسبیح معلوم ہوتا ہے۔ ولو قام الی الخامسة او قعد فی الثالثة یجب بمجرد القیام والقعود

المستفتی نمبر ۳ مولوی عبدالعزیز مدرس مدرسہ حنفیہ اسلامیہ نول گڑھ۔ جے پور

۱۹ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ م ۳ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۳۶) پانچویں رکعت کی طرف کھڑے ہو جانے یا تیسری رکعت پر صلوۃ رباعیہ میں بیٹھ جانے میں کسی خاص مقدار رکن کی شرط نہیں ہے اور منیۃ کی عبارت میں جو مجرد قیام و قعود سے وجوب سجدہ سہو کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ قیام و قعود کے بعد قرأت و تشہد ہو یا نہ ہو صرف قیام و قعود سے ہی سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے کسی اور بات کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ قیام اور قعود کا تحقق ہی رکن کے ادا کے لئے کافی ہے اور تاخیر بمقدار رکن ہو گئی۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

سجدہ سہو کئے بغیر سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) ایک امام صاحب نماز میں کوئی سہو ہو جائے تو سجدہ سہو نہیں کرتے سلام کے بعد بولتے ہیں اور بعد گفتگو سجدہ سہو کر لیتے ہیں اور بغیر سلام سجدہ سہو ادا کرتے ہیں؟

(جواب ۶۳۷) کلام کے بعد سجدہ سہو کرنے سے نماز نہیں ہوتی اور سجدہ سہو سلام کے بعد ہونا چاہئے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) ولا یجب السجود الا بترک واجب او تاخیرہ او تاخیر رکن کذا فی التبیین (عالمگیریہ باب سجود السہو ۱: ۱۲۶ ط ماجدیہ)

(۲) ویسجد للسہو ولو مع سلامہ ناویا للقطع لان نیة تغییر المشروع لغو مالم یتحول عن القبلة او یتکلم لبطلان التحریمة (تنویر و شرحہ باب سجود السہو ۲: ۹۱ ط سعید) ویجب بعد سلام واحد عن یمینہ فقط [illegible] سجدتان [illegible] تشہد و سلام لان سجود السہو [illegible] ولا [illegible] فی القعود الاخیر (تنویر و شرحہ باب سجود السہو ۲: ۷۷-۷۸)

التحیات کے بعد الحمد للہ پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہوگا

(سوال) التحیات کے بعد الحمد پڑھی تو کیا سجدہ سہو ہے؟

المستفتی نمبر ۱۲۵۱ محمد یونس [illegible] ۲۰ رجب ۱۳۵۵ھ م ۲۱ [illegible] ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۳۸) التحیات کے بعد الحمد پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہوگا۔[1] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جمعہ و عیدین میں سجدہ سہو کا حکم

(سوال) نماز جمعہ و نماز عیدین میں اگر سجدہ سہو ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۰۷ عبد [illegible] (ضلع [illegible]) ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۳۹) جماعت زیادہ بڑی نہ ہو اور گڑبڑ کا خوف نہ ہو تو جمعہ و عیدین میں بھی سجدہ سہو کیا جائے البتہ کثرت جماعت کی وجہ سے گڑبڑ کا خوف ہو تو سجدہ سہو ترک کر دینا جائز ہے۔[2] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جہری نماز میں سراً قراءت کی تو سجدہ سہو واجب ہوگا

(سوال) فرض نماز جہری میں پہلی رکعت یا دوسری رکعت میں امام جہر سے پڑھنا بھول گیا [illegible] فاتحہ پڑھی اور سورۃ بھی پڑھی [illegible] بعد میں یاد آنے پر [illegible] سورت کو جہر سے پڑھی [illegible] یاد آنے کے بعد [illegible] نماز صحیح ہوئی یا نہیں [illegible] مسئلہ نمبر ۳۱ بہشتی زیور حصہ دوم سجدہ سہو کے بیان میں فرض کی دونوں پچھلی رکعتوں میں یا ایک میں الحمد پڑھنا بھول گیا چپکے کھڑا رہ کر رکوع میں چلا گیا تو بھی سجدہ سہو واجب نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۸۹ [illegible] صاحب (دہلی) ۹ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ م ۱۸ اپریل ۱۹۴۰ء

(جواب ۶۴۰) اگر جہری نماز میں قراءت آہستہ پڑھی جائے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز درست ہو جاتی ہے [illegible] قراءت آہستہ پڑھنی شروع کر دی اور درمیان میں یاد آ گیا کہ نماز جہری ہے تو باقی قراءت جہر سے پوری کر لی جب بھی سجدہ سہو کرنے سے نماز صحیح ہو جائے گی [illegible] قراءت [illegible] پڑھی تھی وہ [illegible] نماز [illegible]

---

[1] ولو قرأ الفاتحة مكان التشهد فعليه السهو وكذلك لو قرأ الفاتحة ثم التشهد كان عليه السهو [illegible] (عالمگیریہ الباب الثاني عشر في سجود السهو ۱/۱۲۷ ط ماجدیہ کوئٹہ)

[2] والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتأخرين عدمه في الأوليين لدفع الفتنة كما في جمعة البحر الخ (الدر المختار، باب سجود السهو ۲/۹۲ ط سعید)

[3] والجهر فيما يخافت فيه للإمام وعكسه لكل مصل في الأصح والأصح تقديره بقدر ما تجوز به الصلاة في الفصلين [illegible] (الدر المختار [illegible] باب سجود السهو ۲/۸۱-۸۲ ط سعید)

قائل ہو اور اسے یاد آئے کہ پڑھنا رہ گیا ہے تو چاہئے کہ فاتحہ اور سورۃ جہر سے پڑھے اور سجدہ سہو کرے تاکہ کرے۔ جو نقصان پیدا ہو گیا ہے اس کی تلافی ہو جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

قعدہ اولیٰ میں "اللھم صل علی محمد" تک پڑھ لیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا

(سوال) تین یا چار رکعت والی نماز کے درمیانی قعدہ میں التحیات کے بعد درود شریف **اللھم صل علی محمد** پڑھ لیں جائے تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟ اور ایسا امام جو درود پڑھتا ہے بعد میں سجدہ سہو نہ کرتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۹۵ حفیظ الدین دہلی۔ ۲ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ

(جواب ۶۴۱) فرض نماز کے درمیانی قعدہ میں تشہد پر اکتفا کرنا واجب ہے درود شریف اگر **اللھم صلی علی محمد** تک پڑھ لیا جائے تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔ سجدہ سہو نہ کیا جائے تو نماز مکروہ ہوگی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عیدین کی تکبیرات زوائد میں کمی ہو تو کیا حکم ہے؟

(سوال) عیدین کی نماز چھ تکبیرات کے ساتھ دو رکعت واجب ہیں اگر پیش امام ایک تکبیر کم کر جائے تو سجدہ سہو کیا جائے یا نماز دوبارہ کی جائے؟

المستفتی نمبر ۲۲۰۳ شیخ محمد شفیع صاحب (ضلع مغربی خاندیش) ۱ صفر ۱۳۵۱ھ

(جواب ۶۴۲) سجدہ سہو سے نماز ہو جائے گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

تاخیر واجب سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے

(سوال) تاخیر واجب سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۴۳) تاخیر واجب سے سجدہ سہو آتا ہے۔ عالمگیری جلد اول ص ۱۳۳ میں موجود ہے۔ ولا یجب السجود الا بترک الواجب او تاخیرہ او تاخیر رکن الخ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ، دہلی

---

(۱) وبتاخیر قیام الثالثۃ بزیادۃ علی التشہد بقدر رکن وقیل بحرف وفی الزیلعی الاصح وجوبہ باللھم صل علی محمد" (التنویر و شرحہ، باب سجود السہو ۲/ ۸۱ ط سعید)

(۲) ومنہا تکبیرات العیدین، فان فی البدائع "اذا ترکہا او نقص منہا او زاد علیہا ... فانہ یجب علیہ السجود، وقدروی محمد عن ابی حنیفۃ اذا سہا الامام من تکبیرۃ واحدۃ فی صلاۃ العید سجد للسہو الخ (عالمگیریۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السہو ۱/ ۱۲۸ ط ماجدیہ)

(۳) (الباب الثانی عشر فی سجود السہو ۱/ ۱۲۶ ط ماجدیہ)

امام نے مغرب کی دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تھا اسکے بعد تیسری رکعت ملا کر سجدہ سہو کیا نماز ہوئی یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۲۸ء)

(سوال) امام نے مغرب کی نماز میں دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا [illegible] متقدیوں نے کہا کہ نماز دو رکعت ہوئی ہے اس پر [illegible] امام نے پھر ایک رکعت نماز پڑھ کر سجدہ سہو کیا [illegible] نماز ہوئی یا نہیں؟ [illegible] جب تک امام کا سینہ قبلہ سے نہ پھرے اس وقت تک وہ نماز جدید [illegible] ان مقتدیوں نے [illegible] نماز کا کیا حکم ہے؟ (امام حنفی ہے مقتدیوں میں حنفی شافعی اور غیر مقلد ہیں)

(جواب ۶۴۴) ہاں اگر امام نے خود کلام نہ کیا ہو اور قبلہ سے منحرف نہ ہوا ہو تو تیسری رکعت پڑھنے[1] اور سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو گئی اور جن مقتدیوں نے کلام نہیں کیا (امام سے بات چیت نہیں کی) ان کی نماز ہو گئی اور جن لوگوں نے کلام کیا ان کی نمازیں باطل ہو گئیں[2] ان کو اپنی نمازیں لوٹانی چاہئیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دوسری رکعت میں تشہد کی جگہ سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہو گئی

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص نے دو رکعت والی نماز کی قعدہ اخیرہ میں تشہد کی جگہ کوئی آیت اور درود وغیرہ کچھ نہیں پڑھا؟

(جواب ۶۴۵) نماز نہیں ہوئی دوبارہ پڑھی جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سوال نمبر ۶۴۴ کا دوسرا جواب

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۲۸ء)

(سوال) سوال مورخہ ۱۴ نومبر ۲۸ء [illegible]

(جواب ۶۴۶) امام کی اور ان مقتدیوں کی جنہوں نے بات نہیں کی اور قبلہ سے نہیں پھرے نماز ہو گئی اور جن مقتدیوں نے بات کی تھی یعنی امام سے کہا کہ "دو رکعت نماز ہوئی ہے" ان کی نہیں ہوئی مذہب حنفی کے مطابق

---

(۱) ویسجد للسهو ولو مع سلامه ناويا للقطع ما لم يتحول عن القبلة او يتكلم لبطلان التحريمة (الدر المختار [illegible] باب سجود السهو ۲/۹۱ ط سعيد)

(۲) [illegible] (۱/۴۵۶ ط سعيد)

ان کو بھی نماز دہرانی چاہئیے۔ اگر شافعی اور غیر مقلد قرأت وغیرہ کو مفسد نماز نہ سمجھیں تو حنفیوں کو ان سے تعرض نہ کرنا چاہیے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

جمعہ وعیدین میں سجدہ سہو کیا جائے یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۸ فروری و یکم مارچ ۱۹۳۲ء)

(سوال) اگر امام کو نماز عیدین میں سہو ہو جائے اور واجب کو بھول کر مؤخر کردے تو اس کو سجدہ سہو کرنا چاہیے یا نہیں؟

(جواب ۶۴۷) عید اور جمعہ کی نماز میں جبکہ مقتدیوں کی بہت بڑی جماعت شریک نماز ہو اور سجدہ سہو کرنے سے تلبیس کا قوی اندیشہ ہو تو سجدہ سہو نہ کرنا اولیٰ ہے تاکہ نماز اختلال وانتشار سے محفوظ رہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

(۱) پہلی رکعت میں بیٹھ کر کھڑا ہو تو سجدہ سہو واجب ہوا یا نہیں؟
(۲) سجدہ سہو کئے بغیر سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ یکم فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) (۱) تراویح کی نماز میں امام پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے اس خیال میں کہ دوسری رکعت کا سجدہ ختم ہوا قعدہ میں بیٹھ گیا مقتدی کے لقمہ دینے سے فوراً بلا تاخیر کھڑا ہوا اور دوسری رکعت پوری کی سجدہ سہو کئے بغیر جس پر مقتدیوں میں ایک سندی عالم نے کہا کہ سجدہ سہو واجب ہوا تھا جس کو ترک کیا گیا ہے لہذا نماز دوبارہ واجب ہے (۲) امام پر سجدہ سہو واجب تھا لیکن یاد نہ رہنے سے سلام پھیر کر نماز سے باہر ہو گیا تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

(جواب ۶۴۸) (۱) اگر دوسری رکعت میں بیٹھ کر فوراً بلا تاخیر کھڑا ہو گیا تو سجدہ سہو واجب نہیں۔
(۲) جب سجدہ سہو واجب ہو اور بھول کر بغیر سجدہ کئے سلام پھیر دیا جائے تو نماز کا اعادہ واجب ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

---

(۱) (يفسدها التكلم هو النطق بحرفين او حرف مفهم الخ (الدر المختار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۶۱۳ ط سعيد)

(۲) (والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء) والمختار عند المتأخرين عدمه في الاوليين لدفع الفتنة كما في جمعة البحر الخ وفي الشامية: قيده محشيه الواني بما اذا حضر جمع كثير والا فلا داعي الى الترك (باب سجود السهو ۲/ ۹۲ ط سعيد)

(۳) والتأخير اليسير وهو ما دون ركن معفو عنه (رد المحتار، باب صفة الصلاة، مطلب في واجبات الصلاة ۱/ ۴۶۰ ط سعيد)

(۴) (ولها واجبات لا تفسد بتركها وتعاد وجوبا في العمد والسهو ان لم يسجد له وان لم يعدها يكون فاسقا) وهي قراءة فاتحة الكتاب وضم سورة ... والقعدة الاولى ... والتشهد ... (التنوير وشرحه، باب صفة الصلاة ۱/ ۴۵۶ - ۴۵۷ ط سعيد)

پندرھواں باب

رکوع و سجدہ اور قعدہ

نماز میں دونوں سجدے فرض ہیں

(سوال) نماز میں دو سجدے فرض ہیں یا نہیں؟ اگر کسی مقتدی کا کسی وجہ سے ایک سجدہ رہ جائے امام دونوں سجدے کرے تو مقتدی کی نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۲۷ ۲۷ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ م ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۴۹) دوسرا سجدہ بھی فرض ہے۔ السجود الثانی فرض کالاول باجماع الامۃ کذا فی الزاهدی (فتاوی عالمگیری) (۱) اگر مقتدی کو ایک سجدہ نہ ملا تو جس رکعت کا ایک سجدہ رہ گیا وہ رکعت محسوب نہ ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جانے کا حکم

(سوال) ایک مسجد کے امام صاحب سجدے کی حالت میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھا دیتے ہیں؟

(جواب ۶۵۰) سجدے کی حالت میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھا دینے سے نماز نہیں ہوتی (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

امام کا درمیانی قعدہ میں دیر کرنا

(سوال) ایک امام صاحب قعدہ اولیٰ میں ہمیشہ دیر تک بیٹھے رہتے ہیں مقتدی اگر اعتراض کریں تو جواب دیتے ہیں کہ یہ تو میری عادت ہے میں خاموش تھوڑی دیر بیٹھا رہتا ہوں؟

(جواب ۶۵۱) مقتدیوں کی رعایت سے ایسا کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں (۳)

رکوع میں "ربی العظیم" کی بجائے "ربی الکریم" پڑھنا

(سوال) ردالمحتار شامی جلد اول ص ۳۲۵ باب مطلب فی اطالۃ الرکوع میں ہے کہ رکوع میں اگر سبحان ربی العظیم کی ظ برابر ادا نہ ہوسکے تو اس کی جگہ سبحان ربی الکریم پڑھے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ ظ برابر نہ ادا ہونے سے عزیم پڑھا جاتا ہے اور عزیم کے معنی شیطان کے ہیں لہذا بہتر یہ ہے کہ

---

(۱) (الباب الرابع' الفصل الأول فی فرائض الصلاۃ ۱ / ۷۰ ط ماجدیہ)

(۲) ومنها السجود بجبهته وقدميه ووضع اصبع واحدة منهما شرط الخ (درمختار) قوله ولو لم يضع شيئا من القدمين لم يصح السجود الخ (رد المحتار' باب صفة الصلاة ۱ / ۴۴۷ ط سعید)

(۳) وتاخير قيام الى الثالثة بزيادة على التشهد بقدر ركن الخ (تنوير و شرحه باب سجود السهو ۲ / ۸۱ ط سعید)

سبحان ربی الکریم پڑھنا چاہئے یہ مسئلہ ایک مولوی صاحب نے بیان کیا ہے کہ جو لوگ سبحان ربی الکریم رکوع میں پڑھتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ تعظیم نہیں ہوتی ہے ان سے شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۲۸ احمد صدیق (حیدرآباد سندھ) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۲۵ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۵۲) بال شامی جلد اول ص ۳۶۴ میں یہ تذکرہ درایت منقول ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ایسی قسم قرآن پاک میں جہاں خاص تبدیلی لازم ہوجائے جاری ہوگا یعنی نماز فاسد ہوگی لیکن اذکار میں بلفظ پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے اس لئے کہ نماز فاسد نہیں ہوتی اسے عام ان کے مفہوم میں فرق کرنا شرعاً ہے جو عموماً سبحان ربی العظیم کی جگہ سبحان ربی الکریم کہ دیا تو فرق کیا گیا فتنہ ہو اور ان سے امامت وچھوڑ دینا ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جواب صحیح ہے حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

بیمار کی پر نماز پڑھنے کا حکم

(سوال) عرض خدمت ہے کہ میں تندرستی میں آج کل جمعہ وغیرہ نہیں پڑھ سکتا بلکہ نماز میں جب وہ تشہد میں بیٹھنا ہوتا ہے تو پیٹ میں تکلیف معلوم ہوتی ہے اس لئے عرض خدمت ہے کہ میں پیٹھ کر پڑھتا ہوں اور رکوع تو بیٹھ کر کرتا ہوں لیکن زمین پر نماز پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے اس لئے عرض خدمت ہے کہ میں اپنی جگہ پر ٹیبل پر سجدہ کرتا ہوں یہ صحیح ہے یا نہیں اور اس پر ٹیبل پر سر جھکانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۹۳ محمد فضل صاحب (مدراس) ۱۵ محرم ۱۳۵۶ھ م ۲۹ مارچ ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۵۳) اس صورت میں بیٹھ کر پڑھیں اور ٹیبل پر سجدہ کے لئے سر جھکانا جائز نہیں صورت میں کہ زمین پر سجدہ نہیں کر سکتے تو اشارہ سے رکوع سجدہ ادا کریں زمین پر سجدہ کرنے کی طاقت نہیں ہے تو اشارہ سے سجدہ کر لیں یہ عذر کی حالت میں جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ

تشہد میں حضور ﷺ کا تصور کرنا

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۶ نومبر ۱۹۲۵ء)

سوال: ما قولکم فیمن یقول بتصویر النبی ﷺ فی الذهن عند قوله "السلام علیك ایها

---

(۱) ولو قال في تسبيح الركوع سبحان ربي العظيم ... لا تفسد صلاته ... الكريم ... على ... صلاة ... في ... سبحان ... في ... الصلاة ... في ... الركوع ... ج ۱ ص ۴۹۴ ط سعيد)

(۲) إذا تعذر على المريض القيام صلى قاعدا يركع ويسجد فإن لم يستطع الركوع والسجود أومأ إيماء وجعل السجود أخفض من الركوع ولا يرفع إلى وجهه شيئا يسجد عليه الخ (القدوري، باب صلاة المريض ص ۵۱ ط سعيد)

النبی" فی التشہد؟

(ترجمہ) تشہد میں السلام علیک ایہا النبی پڑھتے وقت نبی ﷺ کا تصور ذہن میں لانا کیسا ہے؟

جواب ٦٥٤) اعلموا رحمكم الله تعالى تصور النبي ﷺ بقدر ان نعلم انه كان عبدا لله ورسولا ارسل الى خلقه للهداية و بى اسلم عليه و يسمع سلامى هذا ملائكة جعلهم الله سياحين يسيحون في الارض يبلغون صلوات و تسليمات من امته واذا وجدوا بلغوا" صحيح جائز

اما تصوير النبي ﷺ في الذهن بمعنى احضار صورته الشريفة فليس بلازم ولا يتصور لمن لم يره ﷺ ولا يجوز ان يتوهم انه ﷺ يسمع هذا الكلام باذنه الشريف من كل مصل يخاطبه بيا ايها النبي" محمد کفایت اللہ غفرلہ'

(ترجمہ) تشہد میں نبی ﷺ کا تصور اس حیثیت سے [illegible] کہ آپ اللہ کے بندے اور رسول تھے اور آپ کو اللہ نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا اور میں جو سلام و درود آپ کے اوپر بھیج رہا ہوں اس کو [illegible] آپ تک پہنچاتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے مقرر فرمایا ہے زمین میں چلتے پھرتے رہتے ہیں [illegible] اور جہاں پاتے ہیں آپ تک پہنچا دیتے ہیں یہی تصور [illegible] آپ کی تصویر مبارک ذہن میں [illegible] نہیں [illegible] شخص آپ کی صورت مبارک کا تصور کس طرح کر سکتا ہے جس نے کبھی آپ کو دیکھا نہیں۔

اور یہ [illegible] نہیں [illegible] آپ [illegible] شخص کی آواز [illegible] سنتے ہیں جو نماز میں آپ کو ایہا النبی سے مخاطب کرتا ہے۔

سولھواں باب

نماز کی تعریف اور طریقے (صفۃ الصلوٰۃ)

بیمار نماز پڑھتے [illegible] رکوع کے لئے کہاں تک جھکے؟

(سوال) ایک شخص نہایت مریض اپنی فرض نماز ادا کرتا ہے [illegible] قعدہ میں نماز [illegible] رکوع میں [illegible] پاؤں سے [illegible] تو نماز [illegible] ہوتی یا نہیں ایک صاحب [illegible] ہو جاتی ہے بینوا توجروا

جواب ٦٥٥ [illegible] ہو جاتی ہے [illegible]

[illegible] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ان لله ملائكة سياحين في الارض يبلغوني من امتي السلام (سنن النسائي، باب التسليم على النبي ﷺ ۱: ۱۴۳ ط سعيد) (۲) [illegible] ولو كان [illegible] ينبغي ان يحاذي جبهته [illegible] ليحصل الركوع قلت ولعله محمول على تمام الركوع والا فقد [illegible] ركوع و سجود ۱: ۴۴۷ ط سعيد

دوسری رکعت کے لئے اٹھتے ہوئے زمین پر ہاتھ ٹیکنا

(سوال) سجدہ سے اٹھتے وقت بلا عذر ضعیفی و امراض وغیرہ جائز ہے یا مکروہ اور گھٹنوں پر سہارا دینا (اعتماد علی الرکبۃ) اگرچہ جائز ہے پر گھٹنوں پر سہارا لیتے وقت زمین وغیرہ کی سہارے سے کھڑا ہونا مستحب ہے یا نہیں؟ فتاویٰ عالمگیری میں ہے لا یعتمد علی الارض بل یعتمد علی الرکبۃ و ترک الاعتماد مستحب لمن لیس بہ عذر عندنا علی ماہو ظاہر فی کثیر الکتب المشہورۃ کذافی البحر الرائق ونیز [illegible] کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ کسی چیز پر سہارا لگانے [illegible] میں [illegible] وغیرہ کا مذہب ہے جن کی تائید میں حدیثیں بیان کی ہیں [illegible] بغیر ٹیکنے کے دوسری رکعت میں اٹھنا لکھا ہے اس مستحب کے روکنے میں جو شخص سختی کرے وہ [illegible] کے روکنے والا گنہگار ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

(جواب ۶۵۶) حنفیہ کے مذہب میں اعتماد علی الارض خلاف اولیٰ یا زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے اعتماد علی الرکبہ بے تکلف جائز ہے نہ خلاف اولیٰ ہے نہ مکروہ ہے عالمگیری کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ زمین پر اعتماد نہ کرے بلکہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھے اور زمین پر اعتماد نہ کرنا حکم استحبابی ہے۔ ویکبر للنھوض علی صدور قدمیہ بلا اعتماد الخ (درمختار) قولہ بلا اعتماد الخ ای علی الارض الخ (رد المحتار)(۱)

عورتوں کے لئے نماز کا طریقہ

(سوال) عورتیں اگر نماز مردوں کی طرح پڑھیں تو اس میں کیا نقص ہے؟

المستفتی نمبر ۲۷۵ والدہ [illegible] محمد رجنک۔ ۲۱ محرم ۱۳۵۳ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۵۷) عورتوں کی نماز مردوں کی طرح ہے صرف ایک دو باتوں میں فرق ہے وہ عورتوں کے [illegible] رعایت پر مبنی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز میں ہاتھ اور بدن کا ہلانا مکروہ ہے

(سوال) ایک پیش امام صاحب نماز پڑھتے وقت ہاتھ اور بدن زور سے ہلاتے ہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر [illegible] (۔۔۔)

(جواب ۶۵۸) نماز میں بدن کا ہلانا مکروہ ہے اگر پیش امام قصداً ایسا کرے تو نماز ان کی مکروہ

---

(۱) (باب صفۃ الصلاۃ ۱/ ۵۰۷ ط سعید)

(۲) ویسن ان یلصق کعبیہ و ینصب ساقیہ الخ (درمختار) وفی الشامیۃ "ھذا کلہ فی حق الرجال، اما المرأۃ فتنحنی فی کثیر من ذلک [illegible] ولا تفرج ولکن تضم و تضع یدیھا علی رکبتیھا وتحنی رکبتیھا ولا تجافی عضدیھا لأن ذلک استر لھا (باب صفۃ الصلاۃ ۱/ ۴۹۴ ط سعید)

دہلی　　　　　　　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

نماز میں ارسال یدین کا حکم

(سوال) اگر کوئی شخص نماز میں ارسال یدین نہیں کرتا تو اس کو کافر کہنا کہاں تک حق ہے؟

المستفتی نمبر ۶۲۲ [illegible] الدین (دہلی) ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م [illegible] ۱۹۳۵ء

(جواب ۶۵۹) ہاتھ باندھنا یا چھوڑنا سنت ہے(۱) قرآن مجید میں مذکور نہیں ہے لیکن آیت کریمہ وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا(۲) سے یہ امر ماخوذ ہو سکتا ہے اور حضور اکرم ﷺ سے بروایت صحیحہ ہاتھ باندھنا ثابت ہے(۳) پس ہاتھ باندھنے والے کو کافر کہنا کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتا محض اس وجہ سے کہ قرآن مجید میں ہاتھ باندھنے کا صراحۃً حکم نہیں کفر کا حکم لگایا جائے تو ہاتھ چھوڑے رکھنے کا بھی صراحۃً قرآن میں حکم نہیں ہے اور امت محمدیہ میں تمام علماء سلف و خلف ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے رہے ہیں ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے والے بہت کم ہیں پھر یہ کہ ہاتھ چھوڑ کر یا باندھ کر نماز پڑھنے میں ضروریات دین کا انکار یا تکذیب کا شائبہ بھی لازم نہیں آتا تو حکم کفر کا تو احتمال بھی نہیں ہو سکتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

(۱) نماز کی رکعات ثابت ہیں یا نہیں؟
(۲) نمازوں کی رکعات مختلف کیوں ہیں؟

(سوال) (۱) پانچ وقت کی نماز فرض ہے جس کو چار تین یا دو رکعت کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے۔ فرض وہ حکم ہے جو نص قطعی (قرآن مجید) سے ثابت ہے اور سنت وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا کیا ہے رکعتوں کی تعداد قرآن میں کہاں مذکور ہے؟

(۲) چار تین اور دو رکعت کی تعیین کی وجہ کیا ہے؟ کیوں نہ پانچوں وقت یکساں رکعتیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا؟

المستفتی نمبر ۷۹۹ حکیم سید محمد شاہ نواز (دہلی) ۹ شوال ۱۳۵۴ھ م ۵ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۶۰) (۱) یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ فرض وہی ہے جو قرآن مجید سے ثابت ہو بلکہ فرض وہ ہے

---

(۱) وعبثه بثوبه وبجسده للنهي إلا لحاجة (درمختار) قال الشامي: قوله "للنهي" وهو ما أخرجه القضاعي عنه ﷺ إن الله كره لكم ثلاثاً: العبث في الصلاة والرفث في الصيام والضحك في المقابر وهي كراهة تحريم [illegible] (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱ : ۶۴۰ ط سعيد)

(۲) (سورة الحشر : ۷)

(۳) عن وائل بن حجر أنه رأى النبي ﷺ رفع يديه حين دخل في الصلاة كبر وصف همام حيال أذنيه ثم التحف بثوبه ثم وضع يده اليمنى على اليسرى (صحيح مسلم باب وضع يده اليمنى على اليسرى ۱ : ۱۷۳ ط قديمي كتب خانه كراچی)

جس کو خدا یا رسول ﷺ نے فرض بتایا ہو خدا نے قرآن میں فرض فرمایا ہو تو قرآن سے فرض ثابت ہوگا جیسے نماز کی فرضیت روزے کی فرضیت وغیرہ اور رسول اللہ ﷺ نے فرضیت بتائی ہو تو وہ خبر متواتر یا مشہور سے ثابت ہوگی خبر متواتر یا مشہور سے مطلب حدیث متواتر یا مشہور ہے یہ دونوں ثبوت فرضیت کے لئے کافی ہیں نماز میں تعداد رکعات کا ثبوت سنت متواترہ مشہورہ سے ہے اس لئے ان رکعات کی فرضیت میں کسی وقت کسی کو تردد اور احتمال نہیں ہوا۔

(۲) تعداد رکعات کی فرضیت میں کسی وقت کسی کو تردد و احتمال نہیں ہوا اور اس کی حکمت خدا اور رسول کو معلوم ہے ہمارا منصب یہ نہیں ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ سے ثابت شدہ چیز کو بدل دیں بلکہ آنحضرت ﷺ کی اقتدا اتباع ہمارے ذمہ ہے یہ ضروری اور واجب ہے۔ آیہ کریمہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ [illegible] کا یہی مدعا و منشا ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کے قدم بقدم چلیں اور کسی فعل کی حکمت تلاش کی جائے تو بہتر ورنہ حکمت و علم خدا اور رسول کے حوالہ کریں صرف اس امر کا یقین کہ آنحضرت ﷺ سے اس امر کا ثبوت پہنچ گیا ہے ہمارے عمل کے لئے کافی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سترھواں باب
مستحبات نماز

تشہد میں انگلی سے اشارہ حدیث سے ثابت ہے

سوال: حضرت مجدد صاحب شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتوبات میں رفع السبابہ فی التشہد کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے حضرت شاہ صاحب دہلوی قدس سرہ نے اس کی روایت اصل سے جو کہ فقیہ کی کتب معتبرہ میں [illegible] یعنی [illegible] الصعود علی السکینۃ والوقار [illegible] ہے اب [illegible] حنفیہ میں اس کا ذکر نہ ہونا اس [illegible] ہے کہ ممکن ہے حدیث رفع کی حدیث سے منسوخ ہو [illegible] ممکن ہے رفع [illegible] بالآمین [illegible] سے [illegible]

المستفتی نمبر [illegible] شیخ [illegible] ۱۱ شوال ۱۳۵۴ھ م ۶ جنوری ۱۹۳۶ء

جواب (۶۶۱) اشارہ بالسبابہ تشہد میں احادیث صحیحہ سے ثابت ہے [illegible] کتب حنفیہ میں بھی

---

(۱) [illegible] صحیح مسلم [illegible] عن عبد اللہ بن الزبیر قال کان رسول اللہ ﷺ اذا قعد یدعو وضع یدہ الیمنی علی فخذہ الیمنی ویدہ الیسری علی فخذہ الیسری واشار باصبعہ السبابۃ ووضع ابہامہ علی اصبعہ الوسطی ویلقم کفہ الیسری رکبتہ [illegible] ص ۱۲۳ [illegible]
اذا قعد فی التشہد وضع یدہ الیسری علی رکبتہ الیسری ووضع یدہ الیمنی علی رکبتہ الیمنی وعقد ثلاثۃ وخمسین واشار بالسبابۃ [illegible] ص ۱۲۳ - ۱۲۴

محققین اور محدثین نے اسے سنت قرار دیا ہے اور یہی تحقیق درست ہے حضرت مجدد الف ثانی نوراللہ مرقدہ نے اس مسئلہ میں ان فقہا کے قول کو لیا ہے جو اشارہ کے مخالف ہیں حضرت شیخ مجدد کی اس بارے میں اتباع اس وجہ سے نہیں کی جا سکتی۔ محققین فقہاء اشارہ کی سنیت پر دلائل قویہ رکھتے ہیں شرح وقایہ میں بھی حضرت امام شافعی سے اشارہ کا قول اور وضع نقل کرنے کے بعد صاحب شرح وقایہ نے ومثل هذا عندنا عن علمائنا فرمایا ہے اور حضرت امام محمد نے موطا میں حضرت ابن عمر سے یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ كان رسول الله ﷺ اذا جلس وضع كفه اليمنى و قبض اصابعه كلها واشار باصبعه التي تلي الابهام ووضع كفه اليسرى على فخذه اليسرى (٢) اس کے بعد امام محمد نے فرمایا ہے وبصنيع رسول الله نأخذ وهو قول ابي حنيفة (٣) اور امام ابو یوسف سے بھی امالی میں یہی اشارہ نقل کیا گیا ہے (٤) ان [illegible] قدیر و غنیہ میں بھی [illegible] اور امام قاضی خاں [illegible] وغیرہ کتب فقہ میں بھی اس کی تحقیق مذکور فرمائی ہے اس سے منسوخ ہونے کا دعویٰ صحیح نہیں ہے کوئی حدیث اس کے خلاف اور اس کو منسوخ کرنے والی نہیں اور [illegible] مبنى الصلوة على السكينة والوقار سے یہ سنت شدہ [illegible] نہیں ہو سکتا [illegible] ثابت نہیں ہو سکتی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تشہد میں انگلی کس وقت اٹھانی چاہئے؟

(سوال) کلمہ کی انگلی تشہد میں اٹھانا ضروری ہے اگر ضروری ہے تو کب اٹھانی چاہئے؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۶۶۲) کلمہ کی انگلی تشہد میں اشہد ان لا پر اٹھانی چاہئے اور الا اللہ پر گرا دے یہ فقہاء کا قول ہے اور [illegible] رکھتے ہیں جو مذہب ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

---

(١) باب صفة الصلاة ١ / ١٤٨ ط سعيد

(٢) باب العبث بالحصى في الصلاة ص ١٠٨ ط مير محمد كتب خانه كراچي

(٣) باب صفة الصلاة ١ / ٣١٣ ط مصر

(٤) صفة الصلاة ص ٣٣٦ ط سهيل

(٥) باب صفة الصلاة ١ / ٣٤٢ ط دار المعرفة بيروت

(٦) باب صفة الصلاة مطلب عقد الأصابع عند التشهد ١ / ٥٠٩ ط سعيد

(٧) فصل في كيفية تركيب افعال الصلاة ص ١٧٠ ط مصر

(٨) قال في الدر المختار [illegible] الصحيح [illegible] برفعها عند النفي و [illegible] عند الاثبات [illegible] وفي الشمنية [illegible] الاحاديث الصحيحة [illegible] صفة الصلاة مطلب عقد الاصابع عند التشهد ١ / ٥٠٩ ط سعيد

(٩) وفي المحيط انها سنة يرفعها عند النفي و يضعها عند الاثبات وهو قول ابي حنيفة و محمد [illegible] والاخبار فالعمل به اولى (رد المحتار باب صفة الصلاة مطلب في عقد الاصابع عند التشهد ١ / ٥٠٨ ط سعيد)

انگلی اٹھی رکھنا بہتر ہے یا گرا دینا؟

(سوال) تحیات میں انگلی اٹھا کے رکھنا آخر نماز تک بہتر ہے یا گرا دینا بہتر ہے؟

المستفتی نمبر ۲۷۹۵ غیاث الدین دہلی۔ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ

(جواب ۶۶۳) انگلی اٹھی رکھنا بہتر ہے اور گرا دینا جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اٹھارواں باب

مفسدات و مکروہات نماز

آستین چڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) اگر زید نماز اس طرح پڑھتا ہے کہ جو عادۃً خلاف ہے جیسے آستین چڑھی ہوئی ہو یا گریبان کھلا ہو تو اس شخص کی نماز مکروہ تحریمی ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۶۴) عادت کے خلاف آستین چڑھی ہوئی ہو تو نماز مکروہ ہوتی ہے اور گریبان کھلا ہو تو مکروہ نہیں ہوتی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سجدہ میں جاتے ہوئے پاجامہ سمیٹنا مکروہ ہے

(سوال) زید نماز پڑھتا ہے اور پاجامہ اس کا ٹخنے سے نیچے ہوتا ہے، جب وہ سجدہ میں جاتا ہے تو ازار دونوں ہاتھوں سے کھینچ لیتا ہے کیا اس کی نماز میں شک کی بات ہو جاتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۸۸ سکریٹری انجمن حفظ الاسلام (ضلع بھروچ)

۲۷ رمضان ۱۳۵۴ھ م ۲۴ دسمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۶۶۵) یہ فعل مکروہ ضرور ہے مگر مفسد نماز نہیں ہے کراہت تحریمی بدرجہ غالب ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) [illegible] صرح به ملا علي القاري [illegible]
لعبارة تحسين الإشارة لعلي القاري ص ٨)

(۲) وكره كفه أي رفعه ولو لتراب كمشمر كم أو ذيل [illegible] (تنوير وشرحه) وفي الشامية: قوله كمشمر كم أي كما لو دخل في الصلاة وهو مشمر كمه أو ذيله (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ١/ ٦٤٠، ٦٤١ ط سعيد)

(۳) وعبثه أي لعبه به وبجسده [illegible] (الدر المختار) وفي الشامي [illegible] العبث في الصلاة والرفث في الصيام والضحك في المقابر وهي كراهة تحريم (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيه ١/ ٦٤٠ ط سعيد)

نمازی کے سامنے چراغ ہونا

(سوال) نمازی کے سامنے اگر چراغ ہو تو نماز اس کی ہوگی یا نہیں اگر ہوتی ہو تو کراہت کے ساتھ یا بلا کراہت؟ المستفتی نمبر ۱۰۴۱ مولوی عبدالقدوس امام مسجد (ترکمان دروازہ دہلی)
۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۷ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ٦٦٦) نماز ہو جائے گی اور اگر چراغ اپنی جگہ پر روشنی کے لئے رکھا ہو تو کراہت بھی نہیں ہاں اگر نمازی کے سامنے اسکی ہیئت سے رکھا ہو کہ گویا اس کو سجدہ کیا جاتا ہے تو یہ ہیئت مکروہ ہے

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عصر کی تیسری رکعت پر سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال) امام نے سہواً عصر کی تین رکعت پر سلام پھیر دیا جب لوگوں نے ان سے کہا تو کلام کرنے کے بعد نماز کا اعادہ کیا اور پوری عصر نماز پڑھائی چند لوگ کہتے ہیں کہ ایک رکعت پوری کر کے سجدہ سہو کر لینا کافی تھا امام نے بالکل غلط کیا دریافت طلب امر یہ ہے کہ امام صاحب کا یہ فعل درست تھا کہ نہیں یا قبلہ کی جانب سے منہ پھیر نے کے بعد اور کلام کرنے کے بعد بقیہ رکعت پوری کر کے سجدہ سہو کر لینا کافی ہے۔
المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ٦٦٧) امام کا فعل درست تھا کلام کر لینے کے بعد نماز کا اعادہ ہی کرنا چاہئے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جالی کی ٹوپی کے ساتھ نماز مکروہ نہیں

(سوال) بعض لوگ بید کی ٹوپی اوڑھتے ہیں اس ٹوپی میں جالی ہوتی ہے اور اس کے سوراخوں میں سے سر کے بال دکھائی دیتے ہیں اس ٹوپی کو اوڑھ کر امامت کرنا اور نماز پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں نمازی کی حالت میں سر کے بالوں کے کھلنے سے کراہت لازم آتی ہے یا نہیں؟ فقط
المستفتی نمبر ۲۲۴۱ ضیاء الحق چوڑی گران دہلی ۶ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ م ۸ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ٦٦٨) اس ٹوپی کو پہن کر نماز پڑھنا بلاشبہ جائز ہے اور امامت میں بھی کوئی کراہت نہیں

---

(۱) قال في التنوير وشرحه: "ولا يكره صلاة إلى ظهر قاعد يتحدث ولا إلى مصحف أو سيف معلق أو شمع أو سراج الخ (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/۶۵۲، ط سعيد)

(۲) ويسجد للسهو ولو مع سلام ناويا للقطع ما لم يتحول عن القبلة أو يتكلم لبطلان التحريمة ملخص (التنوير و شرحه، باب سجود السهو ۲/۹۱، ط سعيد)

(۳) والمستحب أن يصلي الرجل في ثلاثة أثواب قميص وإزار وعمامة ولو صلى في ثوب واحد متوشحاً به جميع بدنه كإزار الميت تجوز صلاته من غير كراهة وتفسيره أن يفعل كما يفعل القصار في المقصرة (حلبي كبير، فروع ص ۲۱۶، ط سهيل)

سے یوں ہو [illegible] کی چیز نہیں ہے ننگے سر نماز پڑھی جائے اور نیت تواضع کی ہو تو وہ نماز بلا کراہت جائز ہے (۱)
[illegible] پہنے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر اس کی کراہت کی علت عدم مبالات ہے [illegible]
[illegible] ۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پاجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) پاجامہ تہبند نیچا جس سے ٹخنے ڈھک جاتے ہوں اس کا پہننا تو حرام معلوم ہوا مگر ایسے لباس سے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے یا تنزیہی یا نماز ہوتی ہی نہیں؟ بعض علماء سے سنا جاتا ہے کہ نماز ہوتی ہی نہیں یہ درست ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۶۹ [illegible] صاحب [illegible] ۲۲ شوال ۱۳۵۶ھ م ۲۵ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۶۹) نماز ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہوتی ہے اور کراہت تنزیہی ہے اور گناہ ہوتا ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

آستینیں چڑھا کر نماز پڑھنا

(سوال) بعض دوست خیال [illegible] آستینیں چڑھائے رہتے ہیں اور فرض نماز ادا کرتے ہیں یہ عمل درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۵۵ شجاعت حسین آرہ

۵ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ م ۱۲ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۶۷۰) آستینیں [illegible] خشوع [illegible] کا تقاضا [illegible] لئے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

انیسواں باب

مدرک ۔ مسبوق ۔ لاحق

(۱) مسبوق تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلا گیا

(۲) اللہ کھڑے ہونے کی حالت میں اور "اکبر" رکوع میں جاکر کہا تو نماز صحیح نہیں ہوئی

(سوال) ما قولکم رحمکم اللّٰہ تعالی فی ان رجلا ادرک الامام فی الرکوع فکبر و رفع یدیہ الی

---

(۱) وفی شرح التنویر فی مکروہات الصلاۃ: وصلاتہ حاسرا ای کاشفا راسہ للتکاسل ولا باس بہ للتذلل واما للاھانۃ بہا فکفر ولو سقطت قلنسوتہ فاعادتہا افضل (باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱ / ۶۴۱ ط سعید)

(۲) قال رسول اللہ ﷺ: "ما أسفل من الکعبین من الازار فی النار (مشکوۃ، کتاب اللباس، الفصل الاول ص ۳۷۳ ط سعید) (۳) وتخصیص عیبہ لسھی الا تکمل الخشوع (درمختار) بل قال بعض العلماء [illegible] باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱ / ۶۴۵ ط سعید)

سجستی ادیہ وتابعہ فیہ الا انہ لم یقبض بیدہ الیمنی یدہ الیسری ولم یضعهما تحت السرۃ ولم یات بشیء من الثناء ولم یکبر ثانیا عند الرکوع مخافۃ ان تفوتہ الرکعۃ الاولی

(۲) و رجلا آخر رای الامام فی الرکوع فکبر و رفع یدیہ الا ان قول اللہ کان فی قیامہ واکبر وقع فی الرکوع مخافۃ ما ذکر فکل واحد منہم یکون شارعا بالصلوۃ ام لا؟

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جماعت میں شریک ہونے کے لئے آیا اور اس نے امام کو رکوع میں پایا اس شخص نے تکبیر تحریمہ کہی اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور رکوع میں شریک ہو گیا لیکن نہ تو اپنے ہاتھ ناف کے نیچے باندھے نہ ثنا پڑھی نہ رکوع میں جانے کے لئے دوسری تکبیر کہی کیونکہ اس کو اس پہلی رکعت کے فوت ہونے کا اندیشہ تھا کیا اس کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔

(۲) ایک شخص نے امام کو رکوع میں دیکھ کر ہاتھ اٹھاتے ہوئے تکبیر تحریمہ کہی اور چونکہ رکعت کے فوت ہونے کا اندیشہ تھا اس لئے جلدی میں یہ ہوا کہ لفظ اللہ حالت قیام میں اور لفظ اکبر حالت رکوع میں واقع ہوا تو اس کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟

جواب ۶۷۱) الرجل الذی اتی بتکبیرۃ التحریمۃ فی حال القیام لکنہ لم یضع یدیہ تحت السرۃ ولم یکبر ثانیا للرکوع صحت صلوتہ و یکون شارعا فی الصلوۃ (۱)

واما الذی قال اللہ فی القیام واکبر فی حالۃ الانحناء فان کان بحیث لا تنال یداہ الی الرکبۃ یصیر شارعا فی الصلوۃ و تصح صلوتہ وان کان بحیث تنال یداہ الی الرکبۃ لم تصح صلوتہ ولا یکون شارعا فی الصلوۃ

قال فی الدر المختار: ادرک الامام راکعا فقال اللہ فی القیام واکبر راکعا لم یصح فی الاصح الخ

قولہ قائما ای حقیقۃ وہو الانتصاب او حکما وہو الانحناء القلیل بان لا تنال یداہ رکبتیہ. (رد المحتار)(۲)

(ترجمہ) جس شخص نے حالت قیام میں تکبیر تحریمہ کہی لیکن ہاتھ نہیں باندھے اور دوسری تکبیر رکوع میں جاتے وقت نہیں کہی اس کی نماز صحیح ہو جائے گی اور اس کو شارع فی الصلوۃ سمجھا جائے گا۔

(۲) اور جس شخص نے تکبیر تحریمہ کے لفظ اللہ کو حالت قیام میں اور لفظ اکبر کو ایسی حالت میں ادا کیا کہ اس کے ہاتھ گھٹنوں تک نہیں پہنچے تھے تو اس کی نماز صحیح ہوگی اور اس کو شارع فی الصلوۃ سمجھا جائے گا۔ اور لفظ اکبر کہتے وقت اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ چکے تھے تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی اور وہ شارع فی الصلوۃ نہ

---

(۱) وضع الیدین تحت السرۃ سنۃ لا تفسد بترکہ [illegible] فلو کبر قائما فرکع ولم یقف صح (الدر المختار، باب صفۃ الصلاۃ ۱/ ۴۴۴ ط سعید، فلو وجد الامام راکعا فکبر منحنیا ان الی القیام اقرب صح ولغت نیۃ تکبیرۃ الرکوع (الدر المختار باب صفۃ الصلاۃ ۱/ ۴۸۰ ط سعید)

(۲) (فصل فی بیان تالیف الصلاۃ ۱/ ۴۸۰ ط سعید)

ہو گا۔

درمختار میں ہے کہ جو شخص امام کو رکوع میں پائے اور تکبیر تحریمہ اس طرح کہے کہ حالت قیام میں فقط اللہ اور حالت رکوع میں اکبر کہے تو صحیح یہی ہے کہ اس کی نماز نہ ہو گی۔

اور قیام سے مراد یا تو حقیقی قیام ہے یعنی بالکل سیدھا کھڑا ہونا یا حکمی قیام یعنی معمولی جھکنا کہ اس کے ہاتھ گھٹنوں تک نہ پہنچیں۔ (ردالمحتار)

جن کا امام کے پیچھے رکوع چھوٹ جائے ان کی یہ رکعت فوت ہو گئی

(سوال) امام نے قرأت میں سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ تلاوت کی جگہ امام نے رکوع کر دیا اور مقتدی جو امام کے قریب تھے وہ رکوع میں چلے گئے اور جو مقتدی امام سے دور تھے جن کو یہ معلوم تھا کہ یہاں سجدہ تلاوت ہے وہ لوگ سجدہ میں چلے گئے جب امام نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا تب ان کو پتہ چلا کہ امام رکوع میں تھا ان میں سے چند لوگ کھڑے ہو کر رکوع میں گئے اور پھر امام کے ساتھ سجدے میں مل گئے اور چند لوگ سجدے میں سے اٹھ کر امام کے ساتھ سجدہ میں چلے گئے۔

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ جو لوگ امام کے رکوع کرنے کے بعد رکوع کر کے امام کے ساتھ سجدہ میں شامل ہو گئے ان کی نماز ہوئی یا نہیں؟ اور جو لوگ رکوع میں نہیں گئے بلکہ اٹھ کر امام کے ساتھ سجدہ میں شامل ہو گئے ان کی بھی نماز ہوئی یا نہیں؟

(جواب ۶۷۲) جو لوگ امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہیں ہوئے ان کی یہ رکعت جاتی رہی پھر جب وہ رکوع کر کے امام کے ساتھ سجدہ میں مل گئے تو ان کی نماز صحیح ہو گئی اور جو لوگ بغیر رکوع ادا کئے ہوئے سجدہ میں مل گئے ان کی ایک رکعت فوت ہو گئی اگر وہ امام کے سلام کے بعد اپنی رکعت پوری کر لیتے تو نماز ہو جاتی جب انہوں نے سلام پھیر دیا تو نماز نہیں ہوئی(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مقیم مسبوق مسافر امام کے پیچھے بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(سوال) زید مسافر ہے عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھ کر قعدہ پر بیٹھا ہوا تھا ایک شخص مقیم تشہد میں شریک ہو گیا اب یہ شخص کون سی رکعتیں پہلے پڑھے گا؟ فاتحہ والی یا فاتحہ سورت والی؟

(جواب ۶۷۳) جب کہ کوئی مقیم شخص چار رکعت والی نماز میں امام مسافر کے پیچھے قعدہ میں شریک ہو تو وہ مسبوق بھی ہے اور لاحق بھی اور اس کو چار رکعتیں پڑھنی ہیں پہلے وہ دو رکعتیں پڑھے جن میں لاحق ہے

---

(۱) واللاحق من فاتته الركعات كلها او بعضها لكن بعد اقتدائه بعذر [illegible] المسبوق [illegible] في ركوع وسجود فانه يقضي ركعة [illegible] بعد [illegible] فانه حكمه حكم المسبوق ثم يتبع امامه [illegible] ولا يعيد [illegible] بلا قراءة [illegible] (شرح باب الامامة ۱/۵۹۴ ط سعید)

یعنی آخروالی ان میں نہ فاتحہ پڑھے نہ سورت کیونکہ ان رکعتوں میں وہ حکماً امام کے پیچھے ہے پھر وہ رکعتیں پڑھے جن میں مسبوق ہے یعنی پہلی دو رکعتیں ان میں فاتحہ اور سورت دونوں پڑھے(۱) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' مدرسہ امینیہ دہلی

مغرب کے قعدہ اولی میں شریک ہونے والے کے لئے کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص مغرب کی نماز ادا کرنے جماعت میں اس وقت شامل ہوا جب کہ امام دوسری رکعت میں بیٹھ کر التحیات پڑھ رہا تھا اب مقتدی جو جماعت میں شامل ہوا ہے اس کو امام کی تابع داری کرنی لازم ہے تو دو مرتبہ جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے اس نے التحیات پڑھ لی اور پھر اپنی پوری نمازی کرنے کو دو مرتبہ اس و التحیات پھر پڑھنی لازم ہے یا جماعت میں جب مقتدی شامل ہوگا تو اس کو خاموش بیٹھنا ہوگا۔

المستفتی نمبر ۲۴۸ محمد صالحین صدر بازار دہلی ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۷۴) ہاں جب کہ نماز مغرب کی دوسری رکعت کے قعدہ میں امام کے ساتھ شریک ہو تو اس کو چار مرتبہ التحیات پڑھنی ہوتی ہے اور اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے چاروں مرتبہ التحیات پڑھنی چاہئے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مقتدی کا درمیان نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو کس طرح کرے؟

(سوال) اگر ایک شخص جماعت میں پچھلی دو رکعتوں میں شامل ہوتا ہے تو اس کی یہ رکعتیں بھری ہوں گی یا خالی؟ المستفتی نمبر ۲۴۹ شہباز خاں (ضلع کرنال) ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۷۵) پچھلی دو رکعتیں جو امام کے ساتھ پڑھی ہیں یہ خالی ہوئیں جب اپنی دو رکعتیں پوری کرنے لگے تو ان کو بھری پڑھے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

آخری دو رکعت پانے والا بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(سوال) ایک شخص صف اول میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے دو رکعت نماز ادا کر چکا ہے دو رکعت

---

(۱) واللاحق من فاتته الركعات كلها او بعضها ... مقيم ائتم بمسافر ... حكمه حكم المؤتم فلا يأتي بقراءة ويبدأ بقضاء ما فاته عكس المسبوق (تنوير وشرحه) هذا بيان للقسم الرابع وهو المسبوق اللاحق ... ثم يصلي الركعة التي سبق بها بقراءة الفاتحة و سورة (رد المحتار' باب الإمامة ۱/ ۵۹۴ ط سعید)

(۲) ومنها انه يقضي اول صلاته في حق القراءة وآخرها في حق التشهد حتى لو ادرك ركعة من المغرب قضى ركعتين و فصل بقعدة فيكون ثلاث قعدات (عالمگیریہ' باب الجماعة فصل في المسبوق و اللاحق ۱/ ۹۱ ط ماجدیہ)

(۳) والمسبوق من سبقه الإمام بها او ببعضها وهو منفرد حتى يثني ويتعوذ و يقرأ وإن قرأ مع الإمام لعدم الاعتداد بها لكراهتها ... فيما يقضيه ... ويقضي اول صلاته في حق قراءة وآخرها في حق تشهد الخ (التنوير و شرحه باب الإمامة ۱/ ۵۹۶ ط سعید)

پڑھنے کے بعد اس کا وضو ٹوٹ گیا۔ اب وہ نماز میں سے نکل کر کس طرح وضو کرے اور نماز پوری کرے، جو دو رکعت امام کے ساتھ ادا کر چکا ہے وہ دوبارہ اس کو پڑھنی پڑیں گی یا وضو کرنے کے بعد بقیہ دو رکعت ادا کر لے اور جس جگہ سے یہ مقتدی وضو کے لئے جائے اس جگہ دوسرا مقتدی کھڑا ہو سکتا ہے یا وہی مقتدی وضو کر کے صفوں کے اندر گھس کر اپنی جگہ پہنچ کر نماز پوری کرے۔

المستفتی نمبر ۵۱۹ عبدالغنی (دہلی) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۶۷۶) یہ شخص وضو ٹوٹ جانے کے بعد پیچھے کی صفوں کو شق کرتا ہوا وضو کرنے کے لئے نکل جائے اور وضو کر لینے کے بعد اگر امام نماز سے فارغ نہ ہوا ہو تو اس مقتدی پر لازم ہے کہ اپنی جگہ پر آ کر باقی ماندہ نماز کو ادا کرے بشرطیکہ وضو کی جگہ سے متصل و قریب کوئی مانع اقتداء کا موجود ہو ورنہ اس کو اختیار ہو گا کہ وضو کی جگہ سے متصل باقی ماندہ نماز کو ادا کرے یا پہلی جگہ پر جا کر باقی ماندہ نماز پڑھے۔ (ویتم صلوته ثمه) وهو اولى تقليلا للمشى (او يعود الى مكانه) ليتحد مكانها (كمنفرد) فانه مخير وهذا كله (ان فرغ خليفته والا عاد الى مكانه) حتما لو بينهما ما يمنع الاقتداء (كالمقتدى اذا سبقه الحدث) الخ (تنوير الابصار على هامش رد المحتار و درمختار) (۱) فقط واللہ اعلم۔
حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ الجواب صحیح محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

مسبوق بقیہ نماز میں قراءت کرے یا نہیں؟

(سوال) نماز جماعت ہو رہی ہے اگر کوئی آدمی بعد کو آیا اور اس کو تین رکعت ملی یا دو ملیں یا وہ نہیں ملی یا چار میں ایک رکعت ملی تو بقایا رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھے؟

المستفتی نمبر ۹۷۷ محمد رفیق سوداگر چرم (ضلع میدنی پور) یکم ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۷۷) ہاں مسبوق اپنی نماز کی رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھے اور اس کی ترتیب وہ ہے جو اپنی اکیلی نماز کی ہے (۲)

مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) مسبوق اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۴۱ مولوی عبدالقدوس امام مسجد (دہلی)
۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۷ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۷۸) فوراً کھڑا ہو کر اپنی نماز پوری کرے اور اگر سلام امام کے بعد پھیرا ہے تو سجدہ سہو

---

(۱) (باب الاستخلاف ۱/۶۰۶ ط سعيد)

(۲) ويقضي أول صلاته في حق القراءة وآخرها في حق التشهد (الدر المختار، باب الامامة ۱/۵۹۶ ط سعيد)

۵ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کسی وجہ سے دوبارہ نماز پڑھی جائے تو مسبوق کے لئے کیا حکم ہے؟

(سوال) اگر نماز کا کسی واجب یا سنت کے ترک پر اعادہ کیا جائے تو مسبوق کا کیا حکم ہے؟ کیا وہ اپنی باقی رکعت پوری کر کے جماعت میں شریک ہو یا سلام پھیر کر شامل ہو جائے؟

المستفتی نمبر ۱۳۶۹ محمد یونس صاحب (متھرا) ۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۷۹) سنت یا واجب کے ترک پر اعادہ کیا جائے تو مسبوق اپنی نماز پوری کرے اور اعادہ والی نماز میں اپنی نماز پوری کر کے شریک ہو(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

(۱) مسبوق سجدہ سہو میں امام کی متابعت کرے

(۲) مسبوق نے عمداً یا سہواً امام کے ساتھ سلام میں متابعت کی تو کیا حکم ہے؟

(۳) مسبوق امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے

(۴) مسبوق نے عمداً یا سہواً امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال) (۱) مسبوق سجدہ سہو کے سلام میں اپنے امام کی متابعت کرے یا نہیں؟

(۲) اگر متابعت نہ کرنی چاہئے تھی اور پھر (الف) اگر عمداً متابعت کرے تو کیا حکم ہے؟

(ب) اگر سہواً متابعت کرے تو کیا مسبوق کو اپنی نماز کے ختم پر سجدہ سہو کرنا پڑے گا یا نہیں؟

(۳) جب امام نماز کے ختم پر نماز سے فارغ ہونے کا سلام پھیرے تو مسبوق بھی امام کے ساتھ سلام پھیرے یا نہیں؟

(۴) اگر اس صورت میں مسبوق کو امام کے ساتھ سلام نہ پھیرنا چاہئے تھا اور پھر اگر (الف) کسی مسبوق نے امام کے ساتھ عمداً سلام پھیر دیا یعنی اس کو یاد تھا کہ مجھ کو ابھی اپنی باقی نماز ادا کرنی ہے تو اس مسبوق کی نماز فاسد ہوئی یا نہیں (ب) اپنی باقی نماز کی ادائیگی یاد نہیں تھی اور بھول سے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوئی یا نہیں اگر فاسد نہ ہوئی اور نماز صحیح رہتی ہو تو کیا اس مسبوق کو اپنی نماز کے ختم پر سجدہ سہو کرنا پڑے گا یا نہیں؟ اگر سجدہ سہو کرنا پڑے گا تو کس صورت میں اور اگر سجدہ سہو نہ کرنا پڑے گا تو کس صورت

---

(۱) والمسبوق يسجد مع امامه مطلقا ثم يقضي ما فاته (الدر المختار) وفي الشامية فلو سلم الامام قام الى القضاء فان سلم فان كان عامدا فسدت والا لا ولا سجود عليه ان سلم سهوا قبل الامام او معه وان سلم بعده لزمه لكونه منفردا حينئذ الخ (باب سجود السهو ۲/ ۸۲ ط سعيد)

(۲) وإذا ظهر حدث امامه وكذا كل مفسد في رأي مقتد بطلت فيلزم اعادتها لتضمنها صلاة المؤتم صحة وفسادا كما يلزم الامام اخبار القوم اذا امهم وهو محدث او جنب او فاقد شرط او ركن (الدر المختار مع تنوير الابصار وشرحه باب الامامة ۱/ ۵۹۱ ط سعيد)

ہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۱۳ حافظ محمد عثمان صاحب سوداگر عینک و چشمہ چاندنی چوک دہلی

۲۷ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۸۰) مسبوق سجدہ سہو ادا کرنے میں تو امام کی متابعت کرے یعنی سجدہ سہو امام کے ساتھ کرے مگر سلام میں متابعت نہ کرے یعنی مسبوق بغیر سلام پھیرے امام کے ساتھ سجدہ میں چلا جائے۔ لان المسبوق انما یتابع الامام فی السہو ای فی سجدۃ السہو بان یسجد هو دون السلام بل ینتظر الامام حتی یسلم فیسجد فیتابعه فی سجود السهو لا فی سلامه (۱)

(۲) اگر مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو :-

(الف) اگر قصداً سلام پھیرا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔ وان سلم فان کان عامدا تفسد صلوته (۲)

(ب) اور اگر سہواً سلام پھیرا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی وان کان ساهیا لا تفسد (۳) اور سجدہ سہو بھی اپنی نماز کے آخر میں لازم نہ ہوگا۔ ولا سهو علیه لانه مقتد و سهو المقتدی باطل انتهی (۴) (هکذا کله فی البدائع) ص ۱۷۶ ج ۱

(۳) جب امام نماز ختم کرنے کا سلام پھیرے اس سلام میں بھی مسبوق امام کی متابعت نہ کرے۔ ولا یسلم اذا سلم الامام (ای للخروج عن الصلوۃ) لان هذا السلام للخروج عن الصلوۃ وقد بقی علیه ارکان الصلوۃ (۵)

(۴) اگر اس آخری سلام میں مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو :-

(الف) اگر قصداً بات یاد رکھتے ہوئے کہ میری نماز باقی ہے سلام پھیرا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ فاذا سلم مع الامام فان کان ذاکرا لما علیه من القضاء فسدت صلوته لانه سلام عمد (۶)

(ب) اور اگر یہ بات یاد نہ تھی اور سہواً سلام پھیر دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ وان لم یکن ذاکرا له لا تفسد لانه سلام سهو فلم یخرجه عن الصلوۃ (۷) اور یہ سلام جو سہواً پھیر گیا مفسد نماز تو نہیں لیکن یہ سلام امام کے سلام سے پہلے یا اس کے ساتھ ساتھ واقع ہوا ہے تو مسبوق پر اپنی نماز کے آخر میں اس سہو کی وجہ سے بھی سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا اور اگر امام کے سلام کے بعد اس نے سلام پھیرا تو اپنی نماز کے آخر میں اس پر اس سہو کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوگا۔ وهل یلزمه سجود السهو لاجل سلامه ینظر ان سلم فی تسلیم الامام او سلما معا لا یلزمه لان سهوه سهو المقتدی و سهو المقتدی تعطل وان سلم بعد

---

(۱) فصل فی بیان من یجب علیه سجود السهو ۱/ ۱۷۶ ط سعید

(۲) (--------)

(۳) (--------)

(۴) (--------)

(۵) (--------)

(۶) (--------)

(۷) (--------)

سليم الامام لزمه لان سهوه سهو المفرد فيقضي مافاته ثم يسجد للسهو في آخر صلوته انتهى (هذا كله في البدائع ، ص ۱۷۶ ط ج ۱)[1] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسبوق بقیہ نماز پڑھنے کے لئے کب کھڑا ہو؟

(سوال) بکر جمعہ میں جماعت میں شریک ہوا ایک رکعت امام پڑھ چکا تھا امام جب پہلا سلام پھیرے تب رکعت پوری کرنے کے لئے اٹھے یا جب دوسرا سلام پھیرے اس وقت کھڑا ہو؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۶۸۱) دوسرا سلام امام شروع کردے تو کھڑا ہو کیونکہ پہلے سلام کے بعد ممکن ہے کہ امام سجدہ سہو کرے تو کھڑے ہونے والے کو سجدہ سہو کے لئے واپس آنا ہوگا۔[2] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مغرب کی ایک رکعت پانے والا بقیہ رکعتوں میں قراءت کرے

(سوال) مغرب کی آخری رکعت امام کے ساتھ ادا کی۔ بقیہ دو رکعتوں کو جہراً پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلی

(جواب ۶۸۲) مغرب کی ایک رکعت امام کے ساتھ پانے والا بقیہ دو رکعتیں جہری پڑھے۔[3]

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

تکبیر تحریمہ رکوع میں جاکر ختم کی تو نماز نہیں ہوئی

(سوال) اگر کوئی امام کو رکوع میں پائے اور تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے رکوع میں چلا جائے اور تکبیر تحریمہ حالت رکوع (نہ حالت قیام) ختم کرے تو یہ شخص نماز میں شامل ہوگیا یا نہیں اور اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۳۹ ولی محمد صاحب کاٹھیاواڑ۔ ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۸۳) اگر تکبیر تحریمہ حالت قیام ختم نہ ہو تو اس کا نماز میں شمول صحیح نہیں ہوا۔ **فلو ادرك الامام راكعا فكبر منحنيا لم تصح تحريمته** (شامی)[4] (نقلاً بالمعنی) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

---

(۱) (فصل في بيان من يجب عليه سجود السهو ۱/ ۱۷۶ ط سعيد)

(۲) وينبغي ان ينتظر المسبوق حتى يفهم انه لا سهو على الامام (درمختار) اي لا يقوم بعد التسليمة او التسليمتين بل ينتظر فراغ الامام بعدهما [illegible] في تحقيقه وليس هذا السلام بل المقصود ما يفهم ان لا سهو على الامام او يوجد له ما يقطع حرمة الصلاة الخ (رد المحتار باب الإمامة ۱/ ۵۹۷ ط سعيد)

(۳) ولو ادرك ركعة من المغرب قضى ركعتين وفصل بقعدة فيكون بثلث قعدات وقرأ في كل فاتحة وسورة (عالمگيرية الفصل السابع في المسبوق واللاحق ۱/ ۹۱ ط ماجديه)

(۴) (الدر المختار باب صفة الصلاة ۱/ ۴۸۰ ط سعيد)

مسبوق کے تکبیر تحریمہ کہتے ہی امام نے سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) ایک مسبوق نے امام کو نماز میں کسی حالت میں پایا کہ امام قعدہ اخیرہ میں بیٹھا ہوا تھا مسبوق نے اللہ اکبر تکبیر تحریمہ کہا اور امام نے سلام پھیر دیا مسبوق قعدہ میں امام کے ساتھ بیٹھنے نہیں پایا تو مسبوق کی تکبیر تحریمہ پر اپنی نماز پوری کرے یا سیدھا کھڑا ہو کر پھر تکبیر تحریمہ کہے۔

المستفتی نمبر ۲۷۶۸ مولوی شاہ دوراں خاں۔ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۶۲ھ م ۲۷ جون ۱۹۴۳ء

(جواب ۶۸۴) جب مسبوق مقتدی نے امام کے سلام سے پہلے امام کی نماز میں شریک ہونے کی نیت سے تکبیر تحریمہ کہہ دی تو وہ امام کی نماز میں داخل ہوگیا صحت اقتداء کے لئے تحریمہ بہ نیت اقتدا کہنا کافی ہے اقتدا کی صحت صرف نیت اقتدا کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہنے سے ہوجاتی ہے۔ نیة المؤتم الاقتداء (درمختار) ای الاقتداء بالامام او الاقتداء به فی صلاته او الشروع فیها او الدخول فیها الی قوله وشرط النیة ان تکون مقارنة للتحریمة (رد المحتار) وفی باب ادراک الفریضة فاذا کبر قائما ینوی الشروع فی صلوة الامام تنقطع الاولی فی ضمن شروعه فی صلوة الامام (رد المحتار) پس اگر مقتدی کے تکبیر کہنے کے بعد امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی اسی تحریمہ سے مسبوق کی طرح نماز ادا کرے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

جس مقتدی کا امام کے پیچھے رکوع رہ جائے

(سوال) مقتدی نے امام کے ساتھ رکوع کی تکبیر نہیں کہی اور رکوع فوت ہو گیا پھر رکوع کر کے امام کے ساتھ فعل میں شریک ہوا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۸۵ عبد الحمید شاہجہانپور مورخہ ۲ رجب ۱۹۴۳ء

(جواب ۶۸۵) اگر امام کے رکوع کی تکبیر نہیں کہی اور رکوع امام کے ساتھ نہیں کیا پھر رکوع کر کے امام کے ساتھ رکعت میں شریک ہو گیا تو نماز ہو گئی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

دو رکعت پانے والا بقیہ نماز میں قرأت کرے

(الجمعیۃ مورخہ یکم جون ۱۹۳۴ء)

(سوال) ایک شخص نماز باجماعت میں آخری دو رکعت میں شریک ہوا اب باقی دو رکعتیں سورت فا

---

(۱) باب الامامۃ ۱ / ۵۵۰ ط سعید

(۲) (۲ / ۵۲ ط سعید)

(۳) واللاحق من فاتته الرکعات کلها او بعضها لکن بعد اقتدائه بعذر بان سبق امامه فی رکوع و سجود ویبدأ بقضاء ما فاته عکس المسبوق ثم یتابع امامه (تنویر و شرحه باب الامامة ۱ / ۵۹۴ ط سعید)

پڑھے یا بغیر سورت کے؟

(جواب ۶۸۶) جس شخص کو جماعت میں آخری دو رکعتیں ملیں اور امام کے سلام کے بعد وہ اپنی دو رکعتیں پوری کرنے کھڑا ہو تو اس کو ان رکعتوں میں فاتحہ اور سورت دونوں پڑھنا چاہیے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

جماعت کی ایک رکعت پانے والا بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۷ء)

(سوال) جماعت میں آخری ایک رکعت ملی۔ اب پچھلی تین رکعت میں سے کونسی رکعت میں قرأت پڑھے؟

(جواب ۶۸۷) چار رکعت والی نماز کی جماعت میں آخری رکعت ملی تو امام کے ساتھ سلام کے بعد تین رکعتوں میں سے پہلی دو رکعتوں میں (جن کے درمیان قعدہ بھی کرے گا) قرأت کرے۔(۲) محمد کفایت اللہ

بیسواں باب
قنوت نازلہ

نماز فجر میں قنوت نازلہ کا حکم

(سوال) ایک مسجد میں امام صبح کی نماز میں مداومت کے ساتھ قنوت نازلہ پڑھتا ہے اور حنفی ہوتے ہوئے باوجود ہاتھ چھوڑ کر پڑھتا ہے کیا قنوت ہمیشہ پڑھنا جائز ہے کیا حنفی امام کا ہاتھ چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے؟ کیا بعض مقتدیوں کا ہاتھ چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے؟ **المستفتی** مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۶۸۸) قنوت نازلہ کسی سخت مصیبت عامہ کے وقت پڑھی جاتی ہے اگر امام کے نزدیک کوئی ایسی مصیبت عامہ باقی ہے تو وہ قنوت نازلہ پڑھ سکتا ہے(۳) اور ہاتھ باندھنا اولیٰ ہے تاہم اس سے جھگڑا کرنا اچھا نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

قنوت نازلہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) قنوت نازلہ جو حادثات کے مواقع پر پڑھی جاتی ہے اور آج کل بھی اکثر مسجد میں پڑھی جا رہی

---

(۱) والمسبوق من سبقه الإمام بها أو ببعضها، وهو منفرد حتى يثني ويتعوذ ويقرأ ... فيما يقضيه ... أول صلاته في حق قراءة وآخرها في حق تشهد الخ (التنوير وشرحه، باب الإمامة ۱/ ۵۹۶ ط سعيد)

(۲) ويقضي أول صلاته في حق قراءة وآخرها في حق تشهد الخ

(۳) قال أبو جعفر الطحاوي: إنما لا يقنت عندنا في صلاة الفجر من غير بلية، فإن وقعت فتنة أو بلية فلا بأس به فعله رسول الله ﷺ الخ (رد المحتار، باب الوتر والنوافل، مطلب في قنوت النازلة ۲/ ۱۱ ط سعيد)

ہے زید کہتا ہے کہ قنوت نازلہ اب نہیں پڑھنی چاہئے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے قنوت پڑھی۔ پھر خدا پاک نے لیس لک من الامر شئی آیت نازل فرما کر منع کر دیا تو آپ نے پڑھنی چھوڑ دی۔ ثبوت میں زید ابو مالک اشجعی کی حدیث پیش کرتا ہے۔ عن ابی مالک الاشجعی قال قلت لابی یا ابت قد صلیت خلف رسول اللہ ﷺ وابی بکر و عمر و عثمان و علی ھھنا بالکوفۃ نحوا من خمس سنین اکانوا یقنتون قال ای بنی محدث رواہ الترمذی (۱) والنسائی و ابن ماجۃ۔ اس کے علاوہ بڑے بڑے حادثات ہوئے حضرت حسنین کا حضرت عثمان ذوالنورین کا اور بھی شہید ہوئے کسی نے قنوت نازلہ نہیں پڑھی۔ المستفتی نمبر ۲۹۷۲ محمود علی نور الحسن۔ دہلی۔ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۶۲ھ م یکم جولائی ۱۹۴۳ء

(جواب ۶۸۹) قنوت نازلہ رسول اللہ ﷺ نے پڑھی اور خلفائے راشدین نے حضور اکرم ﷺ کے بعد پڑھی ہے اس سے ثابت ہے کہ قنوت نازلہ ممنوع یا منسوخ نہیں ہوئی آیہ کریمہ لیس لک من الامر شئی کے نزول سے قنوت نازلہ کی ممانعت نہیں ہوئی آنحضرت ﷺ نے قنوت نازلہ میں بعض کفار کے نام لے کر بددعا کی تھی اس کی ممانعت ہوئی تھی کہ مخصوص طور پر کسی کا نام لے کر بددعا نہ کی جائے بخاری شریف (۲) میں یہ روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں انہ سمع رسول اللہ ﷺ اذا رفع راسہ من الرکوع فی الرکعۃ الاخرۃ من الفجر یقول اللھم العن فلانا و فلانا بعد ما یقول سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد فانزل اللہ لیس لک من الامر شئی الی قولہ فانھم ظالمون (ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے سنا کہ حضور ﷺ جب فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کے بعد کہتے یا اللہ فلاں اور فلاں اور فلاں شخص کو لعنت کر تو یہ آیت اتری۔ بخاری کی دوسری روایت میں ان لوگوں کے نام بھی مذکور ہیں جن کے لئے بددعا فرماتے تھے کہ وہ صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام تھے اور اخیر میں یہ تینوں ایمان لے آئے تھے شاید اسی لئے حق تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کسی کا نام لے کر بددعا کرنے کی ممانعت فرمائی تھی اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے کسی کا نام لے کر قنوت میں بددعا نہیں کی کسی کافر قوم کے لئے یا عموماً کافروں کے لئے بددعا کرنی منع نہیں ہے ایسی بددعا تو قرآن مجید میں موجود ہے لا لعنۃ اللہ علی الظلمین اور حضرت ابو مالک اشجعیؓ کی روایت قنوت نازلہ کے متعلق نہیں ہے وہ تو نماز فجر میں دوامی قنوت کے متعلق ہے وہ بے شک جمہور کے نزدیک بدعت ہے قنوت نازلہ کا ثبوت آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین سے ہے اس کو بدعت کیسے کہا جا سکتا ہے۔ حضور ﷺ سے ثبوت تو بخاری کی روایتوں میں ہے جس میں سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت اوپر بیان کی جا چکی ہے اور خلفائے راشدین سے متعلق فتح القدیر میں حافظ ابن ہمامؒ نے ذکر کیا ہے۔ فقد روی عن

---

(۱) (مشکوٰۃ باب القنوت الفصل الثانی ص ۱۱۴ ط سعید)

(۲) (باب قولہ لیس لک من الامر شئی ۲ / ۶۵۵ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) وعن حنظلۃ بن ابی سفیان سمعت سالم بن عبداللہ یقول کان رسول اللہ ﷺ یدعو علی صفوان بن امیۃ و سہیل بن عمرو والحارث بن ہشام الحدیث (غزوۃ احد باب لیس لک من الامر شئی ۲ / ۶۵۵ ط قدیمی)

صدیقؓ انه قنت عند محاربة الصحابة مسیلمة و عند محاربة اهل الکتاب و کذلک قنت عمر و کذا علی فی محاربة معاویة و معاویة فی محاربته (۱) اور نیل الاوطار میں ہے۔ عن ابی رافع ان النبی ﷺ وابا بکر و عمر و عثمان و علیا قنتوا بعد الرکوع (۲) یہ قنوت نازلہ کا بیان ہے اور خلفائے راشدین نے جب حضور اکرم ﷺ کے بعد قنوت نازلہ پڑھی تو ثابت ہوا کہ قنوت نازلہ منسوخ نہیں ہے نیل الاوطار میں قنوت نازلہ فجر کی نماز میں پڑھنے کا جواز خلفائے راشدین اربعہ اور بہت سے صحابہ کرامؓ سے نقل کیا ہے لہذا یہ جواز صحیح اور ثابت اور قابل عمل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) قنوت نازلہ میں بادشاہ کا حاضر ہونا ضروری نہیں
(۲) جواب دیگر

(سوال) ایک شخص کہتا ہے کہ قنوت نازلہ ائمہ مساجد کو پڑھنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ امام سے مراد خلیفۃ المسلمین ہے جیسا کہ فعل رسول اللہ ﷺ اور عمل خلفائے راشدینؓ سے ثابت ہوتا ہے اور اسی قول کی روایت فقہیہ قنت الامام سے تائید بھی ہوتی ہے کیونکہ امام کا لفظ مشترک ہے جس میں تصریح مع حوالہ عمل غیر خلیفہ کی ضرورت ہے۔

المستفتی نمبر ۲۷۷۵ غلام محمد امام مسجد قادر پوراں ضلع ملتان۔ ۶ شوال ۱۳۶۲ھ

(جواب ۶۹۰) قنت الامام میں امام سے مراد خلیفۃ الاسلام امیر المومنین نہیں ہے بلکہ امام جماعت مراد ہے اس کی دلیل یہ ہے جو شامی میں مذکور ہے۔ وظاهر تقييدهم بالامام انه لا يقنت المنفرد وهل المقتدى مثله ام لا (۳) یعنی فقہ کی روایت میں قنوت کو امام کے ساتھ اس لئے مقید کیا گیا ہے کہ منفرد قنوت نازلہ نہ پڑھے اور آیا مقتدی بھی اسی طرح یعنی منفرد کے مثل ہے یا نہیں؟ دیکھئے لفظ امام کو منفرد اور مقتدی کو مقابل سمجھا ہے نہ خلیفۃ المسلمین کے معنی میں ورنہ یوں کہتے کہ خلیفۃ المسلمین کے علاوہ کوئی نہ پڑھے اور پھر مقتدی کے لئے قنوت پڑھنے کو ترجیح دی ہے جب کہ امام سرا پڑھے اور امام جہر سے پڑھے تو مقتدی آمین کہتا رہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(جواب دیگر ۶۹۱) قنوت نازلہ کسی مصیبت کے دفعیہ کے لئے پڑھنا جائز ہے۔ وہ فجر کی نماز میں رکوع کے بعد کھڑے ہو کر پڑھی جاتی ہے مگر اس میں امام اور مقتدیوں کو ہاتھ چھوڑے رکھنا یا باندھنا بہتر ہے ہاتھ اٹھا کر پڑھنا یا آمین بجہر کہنا بہتر نہیں ہے مگر ناجائز بھی نہیں ہے۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) (فتح القدیر باب صلاۃ الوتر ۱ / ۴۳۴ ط مصر) (۲) (باب القنوت ۸ / ۸۳ ط مکتبہ التراث الاسلامی حلب)

(۳) (باب الوتر والنوافل مطلب فی قنوت النازلة ۲ / ۱۱ ط سعید) (۴) قال فی الصحاح: والنازلة الشديدة من شدائد الدهر ولا شك ان الطاعون من اشد النوازل (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی قنوت النازلة ۲ / ۱۱ ط سعید)

(۵) انما لا يقنت عندنا فی صلاة الفجر من غير بلية ... والذی يظهر لی ان المقتدی يتابع امامه الا اذا جهر فيؤمن وانه يقنت بعد الركوع لا قبله الخ (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی قنوت النازلة ۲ / ۱۱ ط سعید)

(۱) قنوت نازلہ پڑھنے کا طریقہ

(۲) جواب دیگر

(سوال) آج کل جو روز افزوں مصائب مسلمانوں پر آ رہے ہیں ان کے دفعیہ کے لئے نماز میں قنوت نازلہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اس کا طریقہ اور دعائے قنوت بھی تحریر فرمادیں؟

المستفتی محمد عبدالرؤف جگن پوری متعلم مدرسہ امینیہ شاہی مسجد دہلی۔ ۲۴ جمادی الاخری ۱۳۳۸ھ

(جواب ۶۹۲) اس وقت کہ دنیا کی واحد اسلامی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے اور صدیوں کی قائم شدہ اسلامی حکومت کو سرزمین یورپ سے مٹا دینے کی تجویزیں ہو رہی ہیں یورپ کی خود غرض اور متعصب مسیحی حکومتیں جلالت مآب خلیفۃ المسلمین سلطان المعظم کو مستقر خلافت (قسطنطنیہ) سے نکال دینے اور خلافت اسلامیہ کا اقتدار مٹا دینے کی کوششیں کر رہی ہیں اسلام اور مسلمانوں کے دشمن مسیحی پادری اور بشپ مذہبی تعصب سے دیوانے ہو کر عیسائی آبادی کو خلیفۃ المسلمین کے خلاف بھڑکا رہے ہیں انصاف اور انسانیت اور آزادی اور سچائی کا خون کرنے پر آمادہ ہیں تو ظاہر ہے کہ اسلامی سلطنت اور خلافت اسلامیہ کی وقعت اور اسلام اور اہل اسلام کی عزت کا خدا تعالیٰ ہی محافظ ہے۔ یہ وقت مسلمانوں کے لئے شدید ترین مصیبت کا وقت ہے ہر شخص جس کے سینے میں منصف دل ہے اور دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے خون کے آنسو روتا ہے عورتیں اور بچے تک بے قرار ہیں نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام عالم کے مسلمانوں میں ایک تلاطم برپا ہے اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس موقع کی نزاکت اور اہمیت کو پورے طور سے سمجھیں اور آپس کے بغض اور کینوں حسد اور مناقشوں غیبتوں اور عیب جوئیوں کو قطعاً ترک کر دیں باہمی اختلافات کو بھول جائیں اور اپنے فرض کو محسوس کریں۔ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضامندی حاصل کرنے اور اسلام کی مدد کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور حقیقی شہنشاہ رب العالمین احکم الحاکمین کی مقدس بارگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کریں۔ اور سچے دل سے رو رو کر مقامات مقدسہ اور جزیرۃ العرب کے غیر مسلموں سے پاک رہنے اور خلافت اسلامیہ کے اقتدار اور اسلامی سلطنت کی عزت قائم رہنے کی دعا مانگیں جہری نمازوں کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد قومہ میں قنوت نازلہ پڑھیں امام زور سے قنوت پڑھے اور مقتدی آہستہ آہستہ آمین کہتے جائیں۔ ہاتھ بندھے رکھیں قنوت نازلہ کے الفاظ یہ ہیں

اللهم اهدنا فيمن هديت وعافنا فيمن عافيت وتولنا فيمن توليت وبارك لنا فيما اعطيت وقنا شر ما قضيت فانك تقضي ولا يقضى عليك وانه لا يذل من واليت ولا يعز من عاديت تباركت ربنا وتعاليت ونستغفرك ونتوب اليك وصلى الله على النبي الكريم اللهم اغفر لنا وللمؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات والف بين قلوبهم واصلح ذات بينهم

---

(۱) [illegible] وقعت نازلة قنت الامام في الصلاة الجهرية [illegible] وانه يقنت بعد الركوع لا قبله (رد المحتار، باب الوتر والنوافل، مطلب في قنوت النازلة ۲ / ۱۱ ط سعيد)

وانصرنا على عدوك وعدوهم اللهم العن الكفرة الذين يصدون عن سبيلك ويكذبون رسلك ويقاتلون اولياءك اللهم خالف بين كلمتهم وزلزل اقدامهم وانزل بهم باسك الذى لا ترده عن القوم المجرمين۔ (۱)

کتبہ محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ ۲۴ جمادی الاخری ۱۳۳۸ھ

(جواب دیگر ۶۹۳) حوادث اور مصائب کے پیش آنے پر حنفیہ کے نزدیک بھی فرائض میں قنوت پڑھنا مسنون کہا ہے اور اس مصیبت سے بڑھ کر مسلمانوں پر اور کیا آفت ہوگی جو آج کل جنگ بلقان سے پیش آرہی ہے تمام مسلمان خدائے پاک کی جناب میں گریہ وزاری کریں اور فجر کی نماز میں آخری رکعت کے رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھیں اور اپنے بھائی بلقانیوں کی عزت و وقار کے لئے اور ان کی مصیبت سے نجات پانے کی دعا مانگیں اور جہاں تک ممکن ہو مجروحین و یتامیٰ اور بیواؤں کی امداد و اعانت کے لئے چندہ بھیجیں طریقہ قنوت کا یہ ہے کہ امام دوسری رکعت کے رکوع کے بعد قومے میں یہ دعا پڑھے

(یہاں مذکورہ بالا الفاظ دعائے قنوت کے درج ہیں)

اگر مقتدیوں کو یاد ہو تو بہتر ہے کہ امام اور مقتدی سب آہستہ آہستہ پڑھیں اور مقتدی نہ پڑھ سکیں تو بہتر ہے کہ امام زور سے یہ دعا پڑھے اور مقتدی آہستہ آہستہ آمین کہتے رہیں امام اور مقتدی دونوں ہاتھ باندھے رہیں۔(۲) کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب صحیح ضیاء الدین احمد۔ الجواب صواب بندہ محمد قاسم عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی الجواب بندہ ضیاء الحق عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد حسین عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (مہر) یعقوب ابراہیم۔ (مہر) ابو محمد عبدالحق۔ (مہر) محمد یوسف الرحمن۔ الجواب صحیح محمد عبدالرشید مہتمم مدرسہ نعمانیہ دہلی۔ (مہر) ابوالحسن سید محمد لطف حسین۔ الجواب صحیح محمد کرامت اللہ عفی عنہ۔ (مہر) عبدالاحد [illegible] پوری۔ (مہر) سید محمد عبدالسلام عفی عنہ۔ (نوٹ) جو صاحبان مجروحین کے لئے چندہ جمع کرنا چاہیں ان کو چاہئے کہ وہ امداد و اعانت جناب حاجی عبدالغفار صاحب خزانچی ہلال احمر کے نام روانہ کریں۔ (المشتہر از طرف طلبائے مدرسہ امینیہ دہلی)

---

(۱) (حلبی کبیر: صلاۃ الوتر، ص ۴۱۷ - ۴۱۸، ط سہیل اکیڈمی، لاہور)

(۲) (قال الشامی: [illegible] الشديدة من الشدائد [illegible] ولا [illegible] (باب الوتر والنوافل، مطلب في قنوت النازلة ۲/ ۱۱ ط سعید)

(۳) [illegible] رواه الامام ابو حنيفة عن ابن مسعود ان رسول الله ﷺ لم يقنت في الفجر قط الا شهرا واحدا لم ير قبل ذلك ولا بعده وانما قنت شهرا يدعو على قوم من العرب ثم تركه (البحر الرائق، باب الوتر ۲/ ۴۷ ط دار المعرفة بيروت) [illegible] لا يقنت عندنا في صلاة الفجر من غير بلية فان وقعت فتنة او بلية فلا بأس به فعله رسول الله ﷺ [illegible] فيقنت الامام [illegible] بعد الركوع لا قبله [illegible] (باب الوتر والنوافل، مطلب في قنوت النازلة ۲/ ۱۱ ط سعید)

قنوت نازلہ منسوخ نہیں ہوئی

(سوال) قنوت نازلہ جو مصائب کے پیش آنے پر نمازوں میں پڑھی جاتی ہے اس کے متعلق بعض لوگ چند شبہات بیان کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک یہ منسوخ ہے کوئی کہتا ہے کہ صرف فجر کی نماز میں پڑھنی چاہیے کوئی کہتا ہے کہ رکوع سے پہلے پڑھنی چاہیے کوئی کہتا ہے کہ قنوت پڑھتے وقت ہاتھ چھوڑے رکھنا چاہیے۔ ان امور کے متعلق تحقیقی جواب مرحمت فرمائیں

(جواب ۶۹۴) قنوت نازلہ مصیبتوں کے وقت فرض نمازوں میں پڑھنا جائز ہے اور اس کا جواز عموماً جمہور ائمہ اور خصوصاً حنفیہ کے نزدیک منسوخ نہیں ہے بلکہ جب کوئی عام مصیبت پیش آئے تو مصیبت کے زمانہ تک قنوت نازلہ پڑھنا جائز ہے(۱) ہاں قنوت دوامی جو فجر کی نماز میں امام شافعیؒ کے نزدیک مسنون ہے وہ حنفیہ کے نزدیک منسوخ ہے فقہ حنفی کی کتابوں میں جہاں قنوت فجر کو منسوخ کہا ہے اس سے مراد یہی ہے کہ قنوت دوامی فجر کی نماز میں پڑھنا منسوخ ہے قنوت نازلہ کا منسوخ نہ ہونا ان روایات حدیثیہ و فقہیہ سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے۔ عن ابی هريرة قال قنت رسول الله ﷺ فی صلوة العتمة شهرا (الی قوله) قال ابو هريرةؓ واصبح رسول الله ﷺ ذات يوم فلم يدع لهم فذكرت ذلك له فقال وما تراهم قد قدموا (ابوداؤد)(۲) (ترجمہ) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمان قیدیوں کی نجات اور کافروں کی ہلاکت کیلئے ایک مہینہ تک عشاء کی نماز میں قنوت پڑھی (الی قولہ) ابوہریرہ نے فرمایا کہ ایک دن آپ نے دعا نہیں پڑھی تو میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ مسلمان قیدی چھوٹ کر آگئے (....)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کا ایک مہینہ تک قنوت پڑھ کر چھوڑ دینا قنوت کی ضرورت نہ رہنے کی وجہ سے تھا نہ کہ منسوخ ہونے کی وجہ سے۔

عن انس بن مالك ان النبی ﷺ قنت شهرا ثم تركه (ابوداؤد)(۳) (ترجمہ) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مہینہ دعائے قنوت پڑھی پھر چھوڑ دی۔ عن ابن عباس قال قنت رسول الله ﷺ شهرا متتابعا فی الظهر والعصر والمغرب والعشاء وصلوة الصبح فی دبر كل صلوة اذا قال سمع الله لمن حمده من الركعة الآخرة يدعو على احياء من بنی سليم على رعل وذكوان وعصية ويؤمن من خلفه (ابوداؤد)(۴) (ترجمہ) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے متواتر ایک مہینے تک ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازوں میں قنوت پڑھی۔ ہر نماز کے آخر میں جب کہ آخری رکعت میں سمع اللہ لمن حمدہ فرماتے تو بنی سلیم کے قبیلوں رعل ذکوان و عصیہ پر بددعا فرماتے اور مقتدی آمین کہتے رہتے۔ اوانه لعدم وقوع نازلة

---

(۱) إنما لا يقنت عندنا في صلاة الفجر من غير بلية فإن وقعت فتنة أو بلية فلا بأس به فعله رسول الله ﷺ الخ (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب في قنوت النازلة ۲/۱۱ ط سعيد)
(۲) (باب القنوت في الصلاة ۱/۲۰۴ ط سعيد)
(۳) (ايضاً) (۴) (باب القنوت في الصلاة ۱/۲۰۴ ط سعيد)

تستدعی القنوت بعدها فیکون شرعیته مستمرة وهو محمل قنوت من قنت من الصحابة بعد وفاته علیه الصلوة والسلام وهو مذهبنا و علیه الجمهور (کبیری) (۱) (ترجمہ) یہ حضور کا قنوت کو چھوڑنا اس وجہ سے ہوا کہ کوئی ضرورت بعد کو قنوت پڑھنے کی پیش نہ آئی پس قنوت نازلہ کی مشروعیت مستمر ہے اور جن صحابہ نے حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد قنوت پڑھی ان کا پڑھنا اسی پر محمول ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی کے جمہور قائل ہیں۔ قال ابن الهمام فی شرح الهدایة ان هذا ینبئ لنا ان القنوت للنازلة مستمر لم ینسخ (الی قوله) وما ذکرنا من اخبار الخلفاء یفید تقرره لفعلهم ذلک بعده ﷺ (فتح القدیر) (۲) (ترجمہ) ابن ہمام نے فرمایا کہ یہ روایات ہمارے لئے ظاہر کرتا ہے کہ قنوت نازلہ کا جواز مستمر ہے منسوخ نہیں ہوا (الی قولہ) اور خلفائے راشدین کی جو روایتیں ہم نے ذکر کی ہیں ان سے قنوت نازلہ کا منسوخ نہ ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد قنوت نازلہ پڑھی ہے۔ اذا اتفق علماؤنا علی جواز القنوت عند النازلة (مرقاۃ) (۳) (ترجمہ) ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء (علماء حنفیہ) کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی مصیبت کے وقت قنوت نازلہ پڑھنی جائز ہے۔ روی عن ابی بکرؓ انه قنت عند محاربة مسیلمة و کذا قنت عمرؓ و کذا علیؓ و معاویةؓ عند تحاربهما (غنیة المستملی) (۴) (ترجمہ) حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے مسیلمہ کذاب سے جنگ کے زمانے میں دعائے قنوت پڑھی اور اسی طرح حضرت عمرؓ نے بھی پڑھی ہے اور ایسے ہی حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ نے بھی اپنی جنگ کے زمانہ میں دعائے قنوت پڑھی ہے۔

ان روایات سے ثابت ہے کہ قنوت نازلہ ائمہ حنفیہ اور جمہور کے نزدیک جائز ہے اس کا جواز اور مشروعیت مستمر ہے منسوخ نہیں ہے کیونکہ اگر منسوخ ہوتا تو خلفائے راشدین حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد کیوں پڑھتے فتح القدیر، کبیری، عینی شرح ہدایہ، طحاوی، مراقی الفلاح، درمختار، اشباہ و نظائر، بحر الرائق، غایہ شرح نقایہ، مرقاۃ شرح مشکوۃ، ردالمحتار وغیرہ بہت سی کتابوں میں حنفیہ نے قنوت نازلہ کے جواز کی تصریح کی ہے رہی یہ بات کہ حنفیہ کے نزدیک صرف فجر کی نماز میں ہے یا تینوں جہری نمازوں میں یا پانچوں نمازوں میں ؟ تو اس کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ علامہ طحاوی کی عبارت میں صرف فجر کی نماز میں قنوت پڑھنے کا ذکر ہے (۵) اور اسی کو صاحب شامی نے ترجیح دی ہے لیکن علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں صلوۃ

---

(۱) (صلاۃ الوتر ص ٤٢٠ ط سهیل)

(۲) (باب صلاۃ الوتر ١/٤٣٤ ط بیروت' لبنان)

(۳) (باب القنوت ٣/١٧٨ ' ط امدادیه' ملتان)

(٤) (صلاۃ الوتر ص ٤٢٠ ط ' سهیل لاهور) (٥) قال ابو جعفر فقد یجوز ان یکون عنی کان یری القنوت فی صلاۃ الفجر سائر الدهر وقد یجوز ان یکون فعل ذلک فی وقت خاص بمعنی مثل کان فعله عمر من اجله الخ (شرح معانی الآثار باب القنوت فی الفجر وغیره ١/١٧٢ ط سعید) قال ابو جعفر فذهب القوم إلی أثبات القنوت فی صلاۃ الفجر الخ (شرح معانی الآثار باب القنوت فی الفجر وغیره ١/١٦٨ ط سعید)

جہر لکھا ہے اور اسی طرح بحر الرائق و مراقی الفلاح میں شرح نقایہ سے صلوۃ الجہر نقل کیا ہے(۱) اور در مختار میں وقیل فی الصلوات کلها بھی لکھا ہے یعنی کہا گیا ہے کہ تمام نمازوں میں پڑھی جاسکتی ہے اور حدیث میں بھی قنوت کا ذکر مختلف طریقوں سے آیا ہے کسی حدیث میں صرف نماز فجر کا ذکر ہے اور کسی میں نماز عشاء کا اور کسی میں دو تین نمازوں کا اور کسی میں پانچوں نمازوں کا پس صرف نماز فجر میں پڑھنے کی روایت اور جہری نمازوں میں پڑھنے کی روایت تو فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں بھی موجود ہے ان دونوں صورتوں میں تو فقہ حنفی کی رو سے بھی تامل کی گنجائش نہیں رہا پانچوں نمازوں میں پڑھنا تو دیگر ائمہ بموجب حدیث ابن عباسؓ پانچوں نمازوں میں قنوت نازلہ کے جواز کے قائل ہیں اور یہی مطلب ہے در مختار کے اس قول کا وقیل الصلوات کلها مگر ائمہ حنفیہ سے پانچوں نمازوں میں پڑھنے کی کوئی فقہی روایت نہیں ہے جہری نمازوں میں پڑھنے کی فقہی روایتیں یہ ہیں۔ ان نزل بالمسلمین نازلة قنت الامام فی صلوة الجهر وبه قال الاكثرون واحمد الخ (عینی شرح هدایه)(۲) (ترجمہ) اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت آجائے تو جہری نمازوں میں امام قنوت پڑھے یہی اکثر علماء اور امام احمد قائل ہیں۔ وفی الغاية ان نزل بالمسلمین نازلة قنت الامام فی صلوة الجهر وهو قول الثوری واحمد الخ (مراقی الفلاح) (۳) (ترجمہ) غایہ میں ہے کہ اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت آجائے تو امام جہری نمازوں میں قنوت پڑھے امام ثوری اور امام احمدؒ کا یہی قول ہے۔ اسی طرح بحر الرائق و شامی میں بھی منقول ہے۔

رکوع سے پہلے پڑھی جائے یا بعد رکوع؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قنوت نازلہ کو بعد رکوع پڑھنا ہی باعتبار دلیل کے قوی ہے کیونکہ جن روایات حدیث سے قنوت نازلہ کے جواز پر حنفیہ نے استدلال کیا ہے اس میں تصریح ہے کہ یہ قنوت حضور اکرم ﷺ نے رکوع کے بعد پڑھی ہے اسی کو شامی نے رد المحتار میں ترجیح دی ہے اور اسی کو مراقی الفلاح میں اختیار کیا گیا ہے(۴) اور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں نقل کیا ہے۔ قال البیهقی صح انه علیه السلام قنت قبل الرکوع لکن رواة القنوت بعده اکثر واحفظ فهو اولی (مرقاة)(۵) (ترجمہ) علامہ بیہقی نے فرمایا کہ حضور ﷺ سے قبل الرکوع قنوت پڑھنا بھی ثابت ہے لیکن بعد رکوع قنوت کے روایت کرنے والے زیادہ بھی ہیں اور حافظہ کے بھی قوی ہیں پس یہی اولیٰ ہے۔

---

(۱) قنت الامام فی صلاة الجهر كذا فی البحر عن الشمنی فی شرح النقاية مراقی الفلاح باب الوتر ص ۲۲۶ ط مصر

(۲) (باب صلاة الوتر، ۲/ ۵۲۴ ط دار الفكر، بيروت، لبنان)

(۳) (باب الوتر ص ۲۲۶، ط مصر)

(۴) وانه يقنت بعد الركوع لا قبله بدليل ان ما استدل به الشافعی علی قنوت الفجر وفيه التصريح بالقنوت بعد الركوع حمله علماؤنا علی القنوت للنازلة ثم رأيت الشرنبلالی فی مراقی الفلاح الخ (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلة ۲/ ۱۱ ط سعيد)

(۵) (باب القنوت ۳/ ۱۷۸، ط امداديه ملتان)

ہاتھ باندھ لیں یا چھوڑے رکھیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایسے قیام میں جس میں کوئی ذکر مسنون ہو ہاتھ باندھنا سنت ہے اور امام محمد کے نزدیک جس قیام میں قراۃ ہو یعنی قرآن مجید پڑھا جائے اس میں ہاتھ باندھنا مسنون ہے پس جو نماز میں سبحانک اللھم کے ختم تک اور قنوت کے وقت اور نماز جنازہ میں امام محمد کے نزدیک ہاتھ چھوڑے رکھنا چاہیے۔ اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ان سب مواقع میں ہاتھ باندھنا چاہیے کیونکہ تمام حنفیہ کا معمول ہے اور ثنا اور قنوت وتر اور نماز جنازہ میں ہاتھ باندھے رہتے ہیں پس قنوت نازلہ بھی چونکہ ذکر مسنون ہے اس لئے اس کے پڑھنے کے قیام میں بھی ہاتھ باندھنا ہی حضرت امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے مذہب کے موافق مسنون ہوگا لہذا ہاتھ باندھنا ہی اولی اور راجح ہے۔ مراقی الفلاح کے حاشیہ میں علامہ شیخ احمد طحطاوی لکھتے ہیں ویضع فی کل قیام من الصلوۃ ولو حکما فدخل المقاصد ولا بد فی ذلک القیام ان یکون فیہ ذکر مسنون وما لا فلا کما فی السراج وغیرہ وقال محمد لا یضع حتی یشرع فی القراءۃ فھو عندھما سنۃ قیام فیہ ذکر مشروع و عندہ سنۃ للقراءۃ فیرسل عندہ حالۃ الثناء والقنوت وفی صلوۃ الجنازۃ و عندھما یعتمد فی الکل الخ (طحطاوی علی مراقی الفلاح)[1]

(ترجمہ) نماز کے ہر قیام میں ہاتھ باندھے اگرچہ قیام حکمی ہو تو اس میں بیٹھ کر نماز پڑھنے والا بھی داخل ہوگیا مگر یہ شرط ہے کہ اس قیام میں کوئی ذکر مسنون ہو اور جس میں ذکر مسنون نہ ہو نہ باندھے جیسا کہ سراج وغیرہ میں مرقوم ہے اور امام محمد نے فرمایا کہ جب تک قراۃ شروع نہ کرے ہاتھ نہ باندھے پس ہاتھ باندھنا امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ہر ایسے قیام کی سنت ہے جس میں کوئی ذکر مسنون ہے اور امام محمد کے نزدیک قراۃ کی سنت ہے لہذا امام محمد کے نزدیک حالت ثنا اور قنوت اور نماز جنازہ میں ہاتھ چھوڑے رکھنے چاہئیں اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ان تمام حالتوں (یعنی ثنا قنوت نماز جنازہ) میں ہاتھ باندھنا چاہیے۔ انتہی

اگر کوئی ہاتھ چھوڑ کر پڑھے تو حدیث شریف سے اس کی بھی گنجائش نکلتی ہے اور ایک فقہی روایت امام ابو یوسف سے بھی منقول ہے کہ قنوت وتر انہوں نے ہاتھ چھوڑ کر پڑھی ہے۔ حدیث شریف یہ ہے۔ عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ ﷺ اذا رفع رأسہ من صلوۃ الصبح فی الرکعۃ الثانیۃ یرفع یدیہ فیھا فیدعو بھذا الدعاء اللھم اھدنی فیمن ھدیت الخ۔ (ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں جب رکوع سے سر اٹھاتے تو دوسری رکعت میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھتے اللھم اھدنی فیمن ھدیت الخ (زاد المعاد)[2] حافظ ابن قیم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے یعنی حاکم نے اس کی تصحیح بھی نووی نے نقل فرمائی ہے البتہ اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ ہاتھ اٹھانے کے بعد ارسال کیا یا

---

(۱) فصل فی بیان سننھا تتمۃ ص ۱۵۴ ط مصر)

(۲) (زاد المعاد فی ھدی خیر العباد بحث القنوت فی الفجر وغیرہ ۱ ۶۹ ط مصر

ابتداء میں دعا شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانا جیسے تکبیر تحریمہ یا قنوت وتر کے وقت اٹھاتے ہیں یا تمام دعا پڑھنے اور ختم کرنے تک اٹھائے رکھنا جیسے دعا میں ہاتھ اٹھاتے ہیں پھر بھی چونکہ حدیث میں یہ احتمال بھی ہے اس لئے ہاتھ اٹھا کر پڑھنے والوں سے بھی جھگڑنا مناسب نہیں ہے اسی طرح جو لوگ ہاتھ چھوڑ کر پڑھیں ان کے لئے بھی امام محمدؒ کے مذہب کے موافق گنجائش ہے اس لئے ان سے بھی جھگڑنے کا موقع نہیں ہے۔ اگر دعائے قنوت مقتدیوں کو یاد ہو تو بہتر ہے کہ امام بھی آہستہ پڑھے اور سب مقتدی بھی آہستہ پڑھیں اور مقتدیوں کو یاد نہ ہو جیسا کہ اکثری تجربہ اس کا شاہد ہے تو بہتر یہ ہے کہ امام زور سے پڑھے اور سب مقتدی آہستہ آہستہ آمین کہتے رہیں حضرت ابوہریرہؓ نے حضور اکرم ﷺ سے قنوت نازلہ کا زور سے پڑھنا روایت کیا ہے۔ (بخاری)[1]

مغرب کی تیسری رکعت عشاء کی چوتھی رکعت فجر کی دوسری رکعت میں رکوع کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر امام دعائے قنوت پڑھے مقتدی آمین کہتے رہیں۔ دعا سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جائیں دعائے قنوت کے الفاظ یہ ہیں۔ **اللھم اھدنا فیمن ھدیت الخ .**

جو شخص تنہا نماز پڑھے وہ اپنی نماز میں اور عورتیں اپنی نماز میں قنوت پڑھیں یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی اجازت یا ممانعت کی تصریح میں نے نہیں دیکھی بجز فقہاء کے اس قول کے کہ قنوت للامام۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ حکم باعتبار اصل کے ہے کیونکہ فرائض میں اصل یہی ہے کہ وہ جماعت سے ادا کئے جائیں اور منفرد کے حکم سے سکوت ہے تاہم ممانعت کی کوئی وجہ بھی معلوم نہیں ہوتی واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ ۲۰ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ

الجواب صواب محمد انور عفا اللہ عنہ دارالعلوم دیوبند۔ محمد اعزاز علی غفر لہٗ۔ خاکسار سراج احمد رشیدی۔ حبیب الرحمن عفی عنہ۔ فقیر اصغر حسین حسینی حنفی۔ بندہ ضیاء الحق عفی عنہ۔

موجودہ یاس انگیز حالت میں قنوت نازلہ ہر مسجد میں ہونی چاہئے اس کے مسنون ہونے میں ائمہ اربعہ متفق ہیں پانچوں نمازوں میں جائز ہے مگر جہری نمازوں میں معتاد اکثرین سلف ہونا ثابت ہے اور نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور ہاتھ باندھے ہوئے دعا کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ فاتحہ میں دعائے اھدنا اور آیت ترغیب و ترہیب میں دعائے مناسب درست ہے منقول ہے قنوت میں امام ابو یوسف سے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بھی منقول ہے مناسب ہے کہ ان جزوی امور میں اس وقت اختلاف نہ ہو۔ درست ہے دعائے قنوت جہری نمازوں میں کیا کریں اگر اہل محلہ پانچوں نمازوں میں باہمی اتفاق سے کریں تو ان پر انکار نہ کریں قرآن پاک میں ہے۔ **وما یفعلوا من خیر فلن یکفروہ ولکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات**

فقط حررہ محمد ناظر حسین نعمانی نقشبندی دیوبندی صدر مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ۔

حامداً ومصلیاً۔ قنوت عند المصیبۃ والحوادث العامۃ مشروع ہے جزوی و فرعی اختلاف کی وجہ سے

---

(۱) (کتاب التفسیر، باب قولہ لیس لک من الامر شئی ۲/ ۶۵۵، ط قدیمی کتب خانہ، کراچی)

کرنا مناسب نہیں۔ فقط کتبہ الاحقر عبداللطیف عفا اللہ عنہ مدرس مظاہر علوم سہارنپور۔

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ قنوت وقت نازلہ کے احناف کے نزدیک جائز ہے اور چند روز آنحضرت ﷺ نے اس کو اختیار فرمایا ہے احناف کے نزدیک قنوت نماز صبح میں علی الدوام مسنون نہیں یہ قنوت جس کی بابت سوال ہے اس کے جواز میں چون و چرا کرنا غلط ہے جواب جو مجیب نے تحریر فرمایا ہے یہ عاجز اس سے متفق ہے۔ واللہ اعلم۔ احمد علی عفی عنہ مدرس مدرسہ عربیہ میرٹھ۔

جواب صحیح۔ محمد ادریس (کاندھلوی) مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ محمد شفیع مدرس مدرسہ عبدالرب دہلی۔ کریم بخش عفی عنہ مدرس مدرسہ عبدالرب۔ حبیب المرسلین عفی عنہ دہلی۔ محمد عبداللطیف عفی اللہ عنہ مدرس مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی۔ محمد عبدالرحمن مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی۔ سلطان محمود غفرلہ مدرس مدرسہ فتح پوری۔ بندہ احمد سعید غفرلہ واعظ دہلوی۔ محمد میاں عفی عنہ مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی۔ محمد کرامت اللہ عفا اللہ عنہ دہلی۔ محمد عبدالرحیم مہتمم مدرسہ رحیمیہ دہلی۔

جواب مذکور صحیح ہے معلوم ہونا چاہئے کہ وقت مصیبت کے قنوت کا پڑھنا ہمیشہ رسول کریم ﷺ اور خلفائے راشدین سے پایا گیا ہے اور حضرت ابوبکرؓ نے محاربہ مسیلمہ کذاب میں دعائے قنوت پڑھی ہے اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ سے ثابت ہوا چنانچہ ماہرین اخبار پر مخفی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ السید ابوالحسن عفی عنہ۔

قنوت نازلہ پر اشکال اور اس کا جواب

(سوال) محبت نامہ بجواب عریضہ حقیر آیا۔

مولانا! اپنی تحریر میں جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ "جیسا کہ میں نے علامہ عینی و صاحب بحر و مراقی الفلاح کی عبارت نقل کی ہے" الخ عینی شرح ہدایہ میرے پاس موجود نہیں ہے ورنہ اس کو بھی غور سے ملاحظہ کر کے عرض کرتا۔ صاحب بحر نے اس مسئلے کو شرح النقایہ سے لیا ہے اور شارح نقایہ اور صاحب مراقی الفلاح نے غایہ سے نقل کیا ہے اور دونوں نے نقل میں لفظ صلوۃ الجہر لکھا ہے اور صاحب اشباہ نے جو غایہ سے نقل کیا ہے اس میں لفظ صلوۃ الفجر لکھا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غایہ کے بعض نسخوں میں صلوۃ الفجر ہے اور بعض دیگر میں صلوۃ الجہر ہے اور علامہ ابو السعود نے مسکین کے حاشیہ میں شرح نقایہ سے جو عبارت نقل کی ہے اس میں لفظ صلوۃ الفجر ہے ان کی عبارت بعینہ یہ ہے۔ وفی شرح النقاية عن الغاية وان نزل بالمسلمين نازلة قنت الامام فی صلاة الفجر اھ (۱) جس سے یہ معلوم ہوا کہ شرح النقایہ کے بعض نسخوں میں صلوۃ الجہر ہے اور بعض دیگر میں صلوۃ الفجر ہے ان دونوں میں سے ایک ہی صحیح ہو سکتا ہے مگر کوئی بھی صلوۃ الجہر والے نسخہ کی صحت کی تصریح نہیں کرتا شاید اس کی صحت کو بیان کرتا ہے خلاف صلوۃ

---

(۱) (باب الوتر والنوافل ۱/ ۲۵۲ ط سعید)

الفجر والے نسخہ ہے کہ اس کو علامہ شامی نے صحیح مانا ہے اور اس کی تائید میں علامہ حلبی کی عبارت شرح منیہ سے نقل کی پس حقیقت میں تخصیص بالفجر پر غایہ کے ایک نسخہ صلاۃ الفجر والے سے استدلال ہے اور علامہ حلبی کی عبارت اس نسخہ کی صحت کی موید ہے اسی وجہ سے. بعد اس کے تصریح کردی کہ وهو صريح فی ان قنوت النازلة عندنا مختص لصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية او السرية آہ (۱) اور اسی طور سے علامہ طحطاوی نے درمختار کے حاشیہ میں پہلے بحر اور مراقی الفلاح کی عبارت نقل کرکے یہ لکھا والذی فی ابی السعود عن الشرح المذكور ان نزل بالمسلمين نازلة قنت الامام فی صلاة الفجر آہ (۲) جس سے مقصود بیان مخالفت منقول عنہا تھا پھر ان دو نسخوں میں سے صلاۃ الفجر والے نسخہ کی صحت و ترجیح کے لئے عبارت علامہ طحطاوی سے اسی کو متبادر لکھ کر دونوں نسخوں کی موافقت کے لئے یہ تحریر کردیا کہ والذی يظهر لی ان قوله فی البحر وان نزل بالمسلمين نازلة قنت الامام فی صلاة الجهر تحريف من النساخ وصوابه الفجر آہ (۳) جس سے صاف واضح ہوگیا کہ احتمال تحریف صرف موافقت نسخ کے لئے ہے نہ یہ کہ احتمال تحریف تخصیص بالفجر پر دلیل بلکہ تحریف محتمل نہیں ہے کیونکہ علامہ شامی نے بحر کے حاشیے میں بعد نقل عبارت حلبی یہ نص فرمایا کہ و مقتضى هذا ان القنوت لنازلة خاص بالفجر. اس کے بعد یہ لکھا کہ ويخالفه ما ذكره المولف معزيا الى الغاية من قوله فی صلاة الجهر و لعله محرف عن الفجر وقد وجدته بهذا اللفظ فی حواشی مسكين وكذا فی الاشباه وكذا فی شرح الشيخ اسماعيل لكنه عزاه الى غاية البيان الخ (۴) اور طحطاوی نے تخصیص بالفجر پر بطور دلیل کے علامہ حلبی کی عبارت کو نقل کرکے یہ فرمایا کہ فهذا صريح فی تخصيص القنوت للنوازل بالفجر اہ (۵) اور آں جناب نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ صلوات جہریہ میں قنوت نازلہ کا جواز علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں اور سید طحطاوی نے مراقی الفلاح میں نقل فرمایا ہے الخ مولانا! طحطاوی میں مجھے نہیں ملا بلکہ علامہ طحطاوی نے شرح مراقی الفلاح میں جو عبارت شرح النقایہ کی نقل کی ہے اس میں صلاۃ الفجر لکھا ہے اور مراقی الفلاح کے قول وهو مذهبنا و عليه الجمهور پر یہ تصریح فرمائی ہے ای القنوت للحادثة وان خصصناه بالفجر لفعله ﷺ و عممه الجمهور فی كل الصلوات آہ (۶) جس سے صاف معلوم ہوا کہ احناف کے نزدیک قنوت نازلہ نماز فجر میں مخصوص ہے خلاصہ یہ کہ علامہ طحطاویؒ اور شامی نے تائید اثبات میں علامہ حلبی کی عبارت کو تحریر فرمایا اور لفظ کانهم الخ کو صرف احتمال کے طور پر حمل نہیں یہ

---

(۱) (رد المحتار، باب الوتر والنوافل، مطلب فی القنوت للنازلة ۲/۱۱ ط سعید)

(۲) (باب الوتر والنوافل ۱/۲۸۳ ط دار المعرفة للطباعة والنشر، بیروت، لبنان)

(۳) (باب الوتر والنوافل ۱/۲۸۳، ط دار المعرفة، بیروت، لبنان)

(۴) (باب الوتر والنوافل ۲/۴۷ ط دار المعرفة، بیروت، لبنان)

(۵) (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار، باب الوتر والنوافل ۱/۲۸۳ ط بیروت)

(۶) (باب الوتر ص ۲۲۷، ط مصر)

بلکہ خود علامہ حلبیؒ نے شرح منیہ صغیری میں یہ تحریر فرمایا ہے ویجوز عندنا ان وقعت فتنة او بلية ان يقنت في الفجر قاله الطحاوی پس عبارت بحر و مراقی الفلاح جو غایہ سے نقل کرتے صلاۃ جہریہ کے قائل ہوئے ہیں بسبب اختلاف نسخ کے مفید تعمیم صلاۃ جہریہ کی نہیں ہوئی تاکہ دلیل ہو سکے تو وہ عبارت قبل ترجیح کے مفید تخصیص بالفجر کو بھی نہیں اور تخصیص بالفجر کے لئے امام طحاوی کا قول بلا کسی معارض و مخالف کے دلیل ہے جیسا کہ ان کو صغیری میں کہا قالہ الطحاوی اور کبیری میں اسی کی وجہ سے احتمال نسخ کو ذکر کیا علاوہ ازیں آنجناب بھی تخصیص صلوات جہریہ کے بسبب روایت حنفیہ کے قائل ہیں پس مسلم شریف کی حدیث کا جس میں لفظ انه قنت في صلاة الظهر ہے احناف کی طرف سے کیا جواب ارشاد فرمائیں گے پس كانهم الخ کا احتمال ہونا تخصیص بالفجر کے لئے مضر نہیں ہے جیسا کہ آنجناب کے نزدیک تخصیص بصلاۃ جہر کے لئے مضر نہیں علاوہ ازیں مسلم ہے کہ علامہ حلبی نے نسخ کو بطور احتمال کے بیان کیا ہے مگر علامہ نوح آفندی نے جزم و قطعیت کیا ہے جیسا کہ علامہ شامی نے حواشی بحر میں تحت قوله ولهما انه منسوخ کے لکھا ہے قال العلامة نوح آفندی هذا علی اطلاقه مسلم في غير النوازل واما عند النوازل في القنوت في الفجر فينبغي ان يتابعه عند الكل لان القنوت فيها عند النوازل ليس بمنسوخ علی ما هو التحقيق كما مر واما في القنوت في غير الفجر عند النوازل كما هو مذهب الشافعي فلا يتابعه عند الكل فان القنوت في غير الفجر منسوخ عندنا اتفاقا اه (١) والسلام

مشتاق احمد عفاعنہ الصمد بقلم خود۔ مورخہ ۲۳ رجب ۱۳۴۰ھ
مدرسہ دار العلوم مسجد رنگیان۔ کانپور

(جواب ٦٩٥) بعد سلام مسنون عرض ہے کہ نامہ سامی کئی روز ہوئے کہ موصول ہوا تھا بندہ مدرسہ کے طلبہ کے امتحان میں مشغول تھا اس لئے جواب نہ لکھ سکا۔

صاحب بحر نے شرح نقایہ سے اور مراقی الفلاح میں غایہ سے صلاۃ الجہر نقل کیا ہے اور علامہ شامی نے حواشی بحر میں شرح شیخ اسمعیل کے حوالے سے بنایہ شرح ہدایہ للعینی سے نقل کیا ہے اذا وقعت نازلة قنت الامام في الصلوة الجهرية وقال الطحاوي لا يقنت عندنا في صلوة الفجر في غير بلية اما اذا وقعت فلا باس به اه (٢) اور ظاہر ہے کہ بنایہ کی عبارت میں لفظ في الصلاة الجهرية میں صلاۃ الفجر سے تحریف ہونے کا احتمال نہایت بعید ہے اس لئے علامہ شامی نے اس کے بعد فرمایا و لعل في المسئلة قولين فليراجع۔ (٣) سید طحطاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں قنت الامام في صلاة الجهر پر لکھا ہے۔ الذي في البحر عن الشمني في شرح النقاية معزيا للغاية اذا نزل بالمسلمين نازلة قنت في صلوة الفجر اه (٤) حالانکہ بحر کے موجودہ مطبوعہ نسخہ میں لفظ صلوۃ الجہر ہے نہ کہ صلوۃ فجر

---

(١) (منحة الخالق' باب الوتر والنوافل ٢/ ٤٨ ط دار المعرفة للطباعة والنشر' بيروت)
(٢) (ايضاً) (٣) (ايضا) (٤) (باب الوتر ص ٢٢٦' ط مصر)

چکی ہیں نہیں یہ ثابت کی ہے۔ حنفیہ کے یہاں صلوۃ جہر کی روایت بھی ہے اور صلوۃ فجر کی بھی اور صلوۃ اخفی کی روایت چونکہ موجب حدیث ہے اس لئے اس پر عمل کرنے میں حنفیت کی رو سے بھی مضائقہ نہیں رہا یہ کہ سری نمازوں کے لئے بھی قنوت کی روایتیں حدیث کی موجود ہیں تو میں حنفیت کے لحاظ سے ان پر عمل کی رائے نہیں رکھتا۔ اگرچہ قطعاً اس کو بھی منسوخ نہیں سمجھتا کیونکہ نسخ کی کوئی دلیل نہیں اور عدم نوع قنوت کی یہ مشکل [illegible] ن کے دیگر متاخرین کی تصریحات ہیں تو اس اختلاف نقل کی صورت میں نافی سمجھتا ہوں تاوقتیکہ یہ متقدمین سے تصریح نقل نہ فرمائیں۔ امام طحاوی کی عبارت بھی تخصیص بالفجر میں صریح نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

اکیسواں باب
قراءت اور تلاوت

فجر اور ظہر میں طوال مفصل پڑھنا سنت ہے

(سوال) فجر اور ظہر میں سورہ حجرات سے سورہ بروج تک اور عصر و عشاء میں سورہ الطارق سے سورہ لم یکن الذین تک اور مغرب میں سورہ زلزال سے سورہ ناس تک اور وتروں میں سبح اسم ربک، سورہ قدر، سورہ کافرون سورہ اخلاص (اور آخر میں سورہ اخلاص خاص کر) ان سورتوں کا اس طرح پڑھنا سنت ہے یا مستحب؟ اگر کوئی امام مندرجہ بالا سورتوں کے علاوہ دوسری کوئی یا تین چار آیتیں کہیں سے پڑھے تو وہ امام تارک سنت ہے یا نہیں؟ اور ان سورتوں کے نہ پڑھنے میں نماز کے ثواب میں کمی ہوتی ہے یا نہیں؟

(نوٹ) قرأت مندرجہ بالا سورتوں سے کم نہیں ہوتی۔

(جواب ۶۹۶) ہاں اس ترتیب سے سورتیں نمازوں میں پڑھنا سنت ہے مگر سنت مؤکدہ نہیں اس کے خلاف دوسرے رکوع پڑھ لینے میں کوئی کراہت نہیں ہے ہاں خلاف اولیٰ ہے(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نماز میں خلاف ترتیب قراءت کا حکم

(سوال) زید نے مغرب کے وقت اول رکعت میں سورہ فلق اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھی۔ نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ احمد حسین صاحب سلطان پور۔ ۱۲ محرم ۱۳۵۳ھ

(جواب ۶۹۷) قرآن مجید کی ترتیب بدل کر پڑھنا مکروہ ہے یہ کراہت قصداً پڑھنے کی صورت میں

---

(۱) ویسن فی الحضر لامام ومنفرد ... طوال المفصل من الحجرات الی آخر البروج فی الفجر والظہر ومنہا الی آخر لم یکن اوساطہ فی العصر والعشاء وباقیہ قصارہ فی المغرب (التنویر وشرحہ فصل فی القراءۃ ۱/ ۵۳۹، ۵۴۰ ط سعید)

سے نماز تو ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہوتی ہے اور بلا قصد پڑھی جائے تو کراہت بھی نہیں اور نماز بلا کراہت درست اور صحیح ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

"فمن تبعنی" کی جگہ "فمن تبعہ" پڑھا تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک امام نے نماز میں رب انهن اضللن كثيرا من الناس فمن تبعنی فانه منی کی جگہ فمن تبعه فانه منی پڑھ دیا آیا نماز درست ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۶۳ مولوی شیر احمد [illegible]۔ ۸ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۹ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۹۸) نماز ہو گئی کیونکہ فمن تبعہ میں ضمیر منصوب کا مرجع رب کو قرار دیا جائے تو معنی بھی صحیح رہتے ہیں اور متاخرین کے اصول کے موافق بدون اس تاویل کے بھی نماز فاسد نہیں ہوتی۔(۲) محمد کفایت اللہ

درمیان میں چھوٹی سورت چھوڑنا مکروہ ہے

(سوال) زید نے رکعت اولیٰ میں ارءیت الذی پڑھی رکعت ثانیہ میں قل یا ایہا الکفرون اور تین آیت یا تین آیت سے کم درمیان میں چھوڑ دی یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۷۸۔ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۶ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۹۹) قصداً ایسا کرنا مکروہ ہے اور بلا قصد ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

"تکبیر" کے وقف پر نون کی بو دینا

(سوال) جو امام تکبیر پر وقف کرتے ہوئے نون کی بو دیتا ہو اس کے اس فعل سے نماز فاسد ہوتی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین (ضلع جہلم پنجاب) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۰۰) جو امام وقف تکبیر پر نون کی بو دیتا ہے وہ غلطی کرتا ہے مگر اس سے نماز فاسد نہ
ہوتی۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

"صمد الصمد" پڑھنے میں نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) امام الصمد کی جگہ صمد پڑھتا ہے۔ تو کیا اس سے نماز ہوئی کہ نہیں ہوئی؟

---

(۱) ويكره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوسا الا اذا ختم الخ (الدر المختار فصل في القراءة ۱/ ۵۴۶ ط سعيد)
(۲) ومنها ذكر كلمة مكان كلمة على وجه البدل ان كانت الكلمة التي قرأها مكان كلمة يقرب معناها وهي في القرآن لا تفسد صلاته الخ (عالمگیریہ الفصل الخامس في زلة القاري ۱/ ۸۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)
(۳) ويكره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوسا الا اذا ختم الخ (الدر المختار فصل في القراءة ۱/ ۵۴۶ ط سعيد)
(۴) والفتوى على عدم الفساد بكل حال وهو قول عامة علماء المتأخرين (نور الايضاح ص ۸۵ ط سعيد كمپنی كراچی)

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب (دہلوی)

(جواب ۷۰۱) اللہ الصمد پڑھتا ہے یا احد اللہ الصمد پڑھتا ہے اگر اللہ الصمد پڑھے تو نماز نہ ہوگی اور احد اللہ الصمد پڑھے تو صحیح ہے نماز ہو جاتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

تراویح میں دیکھ کر قرآن پڑھنا

(سوال) تراویح میں قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا جائز ہے یا ناجائز امام صاحب کیا فرماتے ہیں صاحبین کا کیا مسلک ہے حدیث عائشہ کا کیا جواب ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۰۹۶ چودھری حاجی شیخ اللہ بخش صاحب (گوالیار)

۴ شوال ۱۳۵۶ھ م ۸ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۰۲) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نماز میں امام کا قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا مفسد ہے یعنی نماز درست نہیں ہوتی اور صاحبینؒ و دیگر ائمہ کے نزدیک نماز درست ہو جاتی ہے اگر یہ شخص جس نے یہ اشتہار دیا ہے اور دیکھ کر قرآن شریف پڑھتا ہے حنفی ہے تو اس کا یہ فعل صحیح نہیں اور حنفی نہیں ہے تو حنفیوں کو اس سے تعرض کرنے کی ضرورت نہیں حضرت عائشہؓ کا غلام ذکوان قرآن مجید دیکھ کر پڑھتا تھا حافظ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نماز کی نیت باندھنے سے پہلے قرآن مجید دیکھ کر پڑھ لیتا تھا تاکہ یاد ہو جائے پھر نماز میں یاد پڑھتا تھا اور آنحضرت ﷺ سے اس بارے میں کوئی تصریح موجود نہیں اس لئے امام ابو حنیفہ نے احتیاط اسی میں سمجھی کہ یاد پر پڑھا جائے۔(۲) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

پہلی رکعت میں ”سورہ اعلیٰ“ اور دوسری میں ”سورہ غاشیہ“ پڑھنا

(سوال) اکثر لوگ نماز میں پہلے سورہ اعلیٰ رکعت اول میں اور سورہ غاشیہ دوسری رکعت میں پڑھتے ہیں موافق ترتیب یہی ہے مگر سورہ اعلیٰ چھوٹی سورت ہے اور سورہ غاشیہ بڑی سورت ہے۔

المستفتی نمبر ۲۸۱۲ محمد عبدالشکور فیض آباد۔ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ

(جواب ۷۰۳) یہ دونوں سورتیں ایک نماز میں پڑھنا جائز ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) [illegible] ی و بحث فی [illegible] معنی ذلك يفسد بعيد معنى لفظ القرآن متغير معنى [illegible] القرآن به يعتبر فحشا فيوجب [illegible] لا من [illegible] من المعنيين صلاة تفسد صلاته الخ (حلبي كبير احكام زلة القاري ص ٤٧٦ ط سهيل اكيدمي لاهور)

(۲) ويفسدها قراءته من مصحف عند ابي حنيفة وقالا لا تفسد [illegible] لان حمل المصحف والنظر فيه وتقليب الاوراق عمل كثير والصلاة عنده الخ (عالمگيرية الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها ١/ ١٠١ ط ماجدية)

(۳) روى انه عليه السلام قرأ في الاولى من الجمعة سبح اسم ربك الأعلى وفي الثانية هل اتاك حديث الغاشية الخ (رد المحتار، فصل في القراءة ١/ ٥٤٣ ط سعيد)

نماز میں آیتوں کا تکرار

(سوال) ایک امام صاحب فجر، مغرب اور عشاء کی فرض نماز میں ایک رکعت میں سورۃ پڑھتے ہوئے ایک آیت کو دوبارہ پڑھتے، کبھی ایک کلمہ کو دوبارہ پڑھتے ہیں۔ مقتدی دریافت کرتے ہیں کہ امام صاحب آپ فرض نماز میں ایسا کیوں کرتے ہیں تو امام صاحب کہتے ہیں کہ ایسا فرض نماز میں پڑھنے کا حکم ہے، کیا یہ صحیح ہے؟
المستفتی ظہیر الدین امیر الدین (امیرہ ضلع شرقی خاندیس)

(جواب ۷۰۴) کسی عذر کی وجہ سے فرض نماز میں آیت کو دوبارہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے اور عذر نہ ہو تو مکروہ ہے۔ مگر امام صاحب سے وجہ دریافت کی جائے اور ان کے بیان کے ساتھ مسئلہ دریافت کیا جائے یہ بھی واضح ہو کہ آیت کی تکرار فرض میں کرنا مکروہ تحریمی نہیں مکروہ تنزیہی ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مل کر قرآن خوانی کرنے کا حکم

(سوال) متعلقہ تلاوت اجتماعاً

(جواب ۷۰۵) جب کئی آدمی مل کر قرآن خوانی کریں تو سب کو آہستہ پڑھنا چاہیے خواہ مسجد میں کریں یا کسی اور جگہ کریں(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ننگے سر قرآن کی تلاوت کرنا

(سوال) متعلقہ آداب تلاوت

(جواب ۷۰۶) قرآن خوانی کے وقت گرمی کی وجہ سے ننگے سر بیٹھنا مباح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

قراءت میں غلطی سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا

(سوال) متعلقہ سہو امام بقراءت

(جواب ۷۰۷) امام اگر بھول جائے یا غلط پڑھے یا رک جائے تو ان باتوں سے سجدہ سہو نہیں آتا(۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) ولو كرر آية واحدة مرارا إن كان في التطوع الذي يصليه وحده فذلك غير مكروه وإن كان في الفريضة فهو مكروه وهذا في حالة الاختيار أما في حالة العذر والنسيان فلا بأس به الخ (حلبي كبير، تتمات فيما يكره من القرآن ص ۴۹۴ ط سهيل)

(۲) ويكره للقوم أن يقرؤوا القرآن جملة لتضمنها ترك الاستماع والإنصات المأمور بهما الخ (عالمگيرية، الباب الرابع في الصلاة والتسبيح وقراءة القرآن الخ ۵/۳۱۷ ط ماجديه)

(۳) ولا يجب السهو إلا بترك واجب أو تأخيره أو تأخير ركن أو تقديمه الخ (عالمگيرية، الباب الثاني عشر في سجود السهو ۱/۱۲۶ ط ماجديه)

جمعہ، عیدین اور تراویح میں جہر قراءت کرنا واجب ہے

(سوال) جمعہ اور عیدین اور تراویح میں جہر سے قراءت کرنا واجب ہے یا سنت؟

(جواب ۷۰۸) جمعہ اور عیدین میں جہر سے قراءت کرنا واجب ہے۔ لورود النقل المستفیض بالجہر کذا فی الہدایہ (۱) حدیث روی ان النبی ﷺ جہر فیہما اور تراویح میں بھی واجب ہے ویجہر الامام وجوبا فی الفجر واولی العشاءین اداء وقضاء و جمعۃ و عیدین و تراویح ووتر بعدھا (کذافی الدر المختار ص ۳۹۲)(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

دو سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فصل کرنا مکروہ ہے

(سوال) امام نے مغرب کی نماز میں پہلی رکعت میں سورہ لہب پڑھی دوسری میں سورہ فلق تو کیا یہ درست ہے؟ اس طرح بیچ میں چھوٹی ایک سورۃ چھوڑنے سے نماز نہیں ہوتی؟

(جواب ۷۰۹) درمیان میں قصداً ایک چھوٹی سورت چھوڑنا مکروہ ہے نماز تو ہو جاتی ہے مگر کراہت تنزیہی کے ساتھ اور بغیر قصد کے چھوٹ جائے تو کراہت بھی نہیں ہوتی۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز میں مکمل سورت پڑھنا افضل ہے

(سوال) نماز جہری میں سورت کا پڑھنا افضل ہے یا کہیں سے تین آیت کا پڑھنا افضل ہے؟

(جواب ۷۱۰) سورت ملانا یا تین آیتیں پڑھنا دونوں جائز ہیں سورت پڑھنا افضل ہے مگر آیتیں پڑھنے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امام کو لقمہ دینا

(سوال) ایک امام صاحب نے جمعہ کے دن حتی اذا جاؤ پڑھا جو کہ سورہ زمر میں ہے ایک شخص نے لقمہ دیا حتی اذا جاؤھا اور امام صاحب نے لقمہ لیا بعد نماز امام صاحب نے کہا کہ لقمہ دینے والے کی نماز مکروہ ہوئی؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۰ ([illegible]) ۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۱۹ جون ۱۹۳۴ء

---

(۱) (ہدایۃ فصل فی القراءۃ ۱ / ۱۱۶ ط مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان)
(۲) (فصل فی القراءۃ ۱ / ۵۳۳ ط سعید)
(۳) ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ وان یقرأ منکوسا الخ (الدر المختار فصل فی القراءۃ ۱ / ۵۴۶ ط سعید)
(۴) ولو قرأ فی الاولیٰ وسط سورۃ او من سورۃ اولہا ثم قرأ فی الثانیۃ من وسط سورۃ اخری او من اولہا او سورۃ قصیرۃ الاصح لا یکرہ لکن الاولیٰ ان لا یفعل من غیر ضرورۃ الخ (الدر المختار فصل فی القراءۃ ۱ / ۵۴۶ ط سعید)

(جواب ۷۱۱) لقمہ دینے والے کی نماز مکروہ نہیں ہوتی امام صاحب کا یہ فرمانا درست نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

(۱) ہر رکعت کی ابتداء میں "بسم اللہ" پڑھنا
(۲) تیسری رکعت میں ملنے والا ثنا پڑھے یا نہیں؟

(سوال) (۱) حالت نماز میں ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنی چاہئے؟ نیز سورۂ فاتحہ کے بعد جب دوسری سورت شروع کریں تب بھی بسم اللہ پڑھیں؟ (۲) اگر جماعت میں تیسری رکعت میں شریک ہو، امام خاموشی سے قرأت کر رہا ہے تب اول شروع کی ثنا پڑھنی چاہئے یا خاموش رہنا چاہئے؟
المستفتی نمبر ۱۶۱۸ محمد ابو راشد صاحب (پانی پت ضلع کرنال) ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ

(جواب ۷۱۲) (۱) ہر رکعت میں فاتحہ اور سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے مگر [illegible] سے نہیں(۲) (۲) خاموش کھڑا ہو جائے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

سورۂ تین کے بعد درود پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟

(الجمعیۃ سہ روزہ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) زید کہتا ہے کہ سورۂ تین میں فقط تین کے بعد درود شریف پڑھنا ضروری ہے؟

(جواب ۷۱۳) زید کا قول صحیح نہیں ہے نماز کی قرأت میں فقط تین کے بعد درود نہیں ہے اور نہ کسی حدیث سے ثابت ہے پس زید کا قول بے دلیل ہے تلاوت میں نظم قرآنی کے درمیان غیر قرآن کو داخل نہیں کرنا چاہئے(۴) محمد کفایت اللہ غفرلہٗ، مدرسہ امینیہ دہلی

خارج از صلوۃ کے لقمہ سے فساد نماز کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۶ء)

(سوال) ماہ رمضان المبارک میں اکثر ایسا موقع ہو جاتا ہے کہ جس حافظ کے پیچھے تراویح پڑھتا ہے وہی

---

(۱) بخلاف فتحه على امامه فانه لا يفسد مطلقا لفاتح وآخذ بكل حال (التنوير و شرحه باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۶۲۲ ط سعيد)

(۲) وكما تعوذ سمى غير المؤتم بلفظ البسملة سرا في اول كل ركعة (التنوير و شرحه فصل في بيان تاليف الصلاة ۱/ ۴۹۰ ط سعيد)

(۳) وقرأ كما كبر سبحانك اللهم ... إلا إذا شرع الامام في القراءة سواء كان مسبوقا أو مدركا وسواء كان امامه يجهر بالقراءة أو لا فإنه لا ياتي به الخ (التنوير و شرحه فصل في بيان تاليف الصلاة ۱/ ۴۸۸ ط سعيد)

(۴) من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد (البخاري كتاب الصلح باب اذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود ۱/ ۳۷۱ ط قديمي كتب خانه كراچي)

۔۔۔ حافظ جامع نہیں ہوتا اور ایسی صورت میں کسی مقتدی نے جو غیر حافظ ہے قرآن کھول کر قرأت کا سنا اور اس کی غلطی پر ٹوکا اور نماز کی پہلی رکعت میں بوجہ مجبوری مذکور کے شامل نہ ہوا تو جائز ہے یا نہیں؟

العاجز ظفر عالم، برادرزادہ مولوی محمد ادریس صاحب۔ الوقی وارد حال میرٹھ

(جواب ۷۱۴) جو شخص امام کی نماز میں شریک نہیں ہے وہ امام کو قرأت وغیرہ میں لقمہ نہیں دے سکتا اگر لقمہ دے گا اور امام اس کو لے گا تو امام کی اور جماعت کی نماز فاسد ہو جائے گی(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

پہلی رکعت میں اخلاص اور دوسری رکعت میں فلق پڑھنا

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید نے مغرب میں پہلی رکعت میں سورہ اخلاص اور دوسری رکعت میں سورہ فلق پڑھی یہ قصداً نہیں بلکہ بھول ہوگئی بکر نے سلام پھیرنے کے بعد کہا کہ نماز نہیں ہوئی اور آج سے تم امامت سے علیحدہ ہو جاؤ؟

(جواب ۷۱۵) اس صورت میں کہ پہلی رکعت میں سورہ اخلاص اور دوسری رکعت میں سورہ فلق پڑھی نماز درست ہوگئی نماز نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

قدافلح کو قدفلح پڑھنا

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید جو ایک مسجد کا امام ہے بعض وقت سورہ اعلیٰ میں قد افلح من تزکی اور سورہ والشمس میں قد افلح من زکھا دونوں مقام میں قد کی دال کو مفتوح کر کے الف کی فاء سے ملا کر ہمزہ کو گرا کر پڑھتا ہے جب اس سے کہا گیا تو کہتا ہے کہ دونوں طرح جائز ہے۔ تقدو یسنل و یرمی احاہ

(جواب ۷۱۶) اگرچہ بعض علمائے عربیت نے اس صورت میں حذف ہمزہ کو جائز رکھا ہے مگر قرآن مجید میں جواز کے قاعدے کے ساتھ قواعد قرأت کی متابعت بھی ضروری ہے پس اگر قراءت ثابتہ منقولہ میں یہ قرأت ہو تو پڑھنے میں حرج نہیں ورنہ قواعد قرأت کا اتباع کرنا چاہئے(۲) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

---

(۱) فتحه على غير امامه ... وكذا الآخذ الا اذا تذكر فتلا قبل تمام الفتح وفي الشامية ... فلو أخذ المصلي غير الامام بفتح من فتح عليه مفسد ... و ... الامام بفتح من ليس في صلاته الخ (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱ / ۶۲۲ ط سعيد)

(۲) ولو زاد كلمة او نقص كلمة او نقص حرفا او قدمه او بدله بآخر ... لم تفسد ما لم يتغير المعنى الخ ... (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱ / ۶۳۲ ط سعيد)

(۱) جہری نماز میں منفرد کے لئے قراءت کا حکم
(۲) ہر رکعت کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے
(۳) سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہوگا
(۴) سورہ فاتحہ قرآن کا جزو ہے یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) ایک شخص نے نماز فجر اکیلے پڑھی اور قراءۃ با جہر کی کیا اس کی نماز ہو گئی؟

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم ہر ایک نماز میں اور ہر ایک رکعت میں پڑھنا سنت ہے یا نہیں؟

(۳) ایک شخص نے نماز فرض یا واجب یا سنت پڑھی ہے تو سورہ فاتحہ پڑھنی بھول گیا ہے اور باقی قراءۃ پڑھی اس کی نماز ہو گئی یا نہیں؟

(۴) سورہ فاتحہ قرآن کی سورۃ ہے یا دعا ہے؟

(جواب ۷۱۷) (۱) نماز درست ہو گئی فجر مغرب اور عشاء کی نماز تنہا پڑھنے والا بھی بآواز پڑھ سکتا ہے(۱)

(۲) ہر نماز میں اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ آہستہ پڑھنی چاہیے(۲)

(۳) سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جاتی ہے سجدہ سہو نہ کرے تو لوٹانا واجب ہے(۳)

(۴) سورہ فاتحہ قرآن مجید کی سورت ہے اس میں مضمون دعا کا بھی ہے(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

امام بھول جائے تو لقمہ دینا جائز ہے

(الجمعیۃ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۹ء)

(سوال) نماز فرض ہو رہی ہو اور امام سے قراءۃ میں سہو ہو جائے اور امام تین آیت پڑھ چکا ہو تو مقتدی لقمہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۱۸) تین آیتیں پڑھ چکنے کے بعد بھی امام کو لقمہ دینا جائز ہے اور لقمہ دینے سے نماز فاسد

---

(۱) قال في التنوير وشرحه: ويجهر الإمام في الفجر وأولى العشاءين أداء وقضاء ... ويخير المنفرد في الجهر وهو أفضل الخ (باب صفة الصلاة ۱/۵۳۳' ط سعید)

(۲) وكما تعوذ سمى سرا في أول كل ركعة الخ (التنوير وشرحه باب صفة الصلاة ۱/۴۹۰ ط سعید)

(۳) فمنها قراءة الفاتحة والسورة إذا ترك الفاتحة في الأوليين أو أحدهما يلزمه السهو (عالمگیریة باب الثاني عشر في سجود السهو ۱/۱۲۶' ط ماجدیه)

(۴) قال رسول الله ﷺ: والذي نفسي بيده ما أنزل في التوراة ولا في الإنجيل ولا في الزبور ولا في الفرقان مثلها وإنها سبع من المثاني والقرآن العظيم الذي أعطيته. هذا حديث حسن صحيح (ترمذي فضل فاتحة الكتاب ۲/۱۱۵ ط سعید)

نماز ہو گئی [illegible] امام [illegible] پڑھ [illegible] بعد جماعت کے [illegible]

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز میں چھوٹی سورتیں پڑھنا جائز ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۱ء)

(سوال) ایک مسجد کے امام صاحب مغرب عشاء و فجر کی نمازوں میں مستحسن سورتیں پڑھتے ہیں دو ایک دن میں ایک مرتبہ ادھر ادھر کی سورتیں بھی پڑھ دیا کرتے ہیں اس پر زید یہ کہتا ہے کہ امام صاحب نے قرآن شریف [illegible] چند مقررہ سورتیں پڑھتے ہیں اور دوسری سورتیں نہیں پڑھتے کیا وجہ ہے؟ اس پر امام صاحب نے جواب دیا کہ مستحسن یہی ہے لیکن پھر بھی گاہے گاہے دوسری سورتیں پڑھ لیا کرتا ہوں اس پر زید نے کہا کہ یہ بات ٹھیک نہیں ہے [illegible] کے معنی یہ ہیں کہ ہفتے میں دو تین بار ادھر ادھر کی سورتیں یعنی غیر مستحسن سورتیں اور آیات پڑھی جائیں امام صاحب نے پھر جواب دیا کہ میں تو مستحسن سورتوں پر عمل کروں گا اس پر زید نے مسجد مذکور میں نماز پڑھنی چھوڑ دی نیز یہ بھی کہتا ہے کہ ہم کو قرآن شریف سننے کا شوق ہے [illegible] امام صاحب پڑھتے ہیں ہم کو [illegible] نہیں [illegible] لہٰذا ایسے شخص کے پیچھے نماز ادا کرتے [illegible] اور غیر [illegible] امام ہے زید خود دیوبندی خیال رکھتا ہے۔

جواب ۷۱۹) [illegible] نمازوں میں طوال مفصل اور اوسط مفصل اور قصار مفصل کی تعیین [illegible] یہ سورتیں یا اتنی مقدار قرأت قرآن پڑھنے کی [illegible] اور مقتدی یہ چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کے مختلف حصے [illegible] مقتدیوں کو سنائے جائیں تو یہ [illegible] نامناسب نہیں ہے [illegible] امام [illegible] قرآن مجید یاد رکھتا ہو تو [illegible] مقتدیوں کو [illegible] مجبور و پریشان نہ کریں یعنی ان سورتوں کے پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے [illegible] تعیین [illegible] نہ ہو جائے۔

محض اتنی سی بات کی وجہ سے مسجد میں آنا چھوڑ دینا [illegible] امام [illegible] کے پیچھے نماز [illegible] نہیں [illegible] امام کو قرأت میں تعیین نہ [illegible] مقتدی کو امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مقتدی نے امام کی قراءت پر سبحان اللہ کہا تو نماز فاسد ہو گئی یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۱ء)

---

(۱) بخلاف [illegible] التنویر وشرحه باب ما یفسد الصلاة [illegible] یکره فیها ۱/ ۶۲۲ ط سعید [illegible] في [illegible] المفصل [illegible] في الفجر [illegible] ۱/ ۵۴۶ ط سعید [illegible] ومبتدع (التنویر باب الامامة ۱/ ۵۶۰) ولاحق بالامامة تقدیما بل نصبا الاعلم [illegible] ثم الاحسن تلاوة وتجویدا للقراءة ثم الاورع الخ (التنویر وشرحه باب الامامة ۱/ ۵۵۷ ط سعید)

(سوال) نماز میں مقتدی کو امام کی خوش الحانی پر سبحان اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۲۰) امام کی خوش الحانی پر مقتدی کو نماز میں سبحان اللہ کہنا جائز نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

سورہ فاتحہ کتنی رکعتوں میں پڑھی جائے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۳۲ء)

(سوال) تعلیم الاسلام تیسرا حصہ۔ نماز کے دوسرے رکن قراءت کا بیان۔ تیسرا سوال۔ سورہ فاتحہ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں پڑھنا واجب ہے؟ ج۔ فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ تمام نمازوں کی۔ الخ اس کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا؟

(جواب ۷۲۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ فرض نمازوں کی تیسری رکعت اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں۔ باقی تمام نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔[۲]

محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ

قراءت مسنونہ کے بعد امام کو لقمہ دینا مفسد نماز

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۲ء)

(سوال) اگر پیش امام ساتویں آیت کے بعد بھول گیا اور پچیسویں آیت سے جا ملا اس حالت میں مقتدی نے لقمہ دے دیا امام نے قبول کر کے سجدہ سہو کے ساتھ نماز ختم کی تو یہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ سجدہ سہو ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۲۲) نماز صحیح ہو گئی۔ سجدہ سہو ضروری نہیں۔[۳] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غیر عربی زبان میں نماز پڑھنا جائز نہیں

(سوال) کیا سوئٹزرلینڈ کے باشندے جو سب جدید مسلم ہیں غرضیکہ عربی زبان و تلفظ کو سیکھنا دشوار سمجھتے ہیں سوئس زبان میں نماز ادا کر سکتے ہیں؟

(جواب ۷۲۳) نماز کے لئے عربی میں قرآن کی تلاوت ضروری ہے بقدر ادائے نماز قرآن مجید سیکھ لینا

---

(۱) فلو أعجبته قراءة الإمام فجعل يبكي ويقول بلى أو نعم أو آري لا تفسد [illegible] (الدر المختار) وفي الشامية [illegible] الصلاة وما يكره فيه ۱/ ۶۵۹-۶۶۰ ط سعيد)

(۲) ويجب قراءة الفاتحة وضم السورة أو ما يقوم مقامها من ثلاث آيات قصار أو آية طويلة في الأوليين بعد الفاتحة وفي جميع ركعات النفل والوتر (عالمگيرية، الفصل الثاني في واجبات الصلاة ۱/ ۷۱ ط مكتبة ماجدية كوئٹہ)

(۳) بخلاف فتحه على إمامه فإنه لا يفسد مطلقاً لفاتح وآخذ بكل حال (تنوير وشرحه، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۶۲۲ ط سعيد)

دشوار ہے نہ اس کے لئے زیادہ وقت کی ضرورت ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

دو سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فاصلہ مکروہ ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۹ فروری ۱۹۳۵ء)

(سوال) زید نے پہلی رکعت میں "سورہ الم ترکیف" اور دوسری رکعت میں ارایت الذی یعنی درمیان میں ایک سورت چھوڑ کر پڑھی تو نماز ٹھیک ہوئی یا نہیں؟

(جواب ۷۲۴) درمیان میں ایک چھوٹی سورت چھوڑ کر قصداً پڑھنا تو مکروہ ہے(۲) لیکن اگر بلا قصد اتفاق ایسا ہو جائے تو مکروہ نہیں ہے اور نماز میں کوئی نقصان نہیں آتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

بغیر معنی سمجھے تلاوت کرنا بھی ثواب ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) زید کہتا ہے کہ بغیر معنی سمجھے اور مطلب سمجھے ہوئے قرآن پاک کی تلاوت کرنا بے سود اور بے ثواب ہے کیا زید کا یہ قول درست ہے؟

(جواب ۷۲۵) قرآن مجید کی نظم یعنی عبارت کی حفاظت بھی ایک مقصود اور اہم شان رکھتی ہے حضرت حق تعالیٰ نے آیۃ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون(۳) میں قرآن مجید کے اپنی طرف سے نازل فرمانے کو ذکر کرنے کے ساتھ اس کی حفاظت کا بھی خود ہی ذمہ لیا ہے اور عالم اسباب میں حفاظت کا ذریعہ یہ قرار دیا کہ مسلمان اپنے سینوں میں اس کی حفاظت کریں اور ظاہر ہے کہ اس حفاظت کے لئے اس کی عبارت اور نظم کو پڑھنا اور یاد کرنا لازمی تھا اس لئے شریعت مقدسہ نے نفس عبارت کی تلاوت کو بھی موجب اجر و ثواب قرار دیا ہے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص نظم قرآنی میں سے ایک حرف کی تلاوت کرے وہ دس نیکیوں کے اجر کا مستحق ہوتا ہے اور پھر یہ نہیں کہ الم ایک حرف قرار دیا جائے بلکہ اس کے تین حرف الف لام میم جدا جدا معتبر ہوں گے اور تیس نیکیاں ملیں گی(۴)

کتب سماویہ میں تبدیل و تحریف سے محفوظ رہنے میں کوئی کتاب قرآن مجید کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی اور اس خاص تفوق کی اصل وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں نے نظم قرآنی کی تلاوت اور حفظ کے ساتھ والہانہ شغف رکھا اور یقیناً ان کا یہ فعل موجب اجر و ثواب ہے کہ اس سے قرآن پاک کا تحفظ مربوط

---

(۱) واما القراءة فلقدر علمه كما سيجيء (الدر المختار) وقراءة الفاتحة والسورة او ثلاث ايات فهي واجب ايضاً (رد المحتار، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة ١/ ٤٤٦ ط سعيد)

(۲) ويكره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوساً الا اذا ختم الخ (الدر المختار مع رد المحتار، فصل في القراءة ١/ ٥٤٦ ط سعيد)

(۳) (سورة الحجر: ٩)

(۴) (ترمذی، فضل القرآن ٢/ ١١٩ ط سعيد)

ہے۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ نزول قرآن کا اصل مقصد اس کی ہدایت پر عمل کرنا ہے تو وہ اس کو مستلزم نہیں کہ عبارت کی تلاوت موجب اجر نہ ہو یہ بجائے خود ایک ثواب کا عمل ہے اور عمل کرنا بجائے خود دوسرا عمل ہے اور موجب اجر ہے اور وہ راجح و فائق بھی ہے اور عمل نہ ہو تو معنی و مطلب سمجھ کر پڑھنے اور بے سمجھے پڑھنے میں کوئی بڑا فرق نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بائیسواں باب
فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، آمین بالجہر، بسم اللہ بالجہر

(۱) نماز میں ہاتھ سینے پر رکھیں یا ناف کے نیچے؟
(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا حکم
(۳) مقتدی آمین سراً کہے یا جہراً؟
(۴) نماز میں رفع یدین کا حکم

(سوال) (۱) نماز میں ہاتھ سینے پر رکھے یا ناف پر؟ اولیٰ ناف پر ہاتھ رکھنا ہے یا سینے پر؟ حدیثیں کس مسئلے کی صحیح اور قوی ہیں جواب حدیث صحیح سے ہو۔

(۲) امام کے پیچھے مقتدی سورہ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھنا اولیٰ ہے؟ جواب حدیث صحیح سے ہو۔

(۳) نماز جہری میں آمین آہستہ کہنی چاہیے یا آواز بلند؟ آہستہ کہنا اولیٰ ہے یا آواز سے۔

(۴) نماز میں رفع یدین قبل الرکوع اور بعد رکوع کرنا چاہیے یا نہیں؟

المستفتی قادر بخش از بھرت پور

(جواب ۷۲۶) (۱) ہاتھ ناف کے نیچے رکھے۔ اس کے لئے مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ صحیح روایت موجود ہے۔ حدثنا وکیع عن موسی ابن عمیر عن علقمة بن وائل ابن حجر عن ابیه قال رأیت النبی ﷺ یضع یمینه علی شماله تحت السرة انتهی کذا فی آثار السنن (۱) بخاری و مسلم میں نہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایت ہے نہ ناف کے نیچے باندھنے کی۔

(۲) امام کے پیچھے کسی نماز میں فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے اس کے لئے یہ صحیح حدیثیں موجود ہیں۔ عن ابی موسی قال علمنا رسول اللہ ﷺ قال اذا قمتم الی الصلوة فلیؤمکم احدکم واذا قرأ الامام فانصتوا رواہ احمد و مسلم (آثار السنن) (۲) وعن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ من کان له

---

(۱) (باب وضع الیدین تحت السرة، ص ۶۹ ط امدادیہ، ملتان)
(۲) (باب فی ترک القراءة خلف الامام فی الجهریة ص ۸۶ ط امدادیہ)

امام فقراءة الامام له قراءة رواه الحافظ احمد بن منيع في مسنده و محمد بن الحسن في الموطا والطحاوی والدار قطنی و سنده صحيح (آثار السنن) ۱

(۳) آمین آہستہ کہنا اولیٰ ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث صحیح ہے۔ عن وائل بن حجر قال صلى بنا رسول الله ﷺ فلما قرأ غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال آمين واخفى بها صوته الحديث رواه احمد والترمذی وابوداود الطيالسی والدار قطنی والحاکم وآخرون واسناده صحيح (آثار السنن) ۲

(۴) رفع یدین رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت نہیں کرنا چاہئے اور اس کی دلیل یہ حدیث صحیح ہے۔ عن علقمة قال قال عبدالله بن مسعود الا اصلی بکم صلوة رسول الله ﷺ فصلی ولم يرفع يديه الا فی اول مرة رواه الثلثة وهو حديث صحيح (آثار السنن) ۳ وفی المغنی فقد صححه ابن حزم وقال الترمذی حديث ابن مسعود حديث حسن ۴ انتهى والله اعلم

کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فاتحہ خلف الامام کا حکم

(سوال) زید کہتا ہے کہ بغیر سورہ فاتحہ کے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے اور استدلال میں عبادہ بن صامت والی حدیث پیش کرتا ہے بکر کہتا ہے کہ جائز نہیں اور استدلال میں سورہ اعراف والی آیت کریمہ پیش کرتا ہے کس کا دعویٰ حق ہے؟ المستفتی نمبر ۳۲۵ قاضی ضیاء الحسن صاحب ندوہ

۹ شعبان ۱۳۵۳ھ م ۱۸ نومبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۲۷) حنفیہ کے مذہب میں مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھے حضرت عبادہ والی حدیث امام اور منفرد کے حق میں ہے مقتدی کے لئے من کان له امام فقراءة الامام له قراءة والی روایت ہے اور مسلم شریف کی روایت واذا قرأ فانصتوا کی روایت ہے میں سورہ فاتحہ امام کے پیچھے نہیں پڑھتا اس کا قائل ہوں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) (باب فی ترک القراءة خلف الامام فی الصلوات کلها ص ۸۸ ط امدادیه)
(۲) (باب ترک الجهر بالتامین ص ۹۷ ط امدادیه)
(۳) (باب ترک رفع الیدین فی غیر الافتتاح ص ۱۰۴ ط امدادیه)
(۴) (باب رفع الیدین عند الرکوع ۱ / ۵۹ ط سعید)
(۵) (باب فی ترک القراءة خلف الامام فی الصلوات کلها ص ۸۸ ط امدادیه)
(۶) (باب التشهد فی الصلاة ۱ / ۱۷۴ ط قدیمی کتب خانه کراچی)

(۱) صحابہ کرام نے رفع یدین اور آمین بالجہر کیا یا نہیں؟

(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھی جائے یا نہیں؟

(سوال) (۱) کیا حضور اکرم ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ نے آمین بالجہر اور رفع یدین کی تھی؟

(۲) کیا امام کے پیچھے الحمد پڑھنا جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۶۴ جناب سید عبد المعبود صاحب قادر آباد (ضلع بدایوں) ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۴ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۲۸) (۱) آمین بالجہر اور رفع یدین کا مسئلہ صحابہ کرامؓ کے زمانے سے مختلف فیہ ہے حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد بعض صحابہ آمین بالجہر کہتے تھے اور بعض بالاخفا اور بعض صحابہ رفع یدین کرتے تھے اور بعض نہیں کرتے تھے اسی وجہ سے مجتہدین امت میں بھی اختلاف ہوا بعض مجتہدین آمین بالجہر کو پسند کرتے ہیں اور بعض آمین بالاخفا کو امام ابو حنیفہ اور امام شافعی بقول جدید آمین بالاخفا کو پسند کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہؒ نے ترک رفع یدین کو راجح قرار دیا ہے۔(۱)

(۲) حنفیہ کے نزدیک امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت فاتحہ نہ کرنی چاہئے حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ صحیح مسلم(۲) میں آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث طویل مروی ہے جس میں واذا قرأ فانصتوا موجود ہے یعنی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور دوسری حدیث جو موطا امام محمد میں ہے من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ(۳) یعنی امام کے پیچھے جو شخص نماز پڑھے تو امام کی قرأت اس کے لئے بھی قرأت ہے پس حنفیہ کے مذہب میں امام کے پیچھے مقتدی کو فاتحہ نہیں پڑھنی چاہئے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

احناف کے نزدیک فاتحہ خلف الامام جائز نہیں

(سوال) فاتحہ خلف الامام کا احناف واہل حدیث کے نزدیک کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۶۳۰ میاں محمد صدیق صاحب (فیروز پور) ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ م ۱۰ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۷۲۹) اہل حدیث کے نزدیک مقتدی پر امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے اور حنفیوں کے نزدیک امام کے پیچھے مقتدی کو خاموش کھڑا رہنا چاہئے حنفیوں کی دلیل یہ ہے کہ مسلم(۴) شریف میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں یہ الفاظ موجود ہیں واذا قرأ فانصتوا یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور موطا امام محمد میں روایت ہے

---

(۱) عن وائل بن حجر قال: كان رسول الله ﷺ اذا قرأ ولا الضالين قال آمين ورفع بها صوته (آثار السنن باب الجهر بالتأمين ص ۹۳ ط امدادیه) وعنه قال: صلى بنا رسول الله ﷺ فلما قرأ غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال: "آمين" واخفى صوته الحديث (آثار السنن، باب ترك الجهر بالتامين، ص ۹۷ ط امدادیه)

(۲) (باب التشهد في الصلاة ۱: ۱۷٤ ط قدیمی)

(۳) (باب القراءة في الصلوات خلف الإمام ص ۹۸ ط میر محمد کتب خانه، کراچی)

(٤) (باب التشهد في الصلاة ۱: ۱۷٤ ط قدیمی)

من كان له امام فقراءة الامام له قراءة (۱) (انتهى بمعناه) یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کا کوئی امام ہو تو امام کی قرأت مقتدی کے لئے بھی قرأت ہے یعنی امام کی قرات مقتدی کے لئے کافی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ، دہلی

(۱) آمین بالجہر کا حکم
(۲) آمین بالجہر والے کو مسجد سے روکنا
(۳) کیا آمین بالجہر بدعت ہے
(۴) آمین بالجہر والے کو موذی کہنا
(۵) جماعت اہل حدیث کو گمراہ کہنے والوں سے قطع تعلق کرنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) ایک مسجد میں حنفی اور اہل حدیث باہم نماز بجماعت ادا کرتے ہیں لیکن حنفی صاحبان آمین بالجہر کی سخت مخالفت کرتے ہیں اور اہل حدیثوں کو مسجد میں آنے سے روکتے ہیں نیز آمین بالجہر کو باعث ایذا رسانی سمجھتے ہوئے اہل حدیثوں کو موذی قرار دیتے ہیں اور موذی قرار دے کر بحوالہ درمختار جلد اول ص ۴۸۹ مسجد سے مانع ہوتے ہیں۔

اہل حدیث صاحبان آمین بالجہر کو سنت سمجھتے ہیں اور مسجد سے روکنے پر آیت کریمہ و من اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه پڑھتے ہیں اور منع کرنے سے روکتے ہیں لیکن باہمی کشیدگی اتنی بڑھی کہ عدالت تک معاملہ پہنچ گیا اب سوال اس امر کا ہے کہ زور سے آمین کہنا ازروئے حدیث کیسا ہے؟

(۲) آمین بالجہر کی بنا پر مسجد میں آنے سے روکنا ازروئے قرآن و حدیث کیسا ہے؟ کیا آیت مذکورہ میں داخل ہے۔

(۳) کیا آمین بالجہر باعث ایذاء فساد ہے؟

(۴) کیا زور سے آمین کہنے والے کو موذی قرار دے کر مسجد میں آنے سے روکنا شرعاً جائز ہے؟

(۵) جماعت اہل حدیث کو گمراہ کہنے والوں کے پاس اٹھنے بیٹھنے سے روکنا شرعاً کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۶۶۸ عبد الغنی (ملزم) یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۶۰ھ م ۲۹ مئی ۱۹۴۱ء

(جواب ۷۳۰) آمین بالخفا حنفیہ اور امام شافعی کے قول جدید کے موافق مسنون ہے اور آمین بالجہر امام شافعی کے قول قدیم اور دیگر ائمہ کے نزدیک مسنون ہے۔(۲) صحابہ کرامؓ میں بھی یہ اختلاف موجود تھا لہذا یہ

---

(۱) باب القراءة في الصلوات خلف الامام ص ۹۸ ط میر محمد

(۲) عن وائل بن حجر قال كان رسول الله ﷺ اذا قرأ ولا الضالين قال آمين ورفع بها صوته وعن ابي هريرة قال كان النبي ﷺ اذا فرغ من قراءة ام القرآن رفع صوته وقال آمين (آثار السنن باب الجهر بالتأمين ص ۹۳ و ۹۴ ط مدنیه) قال عطاء وقد قال الله تعالى ادعوا ربكم تضرعا وخفية (حررى هي)

مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے باہم مسلمانوں میں اختلاف و شقاق اور عداوت و دشمنی ہو۔ اہل حدیث کے آمین بالجہر کہنے سے حنفیوں کی نماز خراب نہیں ہوتی اور اس وجہ سے کسی آمین بالجہر والے کو مسجد میں آنے سے روکا نہیں جا سکتا اہل حدیث کا بھی یہ فرض ہے کہ اگر وہ آمین بالجہر کو سنت سمجھتے ہیں تو محض اتباع سنت کے لحاظ سے عمل کریں محض حنفیوں کو چڑانے اور ستانے کے لئے ایسا نہ کریں جیسا کہ بعض مقامات میں امام کے ولا الضالین پڑھنے پر بعض اہل حدیث جو ناواقف و متعصب ہوتے ہیں زور سے آمین چلا دیتے ہیں یا جماعت میں اتنے زور سے آمین پکارتے ہیں کہ قریب والے شخص چونک پڑتے ہیں فریقین کو نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ اپنے مسلک پر عمل کرنا چاہئے باہم اتفاق و اتحاد اور رواداری سے زندگی بسر کرنی چاہئے۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بسم اللہ سورہ فاتحہ کا جزو ہے یا نہیں؟

(سوال) بسم اللہ الرحمن الرحیم سورہ فاتحہ اور دوسری سورتوں کا جزو ہے یا نہیں؟ اگر جزو ہے تو جن نمازوں میں سورہ فاتحہ جہر کے ساتھ پڑھی جاتی ہے ان میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا جہر کیا جائے گا یا نہیں؟ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کا عمل کیا تھا نمازوں میں قرأت الحمد للہ سے شروع کرتے تھے یا بسم اللہ سے۔ اسی طرح اور سورتوں کے ساتھ بھی نمازوں میں بسم اللہ جہراً پڑھی جائے یا سراً یا بالکل نہیں جواب میں احادیث صحیحہ تحریر فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۲۶۹۰ مولانا محمد صدیق صاحب صدر مدرس مدرسہ صدیقیہ دہلی

۲۶ ذیقعدہ ۱۳۶۰ھ ۱۶ دسمبر ۱۹۴۱ء

(جواب ۷۳۱) بسم اللہ اور سورہ فاتحہ اور دوسری سورتوں کا جزو ہے یا نہیں یہ مسئلہ مدت سے مختلف فیہ ہے۔ ائمہ حنفیہ کے اصح اور راجح قول کی بناء پر نہ سورہ فاتحہ کا جزو ہے نہ اور کسی سورت کا (سوائے سورہ نمل کی درمیانی بسم اللہ کے)(۱) اس کی دلیل یہ ہے کہ صحیح مسلم(۲) کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ قسمت الصلوة بینی و بین عبدی نصفین و لعبدی ما سأل فاذا قال العبد الحمد للہ رب العلمین الحدیث۔ اس حدیث میں صلوة سے مراد سورہ فاتحہ ہے حضرت حق کا فرمان ہے کہ سورہ فاتحہ نصف میرے لئے ہے اور نصف میرے بندے کے لئے اور نصف اول کو بیان فرماتے ہوئے الحمد للہ سے ابتداء فرمائی۔ معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ الحمد للہ سے شروع ہوتی ہے بسم اللہ اس میں داخل نہیں ہے اور ترمذی(۳) میں

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) عن ابی ہریرة قال: کان رسول اللہ ﷺ یعلمنا یقول: لا تبادروا الامام اذا کبر فکبروا واذا قال ولا الضالین فقولوا آمین واذا رکع فارکعوا رواہ [illegible] فی النیموی [illegible] یستفاد منہ ان الامام لا یجہر بالتامین وعن وائل بن حجر قال: صلی بنا رسول اللہ ﷺ فلما قرأ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال: آمین واخفی بہا صوتہ رواہ احمد والترمذی و ابوداؤد الخ (آثار السنن، باب ترک الجہر بالتامین، ص ۹۵ تا ۹۷ ط امدادیہ)

(۱) وھی ای بسم اللہ الخ آیة واحدة من القرآن کلہ انزلت للفصل بین السور فما فی النمل بعض آیة اجماعا ولیست من الفاتحة ولا من کل سورة فی الاصح الخ (التنویر و شرحہ، فصل فی بیان تالیف الصلاة ۱: ۴۹۱ ط سعید)

(۲) باب وجوب قراءة الفاتحة فی کل رکعة ۱: ۱۷۰ ط قدیمی (۳) باب ما جاء فی سورة الملک ۲: ۱۱۲ ط سعید

مسند حسن میں یہ روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ان سورة من القرآن ثلاثون آية الى قوله وهي تبارك الذى بيده الملك یعنی قرآن مجید کی تیس آیتوں والی ایک سورت ہے پھر فرمایا کہ وہ تبارك الذى بيده الملك ہے اور تبارك الذى میں بسم اللہ کے علاوہ تیس آیتیں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ سورت کا جزو نہیں ہے۔

ہاں بسم اللہ قرآن مجید کی ایک آیت ضرور ہے جس کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے سورتوں کی انتہا اور ابتدا معلوم ہوجاتی ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کے اس ارشاد سے ثابت ہوتا ہے۔ قال كان النبى ﷺ لا يعرف خاتمة السورة حتى تنزل بسم الله الرحمن الرحيم فاذا نزل بسم الله الرحمن الرحيم عرف ان السورة قد ختمت واستقبلت اوابتدئت سورة اخرى (رواه البزار باسنادين رجال احدهما رجال الصحيح - كذافى مجمع الزوائد) (۱) یعنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورتوں کی انتہا نہیں پہچانتے تھے یہاں تک کہ بسم اللہ نازل ہو جب بسم اللہ نازل ہوتی تو حضور ﷺ اس بات کو پہچاننے لگے کہ ایک سورت ختم ہوئی اور دوسری شروع ہوئی۔

جہری نمازوں میں بسم اللہ بھی جہراً پڑھی جائے یا نہیں؟ یہ مسئلہ بھی ابتدا سے مختلف فیہ ہے۔ اس میں صحیح اور قوی یہ ہے کہ جہر سے نہ پڑھی جائے آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین سے بسند صحیح جہر سے پڑھنا ثابت نہیں یعنی سنت ابتدا و دوام کے طور پر جہراً نہیں بلکہ سراً پڑھتے تھے۔ اس کی دلیل میں مسلم شریف (۲) کی یہ روایت ہے۔ عن انس بن مالك انه حدثه قال صليت خلف النبى ﷺ و ابى بكر و عمر و عثمان فكانوا يستفتحون بالحمد لله رب العلمين لا يذكرون بسم الله الرحمن الرحيم فى اول قراءة ولا فى آخرها.

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ اور ابوبکر و عمر اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی تو یہ سب قرأت الحمد لله رب العلمين سے شروع کرتے تھے۔ بسم الله الرحمن الرحيم۔ نہ ابتدائے قرأت میں پڑھتے تھے نہ آخر میں۔ یعنی فاتحہ کے ختم اور سورت کے شروع پر بھی نہیں پڑھتے تھے۔

صحیح مسلم (۳) میں حضرت انسؓ کی یہ حدیث بھی ہے۔ صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم و ابى بكر و عمر و عثمان فلم اسمع احدا منهم يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم یعنی میں نے حضرت ﷺ اور ابوبکر اور عمر و عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے تو ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے میں نے نہیں سنا۔ طبرانی کبیر و اوسط میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے تو مشرکین بطور استہزا کہتے تھے کہ محمد تو یمامہ کے خدا (یعنی مسیلمہ) کا نام

---

(۱) (باب بسم الله الرحمن الرحيم ۱۱۹/۲ ط بیروت لبنان)
(۲) (باب حجة من قال "لا يجهر بالبسملة" ۱٬۱۷۲ ط قدیمی)
(۳) (ایضاً)

لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو رحمن و رحیم کہلواتا تھا پھر جب یہ آیت (یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم) نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے لوگوں کو یہ امر فرمایا کہ اسے جہراً نہ پڑھیں یہ حدیث بھی مجمع الزوائد میں نقل کر کے مصنف نے کہا ہے۔ ورجاله موثقون یعنی اس کے راوی معتبر اور قوی ہیں۔

صاحب فتح القدیر (۱) نے طبرانی سے حضرت انسؓ کی یہ روایت بھی ذکر کی ہے عن انس ان رسول الله ﷺ كان يسر ببسم الله الرحمن الرحيم وابا بكر و عمر و عثمان و عليا یعنی حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ بسم اللہ الرحمن الرحیم اخفات یعنی آہستہ پڑھا کرتے تھے مجمع الزوائد (۲) میں حضرت انسؓ سے بروایت طبرانی یہ روایت اس طرح منقول ہے عن انس ان رسول الله ﷺ كان يسر ببسم الله الرحمن الرحيم و ابوبكر و عمر اور مصنف نے اس کی سند کے متعلق فرمایا ہے۔ ورجاله موثقون یعنی اس حدیث کے راوی معتبر ہیں اور اسی مجمع الزوائد (۳) میں حضرت ابووائل سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ اور عبداللہ (ابن مسعودؓ) بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اعوذ باللہ اور آمین جہر سے نہیں پڑھتے تھے اور ترمذی (۵) میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل صحابیؓ نے اپنے بیٹے کو بسم اللہ الرحمن الرحیم جہر سے پڑھتے ہوئے سنا تو ان کو سختی سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ بدعت ہے میں نے آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور کسی کو بسم اللہ الرحمن الرحیم جہر سے پڑھتے نہیں سنا تو بیٹا تم بھی نہ پڑھا کرو جب نماز پڑھو تو الحمد للہ رب العالمین سے پڑھو ترمذی نے یہ بھی لکھا کہ اکثر صحابہؓ کا مذہب یہی ہے کہ بسم اللہ جہر سے نہ پڑھی جائے چاروں خلفاء راشدین اسی کے قائل تھے (۶) مذکورہ احادیث کے علاوہ اور بھی بہت روایتیں ہیں جن سے بسم اللہ کا آہستہ پڑھا جانا ثابت ہے یہ حدیثیں اس بات کی بھی دلیل ہیں کہ بسم اللہ سورہ فاتحہ کا جزو نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ، دہلی

(۱) مرض وفات میں حضور ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے یا نہیں؟
(۲) اس وقت آپ ﷺ نے آمین جہراً کہی یا سراً؟

(سوال) (۱) رسول اللہ ﷺ نے آخری مرض رحلت میں حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے کتنے وقت کی نماز پڑھی؟
(۲) آپ نے حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے جب نماز پڑھی تو بلند آواز سے خود رسول اللہ ﷺ نے آمین کی یا

---

(۱) (باب بسم الله الرحمن الرحيم ۲/۱۱۱ ط بيروت)
(۲) (باب صفة الصلاة ۱/۲۹۲ ط مصر)
(۳) (باب بسم الله الرحمن الرحيم ۲/۱۱۱ ط بيروت)
(٤) (ايضاً)
(٥) باب ماجاء في ترك الجهر ببسم الله ۱/۵۷ ط سعيد)
(٦) والعمل عليه عند أكثر أهل العلم من أصحاب النبي ﷺ منهم ابوبكر وعمر وعثمان و علي وغيرهم ومن بعدهم من التابعين (باب ماجاء في ترك الجهر ببسم الله ۱/۵۷ ط سعيد)

نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۳۷۱ منشی جمال احمد (رتلام) ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۳ مارچ ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۳۲) آنحضرت ﷺ نے شدت مرض کے وقت جب کہ حجرہ شریفہ سے مسجد میں تشریف لانے کی طاقت نہ تھی اپنی جگہ حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا امر فرمایا تھا اس اثناء میں ایک وقت حضور ﷺ کو تخفیف محسوس ہوئی تو حضور ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور صفوں میں سے گزرتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کے پاس جا کھڑے ہوئے حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا اور حضور اکرم ﷺ نے ان کو اشارے سے فرمایا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور ان کی اقتدا میں نماز شروع کردی مگر حضرت ابوبکرؓ حضور ﷺ کی موجودگی میں نماز نہ پڑھا سکے اور پیچھے ہٹ گئے اور حضور ﷺ نے امامت شروع کردی (۱) اس واقعہ میں ابھی یہ بات میری نظر سے نہیں گزری کہ حضور ﷺ نے آمین زور سے کہی ہو اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ نے آمین زور سے کہی تھی تو اس کا ثبوت اس سے طلب کیجئے وہ روایت اور کتاب اور باب کا نام بتائے تو اس کی تحقیق ہو سکتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) غیر مقلدین حنفیوں کی جماعت میں آمین بالجہر اور رفع یدین کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اہل سنت والجماعت کسے کہتے ہیں؟

(۳) غیر مقلدین اہل السنت والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟

(۴) سابقہ دور میں آمین بالجہر اور اخفاء دونوں کا کیا معمول تھا؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) اگر کوئی شخص حنفی لوگوں کے ساتھ شریک جماعت ہو کر نماز میں آمین بالجہر کہے اور رفع یدین کرے تو اس شخص کے آمین بالجہر اور رفع یدین سے حنفیوں کی نماز میں کوئی خلل آئے گا یا نہیں؟ (۲) اہل سنت والجماعت جو کہا جاتا ہے اس میں سنت سے کیا مراد ہے اور جماعت سے کون سی جماعت مراد ہے؟ (۳) اہل حدیث جن کو غیر مقلد بھی کہا جاتا ہے یہ اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟ (۴) زمانہ سلف یعنی صحابہ اور ائمہ مجتہدین کے زمانے میں آہستہ آمین کہنے والے اور بالجہر آمین کہنے والے ایک ہی مسجد میں شامل نماز پڑھا کرتے تھے یا علیحدہ علیحدہ؟ اور آج کل مکہ معظمہ وغیرہ میں شریک ہو کر پڑھتے ہیں یا علیحدہ علیحدہ مسجدوں میں؟

(جواب ۷۳۳) (۱) کسی شریک جماعت کے آمین بالجہر کہنے سے حنفیوں کی نماز میں نقصان نہیں آتا (۲) اہل سنت والجماعت وہ گروہ ہے جو حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کے طریقے پر چلتا ہے (۲) (۳) اہل حدیث

---

(۱) (بخاری، باب حد المریض ان یشہد الجماعۃ ۱/ ۹۱ ط قدیمی)

(۲) ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلاث وسبعین ملۃ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ہی یارسول اللہ" قال " ما انا علیہ واصحابی الحدیث (ترمذی، باب افتراق ہذہ الامۃ ۲/ ۹۳ ط سعید)

جماعت اہل سنت والجماعت میں داخل ہے ،(۱) اس قسم کے فروعی اختلاف رکھنے والے سب شریک ہو کر نماز ادا کرتے تھے اور آج کل بھی ممالک اسلامیہ میں اسی طرح نماز ادا کرتے ہیں۔

محمد کفایت اللہ غفر لہ،

اقتباس از تقریر ترمذی

ماخوذ از تقریر ترمذی ضبط کردہ حضرت مفتی اعظم

(۲) باب ماجاء في ترك الجهر ببسم الله الرحمن الرحيم قوله فقال لي اي بني محدث الخ یعنی عبداللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ مجھ کو میرے باپ نے نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم زور سے کہتے ہوئے سن لیا تو انہوں نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے یہ نو ایجاد یعنی بدعت ہے اور پھر ڈراتے ہیں کہ اياك والحدث یعنی تم حدث یعنی بدعت سے ہمیشہ بچتے رہنا اور پھر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ابوبکر و عمر و عثمان کے ساتھ نماز پڑھی اور کسی کو بسم اللہ جہراً کہتے ہوئے نہیں سنا۔

جاننا چاہیے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک بسم اللہ آہستہ کہنا چاہیے اور امام شافعی صاحب جہر کے قائل ہیں پس یہ حدیث حنفیہ کی حجت امام شافعی پر ہے اور یہ صاف دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر و عثمان یہ سب حضرات آہستہ بسم اللہ کہتے تھے۔ اب اس سے زیادہ اور کیا حجت ہوگی کہ عبداللہ بن مغفل کس زور شور سے جہر کا انکار کرتے ہیں باقی رہی وہ حدیث جس سے امام شافعی نے جہر پر تمسک کیا ہے اس کو ترمذی نے اگلے باب میں بیان فرما کر نقل کیا ہے۔ عن ابن عباس قال كان النبي ﷺ يفتتح صلوته ببسم الله الرحمن الرحيم تو اس کی اول تو سند ہی پہلی حدیث کی طرح قوی نہیں امام ترمذی نے خود وليس اسناده بذاك فرمادیا ہے لیکن اس کے جواب سے قطع نظر کر کے ہم یوں کہتے ہیں کہ اس سے جہر ثابت ہی نہیں ہوتا کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بسم اللہ سے نماز شروع کرتے تھے جہر کہاں سے معلوم ہوتا ہے ہاں اگر یوں کہا جائے کہ اگر آپ آہستہ کہتے ہوں گے تو ابن عباس کو کہاں سے معلوم ہو گیا کہ آپ نے بسم اللہ سے نماز شروع کی تو اول یہ ثابت کرنا چاہیے کہ معلوم ہونے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے کہ جب امام جہراً پڑھے جب ہی معلوم ہو کہ امام نے بسم اللہ سے نماز شروع کی۔ وهذا ليس بثابت فالموقوف عليه بالطريق الاولى اسی وجہ سے محققین شوافع نے بھی اقرار کیا ہے کہ امام شافعی صاحب کا یہ مذہب بلا دلیل ہے کوئی حدیث صحیح صریح اس بارے میں موجود نہیں پس اب حنفیہ کو جواب دینے کی کیا حاجت ہے۔ واللہ اعلم۔

---

(۱) یعنی جو تقلید و شخصی کے قائل ہیں [illegible] اور متعصب قسم کے لوگ اہل سنت والجماعت میں داخل نہیں (فتاوی دار العلوم دیوبند ۳/ ۲۹۱ ط امدادیہ ملتان) (۲) (۱/ ۵۷ ط سعید)

باب في افتتاح القراءة بالحمد لله رب العلمين قوله كانوا يفتتحون القراءة بالحمد لله رب العلمين اس کے یہ معنی تو ہو نہیں سکتے کہ بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے ہاں یہ معنی ہیں کہ بسم اللہ جہراً نہیں پڑھتے تھے بلکہ افتتاح قراءۃ الحمد للہ سے ہوتا تھا اور امام شافعی نے جو اس کی تاویل کی ہے بحیثیت ان معنوں کو یہ حدیث محتمل ہے لیکن جب کہ اس کا مطلب بلا تکلف بن سکتا ہے تو کیا ضرورت ہے کہ اس سے خواہ مخواہ باوجود مخالفت احادیث صحیحہ بسم اللہ کا جہر ثابت کیا جاوے۔

باب ما جاء انه لا صلوة الا بفاتحة الكتاب قوله لا صلوة من لم يقرا بفاتحة الكتاب مولانا نے فرمایا کہ تمام ان مسئلوں میں سے جن میں امام ابو حنیفہ و امام شافعی صاحب باہم مخالف ہوئے ہیں قابل تحقیق و بحث یہ مسئلہ ہے کیونکہ امام شافعی تو فرماتے ہیں کہ قراءۃ فاتحہ نہ ہو تو نماز ہی نہ ہوگی اور امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر مقتدی امام کے پیچھے قراءۃ کرے گا تو اس کی نماز مکروہ تحریمی ہوگی اسی وجہ سے ایک امام تھے وہ جبکہ مقتدی ہو کر نماز پڑھتے تھے تو کہتے تھے کہ مجھ کو امام ابو حنیفہ و امام شافعی سے خوف آتا ہے کہ ایک صاحب میری نماز کو مکروہ تحریمی بتاتے ہیں اور ایک صاحب بالکل نماز کا انکار فرماتے ہیں لہذا میں ہمیشہ امام بنتا ہوں تاکہ دونوں کے نزدیک میری نماز ہو جائے اب سنئے کہ امام شافعی کی مستدل حدیث مذکور ہے اور اس سے دو مسئلے نکلتے ہیں اول تو وجوب قراءۃ فاتحہ دوسرے فرضیت امام خواہ امام منفرد و مقتدی ہونے کا سب کے لئے فرضیت ثابت ہوتی ہے امام ابو حنیفہ ان دونوں مسئلوں میں مخالف ہیں پس امام شافعی نے مسئلہ اول میں تمسک اس لفظ لا صلوۃ سے کیا ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ الحمد نہ پڑھی جاوے تو نماز ہی نہ ہوگی اور یہ شان فرضیت کی ہے نہ کہ وجوب کی پس اس کا جواب حنفیہ نے کئی طور پر دیا ہے اول تو ان روایات سے جن میں تارک فاتحہ کی نماز کو خداج وغیرہ فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز تو ہوگی مگر ناقص ہوگی اور یہی شان وجوب کی ہے ثانیاً یہ کہ لا صلوۃ سے مراد نفی کمال ہے کہ نماز کامل نہیں ہوتی ناقص رہتی ہے اور یہ صیغہ نفی کمال میں مستعمل ہے پس یہاں بھی یہی معنی مراد ہیں بقرینہ روایت دیگر کے اور اس روایت میں کہ جس کو ترمذی نے باب ماجاء في تحريم الصلوة و تحليلها میں روایت کیا ہے یہ زیادتی موجود ہے لمن لم يقرا بالحمد و سورة في فريضة او غيرها اور اس کی روایت میں مسلم میں لفظ فصاعدا وغیرہ کی زیادتی ہے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے تو اب شوافع بتائیں کہ معنی اس حدیث کے کیا ہوئے اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ سورت بھی نہ پڑھے اس کی نماز نہ ہوگی تو اس سے فرضیت سورۃ بھی لازم آتی ہے تو ان کو بھی چاہئے کہ الحمد میں وہی تاویل کریں جو حنفیہ نے دونوں مسئلوں میں کی ہے حنفیہ کے نزدیک تو لفظ لا صلوۃ سے وجوب ثابت ہوتا تھا اور ان کے نزدیک سورۃ کے بارے میں اس سے استحباب و سنیت ثابت ہوتی ہے تو یہی لفظ لا صلوۃ کہ جس سے بڑے زور و شور سے فرضیت ثابت کرتے تھے اس کو اتنا گھٹایا کہ اس سے سنیت ثابت کی اور حنفیہ نے تو اب بھی اس کو متغیر نہیں کیا بعد فاتحہ

---

(۱) (۱ ۵۷ ط سعد)

سورۃ دونوں کا وجوب اسی سے ثابت ہوا تو اب شوافع کا استدلال فرضیت فاتحہ پر تمام نہ ہوا کیونکہ زیادتی لفظ وسورۃ ولفظ فصاعداً کے نہ رہا۔

اور بھی حنفیہ نے وجوب فاتحہ و عدم فرضیت پر آیہ فاقرؤا ما تیسر من القرآن اور حدیث اعرابی ثم اقرأ ما تیسر سے استدلال کیا ہے کہ لفظ "ما" عام ہے فاتحہ و غیر فاتحہ کو شامل ہے اور یہ [illegible] فرضیت ہے پس وجوب ثابت ہوگا نہ کہ فرضیت اور باقی رہا اس میں امام شافعی نے اسی حدیث سے لفظ لمن لم یقرأ سے استدلال کیا ہے کہ لفظ "من" عام ہے جیسا کہ اصول صرفین میں مبرہن ہے پس عموم امام و مقتدی سب کو شامل ہوگا تو اگر مقتدی فاتحہ نہ پڑھے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی حنفیہ کہتے ہیں کہ اس سے مقتدی مخصوص ہے اور یہ خصوصیت بوجہ روایت دیگر کے معلوم ہوتی ہے کیونکہ مسلم کی روایت میں لفظ وسورۃ معہا و فصاعدا بھی مروی ہے اور ظاہر ہے کہ مقتدی کے واسطے سورۃ پڑھنے کا وجوب نہیں ہے پس جو وجہ کہ ممانعت سورۃ کی ہوگی وہی ممانعت فاتحہ کی اور یا دونوں کی جائے کہ قرأۃ مقتدی کی خلف امام ممنوع بوجہ آیت قطعیہ کے ہے وھو اذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا الخ ہے کیونکہ یہ منطوق آیت شریفہ سے ثابت ہوتی ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنو اگر جہرا پڑھا جائے اور چپ رہو اگر سرا ہو اور یہ معنی ان کے موافق جنہوں نے آیت کا شان نزول قرأۃ خلف امام کو کہا ہے بالاتفاق کہتے ہیں اور اکثر اکابر مفسرین مثل صاحب معالم التنزیل وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ شان نزول اس آیت کا قرأت مقتدی خلف امام ہے اب وہی وجہ اس کو خطبہ پر حمل کرنے کی نہیں اگرچہ بعضوں نے اس کا شان نزول خطبہ کو بھی کہا ہے لیکن اول تو یہ شان نزول خطبہ ہونا محل تامل ہے کیونکہ یہ آیت سورہ اعراف میں ہے اور وہ باتفاق مفسرین مکی ہے اور کسی نے اس کو مکی میں سے مستثنیٰ نہیں کیا اور یہ بھی معلوم ہے کہ جمعہ مدینہ میں فرض ہوا ہے علیٰ اصح الاقوال اور بعضوں نے کہا کہ مکہ میں فرض ہوا لیکن اس پر سب متفق ہیں کہ آپ ﷺ نے بعد ہجرت کے جمعہ مکہ میں نہیں [illegible] مدینہ میں جمعہ پڑھا پس مکی آیت سے نزول کی وجہ کا مدنی خطبہ کو ٹھیک نہیں اگر کسی نے نزلت فی الخطبہ کہا ہو گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہی حکم جو قرأۃ مقتدی میں ہے یعنی ممانعت قرأۃ کا وہی خطبہ میں ہے مراد ہے اور یہ معنی محدثین و مفسرین صحابہ و من بعدہم میں ثابت رائج ہے۔ کما لا یخفی علی من له نظر علی تفسیراتہم پس جب اس کا شان نزول خطبہ ہونا ممنوع ہوا تو وہی قرأۃ خلف الامام رہی پس اس کی ممانعت پر نص صریح ہے بعض علماء نے اس میں لکھ دیا ہے کہ یہ قول کفار نقل کرتے ہیں مگر عاقل پر خوب ظاہر ہے کہ جب کبار مفسرین و محدثین نے اس کا شان نزول قرأۃ مقتدی کو کہا ہے تو پھر اس کو قول کفار پر حمل کرنا محض [illegible] رہا یہ ہے کہ یہ حدیث [illegible] کہا جائے کہ لا صلوۃ الا بفاتحة الکتاب موافق تمہارے کہنے کے مقتدی کو بھی شامل ہے مگر یہ کہ مقتدی امام کے پیچھے [illegible] کی طرف سے وہی نائب [illegible] تو اس کی [illegible] ہو جائے گی اور شق اول مراد ہے تو اس سے [illegible] اور شق ثانی مراد ہے تو ہمارا مطلب ثابت

ہے کیونکہ ہم قراءۃ امام کو مقتدی کے واسطے کافی کہتے ہیں ہر چند کہ ہم کو اس پر دلیل لانے کی ضرورت نہیں رہی مگر خیر ازیادتی وضوح کے لئے بیان کرتے ہیں کہ قراءۃ امام مقتدی کے واسطے کافی ہونے کی دلیل حدیث رسول اللہ ﷺ من کان له امام فقراءة الامام له قراءة ہے کہ یہ منطوق صاف دلالت کرتی ہے کہ امام کی قراءۃ مقتدیوں کے واسطے کافی ہے بعض معاندین حدیث یوں کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے جواب یہ ہے کہ یہ حدیث بہت سے طرق سے مروی ہے بعض ان میں سے ضعیف ہیں اور بعض قوی ہیں پس جب کہ ایک طریقہ سے قوی ثابت ہوگئی اب اس میں کلام کی گنجائش نہیں رہی اور اگر بالفرض اس کا کوئی طریقہ قوی نہ ہوتا سب کے سب ضعیف ہوتے تاہم طرق متعددہ سے مروی ہونا حسن لغیرہ ہونے کے واسطے کافی تھا جیسا کہ اصول حدیث میں مذکور ہے اور اسی کے مؤید ہے قول رسول اللہ ﷺ کا الامام ضامن کیونکہ یہ بھی بفحوائه الشریف دلالت کرتا ہے اس پر کہ مقتدی کی نماز امام کی نماز میں ضمناً آگئی ہے یعنی نماز مقتدی نماز امام کے ضمن میں متحقق ہے اور اس پر قرینہ اولویت امام واستخلاف وغیرہ شاہد ہیں جس کو فہم سلیم ہوگی وہ خود سمجھ لے گا پس جب ان دلالات واشارات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام و مقتدی کی ایک ہی نماز ہے پھر اس میں ایک کی قراءۃ دوسرے کے واسطے کافی نہ ہونے کی کیا وجہ ہے کیونکہ در صورت قراءۃ امام و مقتدی تکرار قراءۃ لازم آئے گی اور اس پر آثار صحابہ بہت سے دال ہیں امام محمد نے موطا میں نقل کئے ہیں پس ترمذی کا اس پر یہ حکم کہ حضرت عمر وغیرہ کا یہی مذہب تھا ممنوع ہے کیونکہ حضرت عمر سے دونوں طرح کی روایتیں مروی ہیں بعض سے اثبات قراءۃ مقتدی اور بعض سے ممانعت ثابت ہوتی ہے پس ان کی تعیین مذہب ایک جانب پر ٹھیک نہیں۔ هذا ما حصل لی من تقریر مولانا الاعظم استاذی المکرم المولوی محمود حسن المحدث الدیوبندی ادام اللہ ظلہ علی روس الطالبین وقدبسط الکلام فیه مولانا المقدس.

تئیسواں باب

ستر عورت

کافر کا ستر دیکھنا بھی ناجائز ہے

(سوال) قصداً کافر کا ستر دیکھنا کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۵۳ شیخ جعفر جی (خاندیس)
۱۹ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۳۴) قصداً کافر کا بھی ستر دیکھنا جائز نہیں، بے قصد نظر پڑ جائے اور فوراً نظر ہٹالے تو گناہ نہیں۔(۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سر پر رومال باندھ کر نماز پڑھنا

(سوال) ایک بزرگ مذہباً اہل حدیث ہیں بہت زیادہ پابند سنت ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں کبھی کبھی امامت کرتے ہیں لباس ان کا یہ ہوتا ہے کہ لنگی اور کرتہ پہنتے اور سر پر ایک رومال لپیٹے ہوئے ایک روز ایک شخص نے کہا کہ اگر آپ ٹوپی پہن کر آتے تو اچھا ہوتا اس پر وہ بہت ناراض ہوئے۔
المستفتی نمبر ۵۲۴ شیخ شفیق احمد (ضلع مونگھیر) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۳۵) قمیص یا کرتہ اور لنگی اور سر پر رومال بندھا ہوا ہو تو یہ نماز کے کافی لباس ہے اس میں نماز بلاکراہت جائز ہے(۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ننگے سر نماز کا حکم

(سوال) ننگے سر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۶۱۱ حکیم محمد قاسم (ضلع میانوالی) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۳۶) ننگے سر نماز پڑھنا جائز ہے اور تواضع و خشوع ہو تو کوئی کراہت نہیں اور اگر بے پروائی اور لاابالی پنے سے ہو تو بکراہت نماز ہو جائے گی(۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

دھوتی باندھ کر نماز پڑھنا

(سوال) اگر کوئی شخص دھوتی اس طرح باندھے کہ ستر عورت چھپ جائے لیکن بطور تھوڑے سے اور کی حالت

---

(۱) وينظر من الاجنبية ولو كافرة الى وجهها وكفيها فقط للضرورة (تنوير و شرحه كتاب الحظر والاباحة فصل في النظر والمس ۳۶۹/۶ ط سعيد)

(۲) ويستحب ان يصلي الرجل في ثلاثة اثواب قميص وازار وعمامة (حلبي كبير فروع في ستر ص ۲۱۶ ط سهيل اكيدمي لاهور)

(۳) وصلاته حاسرا اي كاشفا رأسه للتكاسل ولا بأس به للتذلل واما للاهانة بها فكفر (تنوير الابصار وشرحه باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها ۶۴۱/۱ ط سعيد)

سے نماز ان پڑھا رہے تو ہوتی ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۸۲۴ حبیب اللہ (ضلع غازی پور) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ م یکم اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۷۳۷) اگر ستر چھپ جائے اور اثنائے نماز میں ستر کھلنے کا احتمال نہ رہے تو نماز ہو جائے گی۔ لیکن یہ ہیئت مشابہت زنان کی وجہ سے مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

دھوتی یا ساڑھی باندھ کر نماز پڑھنا

(سوال) عورت کی نماز دھوتی یعنی ساڑھی پہن کر جائز ہے یا نہیں ؟
(جواب ۷۳۸) اگر ستر عورت کامل ہو تو عورت کی نماز ساڑھی پہن کر بھی ہو جاتی ہے۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مرد کا ستر کہاں سے کہاں تک ہے ؟

(سوال) زید کہتا ہے کہ ستر عورت مرد کے لئے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک اور ایسا ہی در المختار' شرح الوقایہ' احسن المسائل ترجمہ کنز الدقائق' فتاوی مجموعہ سلطانی فتاوی برھنہ اور مفتاح الجنۃ میں لکھا ہے اور اس کی مؤید ایک حدیث بھی آئی ہے روایت ہے عمرو بن العاص ؓ سے کہ فرمایا نبی ﷺ نے ناف کے نیچے سے گھٹنوں تک ستر ہے روایت کیا اس کو دار قطنی نے اور بکر کہتا ہے کہ ناف ستر میں داخل ہے پس صحیح مسئلہ کیا ہے۔
(جواب ۷۳۹) بقول راجح ناف مرد کے لئے ستر عورت کے حکم میں داخل ہے زید کا یہ کہنا صحیح ہے کہ ستر کا حکم ناف کے نیچے سے شروع ہوتا ہے ہاں گھٹنے بیشک ستر کے حکم میں داخل ہیں بکر کا خیال درست نہیں (۳) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ' مدرسہ امینیہ دہلی

پائجامہ کے اندر لنگی پہن کر نماز پڑھنا

(سوال) امام یا کوئی مقتدی لنگی پاجامے کے اندر رومال وغیرہ باندھ کر نماز پڑھے تو ہو جاتی ہے یا نہیں ؟
(جواب ۷۴۰) پاجامے کے اندر یا لنگی کے نیچے اگر کوئی لنگوٹ باندھ لیا جائے تو اس سے نماز نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے نماز ہو جاتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) والرابع ستر عورته ووجوبه عام ولو في الخلوة على الصحيح (التنوير و شرحه، باب شروط الصلاة ۱ / ٤٥٤ ط سعيد) (۲) والرابع ستر عورته ... وللحرة جميع بدنها حتى شعرها النازل في الأصح خلا الوجه والكفين والقدمين الخ (التنوير و شرحه، باب شروط الصلاة ۱ / ٤٥٥ ط سعيد)
(۳) العورة من الرجل ما تحت السرة إلى الركبة وعلم بهذا أن السرة ليست بعورة ولكن الركبة عليه وجوبها والركبة عورة أيضا (حلبي كبير، الشرط الثالث، ص ۲۰۹ ط سهيل اكيدمي لاهور)

سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز مکروہ ہے

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ایک شخص ننگے سر نماز پڑھتا ہے اور منع کرنے سے باز نہیں آتا ایک روز نمازی اس کو منع کر رہے تھے کہ اچانک ایک غیر مقلد مولوی صاحب آگئے انہوں نے فرمایا کہ تمہارے یہاں تو ننگے سر نماز پڑھنی جائز ہے امام اعظمؒ نے ننگے سر نماز پڑھنے کو منع نہیں فرمایا اور صحابہ کرامؓ نے ننگے سر نماز پڑھی ہے پھر تم اس کو کیوں منع کرتے ہو؟

(جواب ۷۴۱) اگر ننگے سر نماز پڑھنا کاہلی اور بے پروائی کی وجہ سے ہو تو مکروہ ہے اور اگر فی الحقیقت انکسار و تذلل کی نیت سے ہو تو جائز ہے صحابہ کرام نے یا تو تذلل کی نیت سے ننگے سر نماز پڑھی ہے یا ٹوپی عمامہ نہ ہونے کی وجہ سے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

گھٹنا ستر میں داخل ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲ء)

(سوال) آج کل قریب قریب عام دستور ہوتا جارہا ہے کہ طلبہ مدرسہ بوقت کھیل وغیرہ ایسے پاجامے استعمال کرتے ہیں جن سے گھٹنے نہیں ڈھکتے مدرسہ کی نسبت میں نے سنا تھا کہ گھٹنے ننگے رکھنا ٹھیک نہیں ہے بندہ نے شیخ الجامعہ جامعہ ملیہ اسلامیہ قرول باغ دہلی کو اس بابت لکھا تھا ان کا جواب غرض ملاحظہ ارسال کرتا ہوں آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں (جامعہ ملیہ کا جواب یہاں منقول نہیں)

مصطفیٰ عفی عنہ

(جواب ۷۴۲) اس بارے میں کہ گھٹنا ستر میں داخل ہے یا نہیں؟ علماء و فقہاء کا اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک گھٹنا ستر میں داخل ہے اس لئے اس کو چھپانا چاہئے طلبہ کو اس کی عادت ڈالنا درست نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ بوجہ اختلاف فقہاء کے اس میں شدت اور سختی کرنی مناسب نہیں ہے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے۔ وحکم العورۃ فی الرکبۃ اخف منہ فی الفخذ حتی لو رأی رجل غیرہ مکشوف الرکبۃ ینکر علیہ برفق ولا ینازعہ ان لج وان راہ مکشوف الفخذ ینکر علیہ بعنف ولا یضربہ ان لج (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) وصلاتہ حاسراً أی کاشفاً رأسہ للتکاسل ولا بأس بہ للتذلل وأما للاہانۃ بہا فکفر (تنویر وشرحہ باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱/۶۴۱ ط سعید)

(۲) (باب شروط الصلاۃ ۱/۲۸۴' ط بیروت)

آدھی آستین والی بنیان میں نماز

(الجمعیۃ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۸ء)

(سوال) گرمی کے موسم میں لوگ عموماً گنجی پہنا کرتے ہیں اور اسی پر نماز بھی ادا کرتے ہیں اور دونوں کہنیاں کھلی رہتی ہیں ایسی حالت میں نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۳) کرتا ہوتے ہوئے صرف نیم آستین بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ نماز ہو جاتی ہے مگر کراہت کے ساتھ(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

عورت کا منہ اور ہاتھ ستر میں داخل ہیں یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) عورت کا منہ اور ہاتھ غیر نماز میں ستر میں داخل ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۴) منہ غیر نماز میں ستر میں داخل نہیں ہے حجاب کا ثبوت احادیث سے ظاہر ہے(۲)

چوبیسواں باب
متفرقات

تارک نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(سوال) تارک صلوٰۃ جو ہمیشہ نماز چھوڑ دیتا اور سال بھر میں کبھی نہیں پڑھتا ہے اس کے حق میں حضرت رسول اللہ ﷺ اور ائمہ اربعہ کیا فرماتے ہیں؟

(جواب ۷۴۵) تارک صلوٰۃ عمداً کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بہت سخت الفاظ فرمائے ہیں حدیث میں ہے کہ جس نے قصداً نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا اور امام احمد بن حنبلؒ اس کے کفر کے قائل ہیں اگرچہ فقہائے حنفیہ نے اسے کافر نہیں کہا لیکن وہ بھی یہ فرماتے ہیں کہ اسے قید میں ڈال دیا جائے اور جب تک توبہ نہ کرے جیل خانے میں رکھا جائے اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ مار مار کر اس کا جسم زخمی کر دیا جائے اور امام شافعیؒ اس کو حداً یا کفراً قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ وتاركها مجانة اى تكاسلا فاسق يحبس حتى يصلي لانه يحبس لحق العبد فحق الحق احق و قيل يضرب حتى يسيل منه الدم و عند الشافعي يقتل حداً وقيل كفراً انتهىٰ. (در مختار)(۳)

---

(۱) ولو صلى رافعا كميه إلى المرفقين كره الخ (عالمگيرية، باب مفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۱۰۶ ط ماجدية)

(۲) وعن ام سلمة كانت عند رسول الله ﷺ و ميمونة إذ اقبل ابن ام مكتوم دخل عليه فقال رسول الله ﷺ احتجبا منه فقلت "يا رسول الله! أليس هو أعمى لا يبصرنا؟" فقال رسول الله ﷺ أفعمياوان أنتما ألستما تبصرانه" (ترمذى باب ماجاء في احتجاب النساء من الرجال ۲/ ۱۰۶ ط سعيد)

(۳) (كتاب الصلاة ۱/ ۳۵۲ ط سعيد)

نماز عصر اور فجر کے بعد امام کا قبلہ رو ہو کر بیٹھنا

(سوال) فجر و عصر کی نماز کے سلام پھیرنے کے بعد امام دائیں جانب و بائیں جانب منہ پھیر کر دعا مانگتے اور ظہر و مغرب و عشاء کی نمازوں میں بغیر پھیرنے دائیں بائیں کے قبلہ رو بیٹھے ہوئے دعا مانگتے ہیں فجر و عصر میں دائیں بائیں پھرنا اور باقی نمازوں میں قبلہ رو دعا کرنا آیا شرع شریف میں اس کی کوئی سند ہے یا نہیں ؟

(جواب ۷۴۶) عصر و فجر کے بعد قبلہ رو بیٹھے رہنا مکروہ ہے دائیں یا بائیں پھر جانا چاہئے یا مقتدیوں کی طرف منہ کرے اس کے علاوہ تین نمازوں ظہر' مغرب' عشاء میں اولیٰ و افضل یہی ہے کہ دیر تک نہ بیٹھے اور ادعیہ ماثورہ میں سے کوئی دعا پڑھ کر سنتوں میں مشغول ہو جائے۔ واذا سلم الامام من الظهر والمغرب والعشاء كره له المكث قاعدا لكنه يقوم الى التطوع وفي صلوة لا تطوع بعدها كالعصر والفجر يكره المكث قاعدا في مكانه مستقبل القبلة والنبي عليه الصلوة والسلام سمى هذا بدعة. انتهى مختصراً.(۱) (ہندیہ)

"من ترك الصلوة متعمدا" کا کیا مطلب ہے ؟

(سوال) زید فرضیت نماز کا قائل ہے مگر نماز ادا نہیں کرتا یہ شخص مشرک ہے یا نہیں ؟ اگر مشرک نہیں تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ "من ترك الصلوة متعمدا فقد كفر"(۲)

(جواب ۷۴۷) جو شخص فرضیت نماز کا قائل ہو لیکن سستی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے نماز نہ پڑھتا ہو اس کو مشرک کہنا درست نہیں اور نہ کوئی شخص ترک نماز سے کافر ہو جاتا ہے والكبيرة لا تخرج العبد المومن من الايمان (عقائد نسفی)(۳) بلکہ بوجہ ارتکاب کبیرہ فاسق ہے وتاركها عمدا مجانة اى تكاسلا فاسق يحبس حتى يصلي لانه يحبس لحق العبد فحق الحق احق وقيل يضرب حتى يسيل منه الدم (درمختار)(۴) حدیث من ترك الصلوة الخ تشدید و تغلیظ پر مبنی ہے یا مطلب یہ ہے کہ یہ کام مسلمانوں جیسا نہیں یہ مطلب نہیں کہ تارک صلوٰۃ کافر ہے۔

نابالغ کو نماز' روزہ کا ثواب ملتا ہے یا نہیں ؟

(سوال) نابالغ بچوں کی نماز' روزہ کا ثواب ملتا ہے یا نہیں ؟

(جواب ۷۴۸) نابالغ بچوں کے نماز روزے کا ثواب والدین و معلمین کو ملتا ہے اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اگر بچے فعل کو سمجھ کر ادا کرنے لگیں تو خود ان کو بھی ثواب ملے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) (الفصل الثالث في سنن الصلاة ۱/۷۷' ط ماجدیہ)

(۲) (الترغيب والترهيب من الحديث الشريف' الترهيب من ترك الصلاة متعمدا ۱/ ۳۸۱ ' ۳۸۲ ط احياء التراث العربي بيروت' لبنان)

(۳) (ص ۸۲ ' ط کتب خانہ مجیدیہ' بیرون بوہر گیٹ' ملتان)

(۴) (کتاب الصلاة ۱/۳۵۲' ط سعید)

تشہد میں سبابہ کا اشارہ سنت ہے

(سوال) جب نمازی نماز میں بوقت تشہد کے اشارہ رفع سبابہ کا جو کرتے ہیں یہ اشارہ ہمارے مذہب میں حرام ہے؟ یہ کرنا جائز نہیں جو کرے گا وہ گنہ گار ہو گا؟

المستفتی نمبر ۲۳۱ محمد رشید ترمذی متعلم ایول۔ ۱۸ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ ۵ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۴۹) تشہد کے وقت سبابہ سے اشارہ کرنا سنت ہے سنت کو حرام کہنے والا سخت غلطی پر ہے حرمت کا قول باطل ہے کیونکہ حرمت کے لئے دلیل قطعی کی ضرورت ہے اور اشارہ کی ممانعت کے لئے کوئی دلیل قطعی بلکہ ظنی بھی نہیں ہے (۱)

نیت میں ”منہ طرف قبلہ“ کہنے کی ضرورت نہیں

(سوال) سنتوں اور نفلوں میں منہ طرف کعبہ شریف کے کہنا چاہیے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۹ شہباز خاں شیخ برناں۔ ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۵۰) منہ طرف کعبہ شریف کہنے کی ضرورت نہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

نماز کے بعد بلند آواز سے سلام کرنا

(سوال) ایک شخص فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے بعد یعنی امام کے دعا مانگنے کے بعد زور اونچی آواز سے سلام کرتا ہے یہ فعل ہر نمازی جماعت کے بعد کرتا ہے اور نیت ہے کہ اس وقت جو نماز کی جماعت ہوتی ہے اس میں بڑے بڑے بزرگ فرشتے اور نیک لوگ ہوتے ہیں اس موقع پر سلام کرنا میں ثواب ہے۔

المستفتی نمبر ۴۰۱ مولوی محمد عبدالحفیظ صاحب (ضلع نیل گری)
۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۵۱) یہ سلام سنت سے ثابت نہیں جن و ملائک کے لئے وہی سلام کافی ہے جو نماز کے آخر میں ہوتا ہے کوئی اور جدید سلام ضروری نہیں نہ اس کا ثبوت ہے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) وفي الشرنبلالية عن البرهان: الصحيح أنه يشير بمسبحته وحدها يرفعها عند النفي ويضعها عند الإثبات واحترز بالصحيح عما قيل لا يشير لأنه خلاف الدراية والرواية وبقوله بمسبحته عما قيل يعقد عند الإشارة وفي العيني عن التحفة الأصح أنها مستحبة وفي المحيط سنة (الدر المختار، باب صفة الصلاة ۱/ ۵۰۹- ۵۱۰ ط سعيد)

(۲) والشرط فيه عمل القلب اللازم للإرادة فلا عبرة للذكر باللسان إن خالف القلب لأنه كلام لا نية إلا إذا عجز عن إحضاره الخ (الدر المختار، باب شروط الصلاة بحث النية ۱/ ۴۱۵ ط سعيد)

(۳) من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد (الحديث، البخاري كتاب الصلح باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود ۱/ ۳۷۱ ط قديمي)

نماز میں امام کا جلسہ استراحت کرنا

(سوال) امام اہل حدیث اور مقتدیان حنفی ہیں امام صاحب جلسہ استراحت کرتے ہیں جس کے باعث مقتدی امام سے پیش قدمی کر جاتے ہیں ایک روز امام صاحب نے کہا کہ پیش قدمی کرنے والوں کی گردن قیامت کے دن مانند گدھے کے ہوگی اس امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۴۱۲ محمد حسین صاحب۔ ۱۰ رجب ۱۳۵۳ھ ۱۳۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۵۲) جلسہ استراحت حنفیہ کے نزدیک مسنون نہیں ہے یہ جلسہ عذر (مرض یا ضعف) کی حالت میں کیا گیا ہے نماز کے اصلی افعال میں نہیں ہے لیکن جلسہ استراحت کرنے والے امام کے پیچھے حنفیہ کی نماز ہو جاتی ہے حنفیہ کو چاہیے کہ وہ سجدہ سے اتنی دیر کر کے اٹھیں کہ امام جلسہ استراحت سے فارغ ہو جائے تاکہ امام سے پہلے مقتدیوں کا قیام نہ ہو جائے اور امام کو چاہیے کہ وہ جلسہ استراحت میں زیادہ دیر نہ لگائیں بلکہ حتی الامکان اس کو ادا کر کے جلد کھڑے ہو جائیں محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عیدگاہ میں نماز استغفار پڑھنا

(سوال) بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ بروز جمعہ نماز استغفار عیدگاہ میں پڑھی جائے آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں نماز کے لئے صبح سات بجے کا وقت رکھنے کا خیال ہے؟

المستفتی نمبر ۴۹۰ حاجی عبدالغنی متولی عیدگاہ دہلی

۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ ۱۶ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۵۳) کسی آسمانی حادثہ کے وقوع اور اس کے خوف کے وقت آنحضرت ﷺ نماز میں مشغول ہو جاتے تھے اور یہ امر مستحسن بھی ہے لیکن اس نماز کی جماعت معہود و متوارث نہیں ہر شخص جدا جدا خود توبہ و استغفار کرے اور گھر میں نماز پڑھے عیدگاہ میں جمع ہونے کی غرض شاید جماعت ہو مگر جماعت مسنون نہیں ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بعد نماز صبح مصافحہ کا معمول

(سوال) بعد فراغت نماز صبح تمام مصلیان مسجد امام صاحب سے مصافحہ کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں روزانہ بعد ختم دعا کے یہ دستور کر رکھا ہے بعض لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں

المستفتی نمبر ۵۴۰ محمد بشیر حسن (مئو) ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۱۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۵۴) ہاں نماز فجر کے بعد مصافحہ کرنے کا طریقہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے زمانے

---

(۱) ولنا حديث ابي هريرة ان النبي ﷺ كان ينهض في الصلاة على صدور قدميه وما رواه محمول على حالة الكبر ولان هذه قعدة استراحة الخ (هداية، باب صفة الصلاة ۱ / ۱۱۰ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

میں نہیں تھا اور اس کا رواج دین [illegible] بدعت ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جہری نماز میں منفرد کے لئے قراءت کا حکم

(سوال) اگر کوئی شخص نماز جماعت میں کسی عذر سے شریک نہ ہوا پھر بعد میں وہ مسجد میں آیا تو وہ نماز اپنی یعنی بلا جماعت کے پڑھ سکتا ہے اور یہ جہری نماز کو [illegible] منفرد بھی ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟ بعض علماء کہتے ہیں کہ منفرد شخص بھی اگر اپنی نماز پڑھے تو سری نماز کو سراً ادا کرے اور جہری کو جہراً ان کا قول کس دلیل پر مبنی ہے؟"

المستفتی نمبر ۱۶۵۰ محمد عبد الجبار (رنگون) ۲۳ رجب ۱۳۵۶ھ م ۲۲ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۵۵) ہاں جہری نماز منفرد جہراً ادا کرے تو اولیٰ ہے اور سراً ادا کرلے تو یہ بھی جائز ہے منفرد کے لئے وجوب جہر ساقط ہو جاتا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) جیب میں روپے رکھ کر نماز پڑھنا

(۲) سجدے کی جگہ سے کنکریاں ہٹا سکتے ہیں

(سوال) (۱) ہر شخص کی جیب میں کچھ (روپے پیسے وغیرہ) رہتے ہیں کیا جیب میں سے رکھ کر نماز پڑھنے میں کسی قسم کی قباحت ہے [illegible] ہوتی ہے۔

(۲) سجدے کی حالت میں اکثر جگہوں میں سے روڑے پیپے [illegible] سجدہ گاہ کی طرف [illegible] جاتے ہیں ایسی حالت میں سجدے کے وقت [illegible] ہٹاتے ہیں تو نماز میں خلل واقع ہوتا ہے [illegible] نہیں ہٹاتے تو سجدہ [illegible] سجدہ کیا جائے۔

(جواب ۷۵۶) (۱) سکے جیب میں ہونے سے نماز میں کوئی نقصان نہیں آتا نماز صحیح ہو جاتی ہے (۳)

(۲) سکے احتیاط سے رکھنے چاہئیں کہ نماز میں گر کر بے احتیاطی نہ ہو اور اگر وہ سجدے کی جگہ پر جا پڑیں تو ہاتھ سے ان کو سجدے کی جگہ سے ایک طرف ہٹا دے اس میں نماز میں کراہت نہ ہوگی (۴) محمد کفایت اللہ

---

(۱) وقد صرح بعض علمائنا وغيرهم بكراهة المصافحة المعتادة عقب الصلوات مع أن المصافحة سنة وما ذلك إلا لكونها لم تؤثر في خصوص هذا الموضع [illegible] مطلب في دفن الميت ۲/ ۲۳۵ ط سعيد)

(۲) والمنفرد في الجهرية بالخيار [illegible] في القراءة ۱/ ۵۳۳ ط سعيد)

(۳) ولا يكره لو كانت تحت قدميه [illegible] صور صغار فلا تكره لاستتارها (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۶۴۸ ط سعيد)

(۴) وقلب الحصى للنهي إلا لسجوده [illegible] فيه ۱/ ۶۴۲ ط سعيد

(۱)درود میں "سیدنا" کا اضافہ

(۲) "وکن من الساجدین" سے پہلے تین مرتبہ استغفر پڑھنا

(سوال) (۱) نماز میں تشہد میں جو درود ابراہیمی ہے اس میں محمد ﷺ و حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام نامی سے پہلے لفظ سیدنا بولنا کیسا ہے نماز میں کوئی خلل ہوتا ہے یا نہیں اور بغیر سیدنا کے نماز میں کوئی نقصان ہے یا نہیں؟

(۲) فرض نماز جہریہ میں امام بعد فاتحہ سورہ حجر کے آخر رکوع کی آیت ولقد اتینٰک سبعا من المثانی الخ جب آیت فسبح بحمد ربک میں پہنچ کر پڑھا تو وکن من الساجدین کی جگہ واستغفرہ آیت مذکورہ سے پہلے تین بار تکرار کیا بعدہ مقتدی سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دیا تو سن کر رکوع کیا اور نماز ختم کیا اس میں قباحت ہوئی یا نہیں اور ہوا یا نہیں؟ سجدہ سہو لازم تھا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۸۳ ایم محمد عبدالباری صاحب (آسام) ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۲ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۵۷) قعدہ میں درود شریف کے اندر حضور انور ﷺ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام مبارک سے پہلے لفظ سیدنا ملانا جائز ہے اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں ہوتی اور بغیر سیدنا کے بھی نماز میں نقصان نہیں آتا(۱)

(۲) اس صورت میں نماز بلا کراہت ہوگئی سجدہ سہو لازم نہیں تھا(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ظہر اور جمعہ کی سنتوں میں ثناء پڑھنے کا حکم

(سوال) زید نے فتوی دیا ہے کہ ظہر کی چار رکعت سنت اور جمعہ کی سنتوں میں ثناء دو دفعہ پڑھنا چاہیے آیا یہ صحیح ہے یا غلط؟ المستفتی نمبر ۱۲۷۳ عبدالمحیط خاں صاحب کانسٹیبل (سندھ)

۱۴ شوال ۱۳۵۵ھ م ۲۹ دسمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۵۸) ظہر کی چار سنتوں میں اور جمعہ کی چار سنتوں میں ثناء ایک مرتبہ پڑھی جائے اور نوافل کی چار رکعتوں میں دو مرتبہ(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نمازی کے سامنے کتنی دور سے گزر جا سکتا ہے؟

(سوال) جامع مسجد میں نمازی کے سامنے سے کتنی دور ہو کر گزرنا جائز ہے آیا کتنی نماز سے جگہ چھوڑ کر یا کچھ مقدار معین ہے تحریر فرمائیے؟

---

(۱) وندب السیادۃ لأن زیادۃ الإخبار بالواقع عین سلوک الأدب فهو أفضل من ترکه ذکرہ الرملی ... (رد المحتار، باب صفة الصلاۃ ۱/۵۱۳ ط سعید)

(۲) ولو ذکر کلمة أو نقص کلمة أو نقص حرفا أو قدمه أو بدله بآخر ... لم تفسد صلاته ما لم یتغیر المعنی الخ (الدر المختار مع هامش رد المحتار ۱/۶۳۲ ط سعید) (۳) ... کتب سنة ... فی رکعة الأولی یعنی یأتی بالثناء والتعوذ لأن کل شفع صلاۃ علی حدۃ ... لا یصلی ولا یستفتح فی سنة الظهر والجمعة الخ (رد المحتار، باب الوتر والنوافل ۲/۱۶ ط سعید)

المستفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد یٰسین صاحب (متھرا) ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ م ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۵۹) بڑی مسجد میں اور میدان میں نمازی کے سامنے کچھ دور سے گزرنا جائز ہے۔ نمازی اگر اپنے سجدہ کی جگہ پر نظر رکھے تو گزرنے والا اسے نظر نہ آئے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نجاست لگی ہوئی صف پر نماز کا حکم

(سوال) مسجد کی صف باریک سوت کی بنی ہوئی جو کہ آگرہ کی ہوتی ہے تخمیناً دس پندرہ گز لمبی ہو اس کے درمیانی حصہ میں نجاست لگ جائے یا صرف ایک حصہ پر پڑی ہو تو کل صف میں سے نجاست کی جگہ چھوڑ کر باقی صف پر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں اسی طرح اگر ٹاٹ کی صف ہو تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی حاجی محمد داؤد صاحب (بلیماران دہلی)

(جواب ۷۶۰) ناپاک جگہ پر کھڑے ہونے والے کی نماز تو نہ ہوگی باقی صف پر کھڑے ہونے والوں کی نماز ہو جائے گی صف خواہ دری کی ہو یا ٹاٹ کی یا بوریہ ہو(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عمداً تارک نماز کا حکم

(سوال) زید کلمہ پڑھتا ہے اور مسلمانوں کے تمام کام کرتا ہے مگر نماز نہیں پڑھتا یعنی تارک فرض ہے منکر فرض نہیں جب اس سے کہا جاتا ہے کہ کیوں نماز نہیں پڑھتے تو جواب دیتا ہے کہ پڑھا کروں گا میں جو نماز نہیں پڑھتا تو بیشک بہت گناہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کرے کہ میں نمازی ہو جاؤں آیا ایسے شخص مذکور کو مسلمان کہیں یا کافر؟

المستفتی نمبر ۱۳۲۸ محمد احمد صاحب دہلی۔ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۲۷ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۶۱) جو شخص نماز کی فرضیت کا اقرار کرتا ہے اور ترک نماز کو گناہ سمجھتا ہے وہ مسلمان ہے اس کو ترک نماز کی بنا پر کافر کہنا نہیں چاہئے حنفیہ کا یہی مذہب ہے ہاں بعض علماء نے زجر کے طور پر ایسے شخص کو کافر کہہ دیا ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) (ومرور مار في الصحراء أو في مسجد كبير بموضع سجوده في الأصح أو مروره بين يديه إلى حائط القبلة في بيت و مسجد صغير فإنه كبقعة واحدة مطلقاً (التنوير وشرحه) وفي الشامية: [illegible] ما يقع بصره على المار لو صلى بخشوع أي رامياً ببصره إلى موضع سجوده [illegible] (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ١/ ٦٣٤ ط سعيد)

(۲) كما في التنوير وشرحه: هي ستة طهارة بدنه من حدث وخبث وثوبه ومكانه أي موضع قدميه أو إحداهما إن رفع الأخرى وموضع سجوده اتفاقاً في الأصح الخ وفي الشامية: (قوله ومكانه) فلا تمنع النجاسة في طرف بساط ولو صغيراً في الأصح (باب شروط الصلاة ١/ ٤٠٣ ط سعيد)

(۳) وتاركها عمداً مجانة أي تكاسلاً فاسق يحبس حتى يصلي وقيل يضرب حتى يسيل منه الدم وعند الشافعي يقتل بصلاة واحدة حداً وقيل "كفراً" (التنوير وشرحه كتاب الصلوة ١/ ٣٥٣ ط سعيد)

(۱) صاحب ترتیب کسے کہتے ہیں؟

(۲) قضاء یاد ہونے کی حالت میں وقتی نماز پڑھنا

(سوال) (۱) صاحب ترتیب کون شخص ہو سکتا ہے۔ اس علاقہ میں وہ شخص صاحب ترتیب مانا جاتا ہے جس نے بالغ ہونے کے بعد ایک بھی نماز قضاء نہ کی ہو کیا یہ بات تحقیق ہے اگر ایسا نہیں ہے تو کون صاحب ترتیب ہے؟

(۲) ایک شخص کی ظہر کی نماز قضاء ہوگئی اس کے بعد اس نے اپنے وقت میں عصر ادا کی اور جب وقت مغرب آیا تو مغرب کی نماز بھی پڑھی مگر اس شخص کو جب عصر کی نماز اور مغرب کی نماز پڑھتا تھا تو ظہر کی قضا نماز یاد تھی پھر اس نے ظہر کی نماز مغرب پڑھ کر قضا کرلی کیا اس کی عصر اور مغرب نمازیں ہوگئیں یا نہیں اور یہ شخص امام بنے تو اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی ۱۵۶۷ مولوی محبت حسین شاہ امام مسجد پلٹن۔ پنجاب کیمپ رزمک وزیرستان۔
۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۵ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۶۲) (۱) صاحب ترتیب وہ شخص ہے جس کے ذمے بلوغ سے اب تک چھ نمازیں قضا نہ ہوں (۲) اگر یہ شخص صاحب ترتیب نہیں تو اس کی نماز ظہر، عصر و مغرب ہوگئیں اور اگر صاحب ترتیب ہے تو تینوں نہیں ہوئیں اور اگلے دن کی ظہر پڑھنے سے سب ہو جائیں گی بشرطیکہ درمیان میں فوت شدہ ادا نہ کرے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نماز صبح کے بعد مقتدیوں کے آگے چنے رکھنا

(سوال) ایک مسجد میں صبح کی نماز کے بعد نمازیوں کے آگے مٹھی مٹھی چنے دعا سے قبل سلام پھیرنے کے بعد رکھے جاتے ہیں یہ سنت ہے؟ فرض ہے؟ یا بدعت ہے؟ من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد شیخین کی حدیث کے مصداق نہیں ہیں۔ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلی

(جواب ۷۶۳) یہ عمل نہ سنت ہے نہ مستحب۔ فرض و واجب تو ہونے کی کوئی صورت ہی نہیں اگر اس کو لازم سمجھا جائے تو بدعت ہے اور لازم بھی نہ سمجھا جائے نہ کسی وجہ سے واجب، جو پڑھے پڑھے نہ پڑھے اس سے تعرض نہ کیا جائے تو مباح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) یسقط الترتیب بصیرورة الفوائت ستا ولو متفرقة کما لو ترک صلاة صبح مثلا من ستة ایام وصلی ما بعدها ناسیا للفوائت الخ (رد المحتار، باب قضاء الفوائت ۲/ ۶۸ ط سعید)

(۲) واذا فسدت الفریضة لا یبطل اصل الصلاة عند ابی حنیفة وابی یوسف وعند محمد یبطل لان التحریمة عقدت للفرض الخ (رد المحتار، باب قضاء الفوائت ۲/ ۷۰ ط سعید)

سلام علیکم کہنا

(سوال) اگر امام السلام علیکم ورحمۃ اللہ سے الف و لام نہ کہے یعنی صرف سلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے تو اس نماز کا کیا حکم ہے؟ المستفتی مولوی محمد رفیق دہلوی

(جواب ۷۶۴) یہ خلاف سنت ہے اور اس سے نماز میں کراہت آئے گی یہ جب کہ امام تلفظ میں ہی سلام علیکم کہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ الف لوگوں کے سننے میں نہیں آتا امام تو السلام کہتا ہے لوگ سلام سنتے ہیں تو یہ مکروہ نہیں(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

محلّہ کی مسجد میں نماز افضل ہے

(سوال) زید کے مکان کے پاس ایک مسجد ہے اور زید کی متولی مسجد سے کسی قسم کی نااتفاقی ہوگئی اور اس نااتفاقی کی وجہ سے مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد اختیار کرلی اور [illegible] مکان کے پاس مسجد ہوتے ہوئے آپ تکلیف کیوں کرتے ہیں تو جواب میں زید کہتے ہیں کہ مسجد کے متولی صاحب سے مجھ کو [illegible] اذیت پہنچی ہے اس لئے مجھے منع کرتے ہیں تو ایسی حالت میں کیا یہ حکم ہے دوسری مسجد میں نماز ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اگر ہوتی ہے تو دونوں کے ثواب میں کوئی فرق ہے یا نہیں اور زید کہتے ہیں کہ دونوں کا ثواب برابر ہے اور متولین کے دوسرے امور میں دوسروں کو تبلیغ کرتا ہے۔
المستفتی نمبر [illegible] (گجرات) کاٹھیاواڑ ۲۷ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲ نومبر سنہ ۱۹۳ء

(جواب ۷۶۵) اگر مسجد کے متولی نے زید کو مسجد میں آنے سے منع نہیں کیا تو زید کو مناسب نہیں کہ وہ دوسری مسجد میں نماز کے لئے جائے اور یہ بھی جائز نہیں کہ متولی کو خواہ مخواہ بدنام کرے۔ زید کی نماز دوسری مسجد میں ہو جاتی ہے مگر بلا عذر محلہ کی مسجد چھوڑنی مناسب نہیں ہے۔(۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

خطبہ ونماز کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

(سوال) اس دفعہ ملتان کی بڑی عیدگاہ میں عیدگاہ کی منتظم کمیٹی نے لوگوں کی آسائش کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک آلہ لاؤڈ اسپیکر (یعنی وہ آلہ جو آواز دور تک پہنچاتا ہے) رکھا جس پر خطبہ کے علاوہ نماز کی تکبیرات [illegible] تمام قرأت اور آیات بھی امام نے بلند آواز سے [illegible] بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں [illegible] سے جائز ہے۔ المستفتی نمبر ۲۰۹۱ مولوی غلام حیدر صاحب (ملتان)

---

(۱) قال في البحر: وهو على وجه الأكمل أن يقول السلام عليكم ورحمة الله مرتين فإن قال السلام عليكم أو سلام عليكم أو عليكم السلام أجزأه وكان تاركا للسنة. (رد المحتار، فصل في بيان تأليف الصلاة ۱/ ۵۲۶ ط سعيد)

(۲) ومسجد حيه أفضل من الجامع والصحيح أن ما ألحق بمسجد المدينة ملحق به في الفضيلة الخ. (الدر المختار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أفضل المساجد ۱/ ۶۵۹ ط سعيد)

۴ شوال ۱۳۵۶ھ ۸ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۶۶) خطبہ اور تکبیرات نقل کرنے کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرنا تو مباح ہو سکتا ہے لیکن قرأت قرآن کے لئے نہیں اور اقامت کو ذریعے پڑھنا تو عوام کی جہالت پر مبنی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) محراب سے ہٹ کر جماعت کرنا
(۲) مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم
(۳) خطبہ جمعہ کے بعد اسکا ترجمہ پڑھنا
(۴) عمامہ باندھ کر نماز پڑھانا افضل ہے

(سوال) (۱) اگر امام اصلی متقی اور مقرر ہو جب کہ محراب چھوڑ کر مسجد ہی میں کسی دوسری جگہ پاس ہی فرش پر گرمی کے سبب یا کسی شخص کے کہنے پر پہلی جماعت سے نماز پڑھائے تو نماز میں یا نماز کی اصلیت میں یا اس کی فضیلت میں کوئی فرق آئے گا یا نہیں؟

(۲) مسجد میں ثانی جماعت سے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے کیا اس کے لئے کوئی خصوصیت ہے؟

(۳) خطبہ جمعہ میں خطبہ اولی عربی کے بعد اس کا ترجمہ اردو نظم یا نثر میں پڑھنا کیسا ہے؟

(۴) امام کا ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا اور عمامہ باندھ کر نماز پڑھانا ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۵۲ محمد ظہیر (ضلع ناسک) ۲۸ شوال ۱۳۵۶ھ م یکم جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۷۶۷) (۱) محراب میں کھڑا ہونا افضل ہے اور گرمی کی وجہ سے باہر کھڑا ہونا مگر امام محراب کے مقابل کھڑا ہو تو اس میں بھی مضائقہ نہیں ہے اور محراب سے ہٹ کر یا دور ہٹ کر کھڑا ہونا پہلی جماعت میں بغیر عذر مکروہ ہے گرمی کا عذر کافی نہیں (۱)

(۲) جس مسجد میں نماز باجماعت مقرر ہو اس میں دوسری جماعت مکروہ ہے (۲)

(۳) اردو نظم و نثر خطبے میں خلاف اولیٰ ہے (۳)

(۴) ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے مگر عمامہ کے ساتھ افضل ہے (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) قال الشامي: (وقف وسطاً) أي في المعراج وفي مبسوط بكر: السنة أن يقوم في المحراب ليعتدل الطرفان ولو قام في أحد جانبي الصف يكره ... والأصح ما روي عن أبي حنيفة أنه قال: أكره أن يقوم بين الساريتين أو في زاوية أو ناحية المسجد أو إلى سارية لأنه خلاف عمل الأمة (باب الإمامة ۱/ ۵۶۸ ط سعيد)

(۲) ويكره تكرار الجماعة ... في مسجد محلة الخ (التنوير وشرحه، باب الإمامة ۱/ ۵۵۲ ط سعيد)

(۳) لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية، باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعيد)

(۴) ويستحب أن يصلي الرجل في ثلاثة أثواب قميص وإزار وعمامة ... ولو صلى في ثوب واحد متوشحاً به جميع بدنه ... يجوز من غير كراهة ... (حلبي كبير، فروع في الستر ص ۲۱۶ ط سهيل اكيدمي لاهور)

بے نمازی کے ہاتھ کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) زید نماز نہیں پڑھتا ہے اس کے ہاتھ کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں اور اس کا [illegible] مسجد میں آنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۸۰ شیخ محمد قاسم صاحب (جمشید پور)
۲۵ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م ۲۴ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۷۶۸) تارک الصلوۃ سخت گناہ گار اور فاسق ہے اس کے ہاتھ کا کھانا کھانا اور اس کی ملاقات اور میل [illegible] سے ہو مسجد میں آنا درست ہے لیکن زجراً اس کے ہاتھ کا کھانا چھوڑ دینا چاہئے اور اس کے مسجد میں آنا چاہئے تو منع نہ کیا جائے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بے نمازی کا جنازہ پڑھا جائے

(سوال) عام مسلمان عموماً بالکل نماز نہیں پڑھتے بلکہ سال کے بعد بعض مسلمان رمضان شریف میں نماز صرف ایک دو وقت پڑھتے ہیں بعد ازاں پھر چھوڑ دیتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ جمعۃ الوداع اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی پڑھتے ہیں پھر بے نمازے ہو جاتے ہیں اور بعض ایسے مسلمان ایسے بھی ہیں جو کہ ارکان نماز سے بالکل ناواقف ہیں اور بعضوں نے اپنی حیات میں پیشانی کو سجدہ سے نہیں جھکایا ہے اور پھر وہ اپنے آپ کو مسلمان ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں کیا کہ تارک الصلوۃ شرعاً کافر ہے یا گناہ گار ہے اگر تارک الصلوۃ مر جائے شرع شریف کے قانون سے اس شخص کا جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۴۶۹ نذیر حسین صاحب ([illegible]) ۵ صفر ۱۳۵۸ھ م ۲۶ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۷۶۹) ترک نماز گناہ کبیرہ ہے اور قریب بکفر ہے لیکن جو شخص کہ فرضیت نماز کا منکر نہ ہو صرف تارک ہو وہ فاسق اور انتہا درجہ کا گناہ گار ہے مگر کافروں کے احکام اس پر جاری نہیں ہوں گے بے نمازی کا جنازہ ایک دو مسلمان پڑھ کر دفن کر دیں اور مسلمان زجراً شریک نہ ہوں تو یہ جائز ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

قرآن مجید سے پانچوں نمازوں کا ثبوت

(سوال) پانچ وقت نماز کے متعلق کون کون سی آیت سے معلوم ہوتے ہیں؟
المستفتی نمبر ۲۵۲۲ [illegible] محمد ([illegible]) ۲ شعبان ۱۳۵۸ھ م ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۷۷۰) قرآن مجید میں کئی مقامات پر آیات ہیں ان میں سے ایک آیت یہ ہے فسبحان اللہ حین

---

(۱) وتركها عمدا مجانة اى تكاسلا فاسق يحبس حتى يصلي لانه يحبس لحق العبد فحق الحق احق (التنوير و شرحه كتاب الصلاة ۱ / ۳۵۲ ط سعيد)

(۲) وتركها عمدا مجانة اى تكاسلا فاسق يحبس حتى يصلي لانه يحبس لحق العبد فحق الحق احق (التنوير و شرحه كتاب الصلاة ۱ / ۳۵۲ ط سعيد)

تمسون و حین تصبحون (الآیۃ)(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) مسجد میں باآواز بلند سورہ کہف پڑھنا
(۲) بعد نماز بلند آواز سے کلمہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) بوقت خطبہ مسجد میں جمعہ کے دن سورہ کہف کا دور باآواز بلند ایک ایک رکوع کر کے پڑھتے ہیں اور مصلیان کی نمازوں میں نقصان آتا ہے بلکہ نماز جمعہ کا اور خطبہ کا تشویش اوقات ہو جاتا ہے اس طرح کا پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) جماعت کے ختم ہوتے ہی فوراً کلمہ طیبہ کا ذکر جہر کیا کرتے ہیں ۳ مرتبہ۔ لا الہ الا اللہ الا اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلعم.

المستفتی نمبر ۲۶۰۱ سیٹھ قاسم بادو جرات ۔ ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ

(جواب ۷۷۱) (۱) سورہ کہف آواز بلند سے مسجد میں پڑھنا جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل آئے ناجائز ہے(۲)

(۲) اسی طرح نماز کے بعد کلمہ طیبہ کو بلند آواز سے پڑھنے کی رسم بھی درست نہیں اتنی آواز سے کہ کسی نمازی کی نماز میں خلل نہ آئے سلام کے بعد کلمات ماثورہ وغیرہ پڑھنا جائز ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کپڑے سے منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) زید نماز کی حالت میں اپنے منہ کو کپڑے سے چھپاتا ہے یہ کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۷۷۸ ۔ ۵ صفر ۱۳۶۳ھ

(جواب ۷۷۲) منہ اور ناک کپڑے سے ڈھانک لینا نماز میں مکروہ ہے حدیث شریف میں منہ ڈھانکنے کی ممانعت آئی ہے۔ نہی رسول اللہ ﷺ عن السدل فی الصلوۃ وان یغطی الرجل فاہ (مشکوۃ)(۴) مرقاۃ(۵) شرح مشکوۃ میں ہے کانت العرب یتلثمون بالعمائم و یجعلون اطرافہا تحت اعناقہم فیغطون افواہہم کیلا یصیبہم الہواء المختلط من حر او برد فنہوا عنہ لانہ یمنع حسن

---

(۱) (سورۃ الروم ۱۷)

(۲) اجمع العلماء سلفا و خلفا علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرہا الا ان یشوش جہرہم علی نائم او مصل او قاری الخ (رد المحتار باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا مطلب فی رفع الصوت بالذکر ۱: ۶۶۰ ط سعید)

(۳) (یا ایہا الناس اربعوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصم ولا غائبا الحدیث (بخاری باب قول لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۲: ۹۴۸-۹۴۹ ط قدیمی)

(۴) (باب الستر ص ۷۳ ط سعید)

(۵) (باب الستر نہی عن السدل ۲: ۲۳۶ ط امدادیہ ملتان)

تمام القراءة وكمال السجود الى قوله وفي شرح السنة يكره للمصلي ان يغطي فاه او انفه (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نماز کے بعد مصافحہ بدعت ہے

(سوال) مسجد میں پنجگانہ نماز کے بعد پیش امام و مقتدیوں سے مصافحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۲۵ شیخ احمد شریف صاحب (دھولیہ ضلع مغربی خاندیس)

۱ صفر ۱۳۵۸ھ م ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۷۷۳) نماز کے بعد مصافحہ کی رسم بے اصل ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نقشی جانماز پر نماز کا حکم

(سوال) منقش جانماز [illegible]

(جواب ۷۷۴) مدینہ منورہ کے نقشی جانمازوں پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عمداً تارک نماز فاسق ہے

(سوال) جو مسلمان نماز نہ پڑھتا ہو اور نہ پڑھنے کا عادی ہو تو اس کی شادی یا میت میں شریک ہونا اس کی نماز میں شریک ہونا نمازیوں سے ہاتھ ملانا یا اس سے کسی قسم کا میل جول رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۷۵) اسلامی فرائض میں سے نماز اہم ترین فرض ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا کے بندے (مسلمان) اور کافر کے درمیان نماز کا فرق ہے (۴) یعنی مسلمان خدا کی عبادت نماز سے کرتا ہے اور کافر نماز نہیں پڑھتا۔ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے وہ سخت گنہگار اور فاسق ہیں (۵) جو مسلمان پابندی سے نماز نہ پڑھے تب تک وہ نہ پڑھنے والوں میں ہے اور وہ اپنے متعلقین و عزیزوں کو تاکید کرتے رہیں۔ جو مسلمان ترک نماز پر اصرار کرے اور سمجھانے اور تاکید کرنے والی باتوں میں نہ آئے تو وہ [illegible] جائز ہے کہ ان سے ملنا جلنا کم کر دیں۔

محمد کفایت اللہ غفر لہ، مدرس مدرسہ امینیہ دہلی [illegible]

---

(۱) (كراهية الصلاة، ص ۳۴۵، ط سهيل اكيدمي، لاهور)

(۲) وقد صرح بعض علمائنا وغيرهم بكراهة المصافحة المعتادة عقب الصلوات مع ان المصافحة سنة وما ذاك الا لكونها لم تؤثر في خصوص هذا الموضع الخ (رد المحتار، كتاب الحظر، مطلب في الدفن ۶/ ۲۳۵، ط سعيد)

(۳) ولا بأس بنقشه خلا محرابه فانه يكره لانه يلهي المصلي ويكره التكلف بدقائق النقوش ونحوها الخ (التنوير وشرحه، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۶۵۸، ط سعيد)

(۴) (ترمذي، باب ما جاء في ترك الصلاة ۲/ ۹۵، ط سعيد) (۵) ومن تركها عمدا مجانة اى تكاسلا فاسق يحبس حتى يصلي لانه يحبس لحق العبد فحق الحق احق الخ (التنوير وشرحه، كتاب الصلاة ۱/ ۳۵۳، ط سعيد)

(۱) جیل میں اذان دی جائے یا نہیں؟
(۲) جیل میں پانی نہ ملے تو تیمّم کیا جائے
(۳) جیل میں جماعت کرانا جائز ہے
(۴) احتجاجاً بھوک ہڑتال کا حکم

(از ہفتہ وار مسلم دہلی مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۲۲ء)

(سوال) (۱) جیل میں اگر اذان سے روک دیا جائے تو پھر کیا کرنا چاہیے؟ (۲) جیل میں اگر پانی نہ ملے یا جیل والے عمداً پانی نہ پینے دیں تو نماز کی ادائیگی کے لئے کیا کرنا چاہیے؟ (۳) جیل میں اگر وہ جماعت نماز نہ پڑھنے دیں تو کیا صورت ہو؟ (۴) مقاطعہ جوعی بطور احتجاج اگر خلاف [illegible] کیا جائے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی دفتر مجلس خلافت پنجاب (لاہور)

(جواب ۷۷۶) (۱) اذان دینے کی کوشش کرنی چاہیے اور جب کسی طرح جیل کے حکام اجازت نہ دیں تو بغیر اذان نماز پڑھ لی جائے۔

(۲) جیل میں اگر جیل کے حکام وضو کے لئے پانی نہ دیں اور کسی طرح پانی میسر نہ ہو یا کسی سبب سے استعمال پر قدرت نہ ہو تو تیمم سے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(۳) جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت کے لئے کوشش کی جائے اور کسی طرح بھی اجازت نہ ملے تو فرداً فرداً نماز پڑھ لی جائے (۳)

(۴) مقاطعہ جوعی اس حد تک کہ ہلاکت کا گمان غالب نہ ہو جائے جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بے نمازی کی نماز جنازہ پڑھی جائے

(از الجمعیۃ سہ روزہ مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) بے نمازی یعنی جس شخص نے تمام عمر میں کبھی نماز نہیں پڑھی ایسے شخص پر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۷۷) تارک الصلوۃ ائمہ حنفیہ کے نزدیک فاسق ہے کافر نہیں۔ اور فاسق کے جنازے کی نماز پڑھنی ضروری ہے بغیر نماز پڑھے دفن کر دینا جائز نہیں اب بے نمازیوں کو ڈرانے کے لئے [illegible]

---

(۱) وهو سنة مؤكدة للفرائض في وقتها ولو قضاء الخ (تنوير الأبصار، باب الأذان ۱/۳۸٤ ط سعيد) بخلاف مصل ولو بجماعة في بيته بمصر أو قرية لها مسجد فلا يكره تركهما إذ أذان الحي يكفيه الخ (تنوير وشرحه، باب الأذان ۱/۳۹٥ ط سعيد)

(۲) من عجز عن استعمال الماء لبعده ميلا أو لمرض أو برد أو خوف عدو ... تيمم (تنوير الأبصار، باب التيمم ۱/۲۳۲ تا ۲۳٦ ط سعيد)

(۳) والجماعة سنة مؤكدة للرجال وقيل واجب ... فتسن أو تجب على الرجال العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الصلاة بالجماعة من غير حرج الخ (تنوير الأبصار، باب الإمامة ۱/٥٥۲ تا ٥٥٤ ط سعيد)

مقتدا نماز نہ پڑھیں معمولی درجہ کے لوگوں کو کہہ دیں کہ وہ نماز پڑھ کر دفن کر دیں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عمداً تارک نماز فاسق ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۷ء)

(سوال) وہ کلمہ گو مسلمان جس نے عمر بھر نماز نہیں پڑھی اور کبھی بھی نہیں مگر عقیدۃً نماز کو اچھا سمجھتا رہا اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

(جواب ۷۷۸) اگر وہ شخص توحید و رسالت اور ان چیزوں پر ایمان رکھتا تھا جن پر ایمان رکھنا ضروری ہے نماز کو فرض سمجھتا تھا تو صرف اس وجہ سے کہ اس نے نماز کبھی نہیں پڑھی ورنہ کبھی کافر نہیں ہوتا ہاں وہ فاسق ضرور ہے مگر کفر کا حکم اس پر کرنا جائز نہیں البتہ اگر وہ نماز کی فرضیت سے بھی منکر ہو تو مرتد قرار دیا جائے گا(۱) (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

نماز کے بعد مصلے کو الٹ دینا

(الجمعیۃ مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) عام لوگ بعد نماز کے کونہ جانماز کا الٹ دیتے ہیں کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

(جواب ۷۷۹) جانماز کا کونہ الٹ دینے کی کوئی اصل نہیں نہ کوئی وجہ معلوم ہوتی ہے اور جو وجہ مشہور ہے کہ شیطان اس پر نماز پڑھ لیتا ہے یہ غیر ثابت اور غیر معقول ہے ہاں بغرض حفاظت جانماز کو لپیٹ دینا درست ہے مگر صرف کونہ الٹ دینے میں کوئی حفاظت بھی نہیں۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

نماز میں خیالات اور وساوس کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۸ء)

(سوال) نماز کے اندر انواع و اقسام کے خیالات پیدا ہوتے ہیں اور خیالات منتشر رہا کرتے ہیں اس سے نماز میں کوئی نقص تو نہیں آتا؟

(جواب ۷۸۰) غیر اختیاری خیالات سے نماز فاسد نہیں ہوتی حتی الامکان ان کو دفع کرنا چاہئے۔

---

(۱) صلوا علی کل بر وفاجر لحدیث [illegible] کنز العمال ۶، ۵۴ ط بیروت وهی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعة بغاة وقطاع الطریق الخ (تنویر الابصار جلد ۲ ، ۲۱۰ ط سعید) وتارکها عمدا مجانة ای تکاسلا فاسق یحبس حتی یصلی (تنویر وشرحه کتاب الصلاة ۱ / ۳۵۳ ط سعید)
(۲) وتارکها عمدا مجانة ای تکاسلا فاسق یحبس حتی یصلی لانه یحبس لحق العبد فحق الحق احق [illegible] (تنویر الابصار وشرحه کتاب الصلاة ۱ / ۳۵۳ ط سعید) (۳) عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ ﷺ "ان اللہ تجاوز عن امتی ما حدثت به انفسها ما لم تعمل او تکلم به" الخ (مسلم باب بیان تجاوز اللہ عن حدیث النفس ۱ / ۷۸ ط قدیمی کتب خانه کراچی)

نماز کب معاف ہوتی ہے

(سوال) نماز کب معاف ہوتی ہے ؟

(جواب ۷۸۱) جب انسان مرض کی وجہ سے بالکل ہوش وحواس سے عاری ہو جائے اور اسی حال پر چوبیس گھنٹے سے زیادہ گزر جائیں یا اتنا کمزور ہو جائے کہ سر سے صرف اشارہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو اور اسی حال پر ایک رات دن سے زیادہ ہو جائے تو ان نمازوں کی قضاء بھی اس کے ذمے نہیں ہوتی(۱) محمد کفایت اللہ

"اللہ اکبار" کہنا مفسد نماز ہے یا نہیں ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۴ء)

(سوال) اللہ اکبر کی باء کو جو فتحہ ہے کما حقہ ادا کرتے ہوئے راء کو خفیف سا کھینچ کر ادا کرنے میں نماز میں کیا نقصان ہوگا ؟

(جواب ۷۸۲) باکا فتحہ کھینچنے سے اگر اکبار ہو جائے تو نماز مکروہ ہوگی(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

نماز میں تصور شیخ کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) تصور شیخ جو اکثر مشائخ اپنے مریدوں کو بتاتے ہیں مراقبہ میں یا نماز میں جائز ہے یا نہیں ؟ خصوصاً جب کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ ہو ؟

(جواب ۷۸۳) تصور شیخ کا مسئلہ تصوف کا مسئلہ ہے صوفیہ اس کو توحید خیال کے لئے مفید سمجھتے ہیں لیکن نماز کی حالت میں اصول فقہیہ کی رو سے اس کی اجازت دینی مشکل ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

نمازی کے سامنے کتنے فاصلے پر گزرنا جائز ہے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) مصلی کے آگے سے کتنے فاصلے کے درمیان سے گزرنا گناہ ہے اکثر کتابوں میں لکھا ہے کہ موضع سجود کے درمیان سے گزرنا منع ہے موضع سجود کے مطالب میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سجدہ کرنے

www.ahlehaq.org

---

(۱) وإن تعذر الإيماء برأسه وكثرت الفوائت بأن زادت على يوم وليلة سقط القضاء عنه' وعليه الفتوى (التنوير و شرحه' باب صلاة المريض ' ۲/۹۹ ' ط سعید)

(۲) "حلبی کبیر" میں اس کو مفسد صلوٰۃ کہا ہے : وإن قال الله أكبار لا يصير شارعاً وإن قال في خلال الصلاة تفسد صلاته قيل لانه اسم من اسماء الشيطان و قيل لأنه جمع كبر بالتحريك وهو الطبل و قيل يصير شارعاً ولا تفسد صلاته لأنه أساء' و الاول أصح (ألاول تكبيرة الافتتاح' ص ۲۶۰ ط سهيل)

(۳) وان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احداً الآية (جن: ۱۸) ولو تفكر في صلاة فتذكر حديثاً أو شعراً أو خطبةً أو مسئلةً يكره (عالمگيرية' باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱ / ۱۰۰' ط ماجديه' كوئته)

کی جگہ اور مصلی کے قدم کے درمیان سے گزرنا منع ہے اور اس کے باہر سے گزرنا جائز ہے بعض کہتے ہیں کہ مصلی کے آگے جو فرش پر صف بندی کی لکیر بنی ہوئی ہے یہی سترہ کے لئے کافی ہے اور اس خط کے باہر سے بلاضرورت بھی گزرنا جائز ہے

(جواب ۷۸۴) نماز پڑھنے والے کے آگے سے چھوٹی مسجد یا چھوٹے مکان میں گزرنا ناجائز ہے جب تک کہ اس کے آگے کوئی آڑ نہ ہو اور بڑی مسجد یا بڑا مکان یا میدان ہو تو اتنے آگے سے گزرنا جائز ہے کہ اگر نمازی اپنی نظر سجدہ کی جگہ پر رکھے تو گزرنے والا اسے نظر نہ آئے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) انتشار پھیلانے والا گناہ گار ہے
(۲) غیر مقلدین 'اہل السنۃ والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں ؟
(۳) اہل حدیث کے پیچھے نماز عید کا حکم
(۴) عیدین میں عند الاحناف تکبیرات زوائد چھ ہیں
(۵) احناف کو اہل حدیث کہہ سکتے ہیں یا نہیں ؟
(۶) تراویح مع وتر تیئس رکعات مسنون ہیں
(۷) گیارہ رکعت تراویح کو سنت کہنا
(۸) عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت
(۹) حق بات کو چھپانا گناہ ہے
(الجمعیۃ مورخہ یکم فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) ہم لوگ جب کہ شرعی صدقہ فطر سے بالکل ناواقف تھے اور چرم قربانی کو بیچ کر اپنے مصرف میں لاتے تھے بلکہ بعض تو چرم قربانی بیچ کر تاڑی وغیرہ مغشی و مسکر چیزیں پی جاتے تھے اس وقت سے آج تک علمائے اہل حدیث کے ساتھ عیدین کی نماز بے تکلف بارہ تکبیروں کے ساتھ پڑھتے رہے اور انہیں علمائے کرام کی بدولت شرعی مسائل سے واقف ہوئے صدقہ فطر نکالتے ہیں اور چرم قربانی کی قیمت مدارس اسلامیہ میں دیتے ہیں جس کو تیس چالیس برس کا عرصہ ہوتا ہے اس عرصے میں بڑے بڑے مشہور علمائے احناف آئے اور آتے رہتے ہیں اور اپنے مواعظ حسنہ سے مستفید فرماتے ہیں مگر آج تک کسی عالم نے یہ نہیں کہا کہ علمائے اہل حدیث کے پیچھے تم لوگوں کی نماز نہیں ہوگی اب کے سال چند بریلوی حضرات نے بڑی دھوم مچا رکھی ہے لوگوں کو ورغلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی مندرجہ ذیل

---

(۱) و مرور مار فی الصحراء او مسجد کبیر بموضع سجوده فی الاصح او مروره بین یدیه إلی حائط القبلة فی بیت و مسجد صغیره فإنه کبقعة واحدة مطلقاً الخ (التنویر و شرحه) و فی الشامیه :" أنه قدرما یقع بصره علی المار لو صلی بخشوع ای رامیاً بصره إلی موضع سجوده الخ (باب ما یفسده الصلاة وما یکره فیها ۱/ ۶۳۶' ط سعید)

www.ahlehaq.org

سوالات کے جواب مرحمت فرمائیں۔
(١) جماعت کا منتشر کرنے والا مجرم ہے یا نہیں ؟ (٢) اہل حدیث سنت جماعت میں سے ہیں یا نہیں ؟ (٣) علمائے اہلحدیث کے پیچھے احناف کی عیدین کی نماز ہو گی یا نہیں ؟ (٤) عیدین کی نماز بارہ تکبیروں سے افضل ہے یا چھ تکبیروں سے ؟ (٥) احناف اپنے کو اہل حدیث کہہ سکتے ہیں یا نہیں ؟ (٦) تراویح کی نماز مع الوتر گیارہ رکعت افضل ہے یا تئیس ؟ (٧) کوئی شخص تراویح کی نماز سنت سمجھ کر گیارہ رکعت پڑھے تو کیا وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجرم ہوگا ؟ (٨) عالم کے موجود ہوتے ہوئے معمولی اردو خواں کے پیچھے نماز درست ہو گی یا نہیں ؟ (٩) حق بات کو چھپانے والا کیسا ہے ؟

(جواب ٧٨٥) (١) تفریق پیدا کرنے والا سخت گناہ گار ہے(١) (٢) ہاں اہل سنت والجماعت میں داخل ہے(٢) (٣) ہو جائے گی مگر حنفی مقتدی چھ تکبیریں کہیں(٣) (٤) حنفیہ کے نزدیک چھ تکبیروں سے ہے(٤) (٥) اصطلاحی معنی سے نہیں کہہ سکتے (٦) تئیس رکعت افضل اور مسنون ہیں(٥) (٧) مجرم تو نہ ہوگا مگر تارک افضل وراجح ہوگا(٦) (٨) ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی(٧) (٩) ضرورت بیان کے موقع پر حق کو چھپانے والا گناہ گار ہے(٨) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

نماز میں کیا تصور کیا جائے؟

(الجمعیۃ مورخہ ١٦ جون ١٩٣٨ء)

(سوال) جب انسان نماز پڑھنے کھڑا ہو تو اس کو ہمہ تن خالق دو عالم کی طرف رجوع ہو جانا چاہئے اور دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی قسم کا خیال نہیں گزرنا چاہئیے ایسی تصورات میں نماز کی رکعات کا شمار اور رکوع و

www.ahlehaq.org

---

(١) قوله تعالىٰ ص" واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا" الآية (آل عمران : ١٠٣) وقوله تعالىٰ :" ولا تنازعوا فتفشلوا و تذهب ريحكم" (انفال : ٤٦)
(٢) جو غیر مقلدین تقلید کو شرک کہیں ائمہ اربعہ پر طعن اور سب و شتم کریں اور اہل السنت والجماعت کے اجماعی مسائل کا انکار کریں وہ اہل السنت والجماعت سے خارج ہیں۔
(٣) جو غیر مقلدین تقلید کو شرک کہیں اور اہل سنت والجماعت کے اجماعی مسائل کا انکار کریں وغیرہ وہ مبتدع ہیں ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے (امداد الفتاویٰ باب الإمامة والجماعة ١/٢٥٣ ط مکتبہ دار العلوم کراچی)
(٤) وهى ثلث تكبيرات فى كل ركعة الخ (الدرالمختار' باب العيدين ٢/١٧٢' ط سعيد)
(٥) و عن يزيد بن رومان أنه قال :" كان الناس يقومون فى زمان عمر بن الخطاب فى رمضان بثلاث و عشرين ركعة (آثار السنن' باب التراويح بعشرين ركعة' ص: ٢٠٥' ط امداديه)
(٦) وهى عشرون ركعة (درمختار) و فى الشاميه :" هو قول الجمهور' و عليه عمل الناس شرقاً و غرباً الخ (باب الوتر والنوافل' مبحث التراويح ٢/٤٥ ط سعيد)
(٧) والأحق بالإمامة تقديماً' بل نصباً الأعلم بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوة و تجويداً للقراء ة الخ (التنوير وشرحه' باب الإمامة ١/٥٥٧' ط سعيد)
(٨) إن الذين يكتمون ماأنزلنا من البينت والهدى من بعد ما بيناه للناس فى الكتب اولئك يلعنهم الله و يلعنهم اللعنون (بقرة: ١٥٩)

سجود کا خیال رکھنا مشکل ہے اگر نماز کی ترتیب اور شمار رکعات کا خیال رکھے تو اللہ تعالیٰ کا خیال قائم نہیں رہ سکتا۔ ؟

(جواب ٧٨٦) نماز میں صرف اللہ تعالیٰ کا خیال رہنا چاہئیے اس کا مطلب یہ ہے کہ نمازی ہمہ تن اس تصور میں غرق ہو کہ میرا معبود اور مسجود اللہ تعالیٰ ہے اور میں اس کے سامنے کھڑا ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور اگر خیال اتنا قوی ہو جائے کہ گویا میں خدا کو دیکھ رہا ہوں تو سبحان اللہ! بہر حال اس خیال اور تصور کے ساتھ قیام' رکوع' سجود اور رکعات کی تعداد کا تصور جمع ہو سکتا ہے اور ارکان کے تصور سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ کا جو تصور مطلوب ہے وہ باقی نہ رہے۔ (١) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کفایۃ المفتی جلد سوم ختم ہوئی اس کے بعد جلد چہارم ہے

www.ahlehaq.org

---

(١) أن تعبد الله كأنك تراه وإن لم تكن تراه فإنه يراك الحديث (مسلم' كتاب الإيمان ١/٢٧' ط قديمى كتب خانه' كراچى)